

ردِّ قادیانیت

رسائل

حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا قاضی فضل احمد گڑا پوری رحمۃ اللہ علیہ

احتساب قادیانیت

سہم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مضوری باغ روڈ - ملتان - فون: 4514122

# ردِ قادیانیت

## رسائل

حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ  
حضرت مولانا قاضی فضل احمد گورداسپوری رحمۃ اللہ علیہ

# احتساب قادیانیت

بسم

عالمی مجلس تحفظِ خطِ نبویؐ

عضوری باغ روڈ، ملتان - فون: 4514122

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

## عرض مرتب

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده! اما بعد!

محض اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے احتساب قادیانیت کی بیسیویں (۲۰) جلد پیش خدمت ہے۔ آج سے برسہا برس قبل جب یہ سفر شروع کیا تھا تو تصور میں بھی نہ تھا کہ اتنا سفر اس تیزی سے طے ہو جائے گا۔ اس پر اللہ رب العزت کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ امید ہے لئن شکرتکم لا زیدنکم کے تحت اللہ تعالیٰ مزید توفیق سے سرفراز فرمائیں گے۔

اس جلد میں حضرت مولانا محمد مسلم دیوبندی عثمانی کی کتاب (۱) مسلم پاکٹ بک اور جناب قاضی فضل احمد گورداسپوری کی دو کتابیں (۲) کلمہ فضل رحمانی (۳) جمعیت خاطر شامل اشاعت ہیں۔

## تعارف مسلم پاکٹ بک

”مسلم پاکٹ بک“ قادیانی کتاب (احمدیہ پاکٹ بک) کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ مسلم پاکٹ بک ایک علمی دستاویز اور قادیانی و سواؤں کے جوابات میں انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اس علمی اور تحقیقی کتاب پر جتنا مصنف مرحوم کو خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ ایک بار شائع ہوئی، پھر نایاب ہو گئی۔ اس کا ایک نسخہ محترم الحاج عبدالرحمن یعقوب باوا صاحب سے ملا۔ دفتر کی لائبریری میں درج ہوا۔ لیکن گم ہو گیا اس کا بہت صدمہ ہوا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے کرم کیا۔ اللہ تعالیٰ بہت ہی جزائے خیر دیں اپنی بھرپور موسلا دھار رحمتوں کی بارش سے نوازیں بابو تاج محمد صاحب مرحوم فقیر والی کو، ان کی محنت سے دوسرا نسخہ مل گیا۔ جسے جان سے عزیز سمجھ کر سنبھالے رکھا۔ آج سالہا سال بعد اس کی اشاعت کی حق تعالیٰ جل و علا مجدہ نے توفیق سے نوازا اس پر سجدہ شکر بجالاتے ہیں۔

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی مرحوم اس مرحلہ پر بہت یاد آرہے ہیں۔ انہوں نے بارہا اس کتاب کی اشاعت کی اہمیت جتلائی اور اشاعت کے لئے بار بار حکم

فرمایا۔ صحیح ہے کہ قدر زر، زر گر بداند، قدر جوہر، جوہری۔ لیکن کل امر مرہون باوقا تھا  
سے بھی تو مفر نہیں۔ واقعی یہ کتاب اس قابل ہے کہ قابل قدر جان کر اسے پڑھا جائے۔ لیکن  
اس کے لئے بھی تو قابلیت درکار ہے۔ ”میں تو اس قابل نہ تھا“ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا کہ  
کتاب چھپنے کے قابل ہوگئی۔

ایسے وقت میں چھپ رہی ہے کہ اس کے چھاپنے کی اہمیت جتانے والے، مولانا  
اوکاڑویؒ) اس دنیا میں نہیں رہے۔ وہ ہوتے تو ان سے دعاؤں کا انعام لیتا۔ لیکن وہ حیات  
اموات کے قائل تھے۔ حق تعالیٰ ان تک یہ خبر پہنچا دیں کہ آپ کے ایک نالائق خادم نے  
معرکہ سر کر لیا ہے تو انہیں خوشی ہو۔ ویسے وہ ایسے نیک بخت تھے کہ یقیناً پہلے ہی خوشیاں سمیٹ  
رہے ہوں گے۔

کتاب لیتھو پر ۱۳۵۱ھ میں پہلی بار شائع ہوئی۔ جیسی سائز، جلد کرتے وقت کافی حصہ  
سلانی میں آ جانے کے باعث ناقابل استفادہ ہو گیا تھا۔ مس پرنٹ بہت تھا۔ جلد کھول کر ایک  
ایک ورق کیا۔ پھر انار جمنٹ فوٹو کرائے الفاظ پھٹ گئے۔ مدہم الفاظ پھر پٹھے، مٹے، ہٹے کتاب  
علمی اور فقیر محض کورا۔ کتاب کو ہاتھ کیا لگایا، ”سرمنڈا تے ہی اولے پڑنے لگے“ کا مصداق ہو گیا۔  
پھر خیر سے کمپوزر حضرات مجھ سے بھی زیادہ عربی لکھنے میں تن آسان واقع ہوئے ہیں۔ حوالہ جات  
میں ساتھیوں کی گل فشانی سے انکار نہیں۔ لیکن خدا لگتی کہ پوری ٹیم نے اس کتاب پر بھرپور محنت کی  
ہے۔ غلط یا صحیح کی تو شرط نہیں لگاتا۔ البتہ اس کا یقین کامل ہے کہ پہلے کی نسبت پڑھنے میں آسانی  
پیدا ہوگئی ہے۔

پہلی اشاعت ۱۳۵۱ھ میں اب دوسری اشاعت ۱۳۶۸ھ میں گویا ساٹھ سال بعد اس  
کا دوبارہ منظر عام پر آنا یقیناً توفیق ایزدی ہے۔ ورنہ تو خیر سے یہ کتاب عمر میں بھی مجھ سے بڑی  
ہے۔ اپنے سے بڑوں کے ساتھ ”متھا“ لگانے والوں کے ساتھ جو ہوتا ہے وہ میرے ساتھ اس  
کتاب نے کیا ہے۔ میں نے بھی محدب شیشہ (کلاں نما) سے لڑائی لڑی، اللہ تعالیٰ نے کرم کا  
معاملہ کیا کہ سرخرو ہو گئے۔ اس رام کہانی بیان کرنے سے اپنے مخنتی ہونے کا ثبوت مہیا کرنا مقصود



نہیں۔ رفقاء سے استدعا کرنی ہے کہ یہ کتاب بھرپور علمی ذخیرہ ہے۔ قادیانیوں کے اعتراضات کو ہباء منشور کرنے کے لئے اس سے استفادہ از بس ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا محمد امین اوکاڑویؒ اس کی طباعت کے لئے بے قرار رہتے تھے۔

## تعارف! کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام قادیانی ۱۳۱۲ھ

حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب گورداسپور کے باسی تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے ہم عصر تھے۔ لدھیانہ کے محکمہ پولیس میں کورٹ انسپکٹر تھے۔ مرزا قادیانی کے بڑے بیٹے مرزا سلطان احمد کے ساتھ ملازم ہوئے۔ غلام احمد قادیانی بھی گورداسپور کے تھے۔ اس لئے مرزا قادیانی کے ہم عصر، ہم ضلع اور مرزا کے بیٹے سے تعلقات کے حوالہ سے گویا ”گھر کے بھیدی“ تھے۔ آپ نے یہ کتاب ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۷ء میں لکھی اس کتاب کی اشاعت کے بعد مرزا قادیانی دس سال سے زیادہ عرصہ زندہ رہے۔ لیکن کتاب کے مندرجات کی تردید کا حوصلہ نہ کر سکے۔

یہ کتاب اپنی بعض خصوصیات کے باعث رد قادیانیت کی دیگر ہزاروں کتب میں انفرادیت رکھتی ہے۔ مثلاً:

۱..... اس کتاب کے نام سے دو دفعہ سن اشاعت نکلتا ہے۔ کلمہ فضل رحمانی (۱۳۱۲ھ) بجواب اوہام قادیانی (۱۳۱۲ھ)

۲..... مرزا قادیانی نے اپنے نام غلام احمد قادیانی کی مناسبت سے (۱۳۰۰ھ) کا عدد نکال کر اسے اپنے دعویٰ میں پیش کیا۔ (ازالہ ص ۱۸۵، خزائن ج ۳ ص ۱۸۹) قاضی فضل احمد نے سات (۷) نام مرزا کے موافقین و مخالفین کے لکھ کر ان کے عدد (۱۳۰۰) پورے کر کے لکھا کہ اگر یہ دعویٰ کے صداقت کی دلیل ہے تو ان ساتوں کو بھی مہدی، مسیح، مجدد و نبی مان لیا جائے۔ اس سے مرزا کی لگھی بند ہوگئی۔

۳..... مرزا نے (ازالہ اوہام ص ۱۸۸، خزائن ج ۳ ص ۱۹۰) میں کہا کہ ”میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔“ مؤلف کتاب ہذا نے لدھیانہ میں قادیان نامی دوسرا گاؤں اور اس میں غلام احمد نامی شخص کا حوالہ دے کر مرزا قادیانی کو چت گرا کر اس پر دوسرے غلام احمد قادیانی کو بٹھا دیا۔

۴..... اس کتاب میں مرزا قادیانی کی کتب و رسائل

☆..... انجام آتھم

☆..... خدائی کا فیصلہ ☆..... دعوت قوم

☆..... مکتوب مرزا عربی بنام علماء و مشائخ ہند

کا جواب لکھا اور ان تینوں کتابوں کے خلاصے درج کر کے ان کے جوابات کے لئے مرزا کی کتب اور مرزا کی تحریرات سے کام لیا۔ مرزا قادیانی کا منہ اور اس کی چیخ، مرزا کی رسی اور مرزا کا گلہ۔ مرزا کا جو تا مرزا کی پشت، کی تصویر یہ کتاب ہے۔

۵..... مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے حصول کے لئے مرزا احمد بیگ، مرزا علی شیر اور اس کی اہلیہ کو جو مرزا احمد بیگ کی ہم شیرہ تھی، خطوط لکھے۔ ذلت آمیز، خوشامدی اور چالاک و مکار، عیار، دھوکہ باز، بازیگر کی طرح لالچ و خوف دلایا۔ مرزا کے یہ خطوط آپ نے مرزا علی شیر بیگ جو مرزا قادیانی کا سمدھی تھا اس سے حاصل کر کے اپنی اس کتاب میں پہلی بار ان کو مرزا قادیانی کی زندگی میں شائع کر کے مرزا قادیانی کا بیچ چور ہے بھانڈا پھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی کہ عدالتوں تک یہ کتاب اور اس میں درج خطوط مرزا قادیانی کے مقابل پیش ہوتے رہے اور مرزا قادیانی کو کھسیانی بلی کھنبہ نوچے کے بمصداق سوائے سر تسلیم خم کے اور کوئی چارہ نہ رہا۔ چنانچہ ۱۶ مئی ۱۹۰۱ء کو گورداسپور کی عدالت میں مرزا امام الدین کے مقدمہ ”بند کرنے راستہ شارع عام“ کے سلسلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کا بیان ہوا۔ اس میں مرزا قادیانی نے تسلیم کیا کہ کلمہ فضل رحمانی (کتاب ہذا) میں جو خطوط شائع ہوئے وہ میرے ہیں۔ (الحکم قادیان ج ۵ ش ۲۹ ص ۱۴) مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء۔ کتاب بنام ملفوظات احمدیہ منظور الہی ص ۲۴۱، ۲۴۵) میں تمام تفصیل موجود ہے۔

یہ کتاب ۱۳۱۲ھ (۱۸۹۷ء) میں اول بار شائع ہوئی۔ چھیا نوے برس بعد ۱۴۰۸ھ میں مجلس تحفظ ختم نبوت صدر دفتر ملتان نے دوسری بار عکس لے کر اسے شائع کیا اور اب بار سوم ۱۴۲۸ھ میں ٹھیک ایک سو چودہ برس بعد شائع کر رہے ہیں۔ یہ کمپیوٹرائڈیشن ہے۔ حوالہ جات کی تخریج و تحقیق کے ساتھ اس کی اشاعت پر رب کریم کی عنایت و توفیق پر ہزاروں ہزار شکر ادا کرتے ہیں۔ قارئین دیکھیں گے کہ پولیس انسپکٹر کورٹ نے مرزا قادیانی کو جرح میں کیسے طشت از بام کیا ہے؟۔ فلحمد للہ اولاً و آخراً!

## تعارف جمعیت خاطر

اس جلد میں تیسری کتاب جمعیت خاطر ہے اس کے مصنف بھی قاضی فضل احمد گورداسپوری ہیں۔ ۱۹۱۵ء میں پہلی بار شائع ہوئی تو ناشر نے اس کے سرورق پر خود یہ تعارف لکھا۔

”اس میں وہ خط و کتابت ہے جو درمیان قاضی فضل احمد صاحب انسپکٹر پولیس لدھیانہ حنفی، سنی، نقشبندی اور غلام رسول، مرزائی، قادیانی انسپکٹر پولیس فیروز پور کے ہوئی، درج ہے۔ جس کا جواب قادیانی موصوف باوجود سخت درخت وعدوں کے نہیں دے سکے۔ بانظار مدت مدید شائع کی گئی۔ مرزا قادیانی مدعی رسالت و نبوت و خدائی کے دعاوی پر نہایت تہذیب کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ منصف مزاج کے لئے نہایت عمدہ سبق ہے ہر سہ نام اس خط و کتابت کے تاریخی، ہجری و عیسوی ہیں۔“

اس ایک کتاب کے تین نام ہیں۔

۱..... جمعیت خاطر (۱۳۳۳ھ)

۲..... دو انسپکٹروں کا دو دلا مکاتبہ (۱۳۳۳ھ)

۳..... خوان ارمغان (۱۹۱۵ء)

نوٹ: اس جلد (۲۰ ویں) کے آخر پر بیس جلدوں کی فہرست دے دی گئی تاکہ ان تمام جلدوں سے استفادہ اور پڑھنے میں آسانی ہو۔ جو کچھ ہوا کریم کے کرم ہوا۔ جو ہوگا کریم کے کرم سے ہوگا۔

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم  
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

العارض! فقیر اللہ وسایا، ۶ جون ۲۰۰۷ء

۲۲ جمادی الاول ۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

## اجمالی فہرست..... احتساب قادیانیت جلد ۲۰

عرض مرتب	۳
..... ۱ مسلم پاکٹ بک	حضرت مولانا محمد مسلم دیوبندی " ۹
..... ۲ کلمہ فضل رحمانی	حضرت مولانا قاضی فضل احمد ۳۵۷
..... ۳ جمعیت خاطر	" "
..... ۴ فہارس احتساب قادیانیت جلد: ۲۰ تا ۲۱	حضرت مولانا اللہ وسایا ۶۱۹

ضروری اعلان!

اس جلد کے آخر میں ص ۶۱۹ سے آگے احتساب قادیانیت کی نہیں

جلدوں کی چار مختلف نوعیت کی فہارس شامل ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے!



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مجله علمی و ادبی  
مجله علمی و ادبی  
مجله علمی و ادبی

# مسلم پاکٹ بک

در دمرزائیت

حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندیؒ

بسم الله الرحمن الرحيم!

تقریظ: شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی

ہمارے بھائی مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی (فاضل دیوبند) نے اپنی مسلم پاکٹ بک کا مسودہ کئی اہم مواضع سے مجھ کو سنایا۔ حق تعالیٰ جزائے خیر دے بڑا اچھا کام کیا ہے۔ مرزائیوں نے جو پاکٹ بک چھپوائی ہے اس کی جواب دہی کا فرض کفایہ مولوی صاحب موصوف کے قلم سے ادا ہوا۔ مسلم پاکٹ بک فی الحقیقت مرزائیوں کے رد میں ایک جیبی کتب خانہ کا حکم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس سے منتفع کرے۔ مجھے امید ہے کہ اہل علم اس کتاب کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور اہل خیر اور صاحب ثروت مسلمان پچاس، سو نسخے خرید کر اس کی عام اشاعت میں حصہ لیں گے۔ پنجاب وغیرہ میں بڑے بڑے سجادہ نشین، مشائخ ہیں۔ ان کی ادنیٰ توجہ سے یہ کار دشوار آسان ہو سکتا ہے۔ واللہ لایضیع اجر المحسنین!

الراقم شبیر احمد عثمانی دیوبندی

۲۴ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ

تقریظ: جناب مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسری حافظ کتب مرزائیہ

الحمد لله رب العالمین . والصلوة والسلام علی خاتم النبیین .

وعلی آلہ واصحابہ اجمعین!

مسلم پاکٹ بک مصنفہ جناب مولانا محمد مسلم صاحب دیوبندی گو میں نے شروع سے آخر تک دیکھا۔ فرقہ مرزائیہ کی تردید احسن طور پر کی گئی ہے۔ لفظ تو فی..... رفع..... بل..... خلت..... خاتم..... وغیرہ پر عالمانہ بحث کی گئی ہے۔ مرزائیوں کے اعتراضوں کے جواب بھی بخوبی دیئے گئے ہیں۔

میں نے اس کتاب کے وہ حوالے جو مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے ماخوذ ہیں دیکھے اور اصل کتابوں سے مقابل کئے۔ اکثر صحیح پائے۔ جو غلط تھے ان کا صحت نامہ کتاب کے ساتھ لگا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ کتاب مرزائیوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہو۔ آمین!

خادم دین رسول اللہ

عاجز حبیب اللہ کلرک دفتر نہر امرتسر

بسم الله الرحمن الرحيم!

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى!

### قصیدہ ثنائیہ اعتقادیہ!

یا صاحب الجود والاحسان والکرم ، لقد عممت باید سائر الامم !  
اے احسان اور بخشش کرنے والے تیری نعمتیں تو ہر نیک و بد پر عام ہیں۔

فاصفح عن الذنب اعرض عنه بالکرم ، امدد علی ذیول الفضل والنعم !  
میرے گناہوں سے درگزر فرما اور مجھے اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے۔

ان الانام رھین الجود قاطبۃ ، وان کفرت اوصال شلومصتم !  
تمام مخلوق تیرے احسان میں دبی ہوئی ہے۔ اگرچہ ان کے اعضاء کے جوڑ تیری شکرگزاری سے قاصر ہیں۔

تفضل ولا تنظر الی ما اکتسبتہ ، ان الکریم لیرخی الستر باللم !  
تو اپنے فضل سے کام لے میرے گناہوں کو نہ دیکھ۔ کریم کا کام چشم پوشی ہی کرنا ہے۔

کم من خطاء عند فضلك مختلف ، فما اثر بالعفو منك لما ثم !  
تیرے فضل اور عفو کے سامنے گناہوں کی کوئی حقیقت نہیں۔

لا جرمت الا انذنی بک مرتج ، ولا یقنط الراجی لا مر مفحم ! میں  
گنہگار بھی ہوں اور تیری رحمت کا امیدوار بھی۔ قرآن کہتا ہے کہ رحمت سے ناامید نہ ہونا چاہئے۔

تعلمت من کائس الجريمة کأبة ، یکاد یضیق الصدر من سوء ماثم !  
میں گناہوں سے تنگ آ گیا ہوں۔ بد انجامی کے خوف سے دل گھٹا جاتا ہے۔

وان ضاقت الارض لاثمی برحبها ، ولاکن عفوک اکثر عندنادم !  
اگرچہ زمین میرے گناہوں کی کثرت سے تنگ ہے۔ لیکن توبہ کرنے والے کے واسطے تیرا عفو اس سے کہیں زیادہ ہے۔

فلا منک لی الا الیک ملاذۃ ، فتطردنی ان شئت ان شئت تنعمی !  
تیرے سوا اور کوئی پناہ کی جگہ نہیں۔ تجھے اختیار ہے کہ خطاؤں پر مجھے سزا دے یا عفو کر کے بخش دے،

یا من یداه علی المخلوق قاطبہ • ولا یعزب الذر عن عینہ فی الظلم !  
اے اللہ! تمام جہان تیری منہی میں ہے۔ اندھیری رات میں ننھی سی چوٹی بھی تیری نظر میں پوشیدہ نہیں۔

لانت الہ لیس مثلك واحد • ویجرى قضاءك بالاکوان فی الامم !  
تو بے مثل اور اکیلا خدا ہے اور لفظ کن سے دنیا کی قسمت پلٹی کرتا ہے۔

فلیس خلقك كالْفخار قَط • یدور ذاك علی الاسباب من قدم !  
تیرا پیدا کرنا کوزہ گر کی طرح آب و گل کا محتاج نہیں۔

بنیت علی العلات امرا وحينما • جعلت ابن مریم آية مثل آدم !  
تو نے اسباب پر دنیا کا نظام قائم کیا ہے مگر بلا کسی ظاہری سبب کے عیسیٰ اور آدم کو پیدا کیا۔

جعلت عصا للخلق اعظم حية • اثرت النخوع عن بحيرة قلزم !  
ادھر موسیٰ کی لاٹھی کو اثر دھا اور دریائے قلزم کو پلک جھپکنے میں خشک کر دیا۔

تحیی تمیت ومن تشاع تعیده • فی الدنيا اوتاتی به يوم قادم !  
تو مارتا اور زندہ کرتا ہے اور بعضوں کو مارنے کے بعد دوبارہ دنیا میں بھیجتا ہے اور کسی کو قیامت تک زندہ نہیں کرتا۔

والله يجعل حيث شاع رسالة • فان يحرق الحساد تحرق من الغم !  
اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہے وہ رسول بنائے اور اگر کسی کو اس کا حسد ہے تو وہ مر رہے

خلیلاً کلیماروحه اصطفاهم • وافضلهم خیر النبیین لها شم !  
اس نے حضرت ابراہیم اور موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کو رسالت کے واسطے اور ان سب سے افضل کو جو بنی ہاشم میں بہترین آدمی تھا اپنے لئے چن لیا۔

محمد سید الکونین ارسله • لكل خلق من الاعراب والعجم !  
وہ محمد ﷺ دو جہان کے سردار ہیں جن کو عرب اور عجم دونوں کی ہدایت کے واسطے بھیجا۔

نبوة انقطعت بعد فلیس لنا • وحی من الحکم کان او من الحکم !  
آپ ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور وحی کا آنا مطلقاً بند ہو چکا ہے۔

لعیسیٰ سیاتی آخراً نشر حکمه • بسبق النبوة لا تبدی من العدم !



عیسیٰ ضرور آئیں گے۔ مگر اس دین کے خادم ہو کر۔ ان کو نئی نبوت نہیں دی جائے گی جو ختم نبوت کے خلاف ہو۔ ان کی نبوت سابقہ ہوگی۔

وان علا سطح افلاك مسحكموا . نبینا فوق عرش مس بالقدم !  
اگر عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر پہنچے کوئی بڑی بات نہیں۔ نبی کریم معراج کی رات عرش اعظم پر پہنچے۔  
نعم العتیق اماما للمقربہ . وبارك بوجهل لاب منقم ! معراج کے اقرار کرنے والے کو ابوبکرؓ کی اقتداء مبارک ہو اور اس کے انکار کرنے والوں کو ابوجہل کی پیروی کرنا۔  
واھا لتابعه قبل العقوبة اذ . اتت بغتة ماردها ندم نادم ! مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس دن کے آنے سے پہلے حضور کی غلامی اختیار کر لی جس روز ندامت اور پشیمانی کچھ کام نہ آئے گی۔

فمن بدل الدين المبين براءه . واطهر في القران مالم يحكم ! جس نے دین مبین کو اپنی رائے سے بدلا اور قرآن کی تفسیر میں اپنی عقل کو دخل دیا۔

خلاف رسول اللہ اتبع الهوى . وغير تعليم النبى المكرم ! رسول اللہ ﷺ کی منشاء کے خلاف اپنی خواہشات کی اتباع کی اور مقدس نبی کی تعلیم کو بدل دیا۔

وقلب آيات ملائكة ابى . فذالك ملعون وقود جهنم ! آیتوں کے معنی بگاڑے اور ملائکہ کی شرعی حیثیت سے انکار کیا۔ ایسا آدمی ملعون اور دوزخ کا ایندھن ہے۔

ما اغبرت الارض اظلمت سماءها . عليه سلام الله عدة نائم ! جب تک زمین و آسمان باقی ہیں نبی علیہ السلام پر خدا کی رحمت نازل ہوتی رہے۔

على آله الاخيار والصحب كلهم . هم اسقوا زروع الله من قطرة الدم ! آپ ﷺ کی اولاد اور دوستوں پر رحمت نازل ہو جنہوں نے اسلام کی کھیتی کو اپنے خون سے سیرپا ہے۔

على كل من كانوا على سمتهم وما . خافوا عن الموت بالاسياف والقلم ! اور ان پر بھی جنہوں نے ان کا طریقہ اختیار کیا اور حق کہنے میں تلوار اور قلم سے نہیں رکے۔

تكفل الهى مسلماً خيراً ختمة . لآخر لفظ يخرج الله من فم ! اے اللہ! مسلم کا خاتمہ بالخیر کر اور دنیا سے رخصتی کے وقت اس کی زبان سے آخری لفظ اللہ نکلے۔

## پہلا باب!

### تحقیق مذاہب در بارہ حیات مسیح علیہ السلام

الف..... مسلمان اور نصاریٰ کا ان دو باتوں پر اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسد عنصری کے ساتھ اس وقت زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ قیامت سے پہلے بعینہ آسمان سے اتریں گے۔ بلکہ نصاریٰ کی ایک جماعت کا یہ خیال ہے کہ وہ سولی دیئے جانے کے بعد چند گھنٹے مردہ رہے اور پھر زندہ کر کے آسمان پر اٹھائے گئے۔

ب..... تمام مسلمان اور اکثر قدیم نصاریٰ کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ سولی پر مطلقاً نہیں چڑھائے گئے۔ بلکہ سولی دینے سے پہلے ان کو آسمان پر اٹھالیا گیا۔

ج..... پھر مسلمانوں میں سے بعضوں کا یہ خیال ہے کہ وہ رفع جسمانی کے وقت سو رہے تھے یا ان پر موت طاری کر دی گئی تھی اور آسمان پر لے جا کر ان کو زندہ کر دیا گیا۔

د..... یہودی کہتے ہیں کہ آپ کو سولی دے کر مار دیا گیا اور آپ کی نعش سولی کے بعد زمین میں دفن کر دی گئی اور اس کا رفع آسمانی نہیں ہوا۔

غرض یہودیوں کے سوا مسلمان اور نصاریٰ میں سے کوئی شخص بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودہ حیات اور آپ کے رفع جسمانی سے منکر نہیں ہے۔ شیخ اکبرؒ نے فتوحات مکیہ میں رفع جسمانی کے انکار کو معتزلہ اور بعض نصاریٰ اور یہودی طرف منسوب کیا ہے۔ مرزائی جماعت کا عقیدہ اس بارے میں وہی ہے جو یہودیوں کا ہے۔ مگر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سولی پر چڑھایا جانا مانتے ہیں اور ان کا اس پر مرنا تسلیم نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی طبعی موت مرے ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل تحریروں سے ظاہر ہے:

ا..... ”الصعود الّٰی دمی ببدنہ الی السماء قد ثبت فی امر المسیح عیسیٰ بن مریم فأنہ صعد الی السماء وسوف ینزل الی الارض وهذا مما یوافق النصاری علیہ المسلمین فانہم یقولون ان المسیح صعد الی السماء ببدنہ وروحہ كما یقولہ المسلمون ویقولون انه سوف ینزل الی الارض ایضاً كما یقولہ المسلمون وكما اخبرہ النبی ﷺ فی الاحادیث الصحیحہ لكن كثيراً من النصاری یقولون انه صعد بعد ان صلب وانه قام من القبر

و كثير من اليهود يقولون انه صلب ولم يقم من قبره واما المسلمون وكثير من النصارى فيقولون انه لم يصلب ولكن صعد الى السماء بلا صلب والمسلمون ومن وافقهم من النصارى يقولون انه ينزل الى الارض قبل يوم القيامة وان نزوله من اشراط الساعة كما دل على ذلك الكتاب والسنة وكثير من النصارى يقولون ان نزوله هو يوم القيامة وانه والله الذي يحاسب الخلق“ (الجواب الصحيح ج ۴ ص ۱۶۹، ۱۷۰، هكذا قال شيخ الاسلام الحرائى)

۲..... ”وقيل اماته الله سبع ساعات ثم رفعه الى السماء واليه ذهبت النصارى“ (بيضاوى، آل عمران ص ۱۴، زير آيت يا عيسى انى متوفيك)

۳..... ”قال وهب توفى الله عيسى ثلاث ساعات من النهار ثم احياء ثم رفعه الله اليه وقال محمد بن اسحاق ان النصارى يزعمون ان الله توفاه سبع ساعات من النهار ثم احياء ورفعاه اليه“ (تفسير ابن كثير ص ۳۹، ج ۲، طبع بيروت، زير آيت انى متوفيك، ومعالم ص ۱۶۲، زير آيت يا عيسى انى متوفيك واللفظ له) ۴..... (قال الحافظ ابن حجر العسقلانى فى تلخيص الحبير ص ۶۲ ج ۲ كتاب الطلاق) ”واما رفع عيسى فاتفق اصحاب الاخبار والتفسير على انه رفع ببدنه حيا وانما اختلفوا هل مات قبل ان يرفع او نام فرفع“

۵..... ”قال ابن العربى المعتزله واليهود والنصارى ينكرون الرفع الجسمانى“ (فتوحيات مكيه باب ۳۶۹ ج ۳)

۶..... ”سيل صاحب نے قرآن مجید کے ترجمہ میں آیت: ”مکروا و مکر اللہ! کے تحت لکھا ہے کہ فرقہ بلی سی لی ڈین جو عیسائیت کے نہایت شروع میں تھا۔ مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے سے انکار کرتا تھا اور ان کا اعتقاد تھا کہ سائمن آپ کی جگہ صلیب پر لٹکا یا گیا۔ ایسے ہی فرقہ سیرتھمین جو ان سے بھی پیشتر تھا اور کارپا کریشن جو مسیح علیہ السلام کو صرف انسان مانتے ہیں ان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ مسیح علیہ السلام خود مصلوب نہیں ہوئے۔ بلکہ ان کے حواریوں میں سے ایک شخص جو آپ کا ہم شکل تھا صلیب دیا گیا۔ مصنف فوئیس نے بھی رسولوں کے سفر نامہ سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور انجیل برنباس میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔“

۷..... ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ آسمان پر معہ جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم عنصری زمین پر آنا یہ سب ان پر تہمتیں ہیں۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۳۰، خزائن ج ۲۱ ص ۴۰۶)

## دوسرا باب!

### حیات مسیح علیہ السلام

مسلمانوں کا عقیدہ حیات مسیح اور رفع جسمانی اور نزول آسمانی کے متعلق آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ کثیرہ متواترہ اور اجماع امت پر مبنی ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے:

**فصل حیات مسیح علیہ السلام کا ثبوت قرآن مجید سے**

آیت نمبر ۱۰۰..... ”وَاتینا عیسیٰ بن مریم البینات وایدناه بروح القدس“ (بقرہ: ۲۵۳) ﴿ہم نے عیسیٰ بن مریم کو معجزات دیئے اور اس کی بذریعہ جبرائیل تائید اور مدد کی۔﴾

”قال الحسن، القدس، هو الله تعالى وروحه جبرائیل علیہ السلام والا ضافۃ للتشريف“ (تفسیر کبیر ج ۶ ص ۲۱۷ زیر آیت ایدناه بروح القدس)

قرآن میں ہے ”قل نزلہ روح القدس“ (النحل: ۱۰۲) حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ قدس نام اللہ کا ہے اور روح سے مراد جبرائیل ہے۔ روح کی نسبت قدس کی طرف جبرائیل کی بزرگی ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ نیز قرآن میں بھی جبرائیل کا نام دوسری آیت میں روح القدس آیا ہے۔ امام رازیؒ (تفسیر کبیر ج ۶ ص ۲۱۷) آیت مذکورہ بالا کے معنی اس طرح کرتے ہیں:

”والمعنى اعناه بجبرئیل علیہ السلام فى اول امره وفى وسطه وفى آخره اما فى الاول فلقول (فنخافیه من روحنا) اما فى وسطه فلان جبرائیل علیہ السلام علمہ العلوم وحفظہ من الاعداء واما فى الاخر الامر فحين ارادت اليهود قتله اعانه جبرائیل علیہ السلام ورفعہ الى السماء.“ ﴿یعنی شروع میں جبرائیل علیہ السلام ہی کی نفخ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور انہوں نے ان کو تعلیم دی اور دشمنوں سے بچا کر رکھا اور آخر میں یہودیوں نے جب ان کو قتل کرنا چاہا تو وہ ان کو آسمان پر اٹھا کر لے گئے۔﴾

(ج ۱ ص ۴۰۵) میں لکھا ہے کہ: ”وهو الذى رباہ فى جميع الاحوال وكان يسير معه حيث سار وكان معه حيث صعد الى السماء“ ﴿جبرائیل علیہ السلام ان کی ہر وقت نگہداشت کرتے اور کسی وقت ان سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو آسمان



پراٹھا کر لے گئے۔ وکان یسیر معہ حیث سار! (جلالین ص ۳) ﴿

استدلال: جبکہ جبرائیل جیسا قوی فرشتہ ان کی حفاظت کے لئے مقرر تھا اور یہودیوں کے مقابلہ میں ان کو امداد و اعانت کی بھی اشد ضرورت تھی تو ایسی حالت میں ان کی حفاظت نہ کرنا اور ان کو دشمنوں کے ہاتھوں میں صلیب کی تکلیف اٹھانے اور طرح طرح ذلت برداشت کرنے کے لئے چھوڑ دینا منصب حفاظت کے خلاف ہونے کی وجہ سے قطعاً ناممکن ہے۔ خصوصاً جبکہ امداد اور اعانت کرنے کا یہ پہلا ہی موقعہ تھا۔ کیونکہ فرشتہ ”لایعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون“ (التحریم: ۶) کے ماتحت اپنی مقررہ خدمت سے کبھی غافل نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے انعامات کا ذکر کرتے ہوئے بطور امتنان ”اذ یدتک بروح القدس“ (مائدہ: ۱۱۰) فرمایا ہے۔ یہ بات اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ مسیح علیہ السلام کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچالیا جائے۔ لہذا مرزا قادیانی کا (ازالہ اوہام ص ۳۸۰، خزائن ج ۳ ص ۲۹۵ پر) یہ کہنا کہ: ”مسیح ان کے حوالہ کیا گیا اور اس کو تازیانے لگائے گئے اور جس قدر گالیاں سننا اور فقیہوں اور مولویوں کے اشارہ سے طمانچہ کھانا اور ہنسی اور ٹھٹھے اڑائے جانا اس کے حق میں مقدر تھا سب اس نے دیکھا..... تب یہودیوں نے جلدی سے مسیح کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر چڑھایا۔“ بالکل غلط اور قرآن مجید کی اس آیت کے سراسر خلاف ہے۔

س..... کیا جبرائیل علیہ السلام کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حفاظت کے لئے مقرر ہونا اور ہمارے رسول ﷺ کے لئے نہ ہونا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی افضلیت پر دلالت نہیں کرتا؟۔

ج..... جزوی فضیلت سے فضیلت عامہ یا فضیلت کلی پر کوئی اثر نہیں پڑا کرتا۔ دیکھو رسول اللہ ﷺ شاعریت سے بالکل ناواقف تھے۔ مگر ایک شاعر کو اس صفت کی وجہ سے کبھی فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی۔

۲..... اگر جبرائیل علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے محافظ تھے تو ”رب السماوات والارض“ رسول خدا ﷺ کا نگہبان تھا۔ ”واللہ یعصمک من الناس“ اللہ کی محافظت جبرائیل کی محافظت سے بدرجہا افضل ہے۔

آیت نمبر ۲..... ”وجیہا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین“ (آل عمران: ۴۵) حضرت مریم کو ولادت عیسیٰ کی بشارت دیتے ہوئے کہا کہ وہ لڑکا دونوں جہان میں شرافت اور

عزت والا اور مقربین بارگاہ الہی میں سے ہوگا۔

”قال الرازی فی تفسیرہ معنی الوجیہہ ذو الجاہ والشرف والقدر  
قال بعض اهل اللغة الوجیہہ هو الکریم“ (ص ۵۳ ج ۸) ﴿یعنی وجیہہ کے معنی باعزت  
اور شریف آدمی کے ہیں اور بعض اہل لغت نے ان کا ترجمہ بزرگ کیا ہے۔﴾  
استدلال: ۱۔ عزت اور وجاہت دینوی لحاظ سے اسی وقت صحیح ہو سکتی ہے۔ جبکہ  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب کی تکلیف اور یہودیوں کی تذلیل اور اہانت سے محفوظ رکھا گیا ہو۔  
ورنہ بجائے وجاہت ذلت و رسوائی لازم ہوگی۔ چنانچہ سورہ مائدہ میں تصلیب وغیرہ کے ذکر کرنے  
کے بعد فرمایا گیا ہے کہ: ”لہم فی الدنیا خزی“ (المائدہ: ۴۱) ﴿یہ ان کے لئے دنیا میں  
خواری اور ذلت کا باعث ہے۔﴾

استدلال: ۲۔ اس آیت میں دنیا اور آخرت کی وجاہت اور مقربین سے ہونا یہ تین  
چیزیں بیان کی ہیں۔ دنیا کی عزت باعتبار نبی ہونے اور یہودیوں کے الزامات سے مبرا اور پاک  
ہونے کے لحاظ سے اور اخروی عزت کثرت ثواب اور جنت میں بلند مرتبہ ہونے کی وجہ سے ہے۔  
(کما قالہ الرازی) مقربین میں ہونا جنتی ہونے کے علاوہ تیسری چیز ہے۔ کیونکہ جو قرب بمنزلہ علو  
درجہ اور نعیم جنت کے لحاظ سے ہوتا ہے وہ ہر ایک جنتی کے لئے ہے۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ  
السلام کی کوئی تخصیص نہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ: ”اولئک المقربون فی جنت النعیم“  
(واقعہ: ۱۱، ۱۲) علاوہ ازیں ومن المقربین! کی غرض لفظ والآخرة! کے مفاد سے الگ اور  
زائد ہونی چاہئے۔ ورنہ بے فائدہ تکرار لازم آئے گا۔ اس لئے ومن المقربین! سے فرشتوں کی  
صحبت اور معیت مراد لینی چاہئے۔ کیونکہ قرآن میں جنتیوں کے علاوہ مقربین کا صرف فرشتوں پر  
ہی اطلاق کیا گیا ہے۔ ”لن یستنکف المسیح ان یکون عبد اللہ ولا الملائکۃ  
المقربون“ (النساء: ۱۷۲)

## تائیدات

۱۔ ”هو اشارة الى رفعه الى السماء وصحبة الملائكة“

(ابو السعود ج ۲ ص ۳۷ زیر آیت وجیہاً فی الدنیا)

۲۔ ”ان هذا الوصف كالتنبیه علی انه علیہ السلام سیرفع

الی السماء وتصاحبه الملائكة“ (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۵۴، تحت آیت وجیہاً فی الدنیا)

۳..... ”کونه من المقربين رفع الى السماء وصحبة الملائكة“

(کشاف ج ۱ ص ۳۶۴، تحت آیت وجیہا فی الدنیا)

س..... یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ ماجدہ کی شان میں نہایت ناپاک الزام لگائے ہیں۔ پھر وہ بلحاظ دنیا وجیہہ کیونکر ہوئے؟۔

ج..... گالی گلوچ کرنے اور جھوٹے الزامات لگانے سے وجاہت میں فرق نہیں آتا۔ ہمیشہ بد اطوار آدمی، نیک لوگوں کو برا کہتے آئے ہیں۔ یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں تکلیف اور ایذا دینے والے کلمات زبان سے نکالے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں: ”فبراه الله مما قالوا وكان عند الله وجيها“ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذات کو یہودیوں کے الزامات سے پاک اور بری کرتے ہوئے وجیہہ فرمایا ہے۔ البتہ اگر یہودی صلیب پر چڑھاتے یا مارنے پیٹنے کے ساتھ ان کی اہانت اور تذلیل کرتے تو وجاہت اور عزت دنیوی باقی نہ رہتی۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں صلیب کی تکالیف برداشت کرنے کا قائل ہونا علاوہ توہین کے اس آیت کے بھی خلاف ہے۔

آیت نمبر ۳۔ ”ویکلم الناس فی المهد وکھلا“ (آل عمران: ۴۶)

﴿پالنے میں اور ادھیڑ عمر میں لوگوں سے کلام کرے گا۔﴾

لغت ”الکھل فی اللغة ما اجتمع قوته وکمل شبابه“ (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۵۴) ”الکھل من الرجال من زاد على ثلاثين سنة الى اربعين قيل من ثلث وثلثين الى الخمسين“ (مجمع البحار ج ۴ ص ۵۸) ”وفیه ایضاً الکھل من انتھی شبابه“ (ج ۴ ص ۵۸) کھل لغت میں اس کو کہتے ہیں جس کی جوانی پوری اور قوت مجتمع ہو۔ وہ تیس سے چالیس یا تینتیس سے پچاس برس تک کی عمر ہوتی ہے۔

استدلال: بچے کا پنکھوزے میں باتیں کرنا خارق عادت معجزہ ہے۔ لیکن کہولت یا جوانی میں کلام کرنا اچھ خلاف عادت نہیں ہے۔ ہر ایک آدمی لڑکپن کے زمانے سے بڑھاپے تک باتیں کرتا رہتا ہے۔ اس لئے کہولت کے زمانہ میں کلام کرنے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آسمان سے نازل ہونے کے وقت آپ کی ادھیڑ عمر ہوگی۔ یعنی جو عمر صعود آسمانی کے وقت تھی وہی نزول کی حالت میں رہے گی۔ امتداد زمانہ کے باوجود آسمان پر رہنے سے عمر میں چنداں تغیر نہ ہوگا۔ صعود اور نزول آسمانی اور عمر کا تغیرات سے محفوظ رہنا بڑے انعامات ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سورہ مائدہ میں قیامت کے دن بطور امتنان کے زمانہ کہولت کی گفتگو کو بھی ذکر کیا ہے۔ اگر اس لفظ کو

عطاء نبوت کی طرف اشارہ مان لیا جائے تو پھر اس انعام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی خصوصیت نہ رہے گی۔ سورہ مائدہ میں انہی انعامات کا ذکر ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مخصوص تھے۔ لہذا اس لفظ کی زیادتی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی طرف زبردست اشارہ ہے۔

### شہادتیں

..... ۱ ”ان المراد بقوله وكهلاً ان يكون كهلاً بعد ان ينزل من السماء في آخر الزمان ويكلم الناس ويقتل الدجال قال الحسن بن الفضل وفي هذا لاية نص في انه عليه الصلوة والسلام سينزل الى الارض“

(تفسیر کبیر ج ۸ ص ۵۵)

..... ۲ ”وفي هذه نص على انه سينزل من السماء الى الارض ويقتل الدجال“

(خازن ج ۱ ص ۲۵۰)

..... ۳ ”انه شاباً رفع والمراد كهلاً بعد نزوله“

(ابو السعود ج ۲ ص ۳۷)

..... ۴ ”وبه استدلال على انه سينزل فانه رفع قبل ان يتكهل“

(بیضاوی ج ۱ ص ۲۵۱)

س: ۱..... حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سو بیس برس زندہ رہے۔ اس سے کہولت، نزول اور صعود دونوں حالت میں ثابت نہیں ہوتی۔

س: ۲..... ”ومن نعمة نكسه في الخلق“ کی رو سے ہر بڑی عمر کا آدمی بوڑھا ہونا چاہئے۔ لہذا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوں گے۔ ضرور بوڑھے اور نکمے بھی ہوں گے۔ اس لئے کہولت سے بعد نزول مراد لینا صحیح نہیں۔“

ج: ۱..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبل از رفع دنیا میں ٹھہرنے کی مدت تینتیس سال ہے۔ ”نقل ان عمر عيسى عليه السلام الى ان رفع كان ثلاثا وثلاثين سنة وستة اشهر“

(تفسیر کبیر ج ۸ ص ۵۵)

”فانه رفع وله ثلث ثلاثون سنة في الصحيح وقد ورد ذلك في حديث في صفة اهل الجنة انهم على صورة آدم وميلاد عيسى ثلث وثلاثين



سنة وامام احکاه ابن عساكر بعضهم انه رفع وله مائة وخمسون سنة فشاذ غريب بعيد“ (ابن کثیر ج ۲ ص ۴۱۴)

”اخرج الطبرانی بسند جيد عن انس قال قال رسول الله ﷺ يدخل اهل الجنة على طول آدم ستين ذراعاً بذراع الملك وعلى حسن يوسف وعلى ميلاد عيسى ثلث وثلثين سنة“

”قال ابن عباس ارسل الله عيسى وهو ابن ثلثين سنة فمكث في رسالته ثلاثين شهراً ثم رفعه الله اليه“ (خازن ج ۱ ص ۵۳۸)

”اخرج ابن سعد واحمد في الزهد والحاكم عن سعيد ابن المسيب قال رفعه عيسى ابن ثلث وثلثين سنة“ (درمنثور ج ۲ ص ۳۶)

مستدرک کی روایت صحیح نہیں۔ جیسا کہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے:

۲..... اور بتقدیر صحت اس کے یہ معنی ہیں کہ صعود سے پہلے اور نزول کے بعد دونوں زمانے کی مجموعی عمر ایک سو بیس برس کی ہوگی۔ چونکہ آسمان محل تغیر نہیں۔ اس لئے وہاں کے زمانہ قیام کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا۔

اور فعل ماضی مضارع کے معنی میں بکثرت مستعمل ہے۔ چنانچہ: ”اذ قال الله يا عيسى بن مريم انت قلت.....“ میں: ”قال بقرينه هذا يوم ينفع الصادقين صدقهم“ مضارع کے معنی میں ہے۔

۳..... ممکن ہے کہ کہولت سے ان کا زمانہ جو پچاس سال تک ہے مراد نہ ہو۔ بلکہ کہولت کی حالت مراد ہو۔ یعنی جس طرح جنتی جنت میں طویل مدت تک رہنے کے باوجود ہمیشہ کہولت کی حالت میں رہیں گے۔ جیسا کہ طبرانی اور ابن کثیر کی روایت سے ظاہر ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی باوجود امتداد زمانی کے کہولت ہی میں رہیں گے اور کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے۔

۴..... انسان کی عمر کا ارذل حصہ وہ ہے جس میں اس کی قوتیں بے کار اور اعضاء جواب دے دیں۔ ایک سو بیس برس والے کے لئے ضروری نہیں کہ وہ بالکل بے کار ہو جایا کرے اور کسی مصرف کا نہ رہے۔ حضرت نوح اور حضرت آدم علیہم السلام ہزار ہزار برس عمر پانے کے باوجود اپنا کام اچھی طرح کرتے رہے۔

اس زمانہ میں بھی شنگھائی (چین) کے اخبار نارٹھ چائنا ہیرلڈ میں لکھا ہے کہ: ”چین کے شانگ چوان گاؤں میں دو سو پچپن سال کا آدمی رہتا ہے اور باوجود اس قدر عمر ہونے کے نہایت چست اور توانا ہے اور بغیر عینک کے بخوبی پڑھ سکتا ہے۔“ (العدل گو جرنالہ ۲۲ جون ۱۹۳۲ء)

۵..... تغیرات آب و ہوا کی وجہ سے ہوا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تھرمس بوتل میں ہوا سے حفاظت کرنے کی وجہ سے دیر تک چیز ٹھنڈی یا گرم رہتی ہے اور چوبیس گھنٹہ تک خراب نہیں ہوتی۔ چونکہ آسمان پر ہوا نہیں ہے۔ اس لئے وہاں جو چیز بھی ہے وہ ہر قسم کے تغیرات سے محفوظ ہے۔

مطالبہ: ۱..... اگر جنتی جنت میں باوجود زمانہ دراز تک رہنے کے کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے تو کیا وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو ہزار برس تک رہنے کی وجہ سے بوڑھے تسلیم کر لئے جائیں اور اپنی رائے کے مقابلہ میں قرآن اور حدیث کو چھوڑ دیا جائے؟۔

۲..... اور اگر جنتی آپ کے خیال میں بوڑھے ہو جائیں گے تو اس کا ثبوت قرآن اور حدیث سے پیش کریں اور در صورت پیش نہ کرنے کے کیوں آپ کو اسلامی تعلیم کا مٹانے والا اور محرف نہ سمجھا جائے؟۔

آیت نمبر ۴..... ”وَمَكْرُوا مَكْرَ اللَّهِ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ“ (آل عمران: ۵۴)

یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابلہ میں تدبیر کی۔ اللہ تعالیٰ تدبیر کرنے والوں میں بہتر ہے۔

لغت: ۱..... ”المکر بالفتح قریب“ (منتہی الارب، ج ۴ ص ۱۵۹)

۲..... ”المکر حيلة یوقع به الآخر فی الشر وهو من اللہ تدبیر خفی وهو استدراجہ بطول الصلحہ وبظاہر النعمۃ“

(مجمع البحار الانوار ج ۴ ص ۶۱۸)

۳..... ”قال الرازی انه عبارة من التدبیر المحکم الکامل ثم اختص فی العرف بالتدبیر فی ایصال الشر الی الغير وذاك فی حق اللہ غیر ممتنع“

(تفسیر کبیر - ۸ ص ۷۱)

۴..... ”والمکر من حیث انه فی الاصل حيلة یجلب بها غیره“

الى مضرة لا يمكن اسناده الى الله سبحانه الا بطريق المشاكلته“

(ابو السعود ج ۲ ص ۴۲)

استدلال: یہ آیت یہودیوں کے ارادہ قتل پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مطلع ہونے اور حواریوں سے امداد طلب کرنے کے بعد ذکر کی گئی ہے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ یہودیوں کا مکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے اور پکڑ لینے کے لئے تھا اور ان کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کی تدبیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں سے بچانے کے لئے تھی۔ چنانچہ یہودی اپنے ارادہ میں ناکام رہے اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر ان کی کوششوں پر غالب رہی۔ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواہ کسی طرح سے بچایا مگر اس آیت سے یہ بات ضرور ثابت ہو رہی ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے میں کامیاب ہرگز نہیں ہوئے۔ تدبیر الہی کے ان کے مقابلہ میں غالب رہنے کے یہی معنی ہیں اور آیت: ”ولا يحيق المكر السيئ الا باهله“ (فاطر: ۴۳) کا بھی یہی تقاضہ ہے۔

تائیدات: ۱..... ”مكر الله ان رفع عيسى الى السماء والقي شبهه على

من ارادا اغتياله حتى قتل“ (کشاف ج ۱ ص ۳۶۶)

۲..... ”امامكهم بعيسى عليه السلام فهو انهم هموا بقتله.....“

مكر الله تعالى بهم هو انه رفع عيسى عليه السلام الى السماء“

(کبیر ج ۸ ص ۶۹)

۳..... ”(ومكروا) الذين علم عيسى عليه الصلوة والسلام

كفرهم من اليهود بان وكلوا به من يقتله غيلة (ومكر الله) بان رفع

عيسى عليه الصلوة والسلام والقي شبهه على من قصد اغتياله حتى قتل“

(ابو السعود ج ۲ ص ۴۲)

۴..... (بيضاوي ج ۱ ص ۱۳۰) ”ويمكرون ويمكر الله والله خير

الماكرين“ (الانفال: ۳۰) میں رسول اللہ ﷺ کو صحیح سالم مکہ سے نکالنے کا ذکر ہے۔

قال عليّ (درمنثور ج ۳ ص ۱۷۸) في معنى الآية:

وفيت بنفسى خير من وطى الثرى ومن طاف بالسبيل العتيق وبالحجر

رسول الله خاف ان يمكروا به فنجاه ذو الطول الاله من المكر

اور آیت ”مكرو مكراً ومكرنا مكراً وهم لا يشعرون“ میں حضرت صالح علیہ

السلام کو ان کی قوم سے بچالینے کا بیان ہے۔ اسی طرح یہاں بھی یہودیوں کے مکر و فریب کے مقابلہ میں مکر اللہ! کے معنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچالینے کے ہونے چاہئیں۔

س..... ”یہودیوں کی یہ کوشش تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ صلیب کے ہلاک کر دیں۔ اس لئے سولی دینا یہودیوں کا مکر تھا۔ سولی سے زندہ اتارنا اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہوگی۔

ج..... اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سولی دیا جانا تسلیم کر لیا جائے تو یہودیوں کا اپنی تدبیر میں کامیاب ہونا ضرور ماننا پڑے گا۔ کیونکہ ان کو پکڑنا، مارنا، پیٹنا اور تذلیل کرنا یہودیوں کے لئے بڑی کامیابی ہے۔ پھر سولی پر چڑھانا اور یہودیوں کا اپنے خیال میں ان کو بالکل قتل کر دینا حتیٰ کہ نصاریٰ پر بھی ان کا حقیقی طور پر مرنا پوشیدہ نہ رہ سکا۔ اعلیٰ درجہ کی کامیابی ہے۔ یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جس کی خدا تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عقل بھی سلب کر لی ہے۔

آیت نمبر ۵..... ”اذ قال اللہ یاعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیٰی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰی یوم السیامة“ (آل عمران: ۵۵) ﴿جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں تجھے لینے والا اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے کفاروں سے پاک رکھنے والا اور تیرے متبعین کو تیرے انکار کرنے والوں پر قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں۔﴾

لغت: توفی! کے حقیقی معنی لینے اور قبض کرنے کے ہیں اور جب توفی! استیفاء کے معنی دیتا ہے تو اس وقت اس کے معنی پورا پورا لینے کے ہو جاتے ہیں اور کبھی ان دونوں معنوں کے علاوہ مارنے، سلانے، گنتی اور شمار کرنے کے معنوں میں آتا ہے۔ مگر یہ سب اس کے مجازی معنی ہیں حقیقی نہیں ہیں۔

اشتہاد: امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ: ”ان التوفیٰ هو القبض یقال وفانی فلان دراهمی وأوفانی وتوفیتها منه کما یقال سلم فلان دراهمی الیٰی وتسلمتها منه وقد یكون ایضاً توفیٰ بمعنی استوفیٰ“ (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۲)

جلالین کے حاشیہ میں ہے کہ: ”التوفیٰ هو القبض یقال وفانی فلان درہمی و اوفانی وتوفیتها منه غیر ان القبض یكون بالموت والا صعود“

لہذا جس جگہ بھی توفی! کے معنی قبض اور استیفاء (اخذ الشئی وافیاء) کے علاوہ ہوں گے یا نیند اور گنتی وغیرہ کے آئیں گے وہ سب مجازی معنی ہوں گے۔ کیونکہ توفیٰ کا اطلاق ان معنوں میں بلحاظ معنی استیفاء کے ہے۔ یعنی لفظ توفیٰ اصالتاً ان معنوں کے لئے وضع نہیں کیا گیا۔

بلکہ معنی استیفاء کی مناسبت سے ان معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

استیفاء کے معنی لغت میں ”أخذ الشيء وأفيا“ اور پورا پورا لینے کے ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل تصریحات سے ظاہر ہے:

۱..... ”استوفاه وتوفاه استكمله“ (اساس البلاغة)

۲..... ”توفيت المال واستوفية اذا خذته كله“

(لسان العرب ج ۱۵ ص ۳۵۹)

۳..... ”توفاه هو منه واستوفاه لم يدع منه شيئاً“

(لسان العرب ج ۱۵ ص ۳۵۹)

۴..... توفيته واستوفيته بمعنى (المصباح المنير للفيومي)

غرض نیند اور موت وغیرہ میں توفی کا استعمال حقیقی نہیں ہے بلکہ باعتبار معنی استیفاء کے توفی کا اطلاق ان معنوں میں مجازی طور پر کیا گیا ہے:

۱..... ”ومن المجاز ادركته الوفاة اي الموت والمنية وتوفى

فلان اذامات توفاه الله عز وجل اذا قبض نفسه وفي الصحاح روحه“ (تاج العروس، شرح قاموس ج ۲۰ ص ۳۰۱) ﴿موت پر توفی کا اطلاق مجاز ہے۔﴾

۲..... ”اماتوفى النائم استيفاء وقت عقله وتميزه الى ان نام“

(لسان العرب ج ۱۵ ص ۳۶۰) ﴿نام پر توفی اطلاق اس لئے بند ہے کہ نیند میں تمیز کرنے کے وقت کا استیفاء ہوتا ہے۔﴾

۳..... ”ومن المجاز توفى فلان وتوفاه الله وادركته الموت“

(اساس البلاغة) ﴿فلاں نے وفات پائی یا اللہ تعالیٰ نے اس کو وفات دی اور موت نے اس کو پالیا۔ یہ توفی کے مجازی معنی ہیں۔﴾

۴..... ”توفى الموت استيفاء مدت اللتى وفيت له وعدد ايامه

وشهوره واعوامه فى الدنيا“ (لسان العرب ج ۱۵ ص ۳۵۹) ﴿موت پر توفی کا اطلاق اس لئے ہے کہ اس میں مدت وفات سے اور اس کی زندگی کے تمام اوقات کا استیفاء ہوتا ہے۔﴾

۵..... ”توفيت عدد القوم اذا عددتهم كلهم“ (ایضاً) ﴿میں نے قوم

کی گنتی پوری کی۔ جب ان کو پورا گن لے۔﴾

وأ نشد ابو عبیده لمنظور الوبیری:

ان بنی الا درو الیسلو امن اہلہ  
ولا توفاهم قریش فی العدد

(لسان العرب ج ۱۵ ص ۳۵۹)

”التوفی اخذ الشی وافیاً والموت نوع منه“ (بیضاوی ج ۱ ص ۲۵۳، السراج المنیر) ﴿توفی کے معنی ایک شی کو پورا پورا لینے کے ہیں اور موت اس کی ایک قسم ہے۔ یعنی اس میں بھی استیفاء کے معنی پائے جاتے ہیں۔﴾

علاوہ ازیں قرآن مجید سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ توفی کے اصلی وضع معنی قبض کے لئے ہے۔ موت اور نیند وغیرہ میں استعمال مجازی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ”اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی“ (زمر: ۴۲) ﴿اللہ پکڑ لیتا ہے نفس کو وقت موت کے اور جس کی موت نہیں آئی اس کو پکڑ لیتا ہے نیند میں۔ اس روح کو جس پر موت کا فیصلہ کر دیا روک لیتا ہے اور دوسری کو مقررہ وقت کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔﴾

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ توفی کی دو قسمیں ہیں:

۱..... قبض الروح مع الامساک اور وہ موت ہے۔

۲..... قبض الروح مع الارسال وہ نیند ہے۔ یعنی توفی کے معنی بطور قدر مشترک دونوں میں پائے جاتے ہیں اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ توفی کے معنی محض لینے اور قبض کرنے کے ہوں اور دیگر خصوصیات کا لحاظ نہ کیا جائے۔ جس طرح مصدر کی جزئیات افراد حصیہ ہونے کی وجہ سے خصوصیت فردیت سے خالی ہوتی ہیں اور ان میں معنی مصدری سے زیادہ دیگر قیود کا اعتبار نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہاں بھی توفی کے معنی قبض کرنے کے لئے جائیں گے۔ نیند اور موت وغیرہ کی خصوصیتیں بلغاء سمجھی جائیں گی۔ نیز علم اصول اور عربیت کے واقف کار اچھی طرح جانتے ہیں کہ جس لفظ کی وضع معنی کلی اور عام کے لئے ہو۔ اسی موضوع لہ عام کے افراد مخصوصہ میں اس لفظ کا استعمال مجازی طور پر ہوگا۔ اس لئے قبض اور استیفاء کے علاوہ جس معنی میں بھی لفظ توفی کا استعمال ہوگا۔ وہ اس کے معنی مجازی ہوں گے حقیقی نہیں ہو سکتے اور لفظ کا استعمال معنی مجازی میں بغیر کسی قرینہ کے صحیح نہیں۔ اس لئے انسی متوفیک! میں معنی مجازی متعین کرنے کے لئے قرینہ کی احتیاج ہوگی۔ جب تک کوئی قرینہ معنی حقیقی کے مراد لینے سے مانع نہ ہوگا حقیقت کو چھوڑ کر مجازی طرف جانا جائز نہیں ہو سکتا۔

بائبل لغت اپنی کتابوں میں لفظ کے معنی حقیقی مجازی دونوں بیان کرتے جاتے ہیں۔ اس لئے کسی لغت کے کتاب سے توفی کے معنی موت کے دیکھ کر یہ خیال کر لینا کہ توفی اس معنی کے لئے وضع کیا گیا ہے صحیح نہیں۔

اگر مان لیا جائے کہ موت اور نیند وغیرہ استیفاء اور قبض کی طرح توفی کے معنی موضوع نہ ہیں اور یہ لفظ ان معانی میں مشترک لفظی ہے تو پھر بھی کسی خاص معنی میں لفظ مشترک کا استعمال بغیر قرینہ کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے انسی متوفیک! میں لفظ متوفی کے معنی متعین کرنے کے لئے قرینہ کی اشد ضرورت ہے۔

### انی متوفیک! کی تحقیق

چونکہ احادیث صحیحہ متواترہ اور اجماع امت، قرآن مجید کی بعض صریح آیتوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودہ زندگی، رفع آسمانی اور نزولی ثابت ہے۔ اس لئے توفی کے معانی مستعملہ میں سے وہی معنی مراد لئے جائیں گے جس سے قرآن شریف اور احادیث نبویہ کا انکار اور اجماع امت کی مخالفت لازم نہ آئے۔ ورنہ بصورت مخالفت، تحریف قرآنی اور تفسیر بالرائے سمجھی جائے گی جو صراحتاً کفر ہے۔

”وقال الرازی وقد ثبت الدلیل انه حی و ورد الخبر عن النبی ﷺ انه سینزل ویقتل الدجال انه تعالی یتوفاه بعد ذالک“

(تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۲)

یہی وجہ ہے کہ مفسرین نے اس آیت کے جو معنی بھی کئے ہیں وہ اس اجماعی عقیدہ کے مخالف نہیں ہیں۔ حتیٰ کہ جن لوگوں نے متوفیک کے معنی ممیتک کے کئے ہیں وہ یا تقدیم، تاخیر کے قائل ہیں اور ان کا وقوع نزول کے بعد مانتے ہیں یا قبل از رفع موت مان کر دوبارہ زندہ ہونے اور پھر آسمانوں کی طرف اٹھائے جانے کے قائل ہیں۔

”وانما احتاج المفسرون الی تاویل الوفات بما ذکر لان الصحیح ان اللہ تعالی رفعه الی السماء من غیر وفات لما رجحه کثیر من المفسرین واختاره ابن جریر الطبری ووجه ذالک انه قد صح فی الاخبار عن النبی ﷺ نزوله وقتل الدجال (فتح البیان ج ۲ ص ۴۹)“ مفسرین نے توفی بمعنی موت کی (مذکورہ بالا) تاویل اس لئے کی ہے کہ حسب روایات صحیحہ کے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو زندہ آسمان پر اٹھالیا ہے۔ جیسا کہ اکثر مفسرین نے اس روایت کو ترجیح دی ہے اور ابن جریر

طبری نے اس کو اختیار کیا ہے اور ایسا ہی نزول آسمانی قتل و جال کے متعلق صحیح روایتیں موجود ہیں۔

اس عبارت کا یہی مطلب جو پہلے ذکر کیا گیا احمدیہ پاکٹ بک والے کے جو اس کا مطلب یہ لکھا ہے کہ مفسرین نے جو وفات عیسیٰ کی نص کی تاویل کی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حدیثوں میں آپ کے لئے نزول کا لفظ دیکھا اور ان کے قتل و جال کا بیان پڑھا۔ حالانکہ نزول سے آسمان سے اترنا اور قتل و جال کے ذکر سے بعینہ زندہ رہنا ثابت نہیں ہوتا۔ احمدیہ پاکٹ بک کا موقف یہ بالکل غلط ہے۔

اگر وہ اس سبب سے اس عبارت کو ثابت کر دیں تو ایک ہزار روپیہ بطور انعام کے دیا جائے گا۔ ورنہ چلو بھر پانی میں ڈوب مریں۔

(ذکر الحافظ ابن حجر فی التلخیص الحبر من کتاب الطلاق ج ۳ ص ۶۲)

”واما رفع عیسیٰ فاتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علی انه رفع ببدنه حیا وانما اختلفوا اهل مات قبل ان یرفع او نام یرفع“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان کی طرف اٹھائے جانے پر تمام امت کا اتفاق ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نیند کی حالت میں اٹھایا ہے یا قبل از رفع مارنے کے بعد ان کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ اور ابن حزمؒ اور امام مالکؒ نے متوفیک کی ایک توجیہ مہم تک کے ساتھ کی ہے۔ لیکن ابن عباسؓ ساتھ ہی تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں اور امام مالکؒ اور ابن حزمؒ قبل از رفع موت وارد ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور آسمان پر اٹھائے جانے کے قائل ہیں۔ مگر مرزا قادیانی اور اس کے متبعین حسب عادت نقل میں خیانت کرتے ہوئے تفسیر ممیتک کی نسبت ان حضرات کی طرف کر دیتے ہیں اور ان کے عقیدہ حیات بعد المات اور جواز تقدیم و تاخیر کو ذکر تک نہیں کرتے۔ غرض علمائے امت میں سے ایک شخص بھی حیات مسیح علیہ السلام کا منکر نہیں ہے۔ اسی لئے مفسرین نے اس آیت کی جتنی توجیہیں بھی کی ہیں وہ سب اجماعی عقیدہ کی موافقت ہی میں ہیں۔ مخالفت میں ایک بھی نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو:

متوفیک کے معنی تفسیر سے

”..... ۱۔ مستوفی اهلك ومؤخرک الی اهلك المسمی عاصماً لك من قتلهم او قابضك، ۲۔ من الارض من توفیت مالی، ۳۔ او متوفیک نائماً



اذ روی انه رفع وهو نائم وقيل ، ۴ ..... مميتك في وقتك بعد النزول من السماء ورافعك الان ، ۵ ..... او ممسك من الشهوات العائقه عن العروج الى عالم الملكوت وقيل اماته الله تعالى سبع ساعات ثم رفعه الى السماء واليه ذهب النصارى قال القرطبي اول صحيح ان الله تعالى رفعه من غير وفاة ولا نوم كما قال الحسن وابن زيد وهو اختيار الطبري وهو الصحيح عن ابن عباسؓ (تفسير ابو السعود ج ۲ ص ۴۳ واللفظ له بيضاوى ج ۱ ص ۱۴۰)

علامہ ابوالسعود نے لفظ متوفی کی باعتبار لغت کے پانچ توجیہیں کی ہیں۔ ہر ایک توجیہ میں اجتماعی عقیدہ کی رعایت رکھی ہے:

۱..... میں تیری زندگی کے ایام کو پورا کرنے والا اور تجھ کو یہودیوں کے قتل سے بچا کر آخر تک زندہ رکھنے والا ہوں۔ ۲..... تجھ کو زمین سے زندہ اٹھانے والا ہوں۔ ۳..... تجھے نیند کی حالت میں لے جانے والا ہوں۔ ۴..... تجھے اس وقت آسمان پر زندہ اٹھانے والا اور نزول کے بعد مارنے والا ہوں۔ ۵..... تیری کھانے پینے کی خواہش مردہ کر کے تجھے آسمان پر فرشتوں کے ساتھ رکھنے والا ہوں۔ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سات گھنٹہ تک مارے رکھا اور پھر زندہ کر کے آسمانوں پر اٹھالیا۔ یہ نصاریٰ کا مذہب ہے۔ علامہ قرطبیؒ نے کہا صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ بیداری کی حالت میں اٹھایا ہے۔ نیند یا موت ان پر وارد نہیں کی۔ حسن بصریؒ اور ابن زیدؒ کا بھی یہی مذہب ہے اور اسی کو ابن جریر طبریؒ نے اختیار کیا ہے اور ابن عباسؓ سے بھی صحیح روایت یہی ہے۔

تقریباً یہی مطلب مندرجہ ذیل عبارتوں کا ہے:

”انی متمم عمرك فحينئذ اتوفاك فلا اتركهم حتى يقتلوك بل انا رافعك الى سمائي ومقربك بملائكتي واصونك عن ان يتمكنوا من قتلك وهذا تاويل حسن (والثاني) متوفيك اے مميتك وهو مروى عن ابن عباسؓ ومحمد ابن اسحاق قالوا والمقصود ان لا يصل اعداؤه من اليهود الى قتله ثم انه بعد ذلك اكرمه بان رفعه الى السماء ثم اختلفوا على ثلاثة اوجه (احدها) قال وهب توفى ثلاث ساعات ثم رفع (ثانيها) قال محمد بن اسحاق توفى سبع ساعات ثم احياه الله ورفع (ثالثها) قال الربيع بن انس انه تعالى توفاه حين رفعه الى السماء“ (تفسير كبير ج ۸ ص ۷۱)

”ان التوفی هو القبض یقال وفانی فلان دراهمی و اوفانی  
وتوفیتها منه کما یقال سلم فلان دراهمی الی وتسلمتها منه وقد یكون ایضاً  
توفی بمعنی استوفی وعلی کلا الاحتمالین کان اخراجہ من الارض  
واصعاده الی السماء توفیالہ“ (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۲)

”والمعنی انی رافعک الی ومطهرک من الذین کفروا ومتوفیک بعد  
انزالی ایاک فی الدنیا ومثله من التقدیم والتاخیر کثیر فی القرآن“  
(تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۳)

”اخرج اسحاق ابن عساکر من طریق جوهر عن الضحاک عن ابن  
عباس فی قوله انی متوفیک ورافعک الی یعنی رافعک ثم متوفیک فی آخر  
الزمان“ (درمنثور ج ۲ ص ۳۶)

والثانی المراد بالتوفی النوم ومنه قوله تعالی : ”اللہ یتوفی الانفس  
حین موتها والتی لم تمت فی منامها“ فجعل النوم وفاة وکان عیسی قدنام  
فرفعہ اللہ وهونائم لئلا یلحقه خوف“ (تفسیر خازن ج ۱ ص ۲۵۵)

”ای مستوفی اجلک ومعناه انی عاصمک من ان یقتلک الکفار  
ومؤخرک الی اجل کتبه لک وممیتک حتف انفک لاقتلا بایدیہم ورافعک الی  
سمائی ومقرملا تکتی وقیل ممیتک فی وقتک بعد النزول من السماء قال شیخ  
الاسلام ابن حجر فاختلف فی موت قبل رفعه فقیل علی ظاہر الایۃ اومات  
قبل رفعه ثم یموت ثانیاً بعد النزول وقیل المعنی متوفیک فی الارض فعلی  
هذا لا یموت الا فی آخر الزمان بعد نزوله وقال متوفی نفسک بالنوم اذا روی  
انه رفع نائماً (کمالین)“

اہل لغت میں سے صاحب مجمع البحار نے بھی اسی قسم کی توجیہیں بیان کی ہیں۔

”متوفیک ورافعک علی التقدیم والتاخیر وقد یكون الوفاة قبضاً  
لیس بموت او متوفیک مستوف کونک فی الارض“ (مجمع البحار ج ۵ ص ۹۹)  
مفسرین نے استیفاء اور قبض امانت (مارنا) اناام (سلانا) ان چاروں معنی کے لحاظ  
سے لفظ متوفی کی تفسیر کی ہے۔ لیکن کسی جگہ بھی اجماعی عقیدہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ پہلی توجیہ  
اول عمر سے لے کر آخر وقت تک کو حاوی ہے۔ یعنی اس صورت میں قبل از صعود اور بعد رفع

جسمانی اور نزول آسمانی اور موت تک تمام عمر کے ایام و شہور کے استیفاء اور ان کو دشمنوں سے بچانے کا وعدہ ہوگا اور دوسری توجیہ میں دشمنوں سے بچاتے ہوئے آسمان پر اٹھانے کا وعدہ ہے جو ایام رفع سے نزول کے وقت تک پورا ہو جاتا ہے۔ اگرچہ لفظ توفی لغۃً اس معنی کے ادا کرنے کے لئے کافی تھا۔ مگر چونکہ بعض استعمالات میں اس کے معنی مارنے کے بھی آ جاتے ہیں۔ اس لئے اس کے بعد رفع کا ذکر کر دیا گیا۔ تاکہ توفی سے موت کے معنی نہ سمجھ لئے جائیں۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ:

”لما علم اللہ ان من الناس من یخطر ببالہ ان الذی رفعہ اللہ ہو روحہ لا جسدہ ذکر هذا الکلام لیدل علی انه علیہ الصلوۃ والسلام رفع بتمامہ الی السماء بروحہ وجسدہ (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۲)“ اس بات پر دلالت کرنے کے لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسم اور روح دونوں کے ساتھ ہوا ہے۔ محض روح کے ساتھ نہیں ہوا۔ لفظ متوفیک کے بعد رافعک بیان کیا گیا ہے۔

چونکہ توفی کے معنی امات (مارنا) کرنے اسلامی تصریحات کے خلاف تھے۔ اس لئے متوفیک کے معنی ممیتک کرتے ہوئے دو توجیہیں کی گئیں ہیں:

۱..... ممیت اسم فاعل میں زمانہ استقبال کا لحاظ کرتے ہوئے یہ معنی کئے ہیں کہ نزول من السماء کے بعد تجھے اپنے وقت پر موت دوں گا۔ اس صورت میں تقدیم و تاخیر وقوعی لازم آئے گی۔ جس میں امام رازیؒ کی تصریح کے موافق کوئی حرج نہیں ہے۔

۲..... اگر زمانہ حال کے واسطے لیں تو پھر اس کے یہ معنی ہیں کہ تجھے اس وقت مارنے والا اور پھر زندہ کر کے آسمان پر اٹھانے والا ہوں۔ موجودہ انا جیل اربعہ سے اس معنی کی تائید ہوتی ہے۔ کسی کے خیال میں یہ توجیہیں خواہ غلط ہوں یا صحیح۔ مگر مسلمانوں میں جن حضرات نے متوفیک کے معنی ممیتک کے کئے ہیں۔ وہ ان توجیہات کو صحیح، احیاء موتی اور تقدیم و تاخیر کو جائز بلکہ واقع خیال کرتے ہیں ان حضرات کی طرف ممیتک کی نسبت کرتے ہوئے ان توجیہوں کو نظر انداز کر دینا تلخیص اور دھوکہ دہی کے علاوہ انتہا درجہ کی خیانت اور بے ایمانی ہے۔

۳..... توفیک کے معنی قابضک کرنے صحیح نہیں ہیں۔ ورنہ رفع کی قید زائد اور بے فائدہ ہوگی۔

ج..... قبض کبھی محض روح کا اور کبھی روح اور جسم دونوں کا ہوتا ہے۔ مگر رفع کا ذکر نہ کیا جانا تو توفی سے محض قبض روح کا وہم ہوتا ہے جو مقصود کے خلاف تھا۔ اس کے علاوہ اگر

توفی کے معنے پورا پورا لینے کے بھی لئے جائیں تو پھر بھی تصریح لما علم ضمنا! اور رفع ایہام غیر کے لئے رفع کا ذکر نا ضروری تھا۔

”قلنا قوله انی متوفیک يدل على حصول التوفی وهو جنس تحتہ انواع بعضها بالموت وبعضها بالا صعود الى السماء فلما قال بعد ورافعک الى کان هذا تعیناً للنوع ولم یکن تکرار“ (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۲)

س..... توفی کے معنے علاوہ موت کے قبض یا استیفاء وغیرہ لینے صحیح نہیں ہیں۔ کیونکہ قرآن میں توفی کے معنے اکثر جگہ مارنے کے آئے ہیں۔ علاوہ ازیں جس جگہ توفی کا فاعل اللہ ہو اور مفعول ذی روح ہو وہاں موت کے سوا دوسرے معنے کہیں نہیں آئے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اس کے خلاف ثابت کرنے پر پورا ایک ہزار روپیہ انعام رکھا ہے۔

ج..... قرآن میں توفی کا استعمال موت کے معنے میں کثیر نہیں۔ دوسرے معنوں میں بھی کثرت سے آیا ہے۔ طوالت کے خوف سے چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں:

۱..... ”حتی یتوفاهن الموت“ (النساء: ۱۵) اے یقبضہن!

۲..... ”حتی اذا جاء احدکم الموت توفته رسلنا“ (انعام: ۶۱)

اے اخذتہ!

۳..... ”حتی یتوفاکم ملک الموت الذی وکل بکم“ (السجدہ: ۱۱)

۴..... اے اخذکم او قبض رؤسکم! مجمع البحار میں ہے۔

۵..... ”یتوفاکم بالیل“ (انعام: ۶۰) ای منیمکم!

۶..... ”یتوفاکم ملک الموت یتوفی عددکم“

(مجمع البحار ج ۵ ص ۹۹)

۷..... ”اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی

(زمر: ۴۲)

منامہا“

اس آیت میں توفی کا استعمال دو مختلف معنوں میں کیا گیا ہے۔ جو عموم مشترک ہونے

کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔ اس لئے بطور عموم مجاز یا قدر مشترک کے ایسے معنے لینے پڑیں گے جو دونوں میں پائے جائیں اور وہ قبض ہے۔

۱..... چنانچہ علامہ ابوالسعود ”ہوالذی یصلی علیکم وملائکتہ“

(احزاب: ۴۳) کے تحت لکھتے ہیں کہ: ”فان استعمال اللفظ الواحد فی معینین

متغائرین ممالا مساغ له بل علی ان یراد بها معنی مجازی عام یکون کلام المعنیین فرداً حقیقیالہ“ (ابی سعود ج ۷ ص ۱۰۷) اس کے علاوہ لفظ مشترک کا کسی معنی میں کثیر الاستعمال ہونا اس کے قلیل الاستعمال معنی کو باطل نہیں کرتا۔

قرآن میں کثرت سے صلوٰۃ کا لفظ نماز کے لئے آتا ہے۔ لیکن آیت: ”ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی“ (احزاب: ۵۶) میں نماز کے معنی لینے کی طرح صحیح نہیں ہیں اور نہ قرآن مجاز میں کثرت استعمال کوئی قرینہ ہے۔ اگر ہے تو دیکھائیں اور سورہ پید انعام حاصل کریں۔ پھر اس قاعدہ کا ثبوت کسی نحو یا لغت کی کتاب سے پیش کرنا چاہئے۔ پنجاب کے ایک گاؤں میں بیٹھ کر عربی لغت میں قیاس چلانا کیونکر جائز ہو گیا؟۔ خصوصاً جس کو اردو بھی لکھنا نہ آئے وہ کوئی عربی قاعدہ کیا خاک بنا سکتا ہے؟۔

۲..... توفی کا فاعل اللہ اور مفعول ذی روح ہو اور توفی کے معنی مارنے کے نہ ہوں، قرآن ہی میں موجود ہے۔ باہر جانے کی ضرورت نہیں:

۱..... ”وهو الذی یتوفاکم بالیل“ (انعام: ۶۰) ”ای ینیمکم“

(مجمع البحار ج ۵ ص ۹۹)

۲..... ”اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا“ (زمر: ۴۲) کیا مرزائی دیانت انعامی وعدہ کو پورا کرے گی۔

۳..... حضرت عیسیٰ کی وفات قبل الرفع کو تسلیم کر کے ان کے دوبارہ زندہ ہونے کو تجویز کرنا مندرجہ ذیل آیات اور احادیث کے رو سے ممنوع اور ناجائز ہے:

۱..... ”وحرام علی قریۃ اهلکنا ہا انہم لا یرجعون (الانبیاء)“

۲..... ”الم یروا کم اهلکنا قبلہم انہم لا یرجعون (یسین)“

۳..... ”فلا یستطیعون توصیۃ ولا الی اہلہم یرجعون (یسین)“

۴..... ”حتی اذا جاء احدہم الموت قال رب الرجعون . لعلی اعمل

صالحا فیما ترکت کلا . انہا کلمۃ ہو قائلہا . ومن ورائہم برزخ الی یوم یبعثون“

(المومنون: ۱۰۰)

۵..... ”فیمسک التی قضا علیہا الموت ویرسل الاخری (زمر)“

۶..... ”وقال الذین اتبعوا لوان لنا کرة فنتبرأ منهم کما تبرأ منا“

(بقرہ)

.....۷ ”ثم انکم بعد ذالک لمیتون . ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون“

(المؤمنون)

.....۸ ”ولو ترى اذ وقفوا علی النار فقالو یلیقنا نرد ولا نکذب

بایات ربنا ونکون من المومنین . انعام“ (احمدیہ پا کٹ بک)

حدیث میں ہے کہ: ”قال یاعبدی من علی احطک قال یارب تحیینی

فاقتل فیک ثانیہ قال الرب تبارک وتعالیٰ انه سبق منی انهم لا یرجعون“

(رواہ الترمذی ، مشکوٰۃ ص ۵۷۹)

”قلنا روع اللہ یحییہ لنا فقال استغفرو الصاحبکم (رواہ مسلم،

مشکوٰۃ ص ۲۶۰)“ (احمدیہ پا کٹ بک)

حضور علیہ السلام کا مردہ کو زندہ نہ کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور

دوسرے کسی نبی نے مردہ زندہ نہیں کیا۔ ورنہ آپ ضرور کرتے۔

ج..... بعض لوگوں کا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں آنا آیات قرآنیہ

اور احادیث صحیحہ سے صراحتاً ثابت ہے جس میں کسی قسم کی تاویل نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ ہم آگے

بیان کریں گے۔ مگر چونکہ موت سلسلہ حیات کے منقطع ہونے کا نام ہے اس لئے یہ انقطاع کبھی

حیات کے مقرر کردہ مدت کے ختم ہونے پر ہوتا ہے اور کبھی اس سے پہلے۔ اول صورت میں مردہ کا

دوبارہ دنیا کی طرف لوٹ کر آنا غیر ممکن ہے۔

اس کی یہ وجہ نہیں ہوتی کہ خدا تعالیٰ اس کے زندہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا یا قانون

قدرت کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناممکن ہے۔ جیسا کہ مرزائی سمجھے ہوئے ہیں۔ بلکہ اس وجہ

سے کہ اس کی حیات کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ اب دنیا کے آب و دانہ میں اس کا کوئی حصہ نہیں رہا۔

غرض جن آیات اور حدیثوں میں دنیا کی طرف واپس ہونے کی نفی آئی ہے۔ ان سے یہی مراد ہے

اور جن میں زندہ ہونے کے واقعات صراحتاً موجود ہیں۔ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو سزا یا بطور

اظہار معجزہ یا کسی اور مصلحت خداوندی کی وجہ سے موت دی گئی اور پھر کچھ عرصہ بعد زندگی کے بقیہ

حصہ کو پورا کرنے کے واسطے دوبارہ زندہ کر دیا۔

چنانچہ قادی: ”ثم بعثناکم من بعد موتکم“ (بقرہ: ۵۶) کی تفسیر میں لکھتے ہیں

کہ: ”احیاهم یتوفوا بقیۃ آجالہم وارزاقہم ولوماتوا بآجالہم لم یبعثوا الی

یوم القیامۃ“ (معالم التنزیل ج ۱ ص ۲۸)

(تفسیر درمنثور ج ۷۰ ص ۷۰) میں بھی ابن جریر طبریؒ اور ابن ابی حاتمؒ ربيع بن انسؒ اور دیگر مفسرین سے یہی منقول ہے: ”ونقل عن الحسن البصري انه تعالى قطع اجلهم بهذا لاماته ثم اعادهم كما احيا الذي مر على قرية وهي خاوية على عروشها واحيا الذين اماتهم بعد ما خرجوا من ديارهم وهم الوف حذر الموت“

(تفسیر کبیر ج ۳ ص ۸۷)

لہذا اجل کی دو قسمیں ہوں گی۔ زندگی کی مدت ختم ہونے کا نام اجل حیات ہے جس کے بعد دنیا میں زندہ ہو کر آنا ممکن نہیں۔ دوسری اجل موت یعنی مرنے کا وقت جو زندگی کی مدت ختم ہونے سے پہلے واقع ہو۔ اس صورت میں واپسی جائز بلکہ ضروری ہے۔ الحمد للہ کہ آیات میں کوئی باہمی تعارض نہ رہا۔

س ..... آیت اذا جاء اجلهم لا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون! سے معلوم ہوتا ہے کہ موت وقت سے پہلے نہیں آتی۔ پھر درمیان میں انقطاع حیات کے کیا معنی۔ ج ..... آیت مذکورہ میں سلسلہ حیات کے درمیان واقع ہونے والی موت کی نفی نہیں۔ اس کا مفہوم محض اتنا ہے کہ آئی ہوئی موت اپنے وقت سے مقدم یا مؤخر نہیں ہو سکتی۔ علاوہ ازیں امام رازیؒ نے اس مقام پر یہ توجیہ کی ہے کہ ایسے واقعات میں ان لوگوں کے لئے دو دفعہ مرنا اور دو ہی دفعہ جینا مقدر ہو چکا تھا جو اپنے وقت پر پورا ہوتا رہا۔ یعنی ایسا نہیں ہوا کہ لمبی عمر میں سے انقطاع کر کے درمیان میں موت وارد کر دی۔ بلکہ ہر ایک موت اور زندگی کے لئے الگ الگ وقت مقرر تھا۔ چنانچہ وہ پہلی توجیہ کی تضعیف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ”وهذا ضعيف لانه تعالى ما اماتهم بالصاعقة الا وقد كتب واخبر بذلك فصار ذلك الوقت اجلاً لموتهم الاول ثم الوقت الاخر اجلاً لحياتهم“ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۸۷) غرض امت محمدیہ میں سے عدم رجوع موتی کا کوئی شخص بھی قائل نہیں ہوا۔

### جوابات تفصیلیہ

۱ ..... اگرچہ یہ جواب کافی ہے۔ لیکن مزید تحقیق کے لئے تفصیلاً عرض ہے کہ: ”حرام بمعنی ممتنع خبر مقدم ہے اور انہم لایرجعون بتاویل مصدر مبتداء ہے۔ لہذا آیت کی تقدیر اس طرح ہوئی ”عدم رجوعهم حرام ای ممتنع“ (تفسیر کبیر ج ۱۲ ص ۲۲ تحت آیت وحرام علی قرية اهلکناھا انہم لایرجعون ۰ انبیاء: ۹۵) چونکہ آیت منکرین بعث کے رد میں نازل ہوئی ہے۔ اس لئے آخرت کی طرف نہ

لوٹنے کے عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے اس کو ممتنع کہا گیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ قیامت کے دن ضرور زندہ کر کے لوٹائے جائیں گے اور اگر حرام بمعنی واجب ہے تو پھر آیت کا یہ مطلب ہے کہ وہ از خود دنیا کی طرف کبھی نہیں آسکتے۔ نہ یہ کہ خدا تعالیٰ بھی ان کو زندہ نہیں کر سکتا۔ تیسری آیت یعنی: ”فلا يستطيعون توصية ولا الى اهلهم يرجعون“ (یاسین: ۵۰) سے یہ مطلب اچھی طرح واضح ہو رہا ہے اور یہی مراد دوسری کی بھی ہے۔ لہذا ان تینوں آیتوں سے عدم احیاء موتی پر استدلال کرنا کسی طرح جائز نہیں۔

چوتھی، چھٹی اور آٹھویں آیت کا حاصل یہ ہے کہ وہ دنیا کی طرف واپسی کی آرزو یا درخواست کریں گے جو پوری نہیں کی جائے گی۔ دنیا کی طرف رجوع ہونے کا استحالہ یا عدم امکان آیات مذکورہ سے ثابت نہیں ہوتا۔ اگر مرزا قادیانی اس آیت سے استدلال کرتے وقت اس کو پورا پڑھ لیتے اور نقل میں خیانت نہ کرتے تو اس کے شبہ کا جواب آخری حصہ میں موجود تھا۔ چنانچہ یہ پوری آیت اس طرح ہے کہ: ”فقالوا يلىتنا نرد ولا نكذب بايات ربنا ونكون من المؤمنين“ بل بدلهم ماكانوا يخفون من قبل • ولوردوا لعادو لمانهوا عنه وانهم لكاذبون“ (انعام: ۲۷، ۲۸)

لوردو لعادو..... الخ! سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ واپسی دنیا کی طرف جائز ہے۔ مگر نتیجہ کے بے سود ہونے کی وجہ سے روک دی جائے گی اور وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو نیکی اور بدی کی ایک خاص حالت کے واسطے پیدا کیا ہے جس کے حاصل ہونے کے بعد اگر اس کو عمر نوح بھی دے دی جائے تو اس کی پیدا شدہ حالت میں کوئی تبدیلی ظاہر نہیں ہوتی۔ جب زندگی ہی بے سود ہوئی تو اس کا عطا کرنا بھی بے کار ہے۔

۵..... امساک اور روکنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ پھر کبھی اس کو نہ چھوڑا جائے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ قیامت کے روز بھی روئیں اپنے جسموں کی طرف واپس نہ ہوں۔ بلکہ یہاں امساک کے وہی معنی ہیں جو ”مايسسكهن الا الرحمن“ میں ہیں۔ ظاہر ہے کہ اڑتے ہوئے جانوروں کے پر کھلے رہنے کے باوجود ہوا میں روکنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ اسی طرح پر کھلے زمین اور آسمان کے درمیان لٹکتے رہتے ہیں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اس میں ایک خاص وقت تک روکنا مراد ہے۔ اسی طرح یہاں بھی موت کے وقت روح قبض کرنے کا ذکر ہے۔ آئندہ واپسی یا عدم واپسی کا اس میں کوئی ذکر نہیں۔

۷..... (الف) اس میں ایک دفعہ مرنے کی تخصیص اور دو مرتبہ موت وارد ہونے



کی نفی نہیں ہے جو مفید مطلب ہو سکے۔ (ب) حکم جنس کے لئے ہے اور جنس میں احاطہ افراد کا نہیں ہوتا۔ جیسا ”خلقکم من تراب“ میں مخاطب سب ہیں اور مٹی سے پیدا محض آدم کو کیا ہے۔

۹/۸ ..... دونوں حدیثوں کا حاصل محض اتنا ہے کہ سالکین نے زندہ کرنے کی آرزو

کی مگر وہ پوری نہ کی گئی۔ اس سے احیاء موتی کا محال ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ حدیث میں ہے کہ مومن نعماء جنت کو دیکھ کر اپنے اہل و عیال کو خبر دینے کے لئے واپسی کی درخواست کرتا ہوا کہتا ہے کہ:

”يقول يارب اقم الساعة يارب اقم الساعة لارجع الى اهلي ومالي“ (مشکوٰۃ

کتاب الجنائز ص ۱۴۲ باب ما يقال عند من حضره الموت) اس میں قیامت قائم ہونے کی

آرزو کی گئی ہے جو پوری نہیں ہوئی۔ مگر تمنا پوری نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قیامت بھی واقع

نہ ہوا کرے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کا دعا کی درخواست قبول نہ کرنے احیاء موتی کے عدم

وقوع پر استدلال کرنا غلط ہے۔ مرزا قادیانی نے اسی دعوے کے ثبوت میں ایک یہ آیت بھی پیش

کی ہے: ”لا يذوقون فيها الموت الا الموتة الاولى“ (الدخان: ۵۴)

مرزا قادیانی نے موت اولیٰ کے معنی ایک دفعہ مرنا لکھے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ

یہاں اولیٰ سے دنیا کا مرنا مراد ہے۔ خواہ ایک دفعہ ہو یا دو دفعہ۔ اس سے ایک دفعہ موت مراد لینا

صحیح نہیں ہے۔ جلالین میں ہے کہ: ”ای التی فی الدنيا بعد حياتهم فیها قال بعضهم

الا“ بمعنی بعد۔

س ..... ابو بکرؓ نے نبی کریم ﷺ کے جنازہ پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ لم تمت

موتتین! آپ ﷺ دو دفعہ نہیں کریں گے۔

ج ..... اس میں عام طور پر دو دفعہ مرنے کی نفی کرنی مقصود نہیں ہے۔ بلکہ نفی خاص

مراد ہے۔ یعنی نبی عربی ﷺ کو دو دفعہ موت نہ آئے گی۔ اس پر دو قرینہ ہیں:

۱ ..... بعض صحابہ کرامؓ کا یہ خیال تھا کہ حضور ﷺ کچھ عرصہ کے بعد زندہ ہو کر دنیا

میں تشریف لائیں گے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپ ﷺ کے متعلق اس خیال کی ثم لم تمت

موتتین! سے تردید کی تھی۔ عام طور پر احیاء موتی کا انکار نہیں کیا۔

۲ ..... اگر دنیا کی طرف واپسی شرعاً ناجائز ہوتی تو صحابہ کرامؓ کبھی اس غلطی کے

مرتکب نہ ہوتے اور نہ حضرت ابو بکرؓ کو خصوصیت کے ساتھ نفی کرنے کی ضرورت تھی۔ بلکہ عام

حالت سے آپ ﷺ کے دو مرتبہ مرنے پر استدلال کرنا کافی تھا۔

اس مقام میں مرزا قادیانی نے چند آیتیں اور بھی ذکر کی ہیں جن سے سوائے کاغذ سیاہ

کرنے اور حسب عادت جاہلوں پر رعب جمانے کے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ منجملہ ان کے تین آیتیں یہ ہیں:

(۱) ..... ”وما ہم بخارجین من النار (البقرہ: ۱۶۷)“

(۲) ..... ”وما ہم بخارجین منها (مائدہ: ۳۷)“

(۳) ..... ”اولائك اصحاب الجنة هم فيها خالدون (البقرہ: ۸۲)“

جو چیزیں ان آیتوں سے سمجھ میں آرہی ہیں وہ یہ ہیں کہ جنتی جنت میں اور کافروں دوزخ میں داخل ہونے کے بعد ہمیشہ اسی میں رہے گا۔ اس سے ہمیں بھی انکار نہیں۔ کیونکہ جنت یا دوزخ میں داخل ہونا حساب کتاب کے بعد ہوگا۔ اس وقت نہ دنیا رہے گی نہ دنیا کی طرف واپسی۔  
احیاء موتی کا ثبوت قرآن وحدیث سے

”اذ قلتم یا موسیٰ لن نؤمن لک حتیٰ نری اللہ جہرۃ فاخذتکم الصاعقۃ وانتم تنظرون“ (بقرہ: ۵۵، ۵۶) ﴿سرداروں نے کہا کہ اے موسیٰ جب تک ہم خدا کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں گے تجھ پر ایمان نہ لائیں گے﴾ (اللہ تعالیٰ نے اس گستاخی پر جو انہوں نے اپنی لیاقت اور اہلیت سے زیادہ سوال کرنے میں کی تھی یہ سزا دی) بس تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے بجلی نے آ کر تم کو پکڑ لیا۔ پھر ہم نے تم کو مر جانے کے بعد زندہ کر دیا۔ تاکہ تم ہمارا شکر یہ ادا کرو۔ ﴿

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اچانک ایک آگ پیدا ہوئی جس نے ان کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۸۶) میں ہے کہ: ”انہا نار وقعت من السماء فاحرقتهم“  
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے آگے رونا اور اس طرح فریاد کرنی شروع کی: قال رب ان شئت اهلکتهم من قبل وایای اتھلکنا بما فعل السفھاء منا! اے اللہ! اگر تجھے ہلاک ہی کرنا تھا تو یہاں آنے سے پہلے مجھے اور ان کو ہلاک کر دیا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مناجات پر ان کو دوبارہ زندگی بخشی۔

س ..... تمام مقامات قرآن کریم میں جو احیاء موتی کے متعلق ہیں جن میں یہ مذکور ہے کہ فلاں قوم یا شخص مارنے کے بعد زندہ کیا گیا۔ ان سے امانتہ کے معنی حقیقی مارنا اور موت دینا مراد نہیں۔ بلکہ سلانا اور بے ہوش کرنا مراد ہے۔ لہذا جب حقیقتاً مار کر زندہ کرنا خلاف قانون قدرت ہے تو زندہ کرنے سے جگانا وغیرہ کیوں مراد نہ لیا جائے۔

ج ..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس واقعہ کو دیکھ کر یہ فرمانا کہ: ”اتھلکنا بما

فعل السفهاء منا (اعراف: ۱۵۵) ”اس امر کی دلیل ہے کہ واقعہ بے ہوشی اور نیند تک محدود نہیں رہا تھا۔ ورنہ کبھی اس کو ہلاکت سے تعبیر نہ کرتے۔

دوسرے لعلکم تشکرون! سے شکرگزاری کا مطالبہ کرنا بتا رہا ہے کہ ضرور کوئی مافوق العادت بات پیش آئی ہے اور مردہ کا زندہ کرنا مراد ہے نہ بے ہوشی اور نیند وغیرہ سے جگانایا ہوشیار کرنا۔

ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: ”احیینا کم بعد حرقکم لکی تشکروا احیائی (تفسیر عباس ص ۷)“ ﴿تمہیں جلنے کے بعد ہم نے زندہ کر دیا۔ تاکہ تم ہمارے زندہ کرنے پر شکر کرو۔﴾

ربیع بن انسؓ سے (درمنثور ج ۷ ص ۷۰) میں منقول ہے کہ: ”فبعثوا بعد الموت یستوفوا آجالہم“ ﴿ان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا۔ تاکہ وہ اپنی زندگی کا بقیہ حصہ پورا کریں۔﴾

۲..... ”فلنناضربوہ ببعضہا کذاک یحیی اللہ الموتی ویریکم آیاتہ (البقرہ: ۷۳)“ ﴿ہم نے کہا کہ ذبح کی ہوئی گائے کے بعض حصہ کو مقتول سے مس کرو۔ ایسے ہی زندہ کرتا ہے اللہ مردوں کو اور دکھاتا ہے تم کو اپنی نشانیاں۔﴾

تفسیر خازن میں ہے کہ جب مقتول کو ذبح کی ہوئی گائے کے کسی عضو سے مس کیا تو وہ زندہ ہو گیا اور اپنے قتل کرنے والوں کا نام بتا کر مر گیا۔

قرآن مراد: اس جگہ ”اذقتلتم نفساً فاذا رأتہم فیہا (البقرہ: ۷۲)“ کہنا اور اس کو زندہ کرنے کے بعد احیاء موتے پر استدلال کرنا پھر اس واقعہ کو اپنی قدرت کی نشانی بتانا یہ سب باتیں ایسی جمع ہو گئیں ہیں کہ جن سے مردہ کا زندہ ہونا تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اگر یہاں نیند سے جگانا غفلت اور بے ہوشی کا دور کرنا مراد ہوتا تو اس سے احیاء موتی پر استدلال کرنا درست نہ تھا اور نہ اس کو قدرت الہی کا نمونہ بتانا صحیح ہوتا۔ ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

” (کذاک) کما احیا اللہ عامیل (یحی اللہ الموتی) للبعث (ویریکم آیاتہ) احیایہ (لعلکم تتقون) لکی تصدقوا بالبعث بعد الموت (تنویر المقیاس ص ۹)“ ﴿یعنی جس طرح اللہ نے اس واقعہ میں عامیل نامی شخص کو مرنے کے زندہ کر دیا۔ اسی طرح قیامت کے روز مردوں کو زندہ کر دے گا۔﴾

۳..... عزیر علیہ السلام نے بیت المقدس کو منہدم اور گرا ہوا دیکھ کر کہا تھا: ”انسی

یَحْيٰی هٰذِهِ اللّٰهٖ بَعْدَ مَوْتِهَا“ اللہ تعالیٰ تو بتا ہی اور بربادی کے بعد کس طرح اس کو بارونق اور آباد کرے گا؟۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات دکھانے کے لئے کہ وہ کس طرح ناپید کو پیدا اور معدوم کو موجود کرتا ہے۔ عزیر علیہ السلام کو سو سال تک مردہ بنائے رکھا۔ امانتہ اللہ مائۃ عام! جب سو سال گزر جانے کے بعد عزیر کو دوبارہ زندہ کر دیا تو انہوں نے اپنی آنکھوں سے مردہ کے زندہ ہونے کو دیکھ لیا۔

اگر یہ واقعہ سوتے ہوئے کو جگانے تک محدود تھا تو عزیر علیہ السلام کے اس سوال کے جواب میں کہ مردہ کیونکر دوبارہ زندہ کیا جاتا ہے۔ ایک سوتے ہوئے آدمی کو جگا دینا کس حد تک موزوں اور عقل میں آنے والی بات ہے؟۔ پھر اس صورت میں اس کو اپنی قدرت کی نشانی بتانا لَنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ! کہنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے؟۔ ادھر عزیر علیہ السلام کا گدھا کہ جس کی ہڈیاں اتنی مدت میں گل سڑ کر خاک ہو چکی تھیں۔ اس کے ذرات اکٹھا کر کے اس میں گوشت پوست لگا دینا اور عزیر علیہ السلام کے سامنے اس کو دوبارہ زندہ کر کے دیکھا دینا جیسا کہ: ”انظر الى العظام كيف ننشزها ثم نكسوها لحما (البقرة: ۲۵۹)“ سے صاف ظاہر ہے احیاء موتی کی کھلی ہوئی شہادت ہے۔ نیز اگر یہ کوئی مافوق العادت بات نہ ہوتی اور سوتے ہوئے کو بیدار کر دینا ہی ہوتا تو اعلم ان اللہ علیٰ کل شئی قدير! کے ذریعہ سے خدا کی قدرت کاملہ کا اقرار کرنا بے محل ہوتا۔ پھر جبکہ سو سال تک بے آب و دانہ سوتے رہنا باوجود خلاف قانون قدرت ہونے کے ممکن ہے تو مار کر زندہ کرنا کس لئے ناجائز اور محال ہے؟۔

۴..... ”الم تر الى الذين خرجوا من ديارهم وهم الوف حذر الموت . فقال لهم الله موتوا ثم احياهم (البقرة: ۲۴۳)“ ہزاروں کی تعداد میں بھاگنے والوں کو موت ہی کی سزا دی۔ تاکہ ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ آئی ہوئی موت کبھی سر سے نہیں ٹلتی۔ ایک زمانہ تک ان کو ایسی حالت میں رکھ کر دوبارہ زندہ کر دیا اور اگر یہاں موت کے معنی نیند اور بے ہوشی کے لیے جائیں تو موت کے ڈر سے بھاگنے والے کو غفلت اور سلا دینے کی سزا دینا کس قدر غیر دانشمندانہ فعل ہے۔

۵..... ”رب ارني كيف تحيي الموتى قال اولم تؤمن قال بلى ولكن ليطمئن قلبي . قال فخذ اربعة (البقرة: ۲۶۰)“ ﴿حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے اللہ! تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو اس پر ایمان نہیں ہے۔ عرض کی کہ ضرور ہے۔ لیکن میں قلب کا اطمینان چاہتا ہوں﴾

فرمایا! اچھا چار جانور لے کر ان کو ٹکڑے ٹکڑے کرلو۔ پھر پکارو۔ وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مردہ کو زندہ ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی درخواست کرنا اور خدا تعالیٰ کا اس کے جواب میں چار جانوروں کے لینے کی ہدایت کرنا بغیر احیاء موتی کی صورت دکھانے کے کوئی اور صورت ہو ہی نہیں سکتی۔ ورنہ جواب سوال کے مطابق نہیں رہے گا۔

مرزا قادیانی کو اس واقعہ کے ظاہر ہونے کی وجہ سے مجبوراً یہ کہنا پڑا کہ: ”ہاں! یہ بھی بالکل ممکن اور جائز ہے کہ خدا تعالیٰ کسی حیوان یا انسان یا پرند کو ایسی حالت میں کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے حقیقی موت سے بچا دے اور اس کی روح کا پاش شدہ جسم سے وہی تعلق رکھے جو نیند کی حالت میں ہوتا ہے۔ پھر اس کے جسم کو درست کر دے۔ اس کو نیند کی حالت سے جگا دے۔ کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۹۳۳، خزائن ج ۳ ص ۶۲۱، ۶۲۲)

مرزا قادیانی کی ہٹ دھرمی بھی قابل داد ہے کہ جانوروں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کے باوجود سویا ہوا مان رہے ہیں:

ملک الموت کو ضد ہے کہ میں جاں لے کے ٹلوں

سربسجدہ ہے مسیحا کہ میری بات رہے

تعجب ہے کہ احیاء موتی تو خلاف قانون قدرت ہونے کی وجہ سے غلط اور قابل تردید ہو اور کسی کا قتل اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا باوجود قانون قدرت کے مخالف ہونے کے صحیح اور درست مان لیا جائے:

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اصل میں احیاء موتی کے قائل ہونے سے مجبور ہیں۔ مسیحائی ہاتھ سے نکلتی ہے۔ ان کا انکار نہ کریں تو کیا کریں۔

۶..... ”وتحی الموتی باذنہ (البقرہ: ۷۳)“ ﴿حضرت عیسیٰ علیہ السلام﴾

کو احیاء کا معجزہ دیا گیا۔ ﴿﴾

اگر نیند سے بیدار کرنے کا معجزہ ان کو دیا گیا تھا تو ایسا ہی معجزہ ہر شخص کو حاصل ہے اور اگر قلوب کا زندہ کرنا یعنی ان کو ہدایت پر لگا دینا مراد ہے تو یہ اللہ کا فعل ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے بھی اس کی نفی یہ آیت کر دے گی۔ جیسا کہ: ”انک لاتہدی من احببت ولكن الله يهدی

من يشاء (القصص: ۵۶) ”اس پر شاہد ہے۔ پھر ہدایت بمعنی راہ نمودن ہر ایک نبی کرتے آئے ہیں۔ یہ عیسیٰ کا مخصوص معجزہ کیا ہوا۔ علاوہ ازیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں دین نصرانیت کو فروغ ہی حاصل نہیں ہوا۔

۷..... ”قال رسول الله ﷺ ولوددت اني اقتل في سبيل الله ثم احيى ثم اقتل ثم احيى ثم اقتل ثم احيى ثم اقتل (کما رواه البخاری ج ۱ ص ۱۰ باب الجهاد من الايمان وباب تمنى الشهادة ص ۳۹۲) ”حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میری خواہش ہے کہ میں بار بار زندہ ہوں اور ہر مرتبہ خدا کے راستہ میں قتل کیا جاؤں۔ اگر دنیا کی طرف واپس ہونا بے حقیقت ہوتا تو حضور نبی کریم ﷺ ایسی لغو اور لالچنی بات کی کبھی آرزو نہ کرتے۔

۸..... ”والذي نفس محمد بيده لو ان رجلاً قتل في سبيل الله ثم عاش ثم قتل في سبيل الله ثم عاش ثم قتل في سبيل الله ثم عاش وعلیه دين ما دخل الجنة حتى يقضى دينه (شرح السنة ج ۴ ص ۳۵۱ حدیث نمبر ۲۱۳۸ باب التشديد في الدين، مسند احمد ج ۵ ص ۲۹۰، مشکوة ص ۲۵۴، باب الافلاس والانظار) ”اس میں بھی احیاء موتی کا جواز ثابت ہو رہا ہے۔

س..... اگر ممیتک کے معنی آخر زمانے میں بعد نزول مارنے کے لئے جائیں تو آیت کی ترتیب جاتی رہے گی اور نظم قرآنی کو اس کی منزلہ ترتیب سے بدلنا علاوہ تحریف کے حدیث وابدؤ بمابداء اللہ! کی رو سے بھی ناجائز ہے۔ علاوہ ازیں تقدیم و تاخیر کی صورت میں واقعات کے لحاظ سے متوفیک کو آیت کے آخر میں لگانا پڑے گا جو کہ آیت کے آخر میں الی یوم القيامة! کی قید ہے۔ اس لئے موت قیامت کے بعد ماننی پڑے گی اور وہ بدیہی البطلان ہے۔

ج..... واؤ مطلق جمع کے لئے ہے۔ ترتیب کے واسطے نہیں ہے۔ دیکھو کتب نحو میں ہدایۃ النحو، کافیہ، شرح جامی، رضی شرح کافیہ ص ۵۰۳، فوائد شافیہ المعروف بزینی زادہ، مفصل الفیہ ابن مالک، ابن عقیل شرح الفیہ تکملہ عبد الحکیم سیالکوٹی وغیرہ اور کتب اصول میں اصول الشاشی، حسامی، نور الانوار، کاشف الاسرار، اصول بزدوی، شرح جمع الجوامع، فن معانی میں مختصر المعانی، مطول، نہایۃ الایجاز للامام الرازی وغیرہا۔

جب واؤ مطلق جمع کے لئے ہے اور ترتیب وقوعی پر دلالت نہیں کرتا تو وفات کا رفع یا نزول سے پہلے واقع ہونا ضروری نہیں ہے۔ اگرچہ تو فی باعتبار ذکر کے مقدم ہے۔ لیکن تقدم ذکری

تقدم وقوعی کو مستلزم نہیں ہے۔ اس لئے جائز ہے کہ توفی جو لفظوں میں مقدم ہے وہ بلحاظ واقع ہونے کے رفع اور تطہیر سے مؤخر ہو: ”قال الرازی فی تفسیر ان الواو فی قوله متوفیک ورافعک الی لا تغید الترتیب فالایة تدل علی انه تعالیٰ یفعل بهذه الافعال فاما کیف یفعل ومتی یفعل فالامر فیہ موقوف علی الدلیل وقد ثبت الدلیل انه حی وورد الخبر عن النبی ﷺ انه سینزل ویقتل الدجال ثم انه یتوفاه بعد ذالک (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۱، ۷۲)“ اسی لئے ابن عباسؓ نے تقدیم و تاخیر کو جائز کہتے ہوئے آیت کے یہ معنی بیان کئے ہیں: ”عن عباسؓ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی یعنی رافعک ثم متوفیک فی آخر الزمان (درمنثور ج ۲ ص ۳۶، ہکذا فی تنویر المقیاس تفسیر ابن عباس ص ۳۹)“

ایسا ہی ضحاکؓ اور ایک جماعت سے منقول ہے: ”والاخر ما قاله الضحاک وجماعة ان فی هذه الآیة تقدیماً و تاخیراً معناه انی رافعک الی مطہرک من الذین کفروا و متوفیک بعد انزلک من السماء (معالم التنزیل ج ۱ ص ۱۶۲، ۱۶۳)“

”وقال الرازی الواو لا تقتضی الترتیب فلم ینق الا ان یقول فیہا تقدیم و تاخیر والمعنی انی رافعک الی و مطہرک من الذین کفروا و متوفیک بعد انزل الی ایاک فی الدنیا مثله من التقدیم و التاخیر کثیر فی القرآن“

(تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۲، ۷۳)

”متوفیک بعد انزل الی ایاک فی الدنیا (تفسیر ابن جریر ج ۳ ص ۲۹۱)“

(مجمع البحار ج ۵ ص ۹۹) میں ہے کہ: ”متوفیک ورافعک علی التقدیم و التاخیر“ اس قسم کی تقدیم و تاخیر وقوعی علاوہ اس آیت کے قرآن مجید میں بکثرت موجود ہے۔ جیسا کہ امام رازی نے ذکر کیا ہے۔ نمونہ کے طور پر چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں:

امثلہ تقدیم و تاخیر از قرآن

..... ۱ ”ادخلوا الباب سجداً وقولوا حطة (البقرہ: ۵۸)“

..... ۲ ”وقولوا حطة وادخلوا الباب سجداً (اعراف: ۱۶۱)“

پہلی آیت میں دخول باب پہلے اور قول حطہ بعد میں ذکر کیا گیا ہے اور دوسری آیت میں بالعکس ہے۔ اگر واو ترتیب کے لئے ہوتا تو ان دونوں آیتوں میں تناقض واقع ہو جاتا۔

(ذکرہ رضی ص ۵۰۳)

۳..... ”نموت ونحیی وما نحن بمبعوثین (مومنون: ۳۷)“ اس آیت

میں موت کو حیات سے پہلے ذکر کیا ہے۔ باوجود یہ کہ واقع اور نفس الامر میں اس کے خلاف ہے۔

۴..... ”یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلك (البقرہ: ۴)“

اس آیت میں قرآن کو پہلے اور دوسری آسمانی کتابوں کو بعد میں ذکر کیا ہے۔ لیکن واقع میں قرآن تمام صحف آسمانی سے مؤخر ہے۔

۵..... ”کذالک یوحی الیک والی الذین من قبلك (شوری: ۳)“

اس میں آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہونے کو انبیاء سابقین پر وحی نازل ہونے سے مقدم ذکر کیا ہے۔ مگر باعتبار ظہور اور تحقیق کے وہ سب سے مؤخر ہے۔

۶..... ”واوحینا الی ابراہیم واسماعیل واسحق و یعقوب

والاسباط و عیسیٰ و ایوب و یونس و ہارون و سلیمان و آتینا داود زبوراً (النساء: ۱۶۳)“ اس آیت میں حضرت عیسیٰ کو ایوب، یونس، ہارون، سلیمان، داؤد علیہم السلام سے پہلے ذکر کیا ہے۔ باوجودیکہ ان کا ظہور ان سب سے مؤخر ہوا ہے۔

۷..... اسی طرح ذبح بقرہ کے قصہ میں شروع قصہ کو بعد میں اور آخر کو اول میں

ذکر کیا ہے۔ مگر یاد رہے کہ اس تقدیم و تاخیر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نظم قرآنی میں جو لفظ پہلے آیا ہے اس کو مؤخر ہونا چاہئے اور کلام میں الفاظ کی ترتیب کما یسبغی اور مناسب نہیں ہے۔ بلکہ اس تقدیم و تاخیر سے یہ مراد ہے کہ جس طرح ذکر میں بعض الفاظ بعض سے مقدم اور مؤخر ہیں اور کلام میں ان کا اس ترتیب کے ساتھ آنا علم بلاغت کی رو سے موزوں یا ضروری ہے۔ اس طرح ان کا واقع اور نفس الامر میں بالترتیب ظاہر ہونا لازمی نہیں ہے۔ گویا ترتیب ذکر اور کلامی ترتیب وقوعی اور خارجی کو مستلزم نہیں۔ لہذا یہ امر مسلم ہے کہ لفظ متوفیک کا ذکر میں مقدم ہونا بعض وجوہ اعجاز اور چند فوائد کی وجہ سے ضروری ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس طرح وہ ذکر میں مقدم ہے اسی طرح اس کا خارج اور نفس الامر میں واقع اور ظاہر ہونا بھی سب سے پہلے اور مقدم ہو اور نہ یہی جائز ہے کہ جن چیزوں میں ترتیب وقوعی نہ ہو ان میں ترتیب ذکر بھی باقی نہ رکھی جائے۔ اس لئے ترتیب وقوعی نہ ہونے کی وجہ سے قرآن مجید کی ترتیب ذکر کو بدل دینا قطعاً ناجائز اور حرام ہے۔ اسی آیت میں اگرچہ توفی کا وقوع اور ظہور دلائل خارجہ کی وجہ سے بعد میں مانا گیا ہے۔ لیکن لفظ متوفیک کو مطہرک من الذین کفروا! کے بعد رکھنے اور نظم قرآنی کو بدل دینے کا کوئی بھی شخص قائل نہیں ہے۔



امام رازی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: ”من قال لا بد فی الآیة من تقدیم

وتاخیر من غیر ان یحتاج فیہا الی تقدیم وتاخیر (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۶)“

غرض ترتیب وقوعی کے نہ ماننے سے تحریف لازم نہیں آتی۔ البتہ اگر ترتیب ذکر کی لحاظ نہ رکھا جاتا اور نظم قرآنی میں تقدیم و تاخیر کر کے اس کو بدل دیا جاتا تو پھر تحریف کا الزام دینا صحیح تھا۔ لیکن قرآن کی ترتیب اور اس کے نظم میں تبدیلی پیدا کرنی کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے۔ پھر تحریف کیونکر لازم آسکتی ہے اور حدیث ابدوا بمابداء اللہ! کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان الصفا والمروہ! کی ترتیب ذکر سے تقدیم صفا کی مروہ پر بطور وجوب یا استحباب کے ثابت ہے۔ اس لئے یہاں بھی ترتیب سے ترتیب وقوعی ثابت ہونی چاہئے۔ بلکہ اس ترتیب کی مسنونیت یا استحباب اس حدیث سے ماخوذ ہے۔ اگر یہ حدیث نہ ہوتی تو تقدیم صفا کی مروہ پر کبھی ثابت نہ ہوتی۔ چنانچہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے کہ: ”لأنه یحتج بقولہ ﷺ ابدوا بمابداء اللہ بہ فکیف یستدل بخبر الواحد علی اثبات الغرضیة“ اسی طرح اس آیت میں تقدیم و تاخیر دلائل خارجہ کی وجہ سے ثابت کی گئی ہے۔ نفس آیت کا یہ مفہوم نہیں ہے اور اگر نفس ترتیب نظم کی تقدم وقوعی کو مستلزم ہوتی تو اقیمو الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ! میں زکوٰۃ کا نماز سے پہلے ادا کرنا جائز نہ ہوتا۔ باوجودیکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

الف۔ جب ترتیب ذکر بحالہ باقی رکھی گئی اور نظم قرآنی میں کسی قسم کا تغیر جائز نہیں رکھا گیا تو متوفیک کو الی یوم القیامۃ کے بعد رکھنے اور موت کو قیامت کے بعد واقع کرنے کا سوال صحیح نہ رہے گا۔ کیونکہ ترتیب وقوعی کے لئے اول اور آخر کی رعایت ضروری نہیں ہے۔ بلکہ جس جگہ دلیل اس کو واقع کرنے کا تقاضا کرے گی اسی موقع پر اس کا وقوع تسلیم کر لیا جائے گا۔ چونکہ دلائل شرعیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت قیامت سے پہلے بعد از نزول واقع ہوگی۔ اس لئے جعل مذکور سے پہلے اس کے واقع ہونے کی جگہ ہوگی۔

ب۔ علاوہ ازیں اگر موت کو جعل مذکور کے بعد ہی تسلیم کر لیں تب بھی زمانہ جعل کے شروع ہونے کے بعد مان سکتے ہیں۔ جعل کی مدت ختم ہونے کے بعد موت تجویز کرنی لازمی نہیں ہے اور یہ امر سب پر ظاہر ہے کہ متبعین کو مخالفین پر غلبہ دینے کا فعل مدت سے شروع ہو چکا ہے۔ اگرچہ اس معاملہ کا اختتام قیامت ہی پر ہوگا۔ لیکن اس کی ابتدا زمانہ دراز سے جاری ہے۔ چنانچہ روح المعانی میں اس آیت کے ماتحت لکھا ہے کہ:

”وانما یلزم ان یکون الموت بعد ذالک الجعل لا بعد اختتام مدته

وتأويل قول القائل انا أتيتك وزائرک بصيغة اسم الفاعل فإنه قد جعل الاتيان فيه كأنه قد دخل في الوجود فعبر عنه باسم الفاعل لا بالفعل المستقبل وذلك اذا كان يصدره جعل عبادي الفعل كالفعل فعبر عنه كأنه قد دخل في الوجود وقد نده عليه علماء الربية كثيراً (تفسير روح المعاني ص ۶۰۰)“

۳۔ ج: نیز توفی، رفع، تطہیر، یہ تینوں وعدے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں اور جعل کا تعلق متبعین کے ساتھ ہے۔ اس لئے توفی کا محل وقوع تطہیر کے بعد ہونا چاہئے۔ جعل کے بعد نہیں ہو سکتا۔ اختلال نظم کا جواب ہم پہلے ہی دے چکے ہیں کہ ہم ترتیب ذکر کی کوئیں بدلتے۔ اس لئے تقدیم و تاخیر توفی کے تسلیم کرنے میں کسی قسم کا فساد اور خرابی لازم نہیں آتی۔ والحمد لله حمداً كثيراً!

س۔ جب آپ کے نزدیک توفی کا وقوع تطہیر کے بعد ہے تو ذکر میں کیوں اس کو مقدم رکھا ہے۔

ج۔ اگر توفی کے معنی، لینے، قبض کرنے، اور کفاروں کے ہاتھ سے نجات دینے کے لئے جائیں تو پھر آیت کی ترتیب اس طرح ہوگی کہ میں تجھے کفاروں کے درمیان سے صحیح سالم نکال کر آسمانوں پر لے جانے والا ہوں۔ رفع آسمانی کے وقت اور بعد از نزول کسی کافر کا ہاتھ تیرے جسم تک نہیں پہنچنے دوں گا اور تیرے متبعین کو مخالفین پر غالب رکھوں گا۔

چونکہ ان چاروں وعدوں میں دشمنوں سے نکالنا اور ان سے نجات دینا پہلا فعل تھا۔ اس لئے اس کو سب سے پہلے ذکر کیا ہے اور اگر توفی سے مدت حیات کا استیفاء بیان کرنا مقصود ہے تو انبی متوعیک کے یہ معنی ہوں گے کہ تیری زندگی کی مقررہ مدت پوری کروں گا اور کافروں کے ہاتھوں سے قتل نہ ہونے دوں گا۔ اس میں حفاظت کا وعدہ کرتے ہوئے عمر کے تمام ایام کا احاطہ کر لیا گیا ہے۔ رفع، تطہیر، جعل یہ تینوں چیزیں زندگی کے جملہ ایام کو گھیرے ہوئے نہیں ہیں۔ بلکہ زندگی کے بعض حصہ میں واقع ہونے والی چیزیں ہیں۔ اس لئے توفی کا ان پر مقدم کرنا ضروری ہوا اور اگر توفی سے موت کے معنی مراد ہیں تو اس کے مقدم کرنے کی کئی وجہ ہیں۔

۱۔ جس بات پر معاملہ ختم ہونے والا تھا اس کا علم ابتداً حاصل کرانے کے لئے توفی کو پہلے ذکر کیا ہے اور درمیان میں پیش آنے والے واقعات کو بعد میں جیسا کہ اس شعر میں ہے کہ:

قالوا خراسان اقصى يرا دينا

ثم القفول فقد جئنا خراسان

چونکہ منتہائے مسافت خراسان تھا۔ اس لئے اس کو پہلے بیان کر دیا اور خراسان کی طرف سفر کرنا اور وہاں پہنچنا بعد میں ذکر کیا۔

۲..... چونکہ یہ کلام یہودیوں کے مقابلہ میں بیان کیا گیا ہے اور یہودی ان کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس لئے سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ بتادینا مناسب تھا کہ یہودی تمہارے قتل پر کبھی قادر نہ ہوں گے اور میں ہی تمہاری زندگی کے ایام پورے کر کے تم پر موت وارد کروں گا۔

۳..... علاوہ توفی کے تمام امور فوراً اور زمانہ قریب میں ہونے والے تھے اور موت ایک مدت کے بعد واقع ہونے والی تھی۔ لہذا اگر توفی کو مقدم بیان نہ کرتے اور مطہر کے بعد رکھ دیتے تو یہ وہم ہو جاتا کہ موت بھی رفع اور تطہیر کی طرح آسمان پر متصل واقع ہوگی اور یہ خلاف مقصود تھا۔ اس لئے توفی کو مقدم رکھا گیا۔

۴..... سورہ آل عمران نصاریٰ کے عقائد کی اصلاح کرنے کے لئے اتاری گئی۔ نصرانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعینہ خدا کا بیٹا خیال کرتے تھے۔ چونکہ ان کے مقابلہ میں وفات کا ذکر کرنا بنسبت باقی امور کے زیادہ اہم تھا۔ اس لئے اس کو پہلے بیان کیا گیا ہے۔

۵..... ”فی البحر المحيط وهذه الاخبار الاربعة ترتيبها في غاية الفصاحة بدء اولاً باخباره تعالى لعيسى انه متوفيه فليس للماكرين به تسلط عليه ولا توصل اليه ثم بشره ثانياً برفعه الى سمائه وسكناه مع ملائكة وعبادته فيها وطول عمره في عبادة ربه ثم ثالثاً برفعه الى سمائه بتطهيره من الكفار فعم بذلك جميع زمانه حين رفعه وحين ينزله في آخر الدنيا فهي بشارة عظيمة له انه مطهر من الكفار اولاً و آخراً ولما كان الثوفي والرفع كل منها خاص بزمان بدئ بهما ولما كان التطهير عاماً يشمل سائر الازمان اخر عنهما ولما بشره بهذه البشائر الثلاث وهي اوصاف له في نفسه بشره برفعة اتباعه فوق كل كافر لتقر بذلك عينه ويسر قبله ولما كان هذا لوصف من اعتلاء تابعيه على الكفار من اوصاف تابعيه تأخر عن الاوصاف

الثلاثة التي لنفسه اذا لبداءً بالا وصاف التي للنفس اهم  
(عقيدة الاسلام ص ۸۷ طبع دیوبند)

### مطالبہ

الف..... اگر ترتیب ذکر ترتیب وقوعی کو مستلزم ہے تو قرآن کی ان صدہا آیات کا جن میں تقدیم و تاخیر وقوعی موجود ہے کیا جواب ہے۔

ب..... ططیوس رومی کے زمانہ میں رفع آسمانی سے چالیس برس بعد آپ کے متبعین کے غلبہ کی ابتداء شروع ہوئی۔  
(دیکھو تفسیر ابوسعود ج ۲ ص ۴۳)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تطہیر مرزا قادیانی کے خیال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو زنا کی تہمت سے بری اور پاک کرنا ہے جو خاتم الانبیاء ﷺ کی زبان مبارک سے پانچ سو برس بعد کرائی گئی تھی۔ مگر اس صورت میں مطہرک من الذین کفروا! اور جاعل الذین اتبعوا! میں ترتیب باقی نہ رہے گی اور اگر تطہیر سے مراد سولی سے زندہ اتارنے کے ہیں تو تطہیر اور توفی میں ترتیب قائم نہیں رہتی۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام واقعہ صلیب سے تقریباً ستاسی برس بعد مرے ہیں۔ اس صورت میں تطہیر پہلے ہوئی اور توفی بعد میں۔ باوجود یہ کہ ذکر میں توفی مقدم ہے۔

س..... کیا احادیث صحیحہ اور اجماع امت کے علاوہ اس آیت میں کوئی اور قرینہ بھی پایا جاتا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ توفی کے معنی فی الحال مارنے کے نہیں ہو سکتے۔

ج..... ہاں! ایسے تین قرینے اس آیت میں موجود ہیں جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ رہنا ثابت ہوتا ہے:

..... اذ قال اللہ میں اذ ظرفیہ ہے۔ خیر الما کرین یا مکر اللہ کا ظرف زمان ہے:

”واذ قال اللہ تعالیٰ ظرف لخير الماكرين او مكر الله (کشاف ج ۱ ص ۳۶۶)“

”ظرف لمكر الله اولخير الماكرين اولمضمر مثل وقع ذالك“

(بیضاوی ج ۱ ص ۱۴۵ واللفظ له ومثله ابوالسعود ج ۲ ص ۴۲)

جب یہ جملہ پہلے جملہ کا ظرف زمان ہوا تو چونکہ جملہ سابقہ میں اللہ کی تدبیر یہودیوں کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اہانت اور تذلیل سے بچانے اور یہودیوں کو ان کے ارادہ میں ناکام کرنے کے متعلق تھی۔ اس لئے توفی کے وہ معنی لینے پڑیں گے جس سے یہودیوں کی ناکامی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے اعداء کے مکر سے تخلص کی بشارت ظاہر ہوتی ہو۔ یہ

بات اسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ ان کو دشمنوں کے ہاتھ سے بالکل بچا لینے اور اس وقت موت وارد نہ کرنے کی خوشخبری سنائی گئی ہو۔ چنانچہ تفسیر رحمانی میں ہے کہ:

”اذ قال الله يا عيسى اعلما بما مكره بالا عدا و تخليصه عن مكرهم“ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے دشمنوں کے ساتھ تدبیر کرنے اور ان کو مخالفین کے مکر سے چھوڑانے کے متعلق خبر دینے کے واسطے یہ کلام کیا ہے۔

## رفع کی بحث

۲..... دوسرا قرینہ رفع کا ہے جو توفی کے بعد ذکر کیا گیا۔ چونکہ توفی کا استعمال علاوہ دوسرے معانی کے موت کے لئے بھی ہوتا ہے جو خلاف مقصود ہے۔ اس لئے رافعك بڑھا دیا گیا۔ تاکہ یہ احتمال باقی نہ رہے اور توفی کے معنی زندہ آسمان پر اٹھا لینے کے متعین ہو جائیں۔

”ولما علم الله ان من الناس من يخطر بباله ان الذي رفعه اليه هو روحه لا جسده ذكر هذا الكلام ليبدل على انه عليه الصلوة والسلام رفع بتمامه الى السماء بروحه وبجسده ويدل على صحة هذا لتاويل قوله تعالى وما يضرؤنك من شئى“ (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۲)

اس تخصیص کی یہ وجہ ہے کہ لغت میں رفع کے معنی اٹھانے اور نیچے سے اوپر لے جانے کے ہیں۔ چنانچہ:

- (۱)..... صراح میں ہے کہ: رفع برداشتن وهو خلاف الوضع!
- (۲)..... رفعه رفعاً برداشت آن را خلاف وضعه (منتہی الارب ج ۲ ص ۱۳۵)
- (۳)..... الرفع ضد الوضع منه حديث الدعاء اللهم ارفعني (تاج العروس ج ۱۱ ص ۱۶۸) (۴)..... رفعته رفعاً خلاف خفضة! معلوم ہوا کہ رفع خفض اور وضع کا ضد ہے اور وضع کے معنی صراح میں ”نہادن بہ جائے“ لکھے ہیں۔ ایسے ہی خفض کے معنی پست اور نیچے اتارنے کے ہیں۔ ومنه خافضة رافعه! یعنی: برمی دار دقوے را بسوئے جنت و فرو۔ میدارد قوے را در آتش!

اس لئے رفع کے معنی بالا، برآوردن یا اڑ جائے برداشتن ہوئے۔ لیکن اٹھانا کبھی جسم کا ہوتا ہے اور کبھی اعراض اور معانی کا۔ اس لئے رفع کا استعمال بھی دونوں طرح آیا ہے۔ جیسا کہ ذیل کی مثالوں سے ظاہر ہے:

۱..... ”رفع راسه الى السماء“ (مشکوٰۃ ص ۱۸۴)

۲..... ”فرغ الى رسول الله ﷺ الصبي“

(مشکوٰۃ کتاب الجنائز ص ۱۵۰)

۳..... ”فرغه الى يده اى رفعه الى غاية طول يده ليسراه

الناس فينظرون وقيل اى رفع الماء منتهياً الى اقصى مديده ليراه الناس“

(مجمع البحار ج ۲ ص ۳۵۷)

۴..... ”وفى الحديث لا ترفعن روسكن حتى ليستوى الرجال

جلوساً“

(مجمع الزائد ج ۲ ص ۳۵۶)

۵..... ”وارفع اذارك الى نصف الساق“

(مشکوٰۃ ص ۱۶۹)

یہ سب رفع جسمی کی مثالیں ہیں۔

۱..... ”يرفع الحديث الى عثمان اى يرفع حديث الناس

وكلامهم اليه“

(مجمع البحار ج ۲ ص ۳۵۶)

۲..... ”يرفع اليه عمل الليل قبل عمل النهار“

(مسلم ج ۱ ص ۹۹ باب ولقد رآه نزلة اخرى)

۳..... ”والعمل الصالح يرفعه“

(فاطر: ۱۰)

۴..... ”من تواضع لله رفعه الله“

(كنز العمال ج ۳ ص ۱۱۳ حديث نمبر ۵۷۳۶)

۵..... ”قال النبي ﷺ للعباس رفعك الله يا عم“

(كنز العمال ج ۱۳ ص ۵۱۲ حديث نمبر ۳۷۳۱۵)

ان تمام مثالوں میں نقل کلام، غرض عمل اور اس کی قبولیت اور رفع درجات وغیرہ اعراض و معانی کے لئے لفظ رفع کا استعمال ہوا ہے۔ مگر جب رفع کا مفعول کوئی جسم ہو تو رفع جسمانی اور انتقال مکانی یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا لفظ رفع کے حقیقی اور وضعی معنے ہیں اور دوسرے معنوں میں اس کا استعمال مجازی طور پر ہوتا ہے۔

مصباح منیر میں ہے کہ: ”فالرفع فى اجسام حقيقة فى الحركة والانتقال وفى المعانى على مايقضيه المقام“ ﴿رفع کے حقیقی معنے جسم میں حرکت اور انتقال کے ساتھ ہیں اور معانی میں اس کی حقیقی مراد بتقاضائے مقام ہے۔﴾

مسئلہ زیر بحث میں رافع کا مفعول مخاطب کی ضمیر ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع

ہو رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ عیسیٰ جسم مع الروح کا نام ہے۔ تنہا روح یا فقط جسم کو عیسیٰ نہیں کہتے۔ علاوہ ازیں جب متوفیک اور مطہرک میں ضمیر سے مجسم عیسیٰ مراد ہے تو رافعلک میں بھی وہی مخاطب ہوں گے۔ محض عیسیٰ کی روح مراد نہیں ہو سکتی۔

چونکہ اجسام میں رفع کے حقیقی معنی نقل و حرکت اور ایک جگہ سے دوسری جگہ اٹھالینے کے ہیں۔ رفع منزلہ اور رفع عمل وغیرہ دوسرے معانی مجاز ہیں اور حقیقت جب تک متعذر نہ ہو بلاقرینہ مجازی معنی مراد لینے جائز نہیں۔ اس لئے یہاں رفع سے رفع جسمانی ہی مراد ہوگا۔ رفع درجات وغیرہ نہیں ہو سکتے۔

البتہ اگر کوئی قرینہ مجاز کا موجود ہو اور حقیقی معنی مراد لینے متعذر ہو جائیں تو پھر اس کا استعمال معنی مجازی میں صحیح ہوگا، یا لفظ کا استعمال معنی حقیقی میں ہو مگر حقیقی اور مجازی معنوں میں لزوم ہونے کی وجہ سے ذہن معنی موضوع لہ ملزوم سے مجازی معنی لازم کی طرف منتقل ہو جائے اور اسی طرح حقیقی اور مجازی دونوں معنوں کا ارادہ کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لہذا کسی صورت میں تنہا معنی مجازی مراد نہ ہوں گے۔ بلکہ معنی حقیقی بھی اس کے ساتھ ملحوظ رہیں گے اور اسی کا نام کنایہ ہے۔ چنانچہ علامہ دسوتی کہتا ہے کہ:

”قیل انہا لفظ مستعمل فی المعنی الحقیقی لینتقل منه الی المجازی وعلی هذا تكون داخله فی الحقيقة لان اراده المعنی الموضوع له باستعمال اللفظ فیہ فی الحقيقة اعم من ان تكون وحدها کما فی الصریح اومع ارادة المعنی المجازی کما فی الکناية (عقيدة الاسلام ص ۳۸)“

”وقال ایضاً فعلم من هذا ان المعنی الحقیقی يجوز ارادته اللانتقال منه للمراد فی کل من الکناية والمجاز ویمتنع فیہا اراده المعنی الحقیقی بحیث یكون هو المعنی المقصود واما ارادته مع لازمه علی ان الغرض المقصود بالذات هو اللازم فہذا اجائز فی الکناية دون المجاز وقال فی عروس الافراح فاذا قلت زید کثیر الرماد فالمراد کرمة ولا یمنع من ذالك ان ترید افادة کثرة الرماد حقيقة لتكون اردت بالافادة اللازم والملزوم معاً“

(عقيدة الاسلام ص ۳۸)

”ذکر الیعقوبی ظاہر عبارة السکاکی فی بعض المواضع علی ان

ارادة اللازم اصل و اراده المعنى الحقيقى بتبعية ارادة اللازم“

( عقيدة الاسلام ص ۳۸ )

”قال ابن الاثير فى المثل السائر والذى عندى فى ذلك ان الكناية اذا وردت تجاذ بها جانباً حقيقة ومجاز و جاز حملها على الجانبين معاً الا ترى ان اللمس فى قوله تعالى او لا مستم النساء يجوز حمله على الحقيقة والمجاز وكل منها يصح به المعنى ولا يختل“

( عقيدة الاسلام ص ۴۰ )

”فى نهايته الايجاز (لرازى) ان الكناية عبارة عن ان تذكر لفظة وتفيد بمعناها معنى ثانياً وهو المقصود“

( عقيدة الاسلام ص ۴۱ )

”فى المطول الكناية لفظ اريد به لازم معناه مع جواز ارادته معه اى ارادة ذلك المعنى مع لازمه كلفظ طويل النجاد والمراد به لازم معناه اعنى طويل القامة مع جواز ان يراد حقيقة طول النجاد ايضاً فظهر انها تخالف المجاز من جهة اراده المعنى الحقيقى مع ارادة لازمه لارادة طول النجاد مع ارادة طول القامة بخلاف المجاز فانه لا يصح فيه ان يراد المعنى الحقيقى“

غرض کنایہ میں لفظ کا استعمال اگر چہ اپنے اصلی معنے ہی میں ہوتا ہے۔ لیکن معنی حقیقی اور مجازی دونوں کا ارادہ کیا جاتا ہے۔ مجاز کی طرح صرف معنی مجازی ہی مراد نہیں ہوتے۔ بلکہ حقیقی بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر یہاں رفع سے بطور کنایہ رفع درجات کا ارادہ کیا گیا تو پھر بھی رفع جسمانی کا مراد لینہ ضروری ہوگا اور رفع درجات کی وہی صورت لینی پڑے گی جو رفع جسمانی کے خلاف نہ ہو۔ مگر کنایہ میں معنی مجازی لفظ کا مدلول نہیں ہوتے۔ بلکہ کسی دلیل خارجی سے ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے معنی کنائی پر دلالت کرنے کے لئے مجاز کی طرح قرینہ کی احتیاج ہے۔

”قال الجر جانی فى دلائل الاعجاز المكنى عنه لا يعلم من اللفظ بل من غيره الا ترى ان كثيراً الرماد لم يعلم منه الكرم من اللفظ بل لانه كلام جاء عندهم فى المدح ولا معنى للمدح بكثرة الرماد (عقيدة الاسلام ص ۳۸)“

”قال الزمخشري ان الكناية ان تذكر الشئى بغير لفظة الموضوع له ..... قال ابن السبكي لا شك فى احتياج الكناية للقرينة الا ان تشهر الكلمة فى الكناية فتستغنى عن القرينة كالحقائق العرفية ولكنها ليست قرينة



تصرف الاستعمال الى غير الموضوع كما تصرف المجاز بل تصرف قصد  
الافادة“ (عقيدة الاسلام ص ۳۹)

چونکہ یہاں رفع جسمانی اور صعود آسمانی رفع درجات کو مستلزم ہے۔ اس لئے اگر  
رافعك سے بطور کنایہ رفع درجات کا ارادہ کر لیا جائے تو چنداں مضائقہ نہیں۔ لیکن حقیقی معنی کو  
چھوڑ کر محض مجازی معنی مراد لینے میں مجاز کا کوئی قرینہ نہ ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں ہیں۔ بلکہ اس جگہ  
ایسے قرینے پائے جاتے ہیں جن سے معنی مجازی کا ارادہ کرنا بالکل ناجائز معلوم ہو رہا ہے۔ منجملہ  
ان قرائن کے چند قرینے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

۱..... جب متوفيك اور مطهرك کی ضمیر سے بخیاں مرزا قادیانی، حضرت عیسیٰ  
علیہ السلام کا مرنا اور ان کو یہودیوں کے ناپاک الزامات سے بری کرنا مراد ہے تو رافعك میں بھی  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اٹھنا لیا جائے گا۔ رفع روح یا رفع درجات مراد لینے سے بلا وجہ انتشار  
ضمان لازم آئے گا جو ناجائز ہے۔

۲..... اگر رفع درجات سے وہ رفعت اور بلندی مرتبہ کی مراد ہے جو مقبول بارگاہ  
الہی اور نبی ہونے کی وجہ سے حاصل ہے تو ایسی رفعت ان کو سلام علیّ یوم ولدت! اور  
ایدتك بروح القدس! وغیرہ کی وجہ سے پہلے ہی حاصل ہے۔ وعدہ کی جگہ حاصل شدہ چیز کا  
وعدہ کرنا بے محل تحصیل حاصل ہے۔ پھر اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی خصوصیت نہیں۔  
ایسی رفعت اور بزرگی تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے بھی حاصل ہے۔ خاص طور پر حضرت  
عیسیٰ علیہ السلام کو مخاطب بنانا اور ان سے اس امر کا وعدہ کرنا بتا رہا ہے کہ اس رفع سے کسی خاص قسم  
کا رفع مراد ہے اور اگر شرف نبوت سے زیادہ رفع درجات عطا کرنے کا وعدہ کرنا مراد ہے تو وہ بھی  
صحیح نہیں۔ کیونکہ آیت: ”ورفع بعضهم درجات و آتینا عیسیٰ بن مریم البینات  
(البقرہ: ۲۵۳)“ میں آتینا کا عطف رفع درجات پر کیا گیا ہے اور عطف مغائرت کو چاہتا ہے۔  
اس لئے جو کچھ عیسیٰ کو دیا گیا وہ رفع درجات کے علاوہ ہے۔

۳..... اگر رفع درجات موت کی صورت میں کئے گئے ہیں اور توفی سے بھی مرنا  
مراد ہے جیسا کہ مرزا قادیانی کہتا ہے تو بلا فائدہ تکرار لازم آئے گا اور آیت فائدہ سے خالی  
ہو جائے گی۔ کیونکہ ہر صالح اور نیک بخت کی موت ایسی ہی ہوا کرتی ہے۔ اس کا بصورت وعدہ  
بیان کرنا فضول اور لایعنے بات ہے۔

۴..... یہ آیتیں باتفاق علماء نقل و فد نجران کے سامنے ان کے عقائد کی اصلاح

کے لئے پڑھی گئیں۔ ان کا عقیدہ تھا کہ سولی دیئے جانے کے بعد زندہ کر کے ان کو آسمان پر اٹھالیا گیا۔ اگر رفع آسمانی کا عقیدہ خلاف واقع اور غلط تھا تو جہاں عقیدہ صلیب، تثلیث پرستی اور ابنیت کی صاف لفظوں میں تردید کی گئی تھی وہاں اس عقیدہ کی اصلاح بھی کھلے لفظوں میں ہونی چاہئے تھی۔ مبہم الفاظ بیان کر کے ان کو اور مسلمانوں کو گمراہی میں کبھی نہ ڈالا جاتا۔

۵..... اگر تو فی اور رفع دونوں کا مفاد موت ہے تو اس کا تعلق مکر کے ساتھ صحیح نہیں رہتا اور نہ یہودیوں کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مخلصی ظاہر ہوتی ہے۔ باوجود یہ کہ آیت اسی غرض سے بیان کی گئی ہے۔

۶..... جب قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نبی اور اولوالعزم رسول ہونے کی خبر دی گئی اور ان کو دنیا اور آخرت دونوں جگہ وجہ بتایا گیا ہے اور روح القدس سے ان کی تائید کی گئی تو پھر ملعونیت کے تردید کرنے کی کیا ضرورت رہی اور اگر قتل ہونا یا سولی دیا جانا ملعونیت ہے تو بہت سے سچے نبی یہودیوں کے ہاتھوں سے قتل کئے گئے ہیں۔ ان کے ملعون ہونے کی تردید بھی قرآن میں ہونی چاہئے تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے ساحر سولی دیئے جانے کی وجہ سے الیعاذ باللہ ملعون ہونے چاہئیں؟۔

۷..... یہ وعدے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تنہائی میں ہوئے جن کا یہودیوں کو مطلق علم نہیں ہوا۔ لہذا اگر یہ وعدے یہودیوں کے خیال کی تردید کرنے کے لئے تھے تو ان کو اس کا علم نہ ہونے کی وجہ سے تردید سے کوئی فائدہ نہیں ہوا اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مقبولیت کی اطلاع دینی مقصود تھی تو ان کو اپنے مقبول ہونے کا پہلے ہی علم تھا۔ اس لئے اسے ذکر کرنا بھی بے سود ہے۔

۸..... جب اجماع امت سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تو بدالمت اجماع، رفع سے رفع جسمانی ہی مراد ہوگا۔ کوئی اور معنی نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ عام مفسرین نے رفع سے، رفع جسمانی ہی مراد لیا ہے۔ چنانچہ تفسیر رحمانی میں علامہ صوفی علی مہاکئی نے لکھا ہے کہ: ”رافعك الی الی سماءى ومقر ملائکتی“

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ: ”رافعك الی معاناه انه یرفع الی مكان لا یملك الحکم علیہ فیہ غیر اللہ لان فی الارض قد یتولی الخلق انواع الاحکام

فاما السماوات فلا حاكم هناك في الحقيقة وفي الظاهر الا الله

(تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۲)

”رافعك ومطهرك من الذين كفروا اي برفعى اياك الى السماء (ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰)“ جو کچھ ہم نے تفاسیر کے حوالہ سے لکھا ہے وہی حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے۔

”عن ابن عباس ان الله رفعه بجسده وانه حيى الان وسيرجع الى الدنيا فيكون ملكا ثم يموت كما يموت الناس (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۵)“  
س..... (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۲۵۸) میں ہے کہ: ”ورافعك الى اي رافع عملك الى وهو كقوله تعالى اليه يصعد الكلم الطيب والمراد من هذه الآية انه تعالى بشره بقبول طاعته واعماله“ اور ج ۲ ص ۴۵۲ میں ہے کہ: ”واعلم ان هذه الآية تدل على ان رفعه في قوله ورافعك الى هو الرفع بالدرجة والمنقبة لا بالمكان والجهته“ یعنی اس آیت سے جو مسیح علیہ السلام کا رفع ثابت ہوتا ہے اس سے درجات کی ترقی اور عزت کا رفع مراد ہے۔ رفع مکانی (جیسا کہ غیر احمدی مانتے ہیں) اور جہت والا مراد نہیں۔  
(احمدیہ پاکٹ بک)

ج..... اگر امام رازیؒ نے اس لفظ کی توجیہ میں قبولیت عمل اور رفع درجات کے معنی بیان کئے ہیں تو رفع جسمانی کی توجیہ بھی تو ذکر کی ہے۔ ایک توجیہ کے بیان کرنے سے دوسرے معنی کی تردید یا نفی لازم نہیں آتی۔ پھر یہ حوالہ مرزا قادیانی کے حق میں اس وقت مفید ہو سکتا ہے جبکہ یہ ثابت کر دیا جائے کہ امام کی رائے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ ہیں اور ان کے نزدیک توفی کے معنی مرنے کے ہیں اور وہ دوبارہ زندہ ہونے کے قائل نہیں یا فوقیت مرتبہ اور درجہ کی بلندی بغیر موت کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے رفع درجہ سے موت کے معنی اخذ کرنے ضروری ہیں۔ مگر یہ دونوں باتیں خلاف واقع اور غلط ہیں۔ جائز ہے کہ وہ زندہ بھی ہوں اور رفع درجات اور قبولیت عمل بھی ان کو حاصل ہو۔ اس سے موجودہ وقت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موٹ ثابت نہیں ہوتی۔

امام رازیؒ بھی رفع درجات وغیرہ کے بحالت حیات ہی قائل ہیں۔ مرزا قادیانی کی طرح بذریعہ موت درجہ کی رفعت اور بلندی نہیں مانتے۔

چونکہ ایسے معنی مجازی مقصود اصلی یعنی تخلیص اور دشمنوں سے نجات دلانے اور زندہ

اٹھالینے کے منافی نہیں ہیں۔ اس لئے اگر یہ معنی بھی لے لئے جائیں تو چنداں حرج نہیں ہے اور مکر اللہ کے ساتھ تعلق صحیح رہے گا اور امام صاحب کا یہ فرمانا کہ آیت رفعت اور فوقیت پر دلالت کرتی ہے جہت اور مکان پر نہیں کرتی۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اس تو جہت میں رفع منزلت اور فوقیت مرتبہ ہی مراد ہوگی۔ رفع مکانی مراد نہیں ہوگا۔ اس عبارت کا یہ منہوم ہرگز نہیں ہے کہ جو پھر رفع جسمانی کے متعلق ہم پہلے لکھ آئے ہیں وہ غلط ہے۔ اس آیت میں سوائے رفع درجہ کے کسی اور قسم کا رفع مراد لینا درست نہیں ہے۔

س..... تفسیر جامع البیان ص ۵۲ میں ہے کہ رافعك الى الى محل کرامتی یعنی اپنی عزت کے مقام کی طرف رفع کرنے والا ہوں۔ گویا جنت میں داخل کروں گا۔ بفرمودہ: ”يا ايها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية“ (الفجر: ۲۷، ۲۸)

(تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۳۳۱) میں ہے ”رافعك الى الى محل کرامتی ومقر ملائکتی وجعل ذالك رفعاً اليه للتعظيم مثله قوله اني ذاهب الى ربي وانما ذهاب ابراهيم عليه السلام من العراق الى الشام“ یعنی اللہ تعالیٰ کا اپنی طرف منسوب کرنا صرف تعظیم کے لئے ہے۔ جیسا کہ اس قول میں ہے: ما ذهاب! حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق سے شام کی طرف گئے تھے۔ (احمدیہ پاکٹ بک)

ج..... ان دونوں عبارتوں کے نقل کرنے سے مرزائی جماعت کا یہ مطلب ہے کہ محل کرامت سے عزت اور شرافت کا درجہ مراد ہے۔ فلک یا آسمان مراد نہیں ہے۔ مگر ان کا یہ خیال سراسر غلط اور لغو ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں رفع کی نسبت اپنی طرف کی ہے۔ جس سے خدا کے واسطے مکانیت سمجھی جاتی تھی۔

چونکہ خدا کے لئے کوئی جہت یا مکان مقرر نہیں ہے۔ جس کی طرف کسی شئی کا رفع جسمانی ممکن ہو۔ اس لئے مفسرین نے اس شبہ کا ازالہ کرنے کے لئے الی الى محل کرامتی اور مقر ملائکتی مراد لیا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ فرشتوں کے رہنے کی جگہ آسمان ہے۔ اس لئے محل کرامت سے بھی وہی مراد ہے۔

اب ایک شبہ اور تھا۔ وہ یہ کہ جب رفع الی اللہ سے رفع الی محل کرامۃ اللہ مراد ہے تو رافعك الى محل کرامتی یا مقر ملائکتی کیوں نہیں کہا۔ رافعك الى کہہ کر رفع کی نسبت اللہ نے اپنی طرف کس لئے کی ہے۔ اس شبہ کا مفسرین نے یہ جواب دیا ہے کہ رفع کی نسبت اپنی طرف اللہ

تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت اور بزرگی ظاہر کرنے کے لئے کی ہے۔ جس طرح مسجد کو خانہ خدا یا کعبہ کو بیت اللہ اور مکہ کے رہنے والوں کو حیران اللہ، شرافت اور تعظیم کی غرض سے کہتے ہیں یا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک شام کی طرف سفر کرنے کو انسی ذاہب الی ربی کہہ کر اپنا رجوع الی اللہ ہونا ظاہر کیا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی شرافت اور تعظیم شان کے لئے رفع کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کر دی ہے۔ اس عبارت کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ جس طرح انسی ذاہب الی ربی سے شام کی طرف جانا مراد ہے۔ اسی طرح رافعک الی سے جنت کی طرف لے جانا مراد ہے۔ معلوم نہیں کہ جنت کی طرف لے جانے کی خصوصیت کہاں سے لگادی۔ کیا کسی کو لے جانا جنت کے علاوہ دوسری جگہ نہیں ہو سکتا جویسا ایتھا النفس! کا تائیداً پیش کرنا فائدہ مند ہو سکے۔ پھر انسی ذاہب الی ربی کی تشبیہ سے یہ معنی کیوں نہیں لئے جاتے کہ جس طرح ذاہب الی ربی سے ملک شام مراد ہے اسی طرح رافعک الی سے رفع الی السماء مراد ہے۔ بعینہ خدا کی طرف جانا اور اس کی طرف اٹھانا دونوں جگہ مراد نہیں۔ علاوہ ازیں جب مرزائیوں کے نزدیک فی الحال جنت کا وجود ہی نہیں ہے تو اس کی طرف رجوع کرنے کے کیا معنی ہیں؟۔ امام رازیؒ اس تفسیر کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”وقد دللنا فی المواضع الكثیره من هذا الكتاب بالدلائل القاطعة علی انه یمتنع کونه تعالیٰ فی المكان فوجب حمل اللفظ علی التاویل . وهو من وجوه الأول ان المراد الی محل کرامتی وجعل ذالك رفعا الیه للتفخیم والتعظیم ومثله قوله تعالیٰ انی ذاهب الی ربی وانما ذهاب ابراهیم علیہ السلام من العراق الی الشام وقد یقول السلطان ارفعوا هذا الامر الی القاضی وقد یسمى الحجاج زوار الله ویسمى المجاورون حیران الله والمراد من کل ذالك التفخیم والتعظیم فكذا ههنا“ (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۳)

س..... مرزا قادیانی نے رافعک الی کا ترجمہ عزت کے ساتھ اٹھانے والا کر کے عزت کی موت مراد لی ہے اور ازالہ اوہام میں روح کا رفع کرنا لکھا ہے۔ کیا اس کا ثبوت کسی کتاب سے ملتا ہے۔

ج..... ہر گز نہیں۔ عزت کے ساتھ اٹھا لینے سے موت مراد یعنی یا رفع کے معنی روح کرنے لغت کی کسی کتاب سے ثابت نہیں اور نہ عربی زبان کے محاورہ میں اٹھانے کے معنی موت کے آئے ہیں اردو کا محاورہ عربی پر چسپاں کرنا سخت جہالت اور دیدہ دلیری ہے۔ قرآن

شریف میں بھی اس کی کوئی شہادت موجود نہیں ہے۔ یہ محض مرزا قادیانی کی من گھڑت اور ان کا تصرف فی اللغة ہے۔ اس کے علاوہ رفع جسمانی اور اعزاز میں منافاة نہیں ہے۔ دونوں زندگی کی حالت میں جمع ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ رفع ابویہ علی العرش میں ہے۔ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام نے (عزت کے ساتھ) اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا۔

تو فی سے رفع الی السماء مراد لینے کا دوسرا قرینہ ”ومطهرک من الذین کفروا“ ہے۔ وہ اس لئے کہ تطہیر کے معنی لغت میں پاک کرنے کے ہیں۔ چونکہ کفار خبث باطنی کی وجہ سے بعینہ نجاست قرار دیئے گئے ہیں۔ جیسا کہ آیت ”انما المشرکون نجس (توبہ: ۲۸)“ سے ظاہر ہے۔ اس لئے ان سے نجات دینے اور چھڑا لینے کو تطہیر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لہذا تطہیر کا لفظ تخلیص اور انجاء کے لئے بطور استعارہ استعمال کرنا اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم اطہر تک کفاروں کا ناپاک ہاتھ نہ پہنچنا تسلیم کریں اور ان کا صحیح سالم آسمانوں پر مرفوع ہونا مان لیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مفسرین تطہیر کو دشمنوں سے تخلیص اور انجاء کا وعدہ قرار دیتے ہوئے اس سے رفع جسمانی کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ:

”ومطهرک من الذین کفروا ای برفعی ایاک الی السماء“

(ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰)

”عن ابن عباس ان رهطاً من اليهود سبوه وامه فدعا عليهم نسخهم قرده وخنایزیر فاجتمعت اليهود علی قتله فاخبره الله بانہ یرفع الی السماء ویطهره من صحبة اليهود اخرجہ النسائی وغیره“ (السراج المنیر)

”وانما ارفعک لانى مطهرک من جوار الذین کفروا التلا یصل الیک من آثارهم“ (تفسیر رحمانی)

غرض تطہیر سے عام مفسرین کے نزدیک دشمنوں سے ان کو بچانا اور ان کے ناپاک ہاتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم مبارک تک نہ پہنچنے دینا ہی مراد ہے۔ اسی وجہ سے سورہ المائدہ میں احسانات کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے ”اذ کففت بنی اسرائیل عنک“ کو ذکر فرمایا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھانا اور ان کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھنا اور ہاتھ پاؤں میں میخیں ٹھوکنا اور پسلی میں تیر مارنا واقع ہوا ہوتا جیسا کہ مرزا علیہ ماعلیہ کہتا ہے تو اس ذلت اور رسوائی کے باوجود اس کو کبھی تطہیر اور کف سے کبھی تعبیر نہ کیا جاتا اور نہ موضع امتنان میں اس کا ذکر کرنا مناسب ہوتا۔

پھر قرینہ حالیہ بھی اس امر کا مقتضی ہے کہ یہاں تطہیر سے مراد دشمنوں کے مکر سے بچا لینا ہے۔ کیونکہ یہ وعدہ اس وقت کیا گیا جبکہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے اور ان کی اہانت اور تذلیل کی کوشش کر رہے تھے۔ اگر بخیاں مرزا قادیانی اسی حالت میں یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پکڑنے اور ان کے تذلیل کرنے اور اپنے خیال میں ان کو قتل کرنے اور مارنے میں کامیاب ہو گئے تھے تو کف اور تطہیر کے وعدے کی کوئی اصلیت باقی نہیں رہتی اور یہودیوں کا مکر تدبیر الہی کے مقابلہ میں غالب ماننا پڑے گا۔ یہ بات کسی کافر کے منہ سے نکل سکتی ہے مسلمان ایسا کہنے کی کبھی جرأت نہیں کر سکتا۔

س..... اگر تطہیر سے مراد اس جگہ ان الزامات سے بری کرنا لے لیا جائے جو آپ کی والدہ ماجدہ پر یہودیوں کی طرف سے لگائے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے قرآن میں اس سے بری ہونا ظاہر کیا گیا ہے تو کیا حرج ہے۔

ج..... رسول اللہ ﷺ کی معرفت مستقل طور پر حضرت مریم کی برأت ذکر نہیں کی گئی۔ بلکہ جو برأت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی شیرخوارگی کی حالت میں کرائی گئی تھی انہیں کلمات کو رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے قرآن میں ذکر کیا گیا ہے۔ قرآن عزیز ناقل اور اس کی تصدیق کرنے والا ہے۔ بری کرنے والے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔

چونکہ یہ برأت مہد اور گہوارہ میں زمانہ نبوت سے بہت پہلے لڑکپن میں ہو چکی تھی۔ اس لئے مطہر کا وعدہ جو نبوت کے بعد رفع آسمانی کے قریب ہوا ہے کبھی برأت کا وعدہ نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ پانچ سو برس تک تو ان کو مورد الزام بنائے رکھا اور زنا کی تہمت سے ان کو بری نہ کیا اور جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو قرآن کریم میں ان کی برأت ذکر فرمادی جس کو یہودی خدا کی کتاب تسلیم نہیں کرتے۔ مصرعہ:

بریں عقل و دانش بایں گریست

آیت نمبر ۶..... ”وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم (النساء: ۱۵۷)“

تحقیق لغوی و نحوی

التشبیہ ایک کو دوسری کے ساتھ تشبیہ دینا ”شبهته ایاہ وشبهه تشبیہا مانند او کرد اند“ (منتہی الارب ج ۲ ص ۳۲۰) اور بمعنی اشتباہ یعنی ”پوشیدہ نشدن کا رومانند آن“ (منتہی الارب ج ۲ ص ۳۲۰) ”منہ امور مشتبہ کارہائے مشکل“ (منتہی الارب ج ۲ ص ۳۲۰)

”الفتنة تشبه مقبلة وتبين مدبرة ای انها اذا اقبلت شبهت على القوم وارتهم انهم على الحق حتى يدخلوا فيها ويركبوا منها ما لا يجوز فاذا ادبرت وانقضت بان امرها فعلم من دخل فيها انه كان على الخطاء“

(مجمع البحار ج ۳ ص ۱۷۶)

”(فی الحديث) بينهما مشتبهات روى من التفعیل والافتعال شبهت بغيرها مالم تبين به حکمها على التعیین والتبست من وجهین لا يعلم حکمها کثیر من الناس انه حرام وحلال“ (مجمع البحار ج ۳ ص ۱۷۷)

”شبهه عليهم بضهم شین وکسر موحدة ای اشتبهه عليهم“

(مجمع البحار ج ۳ ص ۱۷۸)

”شبهه عليه الامر مجهولا مشکل شد بروے کار“

(منتہی الارب ج ۲ ص ۳۲۰)

لکن! لکن مخفف حرف عطف ہے۔ مگر لکن مشدود کی طرح استدراک کا فائدہ بھی دیتا ہے۔ مفرد پر داخل ہو کر عطف مفرد علی المفرد کے لئے اور جملہ پر عطف جملہ علی الجملہ کے واسطے آتا ہے۔ دنوں صورتوں میں نفی بغیر کبھی مستعمل نہیں ہوتا۔ البتہ مفرد میں معطوف علیہ ہمیشہ منفی ہوتا ہے اور عطف جملہ میں معطوف اور معطوف علیہ میں سے ایک جملہ کا منفی ہونا ضروری ہے۔ چونکہ معطوف اور معطوف علیہ میں تعلق اور ارتباط کا ہونا لازمی ہے۔ اس لئے جس حکم کی ایک جملہ میں نفی کی جائے گی دوسرے میں اسی کا ثبوت ضروری ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہمیشہ ایک حکم میں نفی اور اثبات کے درمیان واقع ہوا کرتا ہے:

”فان كانت لعطف المفرد على المفرد فهي نقيضة لا فتكون لايجاب ما انتفى عن الاول فتكون لازمه لنفي الحكم عن الاول نحو ما قام زيد لكن عمرو ای قام عمرو وان كانت لعطف الجملة على الجملة فهي نظيرة بل في مجيها بعد النفي والاثبات فيبعد النفي لاثبات ما بعدها وابعد الاثبات لنفي ما بعد هانحو جاء في زيد لكن عمرو ولم يجي وما جاء في زيد لكن عمرو قد جأني فعلى كل تقدير غير مستعملة بدون النفي (شرح جامی)“

علامہ عبدالحلیم فتکون لايجاب کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ”لا ثبات

ما انتفى عن المتبوع مع الاسندراك“ (تکملہ عبد الغفور ص ۵۴۷)



معلوم ہوا کہ عطف مفرد میں جس حکم کی متبوع اور معطوف علیہ سے نفی کی جائے گی اسی کا تابع اور معطوف کے لئے ثابت کرنا ضروری ہے اور عطف جملہ میں اگرچہ معطوف علیہ کا منفی ہونا لازمی نہیں ہے۔ لیکن جملتین میں ایک ہی حکم پر نفی اور اثبات کا واقع ہونا ضروری ہے۔ اور کبھی لکن پر واؤ داخل کر دیا جاتا ہے۔ شارح رضی کے خیال میں ایسا واؤ عطف کے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ اعتراضیہ کہلاتا ہے:

” (قال عبد الحکیم فی التکملہ) لعل وجهه ان الواؤ والعاطفة للجمع وليس مقصود والتمتکلم لجاء زید ولكن عمرو لم یجی افادة ان الحکمین المتغائرين متحققان فی نفس الامر فان المفید لذلک جاء زید ولم یجی عمرو بل مجرد رفع التوهم الناشئ من الکلام السابق وهو لا تمام الاول فیکون للاعتراض “

اور بعض نحو یوں نے واؤ کو عطف مفرد میں زائد لازم اور غیر لازم کہا ہے اور بعض کے نزویک واؤ عطف مفرد علی المفرد یا عطف جملہ علی الجملہ کے لئے اور لکن محض استدراک کا فائدہ دیتا ہے۔ لیکن عطف جملہ میں جملہ معطوفہ کا صدر محذوف ہے اور معطوف علیہ میں مذکور:

”اختلف فی نحو ما قام زید لکن عمرو علی اربعة اقوال احدها لیونس ان لکن غیر عاطفة والواؤ عاطفة مفرداً علی المفرد . والثانی لابن مالک ان لکن غیر العاطفة والواؤ عاطفة جملة حذف بعضها علی جملة صرح بجمعها قال فالتقدير فی نحو ما قام زید ولكن عمرو ولكن قام عمرو والثالث لابن عصفور ان لکن عاطفة والواؤ زائده لازمه والرابع لابن کیان ان لکن عاطفة والواؤ زائده غیر لازمه “ (حاشیہ جمال)

یہ اختلاف واؤ کے ساتھ لکن کے عاطفہ اور غیر عاطفہ ہونے کے متعلق اس وقت ہے جبکہ لکن مفرد پر داخل ہو اور اگر وہ جملہ پر آجائے تو پھر لکن عاطفہ ہی ہوگا۔ ابتدائیہ وغیرہ نہیں ہوگا۔ ان لکن الداخل علی الجملة عاطفه وهو مختار الزمخشري فلا یحسن الوقف علی ما قبلها . (تکملہ عبدالغفور)

استدلال

اب اگر شبہ ماضی مجہول کے معنی تشبیہ دیا گیا اور شبیہ اور ہم شکل بنایا گیا کریں تو لکن عطف مفرد کے لئے اور کلام سابق سے اس وہم کو دور کرنے کے واسطے ہوگا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ

السلام مقتول یا مصلوب نہیں ہوئے تو یہود و نصاریٰ ان کے سولی پر مرنے اور بذریعہ صلیب قتل ہونے پر کیوں متفق ہیں۔

چونکہ عطف مفرد میں جس حکم کی متبوع یعنی معطوف علیہ میں نفی کی جائے گی اسی کا اثبات تابع اور معطوف میں ضروری ہے۔ اس لئے شبہ لہم کا عطف و ماقتلوہ و ماصلبوہ کی ضمیر مفعول پر ہوگا۔ تاکہ عطف مفرد علی المفرد بن سکے اور جو حکم متبوع یعنی ضمیر غائب سے متعلق کیا گیا ہے۔ وہی شبہ کی ضمیر کے واسطے ثابت کیا جائے گا۔ مگر شبہ فعل ہے اور فعل کا عطف ضمیر پر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے لفظ من نکال کر شبہ اس کا صلہ بنا دیا جائے گا اور وہی ضمیر غائب پر معطوف بھی ہوگا۔ اس صورت میں عبارت کی تقدیر اس طرح ہوگی۔ و ماقتلوہ و ماصلبوہ ولكن قتلوه و صلبوه من شبه لہم!

چنانچہ تفسیر رحمانی میں اس کی یہی تقدیر نکالی ہے۔ ولكن قتلوه و صلبوه من القی علیہ شبہ یعنی حضرت عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ ان کو سولی دی گئی۔ بلکہ ان کی ایک شبہ کو سولی دے کر مارا گیا۔

(مدارک ج ۱ ص ۲۰۳ اور کشاف ج ۱ ص ۵۸۷) میں ہے۔ ولكن شبه لہم من قتلوه! اس صورت میں عطف بھی صحیح ہو گیا اور پیدا شدہ وہم بھی جاتا رہا۔

اگرچہ من کا مرجع یا شبہ کی ضمیر مقتول کی طرف راجع ہونے والے لفظوں میں موجود نہیں ہے۔ لیکن جب لکن سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل اور سولی دیئے جانے کی نفی کی گئی تو بقاعدہ لکن ضروری ہوا کہ سولی پر مرنا حضرت عیسیٰ کے علاوہ غیر کے لئے ضرور ثابت ہو۔ ورنہ لکن کا لانا صحیح نہیں رہے گا۔ اس لئے مقتول اگرچہ لفظاً موجود نہیں ہے۔ لیکن تقدیراً ضرور پایا جاتا ہے۔

”ان یسند الی ضمیر المقتول لان قوله و ماقتلوہ يدل علی انه وقع القتل علی غیره فصار ذالك الغير مذکورا بهذا الطريق فحسن اسناد شبہ الیہ“ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۹۹)

دوسرے ”انا قتلنا“ میں یہودیوں نے قتل کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل نہیں کئے گئے تو ضرور وہاں کوئی ایسا آدمی ہوگا جس پر فعل قتل کا وارد ہوا ہے۔ اور وہی مقتول ہے۔

”والی ضمیر المقتول لدلالة انا قتلنا علی ان ثم مقتولاً“

(ابو السعود ج ۲ ص ۲۵۱ والبیضاوی ج ۱ ص ۲۱۵)

لہذا قتل ہونا یا سولی دیا جانا غیر کے واسطے ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ سولی دیئے گئے۔ بلکہ عزت کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے۔ وہو المقصود!

اگر شبہ کو تشبیہ بمعنی اشتباہ سے لیں اور اس کے معنی مشتبه یا پوشیدہ کیا گیا کریں تو پھر شبہ کی اسند جار مجرور یعنی لہم کی طرف ہوگی۔ جس طرح خیل الیہ یا ذہب بہ میں الیہ اور بہ نائب فاعل ہیں اور ان کے معنی وقع علیہ الخیال یا وقع علیہ الذہاب ہیں۔ ایسے ہی شبہ لہم کے معنی وقع لہم التشبیہ والا اشتباہ کے ہوں گے اور لکن عطف جملہ علی الجملہ کے لئے ہوگا۔ چونکہ لہم کی ضمیر سولی دینے والے یہودی اور جن کو بعد میں خبر دی گئی اور وہ سولی دیئے جانے کے وقت قتل گاہ میں موجود نہ تھے۔ دونوں مراد لئے جاسکتے ہیں۔ اس لئے پہلی صورت میں وہ معنی مراد ہوں گے جو علامہ ابن تیمیہ نے بیان کئے ہیں: ”وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ بَلِ اشْتَبَهَ عَلَى الَّذِينَ صَلَبُوهُ وَهَذَا قَوْلُ أَكْثَرِ النَّاسِ (الجواب الصحيح ج ۱ ص ۳۱۳)“ اور یہی مطلب ہے ابوالسعود اور بیضاوی کی اس عبارت کا۔ کسانہ قیل ولكن وقع لهم التشبيه بين عيسى عليه السلام والمقتول، لفظ لكن کی رعایت کرتے ہوئے اس کی وہ تفسیر ہوگی جو تفسیر جامع البیان میں ذکر کی گئی ہے: ”ای لکن وقع لهم التشبيه بين عيسى والمقتول فقتلوا شابا من انصاره حسبوه عيسى“

اور اگر لہم کی ضمیر سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو قتل کی خبر دی گئی تو پھر شبہ لہم کے یہ معنی ہیں: ”ای شبہ للناس الذين اخبرهم اولئك بصلبه (الجواب الصحيح ج ۱ ص ۳۱۳)“ یعنی سولی کسی اور شخص کو دی اور لوگوں میں حضرت عیسیٰ کا قتل کرنا غلط مشہور کر دیا جس سے سننے والوں کو حقیقت حال کی خبر نہ ہو سکی۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ: ”فمن الناس من يقول انهم علموا ان المصلوب غيره وتعمدوا الكذب في انهم صلبوه وشبهه صلبه على من اخبروهم“ (الجواب الصحيح ج ۱ ص ۳۱۳) و هذا قول ابن الحزم ذكره في الملل والنحل

لہذا برعایت لکن یہ معنی کئے جائیں گے: ”شبہ على الناس بصلب عيسى وقد صلبوا غيره“ یا یہ مطلب ہے کہ قتل کوئی بھی نہیں کیا گیا۔ لیکن لوگوں میں قتل عیسیٰ کے متعلق غلط اور جھوٹی شہرت کی گئی۔ اس لئے سامعین پر امر قتل پوشیدہ اور مشتبه رہے گا۔ حقیقت حال سے پوری واقفیت نہ ہو سکی۔ یہ معنی ابوالسعود اور بیضاوی نے فی الامر یعنی وقع لهم التشبيه فی امر القتل سے ظاہر کئے ہیں۔ یہ تو جیہہ ان لوگوں کے خیال میں ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مصلوب یا

مقتول کوئی شخص نہیں ہوا۔ یہودیوں نے محض اپنی خفت اور شرمندگی دور کرنے کے لئے لوگوں میں غلط اور جھوٹی بات مشہور کر دی تھی۔ اس وقت عبارت کی تقدیر اس طرح ہوگی: ”لکن قتلوا و صلبوا عیسیٰ الفرصى الذی ارجف بقتله کذبا فی زعم الناس و هو غیر عیسیٰ بن مریم الذی نفی عنه الصلب فصح العطف لتغاثره المسند الیه“

ان تینوں صورتوں سے یہ بات متفقہ طور پر اچھی طرح ثابت ہو گئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دے کر کسی اور طریقہ سے قتل نہیں کیا گیا۔ بلکہ قتل ہونے والا کوئی دوسرا شخص تھا جو فی الجملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا یا کسی شخص کو قتل نہیں کیا گیا۔ لوگوں میں اس کے متعلق جھوٹی اور غلط بات مشہور کر دی گئی تھی۔

فائدہ: جب تشبیہ کے معنی اشتباہ کے ہوتے ہیں تو اکثر اس کا صلہ علیٰ آیا کرتا ہے۔ مگر یہاں شبہ علیہم کی جگہ شبہ لہم کہا گیا ہے۔ تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ اشتباہ پہلے مقدر ہو چکا تھا اور دانستہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچانے کے لئے کیا گیا۔ دیگر امور کثیرہ کی طرح اتفاقیہ نہیں تھا۔

(ذکرہ فی عقیدۃ الاسلام ص ۲۱ طبع دیوبند)

یا اس بات پر دلالت کرنے کے لئے کہ قتل عیسیٰ کی جھوٹی خبر لوگوں کو دھوکہ دینے کے واسطے گھڑی گئی تھی۔ (هذا مستفاد من الملل والنحل)

س..... شبہ کی ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ کی طرف ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہ لفظوں میں مذکور ہے اور ان کے سولی دیئے جانے کا واقعہ یہود و نصاریٰ میں متواتر اور متفق علیہ بھی ہے۔ اس لئے آیت کے معنی بیان کرتے ہوئے یہ کہنا چاہئے کہ جب قتل اور صلب کی حضرت عیسیٰ سے نفی کی گئی تو یہ شبہ ہوا کہ اگر وہ مقتول نہیں ہوئے تو یہود و نصاریٰ میں یہ بات کیوں مشہور ہوئی۔ لکن سے اس وہم کو دور کرنے کے لئے کہا کہ حضرت عیسیٰ مشابہہ بالمقتول یا مشابہہ بالقتل یعنی ادھ مویا بنادیئے گئے تھے۔ جس سے یہود و نصاریٰ کو دھوکا لگ گیا اور وہ ان کو مصلوب یا مقتول سمجھنے لگے۔ ورنہ وہ آخر وقت تک زندہ رہے اور ستاسی برس بعد اپنی طبعی موت مرے۔

ج..... شبہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹانی کئی وجہ سے درست نہیں

ہے:

ا..... پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ لکن عطف مفرد اور عطف جملہ میں نفی اور اثبات کے درمیان واقع ہوتا ہے اور اس طرح کہ جس حکم کی متبوع یعنی معطوف علیہ میں نفی ہوتی ہے اسی کا معطوف میں اثبات ہوا کرتا ہے اور عطف جملہ میں اگرچہ ہر جملہ بجائے خود مستقل ہوتا ہے۔ لیکن

جس طرح عطف مفرد میں حکم معطوف اور معطوف علیہ میں بصورت نفی اور اثبات ایک ہی ہوتا ہے اور محکوم علیہ یا جس کے ساتھ حکم کا تعلق ہو وہ متغائر اور بدلا ہوا۔ ایسے ہی عطف جملہ میں جملہ معطوفہ کے اندر وہی حکم یا فعل ہوتا ہے جو معطوف علیہ میں ہے۔ البتہ متعلق حکم کا ہر ایک جملہ میں الگ الگ ہوا کرتا ہے۔ اس لئے اگر شبہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹائی گئی اور ان کو مشبہ اور مقتول مشبہ بہ کہا گیا تو معطوف اور معطوف علیہ دونوں میں محکوم اور محکوم علیہ اور متعلق حکم ایک ہی ہو جائیں گے اور اس صورت میں لکن متناقضین کے درمیان واقع ہوگا جس میں سے ایک کو صادق اور دوسرے کو کاذب کہنے کی وجہ سے کلام میں کذب لازم آئے گا اور اگر معطوف میں حکم سابق کی تقدیر فرض نہ کی گئی تو لکن عاطفہ کا لانا صحیح نہ رہے گا۔ چونکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اس لئے حضرت عیسیٰ کو مشبہ اور مقتول کو مشبہ بہ کہنا بھی درست نہیں ہے۔ پھر قتل کو مشبہ بہ کہنا تو اور بھی جہالت ہے۔ کیونکہ تشبیہ تشریک امر لا مر فی صفتہ کا نام ہے۔ جب معنی وصفی مشبہ بہ ہو تو وجہ شبہ کیا چیز ہے۔ دوسرے ذات اور فعل کے درمیان کبھی تشبیہ نہیں ہو سکتی۔ امام رازیؒ آیت ”انما یعمر مساجد اللہ (التوبہ: ۱۸)“ کے تحت میں لکھتے ہیں کہ: ”فظاهر اللفظ یقتضی تشبیہ الفعل بالفاعل والصفة بالذات وانه محال فلا بد من التاویل“

(تفسیر کبیر ج ۱۶ ص ۱۲)

۲۔۔۔۔۔ مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص ۳۷۸، خزائن ج ۳ ص ۲۹۴ پر) لکھا ہے کہ: ”منشاء ماصلبوہ کے لفظ سے یہ بر گز نہیں ہے کہ مسیح صلیب پر چڑھایا نہیں گیا۔ بلکہ منشاء یہ ہے کہ جو صلیب پر چڑھانے کا اصل مدعا تھا یعنی قتل کرنا اس سے خدا تعالیٰ نے مسیح کو محفوظ رکھا۔“ جب ماصلبوہ کے معنی مرزا قادیانی کے خیال میں یہ ہوئے کہ یہود نے مسیح علیہ السلام کو بذریعہ صلیب قتل نہیں کیا تو لکن کی رعایت کرتے ہوئے اگر معطوف میں صاحب کا ثبوت اس معنی سے لیا جائے کہ ان کو سولی پر چڑھایا گیا، ایذا اور تکلیف دی گئی، ادھ مویا بنایا گیا۔ مگر بالکل مارا نہ گیا۔ جیسا کہ مرزائی کہتے ہیں تو اس صورت میں معطوف اور معطوف علیہ دونوں میں ایک حکم نہیں ہوگا۔ بلکہ معطوف علیہ میں صلب کے معنی دھار پر مارنا اور معطوف میں محض سولی پر چڑھانا ہوں گے اور وہ دونوں بالکل الگ الگ ہیں اور اگر صلیب کے دونوں جگہ ایک ہی معنی کئے گئے اور متعلق کو نہ بدلاتو اجتماع نقیضین لازم آئے گا جو عقلاً محال ہے۔ اس لئے یہی کہنا پڑے گا کہ صلب کے معنی مارنے کے ہیں۔ مگر اس حکم کی نفی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کی گئی اور لکن کے بعد اسی کا اثبات دوسرے کے لئے ہوا اور اس میں کوئی تعارض نہیں اور یہی مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

۳..... حرف لکن جس شبہ یا وہم کو دور کرنے کے لئے آتا ہے وہ شبہ جملہ سابقہ سے مندرجہ اور فعل کے متعلق میں پیدا ہوتا ہے۔ نفس فعل یا جملہ میں نہیں ہوتا۔ علامہ جامی لکھتے ہیں کہ: ”وَمَعْنَى الاستدراك وقع توهم يتولد من الكلام المتقدم فاذا قلت جاء نى زيد فكانه توهم ان عمرا ايضا جاء كما بينهما من الالفه فرفعت ذلك الوهم بقولك لکن عمراً لم یجی (شرح جامی)“  
لہذا پہلے جملہ کے نفس فعل میں شبہ پیدا کر کے سب کی نفی کرنا لکن کی وضع کے خلاف ہے۔

چونکہ حضرت عیسیٰ کا مقتول ثابت کرنا یہودیوں کا مقصود اصلی تھا۔ اس لئے ”انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ“ میں قتل کا دعویٰ کرتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کو لقب اسم اور معنی وصفی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ تاکہ متعلق فعل کے سمجھنے میں کسی طرح خفا باقی نہ رہ جائے۔ اگر نفس قتل کا ثابت کرنا مد نظر ہوتا اور متعلق کی تعیین اور تخصیص کی طرف زیادہ توجہ نہ ہوتی تو بجائے متعلق کے تاکیدات ذکر کرنے کے فعل کی تاکید بیان کی جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس دعوے کی وما قتلوه وما صلبوه سے تردید کرتے ہوئے مطلق فعل قتل اور صلب کی نفی نہیں کی۔ بلکہ متعلق فعل کی جو اصل دعویٰ تھا تردید کی ہے۔ اگر نفس فعل کی نفی کرنی مقصود ہوتی تو قتل اور صلب کے متعلق سے ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ عام کی نفی سے خاص کی نفی پر استدلال کرنا کافی تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کی توجیہ اصل فعل کی نفی کرنے کی وجہ سے غلط اور خلاف مقصود ہے۔

۵..... اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کے علاوہ ہر قسم کی اذیت اور تکلیف پہنچائی گئی تھی۔ تذلیل اور اہانت کے علاوہ صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور ادھ مو یا بنا کر نیچے اتار لیا تھا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کہتا ہے تو لازم تھا کہ اللہ تعالیٰ بجائے دعویٰ قتل پر لعنت کرنے کے ان افعال شنیعہ اور حرکات قبیحہ پر یہودیوں کی مذمت کرتا اور محض انا قتلنا کے کہنے پر لعنت کا اظہار نہ کرتا۔ ایسی اہم بات کو چھوڑ کر صرف دعویٰ قتل کو لعنت کا سبب قرار دینا اس امر کی کھلی ہوئی شہادت ہے کہ قتل و صلب اور ان کے اسباب اور ذرائع میں سے کوئی بات بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش نہیں آئی۔

۶..... اللہ تعالیٰ نے (سورۃ المائدہ ۱۱۰) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر احسانات کا بیان کرتے ہوئے: ”اذ کففت بنی اسرائیل عنک“ کو بھی ذکر کیا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ

یہودیوں کے ہاتھوں سے مشبہ بالمقتول یا ادھ مویا بنائے گئے تھے تو بنی اسرائیل سے بچا لینے کو احسانات کے ضمن میں ذکر کرنا ہرگز صحیح نہیں تھا۔

۷..... اگر مرزا قادیانی کی رائے میں یہودی حضرت عیسیٰ کے پکڑنے، مارنے پیٹنے اور سولی پر چڑھا کر اپنے خیال میں ان کو قتل کر دینے میں کامیاب ہو گئے تھے تو آیت ”مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین (آل عمران: ۵۴)“ میں اللہ کا اپنی تدبیر کو یہودیوں کے مقابلہ میں غالب فرمانا صحیح نہیں رہتا۔ اور نہ: ”اذا قال اللہ یا عیسیٰ“ کا تعلق ”مکر اللہ یا خیر الماکرین“ کے ساتھ درست ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی کسی آیت کو جھوٹا قرار دینا ملحد اور بد دین ہی کا کام ہے۔

۸..... رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرامؓ میں سے کسی شخص نے اس آیت کی یہ تفسیر نہیں کی ہے۔ یہ مرزا قادیانی کی خانہ ساز تفسیر ہے جو تحریف قرآنی اور بالرائے ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

۹..... تمام یہودی اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر مار دیئے گئے اور ان کو زندہ نہیں چھوڑا گیا۔ نصاریٰ کی ایک جماعت کا بھی یہی خیال ہے۔ لیکن وہ ان کے مقتول ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور آسمانوں پر چلے جانے کے قائل ہیں۔ مسلمان اور نصاریٰ کی قدیم جماعتوں کا یہ عقیدہ ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے اور سولی دینے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ البتہ ان کی جگہ ایک اور شخص کو جو انہی کا ہم شکل تھا سولی دی گئی۔ (دیکھو ترجمہ سیل صاحب)

غرض جو فرقہ حضرت عیسیٰ کے صلیب پر چڑھنے کا قائل ہے وہ ان کے قتل ہونے اور صلیب پر مر جانے کا بھی قائل ہے اور جس نے حضرت عیسیٰ کے متعلق صلیب کا انکار کیا ہے وہ یہودیوں کے ہاتھوں میں ان کے پکڑے جانے سے بھی منکر ہے۔ ان تینوں جماعتوں میں اس بات کا کوئی شخص بھی قائل نہیں کہ صلیب پر تو ضرور چڑھائے گئے۔ لیکن اس پر مرے نہیں۔ البتہ زخمی ہو گئے تھے۔ علاج کرنے سے اچھے ہو گئے۔ یہ واقعہ مرزا قادیانی نے اپنی طرف سے ہی گھڑ لیا۔ قرآن اور لغت عربی میں قیاس تو چلاتے ہی تھے۔ اب تاریخی واقعات بھی ان کی جنبش قلم کے رہن منت ہونے لگے۔ تعجب ہے کہ جو لوگ سولی دیئے جانے کے وقت وہاں موجود تھے ان پر تو مصلوب کا مرنا پوشیدہ نہیں رہا۔ مگر مرزا قادیانی کو دو ہزار برس کے بعد پنجاب کے ایک گاؤں میں ان کا سانس چلتا ہوا نظر آنے لگا۔ پھر ان سے کوئی پوچھے کہ جب آپ کے نزدیک یہود و نصاریٰ کا

تو اتر قابل سند ہے تو صلیب پر مرنے کے تو اتر گویوں تسلیم نہیں کیا جاتا۔

۱۰..... پھر کیا کسی تاریخ یا صحیفہ آسمانی سے یہ بات پیش کی جاسکتی ہے کہ کسی نبی

نے قوم کی ایذا اور تکلیف سے تنگ آ کر تبلیغ کا کام چھوڑ دیا اور ستاسی برس گمنامی میں چپ چاپ گزار کر عالم بالا کو رخصت ہو گئے ہوں۔ بڑی حیرت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول بنا کر بنی اسرائیل اور یہود کی طرف بھیجے گئے۔ مگر وہ ان سے منہ چھپا کر مشرکین کی اصلاح کے لئے کشمیر میں آکودے۔ پھر خدا تعالیٰ بھی ان سے اس حرکت پر کسی قسم کا کوئی مواخذہ نہیں کرتا۔ جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام پر قوم سے کچھ دن کے لئے الگ ہو جانے کی وجہ سے کیا ہے اور نہ وہاں کے باشندے اس نو وارد مہمان کے نام اور پتہ اور اس کے مذہب سے واقف ہوں۔

س..... القاء شبہ علی الغیر دھوکا دہی اور ظلم ہے اور نیز کسی صحیح روایت سے اس کا کوئی ثبوت بھی نہیں۔ مفسرین نے جو کچھ اس بارہ میں لکھا ہے وہ نصاریٰ کی تعلیم سے لیا ہے۔

ج..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مشابہت جزوی اس شخص میں پیدا کی گئی جو نشان دہی کے واسطے یہودیوں کو چڑھا کر لایا اور حضرت عیسیٰ کو پکڑنے کے لئے اندر مکان میں داخل ہوا تھا۔ ایسی حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچا لینا اور ان کی جگہ اس آدمی کو یہودیوں کی نظر میں مشتبہ بنا کر پھنسا دینا جو ان کے نقصان کے درپے تھا آیت: ”لَا يَحْقِيقُ الْمَكْرَ السَّيِّئُ إِلَّا بَاسُهُ (فاطر: ۴۳)“ اور چاہ کن را چاہ در پیش جیسے ضابطہ کے موافق اور عین انصاف ہے۔ نیز توریت میں کئی جگہ لکھا ہے کہ اشرار نیکوں کی جان کا فدیہ ہوا کرتے ہیں۔ اس حکم کا یہ تقاضا تھا کہ ایسا مجرم حضرت عیسیٰ کے بدلے دار پر کھینچا جائے۔ (ذکر فی عقیدۃ الاسلام ص ۲۱ طبع دیوبند)

۲..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک ہم شکل آدمی کو قتل کرانے سے نصاریٰ کی اس جماعت پر بھی رد کرنا مقصود تھا۔ جو ان کو عیاذ باللہ خدا کا بیٹا تجویز کرنے والی تھی۔ تاکہ ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ جو شخص تکالیف اور مضرتوں سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا وہ خدا بھی کسی طرح نہیں ہو سکتا اور ایسا کرنے میں کسی قسم کی تلمیس یا دھوکا دہی بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اصل واقعہ کے جاننے والے حواری موجود تھے۔ جنہوں نے رفع آسمانی کے بعد اصلیت کو لوگوں کے سامنے رکھ دیا اور اس شبہ کا ازالہ کر دیا۔ چنانچہ انجیل برنباس میں جو ایک حواری کی ہے اور مصنف فوٹیس نے رسولوں کے سفر نامہ سے اس خیال کی تردید حواریوں سے نقل کی ہے۔ اسی وجہ سے شروع میں بعض نصاریٰ کے فرقوں کا یہی خیال رہا ہے جو آج مسلمانوں کا ہے۔

رہا یہ خیال کہ اس میں کوئی صحیح روایت موجود نہیں ہے اور حضرت ابن عباسؓ کا اثر



نصاری سے ماخوذ ہے بالکل غلط ہے۔ علامہ سیوطی نے درمنثور میں نسائی اور ابن کثیر و ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے اور (ابن جریر ج ۶ ص ۱۹) نے ابی مالک سے عبد بن حمید اور ابن منذر نے شہر بن حوشب سے ان من اهل الكتاب کے تحت میں اس اثر کو نقل کیا ہے۔ (درمنثور ج ۲ ص ۲۳۱) حافظ ابن کثیر اور جلال الدین سیوطی نے ابن عباسؓ کے اثر کی تصحیح اور توثیق بھی کی ہے:

”ففى الدر المنثور اخرج عبد بن حميد والنسائى وابن ابى حاتم وابن مردويه عن ابن عباس قال لما اراد الله ان يرفع عيسى الى السماء خرج الى اصحابه ..... ورفع عيسى من روزنة فى البيت الى السماء (درمنثور ج ۲ ص ۲۳۸) وللنسائى تفسير مفرد رواه حمزه عنه قال ابن كثير بعد ما ذكر اسناد ابن ابى حاتم وهذا اسناد صحيح الى ابن عباس ورواه النسائى عن ابى كريب عن ابى معاوية بنحوه ابن كثير ج ۲ ص ۳۹۸“

اگرچہ حافظ ابن کثیر اور علامہ سیوطی جیسے ثقافت کی توثیق و تصحیح کے بعد اس اثر کے وقف و رفع میں بحث کرنی فضول ہے۔ کیونکہ صحابی کا وہ قول جس کی تردید کسی آیت یا حدیث سے نہ ہوتی ہو ماننا ضروری ہے۔ جیسا کہ ابن عابدین نے شامی نے لکھا ہے کہ: ”ان قول الصحابي حجة يجب تقليده عندنا اذا لم ينفه شئ اخر من السنة (درالمختار ج ۱ ص ۵۷۴)“ مگر اصول حدیث کے قاعدہ سے یہ اثر حکم میں حدیث مرفوع کے ہے۔ کیونکہ صحابی کا وہ قول جس میں قیاس اور اجتہاد کو دخل نہ ہو وہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں مقدمہ تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ ابن عباسؓ نے کئی مرتبہ قرآن مجید اول سے آخر تک حضور نبی کریم ﷺ کو سنایا اور مضامین کے متعلق استفسار کیا ہے۔ اس لئے ابن عباسؓ نے اس جگہ جو کچھ فرمایا ہے وہ یقیناً رسول اللہ ﷺ سے سن کر ہی فرمایا ہے۔ اس کو نصاریٰ کی تعلیم سے ماخوذ بتانا دروغ بانی اور سراسر نا انصافی ہے۔ نصاریٰ کا عام خیال اور مشہور عقیدہ تو ان کے مصلوب ہو جانے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر آسمان پر جانے کے متعلق ہے۔ اگر ابن عباسؓ کو اسرائیلیات ہی لینی ہوتی تو یہود اور نصاریٰ کی مشہور بات لیتے۔ جیسا کہ مرزا یوں نے موجودہ اناجیل اربعہ اور اسرائیلی روایات پر اعتماد کرتے ہوئے احادیث صحیحہ کو ترک کیا ہے اور صلیب کا عقیدہ اسلام میں جاری کرنا چاہا ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ کے قتل و صلب کی نفی اس تو جیہہ پر موقوف نہیں ہے۔ دیگر توجیہات سے بھی یہ غرض حاصل ہو رہی ہے۔ اگر القاء شبہ کا ثبوت یقینی نہ ہو تب بھی مرزا قادیانی کے بیان کردہ غلط معنی لینے جائز نہیں ہیں۔

س..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے کا واقعہ بہت مشہور ہے اور جو چیز تواتر سے ثابت ہو اس کا انکار کرنا جائز نہیں۔

ج..... صلیب کے وقت یہودیوں کی بہت تھوڑی جماعت وہاں موجود تھی۔ نصاریٰ یا حواریوں میں سے ایک آدمی بھی اس وقت حاضر نہ تھا۔ اس لئے یہ خبر متواتر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جس خبر کی شہرت اور تواتر کی انتہاء قلیل افراد پر نکلتی ہو وہ متواتر نہیں کہلاتی:

”ان الحاضرين في ذلك الوقت كانوا قليلين ودخول الشبهة على الجمع القليل جائز والتواتر اذا نهت في آخر الامر الى الجمع القليل لم يكن مفيد للعلم“ (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۵ تحت آیت انی متوفیک)

”فان الاناجيل التي بأيدي اهل الكتاب فيها ذكر صلب المسيح وعندهم انها مأخوذة عن الاربعة مرقس ولوقا ويوحنا ومتى لم يكن في الاربعة من شهد صلب المسيح ولا من الحواريين بل ولا في اتباعه من شهد الصلب وانما الذين شهدوا الصلب طائفة من اليهود“

(الجواب الصحيح ج ۱ ص ۳۱۳)

۲..... اگر تواتر بھی ہے۔ وہ واقعہ صلیب میں ہے حضرت عیسیٰ کے مصلوب ہونے میں کوئی تواتر نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ عیسائیت کے شروع میں فرقہ بی سی لی دین رسیر نہتین اور کابا کریشن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے منکر تھے۔ (راجیل صاحب) تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ نصرانیت صحیح طور پر رفع آسمانی سے تین سو برس تک رہی۔ بعد میں بگڑ گئی۔

۳..... یہودیوں کو حضرت عیسیٰ کے متعلق خود اشتباہ واقع ہو گیا تھا۔ جس شخص کو انہوں نے سولی دی تھی۔ اس کو یقینی طور پر عیسیٰ نہیں سمجھتے تھے۔ قرآن مجید میں ہے کہ: ”ان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه“ مالهم به من علم الا اتباع الظن (النساء: ۵۷)“ تواتر میں جو ایتقان و یقین ہونا چاہئے اس کے یہاں یہودی خود متردد ہیں: ”فاذا جمع هذا للشروط الاربعة اي عدد كثير احالت العادة توأطئهم وتوا فقهم على الكذب ورد ذلك عن مثله من الابتداء الى الانتها وكان مستندا انتها هم الحسن والنضاف الى ذلك ان تصحبه خبرهم افادة العلم لسامعه فهذا هو المتواتر (شرح النخبة)“

س ..... آیت میں قتل اور صلب دونوں کی نفی کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

ج ..... اگرچہ صلب بھی قتل کرنے کی ایک صورت ہے اور قتل کی نفی سے صلب کی نفی ہو جاتی ہے۔ لیکن عرف میں قتل اسی پر بولا جاتا ہے جو سولی کے بغیر ہو۔ اس لئے اگر ایک کو ذکر کیا جاتا تو دوسرے کی نفی رہ جاتی اور مقصد حاصل نہ ہوتا۔

۲ ..... ماقتلوہ یہود کے دعویٰ قتل کی تردید ہے اور ماصلبوہ میں نصاریٰ کا

رد ہے۔

۳ ..... یہودی پہلے قتل کرتے اور پھر سولی پر لٹکایا کرتے تھے۔ قرآن عزیز میں ان دونوں باتوں کی تردید کر دی۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پکڑنے میں بالکل ناکامیاب رہے۔

آیت نمبر ۱ ..... ”وماقتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ (نساء: ۱۵۷)“

تحقیق معنی بل

لفظ بل لغت میں اعراض اور اضرار کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ جس کے معنی نہ چنانست ہیں (صراح) مفرد اور جملہ دونوں پر داخل ہوتا ہے۔ مفرد میں کبھی صرف اضراب کے لئے اور کبھی اضراب کے ساتھ ترقی کے واسطے آتا ہے: ”واما للترقی فلاینا فی الحروف العاطفة فانه اذا قيل ماراء يت زيدا الا مير بل السطان فانها للترقی“

(حاشیہ عبدالرحمن علی شرح الجامی ص ۳۹۱)

اور جملہ پر داخل ہو کر تنہا اضراب کے واسطے کبھی نہیں آتا۔ بلکہ اضراب کے ساتھ ابطال یا انتقال یا تاکید کے معنی دیتا ہے۔ یعنی جملہ اولیٰ کو رد کرنے یا ایک غرض سے دوسری غرض کی طرف منتقل ہونے یا ماقبل کی مابعد سے تاکید اور موافقت بیان کرنے کے واسطے آتا ہے۔ علامہ عبدالحکیم فرماتے ہیں:

”وامافی عطف الجملة علی الجملة فلا اضراب اما بطل نحو قالوا تخذ الرحمن ولداً سبحانه بل عباداً مکرمون واما بانتقال من غرض الی آخر نحو قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی بل تؤثرون الحیوة الدنیا وہی فی ذالک کله حرف ابتداء لا عاطفة علی الصحیح کذا فی المغنی فلذا لم یتعرض له الشارح ویجوز ان یوافق مابعدہا لما قبلہا اثباتاً ونفیاً قال اللہ انکم لتاتون الرجال شہوة من دون النساء بل انتم قوم تجهلون وقوله تعالیٰ

ام يقولون افتراه بل هو الحق من ربك“ (تكملة عبدالغفور ص ۵۴۷)  
 ”وبل يكون في الجملة للابطال والانتقال“

(بحر العلوم علی مسلم الثبوت)

”بل هو حقيقة في الاعراض وهو متنوع تارة يكون لجعل الاول مسكوتا او مقرر الابطال الاول نفسه او غرضه“ (بحر العلوم علی السلم)  
 ”قالوا اتخذ الرحمن ولداً سبحانه بل عباد مكرمون“ میں بل کے مابعد عبودیت ذکر کرنے سے دعویٰ ولدیت کی جو عبودیت کے منافی اور بل کے ماقبل مذکور ہے تردید ہوگئی۔ گویا بل کا تعلق مقولہ کے ساتھ ہے نہ قول کے ساتھ۔ کیونکہ قول کا واقع ہونا یقینی ہے۔ اس لئے اس کو باطل نہیں کر سکتے۔ البتہ اگر بل کو انتقالیہ لیں تو پھر قول ہی سے تعلق ہوگا۔

”قال العلامة الصبان قوله نحو وقالوا اتخذ الرحمن ولداً سبحانه الخ . قبل في نحو ذلك للاضراب الابطال بناء على ان المضرب المقول بالميم اما اذا كان المضرب عنه القول فلا ضراب انتقال اذا اذ اخبار بصدور ذلك منهم ثابت لا يتطرق اليه الابطال“

معلوم ہوا کہ بل ابطالیہ میں بعینہ جملہ سابقہ کا باطل کرنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ کبھی جس غرض سے وہ جملہ بیان کیا جاتا ہے اس غرض کی تردید کرنی مقصود ہوا کرتی ہے۔ جیسا کہ بحر العلوم سے اوپر نقل کیا گیا ہے۔ یہاں بھی دعویٰ ولدیت کرنے کی وجہ سے اس جملہ کی حکایت کی گئی ہے اور پھر اسی کی بذریعہ بل تردید فرمائی گئی ہے۔ اسی طرح: ”افلم يَكُونُوا يَرُونَهَا بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا (فرقان: ۴۰)“ میں عبرت کے دیکھنے کی تردید ہے۔ عدم رویہ کی جو مابقی جملہ کا مفاد ہے۔ تردید نہیں ہے۔ بعینہ ”وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه“ میں بھی بل سے دعویٰ قتل کا ابطال ہے جو ما قتلوه کہنے کا سبب ہے۔ عدم قتل کی نفی نہیں ہے۔ اگرچہ بل انتقالیہ پہلے کی طرح جملہ اولیٰ کو باطل کرنے کے واسطے نہیں ہوتا۔ مگر اس کے ماقبل اور مابعد کی غرض ضرور بدلی ہوئی ہوتی ہے۔ اس لئے بل دونوں صورتوں میں متغائرین کے درمیان واقع ہوتا ہے۔ بل ابطالی میں تغائر معنوی اور انتقالی میں بلحاظ غرض تغائر اور اختلاف ہوا کرتا ہے۔ البتہ جس وقت بل کا مابعد ماقبل کے موافق ہو تو پھر جملتین میں اختلاف نہیں ہوتا۔

(تاج العروس شرح قاموس ج ۱۴ ص ۶۸) میں مبرد وغیرہ سے منقول ہے کہ جملہ میں بل استداراک مع الاضراب کے لئے آتا ہے اور ایسا ہی صبان سے مروی ہے: ”قال الصبان وقد

عد فی المغنی من الامور التي اشتهرت بين العربین والصواب خلافها  
قولهم بل حرف اضراب قال وصوابه حرف استدراك واضراب فانها بعد  
النفي والنهي بمنزلة لكن سواء“

چونکہ بل ماقتلوہ میں نفی کے بعد آیا ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا تحقیق کی رو سے بھی وہ  
لکن کی طرح متغائرین کے درمیان واقع ہونا چاہئے۔

### استدلال

اگر بل آیت میں جملہ پر داخل ہونے کی وجہ سے ابطالیہ ہے تو بل ابطالیہ میں مابعد بل  
سے بعینہ ماقبل کی یا اس کی غرض کی تردید کی جاتی ہے اور بل اس طرح سے متغائرین کے درمیان  
واقع ہوا کرتا ہے مگر یہاں بل سے پہلے عدم قتل مذکور ہے جس کا باقی رکھنا ضروری ہے۔ اس لئے  
رفع سے عدم قتل کی تردید نہیں ہوگی۔ بلکہ قتل مسیح کے دعویٰ کا ابطال ہوگا جو ماقتلوہ کی غرض اور اس  
کے بیان کرنے کا سبب ہے: ”بل رفعه الله اليه رد وانكار لقتله واثبات لرفعه“

(بیضاوی ج ۱ ص ۲۱۶ و ابوالسعود ج ۲ ص ۲۵۲)

لیکن اثبات رفع سے قتل کی تردید اس وقت ہو سکتی ہے جبکہ رفع سے رفع جسمانی مراد  
لیں۔ کیونکہ رفع روحانی یا رفع درجات اور قتل میں کوئی منافات نہیں ہے۔ چنانچہ شہید میں دونوں جمع  
ہیں۔ اس لئے آیت میں رفع سے رفع جسمانی ہی مراد لینا چاہئے۔ تاکہ بل ابطالیہ کا لانا صحیح  
ہو سکے اور رفع اور قتل کا باہمی مقابلہ درست ہو۔ اگر بل کا تعلق نفی اور عدم قتل کے ساتھ کیا جائے تو  
بل انتقال کے واسطے ہوگا۔ لیکن پھر بھی ایک غرض سے دوسری غرض کی طرف انتقال کرنا رفع  
جسمانی ہی کی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے۔ رفع روحانی وغیرہ لے کر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ماقتلوہ  
کی غرض قتل کی تردید اور رفع سے رفع آسمانی کا اثبات مقصود ہے اور یہ دونوں الگ الگ دو غرضیں  
ہیں۔ مگر رفع درجات کی صورت میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے نزدیک ماقتلوہ  
سے قتل لعنت کی نفی اور علوم مرتبت کا اثبات مقصود ہے اور یہی رفع اللہ الیہ کی غرض ہے۔ اس لئے رفع  
سے رفع روحانی وغیرہ مراد لے کر بل انتقالیہ لانا صحیح نہیں ہوتا۔

۲..... چونکہ مخاطب کے اعتقاد کے خلاف کسی حکم کا بیان کرنا قصر قلب کہلاتا ہے  
اور ماقتلوہ یقیناً میں بھی یہودیوں کے اعتقاد کے خلاف قتل مسیح کی تردید کی گئی ہے۔ اس لئے  
ماقتلوہ قصر قلب ہے۔ لیکن قصر قلب میں اعتقاد مخاطب کے خلاف حکم بیان کرنے کے باوجود  
مخاطب کے عقیدہ کی صراحۃً نفی کرنی ضروری ہے۔ مثلاً جو شخص خلاف واقع زید کے بیٹھے کا یقین

رکھتا ہے اور اس کے قائم ہونے کا قائل ہیں ہے تو اس کے خیال کی تردید کرنے کے لئے زید قائم لا قاعد کہا جائے گا۔ اگرچہ صرف زید قائم کہنے سے بھی اعتقاد مخاطب کی ضمانتی ہو جاتی ہے۔ مگر لا قاعد کہہ کر اس کی صراحتاً نفی کرنی تقویت حکم کے لئے لازمی ہے۔ اسی طرح ماقتلوہ سے یہودیوں کے عقیدہ کی تردید کر کے مزید تقویت کے واسطے رفع کو ذکر کرنا ضروری ہے اور رفع سے رفع جسمانی مراد لینا اور بوجہ منافاة قتل کی نفی کرنا لازمی ہے۔

۳..... چونکہ بل اضراب مع الاستدراک کا فائدہ دیتا ہے۔ اس لئے قتل کی نفی کرنے سے جو یہ شبہ پیدا ہو گیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر قتل نہیں کئے گئے تو واقعہ صلیب کے بعد کیوں دفعتاً غائب اور لاپتہ ہو گئے ہیں۔ وہم کو بل سے دور کرتے ہوئے بتا دیا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ اس لئے اس واقعہ کے بعد ان کے متعلق دنیا کی خبریں منقطع ہو گئیں۔ رفع درجات یا رفع روحانی لینے سے یہ غرض حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ستاسی سال تک زندہ رہنے کے باوجود وہم سابق کو دور کرنے کے واسطے یہ کہنا کہ واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فوراً خبر اس لئے منقطع ہو گئی تھی کہ وہ ستاسی برس زندہ رہ کر اپنی طبعی موت مر گئے تھے کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔

۴..... احادیث متواترہ اور تمام امت کا متفقہ فیصلہ اہل عقل کے نزدیک اس بات کا زبردست قرینہ ہے کہ رفع سے رفع جسمانی مراد ہے۔ محض رفع درجہ یا رفع روحانی مراد نہیں۔

۵..... و ماقتلوہ کی ضمیر بالاتفاق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ اس لئے جو شے قتل کا مفعول بنے گی۔ وہی چیز رفع کا بھی مفعول ہوگی۔ ورنہ ما بعد بل کا ماقبل سے کوئی تعلق نہ رہے گا اور ایسا ہونا بل کے ابطال یا انتقال وغیرہ ہونے سے مانع ہے۔ ظاہر ہے کہ قتل جسم مع الروح پر واقع ہوتا ہے۔ اس لئے رفع بھی مع الروح کے لئے ہوگا۔ ”رفع عیسیٰ الی السماء ثابت بھذہ الآیہ“ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۱۰۳)

ماقتلوہ سے قتل لعنت کی تردید ہے جو بحکم توریت مصلوب کے لئے لازمی ہے اور رفع سے عزت کی موت کا اثبات ہے جو پہلے مضمون کی منافی ہے۔ اس لئے بل ابطال کا لانا صحیح ہے۔ علاوہ ازیں اگر جملتین کی غرض ملعونیت کی نفی کرنا ہو تو پھر بھی بل کا لانا تاکید اور اظہار موافقت کے لئے درست ہے۔

ج..... ماقتلوہ سے قتل لعنت کی نفی کرنا اور رفع سے رفع روحانی اور عزت کی موت مراد لینا کئی وجہ سے غلط ہے:

۱..... صلیبی موت مطلقاً نہ توریت میں لعنت کا سبب ہے اور نہ قرآن اور حدیث میں۔ جہاں بھی ہے مجرم کا جرم لعنت کا سبب ہے۔ توریت کی ۲۲ اور ۲۳ دونوں آیتوں کے ملانے سے صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ صلیب پر مرنے والا وہی شخص ملعون ہے جو کسی گناہ اور جرم کے پاداش میں صلیب پر مارا گیا ہو۔ ہر مصلوب لعنت کا مستحق نہیں ہے۔ توریت میں ہے کہ: ”اگر کسی نے کچھ ایسا گناہ کیا ہو جس سے اس کا قتل واجب ہو اور وہ مارا جائے اور تو اسے درخت میں لٹکا دے۔ تو اس کی لاش رات بھر لٹکی نہ رہے بلکہ اسی دن اسے گاڑ دے۔ کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے۔ اس لئے چاہئے کہ تیری زمین جس کا وارث تیرا خداوند خدا تجھ کو کرتا ہے ناپاک نہ کی جائے۔“ (توریت آیت ۲۲، ۲۳، استثناء باب ۲۱)

تیسویں آیت میں وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے کے فقرہ میں وہ کا اشارہ اسی مجرم کی طرف ہے جو اس سے پہلے بائیسویں آیت میں مذکور ہے۔ اگر ہر مصلوب کی ملعونیت ثابت کرنی مقصود ہوتی تو یہ فقرہ اس طرح ہوتا کہ جو شخص پھانسی دیا جاتا ہے وہ خدا کا ملعون ہے۔ اس کے علاوہ وہ جو موصول ہے اور پھانسی دیا جانا اس کا صلہ ہے۔ چونکہ موصول پر حکم لگانے سے پہلے صلہ کا جاننا ضروری ہے۔ اس لئے مصلوب ہونے کے متعلق وہی علم ہوگا جو بائیسویں آیت سے حاصل ہو رہا ہے۔ بائیسویں آیت میں مجرم کا اپنے گناہ کی سزا میں مصلوب ہونا مذکور ہے۔ اس لئے یہاں بھی وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے اس سے مجرم ہی مراد ہے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے ساحروں کو فرعون نے سولی دے کر مارا۔ مگر وہ سب کے سب مقبول بارگاہ الہی تھے۔ ایک بھی ملعون نہ تھا۔ سورہ طہ میں ہے کہ: ”ولا صلیبناکم فی جذوع النخل (طہ: ۷۱)“ ”فرعون نے اپنا ارادہ پورا کیا اور ان سب کو دار پر کھینچ دیا۔“

”قال ابن عباس کانوا فی اول النهار سحرة وفی آخرها شهداء (تفسیر کبیر ج ۲۲ ص ۸۸ تحت آیت انه لکبیرکم الذی علمکم السحر طہ: ۸۱)“ اسی طرح صحیحین میں حضرت خبیبؓ کا جو ایک جلیل القدر صحابی ہیں سولی پر مارا جانا مذکور ہے۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فی الواقع غیر مجرم تھے۔ اس لئے ان کا سولی دیا جانا لعنت کا سبب نہیں ہو سکتا۔

۲..... رفع قتل کے مقابلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ مقتول ہونا لعنت کا سبب نہیں

ہے۔ ورنہ تہداء اور وہ انبیاء علیہم السلام جو یہودیوں کے ہاتھوں قتل کئے گئے عیاذ اللہ! اس سزا کے مستحق ہوں۔

۳..... اگر یہودیوں کی نظر میں لعنتی ثابت کرنا ہوتا تو بجائے انا قتلنا کے انا صلبنا کہتے اور ماقتلوہ کی جگہ ماصلبوہ ذکر کیا جاتا۔ جس سے یہودیوں کے خیال کی پوری پوری تردید ہو جاتی یا ماہوا بملعون بل رفعہ کہہ کر صاف لفظوں میں یہودیوں کا رد کیا جاتا۔ لہذا یہودیوں کا قتل مسیح پر زور دینے اور اللہ تعالیٰ کا ان کی تردید میں قتل مسیح ہی کی تردید کرنے سے ظاہر ہے کہ یہودیوں نے نہ کبھی لعنتی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور نہ اس کے رد میں کوئی آیت نازل ہوئی ہے۔

۴..... اگر ماقتلوہ کو قتل لعنت کی نفی کے لئے خاص کر لیں تو قتل کی ایک قسم قتل رفعت باقی رہ جائے گی جو ماقتلوہ کی نفی میں داخل نہ ہوگی۔ اس وقت یہ معنی ہوں گے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لعنتی موت تو نہیں مارا مگر عزت کی موت ضرور مارا ہے۔ اس صورت میں انا قتلنا کی تردید نہ ہوگی۔ بلکہ تاکید ہوگی۔

۵..... پھر رفعہ سے موت طبعی مراد لے کر رفع اعزازی کا ارادہ کرنا اور اس کو لعنت کی ضد قرار دینا اس وقت صحیح ہو سکتا ہے۔ جبکہ ہر طبعی موت رفع درجہ کو مستلزم ہو۔ بہت سے کافر اپنی طبعی موت مرے ہیں۔ مگر درجہ کسی کا بھی بلند نہیں ہوتا۔ لہذا رفع کے معنی اعزازی موت کرنا غلط ہے۔

۶..... اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رسول ہونا اور دنیا اور آخرت میں ذی وجاہت ہونا مسلم ہے تو ضمنی تردید کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

۷..... اور جبکہ یہود و نصاریٰ کے خیال میں ان کی صلیبی موت یقینی ہے تو ان کو مشابہ بالمقتول ثابت کر کے لعنت کی نفی کرنی بالکل غیر مفید چیز ہے۔ اس تردید کا فائدہ تو اس وقت ہوتا جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چھری کی طرح صلیب اپنا کام نہ کرتی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام صحیح سالم اوپر سے اترتے۔ بلکہ ان کا مشابہ بالمقتول ہونا یہودیوں کی تصدیق کرے گا اور قرآن کا دعویٰ ان کے مقابلہ میں بے دلیل ہوگا۔ اگر یہودیوں کے مقابلہ میں طبعی موت کا ذکر کرنا مد نظر ہوتا تو بجائے رفعہ اللہ کے اماتہ اللہ کہنا زیادہ مناسب ہوتا۔

۹..... اگر رفع سے رفع روح یا رفعت مرتبہ مراد ہو تو قبل موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹانی بالکل ناجائز ہو جائے گی۔ باوجودیکہ اس ضمیر کا حضرت عیسیٰ علیہ





۲..... اگر رفع سے محض رفعت مرتبہ ہی مراد ہو۔ تب بھی موت ثابت نہیں ہوتی اور بل کا ذکر کرنا صحیح نہیں رہتا۔

س..... رفع الی السماء رفع درجات کو مستلزم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کافر کے حق میں فرماتا ہے: ”فلیمدد بسبب الی السماء“ نیز انسان کے لئے آسمان پر جانے کو جائز سمجھنا کافروں کا عقیدہ ہے۔ بقولہ تعالیٰ: ”او ترقی فی السماء (بنی اسرائیل: ۹۳)“

ج..... رفع الی السماء ہر جگہ رفع منزلت کو نہیں چاہتا اور نہ ہم نے کبھی یہ دعویٰ کیا ہے۔ البتہ بعض صورتوں میں رفع درجہ رفع مکانی اور صعود آسمانی سے جدا نہیں ہے۔ لہذا جن آیتوں میں رفع الی السماء رفع درجہ کو مستلزم نہیں وہ کفار اور مجرموں کا ذکر ہے۔ نیکوں میں رفع مکانی رفع درجہ کو مستلزم ہے۔ چنانچہ بڑے درجہ کے جنتیوں کے مقامات عام جنتیوں کے مقابلہ میں اونچے اور بلند ہوں گے۔ قرآن شریف میں ہے کہ:

”اولا ٓئک یجزون الغرفۃ بما صبروا (فرقان: ۷۵)“ ”اعلیٰ مواضع الجنۃ“ (بیضاوی) اسی طرح رفع آسمانی کو کافروں کا عقیدہ بتانا بالکل غلط ہے۔ دراصل کفار نے نبوت کی سچائی پر اپنے خیال میں رسول اللہ ﷺ سے بعض نشانات کا مطالبہ کیا تھا۔ جن میں سے ایک نشان یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ خود آسمان سے ایک کتاب لے کر آئیں۔ خدا تعالیٰ نے اس قسم کے بے جا مطالبات کی مذمت کی ہے۔ رفع آسمانی کے جواز یا عدم جواز کی تردید نہیں کی۔ اگر کافروں کا ذکر کرنا ہی عدم جواز کی دلیل ہے تو انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ: ”وقالوا مالہذا الرسول یأکل الطعام ویمشی فی الاسواق . لولا انزل الیہ ملک فیکون معہ نذیرا . او یلقى الیہ کنز او تکون لہ جنۃ یا کل منها (فرقان: ۸، ۷)“ لہذا رسول اللہ ﷺ کے لئے کھانا، پینا، فرشتوں کا آپ ﷺ کے پاس آنا اور مال دولت اور باغات کا ہونا ناجائز قرار دیا جائے۔ کیونکہ کفاروں نے نبوت کا معیار اپنے خیال میں یہی تجویز کیا تھا۔ جس کی تردید خدا تعالیٰ نے ”کیف ضربوا لک الامثال فضلوا (فرقان: ۹)“ ہی سے کی۔ مگر اس سے چیزوں کے ملنے کا عدم جواز ثابت نہیں ہوتا۔

اسی طرح ”هل کنت الا بشراً رسولاً . (بنی اسرائیل: ۹۳)“ میں انبیاء علیہم السلام کے اختیار کی نفی ہے۔ یعنی وہ کسی نشانی کے لانے میں خود مختار نہیں ہیں۔ نہ یہ کہ قدرت الہی کے ماتحت رفع آسمانی ناممکن ہے۔ علاوہ ازیں رفع آسمانی کا جواز کافروں تک کے لئے ثابت ہے: ”ولو ففتحنا علیہم باباً من السماء فظلوا فیہ یعرجون . لقالوا انما سکرۃ

ابصارنا بل نحن قوم مسحورون (حجرات: ۱۵)

س..... جب بندہ کے لئے رفع کا لفظ استعمال ہو تو اس جگہ رفع درجات مراد ہوتا ہے۔ خصوصاً جب اللہ کی طرف منسوب ہو۔

ج..... یہ قاعدہ غلط اور من گھڑت ہے۔ اس جگہ قرآن اور حدیث سے چند مثالیں دی جاتی ہیں۔ جن میں رفع کا مفعول انسان ہے اور پھر رفع مکانی مراد ہے۔

۱..... ”ورفع ابویہ علی العرش (یوسف: ۱۰۰)“

۲..... ”فرفع الی رسول اللہ لصبی (مشکوٰۃ: ص ۱۵۰)“

۳..... ”رفعت الیہ امراۃ الصبیبا“ اس آیت کا یہ فائدہ بیان کرتے ہیں کہ: ”المراد الرفع الی موضع لا یجری فیہ حکم غیر اللہ تعالیٰ“

(تفسیر کبیر ج ۱ ص ۱۰۲)

س..... شخص سے کبھی محض روح اور کبھی جسم مراد ہوتا ہے۔ مثلاً زید نیک ہے یا روح زید سیاہ ہے یعنی جسم۔ اسی طرح ماقتلوہ میں جسم اور رفعہ میں روح مراد ہے۔

ج..... اگر دونوں جملوں میں ضمیر سے ایک ہی چیز نہ لی گئی تو بل کا لانا صحیح نہ ہوگا۔ کیونکہ ماقتلوہ میں جسم مع الروح مراد ہے۔ یہی رفعہ میں بھی ہوگا۔

۲..... افعال حسیہ میں مفعول سے جسم مع الروح اور غیر حسیہ میں روح بالذات اور جسم بالطبع مراد ہوتا ہے۔ چونکہ آیت میں افعال حسیہ ہی مذکور ہیں۔ اس لئے دونوں جگہ جسم متعلقاً بالروح ہی مراد ہے۔

۳..... روح اور جسم کے تعلق منقطع ہونے پر زید کی روح کو زید کی نعش کہا جاتا ہے۔ فقط زید نہیں بولا جاتا۔ اس لئے رفعہ کی ضمیر سے روح عیسیٰ لینا جائز نہیں۔

س..... ”ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات (البقرہ: ۱۵۴)“ میں احیاء کا مبتدا ہم محذوف ہے۔ اس کا مرجع من ہے مگر من سے جسم اور ہم سے غیر جسم مراد ہے۔

ج..... آیت میں بل کا لفظ مفرد کے لئے جس کا معطوف علیہ اموات ہے۔ لہذا جو اموات کا مبتدا ہے وہی احیاء کا بھی ہے اور وہ ”ہم“ ہے جس سے دونوں مراد ہیں۔

۲..... عطف مفرد میں نفیاً واثباتاً حکم ایک ہونا چاہئے۔ مسند الیہ کا ایک ہونا ضروری نہیں۔ نحو ماجائی زید بل عمرو یعنی جاءنی عمرو اب اگر آیت میں ہم کی مراد مختلف ہو تو کوئی حرج نہیں۔ پھر بل رفعہ کو اس پر قیاس کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ وہاں بل جملہ پر داخل ہے۔

س ..... رفع الی السماء سے ابنیت کی تائید ہوتی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حسی قیوم مانا پڑتا ہے۔ نیز اتنی لمبی عمر ہونے سے رسول اللہ ﷺ پر فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

ج ..... یہ جاہلانہ خیال ہے۔ اگر آسمان پر رہنے سے ابنیت ثابت ہوتی ہے تو فرشتے عیاذ اللہ بالاولیٰ بنات اللہ ہوں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام بلکہ شیطان بھی آسمانوں پر رہتا تھا وہ بھی ابن اللہ ہوا۔ (معاذ اللہ)

دوسرے شیطان اور فرشتوں سے زیادہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر نہیں ہے۔ اس قاعدہ کے موافق وہ بھی حسی قیوم ہونے چاہئیں اور زمین، آسمان، چاند، سورج تو بدرجہ اولیٰ حسی قیوم ہوں گے؟۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ! پھر عمر کے لمبے اور دراز ہونے سے افضلیت کیونکر ثابت ہوگئی؟۔ عمر بزرگی بعقل است نہ بسال۔ شیطان کی عمر مرزا قادیانی سے بہت زیادہ ہے تو کیا مرزائی جماعت اس کو مرزا قادیانی سے افضل کہنے کے واسطے تیار ہے؟۔ ایک عیسائی انگریز نے شاہ عبدالعزیزؒ کی خدمت میں حضرت عیسیٰ کی فضیلت پر یہ شعر پڑھا:

کے بگفت کہ عیسیٰ ز مصطفیٰ اعلیٰ است

کہ او بزر ز میں دآں باوج سماست

شاہ صاحب نے فی البدیہہ یہ شعر جواب میں ارشاد فرمایا: شعر

بگفتش کہ نہ ایں حجت قوی باشد

حباب بر سر آب و گہر تہ دریاست

س ..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر بغیر کھانے پینے کے ہزار ہا سال سے کس طرح زندہ ہیں۔ اگر کھانا کھاتے ہیں تو قضائے حاجت کہاں کرتے ہیں۔ پھر اس قدر عمر ہو جانے کے بعد ان کا دنیا میں آنا ہی بے کار ہے۔ جیسا کہ آیت ومن نعمہ ننکسہ فی الخلق سے ظاہر ہے۔

ج ..... جس طرح پے در پے بلا کھائے روزہ رکھنے پر نبی عربی ﷺ کمزور نہیں ہوتے تھے اور جب صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کو دیکھ کر بغیر کھائے پے متواتر روزے رکھنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے ان کو اس سے روکتے ہوئے ”ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی (مشکوٰۃ کتاب الصوم ص ۱۷۵، بخاری ج ۲ ص ۱۰۱۲ باب کم تعزیر والادب)“

ارشاد فرما کر اپنے لئے روحانی اور عشق الہی کی غذا ملنے کی طرف اشارہ فرمایا۔ اسی طرح جائز ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی روحانی غذا ملتی ہو۔

۲..... رفع آسمانی کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کی حالت فرشتوں جیسی ہے۔ جس طرح سبحان اللہ و بحمدہ فرشتوں کی غذا ہے۔ اسی طرح ذکر الہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غذا ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ: ”فعیسی لما رفع الی السماء صار حاله كحال الملائكة فی زوال الشهوة والغضب والاخلق الذمیمة“

(تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۲، تحت آیت انی متوفیک)

۳..... جب جنت اور اس کی نعمتیں اس وقت بھی موجود ہیں اور آدم علیہ السلام بھی نعماء جنت سے فائدہ اٹھا چکے ہیں تو کیا تعجب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے بھی جنت کی نعمتیں مہیا کر دی جاتی ہوں۔ پھر چونکہ جنت کے اطعمہ سے فضلہ تیار نہیں ہوتا سب کا سب جزو بدن بن جاتا ہے۔ اس لئے قضائے حاجت کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر کسی ملحد کے نزدیک جنت کا اس وقت کوئی وجود نہیں اور آدم علیہ السلام کا قیام کبھی جنت میں نہیں ہوا تو ایسا آدمی مسلمان ہی نہیں۔ اس سے ان مسائل میں گفتگو کرنا ہی فضول ہے۔ اسی طرح اگر اس کے خیال میں جنت کے کھانوں سے دنیا کی طرح فضلہ بنتا ہے تو جو جگہ آدم علیہ السلام یا جنتیوں کے لئے ہے وہی عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی ہوگی۔

۴..... چونکہ آسمان محل تغیر نہیں ہے۔ وہاں جو چیز بھی ہے وہ ایک ہی حالت پر ہے اور اس جگہ بڑھا پاؤ وغیرہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ حدیث میں حوران بہشتی کا یہ قول نقل کیا گیا ہے نحن خالداً لا نبید! اس لئے عیسیٰ علیہ السلام اسی عمر میں اتریں گے جس میں مرفوع ہوئے تھے۔ اور جب آسمان پر کسی قسم کا تغیر واقع ہی نہیں ہوتا تو ظاہر ہے عیسیٰ علیہ السلام جس غذا کے ساتھ مرفوع ہوئے تھے وہی باقی رہے گی اور تحلیل نہ ہونے کی وجہ سے بدل مانتھل کی ضرورت محسوس نہ ہوگی۔ درحقیقت اس قسم کے شبہات انہی لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں جو قدرت الہی کے منکر اور اسلامی تعلیم کے مخالف ہیں۔ نعوذ باللہ من الحاد الملحدين و خرافاتهم!

۵..... کسی بشر کا آسمان پر جانا قانون قدرت کے خلاف ہے۔ نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس کو محال سمجھتا ہے اور آنحضرت ﷺ کا معراج بھی جسمانی نہیں تھا۔ چنانچہ (حاشیہ ازالہ ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶) میں ہے کہ: ”سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف (مرزا قادیانی) خود صاحب تجربہ ہے۔“

ج..... جس طرح خدا تعالیٰ کی ذات کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اس کی صفتوں کو کسی قاعدہ اور ضابطہ کا پابند کرنا ناممکن ہے۔ کثرت سے پیش آنے والے واقعات کو قدرت کا قانون بتانا اور اسی میں اس کو منحصر جاننا بے وقوفی ہے۔ استقراء ناقص اور چند جزئیات کے دیکھ لینے سے قاعدہ کلیہ یا قانون نہیں بنا کرتا۔ انسان کی یہ طاقت ہی نہیں کہ علم الہی کا پورا پورا احاطہ کر سکے: ”وما اوتیتم من العلم الا قليلا“ (بنی اسرائیل: ۸۵) ”پھر اس کا یہ فیصلہ کس طرح مسموع ہو سکتا ہے کہ عالم اسباب میں جو طریقہ کسی چیز کے متعلق پایا جاتا ہے وہ اسی طرح رہے گا۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ آج سے بیس تیس برس پہلے بغیر زبان کسی حرف کا تلفظ کرنا خلاف عادت معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اب گراموفون کے ریکارڈ نے اس کو ممکن بلکہ واقع کر کے دکھا دیا۔ جب انسان کو خدا کی عطاء کی ہوئی قدرت اس درجہ حاصل ہے تو قادر مطلق کی قدرت میں کسی کو شک کرنے کی گنجائش کیونکر ہو سکتی ہے۔ وہ کسی اسباب عادت کا پابند نہیں ہے۔ بلکہ جس طرح وہ اشیاء کو بذریعہ اشیاء کے مہیا کرتا ہے۔ اسی طرح وہ بعض چیزیں ظاہری اور باطنی سبب کے بغیر بھی بنایا کرتا ہے۔ البتہ عالم اسباب میں بذریعہ سبب کے پیدا کرنا کثیر الوقوع ہے اور بغیر کسی سبب کے بنانا بہت کم۔ مگر جو چیز دلیل الوقوع ہو وہ قانون قدرت سے باہر نہیں ہے۔

مرزا قادیانی کا رفع آسمانی اور معراج جسمانی اور دیگر معجزات انبیاء علیہم السلام سے یہ کہہ کر انکار کرنا کہ ایسا ہونا خدا کی مقرر کردہ عادت کے خلاف ہے اور بموجب فیصلہ آیت: ”ولن تجد لسنة الله تحویلا“ (فاطر: ۴۳) کے یعنی قانون قدرت میں کبھی تغیر یا تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ صحیح نہیں ہو سکتا اور اس کی عدم صحت پر مندرجہ ذیل دلائل موجود ہیں:

۱ ”انما امره اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون“ (یسین: ۸۲) ”کے موجود ہوتے ہوئے خدا کے افعال کو اسباب ظاہرہ یا خفیہ قلیل الوقوع میں منحصر کرنا شرعاً ممنوع ہونے کے علاوہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ اس کا کوئی کام سبب پر موقوف نہیں ہے۔ جس طرح وہ بذریعہ اسباب ظاہرہ یا خفیہ کے کسی شے کو بنایا کرتا ہے اور اسی طرح کسی چیز کو بغیر مطلق سبب کے بھی پیدا کر سکتا ہے۔

مطالبہ: ورنہ بتائیں کہ آدم اور حوا علیہما السلام کا بغیر ماں باپ کے پیدا کرنا اور عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے ظاہر کرنا کس سبب کے ماتحت تھا؟ اگر عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ پیدا کرنا قانون قدرت کے خلاف نہیں ہے تو ان کا رفع آسمانی کیوں قانون قدرت کے خلاف ہے؟ اگر مرزا قادیانی کے خیال میں عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش عیاذ باللہ! بغیر باپ کے نہیں ہوئی تو آیت

قرآنہ کا انکار کرنے کی وجہ سے کیوں اس کو خارج از اسلام نہ کہا جائے؟۔

۲..... جب خدا کا ہر فعل کسی نہ کسی سبب کا محتاج ہوا تو وہ مادہ اور صورت کا محتاج ہونے کی وجہ سے خدا کس طرح رہا اور اس میں اور کوزہ گر میں جو کہ آب و گل کا محتاج ہے کیا فرق ہے۔

۳..... پھر اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ خدا کے مقرر کردہ نظام کو کوئی دوسرا نہیں بدل سکتا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ خود بھی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ قرآن مجید میں ہے: ”لا مبدل لکلماتہ“ یعنی دوسرا کوئی نہیں بدل سکتا۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ بھی نہیں بدل سکتا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ: (۱)..... ”ولو شاء اللہ لجعلکم امة واحدة (مائدہ: ۴۸)“ (۲)..... ”ولو شاء لهداکم اجمعین (النحل: ۹)“ (۳)..... ”ولو یواخذ اللہ الناس بظلمہم ماترک علیہا من دابة ولكن يؤخرهم الی اجل مسمى (النحل: ۶۱)“ ان آیتوں میں موجودہ نظام کے بدلنے کی طاقت رکھنے کا اظہار فرمایا گیا ہے۔

۴..... آیت کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ فیصلہ عام نہیں ہے۔ بلکہ عذاب کے متعلق یہ فرمایا گیا کہ جو تو میں مرسلین کی تکذیب کرتی رہی ہیں ان پر ہمیشہ عذاب الہی آتا رہا ہے۔ اب بھی اگر اہل مکہ نے ہمارے رسول کی تکذیب کی تو حسب دستور ان پر بھی عذاب نازل کر دیا جائے گا۔

۵..... آسمانوں پر جانا بلحاظ انسانی طاقت کے مستبعد ہو سکتا ہے۔ لیکن خدائی قوت کے اعتبار سے بعید نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ وہ اپنی طاقت سے آسمان پر نہیں گئے۔ پھر استحالہ کس بات کا ہے؟۔ مطالبہ: حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ہبوط و صعود آسمانی ممکن بلکہ واقعہ ہے تو وہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر کیوں نہیں لے جاسکتے اور اگر کافروں کی طرح فرشتوں کے نزول سے انکار ہے تو پھر خدائی طاقت کے سامنے یہ بات کیا مشکل ہے۔ وہ بغیر جبرائیل علیہ السلام کے بھی ان کو لے جاسکتا ہے۔

جب تخت بلقیس آصف کی قوت علمیہ سے باوجود مسافت بعیدہ کے لمحہ واحدہ میں موجود ہو سکتا ہے اور آج ہوائی جہاز ہزاروں ٹن وزن لے کر انسانی عقل کے زور سے طبقہ زمہریر یہ سے اوپر جاسکتا ہے تو رب العزت کا عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی قدرت کاملہ سے آسمان پر لے جانا کیوں ناجائز اور خلاف عقل ہے۔

اسی طرح معراج جسمانی بھی قانون قدرت یا عقل کے خلاف نہیں ہے۔ جب بالاتفاق روایات صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ آسمان پر براق کے ذریعہ تشریف لے گئے جو ایک قسم کا فرشتہ ہی تھا تو استبعاد عقلی اور استحالہ کس بات کا ہے؟ یا تو فرشتوں کے نزول و عروج سے انکار کرنا چاہئے یا یہ ثابت کریں کہ مسلمانوں کے خیال میں رسول اللہ ﷺ بغیر امداد خداوندی اپنی بازوؤں سے اڑ کر یا جست لگا کر آسمان پر پہنچے تھے جو عقلاً محال ہے۔ مگر یہ دونوں باتیں ثابت نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے معراج جسمانی بھی عقل یا نقل کے خلاف نہیں ہو سکتا اور نہ رفع آسمانی کا استحالہ ثابت ہو سکتا ہے۔ قال النووی فی شرح المسلم: ”لم یثبت من دلیل عقلی ولا شرعی استحالة رفع الجسم علی السماء“ اب تک کسی جسم کا آسمان پر اٹھایا جانا عقلاً یا نقلاً محال ثابت نہیں ہوا۔

### تحقیق معراج

معراج کی کیفیت اور اس کے واقعہ ہونے کی حالت میں سلف صالحین کی رائے مختلف ہے۔ حسن بصریؒ کے خیال میں یہ واقعہ نیند کی حالت میں ہوا۔ باقی تمام امت کے نزدیک بیداری میں جاگتے ہوئے معراج ہوئی ہے۔ لیکن اس کے بعد اس بات میں اختلاف ہے کہ بحالت بیداری رسول اللہ ﷺ کی محض روح پر فتوح آسمانوں پر گئی اور جسم اطہر خواب گاہ میں بلا روح موجود رہا یا روح اور جسم دونوں کے ساتھ معراج ہوئی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت معاویہؓ کا خیال ہے کہ جسد شریف بلا روح خواب گاہ میں موجود رہا اور تنہا روح مقدس، مکہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں کی سیر کے لئے اوپر اٹھالی گئی تھی۔ مگر دوسرے تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ معراج کی رات بیداری کی حالت میں جسم اور روح دونوں سے آسمانوں کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے خیال میں یہ ہے کہ روح بحالت بیداری جسم کا تعلق چھوڑ کر آسمانوں پر چلی گئی تھی۔ چنانچہ مندرجہ ذیل روایتیں اس پر شاہد ہیں:

..... ۱ ”حکى عن محمد بن جریر الطبری فی تفسیرہ عن حذیفۃ ان قال ذالک رویاء وانہ مافقد جسد رسول اللہ ﷺ انما اسری بروحہ وحکی هذا القول ایضاً عن عائشۃ وعن معاویۃ (کبیرج ۲۰ ص ۱۴۷)“

..... ۲ ”فعن عائشۃ انها قالت مافقد جسد رسول اللہ ﷺ لکن

عرج بروحہ وعن معاویۃ انه قال انما عرج بروحہ (ابوالسعود ج ۵ ص ۱۵۵)“



۳..... ”عن عائشة لما اسرى بالنبي ﷺ اتي المسجد الاقصى

اصبح يحدث الناس بذلك فارتدناس ممن كانوا آمنوا وصدقوه واسعوا  
بذلك الى ابى بكر فقالوا اهل لك فى صاحبك يزعم انه اسرى به الليلة الى  
بيت المقدس وجاء قبل ان يصبح قال اوقال كذلك قالوا نعم قال لئن قال  
ذلك لقد صدق قالوا فتصدقه ان ذهب الليلة الى بيت المقدس وجاء قبل ان  
يصبح قال نعم انى لا صدقه بما هو ابعد من ذلك اصدقه بخبر النساء فى  
غدوة اوروحة فلذلك سمي ابوبكر الصديق“

(ازالة الخفاء بتخريج الحاكم ج ۱ ص ۲۰۵ طبع لاہور)

اگر معراج ان حضرات کے خیال میں مکاشفہ یا نیند کی صورت میں ہوتی تو وہ یہ نہ کہتے  
کہ روح اٹھائی گئی اور جسم وہیں موجود رہا۔ بلکہ روح اور جسم دونوں کو موجود مانتے ہوئے خواب یا  
مکاشفہ کے قائل ہو جاتے اور نہ حضرت عائشہؓ معراج کے متعلق اہل مکہ کا انکار اور تعجب نقل  
فرماتیں۔ کیونکہ خواب اور مکاشفہ ایسی چیزیں نہیں ہیں جن کا انکار کیا جاسکے۔ علاوہ ازیں جب  
حضرت عائشہؓ کے سامنے یہ بات ظاہر کی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج کی شب اللہ تعالیٰ کو اپنی  
آنکھوں سے دیکھا تو اس کی تردید میں یہ آیت پیش کی: ”هو يدرك الابصار ولا تدركه  
الابصار (انعام: ۱۰۳)“ وہ نگاہوں کو پاسکتا، نگاہیں اس کو نہیں پاسکتیں۔ اور یہ نہ فرمایا کہ  
یہ تو نیند یا کشف کی حالت تھی۔ اس میں رویت بصریہ کا کیا ذکر ہے۔

معلوم ہوا کہ روحانی معراج نیند یا مکاشفہ کی صورت میں نہیں تھی۔ بلکہ محض روح کے  
صعود آسمانی کو روحانی معراج کہتے ہیں۔ ایسا ہی علامہ ابوالسعود اور قاضی بیضاوی نے لکھا ہے کہ:  
”واختلف ايضاً انه فى اليقظة او فى المنام فعن الحسن انه كان فى المنام  
واكثر الا قساويل بخلافه والحق انه كان فى المنام قبل البعثة وفى اليقظة  
بعدها“ (ابوالسعود ج ۵ ص ۱۵۵)

روحانی کا مقابلہ جسمانی سے کیا ہے اور جسمانی بالاتفاق بیداری میں ہے تو اس کا قسم  
روحانی بھی بیداری ہی میں ہوگا۔ بیضاوی نے اس کو بالکل ہی صاف کر دیا۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں  
کہ: ”اختلف فى انه كان فى المنام او فى اليقظة بروحه او بجسده والاكثر  
على انه اسرى بجسده“ (بيضاوى ج ۱ ص ۴۷۴)

لہذا مرزا قادیانی کا معراج کو از قبیل مکاشفات بتا کر حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ

کے قول سے استدلال کرنا بالکل غلط ہے۔ امت میں سے ایک فرد بھی معراج کشفی کا قائل نہیں ہے۔ کشف میں روح اور جسم دونوں بحالت بیداری اپنی جگہ پر رہتے ہیں۔ صرف ظلمانی حجابات نفس سے دور ہوا کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے: ”لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل“

مکاشفہ کے یہی معنی امام رازیؒ کی ایک تحریر سے مستفاد ہوتے ہیں: ”وہو زوال الحجب الجسمانیة عن روح محمد ﷺ حتی یشہر فی روحہ من المکاشفات والمشاہدات“ (تفسیر کبیر ج ۲۰ ص ۱۴۸)

اس عبارت میں جسمانی حجابات کے دور ہو جانے کو مکاشفات کا سبب قرار دیا ہے۔ لہذا معراج کشفی کے ثبوت میں نہ کوئی شرعی دلیل موجود ہے اور نہ سلف میں سے کسی کا قول اس کی تائید کرتا ہے۔

س..... معراج کی روایتوں میں کئی قسم کا اختلاف ہے: ۱..... ایک روایت میں بین النوم والیقظة اور کہیں ہونا تم فاستیقظ ہے۔ شریک کی روایت میں معراج کا تمام قصہ بیان کرنے کے بعد تم استیقظت آیا ہے۔ ۲..... جس مکان سے اسراء کی ابتدا ہوئی اس کے متعلق کسی روایت میں بیت ام ہانی اور کہیں بیت رسول اللہ ﷺ اور ایک میں حرم مکہ اور قرآن مجید میں مسجد حرام مذکور ہے۔ ۳..... کہیں ہے کہ معراج بعثت کے بعد ہوئی۔ کسی روایت میں بعثت سے پہلے۔ کہیں غیند میں اور کہیں بیداری کی حالت میں بیان کی گئی ہے۔ ۴..... معراج کی شب انبیاء علیہم السلام منازل آسمانوں پر تمام روایتوں میں ایک جیسے نہیں آئے۔ اس قسم کے تعارض اور اختلافات کی وجہ سے معراج کی روایتیں قابل اعتبار نہیں ہیں۔

ج..... جب تک روایات و اخبار میں تطبیق یا ترجیح ممکن ہو محض تعارض یا اختلاف کی وجہ سے روایات ساقط نہیں ہوتیں۔ ایسی صورت میں پہلے تطبیق اور پھر ترجیح کے وجوہ تلاش کرنے چاہئیں۔ اگر یہ دونوں طریقے ممکن نہ ہوں تو پھر روایات پر عمل نہیں ہوتا۔ مگر موجودہ روایات میں تطبیق ممکن ہے۔ ملاحظہ ہو:

۱..... اس عبارت کا یہ مطلب ہے کہ:

الف..... حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آمد کے وقت حضور ﷺ خواب میں تھے۔ مگر نیند کا غلبہ اچھی طرح نہیں ہوا تھا اور بعد میں بیدار ہو گئے۔ یا جب ام ہانی کے گھر سے چلے۔ نیند کا اثر باقی تھا۔ حرم میں پہنچ کر ہوشیار ہو گئے۔

ب..... معراج کی حدیث بخاری میں متعدد طرق سے آئی ہے۔ سوائے شریک کی روایت کے ثم استیقظت کسی روایت میں نہیں آیا۔ ایک راوی کی روایت دوسرے ثقہ راویوں کے مخالفت کرنے سے پایہ اعتبار سے گر جاتی ہے۔ اسی لئے حافظ محدث عبدالحقؒ نے اس روایت میں شریک کی دس غلطیاں بیان کی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک غلطی یہ بھی ہے۔ (دیکھو حاشیہ مولانا احمد علی سہارنپوری علی البخاری) دوسرے قاضی عیاض نے شفاء میں اس کے یہ معنی لکھے ہیں کہ واپسی کے بعد آپ مکان پر تشریف لا کر سو گئے اور پھر بیدار ہوئے یا سفر معراج میں تجلیات ربانی کی وجہ سے جو استغراق حاصل ہو گیا تھا وہ دور ہو گیا اور آپ ہوش میں آ گئے۔

۲..... الف..... اصل میں اسراء کی ابتداء مسجد حرام سے ہوئی اور مسجد حرام کا تمام حرم پر اطلاق کیا جاتا ہے ”لان الحرم كله مسجد (ابو السعود ج ۵ ص ۱۵۴)“ اور زمین حرم میں ام ہانی کا گھر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے کبھی ام ہانی کا اور کبھی مجازاً اپنا گھر ارشاد فرمایا ہے۔

ب..... مرقاة اور لمعة میں ان تمام روایات کی تطبیق یہ بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بعد نماز عشا ام ہانی کے گھر میں جو شعب ابی طالب میں تھا۔ استراحت فرماتے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آ گئے۔ ان کی آمد پر بیدار ہوئے اور وہاں سے حرم کی طرف تشریف لے گئے۔ حرم میں وراء حطیم سے ہوتے ہوئے مسجد کے دروازہ پر پہنچے اور براق پر سوار ہو کر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے: ”انه ﷺ نام عند بیت ام هانی وبيتها عند شعب ابی طالب ففرج سقف بيتها و اضاف البيت الى نفسه لكونه يسكنه فنزل فيه الملك فاخرجه من البيت الى المسجد وكان مضطجعا وبه اثر الناس ثم اخرجته من الحطيم الى باب المسجد فاركبه البراق (مرقاة ج ۱ ص ۱۵۲ باب فی المعراج)“

۳..... معراج کا واقعہ نیند اور بیداری دونوں صورتوں میں آیا ہے۔ مگر معراج جسمانی بعثت کے بعد بیداری میں صرف ایک ہی مرتبہ واقع ہوئی ہے اور باقی خواب میں ہوئی تھیں۔ بعثت سے پہلے جو معراج ہوئی وہ ایک خواب تھا جو رسول اللہ ﷺ نے معراج جسمانی سے پیشتر دیکھی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بسا اوقات ایک چیز کو اس کے ظاہر ہونے سے پہلے خواب میں دیکھ لیا کرتے تھے۔ اس لئے یہ واقع بھی قبل الظہور آپ کو خواب میں دکھایا گیا۔ گویا خواب معراج جسمانی مقدمہ اور اس کی تمہید تھی۔ شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ:

”وله ﷺ اربعة وثلاثون مرة الذی اسرى به منها اسراء واحد بجسم والباقي بروحه روياء رأها..... بهذا ازاد على الجماعة رسول

اللہ ﷺ باسراء الجسم واختراق السموات والافلاك حسا وقطع مسافات حقيقة محسوسه“ (فتوحات مکیہ ج ۳ ص ۳۴۳ باب ۳۶۷)

”فی البخاری عن شریک بن عبداللہ انه قال سمعت انس ابن مالک یقول لیلۃ اسری برسول اللہ ﷺ من انه جاءہ ثلاثۃ نفر قبل ان یوحى الیہ وهو نائم فی المسجد الحرام فقال اولہم ایہم هو قال اوسطہم هو خیرہم فقال آخرہم خذو اخیرہم فكانت تلك اللیلۃ فلم یرہم حتی اتوہ ولیلۃ اخرى فیما یری قلبہ وتنام عینہ“ (بخاری ج ۲ ص ۱۱۲۰ کتاب التوحید)

معلوم ہوا کہ اول مرتبہ بعثت سے پہلے جو تمام واقعہ خواب میں دیکھا تھا اسی کو بیداری میں اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمایا۔

علامہ ابوسعود لکھتے ہیں کہ ”والحق انه كان فی المنام قبل البعثۃ وفی الیقظۃ بعدها“ (ابو السعود ج ۵ ص ۱۵۵)

لہذا مرزا قادیانی کا اس حدیث سے اس بات پر استہدلال کرنا صحیح نہیں ہے کہ معراج بعثت کے بعد نہیں ہوئی اور چونکہ قبل النبوت معراج کا ہونا بدیہی البطلان ہے۔ اس لئے معراج کا واقعہ غلط ہے۔

۵۔۔۔۔۔ ایضاً المعراج میں انبیاء علیہم السلام کے جو منازل مختلف مروی ہیں وہ تعدد واقعہ پر مبنی ہیں یا ان روایات میں سے جو ارتجاء ہو اس کا اعتبار کرنا چاہئے اور باقی کو چھوڑ دیں۔ چونکہ مشکوٰۃ کے باب المعراج کی پہلی حدیث تمام روایتوں میں صحیح روایت ہے۔ اس لئے اس پر اعتماد کرنا لازمی ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ: ”هذا الترتیب الذی وقع فی هذا الحدیث ہوا اصح الروایات وارجحہا۔ لمعات“

۶۔۔۔۔۔ علامہ ابن قیم معراج کے متعدد ہونے سے منکر ہیں۔ کیونکہ تمام روایتوں میں ابتداء پچاس نماز کی فرضیت اور آخر میں پانچ کا حکم مذکور ہے۔ اگر اس کو تعدد پر محمول کریں تو نسخ میں تکرار لازم آئے گا جو قطعاً ناجائز ہے۔

ج۔۔۔۔۔ پہلے گزر چکا ہے کہ معراج جسمانی بعثت کے بعد صرف ایک مرتبہ ہوئی ہے اور باقی سب نوم کی حالت میں ہیں۔ خواب میں فرضیت کا تعدد اور تکرار مستبعد نہیں ہے۔

(ہذا مذکور فی فتح الباری)

س۔۔۔۔۔ اس کی کیا دلیل ہے کہ معراج جسمانی روحانی یا نومی نہیں ہے۔

ج..... یاد رہے کہ معراج کے جسمانی یا روحانی ہونے کا اختلاف اولہ شرعیہ پر مبنی ہے۔ فلسفی خیال کی وجہ سے نہیں ہے۔ جو لوگ معراج روحی یا نومی کے قائل ہیں ان کا استدلال اس آیت سے ہے: ”وما جعلنا الروياء التي اريناك الا فتنة للناس (بنی اسرائیل: ۶۰)“ کیونکہ رویاء کا لفظ غیند پر اطلاق کیا جاتا ہے اور اکثر مسلمانوں کے نزدیک معراج جسمانی ضرور واقع ہوئی ہے: ”فی البيضاوى والاكثر على انه اسرى بجسده الى بيت المقدس ثم عرج به الى السموات حتى الى سدرة المنتهى (بيضاوى ج ۱ ص ۴۷۴)“ اور وہ اس خیال کی تائید میں ذیل کے واقعات سے استدلال کرتے ہیں:

(۱)..... ”سبحان الذى اسرى بعبده ليلاً من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى (بنی اسرائیل: ۱)“ میں اسراء کا ذکر کرتے ہوئے آیت کو لفظ سبحان سے شروع کیا ہے جو تعجب کے معنی کا فائدہ دیتا ہے۔ خواب میں سیر کرنا محل تعجب نہیں ہے۔ (۲)..... لفظ اسراء بیداری میں رات کو سیر کرانے پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ روحی یا نومی سیر پر نہیں بولا جاتا۔ (۳)..... عبده روح اور جسم دونوں پر بولا جاتا ہے۔ قرآن میں جس جگہ بھی آیا ہے مجموعہ ہی مراد آیا ہے۔ تنہا روح یا جسم مراد نہیں ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جس رات معراج ہوئی اس کی صبح کو قریش نے اس واقعہ کو سن کر انکار کیا اور بیت المقدس کے متعلق آپ ﷺ سے سوالات کئے اور سفر کے دوسرے حالات بھی پوچھے اور بعض ضعیف الاعتقاد مسلمان مرتد ہو گئے۔ اگر معراج جسمانی نہ ہوتی تو ایک مرتبہ خواب کے بارے میں اس قدر فتنہ اور سوالات کبھی برپا نہ کرتے اور نہ آپ ﷺ کو جواب دینے کی ضرورت محسوس ہوتی اور نہ لوگ مرتد ہوتے۔ جیسا کہ ان حوالجات سے ظاہر ہے:

”روى عن ابن عباس..... فلما خرج (رسول الله) جلس اليه ابو جهل فاخبره ﷺ بحديث الاسراء فقال ابو جهل يا معشر كعب بن لوئى بن غالب هلم فحدثهم فمن مصفق ووضع يده على رأسه تعجباً وانكاراً وارتدناس ممن كان امن به وسعى رجال الى ابى بكر فقال ان كان قال ذلك لقد صدق قالوا تصدقه على ذلك قال انى اصدقه على ابي بعد من ذلك فسمى الصديق وكان فيهم من يعرف بيت المقدس فاستنعتوه المسجد له بيت المقدس فطفق ينظر اليه وينعته لهم فقالوا اما النعت فقد اصابه فقالوا

اخبرنا عن غيرنا فاخبراهم بعد وجمالها واحوالها و قال تقدم يوم كذا مع طلوع الشمس يقدّمها جمل اوراق فخرجوا يشتدون ذلك اليوم نحو الثانية فقال قائل منهم هذه والله الشمس قد اشرقت فقال آخر هذه والله العير قد اقبلت يقدمها جمل اوراق كما قال محمد ﷺ

(ابو السعود ج ۵ ص ۱۵۵ واللفظ له، بیضاوی ج ۱ ص ۴۷۳)

”عن ابن هريرة قال رسول الله ﷺ لقد رائيتمني في الحجر وقریش تسألني عن مسراي فسالتني عن اشياء من بيت المقدس لم اثبتها فكربت كربة ماكربت مثل قط فرفعه الله لي انظر اليه مايسألوني عن شئ الانباتهم“ (رواه المسلم ج ۱ ص ۹۶ باب الاسراء)

”عن جابر انه سمع رسول الله يقه ابي كما كذبتني قریش فمت الى الحجر فجلى الله لي بيت المقدس فطفقت اخبرهم عن آياته وانا انظر اليه (مسلم ج ۱ ص ۹۶، بخاری ج ۱ ص ۵۴۸ واللفظ له باب حديث الاسراء)“ یعنی شب معراج کی صبح کو اہل مکہ نے بیت المقدس کے متعلق جو سوالات کئے۔ میں ان کو سن کر گھبرایا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا۔ جس سے میں قریش کے ہر ایک سوال کا صحیح صحیح جواب دیتا جاتا تھا۔

۴..... شیخ محی الدین ابن العربی فتوحات میں لکھتے ہیں کہ: ”ولو كان الاسراء بروحه وتكون روياء راها كما يرى النائم في نومه ما انكره احد ولا نازعه احد وانا انكر واعليه كونه اعلمهم ان الاسراء كان بجسمه في هذه المواطن كلها (باب ۳۶۷ ج ۳ ص ۳۴۳)“ اور ماجعلنا الروياء التي..... الخ! سے معراج روحانی یا نومی پر استدلال کرنا کئی وجہ سے صحیح نہیں:

۱..... آیت میں فتنہ کا لفظ ہے اور فتنہ یا ابتلاء خواب کی وجہ سے نہیں ہوتا۔

۲..... روياء کا لفظ جس طرح خواب کے لئے آتا ہے آنکھوں سے دیکھنے پر بھی بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ اس شعر میں آیا ہے:

فكبر للروياء وهش فواده  
بشر نفساً كان قبل لومها

بخاری میں ابن عباسؓ سے بھی ایسا ہی منقول ہے کہ: ”قال ابن عباس ہبی

رویا عین اریہا رسول اللہ ﷺ“

(بخاری ج ۲ ص ۶۸۶، کتاب التفسیر و بخاری ج ۱ ص ۵۵۰ باب المعراج)

۳۔۔۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں رویاء سے حدیبیہ کا خواب مراد ہے جو آپ

نے مکہ میں داخلہ کے لئے دیکھا تھا اور یہ آیت اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ

ملا علی القاری نے منہاج العلوی میں لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ اسراء کے وقت مسلمان بھی نہیں

ہوئے تھے اور نہ ان کو اصل واقعہ کی صحیح اطلاع ملی۔ زرقانی مالکی اور قاضی عیاض نے شفا میں لکھا

ہے کہ عائشہ صدیقہؓ معراج کے زمانہ میں پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں یا بالکل نا سمجھی کا زمانہ تھا۔ اس لئے

جمہور کے مقابلہ میں ان کا قول غیر معتبر ہے۔ پھر نوم کے بارے میں ایک دو حدیثیں ملیں گی اور

معراج جسمانی کے ثبوت میں احادیث صحیحہ مشہورہ بکثرت موجود ہیں: ”فہو الحدیث المروی

فی الصحاح وهو مشہور وهو يدل على الذهاب من مكة الى بيت المقدس ثم

منه الى السموات“ (کبیر ج ۲ ص ۱۵۱ تحت آیت سبحان الذی اسری)

س۔۔۔ جب لیلۃ المعراج میں باقی تمام انبیاء علیہم السلام کی روحوں آسمان پر تھیں تو

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی روح موجود ہونی چاہئے۔

ج۔۔۔۔۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا جملہ حالات میں ایک جیسا ہونا ضروری نہیں ہے۔

معراج ہی کی رات آسمان میں وہ مختلف منازل پر دکھائے گئے ہیں۔ سب کو ایک جگہ نہیں دیکھا۔

پھر ان میں اکثر بنی اسرائیل تھے۔ اس ضابطہ کی رو سے چاہئے تھا کہ رسول خدا ﷺ بھی بنی

اسرائیل ہوں۔ آدم اور ادریس اور ابراہیم علیہم السلام وہاں نہ ہونے چاہئیں تھے۔ کیونکہ ان میں

سے ایک بھی بنی اسرائیل نہ تھا۔ علاوہ ازیں خود رسول اللہ ﷺ بحسدہ شریف موجود تھے تو عیسیٰ علیہ

السلام کے مجسم ہونے میں کیا حرج ہے؟۔ رہا یہ سوال کہ بیت المقدس میں روحوں کو نماز کیونکر

پڑھائی اور پھر باوجود لطافت کے آسمانوں پر ان کی رویت کس طرح ہوئی۔ اس کے متعلق شیخ

عبدالحق نے لمعات میں یہ لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے اصلی جسم کے ساتھ تھے۔ ورنہ باقی تمام

انبیاء علیہم السلام کی روحوں مثالی جسم کے ساتھ موجود تھیں۔ ممکن ہے کہ بیت المقدس میں بھی تمام

انبیاء علیہم السلام اصلی جسم میں تشریف لائے ہوں اور پھر وہاں سے آسمانوں پر اٹھائے گئے ہوں۔

ایسا علامہ قرطبی سے منقول ہے کہ: ”ثم قيل رؤيتهم في السماء محمولة على رؤية

ارواحهم متمثلة الا عيسى لما ثبت انه رفع في جسده وقيل في ادريس كذا لك

واماالذین صلوا معہ فی بیت المقدس تحمل علی الا رواح المتمثلہ ویحتمل  
الا جساد یحتمل انہ احضرت اجسادہم فی بیت المقدس لملاقاتہ ﷺ  
رفعو علی السماء لمعات“

جولوگ معراج روحانی کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی روح بھی  
دیگر انبیاء کی طرح جسم مثالی لطیف میں ظاہر ہوئی تھی۔ حجۃ اللہ البالغہ کی اس عبارت کا بھی یہی  
مطلب ہے: ”انہ کان فی برزخ جامع بین الناسوت والمثال“

س..... ”نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان  
اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریر تک بھی پہنچ سکے۔“ (ازالہ ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)  
پھر آسمان کا خرق والتیام عقلاً محال ہے۔ اس لئے رفع آسمانی نہیں ہو سکتا۔

ج..... رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث کے مقابلہ میں فلسفی خیالات کو پیش کرنا اور  
اس کو ترجیح دینا زنادقہ کا کام ہے۔ جو شخص حضور علیہ السلام کو صادق و مصدوق اور نبی تسلیم کرتا ہے وہ  
اس قسم کے استبعادات عادیہ کو اپنی نظر میں وقعت نہیں دیتا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے قریش کے  
اس سوال کے جواب میں تصدقہ علی ذالک یہ فرمایا تھا: ”انسی اصدقہ علی ابعث من ذالک“  
ایسا ہی آج ایک مسلمان کو ہونا چاہئے تھا۔ مگر افسوس مرزا قادیانی اور اس کے ہم خیال ایک طرف  
مسلمانی کا دعویٰ کرتے جاتے ہیں اور دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث کو فلسفی خیالات  
کی وجہ سے رد کرتے ہوئے نہیں شرماتے۔ پھر اطف یہ ہے کہ استبعادات عادیہ کا نام محالات عقلیہ  
رکھا ہوا ہے۔ رفع آسمانی کو زائد از زائد عادیہ کا بعد کہہ سکتے ہیں۔ مگر محال عقلی کبھی نہیں کہہ سکتے۔  
نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ رفع آسمانی کے استحالة پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی موجود نہیں ہے۔  
مرزائی جماعت کرہ زمہریر تک انسان کی رسائی عقلاً ناممکن سمجھتے ہیں اور ایسا ہی خرق والتیام کو ناجائز  
قرار دیتے ہیں۔ باوجودیکہ اس میں ایک چیز بھی رفع آسمانی کے لئے مانع نہیں ہے۔ ہمارے اس  
دعویٰ کے ثبوت میں مندرجہ ذیل دلائل موجود ہیں:

۱۔ زمہریر ہوا کے سرد طبقہ کا نام ہے۔ جہاں بخارات متصاعده کا صعود ختم  
ہو جاتا ہے۔ ہوا عناصر اربعہ میں سے ایک بیضیہ عنصر ہے۔ یعنی محض ہیولی اور صورت سے مرکب  
ہے۔ صاحب نفیسی نے لکھا ہے کہ بساط میں کیفیت صورت کے تابع ہوتی ہے اور مرکب میں  
متبوع اسی وجہ سے بساط میں کیفیت کے باطل ہونے سے اس کی صورت نوعیہ کا ابطال لازم نہیں



آتا۔ مگر مرکب میں اگر کیفیت باطل ہوگی تو صورت نوعیہ مرکب کی کبھی نہیں رہ سکتی۔

(ماخوذ از مفرح القلوب)

اس لئے اگر آگ کی حرارت اور ہوا کی عارضی سردی جاتی رہے اور ان کی صورت نوعیہ بحالہ باقی رہے تو ہو سکتا ہے۔ کیونکہ بساط میں کیفیت صورت نوعیہ سے جدا ہو سکتی ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق میں صورت ناریہ کے قائم رہنے کے باوجود بھی اس کی حرارت جاتی رہی تھی۔ اگر رسول اللہ ﷺ کے لئے بھی زمہریر کی سردی اور کرہ نار کی حرارت باقی نہ رہی ہو تو کوئی استحالہ نہیں ہے۔

۲..... جو بھڑکتی ہوئی آگ میں اور شمع کی لو میں تیزی سے ہاتھ نکالتے ہیں ان پر حرارت کا مطلقاً اثر نہیں ہوتا تو براق جیسی تیز رفتار کی موجودگی میں کہ جس کا منتہاء نظر پر قدم اٹھتا تھا زمہریر یا کرہ نار کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔

۳..... گناہ کا مزاج گرم اور نیکی کا سرد ہے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ اپنی دعا میں یہ الفاظ فرمایا کرتے کہ: ”اللھم اغسل خطایا بالماء والثلج والبرد اوکما قال (مشکوٰۃ ص ۷۷ باب ما یقرہ بعد التکبیر)“ ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ متقی و پرہیزگار کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپ ﷺ کی نیکیوں کی سردی کرہ نار پر غالب رہی جس شخص کا ہاتھ برف زدہ ہو اس کو دیر تک آگ میں رکھنے سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

۴..... طبقہ زمہریر یہ تک پہنچنا تو بجائے خود رہا۔ اس زمانہ کی متمدن قومیں تو فلک قمر تک پہنچنے کی کوشش کر رہی ہیں۔

۵..... خرق والتیام کے امتناع کے دلائل ہی کمزور ہیں۔ جو شخص خرق والتیام کے امتناع کا قائل ہے۔ وہ قیامت کا بھی ضرور منکر ہے۔ لیکن بایں ہمہ جائز ہے کہ آسمان کے مسامات اس قدر وسیع ہوں کہ اس میں سے ایک انسان یا سانی گزر سکے۔ ایسے بڑے جسم کے لئے اگر اتنا وسیع مسام ہو تو ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ جب صحیح حدیث میں آسمان کے لئے دروازہ کا ثبوت موجود ہے۔ (مشکوٰۃ باب المعراج) تو فلسفی خیال کو تسلیم کرنا اور حدیث کو نہ ماننا کہاں تک جائز ہے۔ کیا مسلمانی اسی کا نام ہے؟

مطالبہ: (۱)..... سلف صالحین میں سے ایک شخص کا قول ایسا پیش کرو جس نے فلسفی خیالات کی وجہ سے رفع آسمانی یا معراج جسمانی سے انکار کیا ہو۔ (۲)..... سلف میں سے کوئی شخص معراج کشفی کا قائل ہو۔ (۳)..... اگر ایک ہی رات میں مکہ سے بیت المقدس جا کر واپس

آنا قانون قدرت کے موافق ہے تو آسمان پر جانا کیوں اس کے خلاف ہے اور اگر یہ واقعہ بھی کشف پر محمول ہے تو اہل مکہ کے جھگڑنے کی کیا وجہ تھی۔

آیت نمبر ۸..... ”وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ۰ ثم يوم القيامة يكون عليهم شهيدا“  
(النساء: ۱۵۹)  
لیؤمنن کی نحوی تحقیق

محض نون تاکید امر نہیں۔ تمنی استفہام وغیرہ کی تاکید کے لئے آتا ہے اور استقبال کا فائدہ دیتا ہے اور جس فعل میں طلب کے معنی نہیں پائے جاتے۔ جیسا کہ مضارع ہے اس میں نون تاکید بغیر لام تاکید کے نہیں آتا۔ لیکن لام تاکید کے ساتھ ہمیشہ استقبال کے لئے آتا ہے۔ ماضی یا حال پر کبھی دلالت نہیں کرتا۔

”اما المضارع فان كان حالاً لم يؤكد بهم وان كان مستقبلاً أكد بهما وجوباً في نحو تا الله لا كيدن اصنامكم“  
(مغنی ج ۲ ص ۲۲)

”واعلم ان الاصل في نون التاكيد ان تلحق باخر فعل مستقبل فيه معنى الطلب كالا مروا النهي والا استفهام والتمنى والعرض نحو اضربن زيد او لا تضربن وهل تضربنه وليتك تضربن مثقله ومخففه واختص بمافيه معنى الطلب لان وضعه للتاكيد والتاكيد انما يليق بما يطلب حتى يتجدد ويحصل فيفتنم هو يوجد ان المطر ولا يليق بالخبر المحض لانه قد وجد وحصل فلا يناسبه التاكيد واختص بالمستقبل لان الطلب انما يتعلق بماليه منحصل بعد يحصل وهو المستقبل بخلاف الحال والماضي لحصولهما والمستقبل الذي هو خبر محض لا تلحق نون التاكيد باخره الا بعد ان يدخل على اول الفعل ما يدل على التاكيد كلام القسم وان لم يكن فيه معنى الطلب لان الغالب ان التكلم يقصد على مطلوبه (شيخ زاده على البيضاوى) تختص (نون التاكيد) لمستقبل طلب او خبر مفيد بتاكيد باللام نحو ليضربن (متن متين)“

”نون التاكيد يؤكد مستقبلاً فيه معنى الطلب (الى ان قال) واما في المستقبل الذي هو خبر محض فلا يدخل الا بعد ان يدخل على اول الفعل ما يدل على التاكيد ايضاً كلام القسم نحو والله لا ضربن (رضى ص ۳۴۱)“

غرض مضارع موکد بلام تاکید و نون تاکید ہمیشہ استقبال کے لئے آتا ہے۔ مگر جس جگہ وہ کسی دوسرے فعل کی خبر واقع ہوا ہے وہاں اس کا مستقبل ہونا اس فعل کے بعد شروع ہوگا جس پر وہ مرتب ہے۔ مثلاً: ”ومن عمل صالحاً من ذکر او انثی وهو مؤمن فلنحیینه حیاة طیبہ (النحل: ۹۷)“ میں حیات طیبہ اور پاکیزہ زندگی کا عطا کرنا ایمان اور عمل صالح پر موقوف اور متفرع ہے اور جملہ جزائیہ فلنحیینه نسبت جملہ شرطیہ من عمل کے زمانہ آئندہ میں واقع ہے اور اگر وہ کسی شئی پر متفرع نہیں ہے تو وہاں زمانہ تکلم کے بعد استقبال کی ابتداء ہوگی۔

”عن بعضهم ان صیغ الافعال موضوعه لازمنة التكلم اذا كانت مطلقة فاذا جعلت قيود المايدل على زمان كان مضیها و غیره بالنسبة الى زمانه“ (روح المعانی من الکھف وبحوہ عن ابن الصدر . فتح الباری)

اس لئے لیو من مضارع موکد ہونے کی وجہ سے زمانہ آئندہ پر دلالت کرے گا اور اس کے استقبال کی ابتداء آیت کے نازل ہونے کے بعد سے شروع ہوگی۔

استدلال: ”وان من اهل الكتاب..... الخ“ میں لیو من مضارع موکد ہے جو ازمنہ ثلاثہ میں سے محض استقبال کے لئے آتا ہے۔ چونکہ وہ کسی فعل کی جزا بن کر مذکور نہیں ہوا۔ اس لئے اس کے زمانہ کی ابتداء آیت کے نازل ہونے کے بعد سے شروع ہوگی جس کے یہ معنی ہوں گے اہل کتاب کے ایمان لانے کا زمانہ نزول آیت کے بعد سے شروع ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت تک ممتد ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی موت ابھی تک وارد نہیں ہوئی۔

س..... مضارع کا صیغہ بحسب تصریح سید السند استمرار کے لئے ہوتا ہے اور استمرار میں ازمنہ ثلاثہ داخل ہیں۔ مثلاً: ”والذین جاہدو فینا لنھدینھم سبلنا (عنکبوت: ۶۹)“ ”ومن عمل صالحاً من ذکر او انثی وهو مؤمن فلنحیینه حیاة طیبہ (النحل: ۹۷)“ ”ولینصرن اللہ من ینصرہ . والذین آمنوا وعملوا الصالحات لندخلنھم فی الصالحین . کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی“

ج..... سید السند کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مضارع ہر جگہ استمرار کا فائدہ دیتا ہے اور نہ کسی اہل معانی نے ایسا لکھا ہے۔ بلکہ اس کی یہ مراد ہے کہ جب کوئی قرینہ یا مقام استمرار کا تقاضا کرتا ہے تو مضارع میں استمرار تجدوی کے معنی کے لئے جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ: ”وقد یقصد بالمضارع الاستمرار علی سبیل التجدد والتقضى“ بحسب مقامات لفظ قد مضارع میں تقلیل کے واسطے آتا ہے اور سید صاحب نے بھی قد یقصد ہی فرمایا ہے جو قلت

استعمال پر دلالت کرتا ہے۔ اگرچہ امثلہ مذکورہ میں مضارع مؤکد استمرار کے لئے ہے۔ لیکن زمانہ ماضی یا حال کے استمرار کے واسطے نہیں ہے۔ بلکہ استمرار استقبال کے لئے۔ کیونکہ: ”لنهد ينهم فلنحيينه لينصر الله“ اور: ”لندخلنهم“ یہ جزاء ہیں۔ اسم موصول متضمن معنی شرط کے جو الذین جاہدوا..... ومن عمل..... من ينصره..... والذین آمنوا میں ہے۔

”اذا تضمن المبتدأ معنى الشرط فيصح الدخول الفافى الخبر وذلك الاسم الموصول بفعل او ظرف (کافیہ)“ ”اولا غلبن نتیجہ یا اثر ہے۔ فعل کتب بمعنی قدر کا فرع کبھی اصل سے اور جزاء شرط سے مقدم نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ان تمام فعلوں کا زمانہ شرط کے بعد ہوگا اور اسی کی نسبت سے ان کا زمانہ مستقبل سمجھا جائے گا اور ایسا استمرار ہمارے لئے مضر نہیں اور اگر اس کو تینوں زمانہ کے لئے عام کریں اور ان کو فعل شرط پر موقوف نہ رکھیں تو جزاء کا شرط سے اور فرع کا اصل سے مقدم ہونا لازم آئے گا جو اذا وجد الشرط وجد المشروط کے بالکل مخالف ہے۔

۲ علاوہ ازیں ان میں جو کچھ بھی استمرار ہے وہ فعل شرط ہی کی وجہ سے ہے جس طرح کلمات دخلت الدار فانت طالق میں طلاق کے واقع ہونے کا استمرار اور دوام محض لفظ کلمات کی وجہ سے ہے جو شرط پر داخل ہو کر اس کے دوام اور استمرار کا مقتضی ہے۔ اس طرح یہاں شرط کے ماتحت جزاء کا انعقاد ہو رہا ہے۔ مگر لیؤمنن میں ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ وہ کسی فعل پر مرتب یا کسی شرط کی جزاء نہیں ہے۔ اس لئے اس کو امثلہ مذکورہ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

س..... ہم نے مانا کہ نون تاکید کا استقبال کے لئے آتا ہے۔ لیکن لام زمانہ حال پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے جائز ہے کہ لیؤمنن میں حال اور استقبال دونوں مراد ہو۔

ج..... لام ابتدائیہ حالیہ نون تاکید کے ساتھ کبھی جمع نہیں ہوتا۔ نون تاکید کے ساتھ لام تاکید کا آتا ہے جو زمانہ مستقبل پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ پہلے معنی سے نقل ہو چکا ہے کہ لام اور نون ہمیشہ استقبال کا فائدہ دیتے ہیں۔ دونوں جمع ہو کر زمانہ حال کے واسطے کبھی نہیں۔

علامہ عبدالحکیم فرماتے ہیں کہ: ”ان كان مضارعاً استقباليا يلزم اللام مع كون التاكيد (اے ان قال) وان كان مضارعاً حالياً يكون باللام من خير النون“ (تکلمہ ص ۵۳۶)

س..... علامہ عبدالحکیم نے تکرار میں لکھا ہے کہ: ”نون التاكيد لا يوكد الا مطلوباً والمطلوب لا يكون ماضياً ولا حالاً ولا خبراً مستقبلاً لهذا ليؤمنن“

جملہ قسمیہ اور موکد بنون تاکید ہونے کی وجہ سے انشائیہ ہو خبریہ نہ ہو اور انشائیہ پیشین گوئی نہیں بن سکتا۔ اس لئے آیت کو آخری زمانہ میں ایمان لانے پر چسپاں کرنا صحیح نہیں۔ نیز قاضی بیضاوی اور کشاف وغیرہ نے بھی اس کو جملہ قسمیہ لکھا ہے۔

ج..... نون تاکید کا تنہا ہمیشہ امر نہی وغیرہ انشاءات میں آتا ہے۔ فعل مستقبل پر اکیلا کبھی داخل نہیں ہوتا۔ جب آتا ہے لام تاکید کے ساتھ آتا ہے۔ جیسا کہ شیخ زادہ حاشیہ بیضاوی اور رضی شرح کافیہ سے پہلے ثابت ہو چکا ہے۔ علامہ عبدالحکیم کی اس عبارت کا یہی مطلب ہے کہ تنہا نون تاکید محض طلب کے واسطے آتا ہے اور طلب انشاءات میں پائی جاتی ہے۔ اس لئے وہ امر نہی استفہام وغیرہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ مستقبل میں نہیں آتا۔ مگر جب نون تاکید کے ساتھ لام تاکید بھی مل جائے تو مضارع پر داخل ہوتا ہے اور وہ جملہ موکد خبریہ ہی ہوتا ہے۔ انشائیہ نہیں ہوتا۔ البتہ محض خبریت نہیں ہوتی۔ بلکہ طلب کے معنی بھی فی الجملہ اس میں موجود ہوا کرتے ہیں۔

(کما قال شیخ زادہ وتکملہ ص ۵۳۶ فی مامر)

چنانچہ خود علامہ نے حاشیہ بیضاوی میں لیونن کے ماتحت بیضاوی کے قول جملہ قسمیہ کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ”انہا جملة خبرية موکده بالقسمية الانشائية فیصح وقوعها صفة بلا تاویل بالخبریه (حاشیہ بیضاوی) معلوم ہوا کہ لیونن جملہ خبریہ ہے انشائیہ نہیں ہے۔ بیضاوی یا کشاف کے جملہ قسمیہ کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ لیونن فعل قسم یا جملہ انشائیہ ہے۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ یہاں فعل اتم باللہ محذوف ہے اور لیونن اس کا جواب ہے۔ شہاب علی حاشیہ بیضاوی میں اس کی یہ تقدیر نکالی ہے: ”والتقدير وما احد من اهل الكتاب الا والله لیؤمنن به“ لیکن باوجود جملہ قسمیہ بنانے کے لیونن کو اس میں بھی خبریہ ہی لکھا ہے:

”احدهما انه صفة لمبتدأ مخدوف والقسم مع جوابه خبر ولا یرد علیه ان القسم انشاء لان لمقصود وبالخبر جوابه وهو خبر موکد یا لقسم“ (شہاب ج ۳ ص ۱۹۹)

متن متین میں ہے: ”الرابعة جواب القسم وهو یجاب بالطلب ویسمی استعطافا ویختص بالباء وبالخبر هو القسم المتعارف“

علاوہ ازیں اگر لیونن کو اصل اور قسم کو اس کی قید بنا کر جملہ خبریہ نہ بنائیں تو موصوف مقدر کی جملہ قسمیہ صفت نہیں بن سکے گا اور جملہ کی ترکیب صحیح نہیں ہوگی۔ کیونکہ صفت جملہ خبریہ ہوتا

ہے انشائیہ نہیں ہوتا۔ پھر لام اسی قسم کے جواب میں آتا ہے جو سوال اور طلب کے واسطے نہ ہو۔ ملا جامی لکھتے ہیں کہ: ”ویتلقى ای یجاب القسم الذی لغیر السؤال باللام (الے ان قال) واما قسم السؤال فلا يتلقى الا بما فيه معنى الطلب نحو بالله اخبرنى وبالله هل قام زيد“ (شرح الجامی)

غرض جواب قسم کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ انشائیہ ہی ہوا کرے۔ اسی وجہ سے کبھی جملہ اسمیہ اور کبھی ماضی اور مستقبل وغیرہ قسم کا جواب ہوا کرتے ہیں۔ جس طرح قضیہ شرطیہ کے اطراف کا شرطیہ ہونا لازمی نہیں ہے کبھی جملہ بھی ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح جملہ قسمیہ میں جواب قسم کا انشائیہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس لئے لیومن بالاتفاق جملہ خبریہ ہے۔ انشائیہ نہیں ہے۔

س۔ لیؤمنن بہ قبل موتہ میں قبل موتہ کی ضمیر عام مفسرین نے کتابی کی طرف لوٹانی جائز رکھی ہے۔ قبل موتہم اور لیؤمنن ضم نون کی قرأت اس معنی کی مؤید ہے۔ جب تک اس احتمال کی نفی اور مسیح کے لئے مرجع کا تعین ثابت نہ کیا جائے گا اس وقت تک اس آیت سے حیات مسیح پر استدلال کرنا جائز نہیں۔

ج۔ چونکہ لیومن زمانہ آئندہ کے ساتھ خاص ہے۔ اس لئے زمانہ استقبال کی رعایت کرتے ہوئے قبل موتہ کی ضمیر میں دو ہی احتمال نکل سکتے ہیں:

۱۔ ضمیر کا مرجع احد مقدر ہو جو لیومن کا موصوف ہے۔ یعنی کتابی۔

۲۔ یہ کی طرح قبل موتہ کی ضمیر بھی عیسیٰ علیہ السلام ہی کی طرف راجع ہے۔

اگرچہ اس آیت سے حیات مسیح پر استدلال کرنا دوسری تو جیہہ کی صورت میں ہے۔ لیکن اس دلیل کی صحت پہلی تو جیہہ کی نفی پر موقوف نہیں ہے۔ جب ایک عبارت کی دو صحیح تو جیہہیں ہو سکتی ہیں تو ایک تو جیہہ کی وجہ سے دوسری تو جیہہ کی نفی کرنی یا اس کے مفاد کو تسلیم نہ کرنا جب تک اس کا غلط ہونا ثابت نہ کریں صحیح نہیں ہے۔ زائد از زائد یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس آیت سے حیات مسیح پر استدلال کرنا مطلقاً اور ہر حالت میں جائز نہیں ہے۔ لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ پہلی تو جیہہ کی وجہ سے دوسرے صحیح معنے سے استدلال کرنا غلط یا غیر مفید ہے۔

البتہ اگر دوسری تو جیہہ میں کوئی ایسا احتمال پیدا ہو جاتا ہے جس کی موجودگی میں وہ تو جیہہ کرنی صحیح نہ رہتی تو پھر اس سے استدلال اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال کے قاعدہ سے درست نہ رہتا۔ لیکن جب ہر ایک تو جیہہ اپنی جگہ پر درست اور یقینی ہے اور ایک دوسرے پر موقوف نہیں اور ان میں کوئی احتمال خلاف کا بھی نہیں نکلتا تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایک تو جیہہ سے دوسری کی

نشی کر دی جائے۔ خصوصاً جبکہ دوسری توجیہ بنسبت پہلی توجیہ کے کئی وجہ سے بہتر اور عمدہ ہے۔ اس کو چھوڑ کر پہلی توجیہ پر اکتفا کرنا کسی طرح درست نہیں۔ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ ابن عباسؓ اور حسن بصریؒ نے بھی قبل موتہ کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام ہی کی طرف راجع کی ہے اور اسی کو علامہ ابن کثیر اور حافظ ابن جریر نے اختیار کیا ہے:

”وبهذا جزم ابن عباسؓ فيما رواه ابن جرير من طريق سعيد بن جبير منه باسناد صحيح ومن طريق ابی رجاء عن الحسن قال قبل موت عيسى واللّٰه انه الان لحيى ولكن اذا نزل آمنوا به اجمعون ونقل عن اكثر اهل العلم ورجحه ابن جرير وغيره“

(فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۷، کتاب الانبیاء باب نزول المسیح)

”وان من اهل الكتاب احد الا لیؤمنن بعيسى قبل موت عيسى وهم اهل الكتاب الذين یكونون فی زمانه فتكون الملة واحدة وهی ملة الاسلام وبهذا جزم ابن عباسؓ فيما رواه ابن جرير من طريق سعيد بن جبیر عنه باسناد صحيح“

(ارشاد والساری شرح صحيح البخاری مثله وفتح الباری ج ۶ ص ۳۵۷)

”وهذا القول هو الحق كما سبينه بعد بالدليل القاطع ان شاء اللّٰه وبه الثقة وعليه التكلان“

”قال ابن جرير واولی هذه الاقوال بالصحة القول الاول وهو انه لا یبقى احد من اهل الكتاب بعد نزول عيسى عليه السلام الا آمن به قبل موتہ ای قبل موت عيسى عليه السلام“

(نقلہ ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰۲ وعقیدۃ الاسلام ص ۱۳۷ طبع دیوبند)

پھر اس سے پہلے جتنی ضمیریں ہیں وہ سب عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ رہی ہیں۔ اس لئے اس ضمیر کا بھی عیسیٰ علیہ السلام ہی کی طرف راجع کرنا بنسبت کتابی کے زیادہ بہتر ہے۔ غرض قول راجع اور صحیح یہی ہے کہ موتہ کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹائی جائے۔ اس لئے حیات مسیح پر اس آیت سے استدلال کرنا درست ہے۔

۲..... علاوہ ازیں کتابی کی طرف ضمیر راجع کرنے کی صورت میں بھی اس آیت سے حیات مسیح ہی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ یؤمنن بہ سے ایمان صحیح مراد ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام پر مطلقاً یقین رکھنا مراد نہیں۔ ورنہ ہر ایک کتابی پہلے ہی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کوئی نہ کوئی غلط عقیدہ رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں صحیح عقیدہ اور اصلی ایمان وہی ہے جو مسلمانوں کا ہے۔ یعنی وہ خدا کے بندے ہیں۔ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے اور قیامت کے قریب زمین پر اتریں گے۔

ایسا ایمان ہر کتابی کو اس کے نزع کے وقت ملائکہ العذاب کی سختی کرنے کی وجہ سے حاصل ہوگا۔ مگر چونکہ غرغره اور نزع کے وقت کا اقرار یا ایمان معتبر نہیں ہے۔ اس لئے وہ غیر مفید ہے۔ جیسا کہ حضرت ام سلمہؓ سے بسند صحیح روایت ہے کہ: ”ان النصرانی اذا خرجت روحہ ضربتہ الملائکہ من قبلہ ودبرہ وقالوا ای خبیث ان المسیح الذی زعمت انه اللہ وابن اللہ او ثالث ثلاثہ عبد اللہ وروحہ وکلمتہ فیؤمن من حین لا ینفعہ ایمانہ وان الیہودی اذا خرجت نفسہ ضربتہ الملائکہ من قبلہ ودبرہ وقالوا الی خبیث ان المسیح الذی زعمت انک قتلته عبد اللہ وروحہ فیؤمن بہ حین لا ینفعہ الایمان فاذا کان عند نزول عیسیٰ آمنت بہ احياءہم کما آمنت بہ موتاہم“ (درمنثور ج ۲ ص ۲۴۱)

ملائکہ اللہ کا اہل کتاب کو مرنے کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق غلط عقیدہ پر متنبہ کرنا عقیدہ کی اصلاح کرنے کی نیت سے نہیں ہے۔ بلکہ جھڑکنے اور غلطی پر مطلع کر کے ان کے دل میں تحسّر اور افسوس پیدا کرنے کی غرض سے ہے اور اس قسم کی تنبیہ عام کافروں کو بھی ان کے مرنے کے وقت کی جاتی ہے۔ سورۃ نحل میں ہے کہ: ”الذین تتوفاهم الملائکہ ظالمی انفسہم فالقوا السلم ما کننا نعمل من سوء۔ بلی ان اللہ علیم بما کنتم تعلمون (النحل: ۲۸)“ کافروں کو یہ تنبیہ ان کے موت ہی کے وقت کی جائے گی۔ چنانچہ جلالین میں ”فالقوا السلم“ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ”انقادوا واستسلموا عند الموت“ معلوم ہوا کہ جس طرح مشرکین کو شرک پر نزع کے وقت تنبیہ کی جاتی ہے۔ ایسے ہی اہل کتاب کو ان کے غلط عقیدہ پر متنبہ اور آگاہ کیا جاتا ہے۔ جس سے ان کو اپنے عقیدہ کی غلطی اور مسلمانوں کے خیال کی صحت کا یقین ہو جاتا ہے۔

لہذا اگر قبل موتہ کی ضمیر کتابی کی طرف راجع کی گئی تو یونہی بہ سے ایمان صحیح مراد ہونے کی وجہ سے حیات مسیح کا مسلمانوں کی طرح ماننا ضروری ہوگا اور حیات مسیح پر آیت سے مطلقاً استدلال کرنا صحیح سمجھا جائے گا اور اگر اثر کی صحت اور ایمان صحیح مراد لینے سے انکار کیا گیا تو آیت کا



بے فائدہ اور جھوٹا ہونا لازم آئے گا۔ کیونکہ اگر ایمان سے وہی ایمان مراد ہے جو یہود و نصاریٰ کو حضرت عیسیٰ کے متعلق پہلے سے حاصل تھا تو آیت کا ذکر کرنا بے سود ہے اور اگر بالکل مسلمان ہونا مراد ہے تو علاوہ مضر ہونے کے مشاہدہ کے خلاف ہے۔ جس سے آیت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اس لئے نزول عیسیٰ سے پہلے اہل کتاب کا ایمان نزع کے وقت اس قسم کا ہوگا۔ جیسا کہ مذکور ہوا۔ ان کے نزول کے بعد مرنے سے پہلے تمام اہل کتاب آنکھوں سے دیکھ کر عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اپنے عقیدہ کی اصلاح کریں گے اور با امر عیسیٰ علیہ السلام، اسلام میں داخل ہوں گے اور اس طرح کلیت اس حکم کی ہر زمانہ کے لئے ثابت ہو جائے گی۔

۳..... دو قراتیں بمنزلہ دو آیتوں کے ہوتی ہیں اور بموجب ہر قراۃ کے عمل کرنا

آیت پر ضروری ہوتا ہے جس طرح: ”فاعتزلو النساء فی المحیض، ولا تقربوہن حتی یطہرن (البقرہ: ۲۲۲)“ یطہرن میں تخفیف اور تشدید دونوں طرح آیا ہے۔ تخفیف کی صورت میں آیت کے یہ معنی کئے گئے ہیں کہ جب عورت کا حیض پورے دس دن میں ختم ہو تو بغیر غسل کرنے کے اس سے مقاربت کرنا جائز ہے اور قراۃ تشدید کی وجہ سے یہ مسئلہ اخذ کیا گیا ہے کہ اگر دس دن سے کم میں حیض منقطع ہو تو پہلے غسل کرنا یا کم از کم ایک نماز کا وقت گزارنا ضروری ہے۔ اسی طرح یہاں ابی کی قراۃ جمع کی اور قراۃ متواترہ میں ضمیر واحد غائب کی ہے۔ حیات مسیح پر استدلال قراۃ متواترہ سے کیا گیا ہے جو بمنزلہ ایک جداگانہ آیت کے ہے اور جمع غائب کی قراۃ کی وجہ سے ضمیر کتابی کی طرف راجع کی گئی ہے۔ ہر آیت اپنے اپنے معنی پر محمول ہے۔ ایک کو دوسرے کے تابع کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر تابع ہی کرنا ہے تو قراۃ غیر معروفہ قرأت متواترہ کے تابع کر کے یہ معنی بیان کرنے چاہئیں کہ ہر کتابی نزول عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے نزع کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مسلمانوں کی طرح ایمان لاتا ہے اور بعد نزول عیسیٰ اس زمانہ کے اہل کتاب ان کو آنکھوں سے دیکھ کر اپنے غلط عقیدہ سے توبہ کرتے ہوئے اسلام میں داخل ہوں گے۔ اس صورت میں دونوں قراتوں پر عمل ہو جائے گا اور اگر اس کا الٹا کیا گیا تو علاوہ قراۃ متواترہ کو غیر متواترہ کے تابع کرنے کے، دونوں پر عمل نہیں ہو سکتا۔

۴..... وان من اهل الکتاب میں کلیت حکم کی بیان کی گئی ہے اور جب قضیہ

کلیہ کا صدق کسی مدت کے ساتھ مقید ہو۔ جیسا کہ یہاں موت تک اس حکم کے صادق ہونے کی مدت ذکر کی گئی ہے تو ایسی صورت میں جمیع مدت کے ہر جز یا ہر ایک وقت میں کلیہ کا پایا جانا ضروری نہیں ہوتا۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ ایک سال تک تمام شہر کی دعوت کروں گا۔ دعوت کے وقت شہر کے

تمام افراد موجودہ کا مدعو ہونا لازمی ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ دعوت کا ارادہ ظاہر کرنے کے وقت جتنے آدمی شہر میں آباد تھے وہ سب ایک سال تک وہاں حاضر رہیں۔ نہ کوئی مرے اور نہ سفر کے لئے باہر جائے اور نہ کوئی بچہ پیدا ہو۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے کسی نہ کسی وقت میں کلیت حکم کی ضرور پائی جائے گی اور اس وقت جتنے اہل کتاب ہوں گے وہ ضرور ایمان لائیں گے اور ایسا ہی حدیث میں آیا ہے: ”روی انه عليه السلام ينزل من السماء في آخر الزمان فلا يبقى احد من اهل الكتاب الا ليؤمنن به حتى تكون الملة واحدة وهي ملة الاسلام (رواه ابن جرير عن ابن عباس بسند صحيح ذكره ارشاد الساری ج ۲ ص ۲۵۲، درالمنثور ج ۲ ص ۲۴۱ يؤمن به البرو الفاجر)“

الغرض جیسے: ”اذ اخذ الله ميثاق الذين اوتوا الكتاب (آل عمران: ۱۸۷) لما آتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه (آل عمران: ۸۱)“ میں اہل کتاب سے مراد وہی اہل کتاب ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضور ﷺ کی بعثت تک جو اہل کتاب گزر گئے وہ مراد نہیں ہیں اور نہ ان کا اس عہد کو پورا کرنے کے لئے اس وقت تک زندہ رہنا ضروری سمجھا گیا۔ ایسے ہی یہاں بھی اہل کتاب سے وہی کتابی مراد ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں موجود ہوں گے اور ہر ایک کتابی کا کلیت کے معنی صحیح کرنے کے لئے اس وقت تک زندہ رہنا ضروری نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض جاہلوں نے سمجھ رکھا ہے اور اس شبہ کی وجہ سے کلیت کی نفی کرتے ہوئے اس مفہوم کے تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔ (دیکھو احمدیہ پاکٹ بک) ۵..... آیت میں ایمان لانے کا حکم اہل کتاب کی جنس کے لئے بیان کیا گیا ہے اور جنس کا اطلاق قلیل اور کثیر دونوں پر ہو سکتا ہے۔ اس لئے اہل کتاب سے ان کے تمام افراد مراد نہیں ہیں۔ بلکہ وہ بعض افراد ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوں گے۔ جنس پر حکم کرنے کی صورت میں تمام افراد کا احاطہ نہیں ہوا کرتا۔ قرآن مجید میں ایسی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً:

..... ”ويقول الانسان اذ امانت لسوف اخرج حيا (مریم: ۶۶)“ یہ مقولہ کافروں کا ہے۔ مگر آیت میں مطلقاً انسان کا بتایا ہے۔ اس لئے لامحالہ یہی کہنا پڑے گا کہ حکم آیت میں جنس کے لئے ہے۔ جس میں تمام افراد کا احاطہ ضروری نہیں ہوتا۔ چنانچہ امام رازیؒ اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: ”ان هذه المقالة لما كانت موجودة فيما هو من

جنسهم صح اسنادها الى جميعهم كما يقال بنو فلان تتلوا فلانا وانما القاتل رجل منهم“ (تفسير كبير ج ۲۱ ص ۲۴۱)

۲..... ”خلقكم من تراب“ اس میں سب کی پیدائش مٹی سے بتائی ہے۔ باوجودیکہ مٹی سے صرف حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے۔ مگر ایک جنس ہونے کی وجہ سے نسبت سب کی طرف کر دی گئی۔

۳..... ”لا ملئن جہنم من الجنة والناس اجمعین (ہود: ۱۱۹)“ اس میں اجمعین مذکور ہے جو استغراق کا فائدہ دیتا ہے۔ مگر تمام جن اور انسانوں کا دوزخ میں داخل ہونا ممتنع ہے۔ اس لئے لامحالہ اجمعین کے استغراقی معنی چھوڑ کر جنسی معنی لینے پڑیں گے اور اس طرح اجمعین کا لانا صحیح ہو جائے گا۔ دوسری آیت میں ہے کہ: ”ذرأنا الجہنم کثیراً من الجن والانس (الاعراف: ۱۷۹)“ یہی مراد پہلی آیت کی ہے۔ مگر اس کو بصورت جنس بیان کر دیا گیا ہے۔

۶..... آیت میں حکم افراد جنسیہ کے لئے نہیں ہے۔ جن کا باقی رہنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک ضروری ہو یا ہر زمانے میں اس کا پایا جانا لازمی سمجھا جائے۔ بلکہ اہل کتاب ہونے کے وصف پر حکم ہے۔ اس صورت میں کلیت حکم کے لئے کل مدت میں سے ایک وقت میں پایا جانا بھی کافی ہے۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ ایک ماہ تک شہر کے تمام علماء جمع ہوں گے۔ اجتماع کے وقت جو شہر میں عالم ہیں ان کا جمع ہونا ضروری ہوگا۔ ابتدا سے انتہا تک سب کا رہنا لازمی نہیں ہے۔ اسی طرح جو اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے وقت ہوں گے ان سب کے ایمان لانے سے حکم کی کلیت ثابت ہو جائے گی۔ جس طرح ”القیینا بینہما العداوة والبغضاء الى يوم القيامة (مائده: ۶۴)“ اور ”وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الى يوم القيامة (آل عمران: ۵۵)“ میں عداوت باہمی فوقیت اور غلبہ یہودیت اور نصرائیت اور تابع ہونے کی صورت کے لئے ہے۔ اسی لئے شروع زمانہ سے قیامت تک تمام افراد کا موجود رہنا ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح یہاں بھی ہے، اور دھوکا دہی کے کچھ نہیں ہے۔

س..... جب القینا بینہما العداوة! میں یہود و نصاریٰ کے درمیان قیامت تک عداوت ہونے کی اور جاعل الذین اتبعوک! میں متبعین کے منکرین پر غالب رہنے کی خبر دی گئی ہے تو آخر زمانہ میں سب کا مسلمان ہو کر متحد ہونا کیوں کر ہو سکتا ہے۔

ج..... الى يوم القيامة سے قیامت کے نزدیک ہونا مراد ہے۔ بعینہ قیامت

کا دن مراد نہیں۔ حدیث میں ہے کہ: ”الجهاد ماض الی یوم القيامة“ باوجودیکہ جن لوگوں پر قیامت قائم ہوگی وہ سب کافر ہوں گے۔ جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے کہ: ”قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعة الا علی شرار الخلق (رواہ مسلم و مشکوٰۃ ص ۴۸۱)“ پھر جہاد کرنے والا کون ہوگا۔ اس لئے الی یوم القيامة سے لامحالہ الی قرب یوم القيامة مراد لینا پڑے گا۔ چونکہ نزول عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی بڑی دس نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اس لئے اس وقت تک عداوت یا غلبہ رہنے کو الی یوم القيامة کہنا درست ہے۔

۲..... عداوت ان لوگوں کے درمیان بیان کی گئی ہے جو یہودیت اور نصرانیت کے ساتھ متصف ہوں اور جب یہودی اور نصرانی ہی نہ رہیں گے تو پھر عداوت کیسی۔ اسی طرح غلبہ قبعین کے لئے ہے۔ روز قیامت سے کچھ پہلے قبعین بھی نہ رہیں گے۔ اسی لئے غلبہ کا سوال بھی باقی نہ رہے گا۔

س..... قبل موتہ کی ضمیر اگر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹائی جائے تب بھی کلیت حکم کی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ بہت سے یہودی حضرت عیسیٰ سے جنگ کرتے ہوئے بحالت کفر مارے جائیں گے۔

ج..... آیت میں قبل موتہ ہے۔ عند نزولہ نہیں ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پیشتر تمام اہل کتاب ضرور ایمان لے آئیں گے۔

س..... ملل مختلفہ کا ایک ہی ملت ہو جانا آیت ”ولو شئنا لاتینا کل نفس هداها ولكن حق القول مني لاملئن جهنم من الجنة والناس اجمعين (السجده: ۱۳)“ اور ”ولو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة ولا يزالون مختلفين الا من رحم ربك (هود: ۱۱۸، ۱۱۹)“ کے خلاف ہے۔

ج..... دونوں آیتوں کا یہ مفاد ہے کہ علم الہی میں جن اور انسانوں کے ایک گروہ کا دوزخی ہونا متعین ہے۔ اس لئے شروع دنیا سے لے کر آخر تک سب کے سب مسلمان نہیں ہوں گے۔ بلکہ جہنم میں داخل ہونے کے لئے کفاروں کی جماعتیں بھی ہوں گی۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دنیا کبھی کافروں سے خالی نہ ہوگی۔ ابتدائے دنیا میں سب دین حق کے تابع اور مسلمان تھے۔ اختلاف بعد میں ہوا ہے۔ قرآن میں ہے کہ: ”وماکان الناس الا امة واحدة فاختلفوا (یونس: ۱۹)“

اس لئے جائز ہے کہ آخر میں بھی ابتداء کی طرح سارے مسلمان ہوں۔ لہذا اگر

ابتدائے دنیا میں ایک مذہب پر ہونا آیت کے خلاف نہیں ہے تو آخر میں کیوں ہے۔ بنیوا فتوجروا  
 ۲..... دوسری آیت میں لایزالون مختلفین سے مرحومین کا استثناء کیا ہے۔  
 جس کے یہ معنی ہیں کہ غیر مرحومین میں اختلاف ہوگا مرحومین میں نہیں ہوگا۔ چونکہ حضرت عیسیٰ  
 علیہ السلام کے زمانے میں سب مرحومین ہی ہوں گے اور غیر مرحومین سے ایک بھی نہیں رہے گا۔  
 اس لئے اختلاف بھی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اختلاف غیر مرحومین کے ساتھ تھا۔ جب وہی نہ رہے تو  
 اختلاف بھی نہ رہا۔ جیسا کہ: ”لایزال بنیانہم الذی بنوا ربیۃ فی قلوبہم الا ان  
 تقطع قلوبہم (التوبہ: ۱۱۰)“ میں ان کی زندگی تک شک کو بیان کیا ہے۔ جب وہ نہ رہیں  
 گے تو شک بھی نہ رہے گا۔

س..... جب سب مسلمان ہی ہو جائیں گے تو: ”ثم یوم القیامۃ یکون  
 علیہم شہیدا“ کی رو سے اس کے خلاف گواہی دینے کا کیا مطلب ہے۔

ج..... آیت میں علی ضرر کے واسطے نہیں ہے۔ بلکہ شہادۃ کا صلہ ہے۔ جیسا کہ  
 اس آیت میں ہے کہ: ”لتکونوا شہدا علی الناس ویكون الرسول علیکم  
 شہیدا (البقرہ: ۱۴۳)“ یہاں شہادت سے مخالفت کی گواہی مراد نہیں ہے۔ جس طرح ہر نبی  
 اپنی امت کے نیک و بد اعمال کی گواہی دیں گے۔ ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی قبل النزول  
 اور بعد النزول کے تمام حالات کی شہادت دیں گے۔ قرآن مجید میں ہے کہ: ”فکیف اذا جئنا  
 من کل امة بشہید وجئناک علی ہؤلاء شہیدا (النساء: ۴)“

س..... تمام اہل کتاب کا مسلمان ہو جانا فلا یؤمنون الا قلیلا کے خلاف

ہے۔

ج..... ایمان دو قسم کا ہے۔ ایمان اعتقادی۔ ایمان ذاتی۔ جملہ ضروریات دین کا  
 اقرار اور تمام ان چیزوں کو جن پر ایمان لانا ضروری ہے تسلیم کرنا ایمان اعتقادی ہے اور مومن بہ  
 میں سے کسی چیز کی تصدیق کرنا ایمان ذاتی ہے۔ رسولوں پر ایمان لانے کا یہی مطلب ہے کہ ان کو  
 خدا کا برگزیدہ بندہ اور پیغمبر تسلیم کرے اور ان کی ذات کے متعلق صحیح اعتقاد رکھے۔ مگر نبی عربی ﷺ  
 پر ایمان لانے کے یہ معنی ہیں کہ رسالت کا قائل ہونے کے بعد آپ ﷺ کے بتائے ہوئے  
 احکام کو ماننے اور ان کے قطعی فیصلوں کو تسلیم کرے۔ لہذا آپ ﷺ کے اور احکام کے متعلق ایمان  
 اعتقادی اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے حق میں ایمان ذاتی مراد ہوا کرتا ہے۔

چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اتباع کا اقرار کرنا بھی دیگر انبیاء کی طرح ایمان

اعتقادی کا جز نہیں ہے۔ بلکہ ان کی ذات کے متعلق محض صحیح عقیدہ رکھنا کافی ہے۔ اس لئے یؤمن بہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات کے متعلق ایمان لانے کی خبر دی گئی ہے۔ مگر ایسے ایمان سے ایمان اعتقادی حاصل نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے تمام اہل کتاب کے مسلمان ہونے پر اس آیت سے استدلال نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ثبوت میں حدیث پیش کی جاتی ہے اور فلا یؤمنون الا قلیلاً میں اہل کتاب سے ایمان اعتقادی اور رسول خدا ﷺ پر ایمان لانے کی نفی بیان کی گئی ہے۔ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایمان رکھنے یا صحیح اعتقاد قائم کرنے کی نفی نہیں ہوتی۔ دونوں جملوں میں محمول مختلف ہے۔ اس لئے ان میں کوئی تعارض نہیں ہو سکتا۔

س ..... اس آیت سے پہلے جتنی آیتیں ہیں ان میں اہل کتاب کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ پھر اس میں ان کے ایمان لانے کی مدح کیونکر ہو سکتی ہے۔

ج ..... آیات کے درمیان باہمی ارتباط سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے یہ سوال پیدا ہوا ہے۔ اگر معمولی غور کیا جاتا یا تفاسیر کو اٹھا کر دیکھ لیتے تو یہ شبہ کبھی پیدا نہ ہوتا۔

نفی قتل اور رفع آسمانی کے ثبوت کے بعد اس آیت کے ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب سے یہ خبر دی گئی کہ وہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تو طبعاً یہ سوال پیدا ہوا کہ رفع آسمانی کے بعد کیا ہوگا۔ اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد ہوا کہ وہ آخری زمانہ میں زمین پر اتریں گے اور اس زمانہ کے اہل کتاب جو آج تک ان کے معاملہ میں متردد ہیں صحیح خیال قائم کریں گے اور اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو جائے گا۔

تفسیر رحمانی میں اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ جو لوگ آج ان کے قتل پر فخر کر رہے ہیں نزول کے بعد ان کو اپنی غلطی معلوم ہو کر ذلیل ہونا پڑے گا: ”ثم اشار الى من كان قاتلاً بقتله سيتذلل به قبل موته“ (تفسیر رحمانی)

بیضاوی وغیرہ نے کتابی کی طرف ضمیر راجع کرنے کی صورت میں یہ ربط بیان کیا ہے: ”وهذا كالو عيد لهم والتحريض على معاجلة الايمان به قبل ان يضطروا اليه ولم ينفعهم ايمانهم“ (بیضاوی ج ۱ ص ۲۱۶)

س ..... کیا آیت کے مندرجہ ذیل معنی بھی ہو سکتے ہیں: ..... تمام اہل کتاب واقعہ صلیب سے لے کر قیامت تک حضرت عیسیٰ کے قتل کے متعلق اپنے تردد اور شک میں یقین اور اذعان رکھتے ہیں اور وہ یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ کو مقتول بالصلب کیا۔ ..... اہل کتاب کا ہر فرد حضرت عیسیٰ کے مصلوب یا مقتول ہونے پر اپنے مرنے سے پہلے ایمان لائے گا

اور لاتا ہے۔ ۳۔ کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو ہمارے اس بیان مذکورہ بالا پر جو ہم نے اہل کتاب کے خیالات کی نسبت ظاہر کیا ہے ایمان نہ رکھتا ہو۔ قبل اس کے جو وہ اس حقیقت پر ایمان لائے کہ مسیح اپنی طبعی موت سے مر گیا۔“ (ازالہ ص ۳۷۲، خزائن ج ۳ ص ۲۹۱)

ج۔۔۔۔۔ مرزائی جماعت کے اس آیت کے صحیح معنے چھوڑ کر قواعد عربیہ اور اصول نحو اور احادیث صحیحہ کے خلاف مختلف تحریفیں کی ہیں اور چھوٹے سے لے کر بڑا تک کوئی بھی اس تحریف میں ایک دوسرے کے ساتھ متفق نہیں ہے۔ لیکن جھوٹ کو کبھی فروغ نہیں ہوتا۔ جتنے معنے بھی گھڑے گئے وہ سب کے سب غلط اور کئی وجہ سے باطل ہیں:

۱۔۔۔۔۔ مضارع موكده بلام تاکید ونون تاکید تمام محاورات عرب اور قرآن وحدیث میں زمانہ مستقبل کے لئے آیا ہے۔ ماضی یا حال کے واسطے کبھی نہیں آیا۔ مگر مرزائی جماعت نے جتنے معنے بیان کئے ہیں ان سب میں ماضی اور حال کے زمانہ کو داخل کیا ہے۔ جو نحوی قواعد کی رو سے بالکل غلط ہے۔ اس لئے اس قسم کے معنے بیان کرنے، قرآن عزیز کی تحریف لازم آنے کی وجہ سے صحیح نہیں۔

مطالبہ: قرآن وحدیث یا محاورات عرب سے کوئی ایسی مثال پیش کر کے انعام حاصل کریں جس میں یقینی طور پر اس طرح کا مضارع موكده زمانہ ماضی یا حال پر دلالت کر رہا ہو اور اس میں شرط وغیرہ پر مرتب ہونے کی وجہ سے استمرار استقبالی نہ پایا جاتا ہو۔

۲۔۔۔۔۔ وہ اپنے شک اور تردد پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ عبارت بھی ایسی ہی مہمل ہے جیسے کوئی کہے۔ وہ شخص اپنے شک یا دہم اور تخیل ظن اور یقین پر اذعان اور یقین رکھتا ہے۔ ایسا مضمون محاورات مروجہ کے برخلاف ہونے کے باوجود غیر مفید اور لایعنی بھی ہے۔ علاوہ ازیں جب آیت: ”ان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منه“ مالہم بہ من علم الاتباع الظن (نساء: ۱۰۷)“

میں ان کا قتل مسیح کے متعلق ظنی اور شکلی ہونا ظاہر کیا تھا تو اس کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی اور اگر بے فائدہ ذکر ہی کرنا تھا تو اسی کے ساتھ اس ظن پر یقین رکھنے والا بھی کہہ دیا ہوتا۔ قتل کی نفی یقینی بیان کرنے کے بعد اس کو علیحدہ ذکر کرنے سے کیا فائدہ تھا۔

۳۔۔۔۔۔ جب نون اور لام تاکید مرزائی خیال میں مطلوب پر داخل ہوتا ہے تو لیونن بہ کے یہ معنے ہوئے کہ ابان یہود بالشک والتردد مطلوب خداوندی ہے جو علاوہ غیر مفید ہونے کے بالکل مہمل ہے۔

۴..... ماقتلوه یقیناً میں یقیناً کا تعلق اگر منفی ہے تو یہ معنی ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یقینی طور پر قتل نہیں کیا۔ بلکہ ان کو مقتول کے عیسیٰ یا غیر عیسیٰ ہونے میں ابھی تک شک ہے۔ اس صورت میں یہ جملہ الا اتباع الظن کی تاکید ہوگا اور عبارت کی تقدیر اس طرح ہو جائے گی: ”ماقتلوه متیقنین انه هو بل هم شاكون فيه“ اور اگر نفی یعنی عدم القتل کی قید ہے تو پھر یہ معنی ہیں کہ نہ قتل کرنا ان کے نزدیک یقینی ہے۔ مگر لوگوں کو دھوکہ دینے کی غرض سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قتل غلط مشہور کر دیا: ”قال الجبائی من المعتزلة نقله الرازی“ اور اگر اخبار بالحکم سے تعلق ہے اور بنفسہ حکم سے کوئی تعلق نہیں تو پھر یہ معنی ہیں کہ عدم قتل کی خبر اللہ کی طرف سے یقینی ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ کرنے کی گنجائش نہیں ہے: ”ان التیقین فی الایۃ وان کان من اخبار اللہ لکنہ ہو فعلہم وانہ منصوب بنزع الخافض ای ظن فہو قید لاخبار الحکم الا للحکم نفسہ“

(ذکرہ ابن الحاجب فی شرح المفصل)

اب اگر آیت کے یہ معنی ہیں کہ اہل کتاب کو اپنے شک پر یقین ہے اور بہ کی ضمیر سے اس جملہ میں شک اور اتباع ظن مراد ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب مالہم بہ من علم سے مطلق اذمان کی نفی کر کے ماقتلوه سے اس کی تائید بیان کر دی گئی تھی تو لیو منن بہ سے کسی شے کے متعلق یقین اور اذعان ثابت کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ضمیر مالہم بہ کو بھی شک کی طرف راجع کرنے سے کوئی شئی مانع نہیں ہے اور اگر قتل پر یقین رکھنا مراد ہے تو قرآن کی آیت ان الذین اختلفوا سے یہ خبر دینا کہ ان کو اس بارے میں تردد ہے غلط پڑے گی اور اگر عدم قتل ان کے نزدیک یقینی تھا جیسا کہ جبائی کہتا ہے تو اس صورت میں قتل پر ایمان رکھنے کی خبر دینے سے کذب اور تناقض لازم آئے گا۔ اور نیز جب انما قتلنا سے ان کے ادعائی یقین کو ظاہر کر کے خدا تعالیٰ نے ماقتلوه یقیناً سے تردید کر دی تھی تو پھر ان کے علم بالقتل کے دعویٰ کو دہرانے کی کیا ضرورت تھی۔

۵..... پھر لیو منن میں اہل زبان کے خلاف ماضی اور حال کے معنی لے کر بھی ان من اهل الکتاب! کی کلیت مطلقہ صادق نہیں آتی۔ کیونکہ اہل کتاب کا وہ گروہ جو عیسیٰ علیہ السلام سے پیشتر گزر گیا تھا وہ اس میں داخل نہیں ہے۔

۶..... محمد علی لاہوری اور بعض قادیانی کہتے ہیں کہ فریقین کی تاریخیں اور ان کی روایات اس امر کی مؤید ہیں کہ آپ کو قتل عیسیٰ کا شروع سے یقین چلا آ رہا ہے۔ اس لئے یہی ماننا



چاہئے۔ ورنہ یہ سب بائیں غلط ثابت ہو جائیں گی۔ گویا ان کی نظر میں قرآن عزیز کی خبر ان کے شک اور تردد کے متعلق اگر جھوٹی ہوتی ہے تو ہو جائے۔ مگر یہود و نصاریٰ کے خرافات اور ان کے مذہبی ڈھکوسلے جھوٹے نہیں ہونے چاہئیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ! شعر:

اگر مسلمانی ہمیں است کہ مرزا دارد

آہ گر از پس امروز بود فردائے

در اصل ان تمام آیتوں کا ماحاصل یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اگرچہ بظاہر قتل عیسیٰ کے متعلق اپنا اذعان اور یقین ظاہر کرتے ہیں۔ نردل سے اس معاملہ میں متردد ہیں اور اسی طرح متردد ہیں گے۔ یہاں تک کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو ان کو دیکھ کر اپنی غلطی کا احساس اور قرآن کی صدق بیانی کا اقرار کریں گے۔

..... آخری معنی میں علاوہ مفاسد مذکورہ کے ایک تعریضی جز، یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے طبعی موت پر ایمان لانے سے پہلے معنی بیان کر کے آیت میں قبل الایمان بموتہ کا اضافہ کر دیا۔

مطالبہ: اب جب اہل کتاب کے ہر فرد کے لئے ماذکر پر ایمان لانے کی یہ شرط ہو گئی کہ وہ موت طبعی کا علم ہونے سے پہلے ہو تو کیا اب تک تمام اہل کتاب میں ایسا ہی ہو رہا ہے۔ نیز اگر عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت طبعی کا علم گزشتہ افراد کو ہو چکا تھا تو سب کو اس سے پہلے ماذکر کا علم نہ ہونے کی وجہ سے کلیت کس طرح رہے گی اور اگر ابھی تک ان کو موت طبعی کا علم نہیں ہوا تو بہت سے کتابی اس علم کے حاصل کرنے کے بغیر مر گئے۔ ان میں کلیت کیونکر صادق آئے گی۔ بینوا! فتوجروا!

آیت نمبر ۹..... ”لن یستنکف المسیح ان یکون عبد اللہ ولا الملائکۃ

المقربون“ (ساء: ۱۷۲)

استدلال

اس پر تمام دنیا کا اتفاق ہے کہ تثلیث اور الوہیت عیسیٰ کا عقیدہ نصاریٰ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ ان کے نائب ہونے کے بعد ظاہر ہوا ہے۔ اس پر یقیناً اپنی الوہیت کا انکار اور عبدیت کا اقرار اور تردید نصاریٰ کا موقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا کے قیام میں نہیں ملا۔ لہذا ایسا وقت ضرور آنا چاہئے جس میں وہ نصاریٰ کے عقائد باطلہ کی تردید کریں۔ ایسا زمانہ نزول کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں بھی کسر صلیب اور قتل خنزیر

سے اسی بات کی طرف اشارہ ہے اور مضارع موکد بلن تاکید بھی جو محض زمانہ استقبال پر دلالت کرتا ہے۔ اسی غرض سے لایا گیا ہے۔ اگر آئندہ زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول مقدر نہ ہوتا تو مضارع پر لن تاکید یہ استقبالیہ کبھی داخل نہ ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ آنا اس آیت کی رو سے ضروری ہے۔

آیت نمبر ۱۰..... ”اذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جنئتہم بالبینات

فقال الذین کفروا ان هذا الاسحر مبین“ (مائدہ: ۱۱۰)

فائدہ: منجملہ ان احسانات کے جو قیامت کے روز عیسیٰ علیہ السلام سے بطور امتنان ذکر کئے جائیں گے۔ ایک احسان یہ بھی ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو تجھ سے اس وقت روکے رکھا جبکہ تو ان کے پاس معجزات لے کر آیا تھا اور کافروں نے ان کو جادو کہتے ہوئے تجھ پر حملہ کرنا چاہا تھا۔ چونکہ اذ قال اللہ سے اس آیت کا شروع یوم یجمع اللہ الرسل بدل ہے اور اس میں یوم سے قیامت کا دن مراد ہے۔ اس لئے یہ جملہ احسانات قیامت کے روز بیان کئے جائیں گے۔

”اذ قال اللہ“ بدل من یوم لجمع (بیضاوی ج ۱ ص ۲۵۱ و تفسیر ابی سعود ج ۳ ص ۹۴)

استدلال

یہ قول قیامت کے دن محل امتنان اور احسانات کے ذیل میں ذکر کیا جائے گا۔ جیسا کہ اذ قال اللہ یا عیسیٰ بن مریم اذکر نعمتی علیک! سے ظاہر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچا لینے اور دشمنوں کو ان کے پاس تک نہ جانے دینے کا احسان اس صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کے مکر و فریب اور دست درازی سے بالکل بچالیا گیا ہو۔ ورنہ اگر سوائے قتل حقیقی کے مارنا پیٹنا ذلیل کرنا وغیرہ سب کچھ ہوا تھا تو احسانات کے ضمن میں کبھی اس کا ذکر نہ ہوتا اور نہ اس کو کف سے تعبیر کیا جاتا۔ کیونکہ کف لغت میں روکنا اور منع کرنا ہے۔ خصوصاً جبکہ اس کا صلہ عن آیا ہو جو بعد اور مجاوزہ پر دلالت کرتا ہے۔ اس وقت بانگنے اور چلانے ہی کے معنی آتے ہیں: ”الکف راندن یقال کففتہ عنہ فکف (منتہی الارب ج ۴ ص ۳۹)“

”قد کف صاحبہ عن مجاوزتہ الی غیرہ الی منعه (مجمع البحار ج ۴ ص ۴۳۰)“ جب ایک سفر میں کافروں نے رسول خدا ﷺ اور مسلمانوں کو دھوکہ سے اذیت اور تکلیف پہنچانی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو دشمنوں کے شر سے بالکل محفوظ رکھا اور یہ آیت بطور امتنان نازل فرمائی: ”یا ایہا الذین آمنوا اذکر نعمۃ اللہ علیکم اذہم قوم ان یبسطوا الیکم ایدہم فکف ایدہم عنکم (مائدہ: ۱۱)“ اس آیت میں کف کا لفظ آیا

ہے اور ایسے موقعہ پر استعمال کیا ہے جہاں بالکل بچا لیا گیا اور دشمنوں کا ہاتھ ان کے قریب تک نہیں پہنچنے دیا۔ بعینہ یہاں بھی بچانے کی ایسی ہی صورت ہوئی اور ان کو یہودیوں کے ہاتھوں میں جانے سے پہلے آسمان پر اٹھا لیا۔ اسی لئے نجات تک نہیں کہا جو گرفتاری کے بعد خلاصی کا مقتضی ہے:

”ولما الى عيسى بهذه الايات البينات قصد اليهود بقتله فخلصه الله منهم ورفعہ الى السماء“ (فتح البيان ج ۲)

”الى واذكر نعمتي عليك فسي كفي اياهم عنك حين جئتهم بالبراهين والحجج القاطعة على نبوتك ورسالتك من الله اليهم فكذبوك واتهموك بانك ساحر وسعوا في قتلك وصلبك فنجيتك منهم ورفعتك الى وطهرتك من دنسهم وكفيتك شرهم“ (ابن كثير ج ۳ ص ۲۰۱)

”روى انه عليه الصلوة والسلام لما اظهر هذه المعجزات العجيبة قصد اليهود قتله فخلصه الله منهم حيث رفعه الى السماء“

(تفسير كبير ج ۱۲ ص ۱۲۷ واللفظ له ومثله في الخازن ج ۱ ص ۵۳۹)

س..... اگر رفع آسمانی ہوا ہوتا تو وہ بھی اس جگہ ضرور ذکر کیا جاتا۔

ج..... جب اس آیت میں رفع آسمانی کی طرف اشارہ ہے تو لفظ رفع کا ذکر کرنا ضروری نہیں۔ علاوہ ازیں رفعت مکانی رفع درجہ کو مستلزم نہیں ہے۔ دوسرے دشمنوں سے بچا لینا اصلی احسان ہے اور جس جگہ حفاظت کی گئی وہ اس کا نتیجہ ہے۔ اصل احسان کے ذکر کرنے کے بعد فرع کے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

آیت نمبر ۱۰..... ”وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها واتبعون“ هذا صراط مستقيم (زخرف: ۲۱) ”تحقیق عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے آنے کا علم ہیں۔ لہذا قیامت کے آنے میں شک نہ کرو اور میری پیروی کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے: علم سے مراد مایعلم بہ یا ما يحصل به العلم ہے۔ قال ابو السعود وتسمية علما لحصوله به“

(ج ۸ ص ۵۲)

## استدلال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے قیامت کے قریب ہونے کا علم اس صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جبکہ آخری زمانہ میں ان کا نزول مان لیا جائے اور جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے بموجب اس کے قیامت کی دس بڑی نشانیوں میں سے اس کو بھی ایک نشانی تسلیم کریں۔

س..... انہ کی ضمیر قرآن کی طرف بھی راجع کی جاتی ہے۔ لہذا نزول عیسیٰ پر اس آیت سے استدلال کرنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔

ج..... اس میں کوئی شک نہیں کہ انہ کے مرجع میں مختلف احتمالات نکل سکتے ہیں اور ہر ایک احتمال اپنی جگہ پر صحیح بھی ہے۔ لیکن اس سے مطلقاً اور ہر حالت میں نزول مسیح پر استدلال نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس خاص صورت میں جبکہ انہ کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹائی جائے۔ نزول مسیح پر استدلال کیا گیا ہے۔ جب تک اس احتمال کا غلط ہونا ثابت نہ کیا جائے گا اس وقت تک اس تو جیہہ سے نزول عیسیٰ پر استدلال کرنا منع نہیں ہو سکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ آیت سے ہر ایک تو جیہہ پر استدلال نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ برز نہیں کہہ سکتے کہ آیت سے کسی تو جیہہ پر بھی نزول مسیح کو ثابت کرنا صحیح نہیں ہے۔ پھر یہ تو جیہہ تمام تو جیہوں میں اسی اور افضل تو جیہہ ہے۔

”قال ابن كثير انه لعلم للساعة تقدم تفسير ابن اسحاق ان المراد من ذلك ما بعث به عيسى عليه السلام من احياء الموتى و ابراء الاكمه و الابرص و غير ذلك من الاسقام و في هذا نظر و ابعد منه ما حكاه قتاده من الحسن البصري و سعيد بن جبيران الضمير في انه عائد على القرآن بل الصحيح انه عائد على عيسى عليه السلام فان السياق في ذكره ثم المراد بذلك نزوله قبل يوم القيامة قال الله تبارك و تعالى و ان من اهل الكتاب اى قبل موت عيسى عليه السلام ثم يوم القيامة يكون عليهم شهيدا و يؤيد هذا المعنى القراءة الاخرى و انه لعلم للساعة اى اماره و دليل على وقوع الساعة“  
(ابن كثير ج ۷ ص ۲۱۷)

”اى خروج عيسى ابن مريم قبل يوم القيامة هكذا روى عن ابي هريره عن ابن عباس و ابي العاليه و ابي مالك و عكرمه و حسن و قتاده و ضحاک“  
(ابن كثير ج ۷ ص ۲۱۷)

”اخرج الهريابي سعيد بن منصور و مسدود و عبد بن حميد و ابن ابى حاتم و الطبراني من طرق عن ابن عباس في قوله انه لعلم للساعة قال خروج عيسى قبل يوم القيامة“  
(درمنثور ج ۶ ص ۲۰)

اور ایسا ہی ابو ہریرہ، مجاہد اور حسن سے عبد بن حمید اور ابن جریر نے نقل کیا ہے (روح

المعانی ج ۲۵ ص ۸۷) میں ہے: ”(وانہ) اے عیسیٰ علیہ السلام لاللقرآن“  
 علاوہ ازیں جب آیت میں ام ہو۔ ان ہو۔ جعلناہ کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ  
 السلام کی طرف راجع ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس ضمیر کو بھی انہی کی طرف لوٹانا اولیٰ نہ ہو اور آیت  
 کا سیاق و سباق بھی اسی کا مقتضی ہے۔ لہذا افضل اور ارجح تو جیہہ کو مرجوح اور غیر اولیٰ احتمال کی وجہ  
 سے ترک کرنا صحیح نہیں۔ اس لئے نزول مسیح پر استدلال بالکل درست ہے۔

۲..... اس آیت میں دوسری قرأت عین اور لام کے زبر کے ساتھ آئی ہے:

”القرأة الاخری وانہ علم للساعة ای امارۃ ودلیل علی وقوع الساعة (ابن  
 کثیر ج ۷ ص ۲۱۷)“..... ”قرئ لعلم ای علامۃ (ابو السعود ج ۸ ص ۵۳ بیضاوی  
 ج ۲ ص ۲۹۴)“ اور دو قرأتیں بمنزلہ دو آیتوں کے ہیں۔ لہذا بموجب اس قراۃ کے نزول مسیح پر  
 اس آیت سے استدلال کرنا مطلقاً جائز ہے۔ دیکھو ارسلکم میں زبر اور زیر کی دو قرأتیں آئی  
 ہیں۔ زبر سے خف کی صورت میں مسیح اور زبر سے بغیر خف کے پاؤں کا دھونا ثابت کیا گیا ہے۔

س..... قیامت کا علم سوا خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں دیا گیا۔ قرآن مجید میں ہے:

”الیہ یرد علم الساعة“..... ”عندہ علم الساعة“ پھر عیسیٰ کو قیامت کے جاننے کا ذریعہ  
 کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

ج..... قیامت کے واقع ہونے کا خاص اور متعین وقت اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کو  
 حاصل نہیں۔ البتہ اس کی آمد کی نشانیاں اور قریب ہونے کی علامتیں رسول خدا ﷺ کو معلوم تھیں۔  
 ایسی نشانیوں میں دس بڑی نشانیاں رسول خدا ﷺ نے امت کی آگاہی کیلئے بیان فرمائی ہیں۔  
 جن میں سے ایک بڑی نشانی عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی ہے: ”قال انها لن تقوم حتی تروا  
 قبلها عشر آیات فذكر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها  
 ونزول عیسیٰ بن مریم“ (مشکوٰۃ ص ۴۷۲ باب العلامات بین ید الساعة وذكر الدجال)  
 اس قسم کی علامتیں قیامت کے خاص دن کو نہیں بتاتیں۔ البتہ وقت کے قریب ہونے پر  
 یقیناً دلالت کرتی ہیں:

”نزول من اشراط الساعة یعلم بہ دنوہا“ (بیضاوی ج ۲ ص ۲۹۴)

”ثم المراد بذلك نزوله قبل يوم القيامة“ (ابن کثیر ج ۷ ص ۲۱۷)

الیہ یرد علم الساعة وغیرہ میں قیامت کا معین دن مراد ہے۔ اس کا علم خدا تعالیٰ  
 کے سوا کسی کو نہیں ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے قیامت کے قریب ہونے کا علم ہوتا ہے۔

ولا تعارض بينهما اسی واسطے یرد علم الساعة میں اتصال پر دلالت کرنے کے لئے حرف جر یعنی لام کو حذف کر دیا اور انه لعلم للساعة میں بعد اور دوری پر دلالت کرنے کے لئے حذف نہ کیا۔

س ..... جو واقعہ ہزار سال بعد ہونے والا ہے۔ اس کی اتنی مدت پہلے خبر دینے کی کیا ضرورت تھی۔

ج ..... چونکہ ایمان بالغیب ہوتا ہے۔ اس لئے وقت سے پہلے ہی ذکر کرنا چاہئے۔ پھر یہ اعتراض تو انبیاء علیہم السلام اور قرآن عزیز پر بھی وارد ہوتا ہے۔ جنہوں نے قیامت کی آمد جنت و دوزخ اور حشر و نشر کی بہت مدت پہلے خبر دی ہے۔ ہر ایک نبی اپنی امت کو دجال کے فتنہ سے ڈراتا رہا۔ اس پر بھی یہ اعتراض وارد ہوتا ہے۔ نیز رسول خدا ﷺ بھی اس ملحدانہ اعتراض سے نہیں بچ سکتے۔ کیونکہ انہوں نے قیامت کے بڑے بڑے نشانات بیان فرمائے ہیں جن میں سے ایک عیسیٰ علیہ السلام کی آمد بھی ہے۔

س ..... نزول عیسیٰ بحسدہ العنصری اس وقت قابل تسلیم ہے۔ جبکہ ان کا صعود جسمانی مان لیا جائے اور وہ زیر بحث ہے۔

ج ..... اول تو رفع جسمانی قوی اور مستحکم دلائل سے پہلے بھی ثابت ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ جب آیت مذکورہ میں کوئی قرینہ نزول بحسدہ العنصری کے مراد لینے سے مانع نہیں ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس سے انکار کیا جائے اور انشاء اللہ عنقریب بروزی نزول کی تردید کی جائے گی جس کے بعد بعینہ نزول سے انکار کرنے کی گنجائش باقی نہ رہے گی۔

آیت نمبر ۱۲ ..... ”ولقد ارسلنا رسلاً من قبلك وجعلنا لهم ازواجاً وذریۃ“ ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے اور ان کے اہل و عیال بھی تجویز کئے۔ استدلال

ہر شخص جانتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اولوالعزم رسولوں میں سے ہیں اور دنیا کے گزشتہ قیام میں ان کا نکاح نہیں ہوا اور اس آیت کے فیصلہ کے بموجب بیوی بچے ضرور ہونے چاہئیں۔ اس لئے آخری زمانہ میں ان کا بعینہ آ کر نکاح کرنا اور بچوں کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ اس آیت کے مفہوم میں وہ بھی دوسرے رسولوں کی طرح داخل ہو سکیں۔ حدیث میں ہے: ”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُولَدُ لَهُ“

(مشکوٰۃ ص ۴۸۰ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

## باب ۲..... حیات مسیح کا ثبوت حدیث سے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس وقت آسمان پر زندہ موجود ہونا اور آخری زمانہ میں زمین پر اترنا احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے۔ حدیث کے متواتر ہونے پر علامہ ابن کثیر، حافظ ابن حجر، قاضی شوکانی و دیگر علماء کبار کی شہادتیں موجود ہیں:

۱..... ”قد تواترت الاحادیث من رسول اللہ ﷺ انه اخبر بنزول عیسیٰ علیہ السلام قبل یوم القيامة اماماً عادلاً حکماً مقسطاً۔ ابن کثیر ج ۷ ص ۲۱۷“ علامہ نے (سورۃ نساء ج ۲ ص ۴۰۲) کی تفسیر میں بھی تواتر کا دعویٰ کیا ہے۔

۲..... ”الاحادیث الواردة فی نزوله متواتره“ (کتاب الاذاعه)

۳..... ”قد ذکر الحافظ فی الفتح الباری ج ۶ ص ۳۵۸ تواتر نزوله علیہ السلام عن ابی الحسن الآبری“

۴..... ”قد تواتر الاحادیث بنزول عیسیٰ حسب ما اوضح ذالك الشوکانی فی مؤلف مستقل يتضمن ذکر ماورد فی المنتظر والدجال والسمیع وغيره فی غیره وصحح الطبری هذا القول وورد بذلك الا حدیث المتواتره“ (فتح البیان ج ۲ ص ۳۴۴)

۵..... ”يجئ آخر الزمان لتواتر خبر النزول“

(مجمع البحار ج ۱ ص ۵۳۴)

علاوہ ازیں دیگر صحاح کی کتابوں کو چھوڑ کر محض جامع ترمذی میں نزول مسیح کی حدیث پندرہ طریقوں سے آئی ہے اور قاضی شوکانی نے اپنے رسالہ التوضیح فی تواتر ماجاء فی المنتظر والدجال والمسیح میں ۲۹ حدیثیں صحیح اور حسن بیان کی ہیں

علاوہ احادیث متواترہ کے آثار صحابہ اور تابعین بھی کثرت سے آئے ہیں کہ ان کا شمار کرنا بھی مشکل ہے۔ اطلاعاً کچھ ذکر اجماع کی بحث میں آئے گا۔ اگرچہ اس جمالی بیان کے بعد اس مختصر رسالہ میں احادیث نزول کا تفصیل سے ذکر کرنا ضروری نہیں ہے مگر ایسی حدیثیں جن میں رفع الی السماء یا نزول من السماء کی قید ہے یا حیات اور عدم موت کا ذکر ہے یا مرزائیوں نے شبہات عقلیہ کی وجہ سے ان روایات کے تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔ اس قسم کے حدیثیں معلمات کو اضافہ کرنے اور تحقیق حق کے لئے بیان کی جاتی ہیں۔

## وہ حدیثیں جن میں رفع الی السماء کی تصریح ہے

۱.....” (فی الدر المنثور ج ۲ ص ۲۳۸)۔ اخرج عبد بن حمید والنسائی

وابن ابی حاتم وابن مردویہ عن ابن عباس قال لما اراد الله ان يرفع عيسى عليه السلام الى السماء خرج الى اصحابه (الى ان قال) ورفع عيسى من روزنة في البيت الى السماء“

۲.....” عن ابن عباس فاجتمعت اليهود على قتله فاخبره الله بانه

يرفعه الى السماء ويطهره من صحبة اليهود“ (رواه سنن النسائی ج ۶ ص ۴۸۹ حدیث ۱۱۵۹۱ وابن ابی حاتم وابن مردویہ ذکرہ فی السراج المنیر) “علامہ ابن کثیر نے اس حدیث میں ابن ابی حاتم کی سند سے صحیح کہا ہے۔

۳.....” قال ابن کثیر بعد ما ذکر اسناد ابن ابی حاتم وهذا اسناد

صحیح الى ابن عباس ورواه النسائی عن ابی کریب بنحوه وكذا رواه غیر واحد من السلف“ (ابن کثیر ج ۲ ص ۳۹۸)

۴.....” عن ابن عباس فالقى الله عز وجل عليه شبيه عيسى عليه

السلام ورفع الى السماء“

۵.....” وعنه ايضاً فرفعه جبرئيل من تلك الروزنة الى السماء“

(ذکرہ ابو السعود ج ۲ ص ۴۲ تحت آیت مکرو ومکر اللہ)

س..... یہ تمام روایتیں ابن عباسؓ نے یہود و نصاریٰ کی تعلیم سے لی ہیں۔ رسول

اللہ ﷺ کا قول نہیں ہے۔

ج..... رفع کے متعلق ابن عباسؓ نے جو کچھ فرمایا ہے اس وقت یہود و نصاریٰ میں

سے کوئی جماعت بھی اس کی قائل نہیں تھی۔ دونوں جماعتیں صلیب پر مارے جانے کی قائل ہیں۔

لہذا ابن عباسؓ کی یہ روایت اہل کتاب کے عقائد پر مبنی نہیں ہو سکتی۔ چونکہ ایسے حالات قیاساً

دریافت نہیں ہو سکتے۔ اس لئے وہ اثر حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔ (دیکھو شرح نخبۃ الفکر)

غالب گمان بھی یہی ہے کہ ابن عباسؓ نے یہ قول رسول خدا ﷺ سے سنا ہے۔ کیونکہ

ابن عباس نے کئی مرتبہ قرآن مجید از اول تا آخر رسول خدا ﷺ سے سمجھ کر پڑھا ہے۔

(دیکھو مقدمہ ابن کثیر)



## وہ حدیثیں جن میں نزول مسیح من السماء کی قید ہے

۱..... ”روی اسحق بن بشر وعساكر عن ابن عباس قال قال رسول

اللہ ﷺ فعند ذالك ينزل اخي عيسى بن مريم من السماء“

(کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۱۹ حدیث نمبر ۳۹۷۲۶)

۲..... ”عن ابی ہریرۃ انه قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذا نزل

ابن مريم من السماء فيكم وامامكم منكم“

(البیہقی فی کتاب الاسماء والصفات باسناد صحیحہ ص ۴۲۴)

احمد، بخاری، مسلم نے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔ اگرچہ اس میں من السماء کا لفظ نہیں

ہے۔ مگر مراد ان کی بھی یہی ہے۔ جیسا کہ علامہ بیہقی روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ”رواہ

البخاری فی الصحیح عن یحییٰ بن بکیر و اخرجه مسلم ومن وجه اخر عن

یونس وانما اراد نزوله من السماء بعد الرفع اليه“ یعنی اس روایت کو بخاری اور مسلم

نے بھی نقل کیا ہے۔ لیکن اس میں من السماء کا ذکر لفظوں میں نہیں آیا۔ مگر مراد یہی ہے۔ مرزائی

جماعت نے اپنی سوء فہمی سے رواہ البخاری کا یہ مطلب سمجھ لیا ہے کہ بیہقی نے یہ روایت صاحب

مشکوٰۃ کی طرح صحیح بخاری سے نقل کی ہے۔ اپنی مستقل سند سے روایت نہیں کی۔ چنانچہ احمد یہ

پاکٹ بک والا لکھتا ہے کہ:

”رواہ البخاری، بخاری میں راوی اور الفاظ سب موجود ہیں۔ مگر من السماء نہیں ہے۔

پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث کا حصہ نہیں۔“

ج..... گویا اس کے متعلق بیہقی نے یہ حدیث اپنی سند سے روایت نہیں کی۔ بلکہ

بخاری اور مسلم سے نقل کی ہے اور نقل میں بھی حدیث سے کام لیا۔ اپنی طرف سے من السماء کا لفظ

بڑھا کر رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کر دیا اور: ”من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعده من

النار (مسلم ج ۷)“ جیسی وعید کی پرواہ نہ کی۔ نعوذ باللہ من سوء الفہم وقلة التدبر!

در اصل علامہ بیہقی کی غرض اس عبارت کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ چونکہ زیادتی ثقہ

کی معتبر اور قابل استناد ہوتی ہے۔ اس لئے جن روایتوں میں من السماء کی قید نہیں آئی وہاں بھی

یہی مراد ہے۔ نیز انما اراد کی ضمیر رسول اللہ ﷺ کی طرف راجع ہے۔ بخاری، مسلم، یحییٰ بن بکیر اور

یونس کی طرف نہیں لوٹی۔ اسی لئے واحد غائب کا صیغہ بیان کیا ہے۔ جمع یا تثنیہ کا نہیں کیا۔

س..... درمنثور میں سیوطی نے جو روایت بیہقی کی نقل کی ہے۔ اس میں من السماء

کا لفظ نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ لفظ حدیث کا جز نہیں۔ چنانچہ (درمنثور ج ۲ ص ۲۴۲) پر ہے: ”واخرج احمد والبخاری ومسلم والبيهقي في الاسماء والصفات قال قال رسول الله ﷺ كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وامامكم منكم“

ج..... علامہ جلال الدین سیوطی حدیث کا وہ حصہ بیان کرنا چاہتے ہیں جو ان سب میں مشترک ہے۔ چونکہ من السماء کی زیادتی میں بیہقی متفرد اور اکیلے ہیں اور بخاری، مسلم اور احمد کی طرف اس لفظ کی نسبت نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے اس کو ذکر نہیں کیا اور باقی تمام حدیث مشترک تھی اس کو بیان کر دیا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ من السماء کی قید غلط اور بے بنیاد ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو بجائے حذف کرنے کے صاف لفظوں میں اس قید کا غیر معتبر ہونا ظاہر کر دیا جاتا۔

وہ حدیثیں جن میں عدم موت یا عدم فنا اور حیات کا ذکر ہے

۱..... ”روی ابن جرير وابن ابی حاتم عن الربيع ان النصارى اتوا رسول الله ﷺ فخاصموه في عيسى عليه السلام وقالوا من ابوه وقالوا على الله الكذب والبهتان فقال لهم النبي ﷺ الستم تعلمون انه لا يكون ولد الا وهو يشبه اباہ قالوا بلى قال الستم تعلمون ان ربنا حي لا يموت وان عيسى يأتي عليه الفناء قالوا بلى..... الخ“ (درمنثور ج ۲ ص ۲)

جب علماء نصاریٰ نجران سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت عیسیٰ کے بارے میں مناظرہ کرنے کے لئے آئے تھے۔ رسول خدا ﷺ نے حضرت عیسیٰ کی الوہیت کی تردید کرتے ہوئے ان ربنا حي لا يموت وان عيسى يأتي عليه الفناء فرمایا تھا۔ اگر حضرت عیسیٰ کی موت واقع ہو چکی ہوتی تو یاتی مستقبل کا صیغہ کبھی استعمال نہ کرتے بلکہ مات فرماتے:

۲..... ”عن الحسن قال قال رسول الله ﷺ لليهود ان عيسى لم يمت وانه راجع اليكم قبل يوم القيامة“ (درمنثور ج ۲ ص ۳۶، رواہ ابن کثیر عن ابن ابی حاتم من آل عمران ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰، وذاکرہ فی النساء من طریق آخر موقوفاً علیہ فهو مرفوع وموقوف علیہ واخرج ابن جرير مرفوع علیہ)“

۳..... ”اخرج الحاكم في آخر حديث الملاقات مع عيسى ليلة الاسراء بعد قوله فيما عهد الى فذكر من خروج الدجال فاهبط فاقتله ولا

اترككم يتامى انى اتى اليكم بعد قليل وأما انتم فترونى الى اناحى“ یہ حدیث مفصلاً اس طرح آتی ہے۔

”(اخرج احمد ج ۱ ص ۳۷۵ واللفظ له وابن ابى شيبه ابن ماجه ص ۲۹۹ ابن المنذر والحاكم ج ۳ ص ۱۴۱، ۱۴۰ وصححه وابن مردويه والبيهقى فى السبع والنثور) عن رسول الله ﷺ قال لقيت ليلة اسرى بى ابراهيم وموسى وعيسى عليهم السلام فتذاكروا امر لساعة فردوا امرهم الى ابراهيم فقال لا علم لى بها فردوا امرهم الى موسى فقال لا علم لى بها فردوا امرهم الى عيسى فقال اما وجبتها فلا يعلم احد الا الله تعالى وفيما عهد الى ربى عزوجل ان الدجال خارج ومعى قضيبان فاذا رأنى ذاب كما يذوب الرصاص قال فيهلكم الله اذا رانى حتى ان الحجر والشجر يقول يامسلم ان تحتى كافراً فتعال فاقتله قال فيهلكهم الله (قد ذكره الحافظ فى الفتح ج ۱۳ ص ۷۹ قبل ذكر الدجال وسكت على تصحيح الحاكم اياه)

س..... جب دجال حضرت عیسیٰ کو دیکھتے ہی رائگ یا نمک کی طرح پکھل جائے گا تو معلوم ہوا کہ آنے والے مسیح کے پاس دھاری دار آ لہ نہیں ہوگا۔ بلکہ روحانیت اور قلم سے اپنے دشمنوں کو زیر کرے گا۔

ج..... اس کا جواب (مسلم ص ۳۹۲ کتاب الفتن وشرائط الساعة) کی روایت میں موجود ہے: ”فینزل عيسى بن مريم فامهم فاذا رآه عدو الله ذاب كما يذوب الملح فى الماء فلو تركه لانداب حتى يهلك ولكن يقتله الله بيده فيريهم دمه فى حربة“ (مشکوٰۃ فى الملاحم ص ۴۶۶)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دیکھنے کا تو یہی اثر ہوگا کہ وہ نمک یا رائگ کی طرح پکھل جائے اور یہ لفظ حقیقت پر محمول ہے۔ لیکن پکھلنے سے پہلے اس کو اپنے خنجر سے ہلاک کر دیں گے۔ تاکہ لوگ خون آلود خنجر کو دیکھ کر اطمینان حاصل کر سکیں اور حدیث میں بھی قہپان سے دو بار یک تلواریں یا خنجر ہی مراد ہے۔ قلم یا روحانی تلوار مراد نہیں ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے:

”وعليه مصرتان وبيده الحربة و بما يقتل الدجال (رواه ابو

السعود ج ۸ ص ۵۳ ریر آیت وانه لعلم للساعة وتفسير كبير ج ۲۷ ص ۲۲۲)

.....!! لِيَهْلِنَ عَيْسَىٰ بْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرُّوحَاءِ بِالْحَجِّ وَالْعَمْرَةِ  
اولیٰثنیہما“ (رواہ مسلم ج ۱ ص ۴۰۸ باب جواز التمتع فی الحج والقرآن)

۱۲..... ”(اخرج الحاكم ج ۳ ص ۴۹۰ باب هبوط عيسى عليه السلام و  
قتل الدجال) عن ابي هريرة و صححه قال قال رسول الله ﷺ ليهبطن ابن  
مریم حکماً عدلاً و اماماً مقسطاً و یسلکن فجاً حاجاً او معتمراً او بینتھما  
اولیاتین قبری حتی یسلم علی و لاردن علیہ“

س..... مواقیت احرام میں سے فج الروحاء کسی میقات کا نام نہیں ہے۔ لہذا یہ  
حدیث اپنے ظاہری معنی پر محمول نہیں۔ لہذا اہلال اور تبلیہ سے تبلیغ دعوت اسلام اور فج الروحاء سے  
پنجاب مراد ہے۔

ج..... مواقیت سے احرام باندھنے کا یہ مطلب ہے کہ جو شخص مکہ میں داخل  
ہونے کا ارادہ رکھتا ہے اس کو بغیر احرام باندھے میقات سے گزرنا ناجائز نہیں ہے۔ اس حدیث کا  
یہ منشاء ہرگز نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص میقات سے پہلے کسی جگہ سے احرام باندھ کر چلے تو وہ ناجائز  
ہے۔ اس لئے روحاء سے احرام باندھ کر چلنا خلاف شرع نہیں ہے جس کا ترک کرنا لازم ہو۔

۲..... درحقیقت حدیث کے یہ معنی ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام تبلیہ پکارتے ہوئے فج  
روحاء سے گزریں گے۔ فج روحاء مدینہ سے بدر کی طرف ایک گھاٹی کا نام ہے: ”فج الروحاء  
مسلكه ﷺ الى بدر“ (مجمع البحار ج ۴ ص ۱۰۶)

بدر مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک کنوئیں کا نام ہے اور مدینہ سے ۲۸ میل فاصلہ پر ہے:  
”وهی الى المدينة اقرب يقال هومنها على ثمانية و عشرين فرسخاً“

(مسباح المنیر)

اس لئے ابتداء احرام کی اہل شام کے میقات سے ہوگی اور روحاء کے راستہ سے مکہ  
میں داخل ہوں گے۔ (ولا حرج فیہ)

پھر فج بمعنی راستہ یا گھاٹی ہے: ”وهو الطريق الواسع“ (مجمع البحار ج ۴

ص ۱۰۵)..... ”ويطلق ايضاً على المكان المنخرق بين الجبلين“ (مجمع البحار

ج ۴ ص ۱۰۵) ”اور فج الروحاء کے معنی روحاء کا راستہ یا گھاٹی ہوئے۔ مگر روحاء کے معنی

درمیان دو آبہ یا کثرت انہار وغیرہ کے کس جگہ لکھے ہیں؟۔ جس سے پنجاب کے معنی سمجھ لئے گئے

اور اگر اس کو راحت سے گھرا گیا ہے تو علاوہ قیاس فی اللغۃ کے بدر والی جگہ کا نام تو فج الروحاء ہونا

ہی نہ چاہئے۔ کیونکہ وہاں نہ دریا اور نہ نہریں ہیں اور نہ کسی قسم کی سرسبزی۔

۱۳..... ”عن ابی ہریرہ ان النبی ﷺ قال الانبیاء اخوة العلات

امہاتہم شتی و دینہم واحد وانا اولی الناس بعیسی بن مریم لانہ لم یکن بینی و بینہ نبی و انہ خلیفتی علی امتی و انہ نازل فاذا رأیتموہ فاعرفوہ رجل مربع الی الحمرة والبیاض و علیہ ثوبان ممصران کأن راسہ یقطرو ان لم یصبہ بلل فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیہ ۰ ویدعوا الناس الی الاسلام ویہلک اللہ فی زمانہ الملل کلہا الا الاسلام (رواہ ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۶۶۵ حدیث نمبر ۷۲ باب ما ذکر فی فتنة الدجال، مسند احمد ج ۲ ص ۴۰۶، ابو داؤد ج ۲ ص ۱۳۵ باب خروج الدجال و ابن جریر ج ۳ ص ۲۹۱، زیر آیت عیسیٰ انی متوفیک ورافعک، ابن حبان ج ۹ ص ۲۸۹، ۲۹۰ باب ذکر البیان ان عیسیٰ ابن مریم اذا نزل یقاتل الناس علی الاسلام)“

۱۴..... ”قال رسول اللہ ﷺ لن تہلک امة انا اولہا و عیسیٰ آخرہا

(صححہ فی الدر المنثور ج ۲ ص ۲۴۵ و فی روایۃ بر حاشیہ احمد منتخب کنز العمال ج ۶ ص ۳۰ و ابی نعیم و المہدی اوسطہا کنز العمال ج ۱۴ ص ۲۶۶ حدیث نمبر ۳۸۶۷۲، الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۶۴ و حسنہ فی الفتح و من خصائل اصحاب النبی ﷺ قال فی التفسیر رواہ النسائی)“

س..... (متدرک کی ج ۳ ص ۴۹۳، ۴۹۵ حدیث نمبر ۴۲۲۹) ذکر خالد بن سنان کی

روایت میں ہے کہ خالد بن سنان رسول اللہ ﷺ اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان نبی ہوئے ہیں اس لئے کہ یکن بینی و بینہ کہنا درست نہیں۔

ج..... (در منثور ج ۲ ص ۲۴۷) میں ”رسلا لم نقصصہم ۰ النساء: ۱۶۴“

کے تحت میں ذہبی کا قول نقل کر کے اس حدیث کی تضعیف کی ہے: ”قال الذہبی منکر“ اسی وجہ سے تلخیص المستدرک میں یہ روایت مذکور نہیں ہے۔

۱۵..... ”قال رسول اللہ ﷺ اذ بعث اللہ المسیح بن مریم فینزل

عند المنارة البیضاء مشرقی دمشق بین مہر و زبین و یضعاً کفیہ علی اجنحة ملکین اذا طأطأ راسہ یقطرو اذا رفعہ لحدرمہ مثل جمان کالوؤ فلا یملأ کافر یجد من ریح نفسہ الامات و نفسہ ینتہی حیث ینتہی طرفہ فیطلبہ

حتیٰ یدرکہ باب الد فیقتلہ (رواہ فی مشکوٰۃ ص ۴۷۳ باب العلامات بین یدی  
الساعۃ و ذکر الدجال مسلم ج ۲ ص ۴۰۱ باب ذکر الدجال)“

س..... عیسیٰ علیہ السلام کے سانس سے کافروں کا مرنا بتا رہا ہے کہ آنے والا مسیح  
کافروں کو حجت اور دلیل سے ہلاک کرے گا۔ خنجر یا تلوار سے قتل نہیں کرے گا۔

ج..... آلات حرب میں سے یہ بھی ایک آلہ ہوگا۔ کفار کے ہلاک کرنے کا  
انحصار محض اسی آلہ پر نہیں ہے۔ بذریعہ سانس کے وہ ہی ہلاک ہوں گے جن پر عیسیٰ علیہ السلام کی  
نظر پڑے گی اور نظر کے ساتھ ساتھ وہ ان کے سانس کو محسوس بھی کریں گے۔ جیسا کہ لفظ یجد من  
ریح نفسہ الامات اور اذاراء عدو اللہ لذاب کما یذوب الملح فی الماء یا اذاراء نی  
لذاب کما یذوب الرصاص سے مستفاد ہو رہا ہے۔ کیونکہ اس میں ریح نفس کے پانے اور ان  
کو دیکھنے کی شرط مذکور ہے۔ لہذا جن کافروں پر حضرت عیسیٰ کی نظر نہ پڑے گی اور نہ وہ ان کو دیکھیں  
گے یا درخت اور پتھر کے پیچھے چھپ جائیں گے یا باوجود ان تمام شرائط کے پائے جانے کے  
حضرت عیسیٰ ان کو خنجر سے ہلاک کرنا چاہیں گے ایسے تمام کافر تلوار یا نیزہ وغیرہ ہی سے قتل کئے  
جائیں گے۔ وہاں حجت اور دلیل کوئی کام نہ دے گی۔ پھر ایک آدمی کافروں کے اتنے بڑے لشکر کو  
تنہا سانس کے اثر سے ہلاک نہیں کر سکتا۔ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمانوں کا لشکر ہوگا جن  
کے سانس میں یہ تاثر نہ ہوگی۔ ان کو دشمنوں کا مقابلہ کے لئے آلات حرب کی لازمی طور پر ضرورت  
پڑے گی۔ لہذا حدیث کے کسی لفظ سے حرب و ضرب کے آلات کی نفی کر کے اس سے حجت اور  
دلیل کو ثابت کرنا کسی طرح صحیح نہیں۔

۱۶..... ”عن عبداللہ بن عمرؓ وقال قال رسول اللہ ﷺ ینزل  
عیسیٰ بن مریم الی الارض فتزوج ویولد ویمکت خمساً واربعمین سنۃ ثم  
یموت ینہن معہ فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین  
ابی بکر و عمرؓ (رواہ الجوزی فی کتاب الوفاء ص ۸۳۲ باب فی حشر عیسیٰ بن مریم  
مع بینا مشکوٰۃ ص ۴۸۰ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)“

۱۷..... ”اخرج البخاری فی تاریخ والطبرانی عبداللہ بن سلام  
قال یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول اللہ ﷺ و صحابیہ فیکون قبرہ رابعاً  
(درمنثور ج ۲ ص ۴۶، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۰۹، اخرج الترمذی عنہ ج ۲ ص ۲۰۲)

باب فضل النبی ﷺ مشکوٰۃ ص ۱۰۵ باب فضائل سید المرسلین ﷺ قال مکتوب فی التورات صفة محمد وعیسیٰ ابن مریم یدفن معہ“

س..... یعنی کی یہ روایت قیل یدفن فی الارض القدس کہ وہ بیت المقدس میں دفن کئے جائیں گے اس حدیث کی معارض ہے۔

۲..... یدفن معی میں معیت زمانی تو مراد ہو ہی نہیں سکتی۔ معیت مکانی کا ارادہ کرنا بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ قبر شریف میں آپ کے ساتھ مدفون ہونا غیر معقول امر ہے۔

۳..... اگر قبر سے بتاویل بعید مقبرہ مراد لیں وہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ ترمذی میں ابو بکرؓ سے مرفوعاً یہ روایت ہے کہ نبی کی روح اسی جگہ دفن کی جاتی ہے جہاں وہ مدفون ہونا پسند کرتے ہیں اور یہاں یہ بات ممکن نہیں ہے۔

ج..... یعنی کی روایت بمقابلہ بخاری کے ضعیف ہے۔ اسی لئے اس کو علامہ عینی نے ترمیض کے صیغے قیل سے بیان کیا ہے۔ تعارض اس وقت مضر ہوتا ہے جب دونوں روایتیں ایک درجہ کی ہوں قوت اور ضعف کی صورت میں قوی کو ضعیف پر ترجیح ہوا کرتی ہے۔ تعارض کی وجہ سے ساقط نہیں ہوا کرتی۔

۲..... فی قبری یا معی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بعینہ قبر شریف میں حضور ﷺ کے پہلو بہ پہلو مدفون ہوں گے۔ بلکہ اس کے قریب جگہ میں دفن ہونا مراد ہے: ”(فی قبری) لے فی مقبرتی و عبر عنها بالقبر لقرب قبرہ بقبرہ فکانہما فی قبراً واحداً (مرقاۃ ج ۱۰ ص ۲۳۳) قال ابو مودود قد بقی فی البیت موضع قبر (مرقاۃ ج ۱۱ ص ۶۷ ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲ باب ماجاء فی فضل النبی)“ علاوہ ازیں ایک روایت میں موضع قبر آیا ہے: ”عن عائشۃ قلت یا رسول اللہ انی اری انی عیش بعدک فتاذن لے ان ادفن الی جنبک فقال وانی لک بذلک الموضع مافیہ الا موضع قبری وقبر ابی بکرو عمرو وعیسیٰ ابن مریم (کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۲۰ حدیث نمبر ۳۹۷۲۸ مختصر ابن عساکر ج ۲۰ ص ۱۵۴)“ قرآن میں ہے: ”ولا تقم علی قبرہ (توبہ: ۸۴)“ اس میں علی قبرہ کے معنی ہمینہ قبر پر کھڑا ہونا نہیں ہے۔ بلکہ اس کے نزدیک کھڑا ہونا مراد ہے۔ اسی طرح لیا تین قبری میں موضعاً قریباً من قبری کا ارادہ کیا گیا ہے۔ لہذا فی قبری میں بھی فی مکان قریب من قبری مراد ہے۔

(ب)..... قبر سے بطور استعارہ مقبرہ مراد ہے اور وجہ استعارہ کی پہلے معلوم ہو چکی ہے۔

۳..... (ترمذی ج ۱ ص ۱۹۸ ابواب الجنائز) کی حدیث اس طرح ہے: ”عن عائشة قالت لما قبض رسول الله ﷺ اختلفوا في دفنه فقال ابو بكر سمعت من رسول الله ﷺ شيئاً مانسيتُه قال ما قبض الله نبياً الا في الموضع الذي يحب ان يدفن فيه فدفنوه في موضع فراشه“ یعنی خدا کا پیغمبر جس موضع میں دفن ہونا پسند کرتا ہے وہیں ان کی روح قبض کی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی قبر کے پاس دفن ہونے کی ہر مسلمان کو تمنا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو بدرجہ اولیٰ اس کی خواہش ہوگی۔ اس لئے جب ان کے انتقال کا وقت قریب ہوگا۔ وہ قبر شریف پر حاضر ہوں گے اور حضور کو سلام کریں گے۔ جیسا کہ: ”لیاتین قبری حتی یسلم علی ولاردن علیہ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۴۹۰ باب هبوط عیسیٰ علیہ السلام)“ سے ظاہر ہے اور قاعدہ مقرر کے موافق وہیں انتقال ہوگا اور حضور ﷺ کے پہلو میں قریب ہی دفن کر دیئے جائیں گے اور بہت ممکن ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی درخواست پر مقام تیمہ سے نکال کر پتھر پھینکنے کے فاصلہ کے موافق بیت المقدس سے قریب کر دیا تھا اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آرزو پر ان کو قبر مبارک کے نزدیک کر دیا جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش گوئی اپنی حقیقت پر محمول ہے اور اس میں کسی قسم کی تاویل کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

۱۸..... ”(الخرج ابن حبان فی صحیحہ ج ۹ ص ۲۸۶ باب ذکر قدر مکث الدجال فی الارض عند خروجه من وثاقه) عن ابی هريرة قال سمعت رسول الله ﷺ يقول ينزل الله عيسى بن مريم فيؤمنهم فاذا رفع راسه من الركعة قال سمع الله لمن حمده قتل الله الدجال واظهر المؤمنين“

۱۹..... ”عن جابر سمعت رسول الله ﷺ يقول لا تنزال طائفة من امتي يقاتلون على الحق ظاهرين الى يوم القيامة قال فينزل عيسى بن مريم فيقول اميرهم تعالى صل لنا فيقول لا ان بعضكم على بعض امراء تكرمة الله هذه الامة“

(رواه مسلم ج ۱ ص ۸۷ باب نزول عيسى بن مريم حاکما بشريعة نبينا)

۲۰..... ”عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ والذي نفسي



بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلا فيكسر الصليب ويقتل  
الخنزير ويضع الجزية ويفيض المال حتى لا يقبله احد حتى يكون السجدة  
الواحدة خير من الدنيا وما فيها ثم يقول ابو هريرة فاقروا ما شئتم وان من  
اهل الكتاب (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰ باب نزول عیسیٰ بن مریم، مسلم ج ۱ ص ۸۷ نزول  
عیسیٰ بن مریم حاکما بشریعة نبینا ﷺ)

۲۱..... ”عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ واللّٰه لينزلن  
ابن مريم حكما عادلا فليكسرن الصليب وليقتلن الخنزير وليضعن الجزية“  
(رواه مسلم ج ۱ ص ۸۷ باب نزول عیسیٰ بن مریم حاکما بشریعة نبینا ﷺ)

### نزول کا معنی

س..... نزول سے مراد آسمان سے اترنا یا نازل ہونا نہیں ہے۔ بلکہ یہاں اس لفظ  
کے وہی معنی ہیں جو مندرجہ ذیل مثالوں سے ظاہر ہیں:

۱..... ”انزل لکم من الانعام (زمر: ۶)“ ۲..... ”انزلنا الحديد.  
(الحديد: ۲۵)“ ۳..... ”انزلنا اليکم لباسا (اعراف: ۲۶)“

۴..... ”نزل النبی من الانبياء تحت شجرة (کنز العمال ج ۵  
ص ۳۹۲ حدیث نمبر ۱۳۳۸۳)“ اس قسم کی اور بہت سی مثالیں قرآن مجید و حدیث مبارکہ میں  
پائی جاتی ہیں۔ اس لئے حدیث میں نزول مسیح سے ظنی اور بروزی نزول مراد ہے۔ حقیقی طور پر اترنا  
مراد نہیں۔

ج..... نزول کے کسی ایک معنی سے اس لئے انکار کر دینا کہ اس کا استعمال  
دوسرے معنوں میں قلت یا کثرت کے ساتھ آ رہا ہے جہالت اور نادانی ہے۔ مجاز یا مشترک کے  
قرآن ترجیح میں سے کوئی قرینہ قلت یا کثرت استعمال کا نہیں ہے۔ لفظ زکوٰۃ قرآن اور حدیث  
میں کثرت سے صدقہ فرضیہ کے لئے آیا ہے۔ مگر اس کا استعمال طہارۃ نماز، برکت، صلاحیت  
وغیرہ بھی بدستور صحیح ہے۔ قرآن میں ہے: ”خیر امنہ زکوٰۃ ای اسلاماً وقیل صلاحاً  
(ورحماء) ای رحمة لوالديه (مجمع البحار ج ۲ ص ۴۳۴، مازکی منکم ما طهر.....  
ذلکم ازکی ای انمی واعظم برکة“ مجمع بحار الانوار ج ۲ ص ۴۳۴) اسی طرح نزول مختلف  
معنوں کے لئے استعمال کیا گیا۔ قرآن و حدیث اور محاورات عرب میں اوپر سے نیچے اترنے کے  
معنوں میں بھی کثرت سے آیا ہے:

”(۱)..... انا انزلناه فی لیلة القدر (القدر: ۱) (۲)..... ونزل به

الروح الامین (الشعراء: ۱۹۳) (۳)..... بالحق انزلناه و بالحق نزل (الاسراء: ۱۰۵)

(۴)..... لما نزلت بنو قریظة ای نزلت من الحصن علی حکم سعد (مجمع

البحار ج ۴ ص ۷۰۸) (۵)..... بکتبک الذی انزلت (مقامات) (۶)..... تنزل

الملائكة والروح (القدر: ۴)“

در اصل جب ایک لفظ مختلف معنوں کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے تو اس لفظ سے ایک خاص معنی کا ارادہ کرنے کے لئے ہمیشہ کسی نہ کسی قرینہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ خواہ وہ قرینہ اس عبارت میں موجود ہو یا کوئی خارجی قرینہ وہاں پایا جاتا ہو۔ جب تک تعین اور تخصیص کا کوئی قرینہ موجود نہ ہوگا۔ مشترک کو کسی خاص معنی کے لئے متعین کر لینا یا حقیقت کو چھوڑ کر مجاز کی طرف جانا ہرگز جائز نہیں ہے۔ حدیث نزول سے نزول حقیقی مراد لینے کے متعدد قرینے موجود ہیں:

(۱)..... قرآن مجید کی وہ آیتیں جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اب تک زندہ

رہنا ثابت ہوتا ہے۔

(۲)..... احادیث میں حضرت عیسیٰ بن مریم کی وہ صفتیں بیان کی ہیں جو ان کے سوا

کسی غیر میں نہیں پائی جاتیں۔ ان سے حقیقی نزول کے معنی مستفاد ہوتے ہیں۔

(۳)..... بغیر نکاح کرنے کے دنیا سے چلے جانا اور باوجود یہ کہ ہر ایک رسول کے

بیوی بچے ہونے اس آیت کی رو سے ضروری ہیں: ”وَلَقَدْ ارسلنا رسلا من قبلك وجعلنا

لهم ازواجا وذریة“ (الرعد: ۳۸)

(۴)..... اپنے گزشتہ قیام میں حج نہ کرنا باوجود یہ کہ بیت اللہ کی زیارت کرنی بھی

نبی عربی ﷺ کے ارشاد گرامی کے بموجب ضروری ہے۔

(۵)..... قرآن کی کسی آیت اور حدیث میں عیسیٰ علیہ السلام کے بروز یا ظلی

نزول کی طرف معمولی اشارہ بھی نہیں پایا جاتا۔

(۶)..... ظلی نزول مائے کی وجہ سے صریح نصوص میں باوجود دلیل شرعی کے اپنی

رائے سے تاویل کرنی لازم آتی ہے جو تحریف ہے اور اس طرح دین کی ہر ایک بات کا انکار کیا

جاسکتا ہے۔

(۷)..... صحیح حدیث میں رفع الی السماء اور نزول من السماء عدم موت اور رجوع الی

الدنیا کی قید صراحتہ موجود ہے۔

(۸) .... (متدرک ج ۳ ص ۴۹۰، حدیث ۴۲۱۸) کی صحیح حدیث میں بجائے لینزلن کے لیہبطن ابن مریم حکما عدلا مذکور ہے اور ہیوط اوپر سے نیچے اترنے پر بولا جاتا ہے۔  
 ”هبط هبوطاً فرود آمد از باند (منتہی الارب ج ۴ ص ۳۴۶)“ معلوم ہوا کہ نزول کے معنی اس جگہ فردہ آمدن ہی کے ہیں۔

س ... ظلیت اور بروزیت کا مطلقاً ثبوت قرآن میں موجود ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی بروزیت کو تسلیم کر لیا جائے تو کیا حرج ہے۔ مثلاً ..... ”نحن قدرنا بینکم الموت وما نحن بمسبوقین . علی ان نبدل امثالکم وننشکم فیما لاتعلمون (واقعہ ۶۰، ۶۱)“ ..... ”ضرب اللہ مثلاً الذین آمنوا امرءة فرعون . اذ قالت رب ابن لی عندک بیتاً فی الحنة ونجنی من فرعون و عملہ ونجنی من انقرم الطالمین . و مریم ابن عمران التی احصت فرجها (تحريم ۱۲)“  
 اس آیت میں ہر مومن کو فرعون کی عورت اور مریم کی مثل کہا ہے۔ جب مریم کا کوئی مثل ہو سکتا ہے تو اس مریم کا کیوں نہیں ہو سکتا۔

(۳) ... وہ آیتیں جن میں نبی عربی ﷺ کے زمانے کے یہودیوں کو ان افعال کی وجہ سے مخاطب بنایا ہے جو ان کے آباؤ اجداد نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں کئے تھے۔ ان کا مخاطب بنانا اس صورت میں صحیح ہو سکتا ہے۔ جبکہ ان میں اور ان کے آباء میں مماثلت اور بروزیت کا اقرار کیا جائے۔

(۴) ... علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل اس حدیث میں امت کے علماء کو انبیاء بنی اسرائیل کا مثل کہا ہے۔

(۵) ... فتوحات میں شیخ اکبر اور دیگر صوفیاء بروز کے قائل ہیں۔  
 ج. صوفیاء کی اصطلاح میں بروز کے یہ معنی ہیں کہ کسی کی قوی یا کامل روح دوسرے آدمی کے بدن میں تصرف کرے اور اس کو اپنے افعال کا آلہ کار یا اپنی صفات کا مظہر بنا لے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ ناقص درجہ کی روح کامل کی روح سے استفادہ کرے جس طرح بعض جنات کا اثر بدن انسانی میں ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح بروز میں ایک روح دوسرے میں متصرف ہوتی ہے۔ شیخ محمد اکرم صابری نے (اقتباس الانوار ص ۵۱) میں لکھا ہے: ”بروز آں رانسا مدد کہ روحانیت کامل در بدن کاملی تصرف نماید و فاعل افعال او شود“ یہ

وہی شیخ محمد اکرم ہیں جن کی نسبت مرزا قادیانی نے (ایام الصلح ص ۱۳۸، خزائن ج ۱۳ ص ۲۸۲، ۲۸۳) پر یہ لکھا ہے: ”شیخ محمد اکرم صابری کہ از اکابر صوفیہ متاخرین بودہ“

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

”در بروز تعلق نفس بہ بدن دیگر از برائے حصول نیست بلکه مقصود ازیں تعلق حصول کمالات است مران بدن را..... چنانچہ جنی بفرد انسانی تعلق پیدا کند و در شخص او بروز نماید و مشائخ مستقیم الاحوال بعبارت کمون و بروز لب نہہ کشایند (مکتوبات امام ربانیؒ ج ۲ ص ۱۶۵ مکتوب نمبر ۵۸)“ پھر اس خیال کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”نزد فقیر قول بنقل روح از قول بتناسخ ہم ساقط تر است زیرا کہ..... بعد از حصول کمال نقل بدن ثانی برائے چہ“ پھر دو چار سطر بعد لکھتے ہیں کہ: ”افسوس ہزار افسوس ایس قسم بظاہر ان خود را بمسند شیخی گرفتہ اند و مقتدائے اہل اسلام گشتہ“ (مکتوب امام ربانیؒ ج ۲ ص ۱۶۶ مکتوب نمبر ۵۸) حافظ کے اس شعر میں بھی بروز کے اس معنی کی طرف اشارہ ہے۔ شعر:

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید

دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

اگر مرزا قادیانی کے خیال میں بروز کے یہی معنی ہیں تو ایسا بروز ہمارے لئے مضر نہیں اور نہ اس سے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے مماثلت یا مساوات کا دعویٰ ہو سکتا ہے۔ شیخ اکبر فتوحات میں حضرت عیسیٰ کی روح سے فیض حاصل کرنے کے قائل ہیں۔ مگر مماثلت کے دعویٰ دار نہیں ہیں بلکہ ان کو زندہ آسمان پر تسلیم کرنے اور بعینہ دوبارہ آنے کے معتقد ہیں۔ جیسا کہ ہم انشاء اللہ اجماع کی بحث میں بیان کریں گے۔ قال الشیخ فی الفتوحات ”وہو (عیسیٰ) شیخنا الاول رجعنا علی یدیہ ولہ بنا عناية عظيمة لا یغفل عنا ساعة“

جن صوفیاء پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی توجہ ہوتی ہے وہ عیسوی المشرک کہلاتے ہیں۔ مگر اس حالت کو بروزی نہیں کہتے۔ شیخ نے فتوحات میں اس قسم کے بعض صوفیاء کا تذکرہ کیا ہے اور شیخ نے ساتھ ہی (فتوحات ج ۱ باب ۳۶ ص ۲۲۳، ۲۲۴) میں یہ بھی لکھ دیا کہ زریت

بن برٹھلا و صی عیسیٰ نے جو ابھی تک کوہ حلوان میں زندہ موجود ہے۔ نصلہ بن معاویہ صحابیؓ کو حضرت عیسیٰ کے آسمان سے اترنے کی خبر دی تھی۔

پھر بروز سے استفاضہ روحی مراد لے کر عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق نزول یا رجوع بروز کی معنی کرنے کی وجہ سے صحیح نہیں ہیں:

.....۱..... رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا: ”ان

عیسیٰ لم یمت و انه راجع الیکم قبل یوم القيامة (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰ زیر آیت یعیسیٰ انی متوفیک، تفسیر ابن جریر ج ۳ ص ۲۸۹ زیر آیت ایضاً) ”اگر اس میں رجوع سے رجوع ظلی اور بروز کی بمعنی افاضہ روحانی مراد ہو تو لم یمت کی قید مرزا کو مضراور غیر مفید ہونے کے علاوہ بالکل بے فائدہ اور مخل بالمقصود ہو جائے گی۔ کیونکہ استفاضہ روحی فیض پہنچانے والے کی زندگی یا موت میں سے کسی ایک پر موقوف نہیں ہے۔ جنات اور ملائکہ اللہ کے روحانی تصرفات زندگی ہی میں ہوتے ہیں۔ بعض ارواح کے اثرات مرنے کے بعد بھی ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ جب روحانی تصرف دونوں حالتوں میں ہوتا ہے تو لم یمت کی خصوصیت کی کوئی وجہ نہیں رہتی۔ پھر لم یمت کی تصریح کے بعد روحانی بروز کے ثابت کرنے سے مرزا کا مسیح علیہ السلام کی موت پر استدلال کرنا بھی درست نہیں رہتا۔

.....۲..... جس طرح لیسنز لن فیکم میں مسلمان مخاطب ہونے کی وجہ سے مرزا قادیانی نے اس کے یہ معنی کئے ہیں کہ آنے والا مسیح مسلمانوں ہی میں سے ایک فرد ہوگا اسرائیلی مسیح نہ ہوگا۔ اسی طرح راجع الیکم میں یہود مخاطب ہونے کی وجہ سے یہ معنی ہونے چاہئیں کہ اے یہود آنے والا مسیح یہودی مذہب کا ایک آدمی ہوگا اور عیسیٰ کے مشابہ ہونے کی وجہ سے عیسیٰ مسیح کہلائے گا اور اصلی مسیح نہیں ہوگا۔ وہو کما تری!

.....۳..... جب رجوع سے بروز کی اور ظلی رجوع مراد ہے تو قبل یوم القيامة کی قید کا کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ عبث ہے کیونکہ استفاضہ روحی ہر وقت ہو سکتا ہے۔

.....۴..... جب رسول اللہ ﷺ کو یہ معلوم تھا کہ بہت سے جھوٹے دعویدار مسیحیت کے پیذا ہوں گے اور اسی لئے ان لوگوں کے دھوکے اور کذب سے بچنے کے واسطے آپ نے حضرت عیسیٰ کا حلیہ اور ان کی صفات مخصوصہ تک ظاہر فرمادیں تو کیا وجہ ہے کہ آپ نے بروز عیسوی کو کسی جگہ بیان نہیں فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے امت کو گمراہی سے بچانے کے لئے بذریعہ رسالت پناہ ﷺ اس سے آگاہ نہیں کیا۔ خصوصاً جبکہ اللہ تعالیٰ خود قرآن میں یہ فرماتا ہے: ”وما کان اللہ

ليضل قوما بعد اذ هذاهم حتى يبين لهم مايتقون (التوبه: ۱۱۵) ”تو مسئلہ بروز کا ذکر کرنا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے اور اگر بروز سے انتقال روحی مراد ہے تو روح کے منتقل ہونے کی دو ہی صورتیں ہیں۔

(۱)..... کوئی روح سابق کسی دوسرے جسم کے ساتھ دنیا میں پیدا ہوا اور روح کا تعلق جسم کے ساتھ حیات اور زندگی کا ہو اس کو تاسخ کہتے ہیں۔

(۲)..... ایک جاندار جسم میں روح موجود ہونے کے باوجود دوسری روح اس میں حلول کرے اور اس کے جسم سے وہی تعلق ہو جو اس کی روح کا ہے ایک جسم میں دو روحوں کا حلول کرنا محال ہے۔ اس لئے یہ دونوں احتمال غلط اور شریعت اسلامیہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔ اگر بروز سے وہ مراد ہے جو امام شعرانی نے اہل کشف کے بارے میں (میزان کبریٰ کے ص ۱۳) پر لکھا ہے کہ صاحب کشف مقام یقین میں مجتہدین کے مساوی ہوتا ہے اور کبھی بعض مجتہدین سے بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اسی چشمہ سے چلو بھرتا ہے جس سے شریعت نکلتی ہے۔ پھر (ص ۴) پر فرماتے ہیں کہ بہت سے اولیاء اللہ کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ سے عالم ارواح میں یا بطور کشف ہم مجلس ہوئے۔ اس طرح شیخ نے فتوحات میں لکھا ہے کہ اہل ولایت بذریعہ کشف آنحضرت ﷺ سے احکام پوچھتے ہیں اور ان میں سے جب کسی کو کسی واقعہ میں حدیث کی حاجت پڑتی ہے تو وہ آنحضرت ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو جاتا ہے۔ (میزان کبریٰ) تو یہ معنی بھی کئی وجہ سے صحیح نہیں۔

(۱)..... اس کا نام کشف و شہود ہے۔ اس کو بروز نہیں کہتے۔

(۲)..... اس میں رسول اللہ ﷺ کی ذات سے غلامی کا تعلق ہے۔ حضرت عیسیٰ

سے کوئی تعلق نہیں اور گفتگو اس میں ہے۔

(۳)..... صاحب کشف و شہود زیادہ سے زیادہ مجتہدین کے درجہ سے بڑھ سکتا ہے۔

مگر نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔

(۴)..... اس کا کوئی کشف عقاید دینیہ کے مخالف نہیں ہوتا۔

(۵)..... اہل کشف کا کوئی مکاشفہ دوسرے مکاشفہ کے خلاف نہیں ہوا کرتا۔ ”قال

الشیخ فی الفتوحات فہم علی نور من رہم علی نور ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً (فتوحات) ”مگر مرزا قادیانی کو کبھی کشف میں قبر مسیح گلیل میں معلوم ہوئی اور ایک الہام میں سری نگر میں دکھائی دی اور کبھی بیت المقدس کے کلیسا

عظیمہ میں نظر آئی۔ (دیکھو ازالہ ص ۴۷۳، خزائن ج ۳ ص ۳۵۳، راز حقیقت ص ۲۰، خزائن ج ۱۴ ص ۱۷۲،  
اتمام الحجہ ص ۲۰، خزائن ج ۸ ص ۲۹۹)

(۶)..... ایک اہل کشف دوسرے اہل کشف کی مخالفت نہیں کیا کرتا۔ مگر مرزا قادیانی باوجود یہ کہ شیخ اکبر اور جلال الدین سیوطی کو اہل مکاشفہ تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ (ازالہ ص ۱۵۱، خزائن ج ۳ ص ۱۷۷) پر سیوطی کے صاحب کشف ہونے کا اقرار کیا ہے۔ لیکن ان کے نزول مسیح بعینہ کے عقیدہ کو نہیں مانتے۔

(۷)..... کبھی کسی اہل کشف نے عقلی ڈھکوسلوں کی وجہ سے معجزات یا مافوق العادات باتوں کے ماننے سے انکار نہیں کیا اور مرزا قادیانی رات دن عقلیات کی وجہ سے قرآن و حدیث کا انکار کرتے رہتے ہیں اور اگر مرزا قادیانی سے حضرت عیسیٰ کی صفات میں مماثلت یا مساوات کا ہونا مراد ہے تو مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی غلط ہے۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی وہ خصوصیتیں جو احادیث میں مذکور ہیں ان میں سے ایک بھی مرزا نہیں پائی جاتی۔ اگر اسی کا نام مماثلت ہے تو ظلمت و نور دن و رات، کفر و اسلام سب ایک دوسرے کے مماثل ہیں۔ چنانچہ ذیل کے نقشہ سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہو رہی ہے۔

### سیرت مسیح علیہ السلام

۱..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام سب سے پہلے ملک شام میں دمشق کی جامع مسجد میں دو چادریں پہنے ہوئے نماز صبح کے وقت خنجر بکف ظاہر ہوں گے۔ (رواہ احمد ج ۴ ص ۱۸۱، ۱۸۲ و مسلم ج ۲ ص ۴۰۰، ۴۰۱، باب ذکر الدجال وابن ماجہ ص ۲۹۶، ۲۹۷، باب فتنة الدجال و خروج عیسیٰ علیہ السلام و ابن خزیمہ والحاکم ج ۵ ص ۵۷۴، ۵۷۵ حدیث ۸۵۲۰ ص ۶۹۲، حدیث نمبر ۸۵۵۵ و ابن کثیر ج ۲ ص ۴۱۰)

۲..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور اس وقت ہوگا جبکہ دجال نے بیت المقدس

کا محاصرہ کر رکھا ہوگا۔ (رواہ الطبرانی)

۳..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو اپنے ہاتھ سے قتل کریں گے اور اس کا باقی لشکر مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کیا جائے گا۔ سوائے مذہب اسلام کے دنیا میں کوئی دوسرا مذہب باقی نہ رہے گا۔ (در رواہ ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۶۶۰، باب ما ذکر فی فتنة الدجال و احمد ج ۲ ص ۴۰۶ تا ۴۳۷ و ابن ماجہ ص ۲۹۷، ۲۹۸ و طبرانی کبیر ج ۱۹ ص ۴۴۳ حدیث ۱۰۷۵)

۴..... حریم شریفین کی زیارت کریں گے اور روضہ اقدس کے قریب کھڑے

ہو کر آنحضرت ﷺ کو سلام دیں گے اور آپ ﷺ ان کے سلام کا جواب ارشاد فرمائیں گے۔

(رواہ حاکم ج ۳ ص ۴۹۰ حدیث ۴۲۱۸)

.....۵ ظہور کے بعد آپ نکاح کریں گے اور اس بیوی سے آپ کے اولاد

(مشکوٰۃ ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

ہوگی۔

.....۶ عبد اللہ بن سلام سے (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲، باب ماجاء فی فضل البنی وحسنہ) میں

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول خدا ﷺ کے روضہ میں مدفون ہوں گے۔

.....۷ جس کافر کو ان کے سانس کا اثر پہنچے گا وہ فوراً مر جائے گا۔

(مسلم ج ۲ ص ۴۰۱)

.....۸ دجال کو باب لد پر قتل کریں گے اور اس کے خون سے بھرا ہوا نیزہ لوگوں

(رواہ مسلم ج ۲ ص ۳۹۲، ۳۹۱)

کو دکھائیں گے۔

.....۹ وہ قرآن و حدیث کے موافق عمل کریں گے۔ احکام شرعیہ میں سے کسی حکم

کی تردید نہیں کریں گے۔

.....۱۰ نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک روایت میں ۴۵ برس تک اور

ایک میں چالیس برس تک دنیا میں زندہ رہیں گے۔

(کتاب الوفاء لابن جوزی ص ۸۳۲ مسند احمد ج ۲ ص ۴۰۶، مشکوٰۃ ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

## سیرت مرزا قادیانی

.....۱ مرزا قادیانی پنجاب کے ایک گاؤں ”قادیان“ میں پیدا ہوئے۔ تلاش

روزگار کے لئے سیالکوٹ کے دھکے کھاتے رہے۔ مختار کاری کے امتحان میں ناکامیاب رہنے کی

وجہ سے واعظ، مناظر اسلام اور پھر مجدد اور مسیح سب کچھ بن بیٹھے اور قلم ان کی تلوار تھا۔ ذیابیطس اور

دوران سر آپ کی دو چادریں تھیں۔

.....۲ مرزا قادیانی کی آمد اس وقت ہوئی جبکہ ملک شام اور عرب پر بلا شرکت

غیرے مسلمانوں کا قبضہ تھا اور کسی قسم کی کوئی جنگ نہ تھی۔

.....۳ مرزا قادیانی تین سودا گیل کا حربہ لے کر نمودار ہوئے تھے۔ مگر اس دعویٰ

کے ۲۳ برس بعد (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵، ۷، خزائن ج ۲ ص ۹۶) میں اپنی ناکامی کا نقشہ اس طرح

پیش کیا ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ ”بیشک ہم نے تین سودا گیل دینے کا اور پچاس جز تک

کتاب لکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر رائے یہی رہی کہ بجائے تین سودا گیلوں کے دو دلیلیں دی جائیں۔



کیونکہ ایک دلیل کی میری پیشگویاں بہت سی دلیلوں کے قائم مقام ہے۔ رہا پچاس جز کا وعدہ سوہم اب تک پانچ جز لکھ چکے ہیں۔ پانچ اور پچاس میں صرف نقطہ کا فرق ہے۔ اس لئے یہ وعدہ بھی پورا ہو گیا۔ مذاہب باطلہ اس طرح موجود ہیں اور عیسائیوں کی جو مرزائی دجال ہیں روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔ چنانچہ سراج الاخبار جہلم نے ۲ دسمبر ۱۹۱۳ء میں لکھا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں پنجاب کے عیسائیوں کی مردم شماری ۶۹۵۷۳ تھی اور ۱۹۱۱ء میں ۸۱۶۳۰۹۴ ہو گئی۔ یعنی دس سال میں ۲۵۳۹۹ بڑھ گئے۔

۴..... مرزا قادیانی بیت اللہ اور حرم نبوی کی زیارت سے محروم رہے۔  
۵..... مرزا قادیانی نے دعویٰ مسیحیت کے بعد محمدی بیگم کو ہتھیانے کے لئے مختلف تدبیریں کیں۔ مگر ناکامیابی کی حسرت دل میں لئے ہوئے چل بے۔ دوسرا کوئی نکاح بھی نہیں کیا۔

۶..... مرزا قادیانی پنجاب کے ایک گاؤں میں پڑے ہوئے ہیں۔  
۷/۸..... ان میں سے کوئی بات بھی مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتی۔  
۹..... مرزا قادیانی رکیک اور بے ہودہ تاویلیں کر کے قرآن وحدیث کی تحریف تردید کر رہے ہیں اور اپنی عقل کو نقلیات پر ترجیح دے کر اسلام میں تبدیلیاں پیدا کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔

۱۰..... مرزا قادیانی دعویٰ مسیحیت کے بعد پورے چالیس سال بھی زندہ نہ رہے اور چالیس سال کا الہام ہونے کے باوجود پہلے ہی چل بے اور ان روایات میں سے کوئی روایت بھی ان پر صادق نہ آئی۔ تلك عشرة كامله!  
خصوصیات زمانہ مسیح علیہ السلام

۱..... امن کا زمانہ ہوگا۔ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیئیں گے۔ بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے۔ مگر وہ ان کو کوئی ضرر نہ پہنچائیں گے۔ (رواہ احمد ج ۲ ص ۴۰۶، ابوداؤد ابن حبان)  
۲..... آپس میں قوموں کی دشمنی اور بغض وعداوت جاتی رہے گی۔

(مسلم ج ۱ ص ۸۷، باب نزول عیسیٰ بن مریم، مشکوٰۃ ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)  
۳..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس قدر مال و دولت تقسیم کریں گے جس سے ہر ایک اتنا مالدار ہو جائے گا کہ کوئی زکوٰۃ کا قبول کرنے والا نہیں ملے گا۔

(مسلم ج ۱ ص ۸۷، باب ایفاء، بخاری ج ۱ ص ۴۹۰، باب نزول عیسیٰ بن مریم)

۴..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظاہر ہونے کے بعد ایک ایسی قوم نکلے گی جس کے مقابلہ کرنے کی کسی میں طاقت نہ ہوگی۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ ہدایت ہوگی کہ ان سے بچنے کے لئے کوہ طور پر مسلمانوں کو لے کر چلے جائیں۔

(مسلم ج ۲ ص ۴۰۱، باب ذکر الدجال)

۵..... زمینی برکتیں اور بارش اس قدر ہوگی کہ ایک انار کو ایک جماعت مل کر کھائے گی اور اس کے چھلکے کے سایہ میں بیٹھے گی۔  
(مسلم ج ۲ ص ۴۰۲، باب ذکر الدجال)

خصوصیات زمانہ مرزا

۱..... جور و استبداد کا زمانہ ہے ہر جماعت حکومت کی سختیوں سے تنگ آ کر گلو خلاصی میں لگی ہوئی ہے۔ درندوں اور زہریلے جانوروں کی نقصان رسانی اسی طرح موجود ہے۔  
۲..... ہندوستان کے تمام باشندوں خصوصاً مسلمانوں میں دشمنی اور عداوت کی آگ بھڑک رہی ہے اور مرزائی مشن کے ذریعے بغض و حسد اور اختلافات میں اور زیادتی ہو رہی ہے۔

۳..... مسلمان سخت افلاس میں مبتلا ہیں۔ اگر ایک زکوٰۃ دینا چاہتا ہے تو سینکڑوں فقیر اس کے دروازہ پر جمع ہو جاتے ہیں اور مرزا قادیانی تبلیغی چندوں اور کتابوں کی فروختگی سے کافی روپیہ جمع کر لیتے ہیں اور اگر کوئی چندہ دینے سے انکار کرتا ہے تو اس کا نام مریدوں کی فہرست سے نکال دیا جاتا ہے۔

۴..... دعویٰ مسیحیت کے بعد کوئی نئی قوم ہندوستان میں ایسی نہیں آئی جس کا مقابلہ کرنا انسانی طاقت سے باہر اور مرزا قادیانی کوہ طور پر گئے ہوں۔

۵..... یہاں دن رات زلزلے قحط سالیوں اور طاعون وغیرہ بیماروں کا تسلط

ہے۔

اس بین فرق اور ظاہری تفاوت کے باوجود، مرزا قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بروز اس معنی سے بھی نہیں ہو سکتے۔ لہذا بروزیت اور ظلیت کا دعویٰ لغو اور بے ہودہ ہے اور جن آیات سے بروزت اور ظلیت کے ثبوت پر استدلال کیا ہے۔ وہ ہر گز صحیح نہیں۔

اگر ہدایت میں لفظ مثل یا کاف تشبیہ کے آنے سے بروزیت ثابت ہو جایا کرتی ہے تو مندرجہ ذیل مثالوں میں بھی مماثلت اور مساوات ہونی چاہئے۔ باوجود کہ وہاں ظلیت کا دعویٰ بداہت عقل کے خلاف ہے۔

..... ۱ ”قل انما انا بشر مثلكم يوحى الی (كهف: ۱۱۰)“ اس میں

کفاروں کو مخاطب کر کے مثلكم کہا گیا ہے۔ کیا اس سے کفار مکہ اور رسول اللہ ﷺ میں عیاذ باللہ مماثلت اور مشابہت ثابت ہوتی ہے؟۔

..... ۲ ”قل اراءتكم ان كان من عند غير الله وكفرتم به وشهد

شاهد من بنی اسرائیل علی مثله فامن واستكبرتم (احقاف: ۱۰)“ اس میں مثله سے مراد توریت ہے۔ ”مثل القرآن وهو ما فی التوراة من المعانی (بیضاوی ج ۲ ص ۳۰۷)“ مگر توریت کو قرآن کی مثل سمجھتے ہوئے اس پر عمل کرنا اور قرآن جیسا سمجھنا جائز نہیں ہے۔

..... ۳ ”ولله المثل الاعلی (النحل: ۶۰)“ دوسری آیت میں ”لیس

کمثله شی (شوری: ۱۱)“ ہے تو کیا دونوں آیتوں میں تعارض ہے؟۔ اور اس سے خدا کا کوئی مثل ثابت ہو گیا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ پہلی آیت میں مثل سے صفت مراد ہے: ”الصفة العليا وهو انه لا اله الا هو (جلالین)“ دوسری میں مماثل کی نفی ہے۔

..... ۴ ”ضرب الله مثلاً رجلین احدهما ابکم لا يقدر علی شیء

وهو کل علی مولاہ اینما یوجهہ لایات بخیر هل یستوی هو ومن یا مر بالعدل وهو علی صراط مستقیم (نحل: ۷۶)“ جلالین ص ۲۲۳ میں ہے۔ دوسری مثال اللہ کی اور پہلی بتوں کی ہے تو کیا اللہ کو رجل عادل کی مثل کہنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ خدا کی مانند اور اس کا ہمتا بن گیا۔

..... ۵ ”اولئک کمالا نعام بل هم اضل (اعراف: ۱۷۹)“ جس طرح

انعام کی مثل کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ نوع انسانی سے نکل کر بالکل چوپائے بن گئے۔ اس طرح علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل کی یہ مراد نہیں ہے کہ ان میں انبیاء کی بعینہ صفتیں پائی جانے کی وجہ سے وہ نبی بن گئے ہیں۔ پھر اول تو بروزیت قابل اعتبار نہیں۔ دوسرے علماء امت میں سے کسی پر آج تک کوئی عیسیٰ کا لفظ اطلاق نہیں کیا گیا۔ جن آیتوں سے بروزیت پر استدلال کیا ہے۔ ان سے مماثلت فی الجملہ مراد ہے۔ مشابہت تامہ اور مساوات کلی مراد نہیں اور جب تک یہ بات ثابت نہ کی جائے۔ ایک کا دوسرے پر بعینہ اطلاق کرنا جائز نہیں ہے۔ علاوہ ازیں ان آیتوں کے جو مراد ہے اس کو روایت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

”علی ان نبذیل امثالکم (واقعہ: ۶۱)“ میں امثال جمع مثل بالکسر کے ہے یا

مثل بفتحین کی پہلی صورت میں بمعنی اشباہکم اور دوسری میں صفاتکم ہے۔ تبدیل اشباہ سے دنیا اور آخرت میں اشکال کے مختلف کرنے کی طرف اشارہ ہے یا دنیا ہی میں بعض کافروں کی صورتیں قرۃ اور خنازیر میں تبدیل کرنی مراد ہیں۔ جیسا کہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں اور یا تبدیل اشخاص مراد ہے اور ان کو مشارکہ نوعی کی وجہ سے اشباہ کہا گیا ہے۔ ان تینوں صورتوں میں نہ استفاضہ روجی ہے اور نہ مماثلت تامہ موجود ہے۔ پھر بروزیت کس طرح ثابت ہو سکتی ہے اور تبدیل صفات میں لڑکپن، جوانی بڑھاپا مراد ہے جس کو بروزیت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے:

”والمعنی علی ان نبذل منکم اشباہکم فنخلق بدلکم اونبدل صفاتکم (بیضاوی ج ۲ ص ۳۵۶)“..... ”قال الحسن ای نجعلکم قرۃ و خنازیر و قیل السمعی و نشئکم فی البعث علی غیر صورکم فی الدنیا (تفسیر ابی السعود ج ۸ ص ۱۹۷)“..... ”ضرب اللہ مثلاً للذین آمنوا امرأة فرعون (تحریم: ۱۱)“ میں ہر مومن کو آسیہ اور مریم کی مثل نہیں کہا گیا۔ بلکہ ان مسلمانوں کی حالت کو جو کافروں کے درمیان رہتے ہیں امرأة فرعون کی حالت سے تشبیہ دیکر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ جس طرح امرأة فرعون کو فرعون سے تعلق ہونے کے باوجود علو درجہ اور ثواب اخروی میں کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچتا۔ اس طرح ایسے مومنوں کے درجہ اور ثواب میں کافروں میں رہنے کی وجہ سے کوئی فرق نہیں آتا۔ اس کو بروزیت سے کوئی تعلق یا لگاؤ نہیں ہے۔

”شبه حالهم فی ان وصالة الکافرین لا تفرهم بحال آسیة ومنزلنها عند اللہ مع انها کانت اعدی اعداء اللہ (بیضاوی ج ۲ ص ۳۸۶)“ مریم کا ذکر پاک دامن بیوگان اور بے شوہر عورتوں کی تسلی کے لئے کیا ہے۔ کیونکہ ان کو پاک دامن ہی کی وجہ سے اس زمانہ کی عورتوں پر فضیلت بخشی گئی تھی: ”عطف و مریم بنت عمران علی امرأة فرعون تسلیة للارامل“ (بیضاوی ج ۲ ص ۳۸۶)

علامہ ابوالسعود نے اس قسم کی مثال کے لئے اس سے پہلی آیت میں یہ ضابطہ بیان فرمایا ہے: ”ضرب المثل فی امثال هذه المواقع عبارة عن ایراد حالة غریبه ليعرف بها حالة اخرى مشاکلة لها فی الغرابته“

(تفسیر ابی السعود ج ۸ ص ۲۶۹)

بنی اسرائیل کے اباؤ اجداد کے افعال ابناء کی طرف نسبت کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ: ”خلقکم من تراب (الروم: ۲۰)“ میں تمام بنی آدم کو مٹی سے بنانا ظاہر کیا گیا ہے باوجود یہ

کہ مٹی سے محض آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ مگر باپ کا فعل مجاز اُبیحی کی طرف منسوب کرنا جائز ہے۔ اس لئے ان آیات میں ابناء کو مخاطب بنا لینے میں کوئی حرج نہیں۔ یہاں فاعل کی طرف نسبت ہونے کی وجہ سے مجاز فی الاسناد ہے مجاز فی الظرف نہیں ہے۔ اگر مجاز فی الظرف ہوتا تو فی الجملہ مماثلت پر آیات سے استدلال کرنا صحیح تھا۔ اس لئے ان آیات کو مماثلت سے کوئی تعلق نہیں۔

س..... مرزا قادیانی نے (ایام الصلح ص ۱۳۸، خزائن ج ۱۴ ص ۲۸۳) پر شیخ محمد اکرم صابری کی کتاب اقتباس الانوار سے نقل کیا ہے کہ مہدی بروزی طور پر عیسیٰ بھی ہوں گے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ”بعضے برانند کہ روح عیسیٰ در مہدی بروز کند و نزول عبارت از ہمیں بروزت مطابق حدیث لا مہدی الا عیسیٰ بن مریم“

ج..... شیخ نے اس قول کو رد کرنے کی غرض سے اپنی کتاب میں لکھا ہے مگر مرزا قادیانی نے اس قول کو تو نقل کر دیا مگر اس کی تردید ذکر نہ کی۔ اس عبارت کے بعد جس کو مرزا قادیانی نے حذف کر دیا یہ ہے: ”وایس مقدمہ بغایت ضعیف است (اقتباس الانوار ص ۵۲)“ پھر صفحہ ۷۲ پر لکھتے ہیں: ”یک فرقہ برآن رفتہ آند کہ مہدی آخر الزمان عیسیٰ بن مریم است وایں روایت بغایت ضعیف است زیرا کہ اکثر احادیث صحیح و متواتر از حضرت رسالت پناہ ﷺ و روایت یافتہ کہ مہدی از ازبنی فاطمہ خواہد بود و عیسیٰ بن مریم با وقتداء کردہ نماز خواہد گذارد و جمیع عارفان صاحب تمکین بریں متفق اند چنانچہ شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہ در فتوحات مکی مفصلاً نوشتہ است کہ مہدی آخر الزمان از ان رسول ﷺ من اولاد فاطمہ زہرا ظاہر شود“

معلوم ہوا کہ یہ حدیث غایت درجہ کی ضعیف ہے اور صحیح اور متواتر حدیثوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اسی وجہ سے ابن ماجہ (ص ۲۹۲) سے اس روایت کو نقل کرنے کے باوجود نزول مسیح بعینہ کی حدیث ذکر کی ہے۔

۲..... مہدی سے معنی وصفی ہدایت یافتہ مراد ہے۔ محض مہدی مراد نہیں۔ جیسا کہ لامومن الاتقی میں مومن سے کامل الایمان مطلوب ہے۔ چنانچہ یہ معنی کنز العمال کی اس حدیث میں بالکل ظاہر ہیں: ”عن عبد اللہ بن مغفل ینزل عیسیٰ بن مریم مصداقاً بمحمد علی ملتہ اماماً مہدیاً حکماً عدلاً (کنز العمال ج ۱۴ ص ۳۲۱ حدیث

نمبر ۳۸۸۰۸ المعجم الاوسط ج ۳ ص ۶۷۷ حدیث نمبر ۴۵۸۰) من ابی هريرة مرفوعاً يوشك من عاش منكم ان يلقي عيسى بن مريم اماماً مهدياً حكماً عدلاً (احمد ج ۲ ص ۴۱۱) "تیز حدیث میں خلفاء راشدین کو بھی مہدین کہا گیا ہے۔ (ابن ماجہ ص ۵ باب اتباع سنة الخلفاء راشدين المہدیین، ترمذی ج ۲ ص ۹۶ باب الاخذ بالسنة و اجتناب البدعة)

۳..... پھر حدیث میں لا مہدی الا عیسیٰ بن مریم ہے۔ لا عیسیٰ الامہدی نہیں ہے۔ یعنی اگر نفی ہوتی تو مہدی کی ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰ کا بعینہ نازل ہونا ہر حال میں ثابت ہے۔ زیادہ سے زیادہ حدیث کی وجہ سے یہ کہتے ہیں کہ مہدی کی صفت بھی عیسیٰ ہی میں ہوگی۔ لیکن اس روایت کے یہ معنی نہیں کر سکتے کہ مہدی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بروزی طور پر ظہور ہوگا۔

س..... حدیث میں مسیح علیہ السلام کے دو حلیے مذکور ہیں۔ معلوم ہوا کہ ایک حلیہ عیسیٰ علیہ السلام کا اور دوسرا ان کے بروز کا ہے۔

ج..... حدیثوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ تین قسم کا آیا ہے:

۱..... "فاما عيسى فاحمر جعد عريض الصدر"

(بخاری ج ۱ ص ۴۸۹ باب قول الله واذكر في الكتاب مريم)

۲..... "اذا رجل آدم كما حسن مايري من آدم الرجال تضرب

لمته بين منكبيه رجل الشعر" (بخاری ج ۱ ص ۴۸۹)

۳..... "رجل مربوع الى الحمرة والبياض" (احمد ج ۲ ص ۴۰۶ و

ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۶۶۰ باب ما ذكر في فتنة الدجال و ابن حبان ج ۹ ص ۲۹۰ باب

ذكر البيان بان الامام هذه الامة عنه نزول عيسى بن مريم)

اس قاعدہ سے چاہئے کہ بجائے دو مسیح کے تین مسیح ہوں۔ دوسرے حضرت موسیٰ علیہ

السلام کے حلیہ کے متعلق دو قسم کے الفاظ ہیں:

۱..... "كانه من رجال شنؤة" (بخاری ج ۱ ص ۴۸۹)

۲..... "كانه من رجال الزط" (ص ۴۸۹)

بعض روایات میں ہے: "اما موسى فجعد وروی انه رجل الشعر" (مجمع

بحار الانوار ج ۱ ص ۳۶۰) "موسیٰ بھی وہی ہونے چاہئیں۔ رسول خدا ﷺ کے حلیہ

میں بھی الفاظ مختلف آئے ہیں۔ لہذا وہ بھی متعدد ہیں۔ درحقیقت ان روایات کو اختلاف پر محمول کرنا اور ان میں تضاد سمجھنا ہی غلط ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اصل حلیہ وہی ہے جو احمد کی روایت میں آیا ہے۔ چونکہ حرمت اور سفیدی آپ کے حلیہ شریف میں غالب تھی۔ اس لئے کہیں آنحضرت ﷺ نے احمر فرما دیا اور کبھی حرمت اور بیاض کی طرف مائل ارشاد فرماتے ہوئے گندمی رنگوں میں کھلا ہوا رنگ کہہ دیا۔ چیز ایک ہی ہے تعبیریں مختلف ہیں۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام میانہ قد اور گٹھے ہوئے بدن کے تھے۔ اس لئے ایک جگہ ”مربعوع مرد میانہ (منتہی الاربع ج ۲ ص ۸۹)“ مذکور ہے اور ایک روایت میں جعد ٹھوس اور گٹھا ہوا بدن آیا ہے: ”الجعبد فی صفات الرجال یكون مدحاً وذماً فالمدح ان یكون شدید الاسرو الخلق (مجمع البحار ج ۱ ص ۳۵۹)“ لہذا جعد سے بالوں کی جعوت مراد نہیں ہے۔ بلکہ جعد البدن مراد ہے اور اس کو رجل الشعر سے منافاة نہیں: ”اما موسیٰ فجعد اراد جعودة الجسم وهو اجتماعه واكتنازه لا ضد سبوطه الشعر لانه او وی انه رجل الشعر وكذا فی وصف عیسیٰ“ (مجمع البحار ج ۱ ص ۳۶۰)

س..... مسلم کی روایت امامکم منکم سے معلوم ہوتا ہے کہ آنے والا مسیح آپ کی امت کا ایک آدمی ہوگا۔ اسرائیلی نہ ہوگا۔ کیونکہ: ”کیف اذا نزل ابن مریم فیکم اما مکم منکم“ میں عطف تفسیری ہے۔

ج..... اس جملہ میں واؤ حالیہ ہے اور عطف تفسیری نہیں ہے۔ کیف جو استفہام کا فائدہ دے رہا ہے۔ واؤ حالیہ ہی کی صورت میں صحیح ہو سکتا ہے۔ عطف تفسیری میں درست نہیں ہو سکتا اور اگر واؤ کو تفسیری کے لئے مان لیا جائے تو پھر امامت سے امامت کبریٰ اور حکومت مراد ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہونے کے باوجود شریعت محمدیہ کے پیرو اور اس کے موافق فیصلہ کرنے والے ہوں گے: ”ذکر سیوطی فی رسالتہ الا علام لبکم عیسیٰ علیہ السلام، ان عیسیٰ حین ینزل قرب القیامة یحکم بشریعة نبینا ﷺ“

(الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۱۵۰)

یہ امر محل تعجب ہے۔ لیکن امامت صغریٰ مراد لے کر عطف تفسیری کی صورت میں کوئی تعجب نہیں ہے۔ علاوہ ازیں دوسری روایات میں وامکم منکم اور فامکم منکم ہے جس کے معنی امکم رجل منکم ہوئے اور وہ مہدی علیہ السلام ہیں۔ یا یہ معنی ہیں کہ امامت کراہیں گے تم

کو عیسیٰ علیہ السلام تمہارے میں سے ایک فرد میں کر۔ یعنی شریعت محمدیہ کے موافق نماز دا کریں گے۔ اس میں امام اور عیسیٰ کا ایک ہونا لازم نہیں آتا۔

س..... نزول کی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: ”فاقروا ان شئتم وان من اهل الكتاب ليؤمنن به قبل موته“ حدیث کا جز نہیں ہے۔ یہ ابو ہریرہؓ کا اپنا قول ہے۔

ج..... یہ جملہ یہاں آیت کی تفسیر میں اگرچہ موقوفاً آیا ہے۔ لیکن (در منثور ج ۲ ص ۲۴۲) میں ابن مردویہ کی روایت سے مرفوعاً مروی ہے۔ طحاوی نے سورہ البقرة کے باب میں ابن سیرین سے نقل کیا ہے۔ ان حدیث ابی ہریرہ کلمہ مرفوع!

نیز امام احمد نے (مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۱، ۲۹۰) حنظلہ الاسلمی عن ابی ہریرہ اس روایت کو نقل کرتے ہوئے کہا ہے: ”وتلا ابو هريرة وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا“ فزعم حنظله ان ابا هريرة قال ليؤمنن به قبل موت عيسى فلا ادرى هذا اكله حديث النبي ﷺ او شىء قاله ابو هريرة (تفسير ابن كثير ج ۲ ص ۴۰۴) ”یعنی حنظلہ کو موتہ کی ضمیر جو عیسیٰ کی طرف لوٹائی گئی ہے۔ اس کے مرفوع یا موقوف ہونے میں تردد ہے۔ آیت کے مرفوع ہونے میں کوئی شک نہیں۔ واللہ اعلم!

س..... نزول کی حدیث میں بڑا اختلاف ہے۔ کسی روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ امام مہدی کے اقتداء کریں گے۔ کہیں ہے کہ نزول کے بعد ۷ سال رہیں گے اور کسی جگہ ہے کہ ان کے ٹھہرنے کی مدت ۴۰ اور ۴۵ سال ہوگی۔ ان اختلافات کے بعد یہ روایتیں قابل احتجاج نہیں ہیں۔

ج..... اختلاف روایات کا اس جگہ مضر اور مانع استدلال ہوتا ہے۔ جہاں روایتوں میں تطبیق یا ترجیح نہ ہو سکے اور حدیث نزول میں تطبیق نہ صرف ممکن بلکہ واقع ہے۔ امامت کے متعلق اختلاف روایات کی یہ وجہ ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اس وقت صبح کی نماز کی اقامت ہو رہی ہوگی اور امام مہدی مصلے پر کھڑے ہوں گے۔ امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر ان کو امامت کے لئے آگے بڑھانا چاہیں گے۔ لیکن وہ اس وقت کی امامت سے انکار کرتے ہوئے ”تکرمه الله هذه الامة“ (مسلم ج ۱ ص ۸۷) باب نزول عیسیٰ بن مریم) ”کہہ کر امام مہدی کی اقتداء کر لیں گے۔ اس کے بعد دوسرے اوقات میں



امامت کبریٰ کے ساتھ ساتھ امامت صغریٰ کے خدمات بھی انجام دیں گے۔ اس لئے بعض حدیثوں میں نزول کی حالت کو ذکر کر دیا اور کسی روایت میں نزول کے بعد کے واقعات بیان کر دیئے گئے۔ اگرچہ بظاہر بادی النظر میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔ مگر واقع اور نفس الامر میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

چنانچہ عمدۃ القاری شرح بخاری میں یہ روایت مکمل تفصیل کے ساتھ نعیم بن کعب سے اس طرح مروی ہے: ”يُحاصر الدجال المؤمنین بیت المقدس فيصيبهم جوع شديد حتى يأكلوا أوتار قسيهم فبينما هم كذلك إذ سمعوا صوتا في الغلس فإذا عيسى عليه السلام قد نزل و تقام الصلوة فيرجع امام المسلمين فيقول عليه السلام تقدم فلك اقيمت الصلوة فيصلی بهم ذلك الرجل تلك الصلوة ثم يكون عيسى الامام بعده“

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صبح کی نماز کو امام مہدی کے پیچھے ادا کرنا (مسند احمد ج ۳ ص ۳۶۸، مسلم ج ۱ ص ۸۷ باب نزول عیسیٰ میں جابر سے اور ابن ماجہ ص ۲۹۷، ۲۹۸ باب فتنة الدجال و خروج عیسیٰ بن مریم ص ۲۱۰، خزینہ اور مستدرک حاکم ج ۵ ص ۶۷۵ حدیث نمبر ۸۵۶۰ میں ابو امامہ سے اور تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰۸) میں عثمان میں ابی العاص سے ثابت ہے۔

اسی طرح جن روایتوں میں ٹھہرنے کی مدت سات سال آئی ہے۔ اس سے جنگ کا زمانہ اور بحالی امن کی مدت مراد ہے اور باقی مدت جنگ ختم ہونے کے بعد کی ہے۔ یا یہ کہا جائے کہ رفع آسمانی کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۳۳ سال کی تھی اور ۷ سال نزول کے بعد قیام فرمائیں گے۔ اس لئے کل مدت زمین پر ٹھہرنے کی چالیس برس ہوگی۔ ۴۵ سال کی روایت اس درجہ قوی نہیں ہے جو پہلی دو روایتوں کا مقابلہ کر سکے۔ اس لئے ان کو اس روایت پر ترجیح دی جائے گی یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ۵ سال اسلام کے غلبہ کے ہوں گے اور پھر دنیا میں کفر و الحاد و عام ہو جائے گا۔ اس زمانہ کو بھی مجازاً عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ کہہ دیا گیا۔ واللہ اعلم!

س ..... اگر وضع جزیرہ سے مراد جزیرہ کو موقوف کر دینا ہے تو اس شریعت کو منسوخ ماننا پڑے گا۔ اس لئے یہ معنی کرنے چاہئیں کہ آنے والا مسیح بالکل جہاد نہ کرے گا۔ اس لئے کسی پر جزیرہ بھی قائم نہ ہوگا۔ چنانچہ ایک روایت میں يضع الجزية کے بجائے يضع الحرب آیا ہے۔

ج ..... یہ محض وہم ہے جو سوء فہمی سے پیدا ہو گیا ہے۔ اس وقت جزیرہ کا اٹھ جانا اسی

شریعت کا حکم ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو اس حکم کے وضع کرنے میں کوئی دخل نہیں۔ نبی عربی ﷺ ہی نے اس حکم کو اس وقت کے لئے رکھا تھا۔ البتہ اجراء اس کا عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ہوا جس طرح آپ ﷺ نے خیبر فتح کرنے کے بعد وہاں کے رہنے والے یہودیوں سے کہا تھا اضعکم ما وضعکم اللہ میں تمہیں خیبر میں رکھتا ہوں جب تک خدا تعالیٰ تمہیں رکھنا چاہے۔ ساتھ ہی ”اخرجوا اليهود والنصارى من جزيرة العرب (کنز العمال ج ۴ ص ۳۸۲ حدیث نمبر ۱۱۰۱ و مثله مشکوٰۃ ص ۳۵۵)“ کے ماتحت یہ بھی فرما دیا کہ خیبر کے رہنے والے یہودی ایک دن خیبر سے نکالے جائیں گے۔ چنانچہ جب اس وصیت اور پیشگوئی کو حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں پورا کرنا چاہا تو یہودیوں نے کہا کہ ابوالقاسمؓ نے ہمیں رکھا تھا اور اے عمرؓ تو نکالتا ہے تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے تمہیں رہنے کی اجازت دی تھی۔ مگر تمہارے نکالے جانے کے متعلق بھی فرمایا تھا۔ یعنی جلا وطنی میرے حکم سے نہیں ہوئی۔ آنحضرت ﷺ ہی کا ارشاد تھا۔ البتہ اس کا اجراء عمرؓ کے ہاتھ ہوا۔

وضع الجزیہ یا وضع الحرب کے یہ معنی سمجھنا کہ وہ ابتداء سے جہاد نہ کریں گے غلط ہیں۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ جنگ کریں گے جب تمام ادیان باطلہ یہودیت اور نصرانیت مٹا دی جائے گی اور سوائے اسلام کے کچھ نہ رہے گا تو اس وقت نہ کسی سے لڑنے کی ضرورت رہے گی اور نہ کوئی کافر ذمی رہے گا جس پر جزیہ قائم کیا جائے گا۔ چنانچہ حدیث میں وضع جزیہ کے بعد یہ الفاظ موجود ہیں جس سے وضع جزیہ کی مراد اچھی طرح واضح ہو رہی ہے: ”یضع الجزية ويدعو الناس الى الاسلام ويهلك الله في زمانه الملل كلها الا الاسلام (رواہ احمد ج ۲ ص ۴۰۶)“

### حیات مسیح علیہ السلام کا ثبوت اجماع امت سے

تمام صحابہؓ، تابعینؓ، ائمہؓ، مجتہدینؓ، صوفیاء، محدثینؓ، مفسرینؓ، فقہاء، علماء کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور آخر زمانہ میں بحمدہ الشریف زمین پر اتریں گے اور دجال کو قتل کرنے کے بعد اپنی طبعی موت مریں گے۔ امت میں سے ایک فرد بھی ایسا نہیں ہے جس نے اس بارے میں اختلاف کیا ہو۔ البتہ رفع کی کیفیت میں اختلاف ہے کہ بیداری یا نیند کی حالت میں مرفوع ہوئے یا پہلے مردہ بنا کر اٹھایا اور پھر آسمان پر ان کو زندہ کر دیا گیا۔ امام مالکؒ اور علامہ ابن حزمؒ اندلسیؒ رفع کے وقت موت کے قائل ہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کو آسمانوں پر دوبارہ زندہ کر دیا گیا اور وہ اس وقت تک آسمان پر زندہ موجود ہیں اور دجال کو قتل کرنے کے لئے قیامت کے قریب نازل ہوں گے۔ مرزا

قادیانی نے علماء اسلام میں سے جس شخص کی طرف موت کے عقیدہ کی نسبت کی ہے اس میں یا تو نقلاً خیانت کی اور اس شخص کے مذہب کو پورا نقل نہیں کیا یا سوء فہم اور قلت تدبر کی وجہ سے غلط سمجھ گئے اور باوجود حیات کا عقیدہ ہونے کے موت کے عقیدہ کی ان کی طرف نسبت کر دی۔

۱..... ”نزول عیسیٰ وقتله الدجال حق و صحیح عند اهل السنة للاحادیث الصحیحة فی ذالك و لیس فی العقل ولا فی الشرع ما یبطله فوجب اثباته (نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۴۰۳)“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں نزول اور ان کا دجال کو قتل کرنا اہل سنت کے نزدیک احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ عقلاً یا نقلاً کوئی شے اس کے خلاف نہیں آئی۔

۲..... ”انه یحکم بشر عنا ووردت به الاحادیث و انعقد الاجماع“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں ظہور فرمائیں گے اور شریعت محمدی کے تابع ہوں گے اور اسی پر تمام امت کا اجماع ہے۔

۳..... ”اجمعت الامة علی ان عیسیٰ حی فی السماء سینزل الی الارض الی اخر الحدیث الذی صح عن رسول اللہ ﷺ فی ذالك“ (النهر الامام من البحر)

۴..... ”اجمع الامة علی ماتضمنه الحدیث المتواتر من ان عیسیٰ فی السماء وانه ینزل فی آخر الزمان“

(بحر محیط ج ۲ ص ۷۵۶ کتاب التفسیر)  
۵..... ”الاجماع علی انه حی فی السماء“ (وجیز ج ۱ ص ۴۴۴)  
(نمبر ۳، ۴، ۵) اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ آخری زمانہ میں اتریں گے اور ایسا ہی احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔

۶..... ”قال الحافظ بن حجر فی (التلخیص الحبیر ج ۳ ص ۴۶۲ من کتاب الطلاق) اما رفع عیسیٰ فاتقق اصحاب الاخبار والتفسیر علی انه رفع ببده حیا و انما اختلفوا هل مات قبل ان یرفع او نام فرفع قال فی (الفتح ج ۶ ص ۲۶۷، من باب ذکر ادیس) لان عیسیٰ ایضاً قد رفع وهو حی علی الصحیح“ تمام مفسرین اور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ بحسدہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ مگر اس میں اختلاف ہے کہ زندہ مرفوع ہوئے یا رفع کے وقت مردہ تھے اور پھر زندہ

کر دیئے گئے یا نیند کی حالت میں رفع کیا گیا۔ صحیح بات یہی ہے کہ زندہ بیداری کی حالت میں اٹھائے گئے۔

.....۷ ”قد اجتمعت الامة على نزوله ولم يخالفه احد من اهل الشريعة سوى الفلاسفة الملاحدة ممن لا يعتد بخلافه وليس ينزل بشريعة مستقلة عد النزول ولا كانت النبوة قائمة به (عقيدہ السفارینی) “بدوین فلسفیوں کے علاوہ کسی نے حضرت عیسیٰ کے بعینہ نزول سے انکار نہیں کیا۔

.....۸ ”وانه لا خلاف انه ينزل في اخر الزمان (فتوحات ج ۲ ص ۳ باب ۷۳) “صحابہ کرامؓ اور تابعینؓ اور دیگر علماء امت میں سے جن مشہور علماء اور صوفیاء نے حضرت عیسیٰ کے رفع آسمانی اور نزول جسمانی کا اقرار کیا ہے۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

ابوبکر، عمر، علی، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، سعد بن ابی وقاص، ابو ہریرہ، عبداللہ بن سلام، ربیع، انس، ابو موسیٰ، حاطب بن ابی بلتعہ، ابی بن کعب، جابر، ثوبان، عائشہ، تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہم، امہ اربعہ، ابن سیرین، حسن بصری، قتادہ، مجاہد، ابی العالیہ، عکرمہ، ضحاک، بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی، طحاوی، احمد، ابو نعیم، ابن ابی حاتم، عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی شیبہ، ابن حبان، ابن مردویہ، سیوطی، مسند بزار، ذہبی، ابن حجر عسقلانی، قسطلانی، عینی، محمد ابن اسحاق، صاحب مشکوٰۃ و کنز العمال، شوکانی، ابن قیم، علامہ ابن تیمیہ، ملا علی القاری، عبدالحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ، شیخ اکبر، شیخ عبدالوہاب شعرانی، امام ربانی مجدد الف ثانی، شیخ محمد اکرم صابری صاحب اقتباس الانوار وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم!

اور تفاسیر متداولہ میں سے تفسیر ابن کثیر، مدارک، تفسیر کبیر، ابوالسعود، روح المعانی، معالم، خازن، کشاف، بحر محیط، فتح البیان، جمل، وجیز، جلالین، تفسیر ابن جریر، جامع البیان، بیضاوی، قنوی، درمنثور، سواطع الالہام، تفسیر مظہری وغیرہا میں ان علماء اور فضلاء میں سے جن کی طرف مرزا قادیانی نے یا ان کے متعلقین نے موت کے عقیدہ کی جھوٹی نسبت کرتے ہوئے نقل میں خیانت یا ان کی عبارتوں کو غلط جامہ پہنایا ہے۔ اس جگہ ان کی وہ تحریرات پیش کی جائیں گی جن سے حضرت مسیح کے متعلق ان کا عقیدہ صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ کی وفات حسرت آیات کی وجہ سے صحابہؓ میں عام پریشانی رونما ہوئی تو حضرت عمرؓ بھی فرط غم سے تلواریں کھینچے ہوئے یہ کہتے پھر رہے تھے: ”من قال ان محمد اقد مات قتلته بسیفی هذا۔ انما رفع كما رفع عيسى بن مريم (الفرق بين الفرق ص ۱۲)“

ازالۃ الخفاء میں یہ الفاظ ہیں: ”ان محمد رفع کما رفع عیسیٰ بن مریم وسیعود الینا حیا (ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ)“ یعنی جو شخص یہ کہے گا کہ محمد ﷺ کی وفات ہوگئی میں اس تلوار سے اس کا سر قلم کر دوں گا۔ وہ تو عیسیٰ بن مریم کی طرح مرفوع ہوئے ہیں اور کچھ عرصے کے بعد زندہ تشریف لائیں گے: ”چوں آنحضرت ﷺ از عالم دنیا برفیق اعلیٰ انتقال فرمود تشویشها وبے شمارے خاطر مردم راہ یافت ظن بعضے انکہ این موت نیست حالیتست کہ عند الوحی پیش می آید و گمان بعضے آنکہ موت منافی مرتبہ نبوت است (ازالۃ الخفاء مقصد دوم ص ۲۵)“ اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ صحابہ کے مجمع میں تشریف لائے اور اس غلط خیال کی تردید کرتے ہوئے حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: ”ایہا الرجل اربع علی نفسك فان رسول اللہ ﷺ قدمات الم تسمع اللہ يقول انک میت وانہم میتون وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد فان مت فہم الخالدون“ پھر عام مجمع کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: ”ایہا الناس ان کان محمد الہکم الذی تعبدون فان الہکم قدمات وان الہکم الذی فی السماء فان الہکم لم یمت وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل فان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم (ازالۃ الخفاء مقصد دوم ص ۲۵ کبر العمال ج ۷ ص ۲۳۴، ۲۳۵ حدیث نمبر ۱۸۷۵۸)“ یعنی اے عمرؓ تمہارا ان کو ناحق تکلیف میں نہ پھنسا۔ رسول اللہ ﷺ کا یقیناً انتقال ہو گیا اور قرآن میں بھی آپ ﷺ کے مرنے کے متعلق پہلے سے یہ خبر دی گئی ہے۔ اے لوگو اگر محمد ﷺ تمہارے خدا تھے تو ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ یاد رکھو! تمہارا خدا وہ ہی ہے جو زمین آسمان کا مالک ہے اور جس کو کبھی موت آنے والی نہیں ہے۔ محمد ﷺ بھی مثل دوسرے رسولوں کے ایک رسول ہیں۔ کیا تم ان کی وفات پر دین الہی کو چھوڑ دو گے۔ اگر ایسا کرو گے تو تم خدا کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکو گے۔

حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا ”من قال ان محمد اقدمات قتلته بسیفی هذا“ اس امر کی دلیل ہے کہ ان کے خیال میں رسول اللہ پر موت وارد نہیں ہوئی تھی بلکہ حضرت عیسیٰ کی طرح رفع ہوا تھا۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کا رفع ان کے نزدیک بصورت موت ہوتا تو آنحضرت ﷺ کی عدم وفات کو رفع عیسیٰ کے ساتھ کبھی تشبیہ نہ دیتے۔ موت وارد نہ ہونے کی صورت میں حیات کا قائل ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ موت اور حیات دو متضاد چیزیں ہیں جن کے درمیان کوئی تیسری شے نہیں ہے۔ ان کی حیات ہی کے ثابت کرنے میں تشبیہ دی ہے۔ تشبیہ میں وجہ مشبہ مشترک ہوتا

ہے۔ ہر چیز میں مشبہ کا مشبہ بہ کے ساتھ شریک ہونا ضروری نہیں۔ زید کا لاسد میں محض شجاعت اور بہادری میں اشتراک ہے۔ شیر کی دم میں کوئی شرکت نہیں۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی حیات کو حیات مسیح سے تشبیہ دی ہے۔ کیفیت رفع سے تشبیہ نہیں دی۔ چنانچہ ازالۃ الخفاء کی اس عبارت سے یہ بات بالکل ظاہر ہو رہی ہے: ”و ظن بعضہ آنکہ ایں موت نیست حالتست کہ عند الوحی پیش می آید“ پھر حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا و سيعود الينا حيا اس کی مؤید ہے۔

چونکہ عام صحابہؓ کا یہ خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال نہیں ہوا اور آپ عیسیٰ علیہ السلام کی طرح زندہ ہیں اور یہ خیال کسی حد تک صحیح نہیں تھا۔ اس لئے ابو بکر صدیقؓ نے اس عام غلطی کا ازالہ کرنے کے لئے قرآن کی وہ آیتیں پڑھ کر سنائیں جن میں حضور ﷺ کی موت کو صراحتاً ذکر فرمایا گیا تھا۔ صرف اسی پر اقتصار کیا اور اس عقیدہ کی دوسرے جز یعنی حیات مسیح کی کوئی تردید اشارتاً یا کنایتاً نہیں فرمائی جس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ حیات مسیح کا عقیدہ صحابہؓ کے درمیان بالکل مجمع علیہ تھا اور آیت: ”ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افامات“ سے یہ سمجھنا کہ حضرت ابو بکرؓ نے عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر استدلال کرنے کے لئے پیش کی ہے کئی وجہ سے غلط ہے:

۱..... اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ابو بکرؓ کے خیال میں ہوتی تو اتنا لمبا خطبہ بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ صرف اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ بیشک رسول اللہ ﷺ کا رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح رفع روحانی بالموت ہوا ہے۔

۲..... الرسل سے تمام رسول مراد لے کر موت عیسیٰؓ پر استدلال کرنا اس وقت صحیح ہو سکتا ہے۔ جبکہ لام جمع استغراقی مان لیا جائے اور یہ ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ اس آیت: ”اذا قالت الملائكة يا مريم ان الله يبشرك (آل عمران: ۴۵)“..... ”واذا قالت الملائكة يا مريم ان الله اصطفاك (آل عمران: ۴۲)“ میں لام جمع پر داخل ہے۔ مگر استغراق مراد نہیں ہے۔ بلکہ جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں۔

۳..... حضرت ابو بکرؓ کا اس آیت کو تلاوت کرنا افان مات اور قتل انقلبتم کی غرض سے ہے اور اس سے آنحضرت کی وفات پر استدلال کرنا مقصود ہے یا اس پوری آیت سے ان لوگوں کی تردید کرنی مطلوب ہے جو رسالت اور موت میں منافات سمجھتے تھے۔ چونکہ سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہوتی ہے۔ اس لئے بعض رسولوں کی موت سے ان کے اس عقیدہ کی کوئی

رسول نہیں مرتا تردید ہوگئی۔ لہذا کلیتہً استغراق بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔  
 غرض اس واقعہ سے صاف ظاہر ہو گیا کہ تمام صحابہؓ کا حیات مسیحؑ پر اتفاق تھا حضرت  
 عمرؓ کے اس عقیدہ کو پیش کرنے پر جماعت صحابہؓ میں سے کسی نے اس جز کا انکار نہیں کیا اور اسی کا نام  
 اجماع ہے۔ ثم اجماعہم (الصحابہ) بنص البعض و سکوت الباقین عن الرد  
 (الاصول) دوسری دلیل صحابہؓ کے درمیان حیات مسیحؑ پر اجماع ہونے کی یہ ہے کہ جنگ قادسیہ میں  
 نھلمہ بن معاویہ الانصاری تین سو سواروں کے ساتھ کوہ حلوان پر گئے۔ وہاں زریت بن برثملا سے  
 ملاقات ہوئی جو عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے ایک حواری تھے۔ انہوں نے بیان کیا  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رفع آسمانی کے وقت میری درازی عمر کی دعا کی تھی اور یہ فرمایا تھا کہ  
 میرے نازل ہونے تک اسی جگہ موجود رہنا اور حضرت عمرؓ کی خدمت میں سلام پہنچانے کی ہدایت  
 کی۔ حضرت نھلمہ نے اس واقعہ کی اطلاع سعد بن ابی وقاصؓ کی خدمت میں پہنچائی۔ انہوں نے  
 حضرت عمرؓ کو بذریعہ قاصد کے اس کی خبر دی۔ حضرت عمرؓ نے جواباً سعدؓ کو لکھا کہ تم اپنی تمام جمعیت کو  
 لے کر اس پہاڑ پر جاؤ اور انہیں میرا سلام پہنچا دو۔ حضرت سعدؓ چار ہزار کی جمعیت لے کر وہاں  
 پہنچے۔ مگر آپ کا کوئی پتہ یا نشان نہ ملا۔

(فتوحات ج ۱ ص ۲۲۳ صحیح بالكشف ازالة الخفاء مقصد دوم ص ۱۶۷، ۱۶۸)

چار ہزار صحابہؓ کی یہ جماعت تھی اور حضرت عمرؓ کی خدمت میں رہنے والے ان کے علاوہ  
 تھے جن کے سامنے نزول مسیحؑ من السماء کا ذکر آیا۔ کسی نے اس کی تردید نہ کی۔ بلکہ ملنے کی کوشش  
 کر کے اس کی مزید تائید کر دی۔ علاوہ ازیں ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے سعدؓ کو خط میں  
 لکھا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے  
 ایک حواری کسی پہاڑ میں زندہ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا منتظر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے بعد مرزا  
 قادیانی کا (ازالہ ابہام ص ۳۰۲، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴، ۲۵۵) میں یہ کہنا کوئی اثر نہیں رکھتا۔

”غرض یہ بات کہ مسیحؑ جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور اسی جسم کے ساتھ  
 اترے گا نہایت لغو اور بے اصل بات ہے۔ صحابہؓ کا ہرگز اس پر اجماع نہیں بھلا اگر ہے تو کم سے کم  
 تین سو یا چار سو صحابہؓ کا نام لیجئے جو اس بارے میں اپنی شہادت ظاہر کر گئے ہیں۔“

کیونکہ اجماع سکوتی میں نام بنام ہر ایک کو بتانا شرط نہیں ہے۔ جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔  
 ایک کا ذکر کرنا اور باقی کا سکوت کرنا کافی ہے اور یہ بات یہاں موجود ہے۔ پھر اجماع میں ایک ہی

مجلس کا ہونا بھی کوئی شرط نہیں ہے۔ علماء عصر میں سے جن کو اس کے متعلق خبر پہنچے وہ بلا انکار اس کو تسلیم کر لیں تو اجماع نہ ہوگا؟۔

”اعلم ان الاجماع فی اللغة العزم والاتفاق يقال اجمع فلان علی كذا ای عزم علیہ واجمعوا علی كذا اتفقوا علیہ واما فی الاصطلاح فهو اتفاق علماء كل عصر من اهل السنة ذوی العدالة والاجتهاد علی حكم (فصول شرح الاصول) ذالك ان يتكلم البعض بحكم الحادث و يكست سائرهم بعد بلوغهم و بعد مضي مدة التامل“

مطالبہ: مرزائی صاحبان وفات مسیح کا اقرار کرنے والے صحابہ میں سے ۵۰ کا نام گنوادیں۔ چلو ۲۵ ہی کا سہی اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ایک یا دو ہی کا ایسا نام بتائیں جس سے صراحتہ وفات مسیح کا عقیدہ ظاہر کیا ہو۔ یا اشارہ کے طور پر اس کا اقرار کیا ہو۔

ابن عباس بھی رفع جسمانی کے قائل ہیں

”عن ابن عباس وقد رفع الله مع الجسم وهو حي الى الان ويرجع الى الدنيا فيصير ملكا ثم يموت (رواه في التفسير ابن كثير والطبقات الكبرى ج ۱ ص ۴۵) قال القرطبي الصحيح ان الله تعالى رفعه من غير وفاة ولا نوم كما قال الحسن و ابن زید وهو اختيار الطبري وهو الصحيح عن ابن عباس (ابو السعود ج ۲ ص ۵۲ آیت عیسیٰ انی متوفیک و نحوه فی روح المعانی ج ۳ ص ۱۵۸ زیر آیت عیسیٰ انی متوفیک)“

لہذا متوفیک کی تفسیر ممیتک کرنے سے یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ ان کو اس وقت مردہ سمجھ رہے اور وفات مسیح کے قائل ہیں بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ممیتک میں اسم فاعل استقبال کے واسطے لیا ہے اور اس کو زمانہ آئندہ پر اتارتے ہوئے تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں۔ مرزا قادیانی حضرت ابن عباس کی آدھی بات تسلیم کرتے ہیں اور آدھی بات جو تقدیم و تاخیر کے متعلق ہے اسے نہیں مانتے۔ پھر وہ اس کے معنی آخری زمانہ میں مارنے کے کر رہے ہیں۔ مرزا قادیانی اس وقت مردہ ہونے کی نسبت ان کے عقیدہ کی طرف کرنے سے نہیں شرماتے اور وہ ایسی تلبیسی چال چل رہے ہیں جس میں خیانت فی النقلی کے علاوہ توجیہ القول بما یرضی بہ القائل کر کے عوام الناس کو دھوکا دے رہے ہیں۔

اسی طرح بخاری کا متوفیک کی تفسیر میں ابن عباس کا یہ قول نقل کرنے سے وفات مسیح



کا عقیدہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ان کا مذہب وہ ہے جو انہوں نے نزولِ مسیح پر ترجمہ قائم کر کے ابو ہریرہؓ کی حدیثِ نزولِ مسیح اور دوسری حدیث ”کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰ باب نزول عیسیٰ بن مریم)“ بیان فرمائی۔ حدیثِ اصحابی کا جواب انشاء اللہ آگے آئے گا اور حلیہ کا جواب پہلے گزر چکا ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مرنے کے بعد ان کے پہلو میں مدفون ہونے کی اجازت چاہی۔ حضور ﷺ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ: ”فقال وانی بی بذلک الموضع ما فیہ لا موضع قبری و قبر ابی بکر و عمر و عیسیٰ بن مریم (منتخب کنز بر حاشیہ احمد ج ۶ ص ۵۷)“ یعنی اس میں میری ابو بکرؓ عمرؓ اور عیسیٰ علیہ السلام کے دفن ہونے کی جگہ ہے۔ پانچویں قبر کی جگہ نہیں ہے۔ (کنز العمال ج ۱۳ ص ۶۲۰ حدیث نمبر ۳۹۷۲۸) ابن عمرؓ سے بھی نزولِ نزولِ مسیح کے متعلق یہ روایت ”ینزل عیسیٰ بن مریم الی الاض فتزوج ویولد له (مشکوٰۃ ص ۴۸۰ باب نزول عیسیٰ ابن مریم)“ پہلے گزر چکی ہے۔ اس لئے ان دونوں صاحبوں کے متعلق یہ کہنا کہ وہ وفاتِ مسیح کے قائل تھے۔ انتہا درجہ غلط بیانی ہے۔

مرزائیوں کا اس دعویٰ کے ثبوت میں حضرت عائشہؓ اور ابن عمرؓ سے طبرانی اور مستدرک کی وہ روایت پیش کرنا جس میں ہے کہ ہر نبی کی عمر پہلے نبی سے آدھی ہوتی ہے اور عیسیٰ ایک سو بیس برس دنیا میں رہنے کے ہیں۔ اس لئے میں ساٹھ سال کے بعد دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں کسی وجہ سے صحیح نہیں۔

۱..... اصول کا قاعدہ ہے کہ جب راوی کا قول یا فتویٰ اس کی روایت کے خلاف منقول ہو تو وہ روایت قابل اعتبار نہیں رہتی۔ چنانچہ سند صحیح ابن عباسؓ سے (ترمذی ج ۱ ص ۴۷ باب ما جاء فی الجمع بین الصلوٰتین) میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو نمازیں مدینہ میں بلا کسی عذر کے ایک وقت میں جمع کیں۔ ترمذی فرماتے ہیں کہ علماء امت میں سے اس حدیث پر کسی نے عمل نہیں کیا۔ لیکن شیخ عبد الوہاب شعرانی نے کبریٰ احمر میں ابن عباسؓ کا فتویٰ خلاف نقل کیا ہے جو اس روایت کے ترک کا باعث ہے: ”من جمع بین صلوٰتین فی الحضر من غیر عذر فقد اتی بابا من الكبائر“ (بہاشیۃ البیواقیت ج ۱ ص ۶۶)

۲..... عاش کے معنی مات لے کر استدلال کیا گیا ہے۔ باوجودیکہ لغت میں عیش کے معنی باقی رہنا نہیں کئے گئے۔ دن گزارنا ہیں۔ مرنا نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں جائز ہے کہ اس میں

قبل از رفع اور بعد نزول دونوں زمانہ میں ٹھہرنے کی کل مدت بیان کی گئی ہو۔ اس صورت میں وفات پر استدلال کرنا صحیح نہیں رہتا۔

۳..... یہ روایت درایتاً بالکل غلط ہے۔ ورنہ چاہئے تھا کہ رسول خدا ﷺ کا وصال پورے ساٹھ برس پر ہوتا اور ادھر نوح علیہ السلام کی عمر ایک ہزار برس سے زیادہ ہوئی اور حضرت آدم ۹۳۰ برس بعد فوت ہوئے۔ داؤد علیہ السلام ۱۰۰ برس تک زندہ رہے اور بقول مرزا قادیانی، عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ برس کی ہوئی۔ (دیکھو از حقیقت ص ۹، حاشیہ خزائن ج ۱۴ ص ۶۱) اس عدم تناسب کی موجودگی میں حدیث کی صحت ظاہر ہے۔

۴..... مدارج نبوت میں ہے کہ حاطب ابن بلتعہ صحابی نے مقوقس حاکم مصر کے سامنے حضرت عیسیٰ کے صلیب پر مارے جانے کا اقرار کیا ہے۔

ج..... اس عبارت کے نقل میں بھی خیانت کی گئی ہے۔ (اسد الغابہ ج ۱ ص ۴۱۱، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۳۹ باب ما وقع عند کتابیہ الی المقوقس، اسیتعاب ج ۱ ص ۲۷۷) میں اصل عبارت اس طرح ہے:

”ان حاطب ابن بلتعہ قال لمقوقس حين اعرض عليه انك تشهد ان المسيح نبی فماله اذا ارادو صلبه لم يدع عليهم ان يهلكهم الله حتى رفعه الله في السماء الدنيا فلما سمع مقوقس هذا الكلام قال انك لحكيم جئت من حكيم“  
علاوہ ازیں حسن بصریؒ سے ایک روایت مرفوعاً زریجکی ہے اور ان کا اپنا قول یہ ہے:

”والله انه الان لحيى عند الله“

(رواہ فتح الباری ج ۶ ص ۲۵۷، تفسیر ابن اکثیر ج ۲ ص ۴۰۱)

۵..... لفظ عند اللہ رفع روحانی پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ شہداء کے بارے میں کہا گیا ہے: ”احیاء عند ربهم“ (آل عمران: ۱۶۹)

ج..... لفظ کے ایک استعمال سے اس کے دوسرے استعمال پر حکم لگا دینا مرزائیوں کی پرانی جہالت ہے۔ عند اللہ کا استعمال موت یا رفع روحانی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ قرآن میں ہے: ”ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقه من تراب (آل عمران: ۵۹)“ اس میں عند اللہ کے معنی فی علم اللہ ہیں۔ اسی طرح حسن بصریؒ کے قول میں بھی عند اللہ کے یہی معنی ہیں یا مراد آسمان ہے۔ کیونکہ وہاں اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے۔ پھر جبکہ حسن بصریؒ سے حدیث مرفوعہ: ”ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم الی یوم القيامة“

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰) ”مروی ہے تو ان کے قول کو کسی دوسرے معنی پر اتارنا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ پھر قسم اور لفظ آ لان اس کے مؤید ہیں۔ اس کے علاوہ حسن بصریؒ نے قبل موتہ کی ضمیر عیسیٰ کی طرف راجع کی ہے: ”ان الله رفع عيسى وهو باعثة قبل يوم القيامة مقاماً يؤمن به البرو الفاجر (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰)“ اس بعث سے مراد بعث القبور ہے۔ نزول میں السماء مراد نہیں ہے۔

ج..... بعث کے اصلی معنی ارسال ہیں: ”مبعوثك الذي بعثته الى الخلق

ای ارسلته..... وهو ای عمرو ابن سعید یبعث البعوث..... ای یرسل الجیش  
..... ثم یبعث الله ملكا..... فیبعث الله عيسى ای ینزله من السماء حاکما بشر  
عنا (مجمع البحار ج ۱ ص ۱۹۵، ۱۹۶)“ اس لئے یہاں بھی ارسال و نزول من السماء مراد ہے۔ پھر جب حسن بصریؒ نے یہ قول قبل موتہ کی ضمیر عیسیٰ کی طرف لوٹاتے ہوئے کہا تھا تو پھر بعث سے بعد الموت کیونکر مراد ہو سکتا ہے۔

س..... حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے انتقال پر آپ کے صاحبزادے امام حسنؑ نے برسر منبر لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

”ایہا الناس قد قبض الیة رجل لم یسبقة الاولون لقد قبض فی  
اللیلة التي عرج فیہا بروح عیسیٰ بن مریم لیلة سبع و عشرین من رمضان  
(طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۸)“ کیا لفظ عرج بروح عیسیٰ وفات پر دلالت نہیں کرتا۔

ج..... عرج بروح عیسیٰ میں ترکیب اضافی نہیں ہے۔ یہاں روح سے خود عیسیٰ مراد ہیں۔ کیونکہ جس طرح حضرت عیسیٰ کو روح اللہ کہا جاتا ہے۔ لفظ روح بھی اس پر طلاق کیا جاتا ہے۔ علامہ ابن قیم قصیدہ نونیہ میں فرماتے ہیں: ”و کذا لک رفع الروح عیسیٰ المرتضیٰ حقاً علیہ جاء فی القرآن“ نیز امام حسنؑ کے خیال میں اگر موت ہی مراد ہوتی تو عبارت کو بدل کر عرج کبھی نہ کہتے اور بلکہ یہ فرما دینا کافی تھا: ”قبض لیلة قبض فیہا عیسیٰ بن مریم“ اس کے علاوہ یہ واقعہ درمنثور میں نقل کیا گیا ہے۔ مگر اس میں عبارت اس طرح ہے: ”قبض لیلة اسری بعد لیلة قبض موسیٰ“ معلوم ہوا کہ طبقات ابن سعد میں اختصار کیا گیا ہے اور درمنثور میں پوری عبارت نقل کر دی گئی۔ فعیلہ الاعتماد!

آئمہ اربعہ میں سے امام ابو حنیفہؒ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں: ”خروج الدجال  
ویاجوج وماجوج و طلوع الشمس من مغربها ونزول عیسیٰ علیہ السلام من

السماء وسائر علامات يوم القيامة على ماوردت به الاخبار الصحيحة حق  
کائن“ (فقہ اکبر مترجم ص ۱۶ طبع ۱۹۲۴)

امام احمد، شافعی، مالک کا بھی یہی مذہب ہے۔ لیکن امام مالک لفظ متوفیک کی ایک  
تاویل کی بناء پر رفع کی کیفیت میں دیگر علماء سے اختلاف رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ  
السلام پر رفع آسمانی کے وقت موت واقع کی گئی اور آسمان پر لے جا کر ان کو زندہ کر دیا گیا اور آخر  
زمانہ میں صبح کے وقت اتریں گے۔ ابی اور دوسرے شارحین حدیث نے مسلم کی شرح میں عتبہ  
سے امام مالک کا مذہب اس طرح نقل کیا ہے: ”رفع العتبة قال مالك بين الناس قيام  
يستمعون لا قام الصلوة فتغشاها غمامة فاذا عيسى قد نزل“ اس میں نزول کی  
خاص کیفیت بیان کی گئی ہے۔ اس لئے اس کو نزول بروزی باطنی پر محمول کرنا صحیح نہیں ہو سکتا۔ علامہ  
زرقانی مالکی نے مواہب قسطانی کی شرح میں اپنے مذہب کو بالکل واضح کر دیا ہے۔

”فاذا نزل سيدنا عيسى عليه السلام فانما يحكم بشريعة  
نبينا ﷺ ..... بالهام لاحكامها او اطلاق على الروح المحمدى ..... او بماشاء  
الله من استنباط لها من الكتاب والسنة“ پھر چند سطر بعد لکھتے ہیں: ”فهو عليه  
السلام وان كان خليفة في الامة المخديه فهو رسول و نبي كريم على حاله  
لا كما ظن بعض الناس انه يأتي واحدا من هذه الامة بدؤن النبوة و الرسالة  
وجهل انها لا يزولان بالموت كما تقدم فكيف بمن هو حي نعم وهو واحد من  
هذه الامة مع بقاءه على نبوة و رسالة“ (شرح مواہب ج ۵ ص ۳۴۷، ۳۴۸)

مرزا قادیانی امام مالک کی یہ تحقیق کہ وہ رفع کے وقت مردہ بنادئے گئے تھے تسلیم  
کرتے ہیں۔ مگر دم بارہ ان کے زندہ ہونے اور آخر زمانہ میں بعینہ اترنے کی تحقیق کو نہیں مانتے اور  
سو طرح کی جھٹیں نکالتے ہیں۔ غضب ہے کہ جس مجمع البحار سے قال مالک مات نقل کرتے ہیں  
وہیں اس کی مراد بھی کبھی ہوئی ہے۔ اس کو نقل نہیں کرتے اور وہ یہ ہے: ”ولعله اراد رفعه الى  
السماء او حقيقة ويجئ اخر الزمان لتواتر خبر النزول (مجمع البحار ج ۱  
ص ۵۳۴ تحت حکم)“ اس طرح علامہ ابن حزم الاندلسی مالکی کی طرف جھوٹی نسبت کر دی کہ وہ  
موت عیسیٰ کے قائل ہیں۔ باوجود یہ کہ رفع و نزول مسیح میں ان کا وہی خیال ہے جو امام مالک کا ہے۔  
مگر لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے ان کی آدھی بات نقل کی جاتی ہے۔

علامہ ابن حزم اپنی کتاب (الملل والنحل ج ۲ ص ۲۶۹ باب الكلام فيمن

یکفر ولا یکفر) میں حیات عیسیٰ کی تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”واما من قال ان الله عزوجل هو فلان لانسان بعنیه او ان الله تعالى يحل فی جسم من اجسام خلقه او ان بعد محمد ﷺ نبیا غیر عیسیٰ ابن مریم لا یختلف اثنان فی تکفیرہ لصحة قیام الحجة بكل هذا علی کل احد“

علاوہ امام احمدؒ کے علماء حنبلیہ میں سے علامہ ابن تیمیہؒ اور علامہ ابن قیمؒ نے بھی حیات مسیح کا اقرار کیا ہے۔ ”سیظهر غلبة المسلمین علی النصاری عند نزول المسيح . وان نزوله من اشراط الساعة (الجواب الصحيح ج ۴ ص ۱۷۰)“ ”الجواب الصحيح کے دیگر حوالے پہلے گزر چکے ہیں۔

”محمد ﷺ مبعوث الی جمیع الثقلین فرسالته عامة للجن والانس فی کل زمان ولوکان موسیٰ و عیسیٰ حیین لکانا من اتباعه واذا نزل عیسیٰ بن مریم فانما یحکم بشریعة محمد ﷺ فمن ادعی انه مع محمد ﷺ کالخضر مع موسیٰ (الی ان قاله) شهادة الحق فانه مفارق لدين الاسلام بالکلیة فضلا ان یكون من خاصة اولیاء الله وانما هو من اولیاء الشیطان و خلفاء و نوابه و قال شعرا . وکذاک رفع الروح عیسیٰ المرتضیٰ حقا علیه جاع فی القرآن (عن قصیة النونیه) و هذا المسيح ابن مریم حی لم یمت و غداه من جنس غذاء الملائکة“ (اقسام القرآن لابن قیم)

س ..... ابراہیم ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں لکھا ہے: ”واما ما یذکر عن المسيح انه رفع الی السماء وله ثلث و ثلثین سنة فهو قول النصاری“ ”کتاب کے ص ۳۶ پر لکھا ہے: ”الانبیاء انما استقرت ارواحهم نھاک مفارقة بعد البدن“ اور مدارج السالکین میں ہے: ”لوکان موسیٰ عیسیٰ حیین“ ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں۔

ج ..... ابن قیمؒ کی طرف وفات مسیح کے عقیدہ کی نسبت کرنا سوء فہم ہے۔ ان کا عقیدہ تو وہ ہی ہے جو پہلے لکھا جا چکا ہے۔ مگر زاد المعاد کی عبارت کا یہ مطلب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو کہا جاتا ہے کہ وہ آسمان پر اس وقت اٹھائے گئے۔ جبکہ ان کی عمر ۳۳ سال کی تھی۔ یہ نصاریٰ کا قول ہے مطلقاً مرفوع ہونا نصاریٰ کا قول نہیں ہے۔ دوسری عبارت میں مرنے کے بعد انبیاء علیہم السلام کے ارواح طیبہ کے رہنے کی جگہ بتائی ہے۔ اس میں عیسیٰ علیہ السلام کے

مرنے یا زندہ ہونے کا کوئی ذکر نہیں۔ جب حضرت عیسیٰ کی وفات ہوگی اس وقت ان کی روح بھی وہیں چلی جائے گی۔ یہ حکم ایسا ہی ہے جیسا کہ ابرار کے متعلق قرآن مجید میں آیا ہے: ”ان الا برار لفی نعیم“ اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ جب سارے ابرار اور فجار مر جائیں گے تب اس آیت کا مفہوم صادق آئے گا۔ مدارج السالکین کی پوری عبارت اوپر نقل کر دی گئی۔ اس کے بعد اس کے سمجھنے میں کسی کو دقت ہی نہیں رہتی۔ کیونکہ اس کے معنی صاف ظاہر ہیں کہ مراد ابن قیم کی حین سے موجودین ہے۔ یعنی اگر وہ دونوں اس وقت زمین پر موجود ہوتے تو ان کو حضور ﷺ ہی کی اتباع کرنی پڑتی۔ جس طرح کہ وہ آخر زمانہ میں آسمان سے اتر کر شریعت محمدیہ کی پابندی کریں گے۔ ابن کثیر اور شیخ عبدالوہاب شعرانی نے یواقیت میں اس روایت کو لکھا ہے۔ لیکن مطلب ہر دو صاحبان کا وہی ہے جو پہلے مذکور ہے۔

چنانچہ (یواقیت ج ۲ ص ۲۲) میں یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ”فانہ کان موجود الجسم من لدن ادم الی زمان وجودہ لکان جمیع نبی ادم تحت شریعة“

پھر دوسری جگہ شیخ نے حین کی تفسیر موجودین کی ہے۔ نیز اسی صفحہ پر وہ چار سطر بعد لکھتے ہیں: ”مما یشہد لکون جمع الانبیاء نوابالہ ﷺ کون عیسیٰ اذا نزل الی الارض لایحکم بشرع نفسه الذی کان علیہ قبل رفعہ و انما یحکم بشرع محمد ﷺ الذی بعث بہ الی امتہ“

اس کے علاوہ ص ۲۱ پر یہ حدیث اس طرح نقل کی ہے۔ فی حدیث ”لو کان موسیٰ حیاماً وسعہ الا ان اتباعی“ نیز ص ۱۸ پر رفع اور نزول کی تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”ثم رفعہ الی السماء بقدر مافیہ من الروحانیة فکان مکثہ فی الارض بقدر مافیہ من الطین ومکثہ فی السماء بقدر مافیہ من النور“ (یواقیت ص ۱۱۸) ”وقد جاء الخبر الصحیح فی عیسیٰ وکان ممن اوحی الیہ قبل رسول اللہ ﷺ انه اذا نزل اخر الزمان لایؤمننا ای بشر یعتنا“

(یواقیت ج ۲ ص ۸۴)

”فقد ثبت نزولہ عیسیٰ علیہ السلام بالکتاب والسنة وزعمت النصرانی ان ناسوتہ صلب ولاہوتہ رفع والحق انه رفع بجسده الی السماء والایمان بذالك واجب قال تعالیٰ بل رفع اللہ الیہ قال العلامة ابو طاهر و

اعلم ان كيفية رفعه ونزوله وكيفية مكثه في السماء الى ان ينزل من غير طعام ولا شراب مما يتقاصر عن دركه العقل ولا سبيل لنا الا نؤمن بذلك تسليماً لسعة قدرة الله تعالى“ (يواقیت ج ۲ ص ۱۴۶)

س..... امام شعرانی طبقات ۲/۲۴ میں لکھتے ہیں رفع علیٰ کما رفع عیسیٰ اور علیٰ کا رفع بالاتفاق روحانی اور بالموت ہے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ کا بھی ایسا ہی ہونا چاہئے۔

ج..... امام شعرانی نے سید علی الخواص کا قول نقل کیا ہے۔ اپنا مذہب بیان نہیں کیا۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت علیؑ کا بھی رفع آسمانی عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہوا ہے اور آخر زمانہ میں اتریں گے۔ اس میں رفع سے موت کے معنی مراد نہیں ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو اس طرح فرماتے رفع عیسیٰ کما رفع علیؑ چونکہ رفع عیسیٰ سے رفع جسمانی ہی مشہور ہے۔ اس لئے رفع علیؑ کو اس کی ساتھ تشبیہ دینے کے یہ معنی ہوں گے کہ علیؑ کا رفع حضرت عیسیٰ کی طرح جسمانی ہوا ہے۔ حضرت علیؑ کو الٹا اس عبارت میں مشبہ بہ بنانا الٹی عقل والوں ہی کا کام ہے۔

شیخ محمد بن العربی کا عقیدہ بھی حیات مسیح کے متعلق وہی ہے جو عام مسلمانوں کا ہے۔ چنانچہ فتوحات مکہ کے باب ۹۳ میں لکھتے ہیں:

”اعلم انه ليس في امة محمد ﷺ من هو افضل من ابي بكر غير عيسى وذلك اذا نزل بين يدي الساعة لا يحكم الا بشرع محمد ﷺ فيكون له يوم القيامة حشر ان حشر في زمرة الرسل بلواء الرسالة... وحشر في زمرة الاولياء بلواء الولاية“ (فتوحات)

”وابقى في الارض ايضاً الياس و عيسى وكلاهما من المرسلين“

(فتوحات ج ۲ ص ۵ باب ۷۳)

یواقیت میں فتوحات سے حدیث معراج نقل کی ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں:

”فاستفتح جبرئیل السماء الثانية كما فعل في الاولى وقال وقيل له فلما دخل اذا بعيسى بجسده عينه فانه لم يمت الى الان بل رفعه الله الى هذه السماء“ (اليواقیت ج ۲ ص ۳۴)

س..... شیخ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے: ”انتقل روحه عند المفارقة من العالم السفلي بالعالم العلوي“ معلوم ہوا کہ وہ حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔

ج..... شیخ کی کوئی تفسیر نہیں ہے۔ لوگوں نے غلط عقائد لکھ کر شیخ کو بدنام کرنے کے لئے لکھ دیئے تھے:

اسی لئے شیخ عبد الوہاب شعرانی کو اس کی تردید کرنی پڑی۔ پھر تصریحات بالا کے بعد کسی غیر معتبر تحریر کو پیش کرنا دیانت اور عقلمندی کے خلاف ہے۔

علامہ ابن جریر کا عقیدہ بھی حیات مسیح کے متعلق وہ ہی ہے جو عام مسلمانوں کا ہے۔ جیسا کہ تفسیروں سے ثابت ہو چکا ہے۔ لیکن اپنی تاریخ میں ایک واقعہ نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی وفات ہو چکی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس الجماء میں جو مدینہ طیبہ کے پاس وادی عقیق کا ایک پہاڑ ہے ایک قبر نمودار ہوئی جس کے سر ہانے ایک پتھر پر یہ تحریر کندہ تھی:

هذا قبر رسول الله عيسى بن مريم! لیکن صحیح یہ ہے کہ اس عبارت میں سہو ہے۔ ورنہ مسیح کے بارے میں ابن جریر کا عقیدہ اجماع کے موافق ہے۔ اس کے خلاف نہیں ہے۔

چنانچہ اسی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ: ”انه رفعه الله مع جسم وهو حي الى الان“

(تاریخ ابن جریر ص ۴۹۵ ج ۱)

اس عبارت میں لفظ اللہ زائد ہے اور اصل عبارت اس طرح ہے کہ هذا قبر رسول عيسى ابن مريم! یعنی یہ قبر عیسیٰ ابن مریم کے قاصد کی ہے یا ایک مضاف مقدر ہو۔ یعنی رسول رسول اللہ عیسیٰ بن مریم یا رسول روح اللہ عیسیٰ بن مریم۔ اس عبارت کو اس طرح صحیح کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ تاریخ کی دوسری کتابوں میں وضاحت کے ساتھ بالتصریح اس کتبہ کی تحریر وہ لکھی ہوئی ہے جو تصحیح کے بعد بتائی گئی۔

چنانچہ کتاب الوفاء کے باب سوم میں ہے کہ: ”فاخرجت اليهما الحجر فقرأه

فاذا فيه انا عبد الله بن الاسود رسول، رسول الله عيسى بن مريم الى اهل قري عرينه“ اس کے بعد روایت ابن شہاب منقول ہے کہ: ”وجد قبر علي جماء ام خالد اربعون ذرا عافي اربعين ذراعا مكتوب في حجر انا عبد الله من اهل نينوى رسول رسول الله عيسى بن مريم عليهما السلام اني ارسلت الى اهل هذه القرية فاذا ركني الموت فاوصيت ان ادفن في جماء ام خالد“

ان تصریحات کے موجود ہوتے ہوئے ہر ذی ہوش انسان کا فرض ہے کہ وہ کتابت کی غلطیوں کی اصلاح کر لے اور حافظ بن جریر طبری کی طرف جو اپنی تاریخ اور تفسیر میں عیسیٰ علیہ السلام کو جسم غصری کے ساتھ زندہ مان رہا ہے وفات مسیح جیسے غلط عقیدہ کی نسبت نہ کرے۔ اگرچہ



صاحب کشاف علامہ زمخشری معتزلی الحیال ہے۔ مگر حیات مسیح کے عقیدہ میں وہ بھی اجماع امت کے ساتھ ہے۔ لیکن مرزائیوں نے نقل میں خیانت کرتے ہوئے اس کی تفسیر کے حوالہ سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ صاحب کشاف وفات مسیح کا قائل ہے اور اس کے ثبوت میں یہ کہا گیا کہ اس نے کشاف میں متوفیک کے معنی حتف انفک کئے ہیں۔ اگر مرزائی جماعت و جملہ خیانت کو چھوڑ کر کشاف کی پوری عبارت نقل کر دیتے تو ان کو یہ بات کہنے کی نوبت ہی نہ آتی۔ متوفیک کی تفسیر میں صاحب کشاف لکھتے ہیں: ”انی متوفیک ای مستوفی اجلک ومعناہ انی عاصمک من ان یقتلک الکفار و مؤخرک الی اجل کتبه لک و ممیتک حتف انفک لا قتلا بایدیہم و رافعک الی سمائی و مقر ملائکتی (تفسیر کشاف ج ۱ ص ۳۶۶)“

زیر آیت: یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک!

یعنی جو مدت تیری زندگی کی ہمارے علم میں مقدر ہو چکی ہے وہ پوری کی جائے گی اور یہودی تجھ کو قتل نہ کر سکیں گے اور میں تجھے آسمان کی طرف اٹھانے والا ہوں۔ اس میں کسی جگہ بھی یہ نہیں لکھا کہ میں میں تجھے مار کر روحانی طور پر مرفوع کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اس کج فہمی اور بے عقلی سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ ان علماء کے علاوہ علامہ ابن حجر عسقلانی اور شیخ الاسلام الحیرانی، شاہ ولی اللہ وغیرہم نے رفع اور نزول جسمانی کی اپنی کتابوں میں تصریح کی ہے:

چنانچہ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں: ”نزولہ لدنوا جملہ لیدفن فی الارض اذ لیس بمخلوق من التراب ان یموت فی غیرہا وقیل انه دعا اللہ لما رأى صفة محمد <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> و امتہ ان یجعلہ منہم فاستجاب اللہ دعاءہ و ابقاہ حتی ینزل فی آخر الزمان مجدد الا مر الاسلام فیوافق خروج الدجال“

(فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۷ باب واذکر فی الکتاب مریم)

مواہب لدنیہ کی شرح میں ہے: ”قال الحافظ وعلیہ اذا نزل الی الارض ومضت المدة المقدورة له یموت ثانیاً وقیل معنی متوفیک و رافعک من الارض فعلیہ لا یموت الا فی آخر الزمان وقال فی موضع اخر رفع عیسیٰ وهو حی علی الصحیح“ (شرح مواہب لدنیہ ج ۵ ص ۳۵)

شیخ الاسلام الحیرانی فرماتے ہیں: ”وصعود الادمی ببذنه الی السماء قد ثبت فی امر المسیح عیسیٰ بن مریم فانه صعد الی السماء وسوف ینزل الی الارض“

شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں: ”نیز از ضلالت ایشان یعنی نصاریٰ یکے آنست کہ جرم میکنند کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتول شدہ است وفی الواقعہ در قصہ عیسیٰ اشتبہائے واقعہ شدہ رفع آسمانی راقتل گمان کردند و کابراعن کا بر غلط را روایت نمودند خدا تعالیٰ در قرآن شریف ازالہ شبہ فرمودہ کہ ماقتلوه وماصلبوه (الفوز الکبیر) الحمد لله علی ذلک وما کننا اهلا لهذا لولا ان هدانا الله والله روف بالعباد“

### خلاصہ مافی الباب

۱..... ”وايتنا عيسى ابن مريم البينات وايدناه بروح القدس“

(بقرہ: ۸۷)

”انہ جبرئیل علیہ السلام (کبیر ج ۳ ص ۱۷۷) وهو الذی رباه فی جمیع الاحوال وکان یسیره معہ حیث سارو کان معہ حیث صعد الی السماء“ (کبیر ج ۳ ص ۱۷۸)

مطالبہ: ”فلما خلی بینہ وبين اليهود حين ارادوا قتله ولم يحافظه فما معنی التائید والاعانة بعده“

۲..... ”وجيهاً في الدنيا والآخرة ومن المقربين (آل عمران: ۴۵)“

”هو اشارة الى رفعه الى السماء“ (ابوالسعود ج ۲ ص ۳۷)

”ان هذا الوصف كالتنبيه على انه عليه السلام سيرفع الى السماء“ (تفسير کبیر ج ۸ ص ۵۴)

مطالبہ: ”هل تبقى الوجاهة بعد الاهانة كما جوزها المرزافي“

(ازالہ ص ۳۷۸ تا ۳۸۴)

۳..... ”يکلم الناس في المهد وكهلا ومن الصالحين“

(آل عمران: ۴۶)

”ذکرها فی موضع الامتنان علی مافی المائدة ولا يمكن بغير حمل کهل عند النزول فی الحديث عن ابن عباسؓ تکلم (فی المهد) اربعة صغار شاهد يوسف، ابن مشاطہ بنت فرعون وعیسیٰ بن مریم و صاحب جریج“ (رواہ احمد ج ۱ ص ۳۱۰ کمالین ورازی ج ۵ ص ۱۲۲) ”کهلا بعد نزول“

(بيضاوى ج ١ ص ١٣٩) وفى هذا نص على انه سينزل من السماء الى الارض  
ويقتل الدجال“ (خازن ج ٢ ص ٢٥٠)

٢..... ”ومكروا ومكر الله والله خير الماكرين (آل عمران: ٥٤)“

”لانه عبارة عن التدبير للحكم الكامل ثم اختص فى العرف بالتدبير  
فى اىصال الشر الى الغير وذلك فى حق الله غير ممتنع“ (كبير ج ٨ ص ٧١)  
”مكر الله ان رفع عيسى الى السماء والقى شبيهه على من اراد  
اغتياله حتى قتل“ (كشاف ج ١ ص ٣٦٦)

”ويمكرون ويمكر الله والله خير الماكرين فيه اشارة بانجاه  
النبي ﷺ من كفار مكة يوم الهجرة. مكروا مكرا ومكرنا مكراً وهم لا يشعرون  
فيه اخبار عن انجاه صالح عليه السلام فى مقابله الكفار اذ هوا بفتكه. قال  
المولى على فى الهجرة“

”وفيت بنفسى خير من وطى الثرى ، ومن طاف بالبيت العتيق يا  
الحجر، رسول! له خاف ان يمكرو به. فنجاه ذو الطول الا له من المكر“  
مطالبه: ”كيف ان يذكر تدبير الله فى مقابله الكفار ثم تكون الغلبة  
لهم لا له هل له من نظير“

٥..... ”اذ قال الله يا عيسى انى متوفيك ورافعك الى ومطهرك  
من الذين كفروا“ (آل عمران: ٥٥)

١..... ”استوفاه وتوفاه استكمله“ (اساس البلاغة)

٢..... ”توفيت المال منه واستوفيته اذا اخذته كله“

(لسان العرب ج ١٥ ص ٣٥٩)

٣..... ”ومن المجاز ادركته الوفاة اى الموت والمنية و توفى  
فلان اذا مات وتوفاه الله عز وجل اذا قبض..... روحه“

(تاج العروس شرح قاموس ج ٢٠ ص ٣٠١)

”ومن المجاز توفى فلان وتوفاه الله اذا ادركه الموت لا بد للمجازو  
المشترك من قرينة والقرينة ههنا للحياة دون الموت وذلك كما قيل“  
”قد ثبت الدليل انه حى وورد الخبر عن النبي ﷺ انه سينزل

ويقتل الدجال ثم انه تعالى يتوفاه بعد ذلك“ (كبير ج ٨ ص ٧٢)

.....٢ ”وانما احتاج المفسرون الى تاويل الوفات بما ذكر لان

الصحيح ان الله تعالى رفعه الى السماء من غير وفات كما رجه كثير من المفسرين واختاره ابن جرير الطبري ووجه ذلك انه قد صح في الاخبار عن النبي نزوله وقتله الدجال“ (فتح البيان ج ٢ ص ٤٥)

.....٣ ”ذكر الحافظ ابن حجر في التلخيص الحبير من كتاب

الطلاق واما رفع عيسى فاتفق اصحاب الاخبار والتفسير على انه رفع ببدنه حيا وانما اختلفوا هل مات قبل ان يرفع او نام فرفع..... في العسدة قال مالك بينما الناس قيام يستصغون لا قامة الصلوة فتغشاه غمامة فاذا عيسى نزل (نقله لا بى فى شرح مسلم ج ١ ص ٤٤٦ باب نزول عيسى بن مريم طبع دار الكتب بيروت)“

قال ابن حزم من قال ”ان بعد محمد نبينا غير عيسى عليه السلام لا

يختلف اثنان في تكفيره“ (الملل النحل ج ٢ ص ٢٦٩)

مثال التوفى الذى فاعله الله ومفعوله ذوروح ثم معناه ليس يموت!

(١)..... ”وهو الذى يتوفاكم بالليل“ (انعام: ٦٠) ”اى ينيمكم“

(مجمع بحار الانوار ج ٥ ص ٩٩)

(٢)..... ”الله يتوفى الانفس حين موتها والتي لم تمت فى منامها“

(زمر: ٤٢)

مطالبه: اين كثرت الاستعمال من قرائن المجاز!

(٢)..... ”ثم فى اى كتب اللغة والنحو قاعدتكم المخترع فالرفع

فى الاجسام حقيقة فى الحركة والانتقال وفى المعانى على فايقتضيه المقام (مصباح منير) لا يترك الحقيقة بدون القرينة . وان اريد من الموت حقيقة فالقول باحياء الموتى او التأخير الوقوعى لازم كما فعل مالك و ابن عباس ومثله فى التقديم والتأخير كثير فى القرآن“ (كبير ج ٨ ص ٧٣)

(٦)..... ”ماقتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم“ (نساء: ١٥٧)

”لكن فان كانت لعطف مفرد على المفرد فهى نقيضة لا فتكون

لايجاب ما انتفى عن الاول فتكون لازمة لنفى الحلم عن الاول نحو ما قام زيد لكن عمرو اى قام عمرو وانك انت لعطف الجملة على الجملة فهي نظيرة بل فى مجيها بعد النفى والاثبات فبعد النفى لاثبات ما بعده وبعد الاثبات لنفى ما بعده نحو جاء نى زيد لكن عمرو لم يجرى وما جاء نى زيد لكن عمرو قد جاء نى على كل تقدير غير مستعملة بدون النفى (شرح الجامى) قوله لايجاب اى لاثبات ما انتفى عن المتبوع (تكمله عبد الغفور)

”ان لكن الداخلة على الجملة عاطفة وهو مختار (الزمخشري فلا بحسن الوقف عليه بل يعطف فكان تقديره فى عطف المفرد ما فى تفسير رحمانى ولكن قتلوه وما صلبوا من ابقى عليه شبه ولا بد من تقدير من ليصيح كونه مفعولا لفعل قتلوا مثله فى المدارك والكشاف يجوز ان يسند الى ضمير المقتول لان قوله وما قتلوه يدل على انه وقع القتل على غيره فصار ذلك الغير المذكور ابهذا الطريق فحسن اسناد شبه اليه (تفسير كبير ج ١ ص ٩٩)“  
”وان اخذ شبه من التشبيه بمعنى الاشتباه فهو لعطف الجملة ومنهم من يقول بل اشتبه على الذين صلبوه وهذا قول اكثر الناس“

(الجواب الصحيح ج ١ ص ٣١٣)

”ولكن وقع لهم التشبيه بين عيسى عليه السلام والمقتول“

(بيضاوى ج ١ ص ٢١٥ ابو السعود ج ٢ ص ٢٥١)

”والتقدير الواضح هكذا اى لكن وقع لهم التشبيه بين عيسى والمقتول فقتلوا شابا من النصارى حسبوه عيسى“ (جامع البيان)  
”وان كان ضمير لهم لمن اخبره اليهود فالمعنى شبه للناس الذين اخبرهم اولئك بصلبه“ (الجواب الصحيح ج ١ ص ٣١٣)

”هذا قول ابن حزم ذكره فى الملل“ (الجواب ج ١ ص ٣١٣)

”التقدير الواضح هكذا ولكن شبه على الناس بصلب عيسى وقد صلبوا غيره او معناه لم يقع القتل لاحد ولكن اشيع كذبا فكان تقديره ما قال البيضاوى اوفى الامراى وقع لهم التشبيه اى الاشتباه فى امر القتل والتقدير الواضح هكذا لكن قتلوا صلبوا عيسى الفرضى الذى ارجف بقتله

كذبافى زعم الناس وهو غير عيسى بن مريم الذى نفى عنه الصلب فصح  
العطف لتغائر المسند اليه فعلى كل تقدير يثبت ان عيسى لم يعلق بالصليب  
ومارفع عليه“

مطالبه: هل يثبت ان نبياً من الانبياء هرب من قوله مختفياً وبقي  
٨٧ سنة ساكتاً لم يقل من التبليغ حرفاً!

٥/٢ ..... ”من اين اخذا اذ رفع على الصلب ولكن لم يمت مع  
تواتر اليهود والنصارى على موته ظاهراً (وقد صحح اثر ابن عباس ابن كثير  
والسيوطى)“

”ان قول الصحابى حجة يجب تقليده عندنا اذا لم ينفيه شى  
اخر من السنة“ (شامى ج ١ ص ٥٧٤)

٣/٦ ..... ”كيف يرفع التناقض فى الاية ويصيح ذكر من على  
طريق لنحو بارجاع ضمير شبه الى عيسى كما“

٤ ..... ”وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه (نساء ١٥٧، ١٥٨)“

”اما بل فى عطف الجملة على الجملة فللا ضراب اما بابطال نحو  
قالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانه بل عباد مكرمون واما بانتقال من غرض  
الى اخر نحو قد افلح من تزكى وذكر اسم ربه فصلى بل تؤثرون الحياة  
الدنيا هي فى ذلك كله حرف ابتداء لا عاطفة على الصحيح كذا فى المغنى  
فلذا لم يتعرض له الشارح ويجوز ان يوافق ما بعده لما قبله اثباتاً ونفياً قال  
الله انتم لتاتون الرجال شهوة من دون النساء بل انتم قوم تجهلون وقوله  
تعالى ام يقلون افتره بل هو الحق من ربك“ (تكملة ص ٥٤٧)

”بل هو حقيقة فى الاعراض وهو متنوع تارة تكون لجعل الاول  
مسكوتاً وقد تكون مقرراً لابطال الاول نفسه او غرضه ٠ (بحر العلوم على  
مسلم الثبوت) فعلم ان بل الابطاليه قد يبطل غرض المقدم وسببه فهنا  
ابطال دعوى القتل الذى هو سبب ذكره ما قتلوه ..... الخ“

”بل رفعه الله اليه ..... ردوانكار لقتله“

(بيضاوى ج ١ ص ٢١٦ و ابو السعود ج ٢ ص ٢٥٢)

”وان اخذبل انتقالية فهو يقع لانتقال من غرض الى غرض وذلك لايمكن الا فى الرفع الجسماني اويقال ان هذه الجملة لقصر القلب فيكون فيه الرد على اعتقاد المخاطب صريحا كما تقول زيد قائم لا قاعد لمن يعتقد قعوده دون القيام فكذلك لما بين دعوى اليهود انهم قتلوا عيسى فرد عليه اولاً بقوله ماقتلوه ثم اكده ببلى رفعه وذلك فى الرفع الجسماني دون وغيره . وايضا كما ان ضمير ماقتلوه راجع الى عيسى المجسم فليكن ضمير رفعه ايضا اليه والا لم يبق تعلق ما بعد بل بما قبلها“

مطالبة: يؤتى بمثال من المحاورات يذكر فيه الماضى بعد بل لكن يكون اظهره بعد مدة ويلة كسبع وثمانين سنة كما فيها مثال الرفع الجسماني ان مفعوله انسان !

..... ”فرفع الى رسول الله الصبى“

(مشكوة ص ١٥٠ باب البكاء على الميت)

..... ٢ ”رفع ابو يه على العرش“ (يوسف: ١٠٠)

..... ٨ ”وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ثم يوم

القيامة يكون عليهم شهيدا“ (النساء: ١٥٩)

”اما المضارع ان كان حالاً لم يؤكد بهما وان كان مستقبلاً اكد بهما

وجوباً فى النحو تا الله لا كيدن اصنامكم“ (مغنى ج ٢ ص ٢٢)

”والمستقبل الذى هو خبر محض لا تلحق نون التاكيد باخره

الابعد ان يدخل على اول الفعل ما يدل على التاكيد كلام القسم وان لم يكن

فيه معنى الطلب“ (شيخزاده على البيضاوى)

”مثله فى الرضى“ (ص ٣٤١ ومتن متين)

”فقوله ليؤمنن الاستقبال واستقبالية تبتدئ من وقت نزول الآتية

ان صيغة الافعال موضوعة لازمنة التكلم اذا كانت مطلقة فاذا جعلت قيوداً

لما يدل على زمان كان ومضيها وغيره بالنسبة الى زمانه“

(روح المعانى من الكهف)

مطالبه: فليؤى المضارع المؤكد بهما لغير الاستقبال فى مثال وانه

لم يكن مفيدا بشرط!

٩..... "لن يستنكف المسيح ان يكون عبداً لله والملائكة

المقربون" (النساء: ١٧٢)

"لن للاستقبال وعدم الاستنكاف منه لا يكون الا بعد النزول"

١٠..... "واذ كففت بنى اسرائيل عنك" (مائده: ١١٠)

"فهذا مذكور فى موضع الامتنان فان ضربه اليهود او صلبوه لم

يصح ذكره امتناناً. هذا كقوله تعالى يا ايها الذين امنوا اذكرو نعمه الله

عليكم اذ هم قوم ان يبسطوا اليكم ايدهم فكف ايدهم عنكم" (مائده: ١١)

١١..... "انه لعلم للساعة فلا تمترن بها" (زخرف: ٦١)

"فى قراءة علم الفتحين تسمية علما لحصوله به"

(ابو السعود ج ٨ ص ٥٢)

"اى خروج ابن مريم ونزوله من السماء قبل يوم القيامة هكذا

مروى عن ابن عباس وجابر و ابي مالك وحسن و قتاده ومجاهد"

(ابن كثير ج ٩ ص ١٧٥)

"ان الضمير للعيسى لا للقرآن" (روح المعانى)

١٢..... "ولقد ارسلنا رسلاً من قبلك وجعلنا لهم ازواجاً و

ذرية" (الرعد: ٣٨)

١٣..... "قال رسول الله ينزل عيسى بن مريم الى الارض

فيتزوج ويولده"

(مشكوة ص ٤٨٠ باب نزول عيسى عليه السلام اى يتزوج ويولده بعد نزوله)

## احاديث

(١)..... "الاحاديث الواردة فى نزوله المتواترة"

(كتاب الاذاعة للشوكانى)

(٢)..... "قد تواترت الاحاديث عن رسول الله ﷺ انه اخبر

بنزول عيسى عليه السلام قبل يوم القيامة (ابن كثير ج ٩ ص ١٧٥) "يجبى



آخر الزمان لتواتر خبر النزول (مجمع البحار ج ١ ص ٥٣٤) قد تواترت الاحاديث بنزول عيسى ..... صحيح الطبري هذا القول : فتح البيان، عن ابن عباس رفع عيسى من روزنة في البيت الى السماء (رواه ابن كثير) وقال ابن كثير اسناد ابن ابي حاتم اسناد صحيح الى ابن عباس رواه النسائي عن ابي كريب فهو في حكم الموقوف

(١) ..... "عن ابي هريرة انه قال قال رسول الله ﷺ كيف انتم اذا نزل ابن مريم من السماء فيكم واما مكم منكم"

(البیهقی کتاب الاسماء والصفات بسند صحيح ص ٣٠١)

(٢) ..... "عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ فعند ذلك ينزل

اخى عيسى بن مريم من السماء (كنز العمال ج ١٤ ص ٦١٩ حديث ٧٢٦٣٩)"

(١) ..... "عن الحسن قال قال رسول الله ﷺ لليهود ان عيسى لم

يمت وانه راجع اليكم قبل يوم القيامة"

(درمنثور ج ٢ ص ٣٦ وابن كثير وابن جرير مختصراً)

(٢) ..... "استفتح جبرائيل السماء الثانية كما فعل في الاولى

وقال وقيل له فلما دخل اذا بعيسى عليه السلام بجسده عينه فانه لم يمت الان بل رفعه الله الى هذه السماء"

(يواقيت ج ٢ ص ٣٤ المبحث الرابع والثلاثون في صحة الاسراء)

(١) ..... "قال رسول الله ﷺ لوفد نجران قال الستم تعلمون ان ربنا

حي لا يموت وان عيسى ياتي عليه الفنا (ابن جرير، ابن ابي حاتم، اخرج الحاكم في اخر حديث الاسراء فاهبط فاقتله ولا اترككم نيامي افي اتي اليكم بعد قليل واما انتم فتروني الى انا حي (ذكره الحافظ في الفتح و سكت على تصحيح الحاكم اياه) قال رسول الله ﷺ ليهبطن بن مريم حكما ، الحاكم و صحه)"

اجماع

"اجمعت الامة على ان عيسى عليه السلام الان حي في السماء

سينزل الى الارض الى اخر الحديث الذي صح عن رسول الله ﷺ في ذلك (النهر الماد عن البحر) قد اجتمعت الامة على نزوله ولم يخالفه احد من اهل

الشریعة سوى الفلاسفة الملاحدة ممن لا يعتد بخلافه وليس ينزل بشریعة مستقلة عند النزول وان كانت النبوة قائمة به (عقيدة السفارینی) انه لا خلاف فی انه ينزل فی آخر الزمان (فتوحات ج ۲ ص ۳ باب الثالث والسبعون، وقد ذكرنا الاجماع عليه النووی ج ۲ ص ۴۰۳ السيوطی فی الاعلام، بحر المحيط، الوجیز، الحافظ فی التلخیص)“

”قال ابن قیم، شعراً وكذاك رفع روح عيسى المرتضى حقا عليه جاء فی القرآن، فی اقسام القرآن له وهذه المسيح ابن مريم حى لم يمت وغذاه من جنس غذاء الملائكة . عن الحسن والله انه لحيى الان عند الله روى ذلك موقوفاً و مرفوعاً عن ابن عباس ان الله رفعه بجسده وانه حى الان وسيرجع الى الدنيا فيكون ملكاً ثم يموت كما يموت الناس“

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۷)

## حیات مسیح علیہ السلام پر مرزا قادیانی کا اقرار

..... ”هو الذى ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله ..... یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“ (براہین احمدیہ حاشیہ ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

..... ۲ ”عسى ربكم ان يرحم عليكم وان عدتم عدنا وجعلنا جهنم للكافرين حصيراً ..... یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔۔۔ وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ بحرین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا اور جلال الہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا۔“

(حاشیہ در حاشیہ براہین ص ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱)

..... ۳ ”انى متوفيك ..... میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں

(براہین احمدیہ ص ۵۲۰، خزائن ج ۱ ص ۶۲۰)

گا۔“

مطالبہ: اگر بقول مرزا قادیانی، فاعل اللہ اور مفعول ذی روح کی صورت میں توفی کے معنی موت ہی کے ہوتے ہیں تو الہامی کتاب میں لغت کے خلاف ترجمہ کیوں کیا گیا ہے؟۔

۴..... ”بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو ہی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور اوریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع مسیح بھی کہتے ہیں۔“

(توضیح المرام ص ۳، خزائن ج ۳ ص ۵۲)

۵..... تحقیق سے پہلے مرزا قادیانی کا عقیدہ مسلمانوں کی طرح حیات مسیح کا تھا مگر بعد میں اس عقیدہ کو چھوڑ کر وفات کے قائل ہو گئے تھے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: ”حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ آسمان پر معہ جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت معہ جسم عنصری زمین پر آنا یہ سب ان پر تہمتیں ہیں۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵ ص ۲۳۰، خزائن ج ۲۱ ص ۴۰۶)

۶..... ”میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شہود سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جمار ہا۔“

۳..... ”اس جگہ یاد رہے کہ میں نے براہین احمدیہ میں غلطی سے توفی کے معنی ایک جگہ پورا دینے کے لئے ہیں۔“

(ایام الصلح ص ۴۱، خزائن ج ۱۴ ص ۲۷۱)

ج..... مرزا قادیانی نے حیات مسیح پر قرآن اور احادیث صحیحہ سے استدلال کیا ہے۔ اس لئے حیات مسیح کے عقیدہ کو تہمت یا جھوٹ بتانا قرآن کریم اور حدیث نبوی کو جھوٹا کہنے کے برابر ہے۔

۲..... جب براہین احمدیہ بزم مرزا الہامی کتاب ہے۔ جیسا کہ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ: ”خدا نے مجھے بڑی شہود سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے۔“ اور: ”الرحمن علم القرآن کے ماتحت براہین کے مضامین تفہیمات الہیہ میں سے ہیں۔“ تو اس سے انکار کرنا دو حال سے خالی نہیں ہے۔ یا نعوذ باللہ خدا تعالیٰ اپنے الہام میں جھوٹا ہے؟ جس نے بغیر سوچے اور سمجھے ہوئے الہام کر دیا اور بارہ برس تک اس کی اصلاح نہ کی۔ بلکہ ۱۳ سو سال تک تمام مسلمانوں کو اسی غلط عقیدہ میں پھنسا رکھا اور اس کی تصحیح کے لئے کسی کو مبعوث نہ کیا اور یا دعویٰ الہامیت کا کرنا جھوٹ اور نفس کا اختراع ہے اور یہی صحیح ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے غلطی کا ظہور ناممکن ہے اور مرزا

قادیانی کی یہ عبارت بھی اسی کی مؤید ہے: ”میں نے براہین احمدیہ میں غلطی سے توفی کے معنی ایک جگہ پورا دینے کے لئے ہیں۔“  
(ایام الصلح ص ۴۱، خزائن ج ۱۴ ص ۲۷۱)

۳..... توفی کے معنی ایک دفعہ پورا دینے کے کر کے اس سے انکار کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ مرزا قادیانی نے اس معنی کے تسلیم کرنے سے محض ہوائے نفسانی کی وجہ سے انکار کیا ہے۔ ورنہ توفی کے یہ معنی اس جگہ ضرور لگتے ہیں اور اگر کہا جائے کہ ابتداء میں لغت سے ناواقف ہونے کے سبب سے یہ معنی لکھے گئے تھے تو جہالت اور نادانیت کے باوجود قرآن دانی کے دعوے کہاں تک صحیح ہیں اور نیز اس غلطی کو ذہول اور غفلت پر بھی محمول نہیں کر سکتے۔ کیونکہ بارہ برس تک ذہول ہی ہوتے رہنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

۴..... جب وفات کے عقیدہ کی اختراع کے بعد ۲۰ یا ۳۰ آیتیں مرزا قادیانی کے خیال میں وفات مسیح پر دلالت کرنے والی موجود ہیں تو پہلے ان پر کیوں نظر نہ پڑی اور وہی دو آیتیں کس لئے سامنے آئیں جن سے حیات مسیح پر براہین میں استدلال کیا ہے؟ کیا اس کی یہ وجہ تو نہیں تھی کہ اس وقت مسلمانوں کو مانوس کرنا مقصود تھا؟ اس لئے عقیدہ صحیح ظاہر کیا اور جب ان کا حسن ظن حاصل کر لیا تو پھر ان پر اپنی شخصیت قائم کرنی شروع کر دی۔ حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے:

حافظا رندی کن وے خورد و خوش باش وے  
دام تزدیر مکن چوں دگراں قرآن راء

## باب ۲..... تحریفات مرزا سیہ متعلقہ وفات

تحریف: ۱..... ”وکنت علیہم شہیداً مادمت فیہم“ فلما توفیتنی  
کنت انت الرقیب علیہم“ (مائدہ: ۱۱۷)

اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ اقرار ہے کہ تثلیث پرستی کا عقیدہ توفی کے بعد ہوا ہے جس کا مجھے کوئی علم نہیں۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ثانی مان لیا جائے تو پھر عدم علم کا عذر صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تثلیث پرستی کوئی راز نہیں ہے جس کا علم نہ ہو سکے۔ بلکہ ایک کھلی ہوئی بات ہے۔

۲..... توفی کے معنی موت کے ہیں۔ کیونکہ قرآن و حدیث میں یہ معنی کثرت

سے آئے ہیں اور خصوصاً جہاں اللہ فاعل ہو اور ذی روح مفعول ہو تو وہاں موت ہی کے معنی ہوا کرتے ہیں۔

۳..... اس کے علاوہ بخاری کی اس حدیث سے بھی تو فی کے معنی اس جگہ موت ہی کے معلوم ہوتے ہیں: ”فاقول كما قال العبد الصالح وكنت عليهم شهداً مادامت فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم (بخاری ج ۲ ص ۶۶۵ کتاب التفسیر)“ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی تو فی اور حضرت عیسیٰ کی تو فی کو ایک جیسا بتایا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی تو فی بالاتفاق موت کے ساتھ ہے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ کی بھی موت ہی کے ساتھ ہونی چاہئے۔

تحقیق آیت میں لفظ توفیتنی سے وفات مسیح پر استدلال کرنا دو باتوں پر موقوف ہے۔

(۱)..... ”واذ قال الله يا عيسى“ میں قال زمانہ ماضی پر دلالت کرتی ہے اور استقبال کا فائدہ نہ دے اور یہ سوال وجواب قیامت سے پہلے عالم برزخ میں تسلیم کئے جائیں۔

(۲)..... توفیتنی کے معنی اتنی مارتونے کے ہوں۔ قبضتی یا استوفیتی کے نہ ہوں۔ چونکہ ایسا ہونا غلط ہے اس لئے توفیتنی سے وفات مسیح پر استدلال کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔ پہلی یہ وجہ ہے کہ اذ ظرف زمانہ اگرچہ زمانہ ماضی پر دلالت کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ لیکن کبھی زمانہ آنند کے لئے بھی آجایا کرتا ہے۔ جیسا کہ معنی اللیب اذ کی بحث میں لکھتا ہے:

”احدهما ان تجي للماضي كما تجي اذ للمستقبل“ (معنی) قرآن میں ہے: اذ تبرء الذين اتبعوا۔ ظاہر ہے کہ متبوعین کی بیزاری تابعین سے قیامت کے روز ہوگی۔ ۲..... ”فسوف يعلمون اذا لا غلال في اعناقهم“ (مومن) ہذا سوف استقبال کا قرینہ ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے: اذ ما دخلت على الرسول فقل له! (مفصل، زنجیری)

۳..... ”حقاً عليك اذا اطمأن المجلس“، نقل صیغہ امر کا استقبال پر

دلالت کرتا ہے۔

۴..... ”ثم جزاك الله مسغفراً ذحزى • جنات عدن فى السموات

العلی“ جنات عدن زمانہ مستقبل کا قرینہ ہے۔ لہذا اذ قال میں بھی اذ استقبال کے لئے ہے اور

ماضی مضارع مستقبل کے معنی میں ہے۔ کیونکہ: ”اذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم أنت قلت للناس“ عطف ہے۔ ”اذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم اذ کر نعمتی عليك“ پر اور وہ ”یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتکم“ کا بدل ہے۔ اور رسولوں کو جمع کر کے امت کے قبول کرنے یا نہ کرنے کا سوال یقیناً قیامت کے روز ہے۔ اس لئے یہ واقعہ بھی قیامت ہی کے دن ہوگا۔

”هذا معطوف على قوله اذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم اذ کر نعمتی عليك وعلى هذا لقول فهذا الكلام انما يذكره يعیسیٰ يوم القيامة“

(تفسیر کبیر ج ۳ ص ۴۷۲)

”اذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم اذ کر نعمتی“

(بدل من یوم یجمع، بیضاوی ص ۲۱۰)

دوسرے اس آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہذا یوم ینفع الصادقین صدقہم مذکور ہے اور اس سے یقیناً قیامت کا دن مراد ہے۔ ”هذا یوم ینفع الصادقین صدقہم والمراد به یوم القيامة“ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۴۷۲) امام بخاری بھی یہی معنی لکھتے ہیں۔ اذ قال اللہ بمعنی یقول جمہور مفسرین اور شارحین حدیث نے بھی یہی معنی کئے ہیں۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر نے ایک حدیث نقل کی ہے جس سے اس واقعہ کا قیامت کے دن ہونا صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے۔

”قال رسول اللہ ﷺ اذا كان يوم القيامة دعى الانبياء واممهم ثم يدعى يا عیسیٰ ابن مریم فیذكره اللہ نعمته عليه فيقر بما فيقول يعیسیٰ بن مریم اذكر نعمتی عليك وعلى والدتك الاية ثم يقول أنت قلت للناس اتخذوني وامی الهین من دون اللہ فینکران یكون قال ذالك ابن کثیر“

اور خود مرزا نے بھی (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۶، خزائن ج ۲۱ ص ۱۵۹) میں اس بات کا اقرار کیا ہے۔ اذ ماضی پر کبھی مستقبل کے لئے آتا ہے اور مثال میں یہی آیت پیش کی ہے اور (حقیقت الوحی کے ص ۳۱ ج ۲۲ ص ۳۳) پر لکھا ہے کہ یہ واقعہ قیامت کے دن ہوگا اور ایسا ہی (نصرۃ الحق کے ص ۴۰ خزائن ج ۲۱ ص ۵۱) پر تحریر کیا ہے کہ: ”خدا قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہے گا کہ تو نے ہی لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اپنا معبود ٹھہرا۔“ اور اس جگہ تو فی سے موت کے معنی اس لئے مراد لئے کہ وہ دیگر مواضع میں موت ہی کے معنی لئے گئے ہیں غلط ہیں۔ قبض

واستيفاء کے معنی بھی قرآن و حدیث اور محاورات عرب میں بکثرت پائے جاتے ہیں اور نہ فاعل اللہ اور مفعول ذی روع کی خصوصیت کی وجہ سے کوئی ایسا قاعدہ لغت یا نحو کی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ یہ محض مرزا قادیانی کا خانہ ساز اور من گھڑت ضابطہ ہے جس کی لغت عرب میں کوئی اصلیت نہیں ہے۔ ہم لفظ توفی کی تحقیق انی متوفیک کی بحث میں کر چکے ہیں۔ یہاں اس قاعدہ کی تردید میں صرف دو مثالیں دوبارہ ذکر کر دینی کافی ہیں:

(۱) ..... ”هو الذی یتوفاکم باللیل“ ای ینیمکم ہیں۔

(۲) ..... ”اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا“

(الزمر: ۴۲)

اور جس حدیث سے توفی معنی موت کے اخذ کئے گئے ہیں وہ بھی صحیح نہیں ہیں۔ کیونکہ اقول کما قال العبد الصالح میں رسول اللہ ﷺ نے شرک سے اپنی بیزاری کو حضرت عیسیٰ کی شرک سے بیزاری کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ مشبہ اور مشبہ بہ میں ہر حیثیت سے مماثلت اور مساوات ہونا شرط نہیں ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے: ”کما بدانا اول خلق نعیدہ (انبیاء: ۱۰۴)“ یعنی جس طرح ہم نے اول پیدائش کی ابتداء کی تھی۔ اسی طرح ہم اس کو دوبارہ لوٹائیں گے۔ ظاہر ہے کہ یہاں لفظ کما سے ابتداء اور اعادہ کے باہمی مماثلت بیان کرنے کے یہی معنی ہیں کہ وہ دونوں قدرت کے نیچے داخل ہیں۔ ورنہ پیدائش کی کیفیت میں ایک کی دوسرے کے ساتھ کوئی مشابہت نہیں ہے۔ پہلی پیدائش زوجین کے نطفہ سے تھی۔ دوسری مرتبہ پیدا کرنا اس طرح نہیں ہے۔

دوسرے اسی آیت میں تعلم مافی نفسی ولا اعلم مافی نفسک مذکور ہے جس میں نفس دو مرتبہ آیا ہے۔ مگر خدا پر نفس کا اطلاق بمعنی ذات ہے اور عیسیٰ پر بلحاظ نفس انسانی بولا گیا ہے۔ اس لئے جائز ہے کہ اس حدیث میں لفظ توفی رسول اللہ ﷺ پر بمعنی موت اطلاق کیا جائے اور عیسیٰ علیہ السلام پر قبض اور استيفاء کے معنی سے مستعمل ہو۔ نیز ”اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا“ میں توفی کا استعمال الگ الگ معنی کے لئے ہے۔ پہلی صورت میں قبض روح یعنی موت مراد ہے۔ دوسرے میں غیند کا ارادہ کیا گیا ہے۔ دونوں جگہ ایک ہی طرح کی توفی مراد نہیں ہے۔ اسی طرح اگر حدیث میں بھی توفی کے دو معنی علیحدہ علیحدہ کئے جائیں تو کیا حرج ہے؟

پھر توفی کے معنی رسول اللہ ﷺ میں موت کے اور عیسیٰ علیہ السلام میں رفع جسمانی اور

استیفاء کے ان آیات قرآنیہ اور احادیث کی وجہ سے متعین کئے گئے ہیں۔ جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ مرفوع ہونا اور آنحضرت ﷺ کی وفات ثابت ہے۔ لہذا اگر تو فی کے معنی اس جگہ موت ہی کے مان لئے جائیں تو چونکہ یہ قصہ قیامت کے روز ہوگا اس لئے آیت کے یہ معنی ہوں گے۔ جب تک میں ان میں رہا ان کا نگران حال رہا اور جب تو نے مجھے موت دیدی تو پھر تو ہی ان کا نگہبان تھا۔

اس موت سے نزول کے بعد کی موت مراد ہے اور لفظ مادمات فیہم قبل از رفع اور بعد نزول دونوں زمانوں کو شامل ہے اور توفیتنی سے قبل رفع موت مراد لینے کا کوئی قرینہ قرآن یا حدیث میں موجود نہیں ہے۔ بلکہ اس کے خلاف دلائل شرعیہ موجود ہیں۔ اس لئے اس آیت سے وفات مسیح پر استدلال کرنا صحیح نہیں۔ اسی لئے تمام مفسرین نے توفیتنی کے معنی قبضتنی یا رفعتنی کئے ہیں۔ چنانچہ ابو السعود، بیضاوی، سراج منیر، جامع البیان نے فلما توفیتنی کی تفسیر بالرفع الی السماء کے ساتھ کی ہے اور ایسا ہی خازن، تفسیر کبیر، معالم، مدارک وغیرہ نے لکھا ہے اور اگر کسی تفسیر میں موت کے معنی لکھے ہیں۔ تو اس سے نازل ہونے کے بعد کی موت مراد ہے اور یا موت قبل از رفع کے معنی لے کر وہ ان کے دوبارہ زندہ ہونے کے بعد رفع آسمانی کا بھی قائل ہے۔

چنانچہ تفسیر فتح البیان میں توفیتنی کے تحت میں لکھا ہے: ”قیل هذا يدل على ان الله سبحانه توفاه قبل ان يرفعه“ لیکن اسی تفسیر کی دوسری جلد میں یہ بھی لکھا ہوا ہے: ”ولما اتى عيسى بهذا الايات البينات قصد اليهود بقتله فخلصه الله منهم ورفعته الى السماء (فتح البیان ج ۲)“ چونکہ موت قبل از رفع کا قول ضعیف اور مرجوح تھا۔ اس لئے اس کو قیل سے بیان کیا اور پھر قبل ان یرفع کی قید لگا کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اس قول کے مطابق ان کو مار کر دنیا ہی میں نہیں چھوڑا بلکہ زندہ کر کے آسمان پر اٹھا لیا۔ جب تک صاحب فتح البیان کی طرف سے عدم رجوع موتی ثابت نہ کیا جائے گا۔ اس کی کسی تحریر سے وفات مسیح کو مطلقاً پیش کرنا صحیح نہیں ہو سکتا۔ بلکہ نقل مذہب میں خیانت سمجھی جائے گی۔

مطالبہ: علمائے اسلام میں سے کسی ایک عالم کا ایسا قول پیش کرو جس نے اذ قال کو ماضی کے معنوں میں رکھتے ہوئے توفیتنی سے موت کے معنی مراد لئے ہوں اور موت وارد کرنے کے بعد ان کے دوبارہ زندہ ہونے اور رفع آسمانی کا قائل نہ ہو۔

جب تک یہ تینوں باتیں ثابت نہ کی جائیں گی وفات مسیح پر اس آیت سے استدلال



کرنا یا کسی مفسر کے قول کو تائید انا تمام نقل کرنا فائدہ مند نہیں ہو سکتا اور اگر ”کننت علیہم شہیداً مادمت فیہم“ سے نفی علم بعد الرفع پر استدلال کیا گیا ہے اور اس سے بطور لزوم موت ثابت کی گئی ہے تو یہ بھی دو وجہ سے غلط ہے۔

..... کننت علیہم شہداً کے معنی اس سے زیادہ کچھ نہیں ہیں کہ میں جب تک ان میں رہا ان کی نگہبانی اور نگرانی کرتا رہا اور گمراہی سے بچاتے ہوئے ان کو سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا رہا۔ چنانچہ نازل ہونے کے بعد اہل کتاب میں سے جو لوگ توریت اور انجیل کی صحیح تعلیم پر قائم نہ رہیں گے۔ ان کے خلاف تلوار اٹھائیں گے اور تثلیث پرستی کو دور کرتے ہوئے دنیا میں اسلام کی اشاعت کریں گے۔

رفع آسمانی کے بعد سے نزول کے زمانہ تک اگر نفی ہوتی ہے تو اس قسم کی نگرانی اور مراقبہ کی ہوتی ہے۔ امت کے احوال سے واقف ہونے کی کوئی نفی نہیں ہوتی۔ نیز اپنی امت کے حالات سے واقف ہونے کے لئے نبی کا ان کے درمیان زندہ موجود ہونا ضروری نہیں ہے اور نہ شہادت دینے کے لئے اس کی کوئی شرط قرآن میں ہے:

”فکیف اذا جئنا من کل امة بشہید وجئنا بک علی ہولاء شہیداً“

(النساء: ۴۱)

امت محمدیہ پہلے نبیوں کی تبلیغ پر قیامت کے روز گواہی دے گی۔ (دیکھو مشکوٰۃ) مگر اس امت کا زمانہ پہلے نبیوں کے زمانہ سے بہت پیچھے ہے اور دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی عدم نگرانی ہی کا عذر کرنا چاہئے اور عدم علم کا عذر کرنا بالکل بے سود اور غیر مفید ہے۔ کیونکہ نبی امت کی نگرانی کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان کا فرض منصبی ہے صرف امت کی گمراہی کا تماشہ دیکھنا ان کا کام نہیں ہے۔ اس لئے قول بالشک کی نفی کرنے کے بعد حضرت عیسیٰ نے اپنی مفوضہ خدمات کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے کوتاہی کی نفی کرنی مناسب سمجھی اور کننت علیہم شہیداً سے اپنی برأت کو اچھی طرح واضح کرتے ہوئے یہ ظاہر کر دیا کہ تثلیث کا عقیدہ بنی اسرائیل میں نہ میری تعلیم سے پیدا ہوا اور نہ میرے فرض کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی سے آیا۔ بلکہ ان کا نفسانی اختراع ہے۔ ورنہ میں نے قبل از رفع اور بعد نزول دونوں زمانوں میں ان کی پوری پوری نگرانی کی ہے۔

..... ۲ اگر ہم مان لیں کہ مادمت فیہم رفع سے پہلے زمانہ کے ساتھ خاص ہے تو اس آیت سے گواہی یا نگرانی کی نفی رفع کے بعد والے زمانہ کی ہوتی ہے۔ قبل از رفع کی نہیں

ہوتی۔ لیکن سورہ نساء کی آیت ویوم القیامۃ یکون علیہم شہیداً میں قیامت کے دن گواہی دینے کا اثبات ہے اور یہ اثبات ان لوگوں کے متعلق ہے جو اہل کتاب میں سے ان پر قیامت کے قریب ایمان لائیں گے۔ اس لئے دونوں آیتوں کا یہ مفاد ہوگا کہ عیسیٰ علیہ السلام قبل از رفع اور بعد نزول دونوں زمانوں کی گواہی دیں گے اور درمیانی زمانہ جو رفع سے نزول تک کا ہے۔ اس کے متعلق کسی قسم کی شہادت یا گواہی نہ دیں گے۔

**حریف ۲:**..... ”انسی متوفیک ورافعک الی (آل عمران: ۵۵)“ اللہ نے متوفیک کو جو موت پر دلالت کرتا ہے پہلے رکھا ہے اور باقی تین چیزوں کو بعد میں۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم ترتیب قرآنی کو بدل کر اس کو سب سے آخر میں رکھیں اور پھر وہ بھی صحیح نہ ہو سکے۔  
تحقیق..... اس آیت کے متعلق حیات مسیح کی بحث میں پوری تحقیق کر دی گئی ہے۔ مرزائی جماعت کے ہر ایک شبہ کا مدلل جواب بھی عرض کر دیا گیا ہے۔ وہاں دیکھ لینا چاہئے۔

**حریف ۳:**..... ”ما المسیح ابن مریم الارسل قد خلعت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ کانا یا کلان الطعام (مائدہ: ۷۵)“ فرمایا کہ دونوں ماں بیٹے کھانا کھایا کرتے تھے۔ یعنی اب نہیں کھاتے۔ دوسری جگہ فرمایا کہ ”وما جعلناہم جسدآ لا یاکلون الطعام وما کانوا خالداً (انبیاء: ۸)“ یعنی ہم نے انبیاء کا ایسا جسم نہیں بنایا کہ کھانا نہ کھایا کرے اور وہ ہمیشہ رہنے والے نہیں ہیں۔ معلوم ہوا کہ کوئی جسم بغیر کھائے زندہ نہیں رہ سکتا اور پہلی آیت سے معلوم ہوا تھا کہ وہ کھانا نہیں کھاتے۔ اس لئے وہ زندہ بھی نہیں ہیں۔

تحقیق..... اگرچہ کانا یا کلان ماضی استمراری ہے اور فعل ماضی زمانہ گزشتہ پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن جس طرح وہ زمانہ حال یا استقبال میں کسی چیز کو ثابت نہیں کرتا۔ اسی طرح ان دونوں زمانوں میں کسی شے کی نفی بھی نہیں کرتا۔

(۱)..... وکان اللہ عزیزاً حکیمآ میں فعل ماضی آیا ہوا ہے۔ مگر اس سے بطور مفہوم مخالف یہ سمجھنا کہ خدا تعالیٰ زمانہ حال اور استقبال میں غالب اور حکمت والا نہیں ہے۔ بالکل غلط ہے۔

(۲)..... فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً میں لفظ کان فعل مضارع پر کان یا کلان کی طرح داخل ہے۔ مگر اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ جو زمانہ گزشتہ میں لقاء رب کی امید رکھتے تھے وہ عمل صالح کریں۔ زمانہ موجودہ یا آئندہ میں نہ کریں۔ پھر اگر کانا یا کلان الطعام کے یہی معنی ہیں کہ وہ زمانہ گزشتہ میں کھاتے تھے۔ اب یا آئندہ زمانہ

میں نہ کھائیں گے تو چاہئے کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد بھی کچھ نہ کھائیں اور ایسا ہونا بدادہ ہے۔  
باطل ہے۔

دراصل اس آیت کے ذکر کرنے سے الوہیت عیسیٰ کی تردید مقصود ہے۔ کیونکہ جس میں کسی قسم کی احتیاج پائی جاتی ہو وہ کبھی خدا نہیں ہو سکتا۔ اس کو زمانہ حال یا استقبال میں کھانے کی نفی یا اثبات سے کوئی تعلق نہیں ہے: ”واعلم ان المقصود من ذلك الاستدلال على فساد قول النصارى“ (کبیر ج ۳)

”(والثانی) انهما كانا محتاجين لانهما كانا محتاجين الى الطعام اشد الحاجة ولا اله هو الذي يكون غنيا عن جميع الاشياء فكيف يعقل ان يكون الها“ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۴۳۶)

دوسری آیت کے متعلق تفصیلی جوابات پہلے گزر چکے ہیں۔ یہاں اتنا کہنا کافی ہے کہ رسول خدا ﷺ بغیر کھائے پئے درپے روزے رکھتے تھے۔ جب صحابہؓ نے آپ ﷺ کی نقل اتارنی چاہی تو یہ فرمایا ایکم يقدر مثلي ابیت عند ربی فهو يطعمنی ويسقینی اس لئے کلیت حکم کی باطل ہے۔

دراصل یہ آیت کافروں کے اس خیال کی تردید کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے کہ رسول کھانے پینے والا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ آیت مالہو لاء یا کلون الطعام ویمشون فی الاسواق سے ظاہر ہے ہر وقت کھاتے رہے یا کچھ زمانے کے بعد کھانے سے اس آیت کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے جائز ہے کہ عشق الہی کی غذا ملنے کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی کچھ عرصہ کے لئے ظاہری غذا کے محتاج نہ رہے ہوں۔

۲..... ممکن ہے کہ جنت کے میوے ان کے لئے لائے جاتے ہوں جس کے کھانے سے فضلہ بھی تیار نہیں ہوتا۔

۳..... ان کے عادات وخصلات آسمان پر فرشتوں کی مانند ہو گئے ہیں۔ تسبیح اور تحمید ہی ان کی غذا ہے۔ فرشتوں کی طرح وہ ظاہری غذا کے محتاج نہیں رہے۔

وایضاً فعیسی لما رفع الى السماء صار حاله كحال الملائكة فی زوال الشهوة والغضب والا خلاق الذمیمة“ (تفسیر کبیر ج ۲ ص ۶۵۸)

حریف: ۴..... ”ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل أفائن مات او قتل“ (آل عمران: ۱۴۴)

اس آیت میں آنحضرت ﷺ سے پہلے رسولوں کی نسبت گزر جانے کی خبر دی ہے اور اس کے دو ہی طریقے بتائے ہیں۔ موت اور قتل۔ اگر تیسری صورت گزرنے کی ہوتی تو اس کا بھی آیت میں ذکر ہوتا۔

۲..... نیز قد خلت کے معنی ماتت کے ہیں۔ چنانچہ بعض مفسرین نے اسی تفسیر میں یہی معنی لکھے ہیں: ”قد خلت مضت وماتت من قبله الرسل فيموت“ (تفسیر مظہری ج ۱ ص ۴۸۵) ”قد خلت من قبله الرسل بالموت او القتل فيخلوا“ (تفسیر جامع البیان ص ۶۱) محمد ﷺ

۲..... اہل لغت کے نزدیک بھی یہی معنی ہیں: ”خلافان اذا مات (لسان العرب) خلا الرجل اے مات (اقرب الموارد) خلافان اے مات (تاج العروس) اذا سيد منا خلا قام سيد . فعول بما قال الكرام فعول (حماسه)“ بخاری کی روایت سے جو اس نے باب کتاب النبی ﷺ الی کسریٰ و قیصر میں لکھی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ نے اسی آیت کی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر اجماع کیا ہے۔

تحقیق..... لفظ خلا موت کے لئے خاص نہیں ہے۔ اصلی معنی گزرنے یا چلے جانے کے ہیں۔ کبھی ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا بذریعہ موت کے ہوتا ہے اور کبھی فرض منصبی سے فراغت کے بعد علیحدگی یا کسی اور وجہ سے بلا موت چلے جانے پر لفظ خلا کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ مثلاً: ”خلا المكان والشئ يخلوا خلواً وخلاء واخلى لم يكن فيه احد ولا شئ فيه وهو خال“ (لسان العرب وهكذا في القاموس والصراح)

قرآن مجید میں ہے: (۱)..... ”اذا خلوا الى شيطينهم (البقرہ: ۱۴)“ (۲)..... ”اذا خلوا عضوا عليكم الا نامل من الغيظ (آل عمران: ۱۱۹)“ ان میں ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانے کے معنی ہیں: (۳)..... ”بما اسلفتم في الايام الخالية (الحاقہ: ۲۴)“ (۴)..... ”سنة الله التي قد خلت من قبل (الفتح: ۲۳)“ (۵)..... ”قد خلت من قبلکم سنن (آل عمران: ۱۳۷)“ ان امثلہ میں وقت اور زمانے کے گزرنے پر لفظ خلا بولا گیا ہے۔

اذا سيد منا خلا قام سيد! میں خلا کے معنی مرنے کے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ جب کوئی سردار اپنی سرداری یا صدارت کا زمانہ پورا کر لیتا ہے اور فرائض منصبی سے اس کو

فراغت ہوتی ہے تو فوراً ہماری قوم میں کوئی نہ کوئی اس منصب کا اہل اور اس کی جگہ پوری کرنے والا ہر وقت موجود رہتا ہے۔ کیونکہ سرداری سے علیحدگی کی وجہ صرف موت ہی نہیں ہوتی۔ لائق یہ ہے کہ اس کی کثرت کے وقت مقررہ اوقات پر ڈیوٹیاں بدلتی رہا کرتی ہیں۔ وہاں ٹھہرنا پڑتا ہے جہاں بہترین افراد کی کمی ہوا کرتی ہے۔

جب تک آیت میں خلعت کے معنی ماتت متعین نہ ہوں گے اور الرسل والہ لام استغراقی فرض نہ کیا جائے گا۔ اس وقت تک عموم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر استدلال کرنا کس طرح جائز نہیں ہو سکتا۔

لیکن آیت میں یہ دونوں باتیں نہیں ہیں۔ کیونکہ اگر آیت میں قد خلعت سے خلعت مراد ہوتا تو پھر خلوع کی انواع میں سے افائن مات او قتل کہہ کر موت اور قتل کو کبھی ذکر نہ کیا جاتا۔ ورنہ قتل کو جو موت طبعی سے ایک علیحدہ اور مبائن صورت ہے۔ موت میں داخل کرنے کی وجہ سے قسیم الشی قسم منه یا تقسیم الشئی الی نفسہ والی غیرہ لازم آئے گی۔ جو قطعاً جائز ہے۔ اور نیز یہ کہنا کہ خلوع کی صرف دو ہی قسمیں ہیں۔ موت یا قتل بالکل غلط ہے۔

یہ دونوں چیزیں بطور تمثیل مذکور ہوئی ہیں۔ خلوع کا ان میں انحصار نہیں ہے اور نہ آیت میں انحصار کا کوئی قرینہ موجود ہے۔

جب گزرنے اور چلے جانے کی موت اور قتل کے علاوہ حرق، غرق، تروی یعنی بلندی سے گر پڑنا، فرائض منصبی سے فارغ ہونا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا وغیرہ صورتیں دنیا میں پائی جاتی ہیں تو ان کی موجودگی میں پہلی دو قسموں میں خلوع کو منحصر کرنا کذب بیانی ہے جس سے خدا کا کلام پاک اور منزه ہے: ”وما تكون فی شان و ماتلوا منه من قرآن ولا تعلمون من عمل الا کنا علیکم شهوداً (یونس: ۶۱)“ ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حالات صرف انہی دو صورتوں میں منحصر نہیں ہیں اور نہ یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ سوائے ان دو حالتوں کے کسی تیسری حالت سے واقف نہیں ہے۔ نیز: ”الذین هاجروا فی سبیل اللہ ثم قتلوا وما توا لیرزقنہم اللہ رزقاً حسناً (الحج: ۵۸)“ اس میں رزق حسن دینے کا وعدہ مہاجرین فی سبیل اللہ کے لئے مرنے اور قتل ہونے کی صورت میں ذکر کیا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر اللہ کے راستے میں زندہ رہیں تو پھر کوئی اجر نہیں ہے۔

اور نہ الف لام استغراقی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ الف لام جمع پر داخل ہو کر اس کی جمعیت کو

باطل کر دیتا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ مثالوں سے ظاہر ہے:

- (۱)۔ ”اذ قالت الملائكة يا مريم ان الله يبشرك (آل عمران: ۴۵)“  
 (۲)۔ ”اذ قالت الملائكة يا مريم ان الله اصطفك (آل عمران: ۴۲)“  
 مریم کو بشارت دینے والا انصرف جبرائیل علیہ السلام تھے۔

(۳)۔ ”ولقد اتینا موسیٰ الكتاب وقفینا من بعده بالرسل“  
 اس میں بالرسول معرف بالام ہے۔ لیکن یہاں ام استغراقی نہیں ہے۔ کیونکہ  
 حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام بھی رسول تھے۔ مگر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے  
 بعد نہیں آئے۔

دوسرے آراء ام استغراقی ہوگا۔ تو یہ معنی ہوں گے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور تمام  
 رسول محمد ﷺ سے پہلے نزل گئے ہیں۔ اس میں جمع بین المیتنا فینین ہے اور آخر کلام اول کے متناقض  
 ہے۔ کیونکہ ما محمد الا رسول سے آپ ﷺ کی رسالت ثابت کی اور آپ ﷺ سے پہلے  
 تمام رسولوں کا نذر جاننا کر آپ ﷺ کی رسالت کی نفی کر دی۔ خدا کے کلام میں ایسا تہافت اور  
 مناقضہ نہیں ہوتا۔

ماہ و ازیں حضرت مسیح علیہ السلام کی شان میں بھی اسی قسم کے لفظ آئے ہیں:  
 ”عالمسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل“ اب اس جگہ بھی  
 الرسل سے تمام رسولوں کا نذر نام آئے تو رسول خدا ﷺ کی رسالت باقی نہیں رہتی اور حضرت  
 عیسیٰ بھی رسولوں کی فہرست سے نکل جاتے ہیں۔

پھر جب حضرت عیسیٰ کے متعلق قد خلت من قبله الرسل کہنے کے باوجود رسول  
 اللہ ﷺ کی نفی نہیں ہوتی۔ تو ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل کہنے سے  
 حضرت عیسیٰ کے وجود کی نفی ہوتی ہے۔

”کذالك ارسلناك في امة قد خلت من قبلها امم (رعد: ۳۰)“  
 اس آیت میں قد خلت اور من قبلها دونوں لفظ موجود ہیں۔ مگر اس امت کے  
 ظاہر ہونے کے بعد پہلی امتوں میں سے کوئی امت بھی کلیۃً معدوم اور ہلاک نہیں ہوئی۔ جب اس  
 آیت میں خلت کے معنی مانت نہیں ہیں تو آیت زیر بحث میں کیوں موت ہی کے معنی ہیں؟ اور  
 نیز جس طرح اس آیت میں قد خلت اس بات کے منافی نہیں ہے کہ پہلی امتیں اس امت کے  
 زمانہ میں زندہ رہیں۔ اس طرح ان میں بھی کوئی منفات یا استحالہ نہیں ہے کہ رسول کے زمانہ

نبوت میں کوئی نبی اس کا تابع بن کر تشریف لائے۔ اور حدیث لو کان موسیٰ حیاً لما یسعه الا اتباعی کا بھی یہی منشاء ہے۔

س۔ اگر من قبلہ صفت الرسل کی مقدم ہو جیسا کہ الی صراط العزیز الحمید اللہ میں العزیز الحمید اللہ کی صفت مقدم واقع ہوئی ہے اور آیت کے یہ معنی ہوں کہ جتنے پہلے رسول تھے وہ سب گزر گئے تو کیا حرج ہے؟

ج۔ صفت کا اپنے موصوف پر مقدم کرنا اس جگہ جائز ہے جہاں موصوف اور صفت دونوں معروف ہوں اور مقدم کرنے کی صورت میں موصوف اپنی صفت کا بدل یا عطف بیان بن سکے۔ چنانچہ جمل نے اس آیت کے تحت میں لکھا ہے: ”وہذا علی القاعدة ان نعت المعرفة اذا تقدم علی المنعوت یعرب بحسب العوامل و یعرب المنعوت بدلا او عطف بیان والاصل الی صراط اللہ العزیز الحمید الذی“

( جمل حاشیہ جلالین )

یہاں اگر من قبلہ الرسل کی اصلی تقدیر نکال کر الرسل من قبلہ کہیں۔ تو من قبلہ کبھی الرسل کی صفت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ من قبلہ ظرف لغو ہے۔ جو فعل کے ساتھ متعلق ہونے کی وجہ سے جملہ کے حکم میں ہے اور جملہ کبھی معرفہ کی صفت نہیں بنتا۔

پھر مقدم ہونے کی صورت میں الرسل نہ اس کا مغائرت کی وجہ سے بدل ہو سکتا ہے اور نہ عطف بیان۔ اس لئے اس کی ترکیب یہی ہو سکتی ہے کہ من قبلہ جار مجرور کو قد خلت فعل کے متعلق کیا جائے۔ لہذا آیت کے وہ معنی جو مرزا قادیانی نے کئے ہیں۔ غلط ہونے کے علاوہ قرآن مجید میں کھلی ہوئی تحریف ہے۔

اور اس آیت سے وفات مسیح پر اجماع صحیحہ کا دعوے کرنا اور بھی جسارت ہے۔ دراصل جب غزوہ احد میں آنحضرت ﷺ کے قتل ہونے کی خبر اڑ گئی تو بعض ضعیف الایمان مسلمانوں کو اسلام کی صداقت میں تردد اور شک اس وجہ سے لاحق ہو گیا کہ اگر محمد ﷺ اللہ کے رسول ہوتے تو قتل نہ کئے جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں یہ آیت نازل کر کے بتا دیا کہ موت یا قتل نبوت کے منافی نہیں ہے۔

فرط غم کی وجہ سے یہی غلطی حضرت عمرؓ کو رسول اللہ ﷺ کی وفات پر لگی ہے اور وہ موت و نبوت کے منافی سمجھتے ہوئے یہ کہتے پھرتے تھے کہ جو شخص محمد ﷺ کے مرنے کا قائل ہوگا میں اس کا سرقن سے جدا کر دوں گا۔ وہ مرے نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ کی طرح مرفوع ہوئے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے اپنے خطبہ میں اس آیت کو پڑھ کر یہ ظاہر کر دیا کہ موت اور نبوت میں کوئی منافات نہیں ہے اور وہ واقعی وفات پا گئے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی طرح زندہ مرفوع نہیں ہوئے۔ اس میں حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عیسیٰ کے زندہ مرفوع ہونے کی تردید نہیں کی۔ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ظاہر کرتے ہوئے موت اور نبوت کی عدم منافات کو ثابت کیا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ نے انک میت وانهم میتون اور افان مات او قتل سے استدلال کیا ہے۔ قد خلت من قبلہ الرسل سے حجت نہیں پکڑی۔ ورنہ اسی پر بس کرتے اور افان مات او قتل یا انک میت وانهم میتون وغیرہ کہتے۔

اور صحابہؓ کے عقیدہ کے دوسرے جز، حیات مسیح کے غلط ہونے کی صورت میں اشارۃً یا کنایۃً ضرورتاً تردید فرماتے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ حیات مسیح کی تردید میں ایک لفظ بھی ارشاد نہ فرمایا۔ جو کچھ کہا وہ حضور علیہ السلام کی وفات پر کہا۔

اس لئے اس کو حیات مسیح کے متعلق اجماع کہہ سکتے ہیں۔ وفات کے لئے نہیں کہہ سکتے۔ امام محمد بن عبدالکریم الشہرستانی نے اپنی کتاب الملل والنحل میں لکھا ہے:

”وقال عمر بن الخطاب من قال ان محمداً قد مات قتلته بسيفي هذا وانما رفع كما رفع عيسى بن مريم وقال ابو بكر بن قحافة ومن كان يعبد محمداً فان محمداً قد مات“

مزید تحقیق اجماع کی بحث میں نزر چکی اور اگر بالفرض تسلیم کر لیا جائے کہ خلت بمعنی ماتت ہے اور الرسل پر الف لام استغراقی آیا ہے پھر بھی وفات مسیح پر استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ جب قرآن کی دوسری آیتوں اور حدیث کے تواتر سے یہ بات ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں تو وہ اس سے مستثنیٰ سمجھے جائیں گے جس طرح:

”انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج (الدھر: ۲)“ میں انسان کی پیدائش نطفہ سے بتائی ہے اور آدم علیہ السلام بھی منجملہ انسانوں کے ایک انسان ہیں۔ مگر دوسری آیات کی وجہ سے آدمؑ حوا اور عیسیٰ علیہم السلام کو اس ضابطہ سے مستثنیٰ کرنا ضروری اور لا بدی امر ہے۔ تاکہ قرآن عزیز یا حدیث نبوی ﷺ کی تکذیب لازم نہ آئے۔

۲..... ”ان الانسان لکفور (الحج: ۶۶)“ ظاہر ہے کہ تمام انسان کافر اور ناشکرے نہیں ہیں بلکہ مشرکین ہی ایسے ہیں۔ مگر چونکہ حکم جنس انسان پر لگایا گیا ہے اس لئے یہ کہنا صحیح ہے۔



تحریف: ۵۔ ”والذین يدعون من دون الله لا يخلقون شيئا وهم

يخلقون اموات غير احياء وما يشعرون ايان يبعثون (نحل: ۲۰، ۲۱)“ اس میں تمام معبودان باطل کو مردہ کہا ہے۔ لہذا عیسیٰ علیہ السلام بھی مردہ ہونے چاہئیں۔ کیونکہ ان کو بھی خدا کا بنایا خدا بنایا گیا ہے اور اموات جمع میت مخفف کی ہے۔ جس کے معنی مردہ کے ہیں۔ مرنے والے کے نہیں ہیں۔

تحقیق:۔۔۔ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے داخل نہ ہونے کے دو قرینہ موجود ہیں:

۱۔ ”لا يخلقون شيئا“ وہ کچھ نہیں بنا سکتے اور عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت قرآن میں ہے: ”اذ تخلق من الطين كهيبة الطير“ اگرچہ حضرت عیسیٰ کی خلق خدا کے خلق کی طرح نہیں۔ لیکن اس پر خلق کا لفظ ضرور اطلاق کیا گیا ہے اور آیت میں مطلق خلق کی نفی آئی ہے۔ کسی خاص قسم کے خلق کی نفی نہیں کی گئی۔

۲۔ ”وما يشعرون ايان يبعثون“ اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

ہر مسلمان کو قیامت کے دن اٹھنے کا پتہ ہے تو عیسیٰ علیہ السلام کو بدرجہ اولیٰ اس کا علم ہوگا۔ ان کی نسبت ما يشعرون کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ اگر ہر معبود باطل کا اس کی پرستش کے وقت مردہ ہونا ضروری ہوتا تو فرعون اسی وقت مرجاتا۔ اور اس کو ”انار بکم الا علی“ کہنے کی مہلت نہ ملتی۔ جب فرعون زندہ کی عبادت ہو سکتی ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نصاریٰ کی پرستش کی وجہ سے مرنا کیوں ضروری ہوا؟ اور ملائکہ بھی معبود بنائے گئے ہیں۔ ان کو بھی مرجانا چاہئے؟ ”ويوم يحشرهم جميعاً ثم يقول للملائكة هؤلاء اياكم كانوا يعبدون“ (سبا: ۴۰)

پھر اموات جمع میت کی ہے۔ اصل وزن اس کا فاعل ہے لیکن کبھی تخفیفاً ایک یا کو حذف کر کے میت بالتخفيف پڑھتے ہیں۔ بلحاظ معنی دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ بہر صورت صفت مشبہ ہے۔ فی الحال مردہ ہونا اس کے مفہوم میں داخل نہیں ہے۔ جیسا کہ انک میست وانهم میتون سے ظاہر ہے۔ اس لئے اموات غیر احياء کے یہ معنی ہیں کہ معبودان باطل ایک وقت مرنے والے ہیں۔

اصل میں یہ آیت بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان کی الوہیت کی نفی کرتے

ہوئے ان کو بے حس و حرکت کہا ہے۔ اسی لئے غیر احياء وہ کبھی زندہ ہی نہیں ہوئے کی قید کا اضافہ کیا ہے۔

الذین اسم موصول غیر ذوی العقول کے لئے کبھی آجایا کرتا ہے۔ قرآن میں ہے:  
 ”وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمُ الشَّيْءُ إِلَّا كَبَاسِطٍ  
 كَفِيهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ“ (رعد: ۱۴)  
 پکارنے والوں کی آواز کا جواب نہ دے سکتا بتوں ہی کا خاصہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ  
 السلام پر یہ بات صادق نہیں آسکتی۔

حکریف: ۶..... ”فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا نَخْرُجُونَ“  
 (اعراف: ۲۵) ”یہ قانون الہی ہر فرد بشر کے لئے عام ہے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام اس سے کیونکر مستثنیٰ  
 ہو سکتے ہیں اور ایسا ہی ان آیتوں سے ثابت ہے:

..... ”الْم نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا أَحْيَاءَ وَأَمْوَاتًا“ (مرسلات: ۲۶)

..... ۲ ”وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مَسْقَرٌ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ“ (بقرہ: ۳۶)

تحقیق..... پوری آیت اس طرح ہے:

”قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مَسْقَرٌ وَمَتَاعٌ

إِلَى حِينٍ“ قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تَخْرُجُونَ (اعراف: ۲۴، ۲۵)

اس میں آدم و حوا کو آسمان سے نازل ہونے کے وقت مخاطب بنایا گیا ہے اور یہ آیت انہی کے قصہ کو ظاہر کر رہی ہے۔ جب آدم و حوا کی عمر کا کچھ حصہ باوجود اس آیت کے مخاطب ہونے کے آسمان پر گزر سکتا ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کچھ مدت آسمان پر رہنا کس لئے ناجائز ہے؟۔ (ورنہ جنت دوزخ اور آدم کے ہبوط آسمانی سے انکار کر کے لوگوں پر اپنی مسلمانی ظاہر کر دو۔)

..... ۲ تمام انسان مرنے کے بعد زمین میں ہی دفن نہیں ہوتے۔ بہت سے ایسے

بھی ہیں جو چیل اور کوڑوں کی خوراک بنتے ہیں۔ دریا میں ڈوب کر مچھلیوں کے پیٹ میں جاتے ہیں۔ کچھ درندوں کا لقمہ بنتے ہیں۔ ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہنا پڑے گا کہ یہ حکم جنس پر کیا گیا ہے اور جنس کے لئے تمام افراد کا احاطہ ضروری نہیں ہوتا۔ مثلاً: (۱)..... ”إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ نَطْفَةٍ“ (۲)..... ”خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ“ اسی قسم کی آیتوں میں جنس ہی پر حکم ہو رہا ہے۔

..... ۳ اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ زمین کا رہنے والا کبھی زمین سے جدا

نہیں ہو سکتا۔ ورنہ ہوائی جہازوں میں اڑنے والے کرہ ہوائی تک کبھی نہ جاسکتے۔ یا آیت کا مفہوم غلط ہو جاتا۔ بلکہ اس کی یہ مراد ہے کہ زمین انسانوں کے رہنے اور مرنے کی جگہ بنائی ہے۔ جس طرح ایک مسافر گھر سے نکل کر مہینوں مسافرت میں رہنے کے باوجود ایک دن اپنے اصلی وطن کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اسی طرح زمین کے رہنے والے اگرچہ کچھ مدت زمین سے باہر گزار دیں۔ مگر پھر ان کو ایک دن زمین ہی کی طرف لوٹنا پڑتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایک روز ضرور آسمان سے نزول فرمائیں گے اور زمین پر ہی مریں گے اور یہیں دفن کئے جائیں گے اور یہی مطلب باقی دو آیتوں کا ہے۔

حکیم: ”وَاَوْصَانِي بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا (مریم: ۳۱)“  
حضرت عیسیٰ کو زکوٰۃ دینا ان کی تمام زندگی بھر فرض قرار دیا ہے۔ اگر وہ زندہ آسمان پر موجود ہیں تو زکوٰۃ دینے کے لئے روپیہ کہاں سے آیا اور وہاں کس کو دیتے ہیں اور پھر وہاں اگر نماز اسرائیلی پڑھتے ہیں تو نسخ شریعت لازم آتا ہے اور اگر نماز محمدی ہے تو وہ ان کو کس نے سکھائی؟۔

تحقیق: جس وقت حضرت عیسیٰ نے یہ جملہ بچپن کے زمانہ میں بحالت شیر خوارگی کہا تھا۔ اسی وقت ان پر نماز یا زکوٰۃ فرض نہیں ہو گئی تھی۔ بلکہ صلوٰۃ کی فرضیت بلوغ تک اور زکوٰۃ کا وجوب بقدر انصاف ملکیت کے ثابت ہونے تک موقوف رہا تھا جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ صلوٰۃ یا زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لئے اہلیت کی شرط ہے۔ چونکہ آسمان کے رہنے والے کسی شریعت کے مکلف نہیں ہیں اور اسی وجہ سے وہاں کوئی نبی یا رسول مبعوث نہیں ہوا۔

اس واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تک آسمان پر رہیں گے۔ کسی شریعت کا کوئی حکم ان کی طرف متوجہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان کی مصادمت حیا سے یہ مراد ہرگز نہ تھی کہ زندگی کے ہر حصہ میں نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی میرے ذمہ واجب ہے۔ ورنہ بچپن میں بھی ان کو نماز ادا کرنی چاہئے تھی اور بغیر کسی چیز کے مالک ہونے کے زکوٰۃ ادا کرنی ضروری ہوتی اور لا یشکلف اللہ نفساً الا وسعہا کے خلاف تکلیف مالا یتطاق میں گرفتار ہو جاتے۔

۲۔ جس طرح تو حید اور نبوت کا اقرار کرنے کے بعد روزہ نماز حج زکوٰۃ کی فرضیت کا اقرار کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے اور یہ چاروں ارکان جملہ مسلمانوں پر اس معنی سے فرض ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کو اپنی اپنی شرط کے وقت ادا کریں گے۔ دیکھو واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ میں مخاطب اس کے تمام مسلمان ہیں۔ مگر ادا کرنا انہی لوگوں پر ضروری ہوگا جو اس کے اہل ہوں گے۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ نے اس آیت میں صلوٰۃ اور زکوٰۃ سے نفس وجوب کا اقرار کیا ہے اور وجوب ادا کی کوئی خبر نہیں دی اور نفس وجوب کا بغیر وجوب ادا کے پایا جانا ممکن ہے۔ جیسا کہ اصول کی کتابوں میں درج ہے۔ لہذا ہر فرض کے لئے فوراً ہی اس کا ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔

**حریف: ۸۔۔۔۔۔** ”والسلام علیٰ یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیاً (مسریم: ۱۰)“ ان تینوں حالتوں کو ذکر کرنا بتا رہا ہے کہ زندگی میں کوئی اہم امر رفع آسمانی وغیرہ کے متعلق پیش نہیں آیا۔ ورنہ اظہارِ تشکر کے وقت اس کا بیان کرنا ضروری تھا۔

**تحقیق۔۔۔** کسی اہم واقعہ کے عدم ذکر سے اس واقعہ کی نفی لازم نہیں آیا کرتی۔ ورنہ چاہئے کہ نبوت اور بغیر باپ کے پیدا ہونا، گہوارے میں باتیں کرنا جو پہاڑ مذکور نہیں ہوئیں۔ ان میں سے کوئی بھی تسلیم نہ کی جائیں۔ چونکہ ان اوقات میں انسان پر زبردست تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ اس لئے انہی پر اکتفاء کیا گیا۔ کیونکہ ولادت سے موت تک یا موت سے بعث و نشور کے زمانہ تک کے واقعات درمیانی اور ضروری واقعات ہیں۔ جن کا ذکر کرنا بڑی طوالت کا محتاج ہے۔

**حریف: ۹۔۔۔۔۔** ”او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقيك حتى تنزل علینا کتاباً نقرء قل سبحان ربی هل کنت الا بشراً رسولاً (بنی اسرائیل: ۹۳)“ اس میں کفار نے آنحضرت ﷺ سے آسمان پر جا کر کتاب لانے کا مطالبہ کیا۔ تو اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تو بشر ہے اور کوئی بشر آسمان پر نہیں جا سکتا۔

**تحقیق۔۔۔۔۔** ”قل سبحان ربی هل کنت الا بشراً رسولاً“ کا تعلق محض صعود فی السماء کے ساتھ نہیں ہے۔ بلکہ اور بھی چند نشانیاں ہیں جو کفار نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی سچائی پر طلب کی تھیں اور وہ یہ ہیں:

”وقالوا لن نؤمن لك حتى تفجر لنا من الارض ينبوعاً او تكون لك جنة من نخيل وعنب فتفجر الانهار خلالها تفجيراً او تسقط السماء كما رزمت علینا کسفاً او تأتي باللة والملائكة قبلاً او تكون لك بیت من زخرف او ترقی فی السماء“

ان تمام نشانیوں کے طلب کرنے کے جواب میں هل کنت الا بشراً رسولاً کی تعلیم دینے سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ رسول کسی نشانی کو اپنی سعی اور کوشش سے ظاہر نہیں کر سکتا۔ معجزہ اور آیت وہی اور عطائی چیز ہے کسی یا اکتسابی چیز نہیں ہے جو اپنی مرضی اور سعی سے لائی جاسکے۔ چنانچہ جلالین میں اس آیت کی تفسیر اس طرح لکھی ہے:

”کسائر الرسل ولم یكونوا یأتوبایة الا باذن الله“ اگر یہ آیت بشریت اور مطلوبہ نشانیوں کے درمیان منافقا بیان کرنے کے لئے ہو۔ تو باغات اور عمدہ مکانات کا ہونا اور انہار کا جاری کرنا بھی بشریت کے مخالف ہونا چاہئے؟۔ کیونکہ یہ بھی ان کی مطلوبہ نشانیوں میں سے چند نشانیاں ہیں۔ پھر آسمان پر چڑھنا نہ صرف انبیاء علیہم السلام کے لئے ممکن ہے بلکہ کافروں تک کے واسطے غیر ممتنع ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ”ولو فتحنا علیہم باباً من السماء فظلوا فیہ یعرجون لقالوا انما سكرت ابصارنا بل نحن قوم مسحورون (الحجر: ۱۵-۱۴)“

**حریف: ۱۰.....** ”وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افان مت فہم الخالدون (الانبیاء: ۳۴)“ یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ تو دنیا سے رحلت کر جائے اور کوئی تجھ سے پہلے کا زندہ ہو۔ معلوم ہوا کہ مسیح فوت ہو چکے ہیں۔

**تحقیق.....** آیت میں خلود اور ہمیشہ رہنے کی نفی کی گئی ہے۔ لیکن اس سے حیات مسیح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ ہم بھی اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ ایک دن ضرور وفات پائیں گے۔ دوام اور ہمیشگی ان کو کبھی نصیب نہ ہوگی۔ عمر کے دراز ہونے کی آیت میں کوئی نفی نہیں ہے۔ لہذا آیت سے وفات مسیح پر استدلال کرنا خدع اور دھوکا دہی یا جہالت ہے اور عمر کے دراز یا کوتاہ ہونے میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔

**بزرگی بعقل است نہ بسال**

ورنہ شیطان جو روز قیامت تک امہلنی الی یوم یبعثون کے ماتحت زندہ رہنے والا ہے۔ مرزا اور اس کے حواریین سے افضل ہونا چاہئے۔

**حریف: ۱۱.....** ”ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارضہ العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئا (حج: ۵)“

کیا حضرت عیسیٰ اگر زندہ ہیں تو اتنے زمانہ کے بعد بڑھاپے کی وجہ سے بیکار نہ ہو گئے ہوں گے۔ پھر ان کا دنیا میں آنا کس کام کا ہے؟۔

**تحقیق.....** اس قسم کی آیتوں کو وفات مسیح سے مطلقاً کوئی لگاؤ نہیں۔ باقی آسمان پر ان کا بڑھاپا اور کمزوری ظاہر کرنے کے لئے پہلے آسمان کا محل تغیر ہونا کسی شرعی دلیل سے ثابت کریں۔ قرآن و حدیث میں تو اس کا ثبوت ملنا مشکل ہے۔ البتہ اگر مرزائیوں کا اس تحریف پر ایمان ہے تو وہ جداگانہ بات ہے۔ شعر:

ایسی جنت کو کیا کریں لے کر  
جس میں لاکھوں برس کی حوریں ہوں

تحریف: ۱۲..... ”وما ارسلنا من قبلك المرسلین الا انهم لیاکلون  
الطعام ویمشون فی الاسواق“ (فرقان: ۲۰)

ظاہر ہے کہ آسمان پر کوئی بازار نہیں جس میں حضرت عیسیٰ چلتے پھرتے ہیں۔ اس سے  
معلوم ہوا کہ وہ مر گئے ہیں

تحقیق:..... یہ استدلال بھی جہالت اور بے وقوفی پر مبنی ہے۔ آیت کے یہ معنی نہیں ہیں  
کہ نبی ہر وقت کھانا کھاتے اور بازاروں میں پھرتے رہتے ہیں۔ بلکہ اس میں منجملہ عام انسانی  
حالات کے ایک حالت بیان کر کے کفاروں کے اس خیال کی تردید کی ہے:

”وقالوا ما لهذا الرسول یأکل الطعام ویمشی فی الاسواق (فرقان: ۷)“  
یعنی کھانا اور ضرورت کے لئے بازار میں جانا نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ واللہ اعلم!

تحریف: ۱۳..... ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله  
وخاتم النبیین (الاحزاب: ۴۰)“ عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے کی صورت میں  
وہ نبی ہوں گے۔ تو ختم نبوت جاتی رہے گی اور اگر نبی نہ ہوں گے تو ایک نبی کا نبوت سے معزول  
ہونا جائز نہیں اور پھر اس کو شریعت محمدی کی تفصیل کا علم بغیر وحی کے نہیں ہو سکتا۔ جب وحی آئی تو وہ  
نبی ہو گئے اور شریعت محمدیہ منسوخ قرار دی گئی۔

تحقیق:..... ختم نبوت کے یہ معنی ہیں کہ اب کوئی نیا نبی نہیں بنایا جائے گا اور کسی کو نبوت  
جدیدہ عطا نہیں کی جائے گی۔ نہ یہ کہ کوئی پہلا نبی اپنی نبوت قدیمہ کے ساتھ بھی زندہ نہ رہے گا۔  
کیونکہ رسول خدا ﷺ نے سلسلہ نبوت کو ایک زیر تعمیر مکان سے تشبیہ دیتے ہوئے اپنے آپ ﷺ  
کو مکان کی آخری اینٹ فرمایا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ اس آخری اینٹ کے بعد دوسری تمام اینٹیں  
گر پڑیں گی۔

عیسیٰ علیہ السلام پہلے نبیوں میں سے ہیں اور مکان نبوت کی وہ اینٹ ہیں جو رسول  
عربی ﷺ سے پہلے رکھی گئی اور ان کے بعد آنحضرت ﷺ کو رسالت عطا فرمائی گئی اور یہی معنی  
یأتی من بعد اسمہ احمد کے ہیں۔ یعنی میرے بعد خلعت نبوت زیب تن کرنے والے  
احمد مجتبیٰ ﷺ ہوں گے۔

نیز ”لوکان موسیٰ حیاً ماوسعہ الا اتبعی (مشکوٰۃ ص ۳۰ باب

الاعتصام بالكتاب والسنة) ”فرما کر اشارہ کر دیا کہ حضور علیہ السلام کی آمد اور ظہور کے بعد پہلے نبیوں میں سے کسی نبی کا آنا ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔

پھر منافات اس وقت ہوتی جبکہ عیسیٰ علیہ السلام پر نزول کے بعد وحی نبوت نازل ہوتی یا وہ رسول اللہ ﷺ کی شریعت کو چھوڑ کر اپنی شریعت پر عمل کرتے۔ لیکن ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی نہ ہوگی۔ نہ ان پر وحی نبوت آئے گی اور نہ شریعت اسرائیلی پر عمل کریں گے۔ بلکہ وہ شرع محمدی کے پابند ہوں گے اور شریعت کی تفصیل سے واقف ہونے کے لئے وحی نبوت کا آنا ضروری نہیں ہے۔ جس نے: ”علم آدم الاسماء کلھا (البقرہ: ۳۱)“ آدم علیہ السلام کو بلا واسطہ تمام اسماء سکھا دیئے۔

”وعلم الانسان ما لم يعلم (العلق: ۵)“ جملہ انسانوں کو ان کی ضرورتوں کا علم بغیر فرشتوں کے کرادیا اور جو تمام جنتیوں کو عربی زبان سے واقف کر دے گا۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ ”قال رسول اللہ ﷺ احبو العرب لثلاث لانی عربی والقرآن عربی وکلام اهل الجنة عربی“ (المشکوٰۃ ص ۵۵۳ باب مناقب قریش عن البہیقی) وہی حضرت عیسیٰ کو اس شریعت کا علم بھی عطا کرے گا۔ صاحب الیواقیت والجواہر لکھتے ہیں:

”کذلک عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا نزل الی الارض لایحکم فیہا الا بشریعة نبینا محمد ﷺ یعرفہ الحق تعالیٰ بہا علی طریق التعریف وان کان نبیا“ (یواقیت ج ۲ ص ۳۸ ومثلہ فی ج ۲ ص ۸۹)

لہذا عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد نبی ہوں گے۔ مگر خدا کا معاملہ ان کے ساتھ انزال وحی اور شریعت جدیدہ وغیرہ کے متعلق نبیوں جیسا نہ ہوگا۔ جس طرح قیامت کے روز جملہ انبیاء علیہم السلام نبی ہوں گے مگر فرائض نبوت ان کے سپرد نہ ہوں گی یہی حال عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں نزول کے بعد ہوگا۔ اس کی مزید تحقیق انشاء اللہ نبوت کی بحث میں آئے گی۔ واللہ اعلم

مذکورہ بالا

تحریرات کے علاوہ اور بھی بہت سی بے جوڑ اور نمل باتیں آیات قرآنیہ کے رنگ میں مرزائیوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہیں۔ لیکن ان کا جواب دنیا نہایت سہل اور آسان کام تھا۔ اس لئے ہم نے ان کی طرف توجہ کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

اس جگہ بعض احادیث سے بھی وفات مسیح پر قادیانی استدلال کرتے ہیں اور اس طرح بعض علماء اور مفسرین کے اقوال وفات کی تائید میں پیش کرتے ہیں جن میں بیشتر تو ایسے ہیں جن کے نقل میں خیانت کی ہے اور اصل روایت کے پورے الفاظ ذکر نہیں کئے اور بعض کا مطلب اپنی سوء فہم سے کچھ کا کچھ سمجھ لیا گیا ہے۔ اس لئے ہم ایسے بیانات کا نام مغالطہ اور ان کے جوابات کو تصحیح سے تعبیر کریں گے۔

مغالطہ: ۱۔ ”لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما یسعہما الاتباعی (یواقیت والجواہر ج ۲ ص ۲۲) لوکان موسیٰ وعیسیٰ فی حیاتہما لکان من اتباعہ“

(مدارج السالکین ج ۲ ص ۳۱۳ لابن قیم)

معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح زندہ نہیں ہیں۔  
تصحیح: یواقیت والجواہر میں حیین کی شرح موجودین کی ہے۔ یعنی اگر وہ دونوں حضور علیہ السلام کے زمانہ میں موجود ہوتے تو ان کو انہی کی اتباع کرنی پڑتی اور نیز اسی کتاب کے متعدد موضع میں حضرت عیسیٰ کے نزول کا بڑی شد و مد سے ذکر کیا ہے۔ منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے:

”قد جاء الخبر الصحيح في عيسى عليه السلام وكان ممن اوحى اليه قبل رسول الله ﷺ انه اذا انزل آخر الزمان لا يؤمننا الا بنا اے بشر یعتنا“

(یواقیت ج ۲ ص ۸۴)

اس لئے صاحب یواقیت کی طرف وفات مسیح کے عقیدے کی نسبت کرنا انتہائی جسارت اور دیدہ دلیری ہے اسی طرح مدارج السالکین کی عبارت پوری نقل کر دی جاتی تو وہ خود اس حدیث کی شرح بن جاتی۔ چنانچہ اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد یہ عبارت مدارج السالکین میں لکھی ہوئی ہے: ”واذا نزل عیسیٰ بن مریم فانما یحکم بشریعة محمد ﷺ“  
باقی تحقیق پہلے نذر چکی ہے۔

مغالطہ: ۲۔ ”ما من نفس من فوسة اليوم یأتی علیہا مائة سنة وھی یومئذ حیة (کنز العمال ج ۱۴ ص ۱۹۳ حدیث نمبر ۳۸۳۴۲)“ یعنی سو سال کے اندر تمام جاندار انسان اور غیر انسان سب مر جائیں گے۔ لہذا عیسیٰ علیہ السلام بھی اگر زندہ تھے تو وہ مر چکے ہیں۔



تصحیح ..... اس حدیث میں علی الارض کی قید ہے۔ جیسا کہ مسلم نے جابرؓ اور ابی سعید خدریؓ سے نقل کیا ہے۔

”عن جابر قال سمعت النبی ﷺ يقول قبل ان يموت بشهر تسئلاً لولنی عن الساعة وانما علمها عند الله واقسم بالله ما على الارض من نفس منفوسة تاتى عليه مائة سنة وهى حية يومئذ (رواه مسلم ج ۲ ص ۳۱۰ باب معنى قوله ﷺ راس مائة سنة)“ اور عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نہ تھے اس لئے یہ حدیث ان کو شامل ہی نہیں ہوتی۔

مغالطہ: ۳۔ ”ادم فى السماء الدنيا تعرض عليه اعمال ذريته و يوسف فى السماء الثانية و ابنا الخالة يحيى و عيسى فى السماء الثالثة و ادريس فى السماء الرابعة..... الخ“ ابن مردويه عن ابى سعيد ”جب معراج میں تمام انبیاء علیہم السلام روحانی طور پر تھے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایسے ہی ہونے چاہئیں۔ ان کی کیا خصوصیت ہے جو ان کو بحمد العصر کی زندہ آسمان پر مانا جائے۔

تصحیح ..... تمام انبیاء علیہم السلام کا ایک ہی حالت میں مساوی ہونا کوئی ضروری نہیں ہے۔ ورنہ کہنا پڑے گا کہ رسول اللہ ﷺ بھی مرنے ہی کے بعد معراج کے لئے آسمان پر تشریف لے گئے تھے۔ اس کی مزید تحقیق پہلے از رچس ہے۔

مغالطہ: ۴۔ ابن عباس اور امام مالک، ابن حزم وغیرہ کی طرف نسبت کی جاتی ہے کہ وہ وفات مسیح کے قائل تھے۔

تصحیح ..... ان حضرات کا پورا قول نقل نہیں کیا جاتا۔ آدھی بات نقل کر کے لوگوں کو دھوکا دیا جاتا ہے۔ ابن عباسؓ نے متوفیک کی تفسیر وفات بعد النزول سے کی ہے اور وہ تقدیم تاخیر وقوعی کے قائل ہیں۔ امام مالک اور علامہ ابن حزم اگرچہ وفات قبل از رفع کے قائل ہوئے ہیں۔ لیکن اسی وقت دوبارہ زندہ ہو کر آسمان پر مرفوع ہونے کے بھی قائل ہیں۔ ان حضرات کے وفات قبل الصعود کے قول کو نقل کر دیا جاتا ہے۔ مگر رجوع موتی اور زندہ ہو کر مرفوع ہونے کے اقرار کو نقل نہیں کیا جاتا۔

اس کے علاوہ دیگر بزرگوں کی طرف بھی اسی قسم کی خیانتیں کر کے وفات مسیح کے عقیدہ کو منسوب کیا ہے۔ لیکن ہم اجماع کی بحث میں مکمل اس کی تردید کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم!

مغالطہ: ۵..... ”انی ذاہب الی ربی او ارجعی الی ربک“ میں شام کی طرف جانا یا عبادت اور جنت کی طرف لوٹنا مراد ہے۔ ایسے ہی معنی رافعک الی کے کرنے چاہئیں۔

تصحیح..... تاریخ سے ثابت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت فرمائی تھی۔ اس لئے الی ربی سے الی ملک ربی وهو الشام معنی کئے گئے اور آیت ”یا ایٹھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة“ میں آیت کا سیاق سباق جنت یا دنیا کی واپسی اور عبادت وغیرہ کا قرینہ ہے۔ اگر ہر ایک کا اپنا اپنا قرینہ نہ ہوتا۔ تو ہر دو آیت کی مراد الگ الگ کبھی نہ ہوتی اور نہ یہ معنی لئے جاتے۔ مگر جیسا قرینہ ملتا گیا ویسے ہی معنی متعین ہوتے رہے۔ چونکہ بدالکل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اس لئے رافعک الی سے الی سماء ی مقرر ملائکتی معنی کرنے ضروری تھے۔

مغالطہ: ۶..... حضرت عیسیٰ کی آسمان پر حفاظت کرنا اور ہمارے رسول ﷺ کی نہ کرنا یہ ان کے افضلیت ہونے کی دلیل ہے۔

تصحیح..... خدا کا معاملہ ہر ایک نبی کے ساتھ ایک جیسا ہونا ضروری نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور اس کے لشکر سے نجات دلانے کے لئے لڑنے کی بھی تکلیف نہ دی اور دشمنوں کو غرق کر کے ان کو بچا لیا۔ مگر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک دن بھی ایسا نہ ہوا۔ کیا اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی افضلیت ثابت کی جاسکتی ہے؟

۲..... عیسیٰ علیہ السلام کی حفاظت بذریعہ جبرائیل امین کر دی گئی۔ چونکہ جبرائیل علیہ السلام آسمان پر رہتے ہیں۔ امین کا فرض ہے کہ اپنے قیام گاہ میں امانت کی حفاظت کرے۔ اس لئے وہ آسمان پر اٹھائے گئے۔

پھر آسمان پر ہونا افضلیت کی نشانی نہیں ہے۔ ورنہ چاند سورج ستارے اور فرشتے سب سے افضل ہونے چاہئیں۔ بلندی پر اڑنے والی چیل بھی مرزائیوں سے افضل ہونی چاہئے۔ صدر ہر جا کہ نشیند صدر است..... مکان کے نیچے اور اوپر ہونے سے فضیلت پر استدلال کرنا حماقت اور بے وقوفی ہے۔

۳..... حضرت عیسیٰ میں روحانیت کا اثر جبرائیل علیہ السلام سے اور ارضیت والدہ کی طرف سے تھی۔ اس لئے بلحاظ روحانیت آسمان پر اور باعتبار ارضی ہونے کے زمین پر رہنا ضروری تھا۔

## باب النبوة والرسالة

لغت میں نبی منبر کو کہتے ہیں جو نباء سے مشتق ہے انبیاء علیہم السلام کو بھی اسی لئے نبی کہتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے خبر دینے والے ہیں یا نباؤۃ اور نبوة سے مشتق ہے جو شکی مرتفع اور راستہ پر بولا جاتا ہے۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام رفیع الدرجات اور خدا تک پہنچنے کا راستہ ہیں۔ اس لئے ان کو نبی کہا جاتا ہے اور رسول پیغمبر کا نام ہے جو رسالت بمعنی پیغمبری سے ماخوذ ہے۔

(کتاب لغت، مجمع البحار وغیرہ)

شرعی اصطلاح میں جو شخص خدا کی طرف سے خلق کی ہدایت کے لئے مامور ہو اس کو نبی کہتے ہیں۔ خواہ وہ نئے دین کی تبلیغ کے لئے مامور من اللہ ہو یا نہ ہو اور رسول شریعت جدیدہ کی تبلیغ پر مامور من اللہ کا نام ہے: ”النبی المنبئی وان لیؤمر بالتبلیغ والرسول المامور بہ“ (مجمع البحار ج ۴ ص ۶۶۵ تحت لفظ نبی)

## نبی اور رسول دونوں تشریحی نبی ہیں

۱۔ ”فان النبى من اوحى باحكام الشريعة ولم يؤمر به تبليغها“

(کمالین طہ)

۲۔ ”فالنبى على هذا انسان اوحى اليه سواء امر بتبليغه

والدعوة اليه ام لا ، فان امر بذلك فهو نبى رسول والا فهو نبى غير رسول“

(مسامرہ شرح مسائرہ ص ۶۴)

نبی وہ شخص ہے جس پر شرعی احکام اور مسائل کی وحی نازل ہو۔ اب اگر اس کو نئی شریعت کی تبلیغ اور اشاعت کا حکم ہے تو وہ رسول ہے اور اگر تبلیغ کا حکم نہیں ملا تو ایسا شخص نبی محض کہلاتا ہے۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ شرعی احکام اور مسائل نبی اور رسول دونوں پر نازل ہوتے ہیں مگر نبی کی شریعت اس کی ذات کے ساتھ خاص ہوتی ہے اور ان مخصوص احکام کی تبلیغ کرنے کا ان کو حکم نہیں ہوتا۔ البتہ وہ پہلے رسول کی احکام شریعہ کی تبلیغ پر ضرور مامور ہوتے ہیں اور رسول پر جو نئے احکام نازل ہوں وہ اس کے ساتھ خاص نہیں ہوتے۔ بلکہ امت بھی اس میں ان کی شریک ہوتی ہے اور وہ نازل شدہ احکام کی تبلیغ پر مامور ہو کر آتے ہیں۔ اس معنی سے نبی اور رسول الگ الگ دو چیزیں ہیں۔ لیکن نبی بمعنی منبر اور مامور من اللہ ہونے کے رسول پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے۔

اس صورت میں نبی عام اور رسول اس سے خاص ہے۔

## نبی اور رسول کا فرق

شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ ”یواقیت والجواہر“ میں نبی اور رسول کا فرق اور نبوت تشریعی کی مراد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”الفرق بینہما هو ان النبی اذا القی الیہ الروح شیئاً اقتصر بہ ذالک النبی علی نفسه خاصة ویحرم علیہ ان یبلغ غیرہ ثم ان قیل له بلغ ما انزل الیک اما لطائفة مخصوصة کسائر الانبیاء او عامة لم یکن ذالک الا لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم سمي بهذا الوجه رسولاً وان لم یخص فی نفسه بحکم لا یكون لمن بعث الیہم فهو رسول لا نبی واعنی بهانبوة التشريع التي لا یكون للاولیاء“

(ج ۲ ص ۲۵ ونحوہ فی کبریت احمر ص ۱۲۱)

جو حکم بذریعہ جبرائیل علیہ السلام کے نبی پر ظاہر ہو۔ اگر وہ اس کی ذات کے لئے خاص کر دیا گیا اور اس کو غیر کی طرف اس حکم کی تبلیغ کرنے سے روک دیا تو ایسا آدمی نبی کہلائے گا اور اگر اس کو نازل شدہ احکام کی تبلیغ کا حکم ہوا ہے خواہ جماعت مخصوصہ کی طرف تبلیغ کرنے کا حکم ملا ہے یا عامہ تمام قوموں کی طرف اس کو مبعوث کیا ہے تو ان کو رسول کہتے ہیں۔ ہمارے سیدی مولاؑ نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے اور دوسرے تمام انبیائے کرام علیہم السلام خاص خاص قوموں کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ ہم نے انہی دونوں قسموں کا نام نبوت تشریعیہ رکھا ہے۔ جس کا دروازہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مطلقاً بند ہو چکا ہے اور یہ مراد اس عبارت کی ہے:

”والفرق بین البنی والرسول ان النبی انسان اوحی له بشرح خاص به فان قیل له بلغ ما انزل الیک اما لطائفة مخصوصة کسائر الانبیاء واما عامة ولم یکن ذالک الا لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وحده وسمی بهذا الوجه رسولاً وان لم یخص فی نفسه بحکم لا یكون لمن بعث الیہم فهو رسول لا نبی“

(کبریت احمر ص ۱۲۰)

معلوم ہوا کہ نبی اور رسول دونوں کے لئے شریعت ہوتی ہے۔ لیکن نبی کی اپنی شریعت ان کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔ ان احکام کی پابندی میں امت ان کی شریک نہیں ہوئی جس طرح ایسا المزمّل میں نماز تہجد کی فرضیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ امت اس کی

فریضت میں آپ ﷺ کی شریک نہیں ہے اور رسول کو شریعت عامہ دی جاتی ہے جس کی پابندی رسول اور اس کی امت دونوں پر لازم ہوئی ہے۔ اسی لئے شیخ محی الدین ابن العربیؒ نے نبی اور رسول دونوں کو نبی تشریفی کے نام سے موسوم کیا ہے:

”قد ختم الله تعالى بشرع محمد ﷺ جميع الشرائع فلا رسول بعده يشرع ولا نبي بعده يرسل اليه بشرع يتعبد به في نفسه انما يتعبد الناس بشريعته الى يوم القيامة“ (یواقیت ج ۲ ص ۳۷)

اللہ تعالیٰ نے تمام شریعتوں کو آپ ﷺ کی شریعت پر ختم کر دیا۔ نہ آپ ﷺ کے بعد کوئی مخلوق کی ہدایت کے لئے شریعت عامہ لے کر آئے گا۔ نہ ایسی شریعت کسی کو دی جائے گی کہ جس پر وہ خود عمل کرے۔ بلکہ آپ ﷺ کی شریعت کی پابندی قیامت تک آنے والوں پر ضروری ہے۔

”الذی اختص به النبی من هذا دون الولی الوحی بالتشریع ولا یشرع الا النبی ولا یشرع الا الرسول (فتوحات مکیہ)“ وہ چیز جو نبی کے ساتھ خاص ہے اور ولی میں نہیں پائی جاتی وہ وحی تشریفی ہے۔ نبی اور رسول کے علاوہ کوئی دوسرا شارع نہیں ہو سکتا۔

”واعلم ان حقيقة النبی الذی لیس برسول هو شخص یوحی الله بامر يتضمن ذلك شریعة يتعبد بها فی نفسه فان بعث بها الى غیره کان رسولا ایضاً“ (یواقیت ص ۳۷ ج ۲)

نبی وہ ہو سکتا ہے جس کی طرف ایسا حکم نازل کیا جائے جس پر عمل کرنا اسی کے لئے لازم ہوا اور اگر اس حکم کے ساتھ غیر کی طرف مبعوث ہو تو وہ رسول کہلاتا ہے۔ (فتوحات باب ۱۴) وحی نبوت کی تحقیق

معلوم ہوا کہ نبی اور رسول دونوں تشریفی نبی ہیں مگر نبی کی شریعت اس کی ذات کے لئے خاص ہے اور رسول کی شریعت امت اور رسول دونوں کے واسطے عام ہوتی ہے۔ جس طرح امر و نہی رسول پر نازل ہوتے ہیں ایسے ہی نبی پر اترتے ہیں۔ مگر رسول کو ان کی تبلیغ کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ نبی کو نہیں ہوتا۔ البتہ رسولی شریعت کی اشاعت اور تبلیغ کا حکم ہوتا ہے۔ ایسا ہی قرآن سے مستفاد ہے: ”انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعده و اوحینا الی ابراہیم واسماعیل واسحاق و یعقوب والاسباط و عیسیٰ و ایوب

ویونس و ہارون و سلیمان . و آتینا داود زبوراً“ (نساء: ۱۶۳)

﴿ہم نے وحی کی تیری طرف جس طرح کہ وحی بھیجی ہم نے نوح اور ان کے بعد آنے والے نبیوں کی طرف اور وحی نازل کی ابراہیم، اسماعیل، اسحق، یعقوب اور ان کی اولاد عیسیٰ اور ایوب، ہارون، سلیمان کی طرف اور ہم نے داؤد کو زبور عطاء کی﴾

اس آیت میں اولوالعزم رسول اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا ذکر آیا ہے۔ مگر وحی بھیجنے کا طریقہ سب کا ایک ہی جیسا بیان کیا ہے جو لفظ کما سے ظاہر ہے۔ چونکہ رسول اللہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی وحی میں امر و نہی تھا۔ اس لئے دیگر انبیاء علیہم السلام کی وحی میں بھی امر و نہی ماننی پڑے گی۔ اس امر میں تو نبی اور رسول دونوں برابر ہیں۔ شریعت عامہ اور خاصہ تبلیغ کا حکم یا عدم حکم کا فرق اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے:

”شرع لكم من الدين ما وصى به نوحا والذي اوحينا اليك وما وصينا به ابراهيم و موسى و عيسى ان اقيموا الدين ولا تتفرقوا فيه . كبر على المشركين ما تدعوهم“ (الشورى: ۱۳)

﴿ہم نے تمہارے لئے وہ دین جاری کیا جس کی نوح علیہ السلام کو وصیت کی اور آپ کی طرف وحی بھیجی اور ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ کو وصیت کی اور وہ یہ ہے کہ دین کو درست رکھو۔ اس میں اختلاف نہ ڈالو۔ جس دین کی طرف آپ مشرکین کو بلاتے ہیں وہ ان پر نہایت گراں ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے رسالت کے لئے منتخب کر لیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اللہ ان کو ہدایت دیتا ہے۔﴾

اس آیت میں ان رسولوں کا ذکر ہے جس کو نئے دین کی تبلیغ کا حکم ملا تھا اور وہ صاحب کتاب تھے۔ غرض امر و نہی دونوں کی وحی میں ہوتی ہے اور اسی کا نام وحی تشریفی یا وحی نبوت ہے جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے: ”ما بقی احد من خلق اللہ تعالیٰ یا مرہ اللہ با مریکون شرعا يتعبد به ابدًا“ (یواقیت ص ۳۸ ج ۲)

اب کوئی شخص ایسا نہیں رہا جس کو اللہ کسی حکم کا امر کرے: ”من قال ان اللہ تعالیٰ امرہ بشئ فلیس ذالک یصح انما ذالک تلبس لان الامر من قسم الکلام . وصفته و ذالک باب مسدود دون الناس فانه ما بقی فی الحضرة الالهية امر تکلیفی الا وهو مشروع“ (فتوحات مکیہ باب ۲۱)

آج ایک شخص کا یہ کہنا کہ اللہ نے اسے کسی بات کا امر کیا ہے بالکل غلط اور محض دھوکہ

ہے۔ کیونکہ امر کلام کی صفت ہے اور اب اس کا دروازہ لوگوں پر بالکل بند ہو چکا ہے۔ کوئی ایسا حکم یا فیصلہ نہیں رہا جس کا شرع محمدی میں ذکر نہ ہو: ”فلا ينزل ملك الهام على غير النبي بامرو نهى ابدأ وانما لا ولياءه وحى المبشرات وهو الروياء الصالحة يراها الرجل او تراه“ (فتوحات مکیہ ص ۳۱۰)

وقی نبوت کے نازل ہونے کے تین طریقے ہیں جو نبیوں ہی کے ساتھ خاص ہیں۔ ولی اور محدث وغیرہ میں نہیں پائے جاتے:

۱..... کلام ربانی بذریعہ جبرائیل امین نبی کے قلب پر القاء کیا جائے۔ قرآن میں ہے: ”نزل به الروح الامين على قلبك (الشعراء: ۱۹۳)“ ”روح الامین نے تیرے دل پر وحی نازل کی جس میں فرشتہ بشکل انسانی نظر نہیں آتا باریک آواز سنائی دیتی ہے جو گھنٹہ کی جھانج یا مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ ایسی وحی میں رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور پر تغیر کے آثار نمایاں ہو جاتے اور سانس پھول جاتا اور آواز بھڑا جاتی تھیں اور سخت سردی میں جبین مبارک عرق آلود ہو جاتی اور آپ ﷺ کی ناقہ بوقت سواری زمین پر بیٹھ جاتی اور ایک قدم نہ چل سکتی تھیں۔ (دیکھو ان تفصیل کے لئے بخاری، مسلم وغیرہ)

صاحب (یواقیت ج ۱ ص ۱۵۳) پر لکھتے ہیں:

۱..... ”قد كان رسول الله ﷺ اذا جاءه الوحي ونزل به الروح الامين على قلبه يوخذ من حسه ويسجي بثوبه ويرغو كما يرغو البعير حتى ينفصل عنه“

۲..... ”جبرائیل علیہ السلام وحیہ کلبی یا سراقہ ابن مالک کی شکل میں انسان مجسم بن کر آتے اور کلام ربانی رسول اللہ ﷺ کو پہنچاتے تھے۔“ (مدارج النبوة ج ۲ ص ۴۴)

”انه ﷺ لما كان يرى جبرئيل عليه الصلوة والسلام في صورة دحية الكلبي يراه حقيقة لامثالاً“ رسول اللہ ﷺ جبرائیل علیہ السلام کو انسانی شکل میں مثلاً نہیں بلکہ حقیقتاً دیکھتے تھے۔

”لا تكون الرسالة قط الا بواسطة روح قدسي بنزل برسالة على قلبه احياناً يتمثل له رجلاً وكل وحى لا يكون بهذه الصفة لا يسمى رسالة بشرية وانما يسمى وحياً او الهاماً او نفثاً او القاعاً ونحو ذلك“

(کبریٰ احمر ص ۱۲۰)

۳..... بلا واسطہ کسی فرشتہ کے رب العزت خود کلام کرے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر اور آنحضرت ﷺ سے شب معراج ہم کلام ہوا تھا۔ یہ تینوں طریقہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی ولی یا محدث وغیرہ میں نہیں پائے جاتے۔ البتہ ایک قسم وحی کی اور بھی ہے جس کو وحی نوم یا الہام کہتے ہیں۔ ان تمام قسموں کو اس آیت میں جمع کر دیا گیا ہے: ”وما کان لبشر ان یشکلم اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنه ما یشاء انه علی حکیم“ (شوری: ۵۱)

جلالین میں الا وحیا کی تفسیر یہ ہے کہ فی المنام یا الہام اور ایسا ہی جامع البیان میں ہے۔ ارسال رسول یعنی فرشتہ کے ذریعے سے جو وحی نازل کی جاتی ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں جو پہلے نازل چکی ہیں۔ اس لئے مطلق وحی کی چار قسمیں ہوں گی جن میں وحی نوم اور الہام تو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ تینوں قسمیں نبیوں کے ساتھ مخصوص ہیں کما مر۔

مرزا قادیانی نے بھی (الحکم نمبر ۳۹ جلد ۳ مورخہ ۱۸۹۹ء) میں نبی اور رسول دونوں کو صاحب شریعت تسلیم کیا ہے۔ ”وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے۔“

(مسیح موعود اور ختم نبوت ص ۴۰ مصنف محمد علی لاہوری)

اولیاء اللہ کو سچی خوابیں یا الہامات ہو جایا کرتے ہیں

وحی نوم کی وہ قسم جس میں امر و نہی ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ذبح و لد کا حکم ہوا تھا۔ وہ بھی نبیوں ہی کے ساتھ خاص ہے۔ وحی نوم بمعنی وحی مبشرات یعنی سچی خواب جس میں کسی قسم کی بشارت اور خوشخبری سنائی گئی ہو وہ اولیاء اللہ کو بھی ہو جایا کرتی ہیں:

”عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لم یبق من النبوة الا المبشرات قالوا ما لمبشرات قال الرویاء الصالحة رواہ اللبخاری و زاد مالک بروایۃ عطاء ابن یسار یراها الرجل المسلم او تری له (مشکوٰۃ ص ۳۹۴ کتاب الرویاء)“ ﴿نبوت ختم ہو چکی۔ صرف اس میں مبشرات رہ گئے ہیں۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ مبشرات کیا چیز ہیں۔ فرمایا وہ بہترین خوابیں ہیں جن کو نیک مسلمان دیکھتا ہے اور یا اس کے متعلق کیسی کو دکھائی جاتی ہیں۔﴾

عبادہ بن صامتؓ نے رسول اللہ ﷺ سے آیت: ”لہم البشری فی الحیوة الدنیا و فی الآخرة (یونس: ۶۴)“ ﴿ان کے لئے دنیا اور آخرت کی خوشخبریاں ہیں۔﴾



کی نسبت استفسار کیا تو فرمایا کہ: ”تلك الروياء الصالحة يراها الصالح او ترى له“ (مسند احمد ج ۵ ص ۳۱۵) ”ابن جریر نے بروایت ابو ہریرہؓ اس حدیث کو اس طرح بیان کیا ہے: ”ہی فی الدنیا الرویاً الصالحة يراها العبد او ترى له وفي الآخرة الجنة“ دنیا کی بشارت اچھی خوابیں جس کو نیک آدمی دیکھتا ہے یا اس کے لئے دوسرے کو دکھایا جاتا ہے اور آخرت کی خوشخبری جنت ہے۔

ہر سچی خواب نبوت کا جز نہیں ہے

حدیث میں جو سچی خواب کو نبوت کا چھیا لیسواں جز کہا ہے اس سے ہر سچی خواب مراد نہیں ہے۔ کیونکہ سچی خوابیں تو کافر اور بددین کو بھی ہوتی ہیں۔ بلکہ وہ سچی خواب نبوت کا جز ہے جس میں مرد مومن کو دنیا یا آخرت کے متعلق خوشخبری دی گئی ہو۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے سچی خواب کی دو قسمیں کر دیں۔ خوش کرنے والی اچھی خوابوں کو مبشرات اور رنج دینے والی خوابوں کو رویاء سوء فرمایا ہے: ”عن ابی قتادہ قال رسول اللہ ﷺ الرویاء الصالحة من اللہ والحلم من الشیطان فاذا رای احدکم ما یحب فلا یحدث به الا من یحب واذا رای یکرہ فلیتعوذ باللہ من شرھا ومن شر الشیطان ولیتفل ثلاثا ولا یحدث بها احداً فانھا لن تضرہ“ (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۳۹۴ کتاب الرویا)

مکروہ خواب سے بچنے کی ترکیب اسی لئے بتائی گئی کہ وہ باعتبار نتیجہ کے سچی تھی۔ اگر اس سے بچنے کی تدبیر نہ کی جاتی تو ضرر اور نقصان پہنچنے کا ڈر تھا۔

آدمی رویاء صالحہ کی وجہ سے نبی نہیں بن جاتا

رویاء صالحہ کو نبوت کا چھیا لیسواں جز کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک روایت میں حسن اخلاق اور حلم، میانہ روی کو نبوت کا چوبیسواں جز کہا ہے۔ اس قسم کی روایتوں کا یہ مطلب ہے کہ نبوت جو جامع خیرات اور جملہ کمالات کا احاطہ کرنے والی چیز ہے وہ مجموعہ تو اب باقی نہیں رہا۔ لیکن اس کے بعض اجزایا چند نشانیاں باقی رہ گئی ہیں جس کا نام صوفیاء نے نبوت غیر تشریعیہ رکھا ہے۔ وہ دراصل نبوت نہیں بلکہ ولایت کا مقام ہے۔ اس لئے اس حدیث کی یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ جو شخص سچی اور کثرت سے دیکھے وہ نبی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ خود مرزا قادیانی کو بھی اقرار ہے کہ: ”سچے خواب فاسق، فاجر، تارک نماز، بدکار، حرام کار، کافر، اللہ، رسول کے دشمن، اخوان العیاطین، فاسق، نجاست خوار، پلید، حرام خور، کنجروں سے بدتر، بددین، ملحد بھی دیکھ سکتے ہیں۔“ (تحفہ گولڑویہ ص ۴۸، خزائن ج ۷ ص ۱۶۸، ۱۶۷ متن وحاشیہ شخص) کیونکہ جز کبھی بعینہ کل نہیں ہو سکتا۔

”السمت والتودة الاقتصاد جز من اربع و عشرين من النبوة ای

من شمائل الانبياء الا النبوة لا يتجزأ ولا ان من جمعها يكون نبياً“

(مجمع البحار ج ۴ ص ۶۶۴ بلفظ نباء)

بزرگ راست و برد باری اور میانہ روی نبوت کا چوبیسواں جز ہے۔ یعنی انبیاء علیہم السلام کی عادات اور خصائل حسنہ میں سے ایک خصلت ہے۔ ورنہ نبوت کی تجزی اور ٹکڑے نہیں ہوتے اور نہ وہ شخص جو ان خصلت کو جمع کرے وہ نبی ہوتا ہے۔

الہام کی تحقیق اور اس کی قسمیں

مبشرات کے سرور و اولیاء اللہ کو بھی ہے الہامات بھی ہوتے ہیں۔ الہام کے معنی لغت میں وردل افگندن چیزے کسی خیال کا دل بھی ڈالنا ہے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں الہام کے یہ معنی ہیں کہ انسان کے دل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے متعلق ایک صحیح خیال پیدا ہو۔ مگر اس کے سچے اور صحیح ہونے کی یہ نشانی ہے کہ وہ کتاب و سنت کی ظاہری تعلیم کے موافق اور اس کے مطابق ہو اور اگر آئندہ واقعات کے متعلق اس میں خبر دی گئی ہو تو اکثر سچی اور درست نکلے۔ لہذا جو الہام واقعات کے لحاظ سے جھوٹا یا خلاف شرع ہو یا صاحب الہام اس میں امر و نہی کا دعویٰ کرے تو وہ الہام و سوسہ شیطانی اور کذب محض سمجھنا چاہئے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالوں سے ظاہر ہے:

”الالهام ان یلقى اللہ فی النفس امر ایبعثہ علی الفعل

او الترتک وهو نوع من الوحي“ (مجمع البحار ج ۴ ص ۵۳۴ بلفظ لہم)

الہام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں ایک ایسا خیال ڈالے جو اس کو ایک کام کے کرنے یا نہ کرنے پر آمادہ کرے۔

۲..... ”اعلم ان وحی الانبياء لا یكون الا علی لسان جبرائیل

لیقظة و مشافیة و اما وحی الاولیاء فیکون علی لسان ملک الہام وهو علی ضروب کما قالہ الشیخ فی باب ص ۲۸۵ فمنہ ما یکون متلقى بالخیال کا لمبشرات فی عالم الخیال وهو الوحي فی المنام..... ومنہ ما یکون خیالاً فی حس علی ذی حس ومنہ ما یکون معنی یجدہ الموحی الیہ فی نفسہ من غیر تعلق حسن ولا خیال ممن نزل علیہ (یواقیت)“

نبی کی وحی بذریعہ جبرائیل علیہ السلام بیداری کی حالت میں بالموجبہ یعنی جبرائیل علیہ السلام کو دیکھتے ہوئے ہوتی ہے۔ لیکن ولی کی وحی الہام اس طرح نہیں ہوتی بلکہ کبھی سوتے ہوئے

خواب میں کوئی چیز اس کو دکھائی دیتی ہے۔ گا ہے بیداری میں کوئی شے نظر آتی ہے اور کبھی بغیر حس اور خیالی قوت کے خود بخود دل میں ایک بات پیدا ہوتی ہے۔ جس طرح کہ حضرت عمرؓ کے دل میں بعض باتیں خود بخود منبعث ہوئیں جو کچھ عرصہ کے بعد بذریعہ وحی نبوت رسول اللہ پر ظاہر کر دی گئیں۔ مثلاً شراب کی حرمت، عورتوں کے لئے پردہ کا حکم، بدر کے قیدیوں کو قتل کا مشورہ، یہ ایسی چیزیں ہیں جن کا خیال پہلے حضرت عمرؓ کے دل میں اٹھا اور پھر اسی کے موافق رسول خدا ﷺ پر وحی نازل ہو گئی۔ اذان کے کلمات ملک الہام ہی کے ذریعے سے حضرت زیدؓ اور حضرت عمرؓ پر ظاہر کئے گئے تھے۔ مگر اس کو وحی نبوت نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ جو وحی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے وہ وہی ہے جو بیداری میں جبریل علیہ السلام کے ذریعے سے نازل ہو اور بوقت نزول جبرائیل علیہ السلام نظر آ رہے ہوں یا بلا واسطہ کسی فرشتہ کے خدا تعالیٰ ان سے ہم کلام ہو۔ یہ باتیں وحی الہام کی کسی قسم میں بھی موجود نہیں۔

”فان قلت فهل ينزل ملك الالهام على احد من الاولياء بامر او نهى (فالجواب) ان ذلك ممتنع كما قاله الشيخ في الباب ص ۳۱۰ فلا ينزل ملك الالهام على غير نبي بامرو نهى ابدأ وانما وللأولياء وحى المبشرات وهو الروياء الصالحة يراها الرجل او ترى له وهي حق و وحى غالباً لانها غير معصومة“ (یواقیت ج ۲ ص ۸۵)

ملک الالہام کا کسی ولی پر امر و نہی کے ساتھ اترنا بالکل ممتنع ہے کبھی کسی ولی پر امر و نہی کا الہام نہیں ہوتا۔ اولیاء کے لئے سوائے مبشرات کے اور کچھ نہیں رہا اور وہ رویاء صالحہ ہے جو اکثر سچی نکل آتی ہے۔

۴..... ”انه ليس في الحضرة الالهية امر تكليفي الا وهو مشروع فما بقى للأولياء اسماع امرها فاذا امرهم الانبياء بشئى كان لهم المناجاة واللذة السارية في جميع وجودهم لا غير و معلوم ان المناجاة الامر فيها ولا نهى انما هو حديث و سمر و كل من قال من اهل الكشف انه مأمور بامر الهى مخالف لامر شرعى محمدى تكليفى فقد التبس عليه الامر“

(یواقیت ج ۲ ص ۸۵)

جس قدر بھی امر شرعی تھے وہ سب دین محمدی میں ختم ہو چکے ہیں۔ اولیاء اللہ کے لئے سوائے ان احکام کے سننے کے کچھ نہیں رہا اور اس میں ان کو لذت آتی ہے۔ کیونکہ وہ ان کو انبیاء

علیہم السلام کی زبان مبارک سے سنتے ہیں۔ اس لئے سوائے مناجات کے امر و نہی وہاں نہیں ہوتا اور جواہل کشف میں سے اپنے الہام میں امر و نہی کا دعویٰ کرے وہ فریب خور وہ ہے۔

۵..... ”بان لك ان ابواب الاوامر الالهية والنواهي قدسدت وكل من ادعاها بعد محمد ﷺ فهو مدع شريعة اوحى بها اليه سواء وافق شرعنا وخالف فان كان مكلفاً ضربنا عنقه والاضر بنا عنه مفحاً“

(یواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۸)

۶..... ”ما بقى للاولياء الا وحي الالهام على لسان ملك اللغيب لا يشاهد فيعلمهم بصحة حديث قيل بتضعيفه او عكسه من طريق الالهام من شهود الملك و سماع خطابه الا الانبياء واما الولي فان سمع صوتاً لا يرى صاحبه وان راى الملك لا يسمع كلاماً اذ لا تشريع فى وحي الاولياء“

(کبریٰ احمر ص ۱۰ فتوحات باب ۲۲)

اولیاء اللہ کے لئے سوائے الہام کے کچھ باقی نہیں رہا۔ جو ایسے فرشتہ کے ذریعہ سے ان کے دل میں ڈالا جاتا ہے جو ان کو نظر نہیں آتا۔ مگر وہ ان کو حدیث کی صحت و فساد سے آگاہ کرتا ہے۔ فرشتہ کی رویت اور اس کے کلام کا سماع یہ دونوں چیزیں انبیاء علیہم السلام کے لئے مخصوص ہیں۔ ولی اگر آواز سنتا ہے تو فرشتہ اس کو نظر نہیں آتا اور اگر فرشتہ دکھائی دیتا ہے تو وہ ان سے کوئی کلام نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ وحی تشریف کی خصوصیتیں ہیں۔

وحی نبوت اور کشف تام اور الہام کا باہمی فرق

غرض الہام وحی نبوت کے مقابلہ میں ایک معمولی چیز ہے۔ بلکہ الہام تو کشف تام کے برابر بھی نہیں ہو سکتا اور کشف کا درجہ وحی نبوت سے کم ہے۔ اسی لئے نص کے مقابلہ میں کشف کوئی چیز نہیں ہے۔ پھر وحی الہام، وحی نبوت کا مقابلہ کیونکر کر سکتا ہے؟۔ چنانچہ شیخ اکبر وحی نبوت اور الہام کا فرق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”فان النفط فى الروع منحط عن رتبة وحي الكلام و وحي الاشارة والعبارة ففرق يا اخي بين وحي الكلام و وحي الالهام“

وحی الہام دل میں ایک نیک خیال پیدا کرنے کا نام ہے جو وحی نبوت سے درجہ میں کم ہے۔ کیونکہ وحی نبوت میں فرشتہ بالموافقہ خدا کا پیغام سناتا ہے اور اسے الہام میں ایسا نہیں ہوتا۔ کیونکہ الہام کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے۔

”عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ان للشيطان لمة بابن آدم وللملك لمة فامالمة الشيطان فايعاد بالشر وتكذيب بالحق وامالمة للملك فايعاد بالخير و تصديق بالحق فمن وجد ذلك فليعلم انه من الله فليحمد الله ومن وجد الاخرى فليتعوذ بالله من الشيطان الرجيم ثم قراء الشيطان يעדكم الفقر و يأمركم بالفحشا رواه الترمذی (مشکوٰۃ ص ۱۹ باب الوسوسة)“

”عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ما منكم من احد الا وقد وكل به قرينه من الجن و قرينه من الملائكة (رواه مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۸ باب الوسوسة)“

یعنی انسان پر فرشتہ اور شیطان دونوں مقرر کئے گئے۔ شیطان گناہ اور تکذیب حق کے لئے اکساتا ہے اور فرشتہ نیکی کی طرف بلاتا ہے اور سچائی کی تصدیق کراتا ہے۔ جس شخص کے دل میں نیکی کے خیالات پیدا ہوں تو وہ اللہ کی طرف سے ہیں اور گناہ اور خلاف شرع کاموں کی رغبت شیطانی وسوسہ ہے۔

معلوم ہوا کہ الہام کی دو قسمیں ہیں۔ الہام شیطانی اور الہام رحمانی۔ خدا کی طرف سے وہی الہام سمجھا جائے گا جو شریعت محمدی کے موافق ہو۔ اسی لئے سچے الہام میں شریعت کے موافق ہونے کی شرط لگائی گئی ہے۔ یہ مرتبہ اتباع شریعت سے دین دار مسلمانوں کو حاصل ہو سکتا ہے۔ بلکہ کشف تام کا رتبہ اس سے بڑھا ہوا ہے۔ اسی لئے سوائے حضرت عیسیٰ کے جو ان کو نزول کے بعد حاصل ہو گا صالحین میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔

الہام دونوں کو ہو سکتا ہے اور وحی نبوت کسی کو بھی نہیں ہو سکتی: ”قد جاء الخبر الصحيح في عيسى وكان ممن اوحى اليه قبل رسول الله ﷺ انه اذا نزل آخر الزمان لا يؤمننا الا بنا اي بشريعتنا وسنتنا مع ان له الكشف التام اذا نزل زيادة على الالهام الذي يكون له كما لخواص هذه الامة“

(یواقیت ج ۲ ص ۸۴)

حدیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں نزول فرمائیں گے۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے ان پر وحی نبوت نازل ہوتی تھی۔ مگر نزول من السماء کے بعد سوائے کشف تام کے اور علاوہ الہام کے جو صالحین کو بھی ہوتا ہے وحی نبوت نازل نہیں ہوگی۔

نبی یا رسول کہلانے کیلئے تین باتیں ہونی ضروری ہیں

معلوم ہوا کہ انسان نبی یا رسول اسی وقت کہلایا جاسکتا ہے یا نبوت کے درجہ پر جب ہی

پہنچ سکتا ہے۔ جبکہ اس میں مندرجہ ذیل اوصاف موجود ہوں:

۱..... امر و نہی تحلیل و تحریم وغیرہ احکام اسپر نازل ہوں جو ان کی ذات کے ساتھ خاص ہوں اور ان کو امت میں تبلیغ کرنے سے روک دیا گیا ہو۔ البتہ پہلے رسول کی شریعت کی تبلیغ اور اتباع کرنے کا حکم ہو۔ گویا وہ بعض احکام میں شریعت سابقہ کا پابند ہو اور بعض میں نہ ہو اور اگر اس کو ایسی شریعت عامہ عطا فرمائی گئی ہو جس کی تبلیغ کرنے کا حکم ہو۔ اس صورت میں رسول پیغامبر کی حیثیت سے خود بھی عمل کرے اور دوسرے کو بھی پابندی کی تلقین فرمائے۔

۲..... اس سے خدا تعالیٰ بلا واسطہ ہم کلام ہو یا اس کے پاس بذریعہ فرشتہ کے پیغام پہنچایا گیا ہو۔

۳..... وحی لانے والے فرشتہ کو آنکھوں سے دیکھے اور کانوں سے خدا کا پیغام سنے۔

## ملہم ہونے کی شرطیں

اسی طرح ملہم ہونے کی بھی چند شرطیں ہیں:

۱..... نیک مرد صالح اور پابند شریعت ہو۔ تاکہ اس پر دقائق شریعت اور اسرار قرآنیہ کا دروازہ کھل جائے۔ کیونکہ گناہ اور معصیت کی وجہ سے شیطان کا تسلط قوی اور فرشتہ کی امدادی طاقت کمزور ہو جاتی ہے جس سے الہامات ربانی کے بجائے شیطانی وساوس کا القاء ہونے لگتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ”هل انبئکم علیٰ من تنزل الشیطین تنزل علیٰ کل افک اثیم“ (الشعراء: ۲۲۱، ۲۲۲)

شیخ عبدالوہاب شعرانی کبریت احمر میں فرماتے ہیں: ”الولیٰ الکامل یجب علیہ معانقۃ العمل بالشریعة المطہرة حتیٰ تفتح اللہ تعالیٰ لہ فی قلبہ عین الفہم عنہ فیلہم معانی القرآن ویكون من المحدثین“ (ص ۲۲)

۲..... ملہم کا کوئی الہام خلاف شریعت نہ ہو اور اس کی ہر ایک حرکت کتاب اور سنت کے موافق ہو۔ قرآن میں ہے:

”ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون“ (مائدہ: ۴۴)

”ومن یشاقق الرسول من بعد“ (نساء: ۱۱۵)

یواقیت میں ہے: ”فان من شان اهل الطريق ان تكون جمعی حرکاتہم وسکناتہم محرزة علی کتاب والسنة ولا یعرف ذالک الا بالتبحر فی علم الحدیث والفقه والتفسیر“ (یواقیت ج ۲ ص ۹۲)

”اذا رايتم شخصاً متربعا في الهواء فلا تلتفتوا اليه الا رايتموه

مقيدا بالكتاب والسنة“ (يوافيت ج ۲ ص ۹۳)

۳..... ملہم کتاب وسنت کے وہی معنی بیان کرے جو آئمہ مجتہدین نے سمجھے ہیں

اور جو شریعت کے مطالب اور مضامین آج ہمارے ہاتھ میں ہیں ان کے خلاف کوئی بات نہ کہے۔

شیخ عبدالوہاب لکھتے ہیں: ”هل ثم طريق للشریعة غیر ما بایدینا من

النقول ثم يقول من زعم ان ثم علما باطناً غیر ما بایدینا فهو باطلی یقارب

الزندیق (یواقیت ج ۲ ص ۹۲)“ جو علم شریعت کا آج ہمارے ہاتھ میں ہے کیا اس کے سوا کوئی

اور معنی بھی ہیں۔ ہرگز نہیں جو شخص ایسا دعویٰ کرے وہ زندیق اور بے ایمان ہے۔

شیخ اکبر فتوحات میں لکھتے ہیں: ”اعلم ان میزان الشرع الموضوع فی

الارض هی ما بایدی العلماء من الشریعة فمهما خرج ولی عن المیزان الشرع

المذكورة مع وجود عقل التكلیف انكرنا علیه ذالك فان غلب علیه الحال

سلم له حاله مالم یعارض نصاً او اجماعاً واما مخالفة لما طریقہ الفهم فلا قال

فان ظهر بامریوجب الحد فی ظاهر الشرع ثابت عند الحاكم اقيمت علیه

الحدود ولا بد“ (کبریٰ احمر ص ۱۳۸ و فتوحات باب ۱۸۵)

”آج شریعت کی ترازو وہی ہے جو علماء ظاہر کے ہاتھ میں ہے۔ جو ولی اس میزان پر

صحیح نہیں اترے گا۔ اگر وہ ذی ہوش ہے تو اس پر انکار کریں گے اور اگر مغلوب الحال ہے تو اس کو

معافی دی جائے گی۔ بشرطیکہ اس نے کوئی کلمہ قرآن و حدیث اور جماع امت کے خلاف نہ کہا ہو

اور اگر اپنی رائے اور عقل سے ایسے معافی اور مطالب بیان کرتا ہے جو ظاہری شریعت کے خلاف

ہیں تو پھر اس کو مہلت نہیں دی جائے گی۔ اگر وہ مستحق سزا کا ہوگا تو اس پر حد شرعی جاری کر دی

جائے گی۔“

۴..... الہام میں امر و نہی اور تحلیل و تحریم نہیں ہوتی۔ بلکہ اسرار شریعت، مناجاة

الہی اور بشارات وغیرہ ہوتی ہیں اور بس۔ اسی پر تمام اہل کشف کا اجماع ہے: ”وقد ثبت عند

اهل الکشف باجمعهم انه لا تحلیل ولا تحریم لا حد بعد انقطاع الوسالة

والنبوة“ (کبریٰ احمر ص ۱۱۶)

ملہم کے لئے فرشتہ کی روایت اور اس کے کلام کا سماع یہ دونوں کبھی جمع نہیں ہوتیں۔

۶..... خدا تعالیٰ کبھی کسی ملہم سے بلا واسطہ ہم کلام نہیں ہوتا: ”فان قال لم

يُجْنَىٰ بِذَلِكَ مَلِكٌ وَأَمَّا أَمْرٌ فِي اللَّهِ تَعَالَىٰ بِهِ مِنْ غَيْرِ وَاسِعَةٍ قَلْنَا لَهُ هَذَا أَكْثَرُ  
مِنَ الْأَوَّلِ فَانْكَ أَذِنَ ادْعَيْتَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ كَلَمَكَ كَمَا حَمَّ مُوسَىٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ وَلَا قَائِلَ بِذَلِكَ مِنْ عُلَمَاءِ النُّقُلِ وَلَا مِنْ عُلَمَاءِ الذُّوقِ“

(یواقیت ص ۳۸ ج ۲)

## تحقیق نبوت غیر تشریعیہ

چونکہ الہام اور کشف اور رویاء صالحہ بھی ایمان اور تقویٰ طہارت کی طرح انبیاء علیہم السلام کے مجموعہ اوصاف و کمالات میں سے چند وصف ہیں۔ اس لئے اس پر صوفیائے کرام نے نبوت غیر تشریعیہ کا لفظ اطلاق کر دیا۔ ورنہ وہ بعینہ نبوت نہیں ہے۔ اسی طرح حسن خلق، حلم، عفت، اعتدال، ایمان، ورع و تقویٰ پر بھی نبوت کاملہ کا اطلاق کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ بھی نبی کے اوصاف میں سے چند وصف ہیں۔ لہذا ہر مومن جس میں عفت، پاک دامنی، کمال ایمان وغیرہ خاصیتیں موجود ہوں وہ نبی ہونا چاہئے۔ باوجودیکہ یہ ضابطہ ہدایت باطل ہے۔ غرض نبوت غیر تشریعیہ ولایت کا ایک درجہ ہے جس کو فنا فی الرسول سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ جس طرح بحر تو حید میں ڈوبے ہوئے کو فنا فی اللہ کہتے ہیں۔ مگر وہ باوجود اس بات کے بعینہ خدا نہیں بن جاتا اسی طرح رسول اللہ کی کامل پیروی کرنے والا محبت رسول کو فنا فی الرسول کہتے ہیں اور وہ اس وجہ سے بعینہ رسول یا نبی نہیں ہو جاتا۔ بلکہ ولایت کا ایک ایسا مرتبہ ہے کہ جس کی شان کسی قدر نبوت کی شان سے ملتی جلتی ہے۔

مگر مرزا قادیانی نبی تشریعی اور رسول میں کوئی فرق نہیں کرتے اور جو تفسیر رسول کی کی جاتی ہے۔ یعنی اس کو ایک کتاب خلق کی ہدایت کے لئے اور شریعت عامہ امت کے عمل کرنے کے واسطے دی جائے۔ بعینہ وہی معنی نبی تشریعی کے لیتے ہیں باوجودیکہ نبی تشریعی کے معنی عام ہیں جو نبی اور رسول دونوں پر بولے جاتے ہیں اور رسول اس کی ایک قسم ہے اور قسم کبھی مقسم کی عین نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں نبی تشریعی اور غیر تشریعی صوفیائے کرام کی ایجاد کردہ اصطلاح ہے۔ قرآن و حدیث اور پہلی آسمانی کتابوں میں نبی غیر تشریعی کا مطلقاً ذکر نہیں ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے خواہ وہ نبی تھے یا رسول۔ مگر سب کے سب نبی تشریعی تھے اور ان پر وحی نبوت نازل ہوتی تھی۔ غیر تشریعی نبی کوئی بھی نہ تھا۔ محض صوفیائے کرام نے فنا فی الرسول کے مقام کا نام نبوت غیر تشریعیہ رکھ دیا اور ساتھ ہی یہ ہدایت کر دی کہ نبوت کا لفظ اس پر اطلاق کرنا قطعاً ناجائز اور بالکل حرام ہے۔ چنانچہ یواقیت میں ہے:



”قد كان الشيخ عبدالقادر الجيلي يقول اوتى الانبياء اسم النبوة واوتينا اللقب اى حجر علينا اسم النبى مع ان الحق تعالى يخبرنا فى سرائرنا . بمعانى كلامه و كلام رسوله ﷺ ويسمى صاحب هذا المقام من انبياء الاولياء غاية نبوتهم التعريف بالا حكام الشريعة حتى لا يخطئوا فيها لا غير“  
(اليوقيت ج ۲ ص ۳۹)

اگرچہ اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں قرآن اور حدیث کے معانی اور مطالب کا القاء کرتا ہے اور ہم کو شریعت کے وقائع اور اسرار پر نبیوں کی طرح مطلع کرتا ہے۔ لیکن ہم پر لفظ نبی اطلاق کرنا صحیح نہیں ہے۔ چونکہ اس مقام میں نبوت کی جھلک ہوتی ہے۔ اس لئے اس درجہ پر جو فائز ہوں ان کو انبیاء الاولیاء سے موسوم کر سکتے ہیں۔ ان کی نبوت صرف اس قدر ہے کہ ان کو شریعت کا صحیح علم بذریعہ الہام کے کرا دیا جائے۔ تاکہ شریعت کے سمجھنے میں غلطی نہ کھائیں۔ گویا ایسے لوگ حدیث من اراد اللہ بہ خیر ایفقہ فی الدین کے صحیح مصداق ہو جاتے ہیں۔

”القسم الثانى، من النبوة البشرية وهو خاص بمن كان قبل بعثة نبينا محمد ﷺ وهم الذين يكونون كالنظام هذه بين يدي الملك فينزل عليهم الروح الامين بشريعة من الله فى حق نفوسهم يتعبد هم بها فيحل لهم ماشاؤ يحرم عليهم ماشاء ولا يلزمهم اتباع الرسل وهذا المقام لم يبق له اثر بعد محمد“  
(يواقيت ج ۲ ص ۲۵)

”نبوت کی وہ قسم جس میں نبی کی ذات کے واسطے امر و نہی اور حلال و حرام کے احکام بذریعہ جبرئیل نازل ہوتے ہیں اور وہ اس حکم میں پہلے رسول کے تابع نہیں ہوتے۔ البتہ رسولی شریعت کی اشاعت کرنے میں مانند سرکاری اہلکاروں کے کام کرتے ہیں۔ ایسی نبوت رسول عربیؐ کے ظاہر ہونے سے پیشتر تمام نبیوں میں پائی جاتی تھی۔ لیکن اب حضرت کی بعثت سے وہ بالکل بند ہو چکی ہے۔“

معلوم ہوا کہ جس نبی کو ہدایت کے لئے کتاب نہیں دی جاتی تھی اس میں دو حیثیتیں پائی جاتی تھیں:

- (۱) ..... امت کے حق میں وہ پہلی شریعت کی مبلغ ہوتے تھے اسی کی اتباع کی امت کو تلقین فرماتے تھے۔
- (۲) ..... اپنی ذات خاص کے لئے ہر حکم میں شریعت سابقہ کے پابند نہیں ہوتے

تھے بلکہ بعض احکام براہ راست خدا کی طرف سے بذریعہ جبریل نازل ہوتے تھے۔ نہ بالکل رسولوں کی طرح مستقل تھے اور نہ مانند امتی کے ہر حکم میں تابع ہوتے تھے۔

چنانچہ حضرت لوط اور حضرت یوسف اور ہارون علیہم السلام مستقل نبی نہ تھے۔ بلکہ تابع ہی تھے۔ قرآن مجید میں ہے: ”فامن له لوط“ (العنکبوت: ۲۶)

”ای فی جمع مقالاتہ لافى النبوة ومادعا اليه من التوحيد فقط (ابو السعود ص ۳۷۹)“ حضرت ابراہیم پر لوط ایمان لے آئے اور ان کی ہر ایک بات تسلیم کر لی۔

۲..... ”فارسله معي ردأیصدقني (القصص: ۳۴)“ اے اللہ! میرے بھائی ہارون کو میرا مددگار اور تصدیق کرنے والا بنا کر میرے ساتھ بھیج دے۔

۳..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام سے کہا: ”افعصیت امری (طہ: ۹۳)“

۴..... حضرت یوسف علیہ السلام نے دین ابراہیم کی اتباع کا ان لفظوں میں اقرار کیا: ”اتبعت ملة اباي ابراهيم واسحق ويعقوب (يوسف: ۲۸)“ میں اپنے آباء اجداد ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے دین کا تتبع ہوں۔

۵..... ”انا انزلنا التوراة فيها هدى ونور يحكم به النبيون“ (المائدة: ۴۴)

ہم نے توریت نازل کی جس میں ہدایت اور حق کی روشنی ہے۔ انبیاء علیہم السلام اسی کے احکام بیان کرتے تھے۔ علامہ ابن جریر حدیث تسووسہم الانبیاء کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ای انہم کا نوازاظہر فیہم فساد بعث اللہ لہم نبیاء، یقیم لہم امرہم ویزیل ما غیروا من احکام التوراة“ ”نبی کا پہلے رسول کے تابع ہونا اور شریعت سابقہ کا تبلیغ کرنا ان آیات سے ظاہر ہے اور بعض احکام کا براہ راست خدا سے حاصل کرنا پہلے ثابت ہو چکا ہے۔ لہذا جو شخص آج رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا دعویٰ کرتے ہوئے خدا سے براہ راست فیض حاصل کرنے کا دعویٰ دار ہوگا وہ مدعی نبوت سمجھا جائے گا۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا اور اس کی انجیل توریت کی فرع ہے۔“

(براین احمدیہ حاشیہ نمبر ۳ ص ۵۰۰، خزائن ج ۱ ص ۵۹۴)

س۔۔۔ وحی غیر انبیاء پر بھی نازل ہوتی ہے: ”او حیننا الی ام موسیٰ (الفصل: ۱)“ سے ظاہر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نبیہ نہیں تھیں۔ ذوالقرنین کو مخاطب بناتے ہوئے یہ فرمایا گیا: ”یا ذالقرنین اما ان تعذب واما ان تتخذ فیہم حسنا (کہف: ۸۶)“

حضرت مریم پر یہ وحی اتری: ”یا مریم اقنتی لربک واسجدی (آل عمران: ۴۳)“

ج۔۔۔۔۔ وحی الہام رویاء اور فرشتہ کی گفتگو، مکالمہ خداوندی پر بولی جاتی ہے۔ پہلی تین قسمیں نبیوں کے ساتھ خاص نہیں ہیں۔ البتہ الہام اور القاء ربانی کے علاوہ مخاطبہ البیہ کی وہ قسم جو بذریعہ فرشتہ کے بیداری میں ہو یا بلا واسطہ خدا تعالیٰ کسی سے کلام کرے۔ یہ دونوں قسمیں وحی نبوت کہلاتی ہیں جو نبیوں کے علاوہ کسی غیر میں نہیں پائی جاتیں۔ اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کو بذریعہ الہام یا خواب کے واقعہ کے اطلاع دی گئی یا کسی فرشتہ کی معرفت حقیقت حال سے آگاہ کیا گیا۔ مگر یہ فرشتہ کی اپنی گفتگو تھی خدا کی پیغام رسولی نہیں تھی۔ اسی طرح مریم کے ساتھ فرشتہ کا مکالمہ تھا خدا تعالیٰ کے حکم کی پیغام رسانی تھی۔ الہام یا فرشتوں کی گفتگو وحی نبوت نہیں کہلاتی۔ دیکھو آیت: ”ولو تری اذا الظالمون فی غمرات الموت والملائکة باسطوا ایدیہم اخرجوا انفسکم (الانعام: ۹۳)“ (میں اخرجوا انفسکم فرشتوں کا کلام ہے جو کفاروں سے سکرات موت کے وقت کہا جاتا ہے۔ مگر اس مخاطبہ کی وجہ سے کسی کی نبوت ثابت نہیں ہوتی۔ ومثله کثیر فی القرآن!

۶۔۔۔۔۔ صاحب مدارک او حیننا الی ام موسیٰ کے تحت میں لکھتے ہیں: ”بالہام او بالرویاء او باخبار ملک کماکان لمریم ولیس هذا وحی الرسالة ولا تكون ہی رسولاً“ ”یہ فرشتوں کا مکالمہ یا الہام تھا جس کو وحی نبوت نہیں کہتے۔ اور ذوالقرنین اگر نبی نہ تھے تو یہ وحی اس زمانہ کے نبی کی معرفت آپ کو پہنچائی گئی تھی۔ براہ است ان پر نازل نہیں ہوئی اور ایسی مثالیں قرآن میں بکثرت موجود ہیں۔

۱۔۔۔۔۔ ”وقلنا لہم کو نوا قرۃ خاسئین“ (البقرة: ۶۵)

۲۔۔۔۔۔ ”قلنا اہبطوا مصر ا فان لکم ماسائلتم (البقرة: ۶۱)“

میں جن بنی اسرائیل کو مخاطب بنایا گیا ہے۔ ان میں سے ایک بھی نبی، رسول نہ تھا۔ بلکہ وحی اس زمانہ کے نبی پر اتری تھی۔ مگر مخاطب امت کو بنایا گیا۔

۳۔۔۔۔۔ ”یا بنی آدم خذوا زینتکم“ (الاعراف: ۳۱)

۴..... ”الم أعهد يا بني آدم ان لاتعبدوا الشيطان (ياسين: ۶۰)“

اس میں بنی آدم کو مخاطب بنایا جو یقیناً نبی نہ تھے۔ بس ایسا ہی یہاں سمجھنا چاہیے۔ یا اس مخاطب الہیہ سے الہام مراد ہے: ”ان کان نبیا فقد اوحى الله اليه بهذا والا فقد اوحى الى نبى فامرہ النبى به او كان الهام (مدارك)“

### باب: مرزا قادیانی اور دعویٰ نبوت

یوں تو مرزا قادیانی کی کوئی تحریر بھی کسی معاملہ میں قطعی فیصلہ نہیں ہے۔ لیکن نبوت کا دعویٰ آپ نے ایسے مبہم اور پیچیدہ لفظوں میں کیا ہے کہ آپ کے متبعین بھی کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے سے قاصر ہیں۔ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیانی جماعت کا دعویٰ ہے کہ مرزا قادیانی نے ابتداء میں محدثیت اور مسیحیت کا دعویٰ کیا اور نبوت کے مدعی کو کافر سمجھا۔ لیکن ۱۹۰۱ء میں ان کو معلوم ہوا کہ آپ حقیقی طور پر نبی ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد آپ نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اسی پر آخر تک قائم رہے۔

لاہوری جماعت کہتی ہے کہ آپ سے جو خدا کا مکالمہ ہوا اس میں آپ کو نبی یا رسول کے لفظ سے ضرور یاد کیا گیا۔ لیکن وہ مجازی اور لغوی اعتبار سے تھا۔ حقیقی طور پر نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہمیشہ مدعی نبوت کو کافر کہتے رہے اور کبھی نبوت مستقلہ کا دعویٰ نہیں کیا۔

ہر ایک فریق اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ مرزا محمود احمد اپنی کتاب (القول الفصل کے ص ۲۴) پر لکھتے ہیں ”تریاق القلوب کی اشاعت تک (جو کہ اگست ۱۸۹۹ء سے ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء ختم ہوئی) آپ کا عقیدہ یہی تھا کہ آپ کو حضرت مسیح پر جزوی فضیلت ہے اور آپ کو جو نبی کہا جاتا ہے تو یہ ایک قسم کی جزوی نبوت ہے اور ناقص نبوت ہے۔ لیکن بعد میں جیسا کہ نقل کردہ عبارت کے فقرہ دو اور تین سے ثابت ہے۔ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا کہ آپ ہر ایک شان میں مسیح سے افضل ہیں اور کسی جزوی نبوت کے پانے والے نہیں بلکہ نبی ہیں۔ ہاں ایسے نبی جس کو آنحضرت ﷺ کے فیض سے نبوت ملی۔ پس ۱۹۰۲ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہو سکتا۔“ چونکہ اسی کتاب میں ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کے ٹریکٹ سے چار حوالے ص ۴، ۵، ۶، پر تحریر کئے جو ۱۹۰۲ء کے دعویٰ نبوت کے خلاف تھے۔ اس لئے حقیقت النبوة میں ایک سال اور کم کر کے لکھتے ہیں۔ ”اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۲ء درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور

پر حد فاصل ہے..... پس یہ بات ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت یکڑنی غلط ہے۔“ (ص ۱۲۱)

اس خیال کی تائید میں مرزا قادیانی کی وہ تحریریں جو ۱۹۰۰ء کے بعد لکھی گئیں پیش کی جاتی ہیں۔ احمدیہ پاکٹ بک والا حوالہ جات نقل کرتا ہوا لکھتا ہے:

(۱)..... ”ہمارے نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو تورات میں مذکور ہیں۔ میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں پہلے بھی کئی نبی گذرے ہیں جنہیں تم لوگ سچا مانتے ہو۔“

(ملفوظات ج ۱۰ ص ۲۱۷)

(۲)..... ”میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک کہ اس دنیا سے گذر جاؤں۔“

(۲ خری مکتوب اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۷)

(۳)..... ”اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا ایک پہلو سے امتی۔ وہی مسیح موعود کہلائے گا۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۰۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۴، حاشیہ)

(۴)..... ”اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔“

(تجلیات البیہ ص ۲۰، خزائن ج ۲۰ ص ۲۱۲)

(۵)..... ”بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت سے آنحضرت ﷺ کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔“

(حاشیہ حقیقت الوحی ص ۱۵۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۴)

(۶)..... ”میرا ہرگز یہ دعویٰ نہیں کہ آنحضرت ﷺ سے الگ ہو کر نبی ہوں۔“

(ابلاغ المبین ص ۲۰)

(۷)..... ”جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر اس معنی سے کہ میں نے اپنے رسول اور مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۷، ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱، ۲۱۰)

(۸) ..... ”ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اس لئے ہم نبی ہیں۔“

(اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۸)

اس قسم کی اور بھی تحریرات تھیں جو بخوف طوالت حذف کر دی گئیں۔ ان حوالہ جات سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے خیال میں رسولی شریعت کی اتباع کرنے سے نبوت مل سکتی ہے اور ایسی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا اور نہ یہ ختم نبوت کے خلاف ہے اور خود مرزا قادیانی بھی ایسے نبی تھے۔ گویا نبی تشریحی مرزا قادیانی کے رائے میں وہی ہے جو مخلوق کی ہدایت کے لئے نئی شریعت عامہ تبلیغیہ اور نئی کتاب لے کر آئے اور بغیر کسی پہلے رسول کے اتباع کے نبوت حاصل کرے۔ یعنی جو تعریف رسول کی ہے وہ مرزا قادیانی کے نزدیک نبی تشریحی کی ہے اور لاہور جماعت کا امیر محمد علی اپنے رسالہ ”مسیح موعود اور ختم نبوت“ میں قادیانی خیالات کی تردید کرتے ہوئے مرزا قادیانی کی تحریرات کے مندرجہ ذیل حوالے پیش کرتا ہے:

..... ”میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائکہ اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صلی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گئی۔“

(اشتہار مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء، مجلہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۱، ۲۳۰)

۲..... ”تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح

الاسلام و توضیح المرام و ازالۃ ابواب میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ ورنہ حاشا و کلاً مجھے نبوت حقیقی کا برگز دعویٰ نہیں۔ میرا اس پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ میری نیت میں جس کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنی آنحضرت ﷺ نے متکلم







فاشارا الى ان مادة النبوة و بذرها يكون موجودا في الحديث

(تمامتہ البشری ص ۸۲۸، ترجمہ ج ۷ ص ۳۰۱-۳۰۲)

”میں نے یہ کہا ہے کہ محدث میں تمام اجزاء نبوت پائے جاتے ہیں۔ لیکن بالقوہ نہ بالفعل پس محدث بالقوہ نبی ہے اور اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ بالفعل نبی ہوتا۔۔۔ کمالات نبوت سب کے سب تحدیث میں مخفی اور مضمحل ہوتے ہیں اور ان کا ظہور اور خروج فعل تک صرف اس لئے رک جاتا ہے کہ باب نبوت مسدود ہے اور اسی کی طرف نبی علیہ السلام نے اپنے قول میں اشارہ کیا ہے اور اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا اور یہ صرف اسی لئے کہا کہ عمر محدث تھے۔ پس یہ اشارہ کیا کہ نبوت کا مآذہ اور اس کا ختم محدث میں موجود ہوتا ہے۔“

(ترجمہ المسیح موعود، محمد علی لاہوری)

اس تحریر میں تحدیث کے معنی بدل دیئے اور اس میں تمام اجزاء نبوت کے جمع ہونے کا دعویٰ کر دیا باوجودیکہ پہلے یہ عقیدہ تھا کہ محدث میں نبوت کے بعض صفات پائے جاتے ہیں اور محدث کسی قسم کا نبی نہیں ہوتا۔ جیسا کہ لاہوری نے اس سے ظاہر ہے۔

نحدیث میں تمام اجزاء نبوت قائم رہنے کے بعد نبی اور محدث میں کوئی فرق نہیں

رہتا۔

نبوت وہی ہے سبکی نہیں

قوة اور فعلیت کا فرق بالکل غلط اور غیر مفید ہے۔ کیونکہ عطا نبوت کے لئے کسی استعداد اور قابلیت کی ضرورت نہیں۔ یہ محض مہلت الہی ہے جس کو وہ چاہتا ہے دیتا ہے۔ اس کے لئے قابلیت کا کوئی خاص معیار مقرر نہیں ہے۔ ”اللہ اعلم حیث يجعل رسالته“ اگر کوئی قابلیت ہے تو وہ یہ ہے کہ وہ مرد ہو عورت نہ ہو۔ ”ما ارسلنا من قبلك الا رجا لا“ ورنہ نبی عربی جو رسمی علوم اور معمولی نوشت و خواند سے بھی ما واقف اور شرايع اور احکام سابقہ سے بیخبر تھے۔ کبھی نبی نہ بنائے جاتے اور باوجودیکہ قرآن عزیز میں یہ ارشاد ہوتا ہے: ”وَكذلك او حينا اليك روحاً من امرنا ما كنت تدري ما الكتاب ولا الايمان (شوری: ۵۰)“ اسی طرح ہم نے تجھ پر وحی نازل کی باوجودیکہ تو نہ کتاب سے واقف اور نہ ایمان کو جانتا تھا کہ وہ کیا چیز ہے۔ پھر نبوت کے اجزاء اور اس کے صفات میں سے یہ بھی ہے کہ اس پر بذریعہ جبرائیل امین کے وحی ربانی نازل ہو اور احکام شرعیہ تبلیغیہ یا غیر تبلیغیہ اس پر ظاہر ہوں یا خدا تعالیٰ بلا واسطہ اس سے موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہم کلام ہو۔ اگر یہ اجزاء بھی محدث میں پائے جاتے ہیں تو پھر وہ نبی

ہی ہوا۔ اس کو محدث کہنا اور قوہ اور نعل کا فرق نکالنا سراسر غلط ہے اور یہ انہر سفات اس میں نہیں پائے جاتے تو پھر تمام اجزاء نبوت کو تحدیث میں جمع کرنا صحیح نہیں۔ اس عمل سے تو ساف خارج ہو رہا ہے کہ لاہوری اور قادیانی جماعت کے درمیان مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے بارے میں محض جنگ زرگری ہے جس کی حیثیت اختلاف لفظی سے زیادہ نہیں ہے۔

کیونکہ اس بات پر دونوں جماعتیں متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے بعد نئی شریعت تبلیغ لے کر کوئی شخص نہیں آ سکتا اور نہ مستقل اور طور پر بغیر رسولی شریعت کی اتباع کے کوئی نبی بن سکتا ہے۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور پیروی کرنے سے ایک شخص میں نبوت کے تمام اجزاء اور اس کی صفات جمع ہو سکتی ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی میں تھے۔ چنانچہ محمد علی اپنے رسالہ ”مسیح موعود اور ختم نبوت کے ص ۲۳ پر لکھتا ہے کہ ”ہاں جس بات کے سب لوگ اس وقت تک قائل تھے وہی تھی جس کی تشریح میاں صاحب نے اپنے مضمون میں رد کردی ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ آپ کے کمالات اعلیٰ سے اعلیٰ ترقیات کے ان منازل تک پہنچ گئے کہ آپ کی اتباع کی برکت سے ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں جو بڑے بڑے انبیاء کا مرتبہ رکھتے تھے۔ نیز اس پر اتفاق ہے کہ نبی تشریحی وہ نبی ہے جس پر شریعت جدیدہ اور نئی کتاب نازل ہو اور وہ کسی رسولی شریعت کا تابع نہ ہو۔ جیسا کہ نرشتہ حوالہ جات سے ثابت ہو چکا ہے۔ البتہ اگر اختلاف ہے تو یہ ہے کہ جو شخص ایک حیثیت سے نبی اور ایک جہت سے امتی ہو وہ حقیقتاً نبی کہلایا جاسکتا ہے یا نہیں۔“

لاہوری کہتے ہیں کہ وہ محدث ہے اور اس کو نبی یا رسول مجازاً کہتے ہیں اور اس کا منکر کافر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ”ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔“

(ریاق القلوب ص ۳۰، ص ۳۱، ص ۳۲)

اور مرزا محمود اور اس کی پارٹی اس امر کی قائل ہے کہ ابتداء میں مرزا قادیانی اس مقام کو محدثیت کا درجہ سمجھتے رہے۔ لیکن ۱۹۰۱ء کے بعد ان کا معلوم ہو گیا کہ یہ مقام نبوت کا ہے اور اس سے ختم نبوت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ ختم نبوت کے کفر مخالف ہے تو وہ نبوت تشریحی ہے اور نبوت غیر تشریحی اس کے خلاف نہیں ہے۔ چنانچہ نقیقت النبوة میں لکھتے ہیں کہ ”خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود چونکہ ابتداء نبی کی تعریف یہ خیال کرتے تھے کہ نبی وہ ہے جو نئی شریعت لائے یا بعض حکم منسوخ کرے یا بلا واسطہ نبی ہو۔ اس لئے باوجود اس کے وہ سب شرائط جو نبی کے

لئے واقع میں ضروری ہیں آپ میں پائی جاتی تھیں۔ آپ نبی کا نام اختیار کرنے سے انکار کرتے رہے اور گوان ساری باتوں کا دعویٰ کرتے رہے جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے۔ لیکن چونکہ آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے کہ اس لئے آپ کو محدث کہتے رہے اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعویٰ کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سواء اور کسی میں پائی نہیں جاتی اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں۔“ (ص ۱۲۴)

### مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کس طرح کیا

ان تمام تحریرات کے بعد ایک دانشمند اور منصف مزاج انسان اس نتیجہ پر پہنچنے کے لئے مجبور ہے کہ مرزا قادیانی نے شہرت کے ابتدائی زمانہ میں مجدد دیت اور محدثیت کا دعویٰ کیا اور پھر محدث کے وہ معنی بیان کئے جو نبی غیر رسول کے ہیں اور نبی اور رسول میں کوئی فرق نہیں کیا بلکہ جو معنی رسول کے تھے وہی نبی کے بیان کئے۔ اسی طرح محدثیت کے پردہ میں ایک زمانہ تک نبوت کا دعویٰ ہوتا رہا اور جب عوام پر ان کا یہ جادو چل گیا اور عقیدت مندوں کی ایک جماعت ارد گرد جمع ہو گئی تو نبوت کا دعویٰ کھلے الفاظ میں کر دیا اور یہ مرزا قادیانی کی زندگی کا آخری زمانہ تھا جس میں آپ محدثیت کا پردہ چاک کر کے نبوت کی شکل میں نمودار ہوئے۔ قادیانی جماعت کا یہ خیال کسی قدر صحیح ہے کہ مرزا قادیانی ایک زمانہ تک نبوت کو محدثیت سمجھتے رہے یا یوں کہو کہ محدث کی یہ توجہ بیان کی جو نبی پر صادق آتی تھی۔

### محدث کی تعریف

کیونکہ محدث اصل میں اس کو کہتے ہیں کہ جس پر شریعت مطہرہ کی پابندی اور اتباع کرنے کی وجہ سے قرآن عزیز کے معارف کا دروازہ کھل جائے اور اللہ تعالیٰ اس کے دل کی آنکھوں کو ایسا روشن کر دے جس سے وہ بغیر ظاہری تعلیم و تعلم کے قرآن کریم کے معانی اور مطالب کو صحیح طور پر سمجھنے لگے۔ چنانچہ شیخ عبد الوہاب کہہ بیت احمر میں لکھتے ہیں: ”فذا لك الولي الكامل يجب عليه معانقة العمل بشريعة المطهرة حتى يفتح الله تعالى قلبه على الفهم بمنه فيلهم معاني القران ويكون من المحدثين بفتح الدال (ص ۲۲)“

ابتداء زمانہ میں مرزا قادیانی بھی محدث کے یہی معنی بیان کرتے تھے۔ جیسا کہ وہ ازالہ میں لکھتے ہیں کہ: ”اب یہ بھی یاد رہے کہ عادت اللہ ہر ایک کامل ملہم کے ساتھ یہی رہی ہے کہ عجائبات مخفیہ فرقان اس پر ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات ایک ملہم کے دل پر قرآن شریف کی آیت الہام کے طور پر القاء ہوتی ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۳۱۸، خزائن ج ۳ ص ۲۶۱)

اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنی آنحضرت ﷺ نے متکلم مراد لئے ہیں۔ یعنی محدثوں کی نسبت فرمایا ہے: ”عن ابی ہریرۃ قال قال النبی ﷺ قد کان فیمن قبلكم من بنی اسرائیل رجال یكلمون من غیر ان یكون انبیاء فان ینك فی امتی منهم احد فعمر“

(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۳۱۴، ۳۱۵)

ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے لوگ تھے جن سے مکالمہ الہی ہوتا تھا۔ مگر وہ نبی نہیں ہوتے تھے۔ میری امت سے بھی اگر کوئی ایسا ہو تو عمر ہوگا۔ من غیر انبیاء کی قید نے بالکل واضح کر دیا کہ ملہم نبی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اولیاء کے ساتھ مکالمہ الہی کے یہی معنی ہیں کہ ان کے دل میں کوئی عجیب بات ڈالی جاتی ہے اور وہ مکالمہ جس کی آواز کانوں سے سنی جاتی ہے یا فرشتہ کی وساطت سے ہوتا ہے نبیوں کے لئے مخصوص ہے۔ اس کی مزید تحقیق پہلے گزر چکی ہے۔ گویا ملہم اور نبی یہ دو متغائر مفہوم ہیں جو کبھی جمع ہی نہیں ہو سکتے۔ مرزا قادیانی کا بھی شروع زمانہ میں یہی عقیدہ تھا۔ ملاحظہ ہو۔

قرآن شریف کی وہ قرات یاد کرو کہ جو ان عباس نے کی ہے اور وہ یہ ہے وما ارسلناک من قبلك من رسول ولا نسی ولا محدث الا ذاتمنی القی الشیطان فی امنینہ!

(ازالہ ص ۴۲۲، خزائن ج ۳ ص ۳۲۱)

مرزا قادیانی نے اس قرأت کو نقل کر کے دو باتیں ظاہر کر دیں:

۱..... رسول اور نبی اور محدث یہ تینوں شخصیتیں بالکل الگ ہیں۔

۲..... محدث نبی نہیں ہوتا۔

۳..... وہ شخص جس نے کشتی کو توڑا اور ایک معصوم بچے کو قتل کیا جس کا ذکر قرآن

شریف میں ہے۔ وہ صرف ایک ملہم ہی تھا۔ نبی نہیں تھا۔ (ازالہ ص ۱۵۳، خزائن ج ۳ ص ۸۷۸)

لیکن کچھ عرصہ کے بعد آپ نے محدث اور نبی کے مفہوم میں ترمیم کر دی۔ محدث تو

اس شخص کا نام رکھا جو امتی ہو کر نبی بنا ہو۔ یعنی وہ نئی شریعت اور نیا دین لے کر نہ آیا ہو۔ بلکہ وہ

رسولی شریعت کا تابع اور محض اتباع کی وجہ سے نبوت کے درجہ پر پہنچا ہو۔ نبی کے یہ معنی کئے کہ وہ

صاحب شریعت تبلیغیہ ہو وہ کسی پہلی شریعت کا تابع نہ ہو۔ گویا جو معنی رسول کے ہیں وہ نبی کے اور

جو مراد نبی سے تھی وہ محدث کی کر دی۔ اب بجائے تین مقام کے صرف دو درجہ رہ گئے:

(۱) ..... رسول جس کو مرزا قادیانی نبی بھی کہتے ہیں۔

(۲) ..... محدث جس کا مفہوم وہ بیان کیا جو واقع میں نبی کا ہے۔ امور محدثیت کے

یہ معنی ہیں کہ وہاں اجزاء نبوت میں سے ایک جز کا نام ہے متروک کر دیئے اور جس حدیث میں اس کو جزو من اجزاء النبوة فرمایا گیا ہے۔ اس کا ترجمہ نوع من انواع النبوت کر دیا۔

”فاعلم ارشدك الله ان النبى محدث والمحدث نبى باعتبار

حصول نوع من انواع النبوة وقد قال رسول الله ﷺ لم يبق من النبوة الا المبشرات اي لم يبق من انواع النبوة الا نوع واحد وهى المبشرات من اقسام الرؤيا۔“ (توضیح المرام ص ۱۹، خزائن ج ۳ ص ۶۰)

اس میں من النبوة کے معنی من انواع النبوة بیان کر کے مبشرات کو نبوت کی

ایک نوع بنا دیا۔ باوجودیکہ مبشرات اور روایہ صالحہ نبوت کا پھمیا لیسواں جز ہے اور جز عین کل یا اس کی قسم نہیں ہو سکتا۔

اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ محدثیت اور نبوت میں جامع کمالات کے لحاظ سے کوئی

فرق نہیں رکھا۔ صرف توہ اور فعلیت کے لفظی اعتبار پر اکتفاء کی گئی۔ باوجودیکہ باب نبوت کے بند ہو جانے کی وجہ سے کوئی نقص مقام نبوت میں قدم ہی نہیں رکھ سکتا۔ پھر محدثیت میں جمیع اجزاء نبوت کے پائے جانے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔

خود محمد علی اپنی کتاب ”منہج موعود“ میں شیخ آبر کا یہ مقولہ نقل کر رہے ہیں کہ امت محمدیہ

میں کوئی شخص مقام نبوت میں داخل نہیں ہو سکتا اور نہ نبوت کے متعلق اپنا ذوق پیش کر سکتے ہیں۔

لیکن پھر وہ مرزا قادیانی و جامع کمالات نبوی اور اجزاء نبوت پر حاوی ہونا تسلیم کر رہے ہیں۔

مصر ..... بسوخت عقل ز حیرت کہ اینچہ بو العجبی ست !

چنانچہ، لکھتے ہیں: اعلم انه لا ذوق لنا فى مقام النبوة لنتكلم عليه وانا

نتكلم على ذلك بقدر ما اعطينا من مقام الارث فقط فانه لا يصح منا دخول

مقام النبوة! (از فتوحات نقلہ محمد علی فی رسالہ ص ۲۹)

مقام نبوت کے متعلق ہمیں کوئی ذوق نہیں ہے کہ ہم اس پر کلام کر سکیں جو تھوڑا سا حصہ

بطور وراثت محمدی مل جاتا ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ کوئی شخص نبی کے بعد نبوت

کے مقام پر قدم نہیں رکھ سکتا۔

شیخ عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں: ”فلا تلحق نهاية الولاية بدايت النبوة ابد اولوان ولياً تقدم الى العين التي ياخذ منها الانبياء لا تحترق“

(یواقیت ج ۲ ص ۷۱)

ولایت کا انتہائی درجہ نبوت کے ابتدائی درجہ تک نہیں پہنچ سکتا اور اگر کوئی ولی اس چشمہ کی طرف قدم اٹھائے جہاں سے انبیاء علیہم السلام اخذ کرتے ہیں تو فوراً جل جائے۔

اسی طرح کسی ولی میں جمیع اجزاء نبوت کے بالقوة جمع نہیں ہو سکتے: ”اما قدم حمد ﷺ فلا يطاء اثره احد كما لا يكون احد على قلبه وكما لا يكون احد وارثه على الكمال ابدأ لانه لو ورثه على الكمال لكان رسولا مثله او نبيا بشريعة تخصه ياخذها عن اخذ منه محمد ﷺ ولا قائل بذلك فنعود بالله من التلبیس“ یعنی رسول اللہ ﷺ کی بعینہ متابعت کسی سے نہیں ہو سکتی اور نہ کسی کا دل آپ جیسا ہو سکتا ہے اور نہ کوئی وراثتہ تمام کمالات سے نبوی پر حاوی ہو سکتا ہے۔ ورنہ وہ ان جیسا رسول یا نبی تشریح صاحب شریعت خاصہ غیر تبلیغیہ ہوگا اور اس کا امت میں سے کوئی قائل نہیں۔ یہ دوسرے شیطانی ہے جس سے ہم پناہ مانگتے ہیں۔“

معلوم ہوا کہ کمالات نبوی کا کوئی شخص جامع نہیں ہو سکتا اور اگر کسی کو ایسا دعویٰ ہوگا تو لازمی طور پر وہ نبوت کا مدعی ہی سمجھا جائے گا۔ اگر چہ زبان سے اپنے آپ کو نبی یا رسول نہ کہتا ہو۔ اس لئے مرزا قادیانی کا اپنے آپ کو جمیع اجزاء نبوت کا جامع کہنا اور تمام کمالات نبوت کا بالقوة اپنے اندر دعویٰ کرنا نبوت کے دعویٰ کرنے کے برابر ہے اور شعر:

منم مسیح زمان منم کلیم خدا  
منم محمد واحد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۲)

کہنا اگرچہ وہ مثالی طور پر ہو کفر ہے۔

س..... حضرت مجدد الف ثانی تحریر فرماتے ہیں: ”پس حصول کمالات

نبوت مرتابعاں رابط طریق متبعیت و وراثت خاتم الرسل منافی خاتمیت او نیست“ یعنی کمالات نبوت کا حصول پیروؤں کے لئے پیروی اور وراثت کے طریق پر خاتم الرسل کی بعثت کے بعد اس کے خاتم ہونے کے منافی نہیں۔ معلوم ہوا کہ اولیاء و ارث نبی ہونے کی وجہ سے جامع کمالات نبوت ہو سکتے ہیں اور یہی منشاء ان حدیثوں کی ہے:

(۱) ..... ”علماء امتی کا ابنیاء بنی اسرائیل“

(۲) ..... ”لوکان بعدی نبی لکان عمر“ یعنی عمر بالقوہ نبی ہے۔ اگر نبوت کا

دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ بالفعل نبی کر دیا جاتا۔

ج ..... مجدد صاحب نے وراثت محمدی کا ذکر کیا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ کسی شخص میں

جمع اجزاء نبوت کے جمع ہو سکتے ہیں یا روحانیت اور ظاہری علوم کے علاوہ نبوت کی خصوصیات میں

بھی وراثت جاری ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے اس عبارت سے سمجھا ہے۔ مجدد صاحب کی وہی

مراد ہے جو شیخ اکبر نے فتوحات کے باب میں لکھا ہے:

”ولا یخفی ان الارث کله یرجع الی نوعین معنوی و محسوس

فالمحسوس هو الاخبار المتعلقة بافعاله واقواله واحواله ﷺ واما المعنوی

فهو تطہیر النفس من مدام الخلاق تحلتبها بمکارمها وکثرة ذکر اللہ عزوجل

علی کل حال بحضور و مراقبة“ (یواقیت ج ۲ ص ۸۹)

رسول اللہ ﷺ کی وراثت دو قسم کی ہے۔ ظاہری اور معنوی۔ ظاہری وراثت

حضور ﷺ کا قول و فعل اور آپ ﷺ کے حالات ہیں (جس کے علمائے ظاہر وارث ہیں) تزکیہ

نفس، تقویٰ طہارت، اخلاقی خوبیوں کے ساتھ متصف ہونا اور بد اخلاقیوں سے بچنا اور ہر حال

میں اللہ کا ذکر کرنا وغیرہ وراثت معنوی ہے۔ جس طرح تخلیق باخلاق اللہ سے خدائی کی صفتیں کسی

شخص میں پیدا نہیں ہو سکتیں اور وہ خدا نہیں کہلایا جاسکتا۔ اس طرح اخلاق نبوی حاصل کرنے کی

وجہ سے کمالات کا جامع یا نبی بالقوہ نہیں بن سکتا۔ یہی مراد حدیث ”علماء امتی“ کی ہے اور

”لوکان بعدی نبی لکان عمر“ کے یہ معنی کرنے کے اصل نبوت بالقوہ موجود تھی غلط

ہے۔ اس حدیث میں صرف ان کی نبوت کے واسطے موزنیت کا اظہار کیا ہے۔ نہ یہ کہ اس میں

جمع کمالات نبوت بالقوہ موجود تھے۔ ورنہ تو ان سے زیادہ ابو بکرؓ اس بات کے مستحق تھے۔ پھر

نبوت کے حصول کے واسطے لیاقت کا کوئی خاص معیار مقرر نہیں ہے۔ جیسا کہ مذکور ہو چکا۔ اس

کے علاوہ کمالات نبوت میں نبی کے مساوی ہونے کے باوجود اگر کوئی فرق لاہوری جماعت کے

خیال کے موافق قابل اعتبار ہو سکتا ہے تو وہ یہی ہے کہ نبی بالفعل کو حقیقی نبی کہہ سکتے ہیں اور ان کو

حقیقت میں نبی نہیں کہہ سکتے۔ گو نبی کے معنی سے محدث کہہ سکتے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی صرف

لغوی نبی نہیں بلکہ خدا کی طرف سے خطاب یافتہ نبی ہونے کے مدعی ہیں۔ بلکہ ”فلا یظهر علی

غیبہ احداً (حصہ ۲۶)“ انہمیوں کے واسطے مخصوص ہے پیش کر کے اپنی نبوت ثابت کرنا

چاہتے ہیں۔ پھر لغوی اور حقیقی کا فرق نکالنا بھی بے سود ہے چنانچہ ملاحظہ ہو۔  
 (۱)..... ”میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اسی پر قائم ہوں اس وقت تک کہ اس دنیا سے گزر جاؤں۔“

(مرزا کا آخری مکتوب اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۷)  
 (۲)..... ”اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے ہیں۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگویاں ہیں جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے..... مصطفیٰ غیب پانے کے لئے نبی ہوا ضروری ہوا۔ اس مصطفیٰ غیب سے یہ امت محروم نہیں اور مصطفیٰ غیب حسب منطوق آیت (فلا یظهر علی غیبہ احدا) نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے۔ وہ طریق براہ راست بند ہے..... اس موہبت کے لئے محض بروز ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۵۵، حاشیہ خزائن ج ۱ ص ۲۰۹)  
 (۳)..... ”مستقل نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو گئی ہے۔ مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی۔“

(حقیقت الوحی ص ۲۸، خزائن ج ۲ ص ۲۰)  
 اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ نبوت اور رسالت جو آیت کا مصداق ہے مستقل طور پر بلا واسطہ تو حاصل نہیں ہو سکتی۔ مگر مرزا کے خیال میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع سے یہ درجہ نصیب ہو سکتا ہے اور یہی معنی ظلیت کے ہیں۔

لہذا محمد علی کا دعویٰ ظلیت کو دعویٰ نبوت کی نفی میں پیش کرنا کہ سایہ اور اصل شے برابر نہیں ہوا کرتی جائز نہ رہا۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی نے (الحکم مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۰۲ء) میں ظلیت کے معنی کمالات نبوی کا حاصل کرنا لکھا ہے اور ایسی ظلیت کا وجود دوسرے حقیقی نبیوں میں تسلیم کیا ہے جس کا مطلب بالکل ظاہر ہے کہ جب دوسرے نبی باوجود ظلیت کے حقیقی نبی تھے تو مرزا قادیانی کیوں حقیقی نبوت سے محروم رکھے جائیں۔ ملاحظہ ہوا اخبار الحکم جس میں وہ لکھتے ہیں:

”پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم ﷺ کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں۔“ (الحکم ج ۶ نمبر ۱۵، ۲۳ اپریل ۱۹۰۲ء، ملفوظات ج ۳ ص ۲۷۰)  
 جب ایک صفت میں ظل ہونے کے باوجود تمام انبیاء نبی حقیقی تھے تو مرزا قادیانی جو جمیع اوصاف نبوی میں اپنے آپ کو ظل کہہ رہے ہیں کیوں نبی حقیقی نہ ہوں گے؟



رہا یہ شبہ کہ وہ اپنے منکر کو کافر نہیں کہتے۔ اگر وہ نبی ہوتے تو ان کا منکر ضرور کافر سمجھا جاتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی غیر رسول کا خیال امت کے اولیاء اللہ کی طرح ہے۔ کسی خاص ولی کو ماننا اور اس کی بیعت کرنا ضروری نہیں۔ البتہ بیعت میں داخل ہونے کے بعد ان سے بلا وجہ شرعی علیحدہ ہونا مذموم ہے اور نبی کی بیعت سے نکلنا موجب کفر ہے۔

چنانچہ فتوحات کے باب ۳۱۳ میں ہے: ”أَعْلَمُ أَنَّ أَوَّلَ رَسُولٍ أَرْسَلَ نُوْحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَنْ كَانُوا أَقْبَلَهُ انَّمَا كَانُوا أَنْبِيَاءَ كُلِّ وَاحِدٍ عَلَى شَرِيعَةٍ مِنْ رَبِّهِ فَمَنْ شَاءَ دَخَلَ فِي شَرْعِهِ مَعَهُ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَدْخُلْ فَمَنْ دَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ كَانَ كَافِرًا وَمَنْ لَمْ يَدْخُلْ فَلَيْسَ بِكَافِرٍ“ (کبریٰ احمر ج ۱ ص ۱۵)

سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام تھے اور ان سے پہلے سب نبی تھے جن کو خدا کی طرف سے شریعت غیر تبلیغیہ دی گئی تھی۔ جو شخص ان کی شریعت میں داخل ہونا چاہتا تھا وہ داخل ہو جاتا اور جو نہ چاہتا وہ داخل نہ ہوتا۔ اسی لئے ان کی بیعت میں داخل نہ ہونے والا کافر نہ ہوتا۔ لیکن جو شخص بیعت کرنے کے بعد اس کو توڑ دیتا وہ کافر ہو جاتا تھا۔

یہی بات مرزا قادیانی نے کہی ہے۔ اسی لئے ڈاکٹر عبدالحکیم کو بیعت توڑنے کے بعد مرتد کہا گیا۔ اس کے علاوہ اپنے نہ ماننے والوں کو کافر نہ کہنا مرزا قادیانی کا پہلا خیال ہے۔ آخری عقیدہ بھی سن لیجئے:

”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔“

(مرزا کا خط بنام عبدالحکیم مندرجہ تذکرہ ص ۶۰ طبع سوم)

”یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷)

س ..... ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذنہ! اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبی امتی نہیں ہو سکتا۔

ج ..... یہ آیت رسول کے بارے میں ہے۔ نبی سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ نبی



پہلو سے امتی بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہ راست ان کو منصب نبوت ملا۔“ (حاشیہ حقیقت الوحی ص ۹۷، خزائن ج ۲ ص ۱۰۰) اس بیان کی غلطی پہلے مذکور ہو چکی ہے۔

۳..... ”غرض اس حصہ کثیر وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔“

(حقیقت الوحی ص ۲۹، خزائن ج ۲ ص ۲۰۶)

۴..... ”جس شخص کو بکثرت مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔“ (فتاویٰ الہیہ ص ۱۶، خزائن ج ۲ ص ۲۰۶)

۵..... ”خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے

نبوت رکھا۔“ (چشمہ معرفت ص ۲۲۵، خزائن ج ۲ ص ۲۰۶)

۶..... ”میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام قیمتی قطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو اور اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ مگر بغیر شریعت کے۔“

(جہانگیر نامہ ص ۱۰، خزائن ج ۲ ص ۲۰۶)

۷..... ”خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل زبردست پیشگویاں ہوں مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی کہلاتا ہے۔“

(فتاویٰ الہیہ ج ۱ ص ۲۶۷)

۸..... ”اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پائے والی کلام نہیں رکھتا تو پھر بلاؤ

کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھا جائے تو اس کا نام کلام کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔“ (ایک غلطی کا رد ص ۱۰، خزائن ج ۲ ص ۲۰۶)

مرزا قادیانی نے ان مواجہات میں ثابت کر دیا کہ جس شخص کو بکثرت مکالمہ اور مخاطبہ الہی سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر کھوسلے جائیں۔ اس کو شرعی اصطلاح میں نبی کہتے ہیں اور دنیا میں جس قدر انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں وہ سب اسی قسم کے نبی تھے اور ان پر لفظ محدث اطلاق کرنا جائز نہیں اور ساتھ یہ بھی اعلان کر دیا کہ ”یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر اس نے مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت و عطائیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو

بار ثبوت اس کی گردن پر۔“ (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

لاہوری جماعت نبوت حقیقیہ کے دعویٰ سے انکار کرتی ہے۔ مگر مندرجہ ذیل حوالہ سے صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ مرزا قادیانی حقیقی نبی ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں:

..... ”یہ تمام بد قسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں

کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ و مخاطبہ الہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۱۳۸، خزائن ج ۲۱ ص ۴۰۶)

..... ۲ ”بعد تو ریت کے صد ہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں آئے کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی۔ بلکہ ان انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے کہ تائیدِ تورات کے اصلی منشاء کی طرف کھینچیں۔“ (شہادت القرآن ص ۴۴، خزائن ج ۶ ص ۴۴۰)

..... ۳ ”نبی کا شارع ہونا شرط نہیں۔ یہ صرف موصفت ہے جس سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۹، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰)

نبی کے معنی ظاہر کرنے کے بعد اسی قسم کی نبوت کا دعویٰ بائیں الفاظ کرتے ہیں:

(۱)..... ”اس امت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی بدست سے ناز با اولیاء

ہوئے ہیں۔ ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔“ (حقیقت الوحی ص ۲۸، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

(۲)..... ”جو میری نسبت کلام الہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ

رسول اور نبی اللہ ہے یہ اخلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے۔ کیونکہ جو شخص بر اور راست و حق پاتا

ہے اور یقینی طور پر خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے۔ جیسا کہ نبیوں سے کیا۔ اس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا

غیر موزوں نہیں ہے۔“ (حاشیہ غمیمہ تحفہ گوڑ دیہ ص ۲۱، خزائن ج ۱۰ ص ۶۱)

(۳)..... ”ہمارے نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو تورات میں مذکور ہیں۔ میں

کوئی نیا نبی نہیں ہوں۔ پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں جنہیں تم لوگ سچے مانتے ہو۔“

(بدر ۹ اپریل ۱۹۰۸، ملفوظات ج ۱۰ ص ۲۱۷)

(۴)..... ”ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحب کتاب ہو۔ دیکھو جو

امور سماوی ہوتے ہیں ان کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہئے اور کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا

قاعدہ نہیں..... ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ اصل میں یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ

جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس

میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہو۔ اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریحی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نبی کتاب لائے۔ ایسے دعویٰ کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کتنے ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے۔ جن سے موسوی دین کی شکست و صداقت کا اظہار ہو۔ پس وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔ بھلا اگر ہم بی نہ کہلائیں تو اس کے لئے اور کون سا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے۔ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں۔ ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشانات اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اسی لئے ہم نبی ہیں امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہئے۔“

(ڈائری مرزا قادیانی مندرجہ اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸، ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

(۵)۔ ”خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو ان کی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔“ (چشمہ معرفت ص ۳۱۷، نرائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

ان تمام حوالہ جات سے اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی نے اسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کیا تھا جو انبیاء بنی اسرائیل میں پائی جاتی تھی اور اس کو ختم نبوت کے خلاف نہیں سمجھتے تھے اور اس کا نام لوگوں کے اشتعال کو دبانے کے لئے نبوت غیر تشریعیہ رکھا ہوا تھا۔ البتہ رسالت جس کو نبوت تشریحی بھی کہتے تھے اور جس میں نئی کتاب اور شریعت جدیدہ لانے کی شرط لگا رکھی تھی اس کا کھلم کھلا دعویٰ نہیں کیا اور اس کو ختم نبوت کے خلاف سمجھتے تھے۔ گویا ان کے خیال میں خاتم النبیین کے معنی خاتم المرسلین یعنی تشریحی نبی کے ختم کرنے والے تھے۔ اور بس!

مگر ان کا یہ خیال بھی اجماع امت کے خلاف اور موجب کفر ہے۔ کما سیظہر لک انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور جیسا کہ خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”حضرت محمد مصطفیٰ خاتم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گئی۔“

(شہر ذریعہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء، از سالہ مسیح موعود ص ۳، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۰-۲۳۱)

بلکہ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو مرزا قادیانی نے رسالت تشریحی کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے جو معنی نبی تشریح کے ازالہ وغیرہ میں بیان کئے ہیں ان کو مرزا قادیانی کے دعاوی سے مقابلہ کرنے کے بعد یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ انہوں نے درپردہ نبی تشریحی ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ چنانچہ ذیل کے اقتباسات ہمارے اس خیال کے زبردست موید ہیں:

..... ”جب حضرت مسیح بن مریم نازل ہوئے اور حضرت جبرائیل لگاتار آسمان سے وحی لانے لگے اور وحی کے ذریعے سے انہیں تمام اسلامی عقائد اور صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور جمیع مسائل فقہیہ کے سکھلائے گئے تو پھر بہر حال یہ مجموعہ احکام دین کا کتاب اللہ کہلائے گا۔ اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعے سے صرف اتنا کہا جائے گا کہ تو قرآن پر عمل کر اور پھر وحی مدت العمر تک منقطع ہو جائے گی اور کبھی حضرت جبرائیل ان پر نازل نہیں ہوں گے بلکہ وہ بھی بکلی مسلوب النبوۃ ہو کر امتیوں کی طرح بن جائیں گے تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول ہونا فرض کر لیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرائیل لاویں اور پھر چپ ہو جاویں تو یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے۔“ (ازالہ ص ۵۷۷، خزائن ج ۳ ص ۴۱۱)

۲ ”اور جیسا کہ احادیث میں آیا ہے جزیہ وغیرہ کے مطابق بعض احکام قرآن کے منسوخ بھی ہو جائیں گے تو ظاہر ہے کہ اس نئی کتاب کے اترنے سے قرآن شریف یوریت اور انجیل کی طرح منسوخ ہو جائے گا اور مسیح کا نیا قرآن جو قرآن کریم سے کس قدر مختلف بھی ہوگا۔“ (ازالہ ص ۵۸۴، خزائن ج ۳ ص ۴۱۵)

۳ ”غرض شریعت محمدیہ کے تمام اجزاء پر خواہ از قبیل عقائد ہیں یا از قسم عبادات یا از نوع معاملات یا از قبیل قوانین قضایا از قبیل مقدمات اطلاع پانا ان کے لئے ضروری ہوگا۔ لہذا ان کے لئے بھی لابدی اور ضروری ہے کہ جمیع اجزاء شریعت کے نئے سرے ان پر نازل ہوں۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۸۴، خزائن ج ۳ ص ۴۱۵)

۴ ”یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے تو اردہی رکھتی ہو پیدا ہو جائے۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۸۴، خزائن ج ۳ ص ۴۱۴)

معلوم ہوا کہ عقائد و اعمال عبادات اور معاملات قوانین زندگی اور فصل قضاء وغیرہ اجزاء شریعت میں سے کسی جز کا خواہ وہ شریعت محمدیہ کے موافق ہو یا مخالف بذریعہ الہام ظاہر

ہونا نبوت تشریعیہ ہے جو ختم نبوت کے خلاف ہے۔ حتیٰ کہ وضع حرب اور وضع جزیہ کا حکم بھی ایک شریعت جدیدہ ہے۔ جس سے شریعت محمدی کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ انعقاد شریعت کے لئے جملہ احکام فقہیہ کا ظاہر ہونا ضروری نہیں۔ صرف ایک حکم بھی شریعت کہلایا جاسکتا ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی بھی بعض احکام شرعیہ کو وقتی تقاضا کی وجہ سے منسوخ اور تبدیل کر رہے ہیں۔ چنانچہ جہاد کی فرضیت کو حکم شرعی سمجھتے ہوئے رفتار زمانہ کی وجہ سے حرام فرما رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

”ہر ایک مسلمان کو چاہئے کہ ان باتوں پر ہرگز اعتقاد نہ رکھے بلکہ جہاد اب قطعاً حرام ہے۔ اسی وقت تک جہاد تھا کہ جب اسلام پر مذہب کے لئے تلوار اٹھائی جاتی تھی۔ اب خود بخود ایک ایسی ہوا چلی ہے جو ہر ایک فریق اس کا ردائی کو نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے جو مذہب کے لئے خون کیا جائے..... مگر اب وہ لوگ بھی ان بے جا کاروائیوں سے کنارہ کش ہو گئے ہیں اور عام طور پر تمام لوگوں میں عقل اور تہذیب اور شائستگی آ گئی ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ اب مسلمان بھی جہاد کی تلوار کو توڑ کر کلبہ رانی کے ہتھیار بنالیں۔ کیونکہ مسیح موعود آ گیا اور اب تمام جنگوں کا خاتمہ زمین پر ہو گیا۔“

مرزا قادیانی بعنوان ”دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ مسیح موعود کی طرف سے“ یہ اشعار

لکھتے ہیں کہ:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال  
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال  
اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے  
دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے  
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے  
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے  
آخری شعر ہے کہ:

کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر  
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۶، ۲۷، خزائن ج ۱ ص ۷۷، ۷۸)

عقائد میں ملائکہ کی حقیقت شرعیہ سے انکار کیا۔ فلسفی رنگ میں جبرائیل علیہ السلام کا نزول پانا۔ معجزات کی شرعی حیثیت سے انکار کرتے ہوئے اس کو جادو اور از قبیل مسمریزم بتایا۔ حیات مسیح اور ختم نبوت سے انکار کیا۔ قرآن عزیز کی تفسیر میں رائے کو دخل دیا اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی کوئی پرواہ نہ کی وغیرہ وغیرہ تمام نئے احکام ہیں جس کا شریعت اسلامی میں کوئی پتہ نہیں ہے۔

اس کے علاوہ حسب بیان سابق قرآن مجید کی کسی آیت کا الہام ہونا بھی نبوت تشریعی ہے اور مرزا قادیانی کو قرآنی آیات کا الہام کئی بار ہوا ہے۔ جیسا کہ یہ الہام لکھا ہے:

(۱)..... وما رمیت اذ رمیت ولكن الله رمی (۲)..... الرحمن علم القرآن (۳)..... لتنذر قوماً ما انذر ابأهم (۴)..... ولتستبين سبيل المجرمين! اس صغریٰ کبریٰ کے بعد نتیجہ ظاہر ہے۔ (نصرۃ الحق ص ۵۱، خزائن ج ۲۱ ص ۶۶)

س..... اگر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول مانا جائے تو قرآنی علم حاصل کرنے کے لئے وحی کا نازل ہونا تو ضروری ہے اور یہ ختم نبوت کے خلاف ہے

ج..... عیسیٰ علیہ السلام کو معارف قرآنیہ کا علم بذریعہ القاء ہوگا۔ وحی نبوت کی کوئی قسم نہیں پائی جائے گی (یواقیت ج ۲ ص ۳۸) پر ہے کہ:

”وكذلك عيسى عليه السلام اذا نزل الى الارض لايحكم فينا الا بشريعة نبينا محمد ﷺ يعرفه الحق تعالى بها على طريق التعريف وان كان نبياً. ويلهم بشرع محمد ﷺ ويفهمه على وجه كالا ولياء المحمديين فهو منا وهو سيدنا“

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو شریعت محمدی کا علم بذریعہ الہام اور کشف تام کے ہوگا۔ جیسا کہ اس امت کے خواص کو ہوتا ہے پھر مرزا قادیانی بھی ملہم کے لئے بذریعہ الہام معارف قرآنیہ اور علم حدیث کے حاصل ہونے کے قائل ہیں۔

جیسا کہ لکھتے ہیں: ”والوحي الذي ينزل على خواص الاولياء والنور الذي يتجلى على قلوب قوم“ (توضیح المرام ص ۱۹، خزائن ج ۳ ص ۶۰)

اگر عیسیٰ علیہ السلام کو بھی قرآن کا علم اس طرح ہو تو کیا مضائقہ ہے۔ براہین میں لکھتے ہیں کہ: ”ماسوا اس کے علم دیا گیا اور احادیث کے صحیح معنی میرے پرکھو لے گئے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۱، خزائن ج ۲۱ ص ۲۹۸)



## ختم نبوت کا ثبوت قرآن مجید سے

..... ”وَسَاهُوَ إِلَّا ذَكَرَ لِلْعَالَمِينَ (القلہ: ۵۲)“ ﴿قرآن تمام عالم کے

لئے تذکرہ اور نصیحت ہے۔﴾

رنگ و لون، ملک و قوم کی تخصیص کے بغیر ہر فرد بشر کے واسطے اس میں ہدایت ہے اور اس کے اصول کی پابندی نجات کا ذریعہ ہے۔ اس لئے کوئی ایسا فرد انسانی نہیں نکل سکتا جو کسی مسئلہ میں قرآنی فیصلہ کے علاوہ خدا تعالیٰ سے جدید حکم حاصل کر کے نبوت کے عہدہ پر ممتاز ہو سکے۔ ورنہ قرآن کا یہ دعویٰ: ”ہدی للناس و بینات من الہدی والفرقان (البقرہ: ۱۰۵)“ کہ وہ تمام انسانوں کے لئے ہدایت کی کتاب ہے اور ہدایت کی روشن اور قوی دلائل پر حاوی اور حقانیت کو ظاہر کرنے والی ہے، صحیح نہ ہوگا۔ مرزا قادیانی بھی صداقت اور نجات کو اسی میں منحصر کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

”وہ یقین اور کامل اور آسان ذریعہ کہ جس سے بغیر تکلیف اور مشقت اور مزاحمت شکوک اور شبہات اور خطا اور سہو کے اصول صحیحہ معہ ان دلائل عقلیہ کے معلوم ہو جائیں اور یقین کامل ہے معلوم ہوں۔ وہ قرآن شریف ہے اور بجز اس کے دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں اور نہ کوئی ایسا دوسرا ذریعہ ہے کہ جس سے یہ مقصد اعظم ہمارا پورا ہو سکے۔“

(براہین احمدیہ ص ۸۹، خزائن ج ۱ ص ۷۷)

..... ۲ ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الانبیاء: ۱۰۷)“ کا ترجمہ

جو مرزا قادیانی نے لکھا ہے یہ ہے: ”یعنی میں نے تمام عالموں کے لئے تجھے رحمت کر کے بھیجا ہے۔“ (چشمہ معرفت ص ۶۸، خزائن ج ۲۳ ص ۷۶)

پس جیسا کہ خدا تعالیٰ تمام جہان کا خدا ہے۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ تمام دنیا کے لئے رسول ہیں، اور تمام دنیا کے لئے رحمت ہیں۔

آپ ﷺ کی ذات بابرکات اسی وقت تمام دنیا کے لئے رحمت ہو سکتی ہے جبکہ کوئی شخص نبوت اور وحی جو خدا تعالیٰ کی رحمتوں میں سے بڑی رحمت ہیں خدا تعالیٰ سے نہ پائے۔ اگرچہ وہ آنحضرت ﷺ کی غلامی اور شریعت کی اتباع کرنے سے ہی نصیب ہو۔ کیونکہ اب جملہ رحمتوں کا انحصار رسول عربی ﷺ کی ذات اقدس میں ہو گیا ہے۔

اگرچہ نبی بعض احکام میں رسولی شریعت کا تابع ہوتا ہے۔ جیسا کہ (احمدیہ پاکٹ بک

کے ص ۳۶۰) پر اس کا اقرار کیا ہے اور تائیداً یہ عبارت پیش کی ہے: ”قد لایکون مستقلاً بل یأتی لتقویم شرعیۃ من نبی ماقبلہ“ زرقانی ج ۴ ص ۷۴ ”یعنی وہ نبی جو رسول نہیں ہوتا وہ رسولی شریعت کی تقویت کے لئے آتا ہے۔ لیکن نبوت اور وحی براہ راست خدا کی طرف سے عطا کی جاتی ہے۔ اس صفت میں کسی کا واسطہ نہیں ہوتا۔ مگر رسول اکرم ﷺ کی غلامی کی رحمت تمام رحمتوں سے بڑھ کر رحمت ہے۔

اس کی موجودگی میں کسی اور رحمت کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے زیادہ فخر اس امت کے لئے کیا ہو سکتا ہے کہ اس کے علمائے ربانی کا درجہ قیامت کے روز بنی اسرائیل کے نبیوں کے برابر ہوگا اور ایک اولوالعزم رسول حضور ﷺ کا غلامی کی غلامی میں داخل ہو کر امتیوں کا درجہ بلند کرے گا۔

۲..... دراصل اس رحمت سے نکل کر براہ راست نبوت اور وحی ملنے سے آنحضرت ﷺ کی رحمت عامہ ہونے پر حرف آتا ہے جو کسی طرح جائز نہیں۔

۳..... اور جبکہ قیامت کے روز تمام انبیاء علیہم السلام ان کے علم کے نیچے ہوں گے تو دنیا میں کسی کا آپ ﷺ کی غلامی سے بھاگنا خسران مبین ہے:

فخر دارم کہ مراداغ غلامی زدہ

اس بیان سے یہ شبہ بھی جاتا رہا کہ امت محمدیہ کو اس رحمت سے محروم رکھنا اس کے مفضول اور کم مرتبہ ہونے کی دلیل ہے۔ نیز اس کا جواب مرزا قادیانی کے الفاظ میں سنئے: ”کمال عقل اور کمال نورانیت قلب صرف بعض افراد بشریہ میں ہوتا ہے۔ کل میں نہیں ہوتا۔ اب ان دونوں ثبوتوں کے ملانے سے یہ امر پراسیہ ثبوت پہنچ گیا کہ وحی اور رسالت فقط بعض افراد کا ملکہ کو ہی ملتی ہے۔ نہ ہر ایک فرد بشر کو۔“ (براہین احمدیہ ص ۱۸۲، خزائن ج ۱ ص ۱۹۸ حاشیہ)

۳..... ”قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (اعراف: ۱۵۸)“  
”وارسلناک للناس رسولا (النساء: ۷۹)“ ﴿لوگوں کو کہہ دو کہ میں تمام دنیا کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ نہ صرف ایک قوم کے لئے۔﴾

(چشمہ معرفت ص ۱۶، خزائن ج ۲۳ ص ۲۸۸ و چشمہ معرفت ص ۶۸، خزائن ج ۲۳ ص ۷۶)  
حضور ﷺ کی یہ بعثت نامہ آپ کے زمانہ کے لئے مخصوص نہ تھی۔ بلکہ ہر زمانہ کی ہر قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔ حدیث میں ہے کہ: ”انسی رسول من اد رکت حیا و من یولد بعدی (کنز العمال ج ۱ ص ۴۰۴ حدیث نمبر ۳۱۸۸ و طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۵۰)“

جو میری زندگی میں اور مرنے کے بعد پیدا ہوں گے میں ان سب کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ یہی معنی اس آیت کے ہیں: ”واوحی الی هذا القرآن لانذرکم به ومن بلغ (انعام: ۱۹)“ اب اگر کوئی آپ کے بعد نبی ہوگا تو آپ کی رسالت عامہ نہ رہے گی۔ کیونکہ نبی فی الجملہ رسول کی اتباع سے باہر ہوتا ہے۔

۴..... ”الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (المائدہ: ۳)“

آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں۔ ﴿

”هذا اکبر نعم اللہ تعالیٰ علی هذه الامة حیث اکمل اللہ تعالیٰ دینہم فلا یحتاجون الی دین غیرہ ولا الی نبی غیر نبیہم صلوة اللہ وسلامہ علیہ ولہذا جعلہ اللہ تعالیٰ خاتم الانبیاء (ابن کثیر ص ۲۲ ج ۳)“ یہ خدا کی بڑی نعمت ہے کہ ان کا دین کامل کر دیا اور اب کسی نئے نبی اور جدید مذہب کی ضرورت نہیں رہی اور ہمارے رسول خاتم النبیین بنا دیئے گئے۔

جب کوئی چیز کامل اور تمام ہو جاتی ہے تو اس پر کسی بڑی زیادتی یا اضافہ ناممکن ہو جاتا کرتا ہے۔ لہذا اگر کسی نبی کا آنا جائز سمجھ لیا جائے تو ایک ناممکن چیز کو ممکن کرنا لازم آئے گا۔ کیونکہ انسان نبی اس صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ وہ بعض احکام میں رسولی شریعت کا تابع ہو اور بعض احکام اس کی ذات خاص کے لئے خدا کی طرف سے نازل ہوں۔ جس کے یہ معنی ہوں گے کہ رسولی شریعت ناقص تھی اور اس میں اس کے متعلق یہ حکم موجود نہ تھا۔ اس لئے ایک جدید حکم حاصل کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور یہ تکمیل دین اور اتمام شریعت کے خلاف ہے۔ یہی وجہ تھی کہ موسوی شریعت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کامل اور تمام نہ کی گئی۔ کیونکہ ان کے بعد بنی اسرائیل میں نبی آنے والے تھے۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے دین موسوی کی تکمیل کی گئی اور وہ متمم شریعت موسوی کی حیثیت سے تشریف لائے۔ کیونکہ ان کے بعد بنی اسرائیل میں کوئی نبی آنے والا نہیں تھا اور وہ خاتم انبیاء بنی اسرائیل تھے۔

جیسا کہ خود مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ”جو اسرائیلی خلیفوں میں سے آخری خلیفہ تھا یعنی مسیح بن مریم۔“ (ازالہ اوہام ص ۶۸۱، ۶۸۲، خزائن ج ۳ ص ۶۷۷)

”بنی اسرائیل میں خلیفۃ اللہ ہوئے کا منصب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوا اور ایک مدت دراز تک نوبت بہ نوبت انبیاء بنی اسرائیل میں رہ کر چودہ سو برس پورے ہونے تک حضرت عیسیٰ بن مریم پر یہ سلسلہ ختم ہوا۔“ (ازالہ اوہام ص ۶۶۹، خزائن ج ۳ ص ۶۶۱)

اس دلیل کی صداقت اور قوت کا مرزا قادیانی کو بھی اقرار ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ:

(۱).....

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال  
الاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

(دیباچہ براہین احمدیہ ص ۱۰، خزائن ج ۱ ص ۱۹)

”ہر پیغمبرے“ نبوت اور رسالت دونوں کے ختم ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

(۲)..... ”ولیسوا نبیین فی الحقیقة فان القرآن اکمل

واطر الشریعة“ (مواہب الرحمن ص ۶۶، ۶۷، خزائن ج ۱ ص ۲۸۵) حقیقت میں نبی نہیں ہوتے۔ کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمل کر دیا۔

(۳)..... ”قرآن شریف سے ہم کوئی زیادہ ۱۰۰ بیان نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس کی

تعلیم اتم و اکمل ہے۔ وہ توریت کی طرح کسی انجیل کا محتاج نہیں۔“

(حقیقت انوں ص ۱۵۱، خزائن ج ۲ ص ۱۵۵)

۵ ”وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشداً ونذیراً ولکن اکثر

الناس لا یعلمون (سبا: ۲۸) ہم نے آپ ﷺ کو تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ تاکہ آپ ﷺ مومنوں کو خوشخبری اور کفاروں کو عذاب الہی سے ڈرائیں۔ لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔

اگر کوئی نبی منصب نبوت پر فائز ہو کر آیا تو آپ ﷺ کی بعثت عامہ نہیں رہے گی۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ”ارسلت الی الخلق کافۃ و ختم بی النبیون (مسلم ج ۱ ص ۱۹۹ باب المساجد ومواضع الصلوة)“ میں تمام جہان کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں اور تمام نبیوں کا آنا مجھ پر ختم ہو چکا ہے۔

۶ ”واذا اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمة

ثم جاکم رسول (آل عمران: ۸۱)“ اور یاد کرو جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دوں گا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا تمہیں اس پر ضرور ایمان لانا ہوگا۔ ”اب ظاہر ہے کہ انبیاء تو اپنے اپنے وقت پر فوت ہو چکے تھے۔ یہ حکم ہر نبی کی امت کے لئے ہے کہ جب رسول ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ۔ ورنہ مواخذہ ہوگا۔ جو لوگ آنحضرت ﷺ پر ایمان نہیں لاتے۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۳۱، خزائن ج ۲ ص ۱۳۳)

بقول مرزا قادیانی کے معلوم ہوا کہ جن نبیوں سے آنحضرت ﷺ کی اتباع کا عہد لیا تھا وہ انبیاء گزر چکے ہیں اور ان کی امتیں بھی آپ ﷺ کی آمد سے پہلے بن چکی ہیں اور اب کوئی نیا نبی یا نئی امت آنے والی نہیں رہی اور یہی تقاضا تم جاء کم رسول! میں لفظ تم کا ہے جو تاخیر زمانی کے لئے آتا ہے۔

۷۔۔۔ ”انا ارسلناک شاہداً ومبشراً ونذیراً وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراً (الاحزاب: ۴۵، ۴۶)“ ﴿ہم نے آپ کو گواہ اور مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا کہ آپ بامر الہی اوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلائیں اور آپ کو روشن اور چمکتا ہوا ایسا چراغ بنایا کہ اس سے دوسرے لوگ اپنے ایمان کے چراغ روشن کرتے ہیں۔﴾

معلوم ہوا کہ اب براہ راست نور کا استفادہ حق تعالیٰ سے ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر حالت میں آپ ہی کی اتباع کرنی ضروری ہے۔ اس لئے کوئی نبی بھی نہیں آ سکتا۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”واعلم انه خاتم الانبیاء ولا یطلع بعد شمسہ الانجم التابعین الذین یتستفیضون من نورہ“ (حماۃ البشری ص ۴۹، خزائن ج ۷ ص ۲۴۴)

۸۔۔۔ ”انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون! جبکہ فرقان مجید کے اصول حقہ کا محرف اور مبدل ہو جانا یا پھر ساتھ اس کے تمام خلقت پر تاریکی شرک اور مخلوق پرستی کا بھی چھا جانا عند العقل محال اور ممتنع ہوا تو نئی شریعت اور نئے الہام کے نازل ہونے میں امتناع عقلی لازم آیا۔ کیونکہ جو امر مستلزم محال ہو وہ بھی محال ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ حقیقت میں خاتم المرسل ہیں۔“ (مقدمہ براہین احمدیہ ص ۲۱۲، خزائن ج ۱ ص ۱۰۳)

اگر مرزا قادیانی کی مراد خاتم المرسل سے اصطلاحی رسول ہے اور اس میں انبیاء علیہم السلام کو داخل نہیں کیا تو لازم آئے گا کہ مرزا قادیانی حضور ﷺ کو خاتم النبیین یعنی نبی اور رسول دونوں کے ختم کرنے والے نہیں سمجھتے اور آیت کے ظاہری معنی سے انکار کرتے ہیں۔

۹۔۔۔ ”انک لعلی خلق عظیم! ہاں جو اخلاق حمیدہ فاضلہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کا قرآن شریف میں ذکر ہے۔ وہ حضرت موسیٰ سے ہزار درجہ بڑھ کر ہے۔“

(حاشیۃ الخاشیہ نمبر ۳ براہین احمدیہ ص ۵۰۹، خزائن ج ۱ ص ۶۰۶)

۱۰۔۔۔ ”تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده لیكون للعالمین نذیراً (الفرقان: ۱)“ ﴿مبارک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر اس لئے قرآن نازل کیا کہ وہ تمام دنیا کو ڈراوے۔﴾

مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”ہم نے اس لئے بھیجا ہے کہ تمام دنیا کو ڈراوے۔“

(چشمہ معرفت ص ۶۸، خزائن ج ۲۳ ص ۷۶)

اس لئے عالم کا کوئی آدمی بھی اس سے باہر نہیں ہو سکتا اور نبی کے واسطے فی الجملہ ایسا ہونا ضروری ہے۔

..... ۱۱ ”ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع

غير سبيل المؤمنين نوله ماتولى ونصليه جهنم وسأت بصيرا (النساء: ۱۱۵)“  
اس میں آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نکلنے والوں کو جہنمی کہا گیا ہے۔ چونکہ نبی کے لئے فی الجملہ رسولی شریعت کی پابندی سے باہر ہونا لازمی ہے۔ ورنہ وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے نبی کا آنا ممتنع ہے۔

..... ۱۲ ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ

وخاتم النبیین وكان اللہ بكل شئی علیما (الاحزاب: ۴۰)“

”خاتم النبوة بكسر التاء ای فاعل الختم وهو الاتمام وبفتحها بمعنی الطابع“ (مجمع البحار الانوار ج ۲ ص ۱۵) ”وخاتم کل شئی وخاتمته عاقبته وآخره“ (لسان العرب ج ۴ ص ۲۵ زیر آیت ختم)

یعنی لفظ خاتم تا کی زیر اور زبردوں طرح پر لکھا پڑھا گیا ہے۔ بمسہ التا ختم مصدر کا لفظ اسم فاعل ہے۔ جس کے معنی ختم کرنا یا مہر لگانا ہیں۔ لیکن جب مہر لگانے کے لئے آتا ہے تو اس کا صلہ علی آیا کرتا ہے۔ قولہ تعالیٰ ختم اللہ علی قلوبہم اور زیر کے ساتھ بمعنی مہر ہے اور اس وقت آیت کے یہ معنی ہیں۔ آپ ﷺ نبیوں کی مہر ہیں۔ کسی تحریر کے آخر میں مہر کا ہونا اس مکتوب یا مضمون کے ختم ہونے کی علامت ہے یا جو تحریر سربمہر ہوتی ہے وہ ہر قسم کے تغیر اور تبدیلی سے محفوظ ہو جایا کرتی ہے:

”قیل ای طابعه وعلامته التي تدفع عنهم الاعراض والعاهات لانه

خاتم الكتاب يصونه ويمنع الناظرين عما في باطنه“

(مجمع البحار ج ۲ ص ۱۴ ختم)

اسی طرح نبوت ایک سربمہر چیز ہو گئی۔ جس کو نہ کوئی دیکھ سکتا ہے اور نہ کوئی اس مقام میں قدم رکھ سکتا ہے۔ جس کے لازمی معنی یہی ہوئے کہ نبوت آپ ﷺ پر بند ہو چکی ہے اور یہی

معنی کسرتاء کی صورت میں ہیں اور مہر لگانے والے معنی نہیں بن سکتے۔ کیونکہ ان کا استعمال لفظاً کے بغیر نہیں آتا۔

لہذا مرزا قادیانی کا خاتم النبیین کے یہ معنی کرنا صحیح نہیں کہ: ”اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس سے لئے انہی ہونا لازمی ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۲۸، خزائن ج ۲۲ ص ۳۰)

یعنی وہ اپنی مہر سے دوسروں کو نبی بناتے ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں متعدد تحریفیں کرنی پڑیں گی:

۱۔ النبیین سے آئندہ آنے والے نبی مراد لینے ہوں گے۔ کیونکہ گزشتہ انبیاء علیہم السلام براہ راست نبی بنائے گئے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی اتباع کرنے سے وہ نبی نہیں بنے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”جس قدر نبی گزرے ہیں ان سب کو خدا تعالیٰ نے براہ راست چن لیا تھا۔“ (حاشیہ حقیقت الوحی ص ۲۸، خزائن ج ۲۲ ص ۳۰)

اس لئے لفظ خاتم النبیین بمعنی اپنی مہر سے نبوت عطا کرنے والے باعتبار انبیاء سابقین کے صادق نہیں آ سکتا۔

۲۔ نبیین جمع کا لفظ ہے۔ جس کی رعایت کرتے ہوئے سارے تیرہ سو برس میں کم از کم تین نبی ضرور ہونے چاہئیں تھے۔ مگر مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”غرض اس حصہ کثیر وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقارب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔“

(حقیقت الوحی ص ۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۳۰۶)

۳۔ رسول اللہ ﷺ نے جو اس آیت کی تفسیر ارشاد فرمائی ہے اس کی مخالفت کرنی اور اپنی رائے کو ترجیح دینی لازم آتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اپنے آپ کو مکان نبوت کی آخری اینٹ فرما کر خاتم النبیین ہونے کے معنی واضح کر دیئے۔ نیز (مسلم کتاب المساجد ج ۱ ص ۱۹۹) میں ہے: ”ختم بی النبیین“ ایک اور روایت میں ہے: ”انما آخر الانبیاء وانتم آخر الامم (ابن ماجہ ص ۲۹۷ باب فتنة الدجال)“ ”وفی روایت: ”انسی آخر الانبیاء (ایضاً) اول الرسل آدم و آخرهم محمد“

(حدیث العمال ج ۱ ص ۴۸۰ باب ذکر الانبیاء)

”ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدى ولا نبي“

(ترمذی ج ۲ ص ۵۳ باب ذهب النبوة وبقيت البشارات)

پھر انا خاتم النبیین لا نبی بعدی میں دونوں جملوں کو ذکر کر کے ثابت کر دیا کہ خاتم النبیین کے معنی مہر لگانے والا ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی ہی نہیں۔ پھر نبوت بالواسطہ یا بالواسطہ کا ذکر ہی فضول ہے۔

لہذا ان احادیث صحیحہ کی موجودگی میں آیت کے ایسے معنی کرنے جس سے سلسلہ نبوت کا ختم ہونا ظاہر نہ ہوتا ہو اسی شخص کا کام جو قرآن میں تفسیر بالرائے کو جائز سمجھتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیم پر نہیں چلتا۔

۴۔۔۔ پھر اس آیت کی دوسری قرأت یوں آئی ہے۔ ولا کن نبیا ختم النبیین اس قرأت نے پہلے معنی کو اچھی طرح واضح کر دیا۔ اس لئے تمام مفسرین اس کے معنی آخر النبیین کرتے ہیں۔ خواہ خاتم کو تاء کی زبر کے ساتھ پڑھیں یا زیر کے ساتھ۔ مگر احادیث صحیحہ سے تجاوز نہیں کرتے اور اس کی مخالفت کو تفسیر بالرائے ہونے کی وجہ سے کفر خیال کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو گتہ میں کہ۔

۱۔۔۔ ”وخاتم النبیین ای کان آخر ہم الذی ختموا بہ وقری بکسر التاء ای کان خاتمہم ویؤیدہ قرأۃ ابس مسعود ولكن نبیا ختم النبیین“ (تفسیر ابو السعود ج ۱ ص ۱۰۶ زیر آیت ما کان محمد انا احد)

۲۔۔۔ ”ولكن رسول الله وخاتم النبیین الذی ختم النبوة فطبع علیہا فلا تفتح لاحد بعده الی قیام الساعة“ (ابن جریر ج ۲ ص ۱۶)

۳۔۔۔ ”ومن قرء بفتحها اراد انه علیہ السلام آخر النبیین لا نبی بعده حیث ختموا بہ وتم به بنیان النبوة“ (شیخ زادہ علی البیضاوی)

۴۔۔۔ ”فهذه الآيت نص فی انه لا نبی بعده“

(ابن کثیر ج ۲ ص ۳۸۱)

۵۔۔۔ ”ومن اسمائه علیہ السلام الخاتم والخاتم وهو الذی ختم النبوة بمجیہ“ (تاج العروس ج ۱ ص ۱۹۱ تحت لفظ)

۶۔۔۔ ”وخاتم النبیین لانه ختم النبوة ای تمہا بمجیہ“

(مفردات راغب ص ۱۴۲)



۷۔ ”والخاتم اسم آله لما یختم به کاطابع یطبع به فمعنی خاتم النبیین الذی ختم النبیین به ومآله آخر النبیین“

(روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۲)

اور یہی معنی مرزا قادیانی نے بھی کئے ہیں:

۱۔۔۔۔۔ ”وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم الله به النبیین“

(حماتہ البشری ص ۲۰، خزائن ج ۷ ص ۲۰۰)

۲۔۔۔۔۔ ”الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا ﷺ خاتم

الانبیاء بغير استثناء وفسره نبینا فی قوله لانبی بعدی ببيان واضح“

(حماتہ البشری ص ۲۰، خزائن ج ۷ ص ۲۰۰)

اس تحریر میں مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کے قول ”لانبی بعدی“ کو خاتم النبیین کی تفسیر ہونا تسلیم کیا ہے۔ پھر ازالہ میں اس کا صاف ترجمہ اس طرح کرتے ہیں کہ: ”یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔“

(ازالہ ابواب ص ۶۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۱)

اس لئے آیت کے کوئی اور معنی کرنے صحیح نہیں ہیں۔

۳۔۔۔۔۔ خاتم النبیین سے مستقل بلاوا۔ طہ نبی کا ختم ہونا بتایا گیا ہے اور یہی معنی لانا نبی بعدی کے ہیں۔ یعنی کوئی نبی مغائر نہیں آ سکتا۔ اس سے نبی تابع کی نفی نہیں ہوتی جو ایک وجہ سے امتی ہوگا اور ایک حیثیت سے نبی۔

ج۔۔۔۔۔ نبی ہمیشہ سے رسولی شریعت کے تابع اور پیرو ہوتے چلے آئے ہیں۔ اس لئے نبی امتی اور غیر امتی کا فرق نکالنا سراسر غلط ہے اور جس نبی امتی کا نام مرزا قادیانی نے غیر تشریحی نبی رکھ لیا ہے اس کا قرآن وحدیث اور پہلی آسمانی کتابوں میں کوئی پتہ نہیں اور نہ مرزا قادیانی کے ایجا کردہ معنی صوفیاء کے نزدیک مقبول ہیں۔ کیونکہ جس کو وہ نبی غیر تشریحی کہتے ہیں اس کے ساتھ نبوت کا معاملہ قطعاً جائز نہیں سمجھتے اور نہ نبی کا لفظ اس پر اطلاق کرنا جائز قرار دیتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا غیر تشریحی کے یہ معنی کرنے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع سے مقام نبوت پر پہنچا ہوتی ایجاد ہے۔ بلکہ اس طرح غیر تشریحی نبوت کے پردہ میں حقیقی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ کیونکہ جملہ انبیاء علیہم السلام یہی فی الجملہ امتی اور فی الجملہ نبی ہوتے رہے ہیں۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ اسی طرح لانا نبی بعدی سے نبی مغائر کی نفی مراد لینا صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ حضور ﷺ نے

حضرت علیؑ سے اس وقت ارشاد فرمایا تھا جبکہ آپ غزوہ تبوک کے لئے تشریف لے جا رہے تھے اور حضرت علیؑ کو اپنا قائم مقام بنا کر مدینہ کی حفاظت کے لئے چھوڑ رہے تھے۔ مگر چونکہ حضرت علیؑ کی دلی تمنا جہاد میں شرکت کی تھی۔ اس لئے ان کو تسلی دینے کے لئے آپ ﷺ نے یہ فرما دیا:

”یا علی امائر ضی انت منی بمنزلة هارون من موسى ولكن لا نبی بعدی (مشکوٰۃ ص ۱۳ ۵ باب مناقب علیؑ)“ یعنی جس طرح حضرت موسیٰ کوہ طور پر جانے کے وقت حضرت ہارون کو اپنا قائم مقام بنا گئے تھے۔ اسی طرح میں بھی تجھے اپنا نائب بنا رہا ہوں۔ مگر ہارون نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لئے تو بھی نبی نہیں۔

ظاہر ہے کہ حضرت علیؑ آنحضرت ﷺ کے تابع اور فرماں بردار تھے۔ مخالف یا مغائر نہ تھے۔ مگر حضور ﷺ نے ان سے بھی نبوت کی نفی کرنے کے لئے عام ضابطہ لاینبی بعدی ہی ارشاد فرمایا۔ جس میں تابع اور مستقل دونوں کی نفی ہو گئی۔

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لفظ بعد سے بعدیت زمانی مراد نہیں۔ ورنہ حضرت علیؑ سے نبوت کی نفی ہرگز صحیح نہ ہوتی اور لکن الانا جو مغائر کو چاہتا ہے درست نہ رہتا۔ کیونکہ بعد وفات نبی کے نفی کرنے سے زمانہ حیات میں نبی کی نفی لازم نہیں آتی اور مقصود اصلی یہی ہے کہ زمانہ حیات اور ما بعد وفات دونوں صورتوں میں کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لئے الاحوال بعد کے معنی اور کے لینے پڑیں گے۔ جس کے صاف طور پر یہ معنی ہوں گے کہ میرے علاوہ کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ یعنی جتنے نبی آئے تھے وہ آچکے۔ اب کوئی اور نیا نبی نہیں آئے گا۔ لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی ختم نبوت کے خلاف نہیں ہوگی۔ کیونکہ لاینبی بعدی یا ختم نبوت کے یہی معنی ہیں کہ اب کوئی اور نیا نبی نہیں آئے گا اور عیسیٰ علیہ السلام پہلے نبی ہیں۔ حضور ﷺ کے بعد نبی نہیں بنائے گئے۔ بلکہ اس وقت ان کے ساتھ نبیوں جیسا معاملہ بھی نہ ہوگا۔ جیسا کہ ریٹائرڈ لارڈ دوسرے قائم مقام وائسرائے کی موجودگی میں اعزازی طور پر لارڈ یا وائسرائے ہی کہلائے گا۔ مگر وائسرائے کے اختیارات میں سے کوئی اختیار بھی نہیں ہوگا۔

غرض پہلے نبی کا آنا ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ ورنہ قیامت کے روز دیگر انبیاء علیہم السلام کی موجودگی میں آپ خاتم النبیین ہی نہ رہیں گے۔ دوسرے: ”لو کان موسیٰ حیا لما وسعه الاتباعی (مشکوٰۃ ص ۳۰ باب الاعتصام بالکتاب والسنة)“ سے بھی پہلے نبی کا آنا جائز اور ختم نبوت کے خلاف معلوم نہیں ہوتا۔

یہی مطلب حضرت عائشہؓ کے اس قول کا ہے: ”قالت قولوا خاتم النبیین

ولا تقولوا لانبی بعده (مجمع بحار الانوار ج ۵ ص ۵۰۲، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۲۵۹) ”یعنی لانبی بعدی سے مطلق نبی کی آمد کو ختم نبوت کے خلاف سمجھنا درست نہیں۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نبی ہونے کے باوجود آنحضرت ﷺ کے بعد تشریف لائیں گے مگر ان کا آنا ختم نبوت کے خلاف نہیں ہوگا۔ کیونکہ کسی نئے نبی کا آنا یا منصب پر فائز ہونا ختم نبوت کے مخالف ہے اور پہلے نبی کا آنا ختم نبوت کے خلاف نہیں اور اگر بعد کو اپنے ظاہری معنی پر رکھنا ہے تو پھر بھی نئے نبی کے آنے کی نفی ہوگی۔ پہلے کی نہیں۔ کیونکہ ان میں قبلیت اور بعدیت دو جہتیں جمع ہو جائیں گی اور حدیث میں صرف بعدیت کی نفی ہے۔

جیسا کہ مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں: ”فقال المغيره حسبك اذا قلت خاتم الانبياء فانا كنا نحدث ان عيسى عليه السلام خارج فان هو خرج فقد كان قبله وبعده (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۲۵۹، طبرانی کبیر ج ۲۰ ص ۴۱۴)“ یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو وہ محض نبی مابعد نہ ہوں گے کہ جن کی حدیث میں نفی آئی ہے۔ بلکہ وہ نبی مابعد اور ماقبل دونوں ہوں گے اور ایسا ہونا ختم نبوت کے خلاف نہیں۔

بہر حال نئے نبی کا آنا ختم نبوت کے خلاف ہے۔ اسی لئے مفسرین نے خاتم النبیین کے معنی لاینبأ بعده کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

۱۔ ”لاینباء احد بعده“ (کشاف ج ۳ ص ۵۴۵)

۲۔ ”ولا یقذح فیہ نزول عیسیٰ بعده علیہ السلام لان معنی کونہ خاتم النبیین انه لاینباء احد بعده وعیسیٰ ممن ینبئ قبلہ وحين ینزل انما ینزل عاملا شریعة محمد ﷺ مصلیا الی قبلتہ کانہ بعض امتہ“

(ابوسعود ج ۷ ص ۱۰۶)

۳۔ خاتم المحدثین کی طرح خاتم النبیین کے معنی بھی افضل النبیین ہوں تو کیا مضائقہ ہے۔

ج۔ بلاقرینہ صارفہ معنی حقیقی کو چھوڑ کر مجاز کی طرف جانا جائز نہیں ہے۔ پھر اس سے لازم آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم نبوت تشریع بھی نہ رہیں۔ باوجودیکہ اس کے انکار کو مرزا قادیانی نے کفر لکھا ہے۔

۴۔ لانبی بعدی کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ میرے ساتھ اور کوئی نبی نہیں

ہو سکتا۔

ج..... بعد کے معنی کسی لغت کی کتاب میں معیت کے نہیں آئے۔ البتہ اور یاد گیر کے معنی کثیر الاستعمال ہیں۔ نووی نے شرح مسلم میں اقتل من بعدنا من املاقاء کے معنی من سوانا کئے ہیں۔

۲..... ”اولتھما کذابین یخرجان بعدی احدھما عنسی والاخر مسیلہ (بخاری ج ۲ ص ۶۲۸ باب وفد بنی حنیفہ)“ میں بعد سے مراد مدعی نبوت ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں الکذابین الذین انا بینھما آیا ہے اور ان دونوں نے دعویٰ نبوت بھی آپ ﷺ ہی کے زمانہ میں کیا تھا۔

۳..... ”لوکان موسیٰ حیا (مشکوٰۃ ص ۳۰ باب الاعتصام بالکتاب والسنة)“ نے یہ بات ثابت کر دی کہ پرانے نبی کا آنا آپ ﷺ کے ساتھ جمع ہونا منع نہیں ہے۔ ناجائز اگر ہے تو جدید نبی کا آنا ناجائز ہے۔

س..... لانی بعدی میں لانی جنس کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ صفت کے واسطے ہے۔ جیسا کہ اذھلک کسری فلا کسری بعدہ میں ہے۔

ج..... لا کوفی صفت کے لئے لینا مضر نہیں ہے۔ کیونکہ نبوت غیر تشریعہ درحقیقت شرعی اصطلاح میں نبوت نہیں کہلاتی۔ بلکہ وہ ولایت کا ایک مقام ہے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

### ختم نبوت از احادیث

۱..... ”قال مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنه واجملہ الاموضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون به ویتعجبون له ویقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال انا اللبنة وانا خاتم النبیین (بخاری ج ۱ ص ۵۰۱ باب خاتم النبیین، مسلم ص ۴۴۸، نسائی، ترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۱۱)“

سلسلہ نبوت کو ایک مکان سے تشبیہ دی جس کے تمام ہونے میں ایک اینٹ کی کسر تھی۔ وہ آخری اینٹ رسول اللہ ﷺ تھے۔ لہذا مکان مکمل ہو گیا اور اس میں کوئی نئی اینٹ لگانے کی جگہ نہیں رہی۔ عیسیٰ علیہ السلام نزول کے وقت نئے نبی نہ ہوں گے۔ بلکہ مکان نبوت کی پہلے والی اینٹ ہوں گے۔ جن کی آمد نبوت کے رنگ میں نہ ہوگی کہ جو تکمیل مکانیت کے منافی ہو اور من قبلی کی قید اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جس قدر نبی آنے والے تھے وہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے

آچکے ہیں۔ یہ کہنا کہ یہ مثال صرف پہلے نبیوں کی ہے۔ اس سے آنے والے کی نفی نہیں ہوتی درست نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو تکمیل مکان کے ساتھ کبھی تشبیہ نہ دی جاتی اور آنحضرت ﷺ اپنے آپ ﷺ کو آخری اینٹ نہ فرماتے۔

۲۔۔۔۔۔ ”کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلك نبی

خلفه نبی وانه لانبی بعدی (بخاری ج ۱ ص ۴۹۱ باب ما ذکر عن بنی اسرائیل،

مشکوٰۃ ص ۳۲۰ کتاب الامارۃ، مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۷، مسلم ج ۲ ص ۱۲۶ باب وجوب

الوفاء ببيعة الخلیفة الاول فالاول)“

فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست اور ملکی انتظام انبیائے کرام علیہم السلام کرتے تھے۔

جب کوئی نبی مرجاتا تو دوسرا نبی اس کا قائم مقام ہو جاتا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اس کے یہ معنی ہیں کہ پہلے سیاست کرتے تھے۔ میری امت کے سیاست

نہ کریں گے۔

ج۔۔۔۔۔ اگر یہ مطلب ہوتا تو انبی بعدی سے نبی کی نفی نہ کرتے۔ بلکہ یہ فرماتے کہ

لاکن لا تسوس نبی امتی مگر حدیث میں تو مطلق نبی کی نفی ہے۔

”فانه لیس کائنا فیکم نبی بعدی“ ابن جریر “میرے بعد

تم میں کوئی نبی نہیں ہونے والا۔ اس میں اسامکم منکم کے اس معنی کی تردید ہوگئی جو مرزا قادیانی

نے گھڑے ہیں۔

۳۔۔۔۔۔ ”انا خاتم النبیین ولا فخر (دارمی ج ۱ ص ۲۷ باب کیف کان

اول شان النبی ﷺ، مشکوٰۃ ص ۴۱۴ باب فضائل سید المرسلین ﷺ)“

۵۔۔۔۔۔ ”ارسلت الی الخلق كافة وختم بی النبیین“

(مسلم ج ۱ ص ۱۹۹ کتاب المساجد، نسائی، ترمذی، مشکوٰۃ ص ۲۲۹)

”ختم بی النبیین ای فلا نبی بعده ولا شرعاً ولا متابعا“

(روح البیان ج ۷ ص ۲۹۵)

”لانبی بعده مشرعا او مشرعا له والاول هو الاتی بالاحکام

الشرعیة من غیر متابعة نبی آخر کموسی و عیسی و محمد ﷺ والثانی هو

المتبع لما شرعه له النبی المقدم کانبیاء بنی اسرائیل“

(شرح فصوص الحکم و روح البیان ج ۷)

۶ ”نبي عند الله مكتوب خاتم النبيين وان آدم لمنجدل في

طريدة (احمد ج ۱ ص ۱۲۷، ۱۲۸، مشكوة ص ۵۱۳ باب فصائل سيد المرسلين)

۷ انا العاقب والعاقب الذي ليس بعده نبي

(مسلم شریف ج ۲ ص ۲۶۱ باب في اسماء النبي)

”وفي رواية انا خاتم النبيين ولا نبي بعدى وانا العاقب ليس

بعدى نبي (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۱ باب ما جاء في اسماء النبي) ”معلوم ہوا کہ پہلی حدیث میں بھی عاقب کی تفسیر رسول اللہ ﷺ کی ہے۔

”اما العاقب فهو الذي جاء عقب الانبياء فليس بعده نبي لان

العاقب هو الآخر“ (انوار محمدیہ، مواہب لدنیہ ص ۱۴۰ طبع بیروت)

۸ ”سيكون في امتي كذابون ثلاثون كلهم زعم انه نبي الله

وانا خاتم النبيين ولا نبي بعدى (مسلم، ترمذی ج ۲ ص ۴۵ باب ما جاء لا تقوم

الساعة حتى يخرج كذابون، دارمی، ابی ماجہ، ابوداؤد ج ۲ ص ۱۲۷ کتاب الفتن، مشکوة ص ۵۶۵)

۹ ۳۰ کی تعداد ضروری ہے۔ (امثال شرح مسلم ص ۲۵۸)

ج ۱۰ یہ کشمکش کی قید کا فائدہ بیان کیا ہے۔ اس میں مابعد کی نفی نہیں ہے۔

۱۲ بڑے بڑے دجال میں ہوں گے۔ باقی پہلوؤں کے تعلم سے اخذ کرنے

والے جن میں سے ایک مرزا قادیانی بھی ہیں۔

۹ ”لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذاباً“

(المعجم الكبير طبرانی ج ۶ ص ۱۸۹ حدیث نمبر ۶۷۹۷)

۱۰ ”سيكون في امتي كذابون دجالون وانا خاتم النبيين

ولا نبي بعدى“ (در المنثور ج ۵ ص ۲۰۴)

۱۱ ”لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون دجالون كذابون

كلهم يزعم انه نبي فمن قاله فاقتلوه ومن قتل منهم احداً فله الجنة“

(کنز العمال ج ۱۴ ص ۱۹۹ حدیث نمبر ۳۸۳۷۶)

۱۲ ”ان الله لم يبعث نبيا الا حذرا منته الدجال وانا آخر

الانبياء وانتد آخر الامم يا عباد الله فاثبتوا فانه يبدؤ فيقول انا نبي فلا نبي

بعدي“ (ابن ماجہ باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم ص ۲۹۷)

۱۳۔ ”انا محمد والنبی الامی انا محمد والنبی الامی انا محمد

والنبی الامی لانی بعدی“ (کنز العمال ج ۱ ص ۱۹۰ حلیث نمبر ۹۶۱)

۱۴۔ ”انا محمد واحمد المقفی والحاشر ونبی التوبة نبی

الرحمة“ (مسلم ج ۲ ص ۲۶۱ باب فی اسمائہ ﷺ)

نویں لکھتے ہیں: ”المقفی فقال شمرهو بمعنی العاقب“

(حاشیہ مسلم ج ۲ ص ۲۶۱)

شیخ عبدالرؤف المناوی شرح کبیر میں فرماتے ہیں: ”المقفی بشدة الفاء وكسرھا

لانه ﷺ جاء عقب الانبياء وفي قفاهم“ (نقلہ البیہانی فی جواهر البحار ج ۱)

۱۵۔ ”ربی اللہ وحدہ لا شریک لہ والا سلام دینی ومحمد نبی

وهو خاتم النبیین فیقولان صدقت“ (درمنثور ج ۶ ص ۱۶۵)

۱۶۔ ”نزل آدم بالهند واستوحش فنزل جبریل فنادی بالآ

ذان اللہ اکبر اللہ اکبر مرتین اشہدان لا اله الا اللہ مرتین اشہد ان محمد

رسول اللہ مرتین قال آدم من محمد قال آخر ولدك من الانبياء (کنز العمال

ج ۱۱ ص ۴۵۵ حدیث نمبر ۳۲۱۳۹ وفی روایہ هو آخر الانبياء من دربتك - طبرانی)

۱۷۔ ”الا ترضی ان تكون منی بمنزلة هارون من موسى الا

انه لانی بعدی (بخاری ج ۲ ص ۶۳۳ باب عزود تبوك مسلم ج ۲ ص ۲۷۸ باب فضائل

علی، مشکوة ص ۵۶۳ باب مناقب علی)

”وفی روایہ مسلم الا انه لانبوة بعدی“

(مسلم ج ۲ ص ۲۷۸ باب فضائل علی)

۱۸۔ ”فانی آخر الانبياء ومسجدی آخر المساجد“

(مسلم ج ۱ ص ۴۴۶)

آخر المساجد سے نبیوں کی مسجد میں آخری مسجد مراد ہے۔ جیسا کہ اس روایت میں ہے:

”انا خاتم الانبياء ومسجدی خاتم مساجد الانبياء“

(کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۷۰ حدیث نمبر ۳۴۹۹۹)

۱۹۔ ”لانی بعدی ولا امة بعد امتی“ (ابن کثیر ج ۹ ص ۳۶۹)

۲۰..... ”اول الرسل آدم وآخرهم محمد ﷺ“

(کنز العمال ج ۱۱ ص ۴۸۰ حدیث نمبر ۳۲۲۹۹)

۲۱..... ”ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا

نبی“ (ترمذی ج ۲ ص ۵۳ باب ذهب النبوة وبقیت المبشرات)

۲۲..... ”لوکان بعدی نبی لکان عمر“ (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۹ باب

مناقب ابی حفص عمر ابن خطاب، مشکوٰۃ ص ۵۴۸ باب مناقب عمر الفصل الثانی)

س..... قال الترمذی هذا حدیث غریب!

ج..... غریب ضعیف حدیث کو نہیں کہتے۔ بلکہ آحاد کی قسموں میں سے ایک قسم کا

نام ہے جو سداً صحیح ہوتی ہے۔

۲۳..... ”كنت اول النبیین فی الخلق و آخرهم فی البعث“ (کنز

العمال ج ۱۱ ص ۴۰۹ حدیث نمبر ۳۱۹۱۷، ابن کثیر ج ۶ ص ۳۴۲ نحو البخاری فی

تاریخہ و احمد و ابونعیم فی دلائل النبوة ج ۱ ص ۴۲)

۲۴..... ”ان تشهد وان لا اله الا الله وانی خاتم الانبیاء ورسله“

(مستدرک ج ۴ ص ۲۲۵ حدیث نمبر ۴۹۹۹)

۲۵..... ”والذی نفس محمد بیدہ لواصبح فیکم موسی ثم

اتبعتموه لضللتکم انکم حظی من الامم وانا حظکم من النبیین“

(مسند احمد، درمنثور ج ۲ ص ۴۸)

۲۶..... ”ولوکان موسی حیا وادرك نبوتی لاتبعنی“

(دارمی مشکوٰۃ ص ۳۲)

”وفی رواية لوکان موسی حیا لما یسعه الاتباعی (مشکوٰۃ ص ۳۰)“

یعنی وہ عہد نبوت پر نہیں رہیں گے اور نہ ان پر وحی نازل ہوگی۔ البتہ ان کو شریعت محمدیہ کی پابندی کرنی پڑے گی۔ گو مرتبہ نبی کا ہوگا۔ مگر عہد نبوت پر ختم نبوت کی وجہ سے فائز نہ رہیں گے۔

۲۷..... آپ نے حجۃ الوداع میں تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار کی جماعت کے

سامنے فرمایا تھا: ”یا ایہا الناس انه لا نبی بعدی ولا امة بعدکم“

(مسند احمد حاشیہ منتخب کنز العمال ج ۲ ص ۳۹۱)

۲۸..... ”ان ربکم واحد و اباکم واحد و دینکم واحد و نبیکم



واحد ولا نبی بعدی“

(کنز العمال ج ۳ ص ۹۳ حدیث نمبر ۵۶۵۵)

۲۹..... حشر کے دن سب لوگ آپ کی خدمت میں شفاعت کے لئے حاضر ہو کر

عرض کریں گے: ”یا محمد انت رسول اللہ وخاتم الانبیاء“

(بخاری مسلم ج ۱ ص ۱۱۱ باب اثبات الشفاعة)

۳۰..... ”لم یبق من النبوة الا المبشرات (بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۳۵)“

نبوت کے جملہ اجزا میں سے صرف مبشرات یعنی روایا صالحہ رہ گئی ہیں اور جز کبھی کل کے مساوی نہیں ہو سکتا۔

س..... نبوت سے نبوت تشریع مراد ہے۔ یعنی اقسام نبوت میں سے صرف ایک

قسم رہ گئی ہے۔

ج..... جزء من اجزاء النبوة کا ترجمہ قسم اور نوع کرنا تحریف لغوی ہے۔ نیز

اس سے لازم آتا ہے کہ بقاعدہ استثناء مبشرات بھی نبوت تشریع ہو اور اس کا دعویٰ نبوت تشریح کا دعویٰ ہو جو مرزا قادیانی کے نزدیک بھی کفر ہے۔

۳۱..... ”عن ام کوز الکعبیہ قالت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول

ذهبت النبوة وبقیت المبشرات (طبرانی واحمد وصححه ابن حبان وابن خزیمہ)“

۳۲..... ”کشف رسول اللہ ﷺ الستارة والناس صفوف خلف

ابی بکر فقال ایها الناس انه لم یبق من مبشرات النبوة الا الرؤیا الصالحة

یراها المسلم او تری“

(مسلم ج ۲ ص ۱۹۱ باب النہر عن قرأة القرآن فی رکوع والسجود)

۳۳..... ”عن ابی ہریرۃ سرفوعاً انا اول النبیین فی الخلق

وآخرهم فی البعث“ (ابن کثیر ج ۶ ص ۳۴۲، عن ابی حاتم)

۳۴..... ”قال رسول اللہ ﷺ العباس حین ساله الهجرة بعد

الفتح یاعم اقم مکانک انت به فان اللہ قد ختم بک الهجرة کما ختم بی

النبیون“ (الطبرانی ج ۶ ص ۱۵۴ حدیث نمبر ۵۸۲۸ وابونعیم)

س..... ہجرت تو اب بھی جائز ہے۔ لہذا نبوت کا اجرا بھی جائز ہونا چاہئے۔

ج..... ہجرت کی خاتمیت مکہ سے بیان فرمائی گئی ہے اور حضرت عباسؓ نے اس کا

سوال بھی کیا تھا۔ تمام جہان سے ہجرت کا ختم ہونا ذکر نہیں کیا۔ حدیث میں وارد ہے: ”الهجرة

ماضية الى يوم القيامة“ چونکہ مکہ دارالاسلام ہے اور قیامت تک رہے گا۔ اس لئے وہاں سے ہجرت کرنا بند ہو چکا ہے اور ہجرت کی خاتمیت آپ ﷺ حقیقی معنوں پر محمول ہے۔

۳۵۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی عربی ﷺ کے متعلق حضرت آدم علیہ

السلام کو خبر دیتے ہوئے فرمایا: ”آخر ولدك من الانبياء“

(ابن عساکر، کنز العمال ج ۱۱ ص ۴۵۵ حدیث نمبر ۳۲۱۳۹)

اس مختصر رسالہ میں چند روایتوں پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ ورنہ ختم نبوت پر احادیث متواترہ

موجود ہیں۔ چنانچہ ابن کثیر آیت خاتم النبیین کے تحت لکھتے ہیں ”فہذا الایۃ نص فی انہ لا

نبی بعدہ (الی ان قال) وبذلك وردت الاحادیث المتواترة عن رسول

اللہ ﷺ من حدیث جماعة من الصحابة“ (ابن کثیر ج ۶ ص ۳۸۱)

”قد اخبر اللہ تعالیٰ فی کتابہ ورسولہ ﷺ فی السنۃ المتواترة

منہ انہ لا نبی بعدہ“ (ابن کثیر ج ۸ ص ۹۱)

## ختم نبوت از اجماع امت

”واعلم ان الاجماع قد انعقد علی انہ ﷺ خاتم المرسلین

کما انہ خاتم النبیین وان کان المراد بالنبیین فی الآیۃ ہم المرسلین

عبارة الشیخ محی الدین فی الباب ۲: ۴۷ من الفتوحات قد ختم اللہ تعالیٰ

بشرع محمد ﷺ جمیع الشرائع فلا رسول بعدہ یشرع ولا نبی بعدہ یوکل

الیہ بشرع یتعبد بہ فی نفسہ انما یتعبد الناس بتشریعة الی یوم القیامہ“

(یواقیت ج ۲ ص ۳۷)

آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر اجماع ہو چکا ہے۔ اب نہ کوئی نبی آئے گا کہ جس پر

احکام اس کی ذات کے لئے نازل ہوں اور نہ کوئی رسول شریعت تبلیغیہ دے کر مبعوث کیا جائے

گا۔ بلکہ قیامت تک آپ ﷺ کی شریعت کی پابندی تمام بنی نوع انسان پر لازمی ہے۔ آیت خاتم

النبیین میں نبی اور رسول دونوں مراد ہیں اور اگر کوئی مرسلین کے معنی لے پھر بھی اجماع اسی پر منعقد

ہوا ہے کہ ان کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں بنایا جائے گا۔

۲۔ ”وکونہ ﷺ خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب وصدعت

به السنة واجمعت عليه الامة فيكفر مدعى خلافة ويقتل ان اصر

(روح المعاني ج ۸ ص ۳۹)

۳۔ علامہ نووی شرح مسلم میں اس شبہ کا جواب دیتے ہوئے کہ عیسیٰ علیہ السلام

کا آنا ختم نبوت کے خلاف ہے۔

لکھتے ہیں کہ: "وانكر دالك بعض المعتزلة والجهمية ومن وافقهم

وزعموا ان هذه الاحاديث مردودة بقوله تعالى وحام الببيين وبقوله عليه

السلام لا نبى بعدى وباجماع المسلمين انه لا نبى بعد بينا سيد وان

شريعة موبدة الى يوم القيامة لا تنسخ . وهذا استدلال فاسد لانه ليس

المراد بنزول عيسى عليه السلام انه ينزل نبيا بشرع ينسخ شرعنا ولا فى

هذه الاحاديث ولا فى غير هاشئ من هذا بل صحت هذه الاحاديث ههنا وما

سبق فى كتاب الايمان وغيرها انه ينزل حكما مقسطا يحكم بشرعنا ويحيى

من امور شرعنا ما هجره الناس

(شرح نووی مسلم ج ۲ ص ۵۰۳)

معتزلیہ جہمیہ (مرزا قادیانی) نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا ختم نبوت کے

خلاف ہونے کی وجہ سے انکار کیا ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ اگرچہ بے شک ختم نبوت پر اجماع ہو چکا

ہے۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام پر شریعت خاصہ غیر تبلیغیہ یا عامہ تبلیغیہ نازل نہیں ہوگی۔ جس سے وہ

نبوت کے مجدد کے پر سمجھے جائیں۔ بلکہ وہ حکم میں شریعت محمد ﷺ کے تابع ہوں گے اور اس

بشیت انبیاء امت جہمی ہوگی۔ اگرچہ وہ مرتبہ میں وہابی ہوں گے۔ صاحب یواقیت ان

شبہ کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "وان عيسى عليه السلام وان كان بعده ومن

اولى العزم وخواص الرسل فقد زال حكمه من هذا المقام بحكم الزمان عليه

الذى هو بغيره فيرسل وليا ذا نبوة مطلقة . فختمت النبوة بمحمد

والولاية بعيسى عليه السلام

(اليواقيت ج ۲ ص ۸۹)

۴۔ "ثم ان الامة اجمعت على ان لا نبوة بعده ﷺ ولا رسالة

اجماعاً قطعياً وتواترت به الاحاديث نهو مائتى حديث فتاويه بحديث ينتفى

به الختم الزمانى كفر بلا شبه

۵۔ "قال ابوبكر قد انقطع الوحي وتم الدين"

(مشکوٰۃ ص ۵۵۶، مناقب ابوبکر الفصل الثالث)



ہے۔ کیونکہ اہبطوا کا مخاطب آدم اور حوا کی اولاد ہے۔ اسی لئے معلوم ہوا کہ اس آیت میں بھی ہبوط آدم کے وقت مخاطب بنایا گیا ہے۔ چنانچہ سورۃ بقرہ میں اس امر کو بالکل واضح کر دیا گیا۔ ”قلنا اہبطوا منها جميعاً فاما ياتينكم منى هذى (البقرہ: ۳۸)“ علامہ سیوطی۔

ہذى کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کتاب و رسول (جلالین) لہذا ياتينكم اور يقصون حکایت حال ماضیہ کے طور پر مذکور ہوئے ہیں۔ یعنی زمانہ ماضی میں ہبوط کے وقت مضارع استعمال کیا گیا تھا۔ اسی مضارع کو زمانہ دراز کے بعد بھی بعینہ نقل کر دیا۔ اس لئے اس میں زمانہ استقبال یا آئندہ ہبوط کے بعد سے شروع ہوگا۔ جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ تک پورا ہو گیا۔

مضارع اگرچہ بعض اوقات استمرار کے لئے آتا ہے۔ مگر استمرار کے واسطے قیامت تک رہنا ضروری نہیں ہے۔ جو فعل دو چار دفعہ پایا جائے۔ اس کو مضارع استمراری سے تعبیر کرنا جائز ہے۔ قرآن میں ایسی مثالیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ ”انا انزلنا التوراة فيها هذى ونور يحكم بها النبيون (المائدہ: ۴۴)“ ظاہر ہے کہ توریت کے موافق حکم کرنے والے انبیائے کرام، آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی گذر چکے اور آج گزشتہ نبیوں میں سے عیسیٰ علیہ السلام کو بھی نزول کے بعد حق نہ ہوگا کہ وہ توریت یا انجیل کی اتباع کرائیں۔

۲۔ ”واوحى الى هدا القرآن لا يذركم به ومن بلغ (انعام: ۱۹)“ قرآن مجھ پر اس لئے اتارا گیا ہے کہ میں تم کو اور جن نو میرا پیغام پہنچے خدا کے خصم سے ڈراتا ہوں۔ چنانچہ خود آنحضرت ﷺ ایک زمانہ تک ڈراتے رہے۔ مگر آج آپ ﷺ کی انداز و تبشیر کا مسئلہ بالا اول طے مسدود ہے۔

۳۔ ”و... نخرنا مع داود الجبال يسبحن والطير... وكننا فاعلين (الانبیاء: ۷۹)“ ہم نے پہاڑوں اور جانوروں کو داؤد علیہ السلام کا مستخر کر دیا کہ جو ایک ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ یہ تسبیح داؤد علیہ السلام کی زندگی تک رہی اور پھر بند ہو گئی۔

۲۔ آیت میں صاحب شریعت رسول کا ذکر ہے۔ بیہما کہ نظر رسل اور آیاتی سے ظاہر ہے۔ اس لئے اگر اس آیت سے استدلال کیا گیا تو نبوت تشریع کا اجراء لازم آنے کا جو مرزا قادیانی کی نظر میں بھی کفر ہے اور تقریب کا ناتمام رہنا یعنی دلیل کا دعویٰ کے مطابق نہ ہونا اس کے علاوہ ہے۔

تحریف: ۲۔ ”وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي

من رسلہ من یشاء (آل عمران: ۱۷۹) نہیں تھا۔ تعنی کہ مطلع کرتا تم کو غیب کی باتوں پر  
 نبین رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے۔ اس بات کے سے منتخب کر لیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ غیب پر  
 رسول ہی کو مطلع کرتے ہیں۔ چونکہ مرزا قادیانی نے بذریعہ متعدد پیشگوئیوں کے غیب کی خبر دی  
 ہے۔ اس لئے میر جاہ نے یہی منشاء اس آیت کا ہے۔ "فلا یمطہر علی عبہ احد الا  
 من ار تصبی عن رسول (الحج: ۲۶) لفظ یجتبی مضارع بھی اسی امر۔ متخلفی ہے۔

تفسیر آیت کا مطلب نہیں ہے کہ جس کو رسول بنا دیا جاتا ہے۔ اس کو ہر غیبیہ  
 کی خبر دے کر رسالت عطا کر دیتا ہے۔ بلکہ دونوں آیتوں کی یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب کی  
 خبریں رسولوں میں سے کسی ایک رسول کے ذریعہ دیتا ہے۔ اس صورت میں من رسلہ  
 میں انھیں سے کسی ایک کو چاہتا ہے۔ یعنی رسولوں میں سے بعض رسولوں کو پیش گوئی کے لئے چن لیتا  
 ہے اور ان میں سے کسی کو غیب سے وحی مراد دیتی ہے۔ اس کی اور اس وقت آیت کے یہ معنی  
 ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ وحی پر ہوا ہے رسولوں کے کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ غرض معیبات کی اطلاع  
 دے کر رسول بنانا آیات کا مفہوم نہیں ہے۔ بلکہ رسول بنا کر معیبات پر مطلع کرنا آیت کا مفاد  
 ہے۔ چنانچہ قاضی بیضاوی اس آیت کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "ولکن اللہ

یجتبیٰ لرسالة من یشاء فیوحی الیہ ویخبرہ ببعض المعیبات (بیضاوی  
 ج ۱ ص ۱۶۷، آل عمران) "یعنی اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے انہما رسول بنا لیتا ہے اور پھر اس کے  
 ذریعہ سے معیبات کی اطلاع دیتا ہے اور اگر ہر وہ شخص جو غیب کی خبر دے۔ اس کا رسول ہونا  
 ضروری ہے تو مرزا قادیانی کے خیال میں فاسق فاجر اور فاحشہ عورتیں بھی غیب کی باتیں سنایا کرتی  
 ہیں۔ جیسا کہ متعدد حواشی سے ثابت ہو چکا ہے۔ اس لئے ان کو بھی مرزا قادیانی کی سرکار سے  
 کوئی معزز خطاب ملنا چاہئے۔ پھر مرزا قادیانی حضرت خضر کا ملہم ہونا مانتے ہیں۔ مگر نبی ہونا تسلیم  
 نہیں کرتے۔

یجتبیٰ فعل مضارع ہے۔ جو استمرار الی یوم القیامہ کو نہیں چاہتا۔ جیسا کہ  
 اس آیت میں ہے کہ "وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیہم (یوسف: ۱۰۹)"  
 نہیں بھیجے ہم نے آپ سے پہلے رسول مگر مرد کہ جن کی طرف وحی کی جاتی تھی۔ لفظ نوحی میں  
 اگرچہ استمرار ہے۔ لیکن من قبلك استمرار الی یوم القیامہ مراد لینے سے مانع ہے۔  
 کمالا یخفی۔

۳۔ دعویٰ نبوت غیر تشریع کا ہے اور دلیل میں نبوت تشریع کے اجراء کو ثابت کیا

جا رہا ہے۔ جو تقریباً تمام ہونے کے علاوہ کفر بھی ہے۔

۴۔ مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کا وہی حال ہے۔ جو نجومی اور رمالوں کی

پیش گوئیوں کا موتا ہے۔ جس میں ایک سچ ہے تو دس جھوٹ بھی موجود ہیں۔ ایسی غیب دانی نبوت

کی نشانی نہیں ہے۔ وہ اخبار بالعیب نبوت کی خصوصیات میں ہے۔ جس میں ذرہ برابر جھوٹ

نہیں ہوتا اور ہر ایک بات من و عن پوری ہوتی ہے اور مرزا قادیانی کا رتبہ اس میں رمال اور

نجومی سے بھی گھٹا ہوا ہے۔

حریف: ۳۔ ”ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین (اعراف: ۵۰)“

خدا کی رحمت نیکوں سے قریب ہے اور بات بھی ایک رحمت ہے۔ لہذا وہ بھی ملنی چاہئے۔

تحقیق: رحمت سے جملہ رحمتیں مراد نہیں ہیں۔ ورنہ مال و دولت جاہ و سلطنت بھی

ایک رحمت ہے۔ مگر اس رحمت سے اکثر محسنین خصوصاً انبیاء علیہم السلام خالی ہیں۔ نیز رحمت سے

خصوصیت کے ساتھ نبوت ہی مراد لینے پر کوئی قرینہ بھی موجود نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف یہ قرینہ

موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے۔ اس لئے آپ کی غلامی اور

اتباع سب سے بڑی رحمت ہے۔ اس سے الگ ہونا انتہائی بد نصیبی ہے۔ مرزا قادیانی بھی لکھتے

ہیں کہ: ”فلا حاجة لنا الى نبي بعد محمد“ (رحمت البشری ص ۵۹، ترجمان ص ۷۷ ص ۲۵۵)

لہذا اگر کوئی نبی ہوگا تو وہ اس سعادت سے محروم ہو جائے گا۔ کیونکہ نبی آیت ”ان

اتبع الا ما بوحی الی“ کے ماتحت ہر حکم میں رسولی شریعت کا تابع نہیں ہوتا۔ کہ اس پر۔

۳۔ پھر بڑی رحمت تو نبوت تشریع ہے۔ اس کو آیت کے مفاد سے نکال کر

نبوت غیر تشریع کو اس کا مصداق بنانا زبردستی اور ترجیح بلامرجح ہے۔

حریف: ۴۔ ”اهدنا الصراط المستقیم“ نبوت بھی ایک ہدایت ہے۔

جیسا کہ اس آیت میں ہے کہ: ”ووهبنا له اسحو ويعقوب۔“ (سیدنا ونوحا ہدینا

من قبل“ (انعام: ۸۴)

تحقیق: لفظ ہدایت شرک اور گناہ سے بچنے اور تعلق باللہ اور قرب الہی پر بھی مطلق

کیا جاتا ہے۔ اس لئے ”اهدنا الصراط المستقیم (فاتحہ: ۱)“ میں ہدایت سے وہی معنی

لئے پڑیں گے جو بطور قدر مشترک سب میں پائے جائیں۔ چونکہ نبوت قرب الہی کا ایک خاص

درجہ ہے جو انبیاء ہی کے لئے مخصوص ہے۔ ہر خاص عام میں نہیں پایا جاتا۔ اس لئے سیدھے

راستہ پر قائم رکھنا ہی مراد ہوگا۔ جس کے لئے ہر شخص دعا کر سکتا ہے۔

۴۔۔۔ اس آیت میں منعم علیہم کی نعمت طلب کرنے کی تعلیم نہیں دی گئی۔ بلکہ ان کے راستہ پر قائم رہنے کی دعا سیکھائی گئی ہے اور ان کا راستہ شریعت اور مذہب ہے کہ وہ اس کی پابندی اور اتباع کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ قرآن میں ہے کہ: ”وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ آئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا (حم السجدة: ۲۴)“ ہم نے ان میں سے پیشوا بنائے جو لوگوں کو دین حق کی طرف ہدایت تھے۔ اگر نبوت طلب کرنے کی تعلیم دینی مقصود ہوتی تو اعطنا ما انعمت علیہم ہوتا۔ ”صراط الذین انعمت علیہم“ نہ ہوتا۔

۵۔۔۔ نبوت دعاؤں سے نہیں ملا کرتی جیسا کہ: ”ماكنت ترجو ان يلقيك اليك“ (قصص: ۸۶)

”وما كنت تدري ما الكتب ولا الايمان (الشوری: ۵۲)“ سے ظاہر ہے۔ دوسرے ”وهبنا له اسحاق“ کے چند آیات بعد یہ آیت ذکر کی گئی ہے۔ ”ذلك هدى الله يهدي به من يشاء من عباده (انعام: ۸۸)“ نبوت اللہ کی ایک ہدایت ہے اور یہ ہدایت جس کو وہ چاہتا ہے۔ عطا فرماتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نبوت وہی چیز ہے کسی عمل یا دعاء سے نہیں ملتی اور آیت زیر بحث دعائیہ ہے۔ اس لئے نبوت اس کے مفہوم میں داخل نہیں ہو سکتی۔

حرف: ۵۔۔۔ ”ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين“ (النساء: ۶۹)

تحقیق۔ لفظ مع رفاقت اور معیت کے لئے ہے۔ عینیت کے واسطے نہیں آتا۔ ورنہ آیت ”ان الله معنا (توبہ: ۱۰)“

۲۔۔۔ ”ان الله مع الصابرين“ (البقرہ: ۱۵۳)

۳۔۔۔ ”وهو معكم اينما كنتم (الحديد: ۴)“ میں اللہ تعالیٰ اور انسان میں عنیت لازم آئے گی۔ وهو کما تری اور اس حدیث میں تارك الصلوة بعينه قارون، فرعون اور ہامان وغیرہ ہونا چاہئے: ”عن النبی ﷺ انه ذكر الصلوة يوما فقال من حافظ عليها كانت له نورا وبرهانا ونجاة يوم القيامة ومن لم يحافظها لم تكن له نورا ولا برهانا ولا نجاة وكان يوم القيامة مع قارون وفرعون وهامان وابي ابن خلف (رواه احمد والدامي والبيهقي، مشكوة ص ۵۹، كتاب الصلوة)“ ایسا ہی ایک اور روایت میں ہے کہ: ”التاجر الصدوق مع النبيين والصديقين



والشهداء والصالحين (منتخب كنز العمال بر حاشیہ مسند احمد ص ۲۰۹ ج ۲، ابن كثير ص ۵۲۳ ج ۱) ”چاہئے کہ تاجر بھی نبی ہوا کرے۔ علاوہ ازیں حسن اولئك رفيقاً میں مراقت کی تصریح موجود ہے۔ پھر عینیت کیوں کر مراد ہو سکتی ہے؟۔

۲..... آیت میں اللہ اور رسول کی اطاعت کا ذکر ہے۔ ظاہر ہے کہ جب تک قتل فی سبیل اللہ نہ ہو شہید نہیں ہو سکتا۔ جس کا آیت میں کوئی ذکر نہیں۔ جب شہادت کے لئے قتل کی قید دوسری آیتوں کی وجہ سے لگائی جاتی ہے تو دلائل ختم نبوت کی وجہ سے کیوں عینیت کی نفی نہیں کی جاتی؟۔

۳..... قرآن وحدیث اور پہلی آسمانی کتابوں میں کسی جگہ نبی کا لفظ غیر تشریحی نبی پر اطلاق نہیں کیا گیا۔ لہذا یہاں بھی نبیین سے تشریحی نبی ہی مراد ہے۔ اس لئے اگر مع کو عینیت کے لئے تسلیم کر لیں تو نبوت تشریحہ کا اجراء لازم آئے گا۔ جو مرزا قادیانی کے نزدیک بھی ختم نبوت کے خلاف اور اس کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔

۴..... نبی، صدیق، شہید، صالح چاروں کی معیت ایک ہی شرط کی جزاء ہے۔ اگر مع کو عینیت کے لئے رکھیں تو نفس طاعت سے چاروں نام ایک ہی آدمی کے ہوں گے۔ باوجود یہ کہ یہ غلط ہے۔

۵..... نبیین جمع کا لفظ ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ سوائے مرزا قادیانی کے آج تک کوئی نبی نہ بنا؟۔ باوجود یہ کہ مرزا قادیانی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کے مطیع اور صالح ہونے کے قائل ہیں۔ مگر نبی ”ن کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ ملاحظہ ہو۔ ”خدا تعالیٰ افراد خاصہ امت محمدیہ ﷺ کو جب وہ متابعت اپنے رسول میں فنا ہو جائیں اور ظاہر و باطن اس کی پیروی اختیار کریں بہ تبعیت ایسے رسول کے اس کی برکتوں میں سے عنایت کرتا ہے..... اور یہی لوگ ہیں جن کا نام احادیث میں امثل اور قرآن شریف میں صدیق آیا ہے۔“

(براین احمد یہ ج ۳ ص ۲۳۲، ۲۳۳، خزائن ج ۱ ص ۲۵۶، ۲۵۷)

حضرت عمر فاروق کا محدث ہونا پہلے گزر چکا ہے کہ ”وقال على الاوانى لست بنبي ولا يوحى الي ومثله في الحاكم“ (ازالۃ الکفایہ ج ۱ ص ۱۳۳)

۲..... نبوت وہی اور عطائی چیز ہے۔ کسی شے نہیں ہے۔ جیسا کہ آیت ”اللہ اعلم حیث يجعل رسالته“ (انعام ۱۲۴)

۳..... ”واللہ یختص برحمته من یشاء“ (البقرہ ۱۰۵)

۴ ”اھم یقسمون رحمۃ ربک (الزمر: ۳۱)“ وغیر ہاں ظاہر ہے۔ لہذا نبوت و اکتسابی کہنا اس قسم کی آیات کا انکار کرنے کی وجہ سے کفر ہے۔

حرف: ۶ ”هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ“ وان کا ”من قبل لفی ضلال مبین“ و آخرین منهم لما یلحقوا بہم“ و هو العزیز الحکیم (جمعہ: ۳۰۲)“ اس آیت میں آخرین کی بعثت کا بھی ذکر ہے اور ان میں سے مرزا قادیانی بھی ہیں۔

تحقیق: آخرین کا عطف الامیین یا یعلمہم کی ضمیر پر ہے اور اس لفظ کے زیادہ کرنے سے آنحضرت ﷺ کی بعثت عامہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ بیضاوی میں ہے کہ: و آخرین منهم عطف علی الامیین او المنصوب فی یعلمہم و ہم الدین جاؤ بعد الصحابة الی یوم الدین فان دعوتہ وتعلیمیہ یعم الجمیع۔ بیضاوی شریف ص: ۳۷۶، ریر بحث سورہ جمعہ) ”رسولاً پر عطف کرنا صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو قید معطوف مایہ میں مقدم ہوتی ہے۔ اس کی رعایت معطوف میں بھی ضروری ہے۔ چونکہ رسولاً معطوف مایہ سے فی الامیین مقدم ہے۔ اس لئے فی الامیین کی رعایت و آخرین منهم میں بھی کرنی پڑے گی اور اس وقت یہ معنی ہو جائیں گے کہ بہت سے دوسرے رسول امیین میں اور بھی آئیں۔۔۔ کیونکہ امیین سے مراد عرب ہیں۔ جیسا کہ صاحب بیضاوی لکھتے ہیں کہ: ”ای فی العرب لان اکثرہم لا یکتبون ولا یقرؤن (بیضاوی ص: ۳۷۶، سورہ جمعہ)“ اور لفظ ”میں“ کا یہی تقاضا ہے اور مرزا قادیانی عربی نہیں ہیں۔

دوسرے بعث ماضی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اگر رسولاً پر عطف کریں گے تو مضارع کے لئے لینا پڑے گا۔ ایک ہی وقت میں ماضی اور مضارع دونوں کا ارادہ کرنا متنع ہے۔

۲۔ ماضی ترقب کے لئے آتا ہے۔ اس لئے لما یلحقوا بہم کے یہ معنی ہوں گے کہ دوسرے آنے والے ابھی تک امیین سے نہیں ملے۔ مگر ان سے ملنے کی امید ہے یہ بات تابعین اور تبع تابعین پر صادق آتی ہے۔ مرزا قادیانی پر صادق نہیں آ سکتی کہ جنہوں نے ۳۱ سورس بعید ختم لیا ہے۔

حرف: ۷ ”یا معشر الجن والانس الم یأتکم رسل منکم یقصدون علیکم آیاتی وینذرونکم لقاء یومکم هذا (انعام: ۱۳۰)“ معلوم ہوا کہ رسولوں کا آنا جائز ہے۔ اسی لئے الم یأتکم سوال کیا گیا ہے۔

تحقیق:۔۔۔ یہ سوال بیروں سے قیامت کے روز دیا جائیگا جیسا کہ یسدر و نکم لقاء یومکم هذا سے ظاہر ہے اور اسی تم کی بدائیتیں ہیں۔ ”وقال لهم خزنتها الم یا کم رسل منکم یتلون علیکم آیات ربکم و یسذرونکم لقاء یومکم هذا“ (لہر: ۸۰)۔  
 ۲۔ ”ربنا لو ارسلنا النار سولا فتبع آیتک“ (قصص: ۲۵)۔  
 فعل مضارع ان آیتوں میں حکایت حالی ماضیہ کے لئے ہے اور پس لہذا اس آیت واجرا نبوت سے کوئی تعلق نہیں۔

حکریف: ۸۔ ”وما کننا معدیین حتی نبعث رسولا“ (سہ سرائیل: ۱۰)۔  
 معلوم ہوا کہ جب دنیا میں سخت درجہ کی گمراہی اور غفلت پھیلی ہوئی ہو تو خدا کی طرف سے رسول آتا ہے۔ جس کے آنے پر لوگوں کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔

تحقیق:۔۔۔ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو غفلت اور بے خبری میں ہلاک نہیں کرتا بلکہ بذریعہ رسول کے ان کو آگاہ اور مطلع کر دیتا ہے۔ کہ وہ گمراہی کو چھوڑ کر ہدایت کا راستہ اختیار کریں تاکہ دیوئی عذاب سے نجات مل جائے اور ان رسول کی نافرمانی کریں ان کے کہنے پر نہ چلیں تو پھر ہلاک کئے جاتے ہیں اور اس کی مانند ہیں یہ آیت صریح موجود ہے۔ ”الم یکن ربک مہلک الغری بظلم و اہلہا غافلون“ (الاعراف: ۱۳۶)۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ رسول کے آنے سے پہلے تو لوگ امن میں رہتے ہیں اور ان کی آمد کے ساتھ ساتھ عذاب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ گویا ان کا آنا رحمت یا ہوا۔ انما رحمت بن گیا۔

۲۔ ایسے وقت میں نبی کے آنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہدایت اور ارشاد کا کام بذریعہ علماء حق بھی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی خود بھی قائل ہیں کہ ”جن کا نام احادیث میں ائیل اور قرآن میں صدیق آیا ہے اور ان لوگوں کا زمانہ ظہور پیغمبروں کے زمانہ بعثت سے بہت ہی مشابہ ہوتا ہے۔ یعنی جیسے پیغمبر اس وقت آتے رہے ہیں کہ جب دنیا میں سخت درجہ کی گمراہی اور غفلت پھیلی رہی ہے۔ ایسا ہی یہ لوگ بھی اس وقت آتے ہیں کہ جب ہر طرف گمراہی کا سخت غلبہ ہوتا ہے اور حق سے منہ کی جاتی ہے۔“ (برہین ہدیہ ص ۲۳۵ خزائن ج ۱ ص ۲۵۹ تا ۲۶۰ حاشیہ)

حکریف: ۹۔ ”وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنکم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم“ (النور: ۵۵)۔ پہلے لوگوں میں خلافت نبوت کے رنگ میں تھی۔ اس امت میں بھی ایسی ہی ہونی چاہئے۔

تحقیق... اس خلافت سے حکومت اور زمینی وراثت مراد ہے جو حضرات صحابہ کرام کے عہد میں پوری ہو گئی اور قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ: ”وہو الذی جعلکم خلائف الارض (انعام: ۱۶۵)“ صحابہ کرام کی جماعت اس کی مخاطب ہے اور انہی کو پہلوں کا خلیفہ ہونا بالفظ ماضی فرمایا گیا ہے۔

مغالطہ: ۱۔ ”اللہم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم“ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پر خیر و برکت نبوت اور رسالت تھی۔ اسی قسم کی برکات اور رحمتیں آل محمد ﷺ پر ہوئی چاہئیں ورنہ لفظ کما کا صحیح نہ رہے گا۔

تصحیح... اس خیر و برکت سے کثرت و زیادہ اور بقاء نسل مراد ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے کہ ”قللوا التّٰعحٰبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَۃُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیْکُمْ اَہْلَ الْبَیْتِ (ہود: ۷۳)“ اس میں حضرت سارہؑ کو اولاد کی بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے عطاء نبوت کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اس لئے درود شریف میں بھی نبوت یا رسالت کی برکت مراد نہیں ہے۔ ورنہ بارک علی محمد کے یہ معنی ہوں گے کہ محمد ﷺ کو نبوت کی برکت عطاء فرما اور یہ بدابہ غلط ہے۔ پھر آل نبی ہونے کی وجہ سے مرزا پر یہ دعاء صادق نہیں آتی۔ نیز ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نبوت مستقلہ اور بعد اذیثہ ہوتی آتی ہے۔ امت محمدیہ میں سے بقول مرزا قادیانی سوال ان کے کوئی بھی نبی نہ ہوا اور وہ بھی ظلی بروزی جس کا اولاد برہیم میں نہیں پتہ نہیں۔ لہذا مرزا قادیانی کی تحریف تسلیم کرتے ہوئے بھی کما کے معنی صحیح نہیں ہوتے۔

مغالطہ: ۲۔ ”اگر مرزا قادیانی جھوٹے ہوتے تو ان کو اس قدر کامیابی بھی نصیب نہ ہوتی۔“

تصحیح... قلت اور کثرت پر حق و باطل کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ قرآن حکیم میں کافروں کی نسبت ارشاد ہے کہ: ”وجعلناہم اُتْمَۃٌ یّدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ وَیَوْمَ الْقِیَامَۃِ لَا یَنْصُرُوْنَ (القصاص: ۴۱)“ ہم نے ان کو دنیا میں لوگوں کا پیشوا بنایا۔ جو ان کو دوزخ کی طرف بلا تے تھے۔ قیامت کے دن ایسوں کی مدد نہ کی جائے گی۔

مغالطہ: ۳۔ ”لو عاش ابراہیم لکان صدیقاً نبیاً (ابن ماجہ ص ۱۰۸ باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی ابن رسول اللہ ﷺ)“ معلوم ہوا کہ نبوت ابھی تک جاری ہے۔

در نہ بصورت زندگی ابراہیم بن رسول اللہ کا نبی ہونا ممکن تھا۔

تصحیح..... اہل علم سے مخفی نہیں کہ لو عاش ابراہیم لکان صدیقاً نبیاً قضیہ شرطیہ ہے۔ اس میں لو عاش مقدم یعنی قضیہ کا پہلا جز اور لکان صدیقاً نبیاً تالی۔ یعنی دوسرا جز ہے۔ قضیہ شرطیہ کے صدق کے واسطے تالی کا وقوع تو بجائے خود رہا۔ اس کے واقع ہونے کا امکان بھی ضروری نہیں۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ: ”لوکان اجتماع الضدین جائز لکان اللیل مع النهار موجوداً“ اگرچہ اس میں جزء ثانی پہلے جز کی طرح محال ہے۔ مگر قضیہ کے سچا ہونے میں ذرا شک نہیں۔ اسی طرح ”قوله تعالیٰ قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین (زخرف: ۸۱)“ اور ”قوله تعالیٰ لئن اشرکت لیحبطن عملک (زمر: ۶۵)“ میں قضیہ شرطیہ کے دونوں جز غیر ممکن الوقوع ہیں۔ مگر قضیہ کے صادق ہونے میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ فخر الدین رازی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: ”الشرط انما هو تعلیق شیء بشیء من غیر تعرض لامکان شیء کما فی قوله تعالیٰ قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین وقوله تعالیٰ لئن اشرکت لیحبطن عملک“ لہذا اس عبارت سے نبوت کے وقوع یا اس کے امکان پر استدلال کرنا عقلمندی سے بعید ہے۔

۲..... اس کے یہ معنی ہیں کہ اگر وہ زندہ رہتا تو نبی بنایا جاتا۔ مگر چونکہ نبوت آپ ﷺ پر ختم کر دی گئی تھی۔ اس لئے وہ بڑی عمر تک زندہ نہیں رکھا گیا۔ چنانچہ اس بیان کی تائید میں اسی باب کی پہلی حدیث موجود ہے۔ ”عن اسمعیل بن خالد قلت لعبد اللہ بن ابی اوفی ارأیت ابراہیم بن رسول اللہ قال مات وهو صغیر ولو قضی ان یکون بعد محمد ﷺ نبی لعاش ابنہ ولكن لا نبی بعده (ابن ماجہ ص ۱۰۸، باب ماجاء فی الصلوۃ علی ابن رسول اللہ ﷺ و ذکر وفاته)“ آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم لڑکپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ اگر آپ ﷺ پر نبوت ختم نہ ہوتی تو وہ زندہ رکھے جاتے اور آپ ﷺ کے بعد وہی نبی ہوتے۔ یہی معنی اس روایت کے ہیں۔ جو مسند احمد میں انس بن مالک سے منقول ہے: ”انہ لو بقی ابراہیم بن النبی ﷺ کان نبیاً ولكن لم یبق لان نبیکم اخر الانبیاء (خاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۶۹، للسیوطی)“ اگرچہ ان دونوں روایتوں میں عبد اللہ بن ابی اوفی اور انس کا ذاتی خیال ذکر کیا گیا ہے۔ مگر صحابی کا وہ قول جس میں قیاس کو دخل نہ ہو مرفوع حدیث کے حکم میں ہوا کرتا ہے۔ علاوہ ازیں یہی معنی آیت ”ماکان محمد ابا

احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین (احزاب: ۴۰)“ سے مستفاد ہیں۔ کیونکہ لکسن وہم سابق کو دور کرنے کے لئے آتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے پسر کی اولاد کے زمانہ رجولیت تک زندہ نہ رہنے کے شبہ کو آپ کی ختم نبوت اور ابوة روحانیہ کا ذکر فرما کر دور کر دیا۔ اگر یہ معنی نہ لیں گے تو لکن کا لانا صحیح نہ رہے گا۔

۳..... پھر یہ حدیث مرفوعاً صحیح نہیں ہے کہ: ”قال ابن حجر ان هذا الحديث لم يصح رفعه من حيث انه روى ابن ماجه بسند فيه ابوشيبه ابراهيم بن عثمان العبسي قاضي واسط وهو متروك الحديث قال الترمذی منكر الحديث قال الدار قطنی ضعيف وقال النووی فی تهذيبه واما مارو عن بعض المتقدين حديث لو عاش ابراهيم لكان نبياً فباطل“

مخالطہ: ۴..... تکملہ مجمع البحار میں خاتم النبیین کے یہ معنی لکھے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور ایسا ہی ملا علی قاری نے موضوعات کبیر کے ص ۵۸، ۵۹ پر تحریر کیا ہے۔

صحیح..... گزشتہ بیانات سے ظاہر ہو چکا ہے کہ نبی اور رسول دونوں تشریحی نبی کہلاتے ہیں۔ اس لئے خاتم النبیین سے نبی اور رسول دونوں کی خاتمیت ثابت ہوتی ہے۔ مگر چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریحی نبی تھے اور ان کی آمد ثانی جو احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے۔ بظاہر خاتمیت کے خلاف تھی۔ اسی لئے مفسرین و دیگر علماء کبار نے اس تعارض کو اٹھاتے ہوئے یہ ظاہر کر دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ پہلے صاحب شریعت نبی تھے۔ مگر نزول کے بعد ان کے لئے کسی قسم کی نئی یا پرانی شریعت نہ ہوگی۔ اس لئے وہ تشریحی نبی بھی نہ ہوں گے اور آیت میں ایسے ہی نبی کے آنے کی نفی کی گئی ہے۔ چونکہ ایک نبی کے نبی ہونے کے لئے لازمی ہے کہ اس کی طرف شریعت خاصہ ان کی ذات خاص کے لئے یا عامہ جو امت اور رسول دونوں کے واسطے ہو بھیجی جائے اور عیسیٰ علیہ السلام کو بحکم تبعیت خاتم الانبیاء کسی قسم کی شریعت نئی یا پرانی نہیں دی جائے گی۔ بلکہ وہ ہر حکم میں شریعت محمدیہ کے تابع اور مطیع ہوں گے۔ اس لئے ان پر نبی تشریحی کا لفظ صادق نہیں آئے گا۔ جو خاتمیت کے منافی ہے۔ بلکہ نبوت سابقہ غیر تشریعی ہوگی اور اس سے ختم نبوت پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور یہی مطلب عائشہ کی اس روایت کا ہے۔ ”قولوا خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ (مجمع بحار الانوار ج ۵ ص ۵۰۲)“ یعنی کسی نبی کا خواہ نیا ہو یا پرانا شریعت لے کر آنا

منع ہے اور اگر پہلا نبی بلا شریعت آئے تو وہ خاتمیت کے مخالف نہیں ہے۔ چنانچہ مجمع البحار پر مرقوم ہے۔ ”عن عائشة قولوا خاتم الانبياء ولا تقولوا لا نبی بعده وهذا ناظر الى نزول عيسى وهذا ايضا لا ينافي جئنا لا نبی بعدی لانه اراد لا نبی ينسخ شرعه (مجمع بحار الانوار ج ۵ ص ۵۰۲)“ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کے مخالف نہیں ہے۔ کیونکہ صاحب شریعت نبی کے آنے کی نفی کی گئی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی شریعت کے ساتھ نہیں آئیں گے اور نہ ان پر امر و نہی کی وحی نازل ہوگی اور یہی مراد ملا علی قاریؒ کی بھی ہے۔ غرض عیسیٰ السلام آمد ثانی کے وقت ہر حکم میں شریعت محمدیہ کی اتباع کریں گے اور کوئی حکم ان کی ذات خاص کے لئے نازل نہ ہوگا اور نہ وحی نبوت ان پر اترے گی۔ اگرچہ ان کا مرتبہ نبیوں جیسا ہوگا۔ مگر وحی نبوت اور شریعت خاصہ نازل نہ ہونے کی وجہ سے وہ شرعی اصطلاح میں نبی نہیں کہلائیں گے۔ جس طرح قیامت کے دن تمام انبیاء اور رسل اسی نام کے ساتھ پکارے جائیں گے۔ لیکن منصب نبوت تبلیغ تشریع اور نزول وحی وغیرہ کچھ نہیں ہوگا نہ کوئی حکم شریعت محمدیہ کے موافق اور یا مخالف ان پر نازل ہوگا۔ کیونکہ ایسا ہونے سے نسخ شریعت لازم آئے گا۔ جو بحکم تبعیت جائز نہیں ہے۔

اسی لئے جلالین اور جامع البیان میں خاتم النبیین کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ”منه بان لا نبی بعده واذا نزل السيد عيسى يحكم بشريعته (تفسير جلالين ص ۳۵۵ زیر آیت ولكن رسول الله وخاتم النبیین)“ و عيسى ينزل بدينه مويداً له اذا نزل السيد کی قید کافائدہ بتاتے ہوئے صاحب جمل لکھتے ہیں کہ: ”واذا نزل السيد عيسى يحكم بشريعته جواب عما يقال كيف قال تعالى وخاتم النبیین وعيسى ينزل بعده وهو نبی (حاشیہ ۱۵، جلالین ص ۳۵۵ زیر آیت ماکان محمد ابداً احد)“ اور نیز اسی میں درج ہے کہ: ”قال الزمخشري فان قلت كيف كان آخر الانبياء وعيسى ينزل في آخر الزمان قلت بمعنى كونه آخر الانبياء انه لا ينبا بعده احد وعيسى ممن نبى قبله وحين ينزل ينزل عاملاً بشريعة محمد ﷺ اه كرخي“ (تفسير كشاف الزمخشري ج ۳ ص ۵۴۴، ۵۴۵)

۲..... ”ولا يقدح نزول عيسى بعده لانه اذا نزل كان على دينه مع ان المراد انه آخر من نبى (بيضاوى ج ۲ ص ۱۹۶)“ غرض ملا علی القاری اور

صاحب فتوحات اور شیخ عبدالوہاب شعرانی وغیرہ جس علماء نے نبوت غیر تشریعہ کے اجراء کا اقرار کیا ہے۔ انہوں نے صاف طور پر یہ ظاہر کر دیا کہ ایسا شخص ہر حکم میں نبی عربی ﷺ کا تابع اور فرمانبردار ہوگا اور اس پر موافق یا مخالف کسی قسم کی وحی نازل نہ ہوگی۔ نبی غیر تشریحی یا تابع نبی کے یہی معنی ہیں۔ اس بات کا کسی جگہ اظہار نہیں کیا کہ کوئی شخص شریعت محمدیہ کی اتباع سے درجہ نبوت حاصل کر سکتا ہے۔ بلکہ ایسا کہنے والے کو کافر کہا ہے: ”ومن ادعی النبوة او جوزا لنفسه او جوزا اکتسابها والبلوغ بصدق القلب الى مرتبتها کا الفلاسفة وغلاة المتصوفة وكذلك من ادعی منهم انهم یوحی الیه وان لم یدع النبوة فهؤلاء کلهم کفار مکذوبون للنبی ﷺ“ (شفاء ج ۲ ص ۲۴۶، ۲۴۷)

۲..... ”ودعوی النبوة بعد ذینا ﷺ کفر بالاجماع“

(شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲)

۳..... ”ولم یفضل ولی قط دھرا نبیا اور سولا فی انتحال قال

الملا علی قاری فی شرحہ عبارة النفسی فی عقائده ولا یبلغ ولی درجة الانبیاء اولی من عبادة الناطم الافادتها لفی المساوات (ایضاً) ”لہذا لا ہوری مرزائی جماعت کا مرزا قادیانی کو مجدد مانتے ہوئے بعض انبیاء سے افضل کہنا موجب کفر ہے۔ چونکہ نبی اس وقت نبی کہلایا جاسکتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی حکم میں شریعت سابقہ کی اطاعت سے بہرہ ور ہو اور براہ راست اس پر خدا کی وحی اترے۔ ایسا نبی قیامت تک کبھی نہیں آ سکتا۔ اس لئے عیسیٰ علیہ السلام بھی جب تشریف لائیں گے تو یہ حیثیت ان میں کلیتہً مفقود ہوگی اور ان پر شریعت محمدیہ کے ہر حکم کی اتباع کرنی لازمی ہوگی۔

مطالبہ: ۱..... مرزا قادیانی نے جو تابع نبی کے معنی گھڑے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ

کی اتباع سے نبوت حاصل کرے۔ اگر مرزائی جماعت نبی غیر تشریحی کے یہ معنی کسی عالم سے ثابت کر دے تو ہم علاوہ انعام کے اجراء نبوت کے قائل ہو جائیں گے۔

مطالبہ: ۲..... اگر نبی تشریحی کے معنی مرزا قادیانی کے خیال میں یہ ہیں کہ وہ صاحب

کتاب نئی شریعت اور نئے احکام خدا کی طرف سے لے کر آیا ہو تو پھر رسول کے کیا معنی ہیں؟ اور اگر رسول، تشریحی نبی ایک ہی ہے تو آنحضرت ﷺ خاتم المرسلین ہوئے۔ خاتم الانبیاء نہ ہوئے باوجود یہ کہ آیت میں خاتم النبیین ہے۔



## باب: بطلالت مرزا قادیانی

### فصل اول معیار نبوت

مراق مرزا

بنائے صاحب نظرے گوھر درد دیا

عیسیٰ نتوان گشت بتصدیق خرے چند

”ام یقولون به جنة بل جاہم بالحق واكثرهم للحق كارهون (المؤمنون: ۷۰)“ کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کو جنون ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ ان کے پاس حق لے کر آئے ہیں۔ جس کے اختیار کرنے کو اکثر لوگ برا جانتے ہیں۔ بل جملہ پر ابطالیہ یا انتقالیہ ہوا کرتا ہے اور دونوں صورتوں میں ما بعد بل کا ماقبل کے مخالف ہوتا ہے۔ اس لئے آیت کا یہ مفاد ہوگا کہ جس پر حق ظاہر ہو وہ کبھی مجنون نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نبوت اور جنون میں منافقا ہے۔ نبوت نعمت الہی ہے جو کمال عقل کو چاہتی ہے اور جنون نعمت اور سزا ہے۔ جو سخافت عقل کی مقتضی ہے اور یہ دونوں باتیں کبھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے قرآن مجید میں پیغمبر خدا ﷺ کی نسبت ارشاد ہوا ہے کہ: ”وما انت بنعمة ربك بمجنون (القلم: ۲)“..... ”وما بصاحبکم من جنة“ (سباء: ۴۶)

تصدیق مرزا بیان

”ایسا ہی خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی خبیث مرض دامن گیر ہو جائے۔ جیسا کہ جذام اور جنون اور اندھا ہونا اور مرگی تو اس سے یہ لوگ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب الہی ہو گیا۔“ (حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑیہ ص ۳۱، خزائن ج ۷ ص ۶۷)

”ملہم کے دماغی قوی کا نہایت مضبوط اور اعلیٰ ہونا بھی ضروری ہے۔“

(ریویو آف ریلیجنز ص ۴، ماہ ستمبر ۱۹۲۹ء)

”انبیاء کا حافظہ نہایت اعلیٰ ہوتا ہے۔“

(ریویو ص ۸، ماہ نومبر ۱۹۲۹ء)

”ملہم کا دماغ بہت اعلیٰ ہوتا ہے۔“

(ریویو ص ۲۶، ماہ جنوری ۱۹۳۰ء)

”جب تک نور قلب نور عقل کسی انسان میں کامل درجہ پر نہ پائے جائیں تب تک وہ نور

”نہیں پاتا۔“ (حاشیہ براہین احمدیہ ص ۱۸۲، خزائن ج ۱ ص ۱۹۸)

اُرجہ کافروں نے انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے ان کو ساحر کا بہن اور مجنون کہا ہے۔ لیکن انبیاء کرام علیہم السلام نے کبھی اپنی زبان مبارک سے اس الزام کا اقرار نہیں کیا۔ وحی ربانی ہمیشہ اس کی تردید کرتی رہی۔ قرآن کریم میں ہے۔ ”وَمَا انتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ (القلعہ: ۶)“ مگر مرزا قادیانی اپنے مراقی ہونے کے خود مقرر ہیں۔ شہادت: ..... ”حضرت اقدس نے فرمایا کہ مجھے مراق کی بیماری ہے۔“

(ریویو ص ۴۵، ماہ اپریل ۱۹۲۵ء)

۲..... ”میری بیماریوں کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیشین گوئی کی تھی۔ جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی۔ تو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑکی اور ایک نیچے کے دھڑکی۔ یعنی مراق اور کشتہ یوں۔“ (ملفوظات ج ۸ ص ۴۴۵)

۳..... ”رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے۔“

(کتاب منظور الہی ص ۳۴۸)

مرزا قادیانی کا دوسرا بیٹا سیرۃ المہدی میں لکھتا ہے کہ: ”مرزا قادیانی کو ہسٹریا کا دورہ بھی پڑتا تھا۔“ (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۳)

مراق مایخو لیا ہے اور مایخو لیا ایک قسم کا جنون ہے۔ جیسا کہ خلیفہ نور الدین قادیانی لکھتا ہے کہ: ”چونکہ مایخو لیا جنون کا ایک شعبہ ہے اور مراق مایخو لیا کی ایک شاخ ہے اور مایخو لیا میں دماغ کو ایذا پہنچتی ہے۔“ (بیاض نور الدین جزء اول ص ۲۱۱، مطبوعہ ستمبر ۱۹۲۸ء)

ایسا مریض اگر لکھا پڑھا ہو تو وہ اکثر نبوت کا دعویٰ کیا کرتا ہے۔ ”اگر مریض دانشمند بودہ باشد دعویٰ پیغمبری و معجزات و کرامات کند سخن از خدائے گوید و خلق را دعوت کند“ (آسیر اعظم ج ۱ ص ۱۸۸)

ایسا ہی (مخزن حکمت ج ۲ ص ۳۵۲) میں ہے اور (بیاض نور الدین حصہ اول کے ص ۲۱۲) پر لکھا ہے کہ: ”مایخو لیا کا کوئی مریض خیال کرتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں۔ کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں۔ کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں۔“

اس کے بعد ہم مہزانی ڈاکٹر شاہ نواز کی ایک شہادت پیش کرتے ہیں۔ جس سے

صاف معلوم ہوگا کہ مانیو لیا کا مریض کبھی ملہم نہیں ہو سکتا: ”ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا مانیو لیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو تیخ و بن سے اکھیڑ دیتی ہے۔“

(ریویو ج ۷ ص ۶، ماہ اگست ۱۹۲۶ء)

اور یہ پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ: ”مرزا قادیانی کو ہسٹریا کا دورہ بھی پڑتا تھا۔“

(سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۳)۔

## اختلافات مرزا

۲..... ”لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً“ (النساء: ۸۲) ”اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف نظر آتا۔ یعنی جس کلام میں تناقض اور اختلاف پایا جائے گا وہ خدا کا کلام کبھی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مرزا قادیانی اس شخص کو جس کے کلام میں تناقض پایا جائے۔ اس کو پاگل اور مجبوط الحواس تک بتا رہے ہیں۔“ ہر ایک کو سوچنا چاہئے کہ اس شخص کی حالت ایک مجبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۱)

”ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔“

(ست بچن ص ۳۱، خزائن ج ۶ ص ۱۴۳)

بموجب مرزا قادیانی کے اس الہام کے ”ما ینطق عن الہوی“ یعنی مرزا قادیانی اپنی خواہش سے نہیں کہتا۔

(تذکرہ ص ۸۷، ۳۹۴)

اور الہام ”اعلموا ان فضل اللہ معی وان روح اللہ ینطق فی نفسی“

(انجام آتھم ص ۱۷۶، خزائن ج ۱۱ ص ۱۷۶)

”یعنی جان لو کہ اللہ کا فضل میرے ساتھ ہے اور اللہ کی روح میرے ساتھ بول

رہی ہے۔“

یہ کہنا پڑے گا کہ مرزا قادیانی جو کچھ فرماتے ہیں وہ درحقیقت خدا تعالیٰ ہی کا کلام ہے۔ مگر مرزا قادیانی کی کتابیں تناقض اور اختلاف سے بھری پڑی ہیں۔ اس لئے وہ کبھی الہامی کتابیں نہیں ہو سکتیں اور نہ ان کا کوئی کلام خدا کا کلام کہا جاسکتا ہے۔ بلکہ اس قسم کے تمام دعوے دروغ بانی یا غلط بیانی پر مبنی ہیں اور ایسے متناقض کلام کہنے والے کے حق میں مرزا قادیانی کا فتویٰ اس کے علاوہ ہے۔ یہاں چند ایسے اختلافات نمونہ ذکر کئے جاتے ہیں۔ جن میں کسی طرح کی

ناویں نہیں ہوسکتی اور ان میں بقول مرزا قادیانی کھلا کھلا تناقض پایا جاتا ہے۔

الف ..... ”میں مسیح موعود ہوں۔“ (حاشیہ تحفہ گولڈ ویس ۱۹۵، خزائن ج ۷ ص ۳۵۳)

ب ..... ”یہ عاجز مسیح موعود نہیں۔“ (ازالہ ص ۱۸۵، خزائن ج ۳ ص ۱۸۹)

۲: الف ..... ”ابن مریم نبی نہ ہوگا۔“ (ازالہ ص ۲۹۲، خزائن ج ۳ ص ۲۴۹)

ب ..... ”کیا مریم کا بیٹا امتی ہو سکتا ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۲۹، خزائن ج ۲ ص ۲۰)

۳: الف ..... ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک سو بیس برس کی عمر ہوئی تھی۔“

(حاشیہ راز حقیقت ص ۲، خزائن ج ۴ ص ۱۵۴)

ب ..... ”آخر سری نگر میں ایک سو پچیس برس کی عمر میں وفات پائی۔“

(تبلیغ رسالت ج ۸ ص ۶۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۲۹)

ج ..... ”تمام یہود و نصاریٰ کے اتفاق سے صلیب کا واقعہ اس وقت پیش آیا تھا

جب کہ حضرت ممدوح کی عمر صرف ۳۳ برس کی تھی۔“ (حاشیہ راز حقیقت ص ۳، خزائن ج ۴ ص ۱۵۵)

”اور احادیث میں آیا ہے کہ اس واقعہ (صلیب) کے بعد عیسیٰ ابن مریم نے ایک سو

بیس برس کی عمر پائی اور پھر فوت ہو کر اپنے خدا کو جا ملا۔“ (تذکرۃ الشہداء ص ۷۷، خزائن ج ۲ ص ۲۹)

۳۳ واقعہ صلیب تک اور ۲۰ برس واقعہ صلیب کے بعد اس لئے کل ۳۳ + ۲۰ = ۵۳

برس کی عمر ہوئی۔

۴: الف ..... ”جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں

محرف مبدل ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں۔ چنانچہ اس واقعہ پر اس زمانہ میں بڑے بڑے محقق

انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے۔“ (چشمہ معرفت ص ۲۵۵، خزائن ج ۲ ص ۲۶۶)

ب ..... ”یہ کہنا کہ وہ کتابیں محرف مبدل ہیں۔ ان کا بیان قابل اعتبار نہیں۔ ایسی

بات وہی کہے گا جو خود قرآن سے بے خبر ہے۔“ (حاشیہ چشمہ معرفت ص ۷۵، خزائن ج ۲ ص ۸۳)

”باد جو دیکر رسول اللہ ﷺ نے بھی توریت و انجیل کے محرف ہونے کی شہادت دی

ہے۔“ (دیکھو مشکوٰۃ ص ۲۸، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

کذبات مرزا

۳ ..... ”انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون بآیات اللہ (النحل: ۱۰۰)“

جھوٹ وہی بولتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے۔

یاد رہے کہ جھوٹ اور نبوت دونوں کبھی جمع نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ بموجب فیصلہ ”لعنة

اللہ علی الکاذبین (آل عمران: ۶۱) ”جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہوتی ہے اور نبوت نعماء الہی میں سے ایک بڑی نعمت ہے۔ اس لئے اگر کسی شخص کے کلام میں ایک فی صدی بھی جھوٹ نکل آیا تو وہ کبھی نبی نہیں ہو سکتا۔

مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ:

۱..... ”نبی کے کلام میں جھوٹ جائز نہیں۔“ (مسح ہندوستان ص ۲۱، خزائن ج ۱۵ ص ۲۱)

۲..... ”جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔“

(حاشیہ ضمیمہ گولڑویہ ص ۱۳، خزائن ج ۱۷ ص ۵۶)

۳..... ”جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔“

(تمتہ حقیقت الوحی ص ۲۶، خزائن ج ۲۲ ص ۴۵۹)

۴..... ”غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور

بدذات آدمیوں کا کام ہے۔“ (آریہ دھرم ص ۱۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۳)

۵..... ”جب ایک بات میں کوئی جھوٹ ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں اس پر

اعتبار نہیں رہتا۔“ (چشمہ معرفت ص ۲۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۱)

۶..... ”یہ عجیب حیرت نما امر ہے کہ بعض طوائف یعنی کنجریاں بھی جو سخت ناپاک فرقہ

دنیا میں ہیں۔ سچی خوابیں دیکھا کرتی ہیں۔“ (حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص ۴۸، خزائن ج ۱۷ ص ۱۶۸)

مگر مرزا قادیانی نے ہر معاملہ میں جھوٹ بولنے کے علاوہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول پر بھی افتراء کرنے اور بہتان باندھنے سے دریغ نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو۔

۱..... ”مجھے معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا

نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔ ورنہ خدا تعالیٰ سے لڑائی لڑنے والے ٹھہریں گے۔“

(اشہار تمام مریدوں کے لئے عام ہدایت ریویوریلینجز قادیان ج ۶ ش ۹، ماہ ستمبر ۱۹۰۷ء ص ۳۶۵)

اس مضمون کی حدیث کوئی نہیں آئی۔ یہ مرزا قادیانی کا رسول اللہ ﷺ پر افتراء اور

بہتان ہے۔

۲..... ”آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ نے

فرمایا کہ آج کی تاریخ سے سو برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آ جائے گی۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۵۲، خزائن ج ۳ ص ۲۲۷)

اصل الفاظ حدیث کے اس طرح آئے ہیں۔ جن کو مرزا قادیانی نے قطع برید کے بعد اپنے مطلب کو موافق گھڑ لیا ہے۔

”عن جابر قال سمعت النبی ﷺ يقول قبل ان يموت بشهر تسالونی عن الساعة وانما علمها عند الله واقسم بالله ما على الارض من نفس منقوسة يأتى عليها مائة سنة وهي حية يومئذ (مشکوٰۃ باب قرب الساعة ص ۴۸۰)“ جابر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وفات سے ایک ماہ پیشتر یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم مجھ سے قیامت کے آنے کا وقت پوچھتے ہو۔ جس کا علم خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ البتہ جو اس وقت زمین پر لوگ آباد ہیں۔ وہ آج کی تاریخ سے زیادہ سے زیادہ سو سال تک زندہ رہیں گے۔ اس میں سو سال تک قیامت کے آجانے کا ذکر کہیں نہیں کیا گیا۔ آنحضرت ﷺ کی طرف ایسی غلط بات کی نسبت کر کے مرزا قادیانی، حدیث: ”من کذب على متعمداً فليتبوأ مقعده من النار“ (مسلم ج ۱ ص ۷ باب تغليظ الكذب على رسول الله ﷺ) کی وعید کے مستحق بن گئے ہیں۔

۳..... ”نسائی نے ابی ہریرہ سے دجال کی صفت میں آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث لکھی ہے يخرج في آخر الزمان دجال يخلتون الدنيا بالدين يلبسون للناس جلود الضان من الدين السنتهم أحلى من العسل وقلوبهم قلوب الذئاب! یعنی آخری زمانہ میں ایک گروہ دجال نکلے گا۔“ (گوٹزویہ ص ۸۶، خزائن ج ۷ ص ۲۳۵) مرزا قادیانی نے اس روایت کے نقل کرنے میں بھی دجل اور خیانت سے کام لیا ہے۔ حدیث میں رجال یختلون بالراء ہے۔ دجال بالدا ل نہیں ہے۔ اگر دجال دال کے ساتھ ہوتا تو یختلون بصیغہ جمع نہ آتا۔ بلکہ مفرد ہوتا۔ یا دجال کی جگہ دجالون بلفظ جمع ذکر کیا جاتا۔ مگر مرزا قادیانی نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ دجال ایک گروہ کا نام ہے اور شخص واحد نہیں ہے۔ دجال کے راء کو دال سے بدل کر دجال نقل کر دیا۔

۴..... ”وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ ہذا خلیفہ اللہ المہدی اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے۔ جو ایسی کتاب میں درج ہے۔ جو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے۔“

(شہادت القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷)

یہ حدیث بخاری میں نہیں ہے۔

۵..... ”مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۳۹۰، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

مرزا قادیانی نے اس تحریر میں مجدد صاحب کے جس مکتوب کا حوالہ دیا ہے اس کی اصل عبارت یہ ہے کہ: ”واذا اکثر هذا القسم من الكلام مع واحد منهم سمی محدثاً“ (مکتوبات جلد ثانی ص ۹۹، ازالہ اوہام ص ۹۱۵، خزائن ج ۳ ص ۶۰۱)

مرزا قادیانی نے اپنی نبوت باطلہ کو ثابت کرنے کے لئے دانستہ بجائے محدث کے نبی رکھ دیا اور لوگوں کو مکتوبات امام ربانی کا نام لے کر دھوکا دینا چاہا۔

۶..... ”ہاں میں وہ نبی ہوں۔ جس کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہوا۔“

(فتاویٰ احمدیہ ج ۱ ص ۵۱)

اور اربعین میں لکھتے ہیں کہ: ”اے عزیزو تم نے وہ وقت پالیا جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا۔ جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے خواہش کی تھی۔“ (اربعین ج ۳ ص ۱۴، خزائن ج ۷ ص ۴۴۲)

مرزا قادیانی کے یہ تمام دعوے دروغ بیفروغ ہیں۔ جن کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

یارسول اللہ ﷺ کے حق میں جو انبیاء سابقین نے پیشین گوئیاں کی تھیں ان کو اپنے اوپر چسپاں کر کے سخت گستاخی کا مرتکب ہوا ہے۔

۷..... ”اور یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔“ (کشتی نوح ص ۵، خزائن ج ۹ ص ۵)

یہ مرزا قادیانی کا قرآن مجید پر افتراء اور بہتان ہے۔ ورنہ قرآن میں کسی جگہ یہ لکھا ہوا نہیں ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔

۸..... ”اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان اور یہ کشف تھا۔“

(ازالہ ص ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۴۰، البشری ج ۱ ص ۱۹ حصہ ۲)

قادیان کا نام قرآن سے دکھاؤ اور انعام حاصل کرو اور اگر یہ کشف جھوٹا تھا تو

ایسے صاحب کشف کو کیا کہنا چاہئے؟ اور اگر تاویل کرنی ہے تو اس طرح ہر ایک جھوٹ کو سچا کیا جاسکتا ہے۔

۹۔۔۔۔۔ ”ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔“

(ایام الصلح ص ۱۶۸، ۱۶۹، خزائن ج ۴ ص ۴۱۶، ۴۱۷)

دجال کا کفر سے تائب ہو کر حج بیت اللہ کرنا اور بمعیت اس کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حج کے لئے مکہ میں داخل ہونا مرزائی صاحبان کسی حدیث سے ثابت کریں اور اپنے جھوٹے نبی کو ”نبی کذاب علی“ الخ کے ماتحت جہنم میں جانے سے بچالیں۔

۱۰۔۔۔۔۔ ”ہم نے صد باطرح کا فتور اور فساد دیکھ کر کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا تھا اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلیل سے صداقت اسلام کو فی الحقیقت آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن دکھلایا گیا۔“

(براہین احمدیہ حصہ دوم ص ۲۹، خزائن ج ۱ ص ۶۲)

”لیکن جہاں تک ہم نے نظر کی ہم کو کوئی کتاب ایسی نہ ملی جو جامع ان تمام دلائل اور براہین کی ہوتی کہ جن کو ہم نے اس کتاب میں جمع کیا ہے اور جن کا شائع کرنا بغرض اثبات حقیقت دین اسلام کے اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے تو ناچار واجب دیکھ کر ہم نے یہ تالیف کی۔“

(براہین احمدیہ حصہ دوم ص ۳۱، خزائن ج ۱ ص ۶۲)

”ہم نے کتاب براہین احمدیہ کو جو تین سو براہین قطعیہ عقلیہ پر مشتمل ہے۔ بغرض اثبات حقانیت قرآن شریف جس سے یہ لوگ بکمال نخوت منہ پھیر رہے ہیں۔ تالیف کیا ہے۔“

(براہین احمدیہ حصہ دوم ص ۳۲، خزائن ج ۱ ص ۶۲، ۶۳)

”اور اس کتاب میں ایسی دھوم دھام سے حقانیت اسلام کا ثبوت دکھلایا گیا ہے۔ جس سے ہمیشہ کے مجادلات کا خاتمہ فتح عظیم کے ساتھ ہو جائے گا۔“

(براہین احمدیہ حصہ دوم ص ۳۵، ۳۴، خزائن ج ۱ ص ۶۹)

”یہ کتاب تین سو محکم اور قوی دلائل حقیقت اسلام اور اصول اسلام پر مشتمل ہے۔“

(براہین احمدیہ ص ۱۳۶، حصہ ۲، خزائن ج ۱ ص ۱۲۹)

”گزارش ضروری اچونکہ کتاب اب تین سو جز تک بڑھ گئی ہے۔ لہذا ان خریداروں کی خدمت میں جنہوں نے اب تک کچھ قیمت نہیں بھیجی یا پوری قیمت نہیں بھیجی۔ التماس ہے کہ اگر کچھ نہیں تو صرف اتنی مہربانی کریں کہ بقیہ قیمت بلا توقف بھیج دیں۔ کیونکہ جس حالت میں اب اصلی



قیمت کتاب کی سو روپیہ ہے اور اس کے عوض دس یا پندرہ روپے قیمت قرار پائی۔“

(مقدمہ براہین احمدیہ، خزائن ج ۱ ص ۱۳۶)

ان تمام عبارتوں میں لوگوں کو یقین دلایا گیا ہے کہ حقیقت اسلام پر تین سو محکم دلائل کا مجموعہ لکھا جا چکا ہے۔ اور کتاب تین سو جز تک پہنچ گئی ہے۔ جس کی اصلی قیمت ضخامت بڑھ جانے کی وجہ سے فی نسخہ سو روپیہ ہیں۔ مگر رعایتی قیمت متوسط الحال سے ۲۵ روپیہ اور غرباء سے دس روپیہ ہوں گے۔ چنانچہ اسی تحریر کے موافق لوگوں سے یہ قیمتیں وصول کی گئیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی اس کتاب میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:

”اس عاجز کو اس تجربہ کا اسی کتاب کے چھپنے کے اثناء میں خوب موقع ملا کہ حالانکہ خوب مشتہر کیا گیا تھا کہ اب باعث بڑھ جانے ضخامت کے اصل قیمت کتاب کی سو روپیہ ہی مناسب ہے کہ ذی قدرت لوگ اس کی رعایت رکھیں۔ کیونکہ غریبوں کو صرف دس روپیہ میں ہی جاتی ہے۔ سو جبر نقصان کا واجبات سے مگر بجز سات آٹھ آدمی کے سب غریبوں میں داخل ہو گئے۔ خوب جبر کیا۔ ہم نے کسی منی آڈر کی تفتیش کی کہ پانچ روپیہ بوجہ قیمت کتاب کس کے آئی ہے۔ یا یہ دس روپیہ کتاب کے مول میں کس نے بھیجی ہے تو اکثر یہی معلوم ہوا کہ فلاں نواب صاحب یا فلاں رئیس اعظم نے۔ ہاں نواب اقبال الدولہ صاحب حیدر آباد نے اور ایک اور رئیس نے ضلع بلند شہر سے جس نے اپنا نام ظاہر کرنے سے منع کیا ہے۔ ایک نسخہ قیمت میں سو روپیہ بھیجا ہے اور ایک عہدہ دار محمد افضل خان نام نے ایک سو دس روپیہ اور نواب صاحب مالیر کوٹلہ نے تین نسخہ کی قیمت تین سو روپیہ بھیجا ہے اور سردار عطر سنگھ صاحب رئیس اعظم لدھیانہ نے کہ جو ایک ہندو رئیس ہیں۔ اپنی عالی ہمتی اور فیاضی کی وجہ سے بطور اعانت پچیس روپیہ بھیجے ہیں۔“

(براہین احمدیہ، خزائن ج ۱ ص ۳۱۹)

اس طرح بہت سارے روپیہ آپ نے بطور اعانت واداد اور پوری قیمت کے وصول کر لیا۔ مگر ۲۳ برس تک خریداروں کو کوئی جواب نہ ملا اور اس عرصہ میں بہت سے خریدار اپنی ملک بھاء ہو گئے۔ جن کی رقم مرزا قادیانی شیر مادر کی طرح پی گئے اور ڈکار بھی نہ لی۔

چنانچہ براہین احمدیہ کے حصہ ۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ”بہت سے لوگ جو اس کتاب کے خریدار تھے۔ اس کتاب کی تکمیل سے پہلے ہی دنیا سے گزر گئے۔“

(براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۲، خزائن ج ۲ ص ۳)

جب خریداروں نے سختی کے ساتھ کتاب کا مطالبہ کیا تو مرزا قادیانی نے ۲۳ برس بعد

پنجم حصہ لکھا اور اس میں خریداروں کی سخت کلامی کا شکوہ ان لفظوں میں کیا۔

”اور اس مدت اور اس قدر زمانہ التواء میں مخالفوں کی طرف سے بھی وہ اعتراض مجھ پر ہوئے کہ جو بدظنی اور بدزبانی کی گند سے حد سے زیادہ آلودہ تھے اور بوجہ امتداد مدت درحقیقت وہ دلوں میں پیدا ہو سکتے تھے۔“

(دیباچہ براہین حصہ ۵ ص ۱، خزائن ج ۲۱ ص ۲)

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ جس شے کی خرید و فروخت ہوئی تھی۔ اگرچہ وہ اتنی مدت بعد ملی۔ مگر وہی چیز بعینہ ملی ہے یا کوئی اور شے دے گئی۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ مرزا قادیانی نے تین سو جز تک کتاب کے مکمل ہونے کا اعلان کیا تھا اور کتاب کی قیمت بھی اس ضخامت کو پیش نظر رکھ کر وصول کی گئی تھی۔ مگر پانچواں جز لکھتے ہوئے کس صفائی سے اپنا پیچھا خریداروں سے چھڑا لیا ہے۔ چنانچہ شروع دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ:

بحمد اللہ کہ آخر ایس کتابم

مکمل شد بفضل آنجنابم

(دیباچہ براہین احمدیہ ص ۱، خزائن ج ۲۱ ص ۲)

یعنی جس کتاب کی خریداری ہوئی تھی۔ وہ پانچویں جز کے لکھنے سے مکمل ہو گئی۔

ص ۵، ۷ پر اس کو وضاحت کے ساتھ اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ: ”میں نے پہلے ارادہ کیا تھا کہ اثبات حقیقت اسلام کے لئے تین سو دلیل براہین احمدیہ میں لکھوں۔ لیکن جب میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ دو قسم کے دلائل ہزار ہا نشانوں کے قائم مقام ہیں۔ پس خدا نے میرے دل کو اس ارادہ سے پھیر دیا۔“

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۵، ۷، خزائن ج ۲۱ ص ۶)

”پہلے پچاس حصہ لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر پچاس سے پانچ پر اکتفاء کیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔“

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۷، خزائن ج ۲۱ ص ۹)

کجا تین سو دلائل والی کتاب کے مکمل ہونے کا اعلان اور اس پر وصولی قیمت اور کجا دو دلیلیں جن میں ایک دلیل مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں تھیں۔ پھر کہاں ۵۰ جز کا اشتہار اور کہاں پانچ جز کی تحریر بلند آہنگی سے کتاب کی تکمیل اور ایفاء عہد کا دعویٰ، اللہ اللہ، این چہ بوالعجبی:

جنون کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنون

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اس صریح جھوٹ کے علاوہ اشتہاری لوگوں کی طرح براہین کے متعلق مندرجہ ذیل اوصاف سننے کا بڑی زور سے اعلان کیا گیا۔

”اول اس بات میں یہ فائدہ ہے کہ یہ کتاب مہمات دینیہ کے تحریر کرنے میں ناقص البیان نہیں۔ بلکہ وہ تمام صداقتیں کہ جن پر اصول علم دین کے مشتمل ہیں اور وہ تمام اخلاق عالیہ کہ جن کی ہیئت اجتماعی کا نام اسلام ہے۔ وہ سب اس میں مکتوب اور مرقوم ہیں۔“

(براہین احمدیہ حصہ ۲، ص ۱۳۶، خزائن ج ۱ ص ۱۲۹)

”دوسرا یہ فائدہ کہ یہ کتاب تین سو محکم اور قوی دلائل حقیقت اسلام اور اصول اسلام پر مشتمل ہے کہ جس کے دیکھنے سے صداقت اس دین متین کی ہر ایک طائب حق پر ظاہر ہوگی۔“

(براہین احمدیہ ص ۱۳۶، خزائن ج ۱ ص ۱۲۹)

”تیسرا یہ فائدہ کہ جتنے ہمارے مخالف ہیں۔ یہودی، مجوسی، عیسائی، آریہ، براہمنو، بت پرست، دھرمیہ، طبیعیہ، اباحتی، اندھب۔ سب کے شبہات اور وساوس کا اس میں جواب ہے، اور جواب بھی ایسا جواب، دروغ گو اس کے گھر تک پہنچا گیا ہے۔“

(مقدمہ براہین احمدیہ ص ۱۳۶، خزائن ج ۱ ص ۱۲۹)

”چوتھا یہ فائدہ جو اس میں بمقابلہ اصول اسلام کے مخالفین کے اصول پر بھی کمال تحقیق اور تدقیق سے عقلی طور پر بحث کی گئی ہے اور تمام وہ اصول اور عقائد ان کے جو صداقت سے خارج ہیں۔ بمقابلہ اصول حق، قرآنی کے ان کی حقیقت باطلہ کو دکھلایا گیا ہے۔“

(براہین احمدیہ ص ۱۳۷، خزائن ج ۱ ص ۱۳۰)

”پانچواں اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے حقائق و معارف کلام ربانی کے معلوم ہو جائیں گے۔“

(براہین احمدیہ ص ۱۳۷، خزائن ج ۱ ص ۱۳۰)

اب براہین احمدیہ موجود ہے اس میں جو چیز نظر آ رہی ہے۔ وہ یہ ہے کہ پہلی جلد میں اشتہار اور دوسری تیسری جلد میں مقدمہ اور اس میں بے مغز باتیں اور تیسری کی پشت پر تین سو جز تک کتاب بڑھ جانے کا اشتہار۔ جس کا اس وقت تک کوئی وجود نہ تھا اور نہ بعد میں ہوا۔ چونکہ جلد میں صرف مقدمہ اور آٹھ تمہیدات ہیں۔ پانچ سو بارہ صفحہ تک مقدمہ اور اس کی تمہیدات چلی گئیں ہیں۔ اس کے بعد باب اول شروع ہوا ہے۔ ابھی دلائل کا آغاز ہی ہوا تھا اور ایک دلیل بھی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ اس کو ختم کر دیا اور تین سو دلائل کا وعدہ کنٹائی میں پڑ گیا۔ یہ اس سلسلہ کا کھلا ہوا جھوٹ ہے۔ نلک عشرۃ کاملۃ!

س ..... حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے؟۔  
 ج ..... تسمیۃ کذبانی حدیث الصحیحین ”لم یکذب ابراہیم الاثلث کذبات نظر ابظاہرہ (کمالین حاشیہ جلالین ص ۳۷۶ زیر آیت فقال انی سقیم)“  
 ”یکون المراد بكونه کذباً خبراً شبيهاً بالكذب (کبیر ص ۱۴۸ ج ۱۳ زیر آیت فقال انی سقیم)“ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین باتیں بظاہر جھوٹ ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ جھوٹ نہیں ہیں۔ کیونکہ انی سقیم بطور تعریض فرمایا ہے کہ ”امسا الکذب فغیر لازم لانہ ذکر قوله انی سقیم علی سبیل التعریض بمعنی ان الانسان لا ینفک فی اکثر احواله من حصول هالة مکروهته اما فی بدنه واما فی قلبه وکل ذالک سقیم“ (کبیر ص ۱۴۸ ج ۱۳ زیر آیت فقال انی سقیم)۔

اس لئے انی سقیم کے یہ معنی ہوئے کہ میں تمہاری صحبت سے تنگ آیا ہوا ہوں۔  
 دوسری بات بل فعلہ کبیر ہم ہذا ہے یہ قول بھی بطور تعریض اور ان کی غلطی پر متنبہ کرنے کے لئے کہا تھا۔ اس لئے اس کے بعد ”فاسئلو ہم ان کانوا ینطقون“ فرمایا تاکہ ان کو بتوں کی بے بسی اور ان کا بجز معلوم ہو جائے۔

”وفیما قبلہ تعریض لہم بان الصنم المعلوم عجزہ عن الفعل لا یکون الہا“ (جلالین الاسراء)

تیسری بات یہ تھی کہ حضرت سارہ کو اپنی بہن فرمایا۔ باوجود یہ کہ وہ ان کی اہلیہ محترمہ تھیں۔ مگر اس میں بھی کوئی جھوٹ نہیں۔ کیونکہ سارہ آپ کی چچا زاد بہن تھی۔ اگر اس رشتہ کی وجہ سے ان کو بہن کہہ دیا گیا تو اس میں کسی قسم کا کذب نہیں ہے۔ ذومعنی لفظ استعمال کر کے ایک معنی کا ارادہ کرنا اور ایک کو چھوڑ دینا کذب نہیں۔ بلکہ تعریض ہے اور تعریض میں کوئی شرعی نقص لازم نہیں آتا۔

## مرزا قادیانی کے مالی معاملات

۳ ..... ”وما استلکم علیہ من اجر ، ان اجری الا علی رب العالمین (الشعراء: ۱۸۰)“ کسی نبی نے بذریعہ تبلیغ دین و اشاعت مذہب اپنی ذات کے لئے لوگوں سے روپیہ جمع نہیں کیا۔ ”وما من نبی دعا قومہ الے اللہ تعالی الا قال لا استلکم علیہ اجرا فانبت اجر علی الدعاء ولكن اختار ان یاخذہ من اللہ تعالی (البیواقیت ج ۲ ص ۲۸)“ مگر مرزا قادیانی نے تبلیغی سلسلہ کو جاری کرتے ہوئے۔ شروع سے

چندہ اور کتابوں کی قیمت ایک ایک کے دس دس کر کے وصول کئے۔

جیسا کہ مرزا قادیانی کی اس تحریر سے ظاہر ہے کہ: ”چونکہ یہ مخالفین پر فتح عظیم اور مومنین کے دل و جان کی مراد تھی۔ اس لئے کہ امراء اسلام کی عالی ہمتی پر بڑا بھروسہ تھا۔ جو وہ ایسی کتاب لا جواب کی بڑی قدر کریں گے اور جو مشکلات اس کی طبع میں پیش آ رہی ہیں ان کے دور کرنے میں بدل و جان متوجہ ہو جائیں گے۔“ (براہین حصہ ۲ ص ۷، خزائن ج ۱ ص ۶۲)

نیز بلا طلب کے اشتہاری اور بازاری لوگوں کی طرح کتابیں روساء کے نام روانہ کر دیں اور جب ان کی طرف سے تسلی بخش جواب نہ ملا تو کتابوں کی قیمت یا ان کی واپسی کی بڑی لجاجت سے درخواست کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: ”ہم نے پہلا حصہ جو چھپ چکا تھا اس میں قریب ایک سو پچاس جلد کے بڑے بڑے امیروں اور دولت مندوں اور رئیسوں کی خدمت میں بھیجی تھی اور یہ امید کی گئی تھی کہ جو امراء عالی قدر خریداری کتاب کی منظوری فرما کر قیمت کتاب جو ایک ادنیٰ رقم ہے۔ بطور پیشگی بھیج دیں گے..... اور بہ انکساری تمام حقیقت حال سے مطلع کیا۔ مگر باستثناء دو تین عالی ہمتوں کے سب کی طرف سے خاموشی رہی..... اگر خدا نخواستہ کتابیں بھی واپس نہ ملیں تو سخت دقت پیش آئے گی اور بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا۔..... ہم بکمال غربت عرض کرتے ہیں کہ قیمت پیشگی کتابوں کا بھیجنا منظور نہیں تو کتابوں کو بذریعہ ڈاک واپس بھیج دیں۔ ہم اسی کو عطیہ عظمیٰ سمجھیں گے اور احسان عظیم خیال کریں گے۔“ (براہین حصہ ۲ ص ۷، خزائن ج ۱ ص ۶۳)

”کبھی عیسائیوں کی کوششوں کا ذکر کر کے چندہ کے لئے اکسایا۔“

(براہین احمدیہ حصہ ۲، خزائن ج ۱ ص ۶۰)

”اور کبھی اپنی غربت اور افلاس کو سامنے رکھا اور کہیں امداد باہمی اور اسلامی ہمدردی کا گیت گایا۔“ (دیکھو اشتہار عرض ضروری بحالت مجبوری، براہین احمدیہ ج ۱ ص ۳۶، خزائن ج ۱ ص ۵۹)

آخر کار اس جدوجہد کا نتیجہ ایک دن حسب دلخواہ با مراد نکل آیا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”یہ مالی امداد اب تک پچاس ہزار روپیہ سے زیادہ آ چکی ہے۔ بلکہ میں یقین کرتا ہوں کہ ایک لاکھ کے قریب پہنچ گئی ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے ڈاکخانہ جات کے رجسٹر کافی ہیں۔“ (براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۵۷، خزائن ج ۲ ص ۷۴)

”جو کچھ میری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا۔ میں ایک غریب تھا۔ مجھے بے انتہا یاد دنیا کی

نعمتوں سے کوئی بھی نہیں رہی۔ جو اس نے مجھ کو اپنی عنایات سے نہ دی۔“

(براہین احمدیہ حصہ ۵، ص ۱۰، خزائن ج ۲ ص ۱۹)

”اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار بھی آئیں گے..... اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۲۱۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۱)

مرزا قادیانی نے ایک معمولی کتاب کو جو پانچ روپیہ سے زیادہ حیثیت کی نہ تھی۔ بڑی ضخامت میں پیش کر کے جس گندم نمائی اور جو فروشی کا ثبوت دیا ہے۔ اس کی نظیر ایک معمولی درجہ کے دیندار آدمی میں بھی نظر نہ آئے گی اور جو رقم اشاعت اسلام کے نام سے بطور چندہ وصول کی گئی۔ اس کو بتمامہ دین کے کاموں میں صرف نہ کیا۔ بلکہ بہت سا روپیہ اپنی ضرورتوں میں لگایا۔ جائیدادیں خریدیں اور غریب سے رکیں اور دولت مند بن گئے۔ ورنہ وہی مرزا قادیانی اس وقت بھی تھے جب کہ سیالکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپیہ کے کلرک تھے اور گزارہ مشکل سے ہوتا تھا۔ مطالبہ کیا انبیاء سابقین میں سے ایسی کوئی مثال پیش کی جاسکتی ہے۔ جنہوں نے مذہب کی آڑ میں دنیا کمائی ہو یا مسلمانوں کے بیت المال کے روپیہ کو اپنی ضرورتوں میں خرچ کیا ہو۔

### مرزا قادیانی اور دیانت

۵..... ”ان الله لا يحب الخائنين“ (انفال: ۵۸)

نبوت اور رسالت خدا تعالیٰ کی رضا مندی کی نشانی ہے اور خیانت خواہ کسی قسم کی ہونفاق کی علامت ہے۔ اس لئے نبوت اور خیانت کسی جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ قرآن مجید میں ہے کہ: ”وَمَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَغْل“ (آل عمران: ۱۶۱)

”والمعنى وما صح له ذلك، يعنى ان النبوة تنافى الغلول (مدارك: ۱۹۹)“ جامع البیان میں ہے کہ: ”ای ينسب اے خیانت“ مگر مرزا قادیانی میں خیانت جیسا قبیح فعل نہ صرف چندہ وغیرہ کے معاملہ میں پایا جاتا ہے۔ بلکہ نقل مذہب میں بھی خیانت سے کام لیا گیا ہے۔ چنانچہ تحفہ گوڑویہ میں لکھتے ہیں کہ: ”یعنی وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں واپس لاتے ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ بدستور اپنی نبوت کے ساتھ دنیا میں آئیں گے اور برابر ۴۵ برس تک ان پر جبرائیل علیہ السلام وحی نبوت لے کر نازل ہوتا رہے گا۔“ (تحفہ گوڑویہ ص ۱۵، خزائن ج ۷ ص ۱۷۴)

مرزا قادیانی نے مسلمانوں کے اس عقیدہ کو نقل کرنے میں خیانت کی ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ اس بارے میں صرف اس قدر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ نزول کے بعد بھی نبی رہیں گے۔ لیکن وحی نبوت ان پر نازل نہ ہوگی اور وہ شریعت محمدیہ پر عمل کریں گے۔ جس کا علم ان کو

بالہام الہی ہوتا رہے گا۔ جیسا کہ شیخ عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ: ”ار عیسیٰ علیہ السلام وان کان بعدہ واولی العزم وخواص الرسل فقد زال حکمہ فی هذا المقام بحکم الزمان علیہ الذی ہو بغیرہ فیرسل ولیا ذاندوة مطلقة وملہم بشرع محمد ﷺ ویفہنہ علی وحہہ کالاولیاء المحمدیین“ (یواقیت ج ۲ ص ۸۹)

شیخ عبدالحق مدارج میں لکھتے ہیں کہ: ”ولہذا عیسیٰ علیہ السلام در آخر زمان بر شریعت وی بیاید و حال آنکہ وی نبی کریم ست و باقیست بر نبوت خود نقصان نشدہ است از وی چیزے“ (مدارج ج ۱ ص ۹۳)

اور یہی مطلب حج انکرامہ والے کا ہے۔ یعنی ان کا مرتبہ نبیوں جیسا ہوگا۔ مگر معاملہ نبیوں کی طرح نہیں ہوا۔ اسی لئے نہ ان پر وحی نبوت نازل ہوگی اور نہ ان کو عمل کرنے کے لئے کوئی خاص شریعت دی جائے گی اور ابن عباسؓ امام مالکؒ وغیرہ اور دیگر مفسرین اور محدثین کی طرف جو غلط عقیدے منسوب کئے ہیں۔ جن کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ منجملہ خیانات کے چند خیانتیں ہیں۔ براہین احمدیہ کے اشاعت کے زمانہ میں جس گندم نمائی اور جو فروشی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس کی کسی قدر تفصیل پہلے معلوم ہو چکی۔ پھر ان خریداروں کا روپیہ جو پانچویں حصہ کے لکھنے سے پہلے ہی مرچکے تھے۔ وہ ہمدانیت مرزا قادیانی کی تحویل میں تھا۔ لیکن مرزا قادیانی نے اس رقم کو ان کے وارثوں کی طرف واپس نہیں کیا اور امانت کو صاف ہضم کر گئے۔ نیز مسلمانوں کو مذہبی تبلیغ کا دھوکا دیا گیا اور اشاعت مذہب کا نام لے کر ان سے روپیہ وصول کیا گیا۔ مگر کام اس پردہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا ہوتا رہا۔ چنانچہ ”قابل توجہ گورنمنٹ ہند“ کے عنوان سے ایک چٹھی انجام آتھم میں درج کی ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ: ”واشعنا الکتاب فی حماية اغراض الدولة الی بلاد الشام والروم وغیرہا من الدیار البعيدة وهذا امر لن تجد الدولة نظیرہا فی غیرہا من المخلصین“ (ص ۲۸۳، خزائن ج ۱ ص ۲۸۳)

”دولت برطانیہ کے اغراض و مقاصد کی حمایت میں ہم نے بہت سی کتابیں لکھ کر شام اور روم اور دیگر بلاد بعیدہ میں شائع کی ہیں۔ یہ ایک ایسا امر ہے۔ جس کی نظیر حکومت برطانیہ کو ہماری مخلص جماعت کے سوا غیر میں نظر نہیں آسکتی۔“

۲۔ ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکھٹی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔“

میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب میں مصر، شام، کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔“ (تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵، ۱۵۶)

مطالبہ: اشاعت مذہب کاروپہ کس شرعی حکم سے اس گناہ عظیم میں لگایا گیا کیا اس نام سے چندہ کی کوئی مدد کی جاسکتی ہے۔

مرزا قادیانی اور اغیار کی غلامی

۶..... ”ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذكرنا واتبع هواه وکان امره فرطاً (کھف: ۲۸)“ کبھی کسی نبی نے کفاروں کی غلامی اختیار نہیں کی۔ بلکہ جب تک عزت کی زندگی حاصل نہ ہوئی وہ ہمیشہ ان کی مخالفت کرتے اور ان سے لڑتے رہے ہیں۔

لیکن مرزا قادیانی جس حکومت برطانیہ کو دجال کہتے ہیں۔ اس کی غلامی پر فخر کرتے جاتے ہیں اور اس کو نعماء الہی میں سے ایک نعمت سمجھتے ہیں۔

۱..... ”بنظر ان احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے اس کی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عامہ خلایق پر وارد ہیں۔ سلطنت مدوحہ کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور نعماء الہی کے اس کو شکریہ بھی ادا کریں۔ لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گزار ہوں گے۔ اگر وہ اس سلطنت کو جو ان کے حق میں ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ نعمت عظمیٰ یقین نہ کریں۔“ (براہین احمدیہ، خزائن ج ۱ ص ۱۳۰)

۲..... ”الم يفكر اننا ذرية آباء انفذوا اعمارهم في خدمات هذه الدولة! کیا گورنمنٹ اتنا غور نہیں کرتی کہ ہم انہی بزرگوں کی اولاد ہیں۔ جنہوں نے اپنی عمریں حکومت برطانیہ کی خدمت میں صرف کر دیں۔“ (انجام آتھم ص ۲۸۳، خزائن ج ۱ ص ۱۱۷)

”خدا تعالیٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی جیسا کہ گورنمنٹ برطانیہ ہے۔ سچی اطاعت کی جائے اور سچی شکر گزاری کی جائے۔ سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں۔ چنانچہ میں نے اسی مسئلہ پر عمل درآمد کرانے کے لئے بہت سی کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں تالیف کیں اور ان میں تفصیل سے لکھا کہ کیونکر مسلمانان برٹش انڈیا اس گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور کیوں کرا زادگی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک بجالاتے ہیں۔ پھر اس مبارک اور



امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔ یہ کتابیں ہزار ہا روپیہ کے خرچ سے طبع کرائی گئیں اور پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں اور میں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزار ہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے۔ بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے۔ وہ ایک ایسی سچی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے۔ جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔“

(تحفہ قیصریہ ص ۱۲، ۱۱، خزائن ج ۲ ص ۲۶۳، ۲۶۴)

۴..... ”ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں۔“  
(ازالہ ادہام ص ۱۳۲، خزائن ج ۳ ص ۱۶۶)

مطالبہ: حدیث میں آنے والے مسیح کو قاتل دجال فرمایا گیا ہے۔ مگر مرزا قادیانی اس کی حمایت میں جس کو دجال اور یاجوج ماجوج کہتے ہیں۔ اپنی عمر کا بیشتر حصہ صرف کرتے نظر آ رہے ہیں۔ تو کیا ایسے حامی دجال مسیح کی حمایت میں کوئی حدیث یا آیت قرآنیہ پیش کی جاسکے گی۔

۵..... حضرت یوسف و یعقوب علیہ السلام ایک کافر کی حکومت میں مصر جا کر آباد ہوئے اور یوسف علیہ السلام نے بحیثیت ملازم حکومت کا کام کیا۔

ج..... یوسف علیہ السلام کی زندگی مصر میں غلامانہ زندگی نہیں تھی۔ وہ مصر کے حل و عقد کے مالک اور باختیار حکمران تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ”وَكذلك مَكنا لِيُوسفَ فِي الارضِ يَتَّبِؤا منها حيث يشاء (يوسف: ۵۶)“ ہم نے یوسف کو مصر میں ایسی قوت اور طاقت عطا فرمائی کہ وہ جہاں چاہتا رہتا اور ٹھہرتا تھا۔

۲..... مصر کا بادشاہ یوسف علیہ السلام کے دست حق پرست پر اسلام لے آیا تھا۔  
”واقام العدل بمصر وأجلة الرجال والنساء واسلم على يده الملك وكثير من الناس“ (تفسیر کبیر ص ۱۶۲ ج ۹ زیر آیت وكذلك مَكنا لِيُوسفَ فِي الارضِ يَتَّبِؤا منها حيث يشاء (يوسف: ۵۶)“ ہم نے یوسف کو مصر میں ایسی قوت اور طاقت عطا فرمائی کہ وہ جہاں چاہتا رہتا اور ٹھہرتا تھا۔  
(بیضاوی ص ۴۱۴)

مرزا قادیانی اور اعمال صالحہ

۷..... ”وَكلا جعلنا صالحين او جعلناهم آئمة يهدون بامرنا واوحينا اليهم فعل الخيرات واقام الصلوة وايتاء الزكوة (الانباء: ۷۳)“ ہم

نے ہر ایک نبی کو صالح اور نیک عمل بنایا اور ان کو پیشوا کیا کہ جو ہمارے حکم سے اوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور ان کی طرف نیکیوں کے کرنے، نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے کی وحی کی۔ یعنی نبی کے لئے متقی پرہیزگار ہونا شرط اول ہے۔ وہ ہمیشہ لوگوں کو نیک کام کے کرنے زکوٰۃ اور نماز کے ادا کرنے کی طرف بلا رہے ہیں۔

مگر مرزا قادیانی کی تالیفات میں بقول مرزا قادیانی پچاس الماریاں بھری جاسکتی ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی نماز روزہ کی تلقین اعمال حسنہ کی طرف ترغیب و تحریم مطلقاً نہیں پائی جاتی اور ذاتی تقویٰ اور پرہیزگاری کا یہ حال ہے کہ جب آپ مسلمانوں کا حسن ظن حاصل کر رہے تھے اور دعویٰ مہدیت مسیحیت وغیرہ کچھ نہیں کیا تھا اور براہین کے اشتہار بازی سے بہت سارے روپیہ بھی جمع کر چکے تھے۔ اس وقت باجود امن طریق کے اور دس ہزار روپیہ کی مالیت رکھنے کے حج کے لئے نہ گئے۔ چنانچہ اس اشتہار میں جو جمیع ارباب مذہب کے مقابلہ میں دس ہزار روپیہ انعام دینے کے وعدہ کا اعلان کرنے کے لئے شائع کیا تھا۔ لکھتے ہیں کہ: ”میں مشتہر ایسے مجیب کو بلا عذرے و حیلے اپنی جائیداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبضہ و دخل دیدوں گا۔“ (براہین احمدیہ ص ۲۵، ۲۶، خزائن ج ۱ ص ۲۸)

### کذب بیانی، وعدہ خلافی، تلبیس اور دھوکا دہی

خیانت چندہ کا ناجائز مصرف، حرص، طمع دنیوی، نصاریٰ کی جاسوسیت وغیرہ نقائص شرعی اس کے علاوہ ہے۔ اگرچہ ان کی مثالیں پہلے گزر چکی ہیں۔ مگر مزید بصیرت کے لئے ایک دو حوالے اور نقل کئے جاتے ہیں۔

”پہلے یہ کتاب (براہین) صرف تیس پینتیس جز تک تالیف ہوئی تھی اور پھر سو جز و تک بڑھا دی گئی اور دس روپیہ عام مسلمانوں کے لئے اور پچیس روپیہ دوسری قوموں اور خواص کے لئے مقرر ہوئی۔ مگر اب یہ کتاب بوجہ جمیع ضروریات تحقیق و تدقیق اور اتمام حجت کے تین سو جزء تک پہنچ گئی۔“ (اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص ۲۴، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۳۲، ۳۳)

اس مثال میں سوائے خدمت نصاریٰ کے مذکورہ بالا تمام برائیاں موجود ہیں۔ اس کے بعد نصاریٰ کی خدمت گزاری کے شوق میں شریعت کی قطع برید ملاحظہ ہو۔

”شریعت اسلام کا یہ واضح مسئلہ ہے۔ جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جس کے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہوں اور جس کے عطیات سے مومنوں منت اور مرہون احسان ہوں اور جس کی

مبارک سلطنت حقیقت میں نیکی ہدایت پھیلانے کے لئے کامل مددگار ہو۔ قطعی حرام ہے۔“

(براہین احمدیہ ص ۲ حصہ ۲، خزائن ج ۱ ص ۱۳۹)

مطالبہ: سوائے معاہدہ کے شریعت اسلامیہ کا اس بارے میں وہ واضح اور مقتضی علیہ مسئلہ ہم بھی دیکھنا چاہتے ہیں اور اگر یہ بات ثابت نہ کی جاسکے تو پھر اس کو اتفاقی اور کھلا ہوا مسئلہ بتانا دھوکا دہی نہیں ہے تو کیا ہے؟ اور اگر یہ ایسا متفقہ اور کھلا ہوا شرعی مسئلہ تھا تو جہاد سے روکنے کی تحریک کو اپنی کوشش کا نتیجہ کیوں کہا جاتا ہے۔ پھر اگر برطانیہ سے معاہدہ تھا تو وہ ہندوستان کے مسلمانوں کا تھا۔ اس کی پابندی عرب روم و شام کا بل وغیرہ کے رہنے والے مسلمانوں پر نہیں تھی۔ مرزا قادیانی نے جو عمر کا بہت سا حصہ بلاد اسلامیہ میں اعتناع جہاد کی بحث اور اغراض برطانیہ کی حمایت میں کتابیں بھیجنے پر صرف کر دیا۔ وہ کس شرعی حکم کے ماتحت تھا۔ پھر لڑکے کو عاق کرنا چاہا۔ باوجود یہ کہ عاق کرنے والے پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔

(ابن ماجہ ص ۲۹۴ باب الاوصیت للوارث)

## مرزا قادیانی اور انبیاء سابقین

۸..... ”وقضینا علی اثارہم بعیسی ابن مریم مصداقاً لما بین

یدیہ (مائدہ: ۴۶)“ ہر ایک نبی پہلے انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کی تصدیق اور توثیق کرتا چلا آیا ہے۔ خصوصاً عقائد کے بارے میں تمام نبیوں کی ایک ہی تعلیم رہی ہے۔ قرآن کریم کی نسبت بھی

یہی فرمایا گیا: ”مصدقاً لما بین یدیہ من التوراة والانجیل“ (صف: ۶)

۲..... ”وانہ لفی زبر الاولین“ (شعراء: ۱۹۶)

”معناہ لفی الکتب المقدمہ“ (بیضاوی: ۱۳۳)

حدیث میں ہے کہ: ”نحن معشر الانبیاء اخوة العلات امانتہم شتی

ودینہم واحد“ (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰ باب واذکر فی الکتاب مریم)

یعنی اصول دین تمام انبیاء علیہم السلام کے درمیان مشترک ہیں۔ صرف عبادت کے طریقے بد۔ لے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی جب دوبارہ دنیا میں نازل ہوں گے۔ تو وہ ہر ایک بات میں نبی عربی ﷺ کی تصدیق کریں گے اور ان کی تحقیق سے ایک انچ باہر نہ ہوں گے۔ چنانچہ (کنز العمال ج ۱۴ ص ۳۲۱ حدیث نمبر ۳۸۸۰۸) میں ہے کہ: ”ینزل عیسیٰ بن مریم

مصدقاً لما لمحمد علی ملکہ“

مگر مرزا قادیانی کو انبیاء علیہم السلام کے عقائد سے سخت اختلاف ہے۔ بلکہ وہ اس

بارے میں نبی عربی ﷺ کی تحقیق کی بھی پرواہ نہیں کرتا اور اس کی تکذیب کرتا جاتا ہے۔

چنانچہ دجال کے ایک شخص واحد ہونے اور یک چشم اور اعور ہونے پر تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے شہادت دی ہے اور حضور ﷺ نے اس پر یہ تحقیق مزید اضافہ فرمادی کہ اس کی پیشانی پر ک، ف، ر، لکھی ہوئی ہوگی۔ جیسا کہ بخاری اور مسلم کی اس روایت سے ظاہر ہے۔

”عن انس قال قال رسول الله ﷺ ما من نبی الا وقد انذرا متہ

اعور الکذب الا انه اعور وان ربکم لیس باعور مکتوب بین عینیه ک، ف، ر“

(بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۶ باب ذکر الدجال، مسلم ج ۲ ص ۴۰۰، باب ذکر الدجال)

مرزا قادیانی نے بھی ازالہ وہام میں اس حدیث کی تصدیق اس طرح کی ہے۔ حضرت

نوح سے لے کر ہمارے سید و مولیٰ خاست الانبیاء ﷺ کے عہد تک اس مسیح دجال کی خبر موجود ہے۔ مرزا قادیانی نے اس کی تعین شخصی سے جو انبیاء علیہم السلام کے درمیان متفق علیہ چیز تھی۔

انکار کر دیا۔ خواہ وہ کسی تاویل کے ماتحت ہو۔ لیکن تمام نبیوں کا اس کا ظاہر پر اتارنا اور اس میں کسی قسم کی تاویل نہ کرنا نہ صرف مرزا قادیانی کی تاویل کی تردید کرتا ہے۔ بلکہ کھلم کھلا مرزا قادیانی کی بطلان پر مہر تصدیق ثبت کرنا ہے۔ لہذا مرزا قادیانی کا دجال کی شخصیت سے انکار کرتے ہوئے یہ لکھنا سراسر لغو ہے کہ: ”میرا یہ مذہب ہے کہ اس زمانہ کے پادریوں کی مانند کوئی اب تک دجال پیدا نہیں ہوا اور نہ قیامت تک پیدا ہوگا۔“ (ازالہ ص ۲۸۸، خزائن ج ۳ ص ۳۶۲)

”اور بپایہ ثبوت پہنچ گیا کہ مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی یہی پادریوں کا گروہ

ہے جو ٹڈی کی طرح تمام دنیا میں پھیل گیا ہے۔“ (ازالہ ج ۲ ص ۴۹۵، ۴۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۶۶)

پھر یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ کو دجال کی حقیقت کا صحیح علم نہ تھا۔ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرنے کے علاوہ اس امر کی کھلی ہوئی شہادت ہے کہ مرزا قادیانی کے خیال میں ان کی اپنی تحقیق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تحقیق سے جدا اور اس کے مخالف ہے اور مخالفت ہی مرزا قادیانی کے باطل ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کا ملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موہو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یا جوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الہی نے اطلاع دی ہو اور نہ وابۃ الارض کی ماہیت کما ہی ہی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریبہ اور صور متشابہ اور امور متشاکلہ کے طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی

تفہیم بذریعہ انسانی قوی کے ممکن ہے۔ اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔“

(ازالہ کلاں ص ۶۹۲، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳)

س..... اگر دجال کی شخصیت کا مسئلہ متفق علیہ ہوتا تو آنحضرت ﷺ ابن صیاد کے دجال ہونے میں کبھی تردد کا اظہار نہ فرماتے۔

ج..... حضور ﷺ کو دجال کے شخص واحد اور جل من الرجال ہونے میں تردد نہیں تھا۔ تردد اس بارے میں تھا کہ دجال ہونے والا شخص ابن صیاد ہے یا کوئی اور شخص ہے؟۔ انبیاء علیہم السلام کا اتفاق یقین شخصی میں ہے۔ تعین ذاتی میں نہیں این ہذا من ذاک اسی طرح یا جوج ماجود ج، خرد دجال، دابۃ الارض وغیرہ مسائل میں رسول اللہ ﷺ کے بیان کی تصدیق نہ کرنا اور اس کے خلاف اپنی رائے پیش کرنا۔ آیت مذکورہ بالا کی رو سے بطالت کی نشانی ہے۔ مرزا قادیانی نے ملائکہ کی حقیقت اور ان کے نزول جسمانی نزول وحی سے مراد اور معجزہ کی حقیقت وغیرہ میں بھی نبی کریم ﷺ کی تحقیق کی مخالفت کی ہے اور بجائے تصدیق کے ان کی تکذیب کر کے اپنا جھوٹا ہونا ثابت کر دیا ہے۔ کیونکہ سچے کی مخالفت کرنے والا جھوٹا ہی ہوا کرتا ہے۔ سچا کبھی نہیں ہوتا۔ انشاء اللہ ان تمام چیزوں کی تحقیق ایمان مرزا کی بحث میں مفصل طور پر مذکور ہوگی۔ واللہ أعلم!

مرزا قادیانی اور بہادری

۹..... ”الذین یبلغون رسالت اللہ ویخشونه ولا یخشون احداً الا اللہ (احزاب: ۳۹)“ کبھی کوئی رسول یا نبی اظہار حق کے لئے کسی انسانی طاقت سے نہیں ڈرے۔ مرزا قادیانی تمام عمر حکومت کے خوف سے اس کی رضا جوئی کے متلاشی رہے اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے مقدمہ میں قید و بند کے ڈر سے بعض الہامات کے ظاہر نہ کرنے کا عدالت کے روبرو عہد کیا۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس اقرار نامہ کے چند دفعات الہامات مرزا کے ص ۸۴ پر نقل کئے ہیں۔ جن میں سے یہ بھی ہیں۔

..... میں (مرزا قادیانی) ایسی پیشین گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا۔ جس کے یہ معنے ہوں یا ایسے معنے خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الہی ہوگا۔

۲..... میں خدا کے پاس ایسی اپیل کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الہی ہے۔ یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

۳..... میں کسی چیز کو الہام جتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا۔ جس کا یہ منشاء ہو یا جو ایسا منشاء رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص ذلت اٹھائے گا یا مور و عتاب الہی ہوگا۔  
(الہامات مرزا ص ۸۴)

گورنمنٹ کے خوف سے لکھتے ہیں کہ: ”ہر ایک ایسی پیش گوئی سے اجتناب ہوگا۔ جو امن عامہ اور اغراض گورنمنٹ کے مخالف ہو۔“ (حاشیہ اربعین نمبر ص ۱، خزائن ج ۷ ص ۳۳۳)

مال و دولت اور نبوت

۱۰..... ”الذین اتخذوا دینهم لعبا ولہوا وغرتهم الحیوۃ الدنیا (انعام: ۷۰)“ اس آیت میں کافروں کی دو نشانیاں بیان کی گئیں ہیں۔

۱..... لہو و لعب کھیل اور تماشہ کو انہوں نے دین کا جز بنا لیا ہے۔

۲..... انہماک دنیوی نے ان کو غافل کر رکھا ہے کہ دن رات دنیا ہی کو حاصل کرنے کا فکر ہے اسی کے عیش و آرام پر فخر کرتے اور خوشیاں مناتے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ مرزا قادیانی بھی دنیا داروں کی طرح دنیوی شہرت کو پسند کرتے اور مال و دولت کے جمع ہونے پر فخر کرتے ہوئے اس کو اپنی بڑی کامیابی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: ”جو میری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا۔ میں ایک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا۔“ (براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۱۰، خزائن ج ۲۱ ص ۱۹)

واقعی خدا تعالیٰ کسی کی محنت رائیگاں نہیں کرتا۔ مرزا قادیانی کو دنیا کی دولت ہی جمع کرنی مقصود تھی سو ہو گئی۔ ایک جگہ اپنی شہرت پر فخر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ”اس زمانہ میں ذرا سوچو کہ میں کیا چیز تھا۔ جس زمانہ میں براہین احمدیہ کا دیا تھا اشتہار۔ پھر ذرا سوچو کہ اب چرچا میرا کیسا ہوا۔ کس طرح سرعت سے شہرت ہو گئی۔ درہر دیا را!“ (براہین احمدیہ ص ۱۱۲ حصہ ۵، خزائن ج ۲۱ ص ۱۴۲)

یہ تو مرزا قادیانی کا حال ہے۔ مگر رسول خدا ﷺ اس کے مقابلہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: ”اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فمالامثل (کنز العمال ج ۳ ص ۳۲۷ حدیث ۶۷۸۳)“ انبیاء علیہم السلام پر دنیا کی مصیبتیں عام ہوتی ہیں اور امت میں سے جو شخص عمل میں ان کے قریب ہوتا ہے۔ اسی قدر مصیبتوں کا اس پر هجوم ہوتا ہے۔ سچ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی فقیرانہ زندگی ہی اس امر کا قطعی فیصلہ ہے اور قاروان و فرعون کی وراثت پر فخر کرنا فرعون صفت لوگوں ہی کا کام ہے۔

س..... حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام بڑی سلطنت کے مالک تھے؟۔

ج..... اول تو ان بزرگوں نے کبھی مال و دولت پر فخر یہ کلمات نہیں فرمائے

دوسرے وہ بیت المال سے ایک کوڑی بھی اپنے اوپر خرچ نہیں کرتے تھے۔ وہ علمائے کرام زرہ بنا کر بیچتے اور اس سے گزارہ کرتے تھے۔ جیسا کہ علمناہ صنعة لبوس سے ظاہر ہے اور یہی حال سلیمان علیہ السلام کا تھا۔ ٹوکریاں اپنے ہاتھ سے بنتے اور ان کو بازار میں بیچ کر اپنی ضروریات پوری کرتے تھے۔ مرزا کی طرح جھوٹ بیچ کا مال جمع نہیں کرتے تھے۔ ان کے نزدیک دنیا کے مال کی پرکاشہ کے برابر بھی قدر نہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ گھوڑوں کے مشغولیت کے سبب نماز عصر کے قضا ہو جانے کی وجہ سے ان کو ذبح کر دیا اور ملکہ سباء کے ہدایا کو حقارت سے رد کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ: ”قال اتمدوننی بمال ، فما آتنی اللہ خیر مما آتکم ، بل انتم بهدیتکم تفرحون“ (نمل: ۳۶)

چنانچہ صاحب جمل اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: ”ای انکم اهل مفاخرة ومکاثرة بالدنیا تفرحون باهداء بعضکم الی بعض واما انا فلا افرح بالدنیا ولیست الدنیا من حاجتی“ (جمل حاشیہ نمبر ۱۲ ج ۱ ص ۳۲۰)

مگر مرزا قادیانی ہیں کہ تین سو دلائل والی کتاب لکھنے کا اعلان کر کے حسب وعدہ خریداروں کے پاس نہیں پہنچاتے اور جب خریدار تنگ آ کر اپنی قیمت واپس کراتے ہیں تو بادل ناخواستہ واپس کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ مگر تمنا اور آرزو یہی رہتی ہے کہ یہ آئی ہوئی رقم واپس نہ ہوتی تو بہت اچھا ہوتا۔ چنانچہ اس حسرت بھری تمنا کو ان لفظوں میں ظاہر فرمایا ہے کہ: ”پس جن لوگوں نے قیمتیں دی تھیں۔ اکثر نے گالیاں بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لی۔ اگر وہ اپنی جلد بازی سے ایسا نہ کرتے تو ان کے لئے اچھا ہوتا۔“ (دیباچہ براہین ج ۵ ص ۸، خزائن ج ۲۱ ص ۵)

کوئی ان سے پوچھے کہ اگر وہ قیمت واپس نہ کرتے تو کیا کرتے۔ کیا ان کو وہ کتاب مل جاتی جس کا معاملہ طرفین میں ہوا تھا۔ جب اس کتاب کا وجود ہی نہ تھا تو مرزا قادیانی کس وجہ شرعی سے یہ روپیہ دانا چاہتے تھے۔

س..... ”جو لوگ کسی مکر سے دنیا کمانا چاہتے ہیں کیا ان کا یہی اصول ہوا کرتا ہے کہ بیکبارگی ساری دنیا کی عداوت کرنے کا جوش دلاویں اور اپنی جان کو ہر وقت فکر میں ڈالیں۔“ (مقدمہ براہین ج ۲ ص ۱۱۸، خزائن ج ۱ ص ۱۱۰)

ج..... یہ فقرہ مرزا قادیانی نے اس وقت لکھا تھا۔ جب کہ آپ دنیا کو مقابلہ کی دعوت اور مسلمانوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ نے مسلمانوں کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کرنے کے لئے مجددیت مجددیت وغیرہ دعاوی کا سلسلہ اس

خیال کے ماتحت جاری کیا کہ: ”اگر کوئی نیا مصلح ایسی تعریفوں سے عزت یاب نہ ہو کہ جو تعریفیں ان کو پیروں کی نسبت ذہن نشین ہیں۔ تب تک وعظ اور پند اس مصلح جدید کا بہت ہی کم موثر ہوگا۔ کیونکہ وہ لوگ ضرور دل میں کہیں گے کہ یہ حقیر آدمی ہمارے پیروں کی شان بزرگ کو کب پہنچ سکتا ہے۔۔۔ کیا حیثیت اور کیا بضاعت اور کیا رتبہ اور کیا منزلت تا ان کو چھوڑ کر اس کی سنیں۔“

(براہین ص ۲۴۶ حاشیہ نمبر ۱، خزائن ج ۱ ص ۲۷۱)

جب مسلمانوں کی ایک جماعت کو مائل کر لیا تو پھر مسیحیت، مجددیت، نبوت و خدائی کے دعوے شروع کر دیئے۔

### شاعری اور نبوت

..... ”الشعراء ویقتبعهم الغاؤون“ (الشعراء: ۲۲۴)

انبیاء علیہم السلام میں سے کبھی کوئی نبی شاعر نہیں ہوا۔ مگر مرزا قادیانی شعر گوئی کا بھی شوق رکھتے ہیں اور مرزائی پارٹی میں ان کی شاعری اونچے درجہ کی ہے۔ پہلا تمام نبیوں سے زالا شاعر نبی کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر ہے تو ایسے متنبی شاعر کے پیرو یقیناً بحکم قرآن گم کردہ راہ ہدایت ہوں گے۔

### قومی زبان اور نبوت

..... ۱۲ ”وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لهم (ابراہیم: ۴)“

نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کو مگر اس کی قومی زبان میں تاکہ وہ لوگوں پر وحی کو ظاہر کرے۔ اس آیت میں رسول کے لئے دو قیدیں مذکور ہوئی ہیں۔

..... ۱ رسول پر ہمیشہ وحی ربانی اس کی قومی زبان میں نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ پر اگرچہ وہ تمام جہان کی طرف مبعوث کئے گئے۔ وحی قومی زبان عربی ہی میں نازل ہوتی رہی۔

..... ۲ نازل شدہ وحی کا سمجھنا رسول کے لئے لازمی ہے تاکہ وہ دوسروں کو اس کی

حقیقت سے آگاہ کر سکے۔ خواہ وہ امت کو اس سے مطلع کرے یا نہ کرے۔ مگر اس کا واقف اور باخبر ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ اس اصول کو مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ: ”یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصلی زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے کیا فائدہ ہوگا۔ جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔“ (چشمہ معرفت حصہ ۲ ص ۲۰۹، خزائن ج ۲۳ ص ۲۱۸)



چنانچہ مرزا قادیانی خود تحریر کرتے ہیں کہ: ”وہ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں۔ جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی، سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔“ (نزدول المسیح ص ۵۷، خزائن ج ۱۸ ص ۴۳۵)

ایسے الہامات سے چند الہام بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں ملاحظہ ہو۔

”هوشعنا نعسا یہ دونوں فقرے شائد عبرانی ہیں اور ان کے معنی ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے۔“ (براہین احمدیہ ص ۵۵۶، خزائن ج ۱ ص ۶۶۴)

۲..... ”آئی، لو، یو۔ آئی شیل، گو، یو۔ لارج پارٹی آف اسلام۔ چونکہ اس وقت یعنی آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خواں نہیں اور نہ اس کے پورے پورے معنی کھلے ہیں۔“ (حاشیہ براہین احمدیہ ص ۵۵۶، خزائن ج ۱ ص ۶۶۴)

۳..... ”پریشن عمر براطوس یا پلاطوس نوٹ آخری لفظ براطوس ہے۔ یا پلاطوس ہے۔ باعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور نمبر ۲ میں عمر عربی لفظ ہے۔ اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے لفظ ہیں۔“

(مکتوبات احمدیہ حصہ ۱ ص ۶۸، البشری ص ۵۱، تذکرہ ص ۱۱۵)

۴..... ”غثم، غثم، غثم“ (البشری حصہ ۲ ص ۵۰، تذکرہ ص ۳۲۱)

۵..... ”ربنا عاج ہمارا رب عاجی ہے۔ عاجی کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔“ (البشری ج ۱ ص ۴۳، براہین احمدیہ ص ۵۵۵، ۵۵۶، خزائن ج ۱ ص ۶۶۲، ۶۶۳)

اس قسم کے لغو اور لالچ یعنی اور غیر زبان کے الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ملہم وہ نہیں ہے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ تک انبیاء کرام پر وحی نازل کرتا رہا ہے۔

نبوت اور معجزہ

۱۳..... ”ولقد ارسلنا من قبلك رسلاً الى قومهم فجاءوهم بالبينات (الروم: ۴۷)“ یعنی ہم نے آپ سے پہلے رسول اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے۔ جو ان کے پاس اپنی صداقت کے روشن دلائل لے کر آئے۔ ”فان مدعى النبوة لا بدله من حجة“ (بیضاوی ج ۲ ص ۱۰۵)

”تمامی انبیاء و رسل و صلوات اللہ علیہم معجزات است و هیچ پیغمبر بے معجزہ نیست“ (مدارج ج ۱ ص ۱۹۹)

اس لئے دنیا میں کبھی کوئی نبی بغیر معجزہ کے نہیں آیا اور ہمیشہ ان کا معجزہ کوئی خارق

عادت ایسی شے ہوتی رہی۔ جس کے کرنے میں انسانی طاقت کو مطلقاً دخل نہیں ہوا۔ بلکہ خدا کی طرف سے بطور نشان صداقت لوگوں کے مقابلہ میں ان کے ہاتھوں سے ظاہر کرا دیا گیا۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ دنیا کے پیش آنے والے واقعات اور حوادث کو کسی نبی نے اپنی سچائی کے لئے پیش کیا ہو۔ یہ ایک جداگانہ بات ہے کہ قوموں کو ان کی نافرمانی کی سزا میں طاعون وغیرہ کی خبر دی گئی ہو جو انہی کے لئے اپنے وقت میں نکلی ہو۔ کیونکہ ایسی خبریں پیش گویاں کہلاتی ہیں۔ جن کا پورا ہونا ضروری تھا۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا کہ دنیا کے کسی حصہ میں زلزلہ آیا ہو۔ وباء پھیلی ہوئی ہو۔ قحط پڑا ہو اور کسی نبی نے اس کو اپنی قوم کے مقابلہ میں اپنی صداقت کا نشان بتایا ہو۔ مگر نرالے نبی کے معجزے بھی نرالے ہی ہیں۔ کہیں زلزلہ آئے۔ کسی جگہ طاعون وغیرہ وبائی امراض کا زور ہو۔ وباء دنیا کے کسی خطہ میں باہمی تنگی ہو۔ پس وہ مرزا قادیانی کی صداقت کا نشان بن گیا۔ زلزلہ کانگریس پہاڑوں میں آئے جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے جن بے چاروں کو مرزا قادیانی کے دعاوی کی بھی خبر نہیں ہے اور مسلمان جو مرزا کی تکذیب کرنے والے تھے۔ ان کا بال بھی بیکانہ ہو۔ کرے ڈاڑھی والا اور پکڑا جائے مونچھوں والا۔ مگر اس سے سچائی مرزا قادیانی کی ظاہر ہو جائے۔ کیونکہ آپ نے زلزلہ کے آنے کی خبر دی تھی۔ باوجود یہ کہ اس قسم کی پیش گوئیوں کے نشان صداقت ہونے سے خود ہی انکاری بھی ہے ملاحظہ ہو:

”یہ سب خبریں ایسی ہیں کہ جن کے ساتھ اقتدار اور مقدرت الوہیت شامل ہے۔ یہ نہیں کہ نجومیوں کی طرح صرف ایسی چیزیں ہوں کہ زلزلہ آویں گے۔ قحط پڑیں گے۔ قوم قوم پر چڑھائی کرے گی۔ وبا پھیلے گی۔ مری پڑے گی۔“ (براہین احمدیہ ص ۲۳۵، خزائن ج ۱ ص ۲۷۱)

کواہٹ میں ۱۹۳۲ء میں ایک زبردست زلزلہ آیا تھا۔ جس میں صد ہا انسانوں کی ہلاکت اور مکانات کی تباہی واقع ہوئی۔ اگر مرزا قادیانی اس وقت زندہ ہوتے تو بڑے بڑے پوسٹروں اور اشتہاروں کے ذریعہ اپنی صداقت کے نشان ظاہر ہونے کا اعلان کرتے۔ دوسری پیشگوئیاں وہ تھیں۔ جو حالات حاضرہ کے مطالعہ سے قیاس اور تخمینہ اور انسانی انگلوں کے طور پر ذہن نے ان کی طرف رسائی کی تھی۔ مثلاً اخبارات میں حجاز ریلوے کا چرچا اور تیاری کی خبریں دیکھ کر جھٹ سے یہ پیش گوئی کر دی کہ مسیح کے زمانہ میں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ لیتسرکن السلاسل! اونٹوں کی سواری جاتی رہے گی۔ میرے زمانہ میں بھی مکہ مدینہ کے درمیان ریلوے لائن تیار ہو گئی ہے اور اب اونٹوں پر آمدورفت بند ہو جائے گی۔ چنانچہ تحفہ گولڈویہ میں لکھتے ہیں کہ: ”اونٹوں کے چھوڑے جانے اور نئی سواری کا استعمال اگرچہ بلاد اسلامیہ میں قریباً سو برس سے عمل

میں آ رہا ہے۔ لیکن یہ پیشگوئی اب خاص طور پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ریل تیار ہونے سے پوری ہو جائے گی..... اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑا مکہ اور مدینہ کی راہ کا تیار ہو جائے..... اور یہ پیش گوئی ایک چمک لئے بجلی کی طرح دنیا کو اپنا نظارہ دکھائے گی اور تمام دنیا اس کو چشم خود دیکھے گی اور سچ تو یہ ہے کہ مکہ اور مدینہ کی ریل تیار ہو جانا گویا تمام اسلامی دنیا میں ریل کا پھر جانا ہے۔“ (تحفہ گولڈ ویہ ص ۶۵، خزائن ج ۷ ص ۱۹۵، ۱۹۶)

شائد اگر مرزا قادیانی اپنی پیش گوئی کی ٹانگ نہ اڑاتے تو حجاز ریلوے مکمل ہو جاتی اور سفر حجاز کی تکلیفیں جاتی رہتیں۔ مگر ان کا درمیان میں دخل دینا تھا کہ ریل ایسی جاتی رہی کہ مدینہ اور دمشق کی لائن بھی اکھڑ گئی اور ریلوے سلسلہ بالکل بند ہو گیا۔ جنگ عظیم میں نتیجہ کے متعلق مختلف خیالات تھے۔ لیکن برطانیہ کے حق میں لوگوں کا قیاس صحیح نکلا۔ کیا وہ قیاس لگانے والے سب کے سب ملہم تھے؟۔

تیسری قسم پیش گوئیوں کی وہ تمام الہامات اور خوابیں ہیں۔ جن کی نسبت مرزا قادیانی کا یہ خیال ہے کہ سچی خوابیں اور صحیح الہام کنجریوں بدکاروں اور کافروں تک کو ہو جایا کرتے ہیں۔ سچے اور جھوٹے لوگوں میں اگر کوئی فرق ہے تو وہ قلت اور کثرت کا ہے۔ یعنی جھوٹوں کی خوابیں شاذ و نادر ہی ہوتی ہیں اور سچوں کی اکثر سچی اور بعض جھوٹی ہو جایا کرتی ہیں۔ چنانچہ تحفہ گولڈ ویہ میں لکھتے ہیں کہ: ”میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ سچی خوابیں اکثر لوگوں کو آ جاتی ہیں اور کشف بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر بعض اوقات بعض فاسق اور فاجر اور تارک صلوٰۃ بلکہ بدکار اور حرام کار بلکہ کافر اور اللہ اور اس کے رسول سے سخت بغض رکھنے والے اور سخت توہین کرنے والے اور سچ مچ اخوان الشیاطین شاذ و نادر طور پر سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں۔“

(تحفہ گولڈ ویہ ص ۴۷، ۴۸، خزائن ج ۷ ص ۱۹۷، ۱۹۸)

”اس راقم کو اس بات کا تجربہ ہے کہ اکثر پلید طبع اور سخت گندے اور ناپاک اور بے شرم اور خدا سے نڈر نے والے اور حرام کھانے والے فاسق بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں۔“

(حاشیہ تحفہ گولڈ ویہ ص ۴۸، خزائن ج ۷ ص ۱۹۸)

”متوجہ ہو کر سننا چاہئے کہ خواص کے علوم اور کشف اور عوام کے خوابوں اور کشفی نظاروں میں فرق یہ ہے کہ خواص کا دل تو مظہر تجلیات الہیہ ہو جاتا ہے اور جیسا کہ آفتاب روشنی سے بھرا ہوا ہے۔ وہ علوم اور اسرار غیبیہ سے بھر جاتے ہیں۔“ (تحفہ گولڈ ویہ ص ۴۸، خزائن ج ۷ ص ۱۹۸)

”تمام مدار کثرت علوم غیب اور استجاب دعا اور باہمی محبت و وفاء اور قبولیت اور

محبوبیت پر ہے۔ ورنہ کثرت و قلت کا فرق درمیان سے اٹھا کر ایک کرم شب تاب کو کہہ سکتے ہیں کہ وہ بھی سورج کی برابر ہے۔ کیونکہ روشنی اس میں بھی ہے۔“

(تحفہ گولڑیہ ص ۴۸، خزائن ج ۷ ص ۱۶۸)

مرزا قادیانی نے قلت اور کثرت کا فرق اس لئے رکھا ہے تاکہ ان کی جھوٹی پیش گوئیوں پر پردہ پڑ جائے۔ ورنہ نبی کی ہر ایک پیش گوئی سچی اور ہر خواب وحی الہی کا حکم رکھتا ہے۔

۴..... ایک قسم پیش گوئی کی ایسی ہے کہ جو مخالفین کے مقابلہ میں بطور نشان صداقت بیان کی گئی اور اس کا تعلق کسی خاص دشمن یا مخالف کے ساتھ ہے۔ اس قسم کی پیش گوئیاں انبیاء علیہم السلام میں پائی جاتی تھیں۔ جو اپنے اپنے وقت پر پوری ہتی رہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کے ایسے تمام الہامات اور پیش گوئیاں غلط اور جھوٹ نکلی ہیں۔

دعویٰ خدائی

۱۴..... ”وَمَنْ يَقْلُ مِنْهُمْ اِنِّي اِلٰهٌ مِنْ دُونِهِ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ“

كذلك نجزي الظالمين (الانبياء: ۲۹) ”جو شخص ان میں سے یہ کہے کہ میں خدا ہوں تو ہم ایسے آدمی کو جہنم کی سزا دیں گے اور ظالمین کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ انی الہ اپنے آپ کو عین خدا کہنے والا ظالم اور جہنمی ہے۔ اسی لئے کسی نبی نے آج تک بعینہ خدا یا اس کی مثل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام بھی قیامت کے روز ”آنت قلت للناس اتخذوني واميي الهين (المائدہ: ۱۱۶)“ کے جواب میں یہی فرمائیں گے۔“ قال سبحانه ما يكون لي ان اقول ماليس لي بحق (المائدہ: ۱۱۶)“ اے اللہ تو شرک کی آمیزش سے پاک ہے۔ میں ایسی بات کب کہہ سکتا ہوں۔ جو مجھے کہنی زیبا نہیں ہے۔ جبکہ مرزا قادیانی نے کہا کہ:

”میں نے ایک کشف میں دیکھا میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔“

(کتاب البریہ ص ۸۵، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳)

”ظهورك ظهوری“ تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔ (البشری ج ۲ ص ۱۲۶، تذکرہ ص ۷۰۴)

”رأتني في المنام عين الله وتيقنت انني هو!“ میں نے خواب میں دیکھا

کہ میں بعینہ اللہ ہوں۔ میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔“

(آئینہ کمالات ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ۵۶۴)

س..... یہ ایک خواب کی حالت ہے۔ جو شرعاً حجت نہیں ہے۔

ج..... مرزا قادیانی نبوت کے دعویدار ہیں اور نبی کی خواب بھی وحی ہے۔ (دیکھو تزدی) اور یہی وجہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام خواب ہی کی وجہ سے اپنے بیٹے اسماعیل کے ذبح کرنے پر تیار ہو گئے تھے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے ”یا ابراہیم قد صدقت الرویاء (الصفۃ: ۱۰۴، ۱۰۳)“ ارشاد فرمایا کہ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی خواب متعاقبہ داخلہ مکہ کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ: ”لقد صدق اللہ رسولہ الرویاء بالحق (فتح: ۲۷)“ پھر مرزا قادیانی تو عین اللہ ہونے پر اپنا یقین ظاہر کر رہے ہیں۔ جس کے بعد شک ظاہر کرنے والا مرزا کا کافر سمجھا جائے گا۔ نیز یہ عینیت کا دعویٰ خواب ہی تک محدود نہیں رہا۔ بلکہ کشف سے بھی ثابت ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی اپنے عین اللہ ہونے پر یقین لے آئے تھے۔ اس لئے ان کو خدائی صفات کے ساتھ متصف ہونے کے بھی البہامات ہوئے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ: ”واعطیت صفة الافناء والاحیاء“ (خطبہ البہامیہ ص ۵۵، ۵۶، خزائن ج ۱۶ ص ۵۵، ۵۶) مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی۔

۲..... ”انما امرک انما اردت شیئاً ان تقول لہ کن فیکون“ (البشری ج ۲ ص ۹۲، حقیقت الوہی ص ۱۰۵، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸، براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۹۵، خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۲) میں اس کا مصداق مرزا نے اپنے آپ کو بتایا ہے کہ: ”اے مرزا حقیقت میں تیرا ہی حکم ہے۔ جب تو کسی شے کا ارادہ کرتا ہے تو کن ہو جا کہہ دیتا ہے۔ پس وہ ہو جاتی ہے۔“ اس قسم کے کشف والہامات کا اولیاء اللہ پر قیاس کرتے ہوئے سکر اور بے ہوشی کی حالت میں محمول کرنا صحیح نہیں۔ کبھی کسی نبی نے بے خودی اور سکر میں منصور کی طرح انا الحق کہا۔ صاحب یواقیت لکھتے ہیں کہ: ”لانه لا یكون صاحب التقدم والامامة الا صاحباً غیر سکران (یواقیت ج ۲ ص ۷۳)“ مذہب کے پیشوا اور رہبر امت پر کبھی بے ہوشی اور سکر کی حالت طاری نہیں ہوتی۔

مرزا قادیانی ولایت سے بڑھ کر مہدیت امامت اور نبوت کے دعوے دار ہیں۔ اس لئے ان پر بے ہوشی کبھی وارد نہیں ہو سکتی۔

مطالبہ: کیا کسی نے ہوشیاری یا بے ہوشی میں ایسے کلمات زبان سے نکالے ہیں؟۔ اگر ہے تو پیش کر کے انعام حاصل کرو۔

مردمیت اور نبوت

۱۵..... ”وما ارسلنا من قبلك الا رجالاً نوحی الیہم من اهل القرى (یوسف: ۱۰۹)“ ہم نے آپ سے پہلے تمام رسول مردوں میں سے بھیجے کہ جن پر وحی

کی جاتی تھی۔ یعنی گاؤں کا رہنے والا کبھی رسول یا نبی بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ جلالین میں اہل القرئی کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ”الامصار لا نهم اعلم واعلم بخلاف اهل البوادی لجفائهم وجهلهم (تفسیر جلالین ص ۱۹۹)“ اسی طرح قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد ہے: ”حتی نبعث فی امہا رسولا یتلوا علیہم آیاتنا (القصص: ۵۹)“ علامہ ابو السعود اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: ”ای فی اصلہا وقصبتہا التی ہی اعمالہا وتوابعہا لکون اہلہا افطن وانیل (ابو السعود ص ۲۰ ج ۷)“ مرزا قادیانی ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان کے رہنے والے ہیں۔ جو تحصیل نہ ہونے کی وجہ سے قصبہ کہلانے کے لائق بھی نہیں ہے۔ اس زمانہ میں بمشکل دو ہزار کی آبادی ہوگی۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی کو بھی اس کے گاؤں ہونے کا اقرار ہے: ”اول اڑکی اور بعد میں اسی حمل سے میرا پیدا ہونا تمام گاؤں کے بزرگ سال لوگوں کو معلوم ہے۔“ (تزیق القلوب ص ۱۶۰، خزائن ج ۱۵ ص ۲۸۵)

س۔۔۔ ”وجاء بکم من البدو“ (یوسف: ۱۰۰)

اللہ تم کو جنگل سے لایا معلوم ہوا کہ یعقوب علیہ السلام بادیہ اور جنگل میں رہتے تھے۔

ج۔۔۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کنعان کے رہنے والے تھے۔ اسی لئے ان کو

بیر کنعان بھی کہتے ہیں۔ کنعان منہرجتنا بڑا شہر تو نہیں تھا۔ لیکن ایک اچھے قصبہ کی حیثیت میں ضرور تھا اور وہ اتنا بڑا نہ، رتھا کہ وہاں کے باشندے بصورت قافلہ دوسرے شہروں میں تجارت کی غرض سے جاتے تھے۔ قرآن میں ہے کہ ”واسئل القرية التي كنا فيها والعير التي اقبلنا فيها (یوسف: ۷)“ قافلہ کے لوگ یعقوب علیہ السلام کے پڑوسی تھے۔ ”وكانوا قوما من كنعان من جيران يعقوب عليه السلام (ابو السعود ج ۱ ص ۳۰۱)“ آیت میں بدو کو اس لئے ذکر کیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام مال مویشی کی وجہ سے کنعانی شہر کو چھوڑ کر جنگل یا گاؤں میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ ”قال ابن عباس كان يعقوب قد تحول الى بدو وسكنها ومنها قدم على يوسف ولد بها مسجد تحت جبلها“

(تفسیر کبیر ج ۹ ص ۲۱۵)

اس کے علاوہ خود مرزا قادیانی نے کنعان کا شہر ہونا تسلیم کیا ہے اور ”اسی طرح حضرت

موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو جو کنعاں کی بشارتیں دی گئی تھیں۔ بلکہ صاف صاف حضرت موصوف کو وعدہ دیا گیا تھا کہ تو اپنی قوم کو کنعاں میں لے جائے گا اور کنعاں کی سرسبز زمین کا انہیں مالک کر دوں گا۔“ (ازال ص ۴۱۶، ۴۱۷، خزائن ج ۳ ص ۳۱۷)

## تدریجی دعویٰ نبوت

۱۶..... ”قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (اعراف: ۱۵۸)“  
تمام انبیاء علیہم السلام نے نبوت یا رسالت کا ایک ہی دعویٰ کیا ہے۔ مجددیت وغیرہ سے ترقی کر کے  
اوپر نہیں چڑھے۔ مگر مرزا قادیانی کے دعاوی کی بڑی لمبی فہرست ہے اور مجددیت سے زینہ بزیہ  
اوپر چڑھے ہیں۔

## علامات نفاق اور مرزا قادیانی

۱۷..... ”عن عبداللہ بن عمرؓ وقال قال رسول اللہ ﷺ اربع من  
کن فیہ کان منافقاً خالصاً ومن کان فیہ خصلۃ منہن کان فیہ خصلۃ من  
النفاق حتی یدعہا اذا اؤتمن خان واذا حدث کذب واذا عاہد غدر واذا  
خاصم فجر (متفق علیہ، مشکوٰۃ باب ص ۱۷)“ مرزا قادیانی میں یہ چاروں باتیں موجود  
ہیں۔ خیانت جھوٹ وعدہ خلافی کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ خصومت اور جھگڑے کے وقت گالی گلوچ  
پراتر آنا اب ملاحظہ فرمائیں:

۱..... ”یہ جو ہم نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کے بہت سے  
لوگوں کی نسبت اچھے تھے۔ یہ ہمارا کہنا محض نیک ظنی کے طور پر ہے۔۔۔۔ (ورنہ) مسیح کی راست  
بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر  
ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی  
کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا  
تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام  
حضور رکھا۔ مگر مسیح کا نام یہ نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصہ اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔“

(دافع ابلاء، ص ۴۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۹، ۲۲۰)

۲..... ”یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب  
تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔“ (کشتی نوح ص ۶۶ حاشیہ خزائن ج ۱۹ ص ۷۱)

۳..... ”آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں  
آپ کی زنا کار اور کبھی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی  
خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ  
جدی مناسبت درمیان ہے۔“ (غیمہ انجام آتھم ص ۲۹۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱ حاشیہ)

ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی کی بدزبانی کے وہ حوالے نقل کئے ہیں۔ جن میں عیسیٰ علیہ السلام، مسیح اور قرآن میں ان کو حضور نہ کہنا مصرحاً موجود ہے۔ تاکہ مرزائی جماعت یہ نہ کہہ سکے کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی نہیں کی۔ بلکہ اس یسوع کی توہین کی ہے۔ جس کو عیسائی خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ اگرچہ ایسا کہنا بھی قرآنی تعلیم کے خلاف ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ”وَلَا تَسْبُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسْبُوا اللَّهَ عَدُوًّا بِغَيْرِ عِلْمٍ (انعام: ۱۰۸)“ جن کو غیر مسلم اپنا بڑا کہتے اور ان کو پکارتے ہیں۔ تم ان کو برا نہ کہو ورنہ وہ ضد اور جہالت سے خدا کو برا کہیں گے اور ایسا ہی حدیث میں ہے۔

حرام زادہ ہونے کا ایک نیا طریقہ ملاحظہ ہو۔

۴..... ”وَيَقْبَلُنِي وَيَصْدُقُ دَعْوَتِي الْاَذْرِيَةِ الْبَغْيَا! ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے۔ مگر بدکار رنڈیوں (زنا کاروں) کی اولاد۔“

(آئینہ مآلات ص ۵۴۷، ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ۵۴۷، ۵۴۸)

مولوی سعد اللہ لہھیانوی جو مرزا قادیانی کے مخالف تھے ان کو لکھتے ہیں کہ:

۵..... ”اَذِيْتَنِي حَتّٰى ظَلَمْتُ بِصَادِقٍ . اَنْ لَمْ تَمُتْ بِالْخَزْيِ يَا بَنِ بَغَاءٍ“ تو نے مجھے تکلیف دی ہے۔ اے زانیہ کے بیٹے اگر ذات سے نہ مرا تو میں جھوٹا ہوں۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۵، خزائن ج ۲۲ ص ۴۴۶)

۶..... ”اِنَّ الْعَدِيَّ صَارَ وَاحْضًا زِيرَ الْفَلَاحِ . وَنَسَاهُمْ مِنْ دُونِهِنِ الْاَكْلَبِ“ ”میرے مخالفت جنگل کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتوں سے بڑھ کر ہیں۔ یا ان کی عورتوں کے پیچھے کتے لگے ہوئے ہیں۔“

(نجم الہدی ص ۱۰، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

۷..... ”اے بد ذات فرقہ مولویان۔“ (انجام آتھم ص ۲۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۱)

۸..... ”اے بد ذات، خبیث، دشمن اللہ رسول کے۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۰، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۴)

۹..... ”ہمارے دعوے پر آسمان نے گواہی دی۔ مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں۔ خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرہ“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰)



۱۰..... ”مخالف مولویوں کا منہ کالا۔“ (ضمیمہ انجام آکھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲)

اس قسم کی سینکڑوں گالیاں ہیں۔ یہاں نمونہ بیان کی گئیں ہیں۔ اس قسم کی بدزبانی اور دریدہ دہنی، خلاف تہذیب الفاظ استعمال کرنے کے متعلق ہمارا کچھ کہنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ اس کے لئے مرزا قادیانی کا فیصلہ ناظرین کی آگاہی کے لئے سامنے رکھا جاتا ہے کہ: ”لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لعان نہیں ہوتا۔“ (ازالہ ص ۶۶۰، خزائن ج ۳ ص ۴۵۶)

”تحریری شہادت دینا ہے کہ ایسے بد زبان لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ خدا کی عزت اس کے پیاروں کے لئے آخر کوئی کام دیکھاتی ہے۔ بس اپنی زبان کی چھری سے کوئی اور بدتر چھری نہیں۔“ (خاتمہ چشمہ معرفت ص ۱۵، خزائن ج ۲۳ ص ۳۸۶، ۳۸۷)

اور بقول خلیفہ قادیان مرزا محمود قادیانی: ”بالکل صحیح بات ہے کہ جب انسان دلائل سے شکست کھا اور ہار جاتا ہے تو گالیاں دینی شروع کر دیتا ہے اور جس قدر کوئی زیادہ گالیاں دیتا ہے۔ اسی قدر اپنی شکست کو ثابت کرتا ہے۔“ (انوار خلافت ص ۱۵)

نیز مرزا قادیانی معلم اخلاقیات کا خصائل حمیدہ کے ساتھ متصف ہونا ضروری کہتے ہیں۔ مگر خود عمل نہیں کرتے۔

”اخلاقی معلم کا فرض ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلاوے۔“

(چشمہ مسیحی ص ۱۵، خزائن ج ۲۰ ص ۳۴۶)

قال یہ ہے اور حال وہ مصرع:

بہ بیس تفاوت رہ از کجاست تابہ کجا  
مشکلے دارم ز دانشمند محلس باز پرس  
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمترے میکنند

وراثت اور نبوت

۱۷..... ”عن ابی بکرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا نورث ماترکنا

صدقة (مشکوۃ، بخاری ج ۲ ص ۵۷۶، باب حدیث بنی النضیر) ”انبیاء علیہم السلام نہ کسی کے مال و متاع کے وارث ہوتے اور نہ کوئی آپ کے مال کا وارث ہوتا ہے۔ بلکہ ان کا ترکہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جاتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی وارث بھی ہوتے ہیں اور اپنے مال میں وراثت کے حقوق بھی قائم کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

”میں مشہور ایسے مجیب کو بلا عذرے و حیلے اپنی جائیداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبضہ و دخل



ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن حجر تحریر فرماتے ہیں کہ: ”وَأَمَّا اشْتِهَارُ فِي كُتُبِ أَهْلِ الْأَصُولِ وَغَيْرِهِمْ بِلَفْظِ نَحْنُ مُعَاشِرُ الْأَنْبِيَاءِ لَا نُورِثُ فَقَدْ أَنْكَرَهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ وَهُوَ كَذَلِكَ بِالنِّسْبَةِ لِمُخْصَصِ لَفْظِ نَحْنُ لَكِنْ أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ مِنْ طَرِيقِ ابْنِ عَيْنِيهِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ بِلَفْظِ أَنَا مُعَاشِرُ الْأَنْبِيَاءِ لَا نُورِثُ“ (فتح الباری ج ۱۲ ص ۶) اور دارقطنی نے غلطی میں بروایت ام ہانیؓ من فاطمہؓ ابو بکرؓ سے اس طرح روایت کی ہے کہ: ”الانبياء لا يورثون“ (قسط لانی ج ۹ ص ۳۴۱)

اور نسائی میں انا معشر الانبياء لا نورث آیا ہے۔ ”وفی حدیث الزبیر عند النسائی انا معشر الانبياء لا نورث“ (قسط لانی ج ۵ ص ۱۵۴) ”ان دونوں صیغوں کے ساتھ اس حدیث کو تسلیم کرنے سے کسی نے انکار نہیں کیا۔ پھر اسی مضمون کی یہ صحیح حدیث بھی موجود ہے۔

”ان العلماء ورثة الانبياء ان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما انما وورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر“ (ابن ماجہ ص ۲۰ باب فضل العلماء) ”..... ۲ یرید رسول نفسہ کا یہ مطلب ہے کہ اس حکایت کرنے سے محض انبیاء سابقین کے حالات کو بیان کرنا مقصود نہیں تھا۔ بلکہ اس واقعہ کو ذکر کر کے یہ ظاہر کرنا تھا کہ جملہ انبیاء علیہم السلام کی طرح میرے ترکہ میں بھی وراثت جاری نہ کی جائے۔ چنانچہ قسط لانی اس خصوصیت کی نفی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ”یرید رسول اللہ نفسہ وکذا غیرہ من الانبياء بدلیل قوله فی الروایة الاخری انا معشر الانبياء فلیس خاصا به علیه السلام“ (مطبوعہ نول الکشور ج ۵ ص ۱۵۷)

”کذا نفیا بقوله فی الحدیث الآخر انا معشر الانبياء لا نورث فلیس ذالک من الخصائص“ (نول الکشور ج ۹ ص ۳۴۲)

جس طرح بخاری کی حدیث ”لعن اللہ الیہود والنصارى اتخذوا قبورا نبیاء هم مساجد يحذر ما صنعوا“ (بخاری ج ۱ ص ۶۲، مشکوٰۃ ص ۶۹، باب المساجد)

اور دوسری روایت ”عن عائشة قالت قال رسول اللہ ﷺ لعن اللہ الیہود اتخذوا قبورا نبیاء ثم مساجد قالت فلو لا ذالک لا برز قبره انه خشی ان يتخذوا مسجداً“ (مسلم ج ۱ ص ۲۰۱ باب النهی عن بناء المسجد علی القبور) ”میں ”يحذر ما صنعوا اور انه خشی ان يتخذ مسجداً“ سے آنحضرت ﷺ کی خصوصیت

ظاہر نہیں ہوتی۔ اسی طرح یرید رسول اللہ سے حضور ﷺ کی خصوصیت سمجھنا درست نہیں ہے۔

ب..... عدم توریت بلحاظ امت کے آپ ﷺ کا خاصہ ہے اور باعتبار نبیوں کے خاصہ نہیں ہے۔ یعنی آپ ﷺ آیت میراث کے عموم میں داخل نہیں ہیں۔ یہ حکم امت ہی کے واسطے ہے۔ آپ ﷺ کے واسطے نہیں ہے نہ یہ کہ دیگر انبیاء کے مال میں وراثت جاری ہوتی تھی۔ مگر رسول اللہ ﷺ میں نہیں ہوتی: ”فلا معارض من القرآن لقول نبینا ﷺ لا نورث صدقة فيكون ذلك من خصائصه التي اكرم بها بل قول عمر یرید نفسه یؤثد اختصاصه بذلك (فتح الباری ج ۱۲ ص ۶)“ یہی مطلب علامہ قسطلانی کا بھی ہے۔ ج..... حضرت عمرؓ کے قول کو آنحضرت ﷺ کے متعلق خصوصیت پر اتارنا ضعیف اور مرجوح قول ہے۔ جیسا کہ قسطلانی کے صیغہ ترمیض (قیل) سے ظاہر ہو رہا ہے ملاحظہ ہو۔

”وقیل ان عمر یرید نفسه اشار به الى ان التون فی قوله لا نورث المتکلم خاصة لا للجمیع وحکی ابن عبدالبر للعلماء فی ذلك قولین او ان الاکثر علی ان الانبیاء لا یورثون“ (قسطلانی ج ۹ ص ۳۴۳)

پھر بھی رائج اور قوی رائے یہی رہی کہ انبیاء علیہم السلام میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ ۳: الف..... وراثت سے علم نبوت کی وراثت مراد ہے۔ مالی وراثت مراد نہیں ہے۔ ”والحکمة ان لا یورثوه لئلا یظن انهم جمعوا المال لوارثهم واما قوله تعالیٰ وورث سلیمان داؤد فحملوه علی العلم والحکمة وکذا قول زکریا فہب لی من لدنک ولیا یرثنی (قسطلانی ج ۹ ص ۳۴۳، ومثله فی فتح الباری ج ۱۲ ص ۹)“ ”واما قول زکریا یرثنی ویرث من ال یعقوب وقوله وورث سلیمان داؤد فالمراد میراث العلم والنبوة والحکمة (قسطلانی ج ۵ ص ۱۵۷)“ مفسر نیشاپوری کی وارثۃ فی النبوة کی نفی کرنے سے یہ غرض ہے کہ نبوة موهبة عظمیٰ ہے۔ جو نبی کی اولاد ہونے کی وجہ سے نہیں ملا کرتی۔ خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے۔ اس خدمت کے لئے منتخب کر لیتا ہے۔ سلیمان علیہ السلام کو بھی اگر نبوت ملی ہے تو انتخابی حیثیت سے ملی ہے۔ تو ریشی لحاظ سے نہیں ملی اور جن مفسرین نے سلیمان علیہ السلام کو حضرت داؤد کا وارث فی النبوة کہا ہے۔ ان کی یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم اور فضل سے داؤد علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹے

۱۔ انبیاء میں وراثت اس لئے جاری نہیں کی گئی تاکہ کوئی شخص یہ بدگمانی نہ کرے کہ انہوں نے اپنے وارثوں کے لئے مال جمع کیا ہے۔

سلیمان کو نبی منتخب کر لیا۔ یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے ایک نبی کی اولاد ہونے کی وجہ سے نبوت حاصل کر لی۔ فلا معارضة بینہما دیکھو زکریا علیہ السلام نے لڑکے کے پیدا ہونے کی دعا کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ: ”فہب لی من لدنک ولیاً۔ یرثنی ویرث من آل یعقوب (مریم: ۶۰)۔“ آل یعقوب کے وارث ہونے کے معنی اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتے کہ ان کو بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ایک نبی بنادے۔ اس لئے اس سے علم نبوت ہی کی وراثت مراد ہوگی۔

ب..... کبھی وراثت کا لفظ کسی کے بعد آنے والے پر بھی بولا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ: ”و اورثکم ارضہم و دیارہم و اموالہم و ارضالہم تطو حاً“ (اے مسلمانو!) تم کو یہودیوں کی املاک و جائیداد اور ان کے گھروں کا ہم نے وارث بنادیا اس میں وراثت سے عرفی اور اصطلاحی وراثت مراد نہیں ہے۔ بلکہ ان کی املاک کو مسلمانوں کی قبضہ میں دے دینے کا نام وراثت رکھا ہے۔

۲..... ”و یجعلہم الوارثین (القصص: ۵)“ میں بنی اسرائیل کو قوم فرعون کے وارث بنانے کا ذکر ہے۔ جو اصطلاحی حیثیت سے قطعاً ممکن ہے۔

۳..... حدیث ”ان العلماء ورثة الانبیاء (ترمذی ج ۲ ص ۶۸، باب فضل الفقہ علی العبادۃ)“ میں علماء کو انبیاء علیہم السلام کا وارث بنانا معنی عرفی کے لحاظ نہیں ہے۔ اسی طرح سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے وارث کہنے کا یہی مطلب ہے کہ ان کو علم و حکمت داؤد علیہ السلام کے بعد عطا فرمائی گئی۔ جس سے نبوت کی دولت گھر کے گھر میں رہی اور باہر نہ گئی اور وہ صحیح معنوں میں اپنے والد بزرگوار کے جانشین ہوئے۔

۳..... وراثت ذاتی املاک میں ہوا کرتی ہے۔ حکومت میں وراثت جاری نہیں ہوتی وہ ایک قومی امانت ہے۔ جس میں امیر کو قوم اور ملک مرضی کے بغیر کسی قسم کے تصرف کرنے کا حق نہیں ہوتا۔ ”عن ابی ذرؓ قال قلت یا رسول اللہ الا یستعملنی قال وضرب بیدہ علی منکبی ثم قال یا ابا ذر انک ضعیف وانہا امانة“

(مشکوٰۃ کتاب الامارۃ ص ۳۲۰)

اے ابو ذر! حکومت ایک امانت ہے اور تو اس امانت کو نہیں اٹھا سکتا۔ لہذا سلیمان علیہ السلام کے وارث ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ اپنے والد ماجد کے بعد حکومت کے تخت پر متمکن اور جلوہ افروز ہوئے۔ یہ کہ وہ شرعی طور پر وارث ہوئے تھے۔

## نبی کی تدفین

۱۸..... ”قال ابوبکر سمعت من رسول الله ﷺ شيئا مانسيتُه

قال ما قبض الله نبيا الا في الموضع الذي يحب ان يدفن فيه فدفنوه (ترمذی ج ۱ ص ۱۹۸، ابواب الجنائز) ”مگر مرزا قادیانی کا مرض ایلاؤس یا ہیضہ میں بمقام لاہور انتقال ہوا اور قادیان میں تالاب کے قریب اس کو دفن کیا گیا۔

## انبیاء کا بکریاں چرانا

۱۹..... ”عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ ما بعث الله نبيا الا رعى

الغنم فقال اصحابه وانت فقال نعم كنت ارعى على قراريط لاهل مكه“

(بخاری ص ۳۰۱ باب اجارہ، مشکوٰۃ باب الاجارہ ص ۲۵۸)

ہر نبی نے اجرت پر چرواہا بن کر بکریاں چرائیں رسول اللہ ﷺ بھی چند پیسوں پر اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ مرزا قادیانی اس ضابطہ سے خارج ہیں۔ مرزا قادیانی نے چرواہے کی طرح مزدوری پر بکریاں کبھی نہیں چرائیں۔

## خاندان نبوت

۲۰..... ”سالتك هل كان من آباءه من ملك فذكرت ان لا فقالوا

كان من آباءه من ملك قلت رجل يطلب ملك ابيه“

(بخاری ج ۱ ص ۴۰۴ باب كيف كان بدؤ الوحي الى رسول ﷺ)

ہر قل نے رسول اللہ ﷺ کے نامہ مبارک پہنچنے پر حضور ﷺ کے حالات کی تحقیق اور تفتیش کرتے ہوئے ابوسفیان سے چند باتیں دریافت کی تھیں۔ جن میں سے ایک یہ تھی کہ کیا کوئی آپ کے بزرگوں میں بادشاہ بھی تھا۔ ابوسفیان نے کہا نہیں۔ ہر قل نے اس سوال کی وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ اگر کوئی بادشاہ ہوتا میں کہتا کہ یہ شخص اپنی کھوئی ہوئی ریاست کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔

مرزا قادیانی کے والد کی حیثیت سکھوں کے عہد سے پہلے بہت اچھی تھی۔ سکھوں کی لوٹ مار کی وجہ سے کمزور ہو گئی تھی۔ پھر بھی پنجاب فتح ہونے کے موقع پر سرکار انگلشیہ کی کافی امداد فرمائی۔ جیسا کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”ہمارے والد صاحب مرحوم نے بھی باوصف کم استطاعت کے اپنے اخلاص اور جوش خیر خواہی سے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس مضبوط اور اُفتی سپاہی بہم پہنچا کر سرکار میں بطور امداد کے نذر کی۔“

(برائین احمدیہ حصہ ۳ ص ۱۳۸، خزائن ج ۱ ص ۱۳۹)

اسی برباد شدہ ریاست کو حاصل کرنے کے لئے یہ جال پھیلا گیا ہے۔

## اوصاف نبوت

۲۱..... ایک مدعی نبوت کے لئے ان خصوصیات کے ساتھ متصف ہونا ضروری

ہے۔ جس کا پایا جانا ہر ایک نبی میں بروایات صحیحہ ثابت ہے۔ مثلاً

”از عائشہ آمدہ است وگفت مرا آنحضرت ﷺ را کہ تومی آئی متوضاً و نمی بیراز تو چیزے از پلیدی فرمود کہ آیا ندانسته توای عائشہ مین فرومی برو آنچه بیروں می آید از انبیاء پس دیدہ نمی شود از ان رمزے“ (مدارج ج ۱ ص ۲۹)

”مروئی ست از ابن عباس کہ گفت محتلم نشد ہیچ پیغمبر ہر گز واحتلام از شیطانیت رواہ الطبرانی“ (مدارج ج ۱ ص ۲۱)

۳..... ”انفاسست بران کہ انبیاء صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم براخلاق حمیدہ صفات حسنہ مجبول ومفطور اند“ (مدارج ج ۱ ص ۲۹)

مرزا قادیانی کی اخلاقیات کا نمونہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔

۴..... ”روایتے آمد ماتناوب بنی قط ہیچ پیغمبرے خمیازہ نہ کرد“ (مدارج ج ۱ ص ۱۳۶)

۵..... ”مگس برہان مبارک وی نمی نشت وسپیش درجاوے نمی افتاد واحتلام کرد آنحضرت ﷺ ہر گز ہمچنین اندے دیگر رواہ الطبرانی“ (مدارج ج ۱ ص ۳۶)

۶..... ”زمین نمیوخور وجسد شریف اور اس ﷺ و ہمچنین نمرد اجساد انبیاء علیہم السلام را“ (مدارج ج ۱ ص ۱۵۸)

”نیز آمدہ است کہ خدا تعالیٰ حرام گردانیدہ است احساد انبیاء را برارض“ (مدارج ج ۱ ص ۱۵۹)

۷..... ”ارث یافتہ نشد از وی ﷺ لا بہمت بقاء ترکہ وی و ملک و بعضی میگویند صدقہ میگر دو چنانچہ در حدیث آمدہ است ماترکناہ صدقہ..... و ہمچنین حکم تمامہ این است کہ ایشانرا ارث نباشد و مراد در قول حق تعالیٰ وورث سلیمان داؤد و قولوا سبحانہ رب ہب لی من لدنک

ویا یرثنی ارث علم نبوتست“

(مدارج ج ۱ ص ۱۵۸)

۸..... ”پیغمبر خدا ﷺ زندہ است در قبر خود و همچنین

انبیاء علیہم السلام“

(مدارج ج ۱ ص ۱۵۸)

کیا ان نشانات میں سے کوئی نشانی مرزا قادیانی میں پائی جاتی ہے۔ ہرگز نہیں ہے تو بار ثبوت بزمہ مدعی۔

عمر کی بابت

۲۲..... ”عن عائشة قالت قال رسول الله ان جبرائیل کان

یعارضنی القرآن فی کل عام مرة وانه عارضنی بالقرآن العام مرتین وانه اخبر انه لم یکن نبی الا عاش نصف عمر الذی قبله وانه خیرنی ان عیسی ابن مریم عاش عشرين ومائة السنة والا ارانی الا ذاهبا علی راس الستین (طبرانی ج ۲۲ ص ۴۱۸ حدیث ۱۰۳۱)“ اس حدیث کو مرزائی حیات مسیح کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی کی عمر بصورت نبی ہونے کے ۳۱ برس چھ ماہ ہونی چاہئے تھی۔ مگر چونکہ ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ ان کی عمر ۶۵ برس ہوئی ہے۔ اس واسطے وہ اپنے دعوے نبوت میں جھوٹے تھے۔

خلاصہ معیار نبوت

بنمائے بصاحب نظرے گوہر خود را، عیسیٰ نتوان گشت تصدیق

خرے چند!

۱..... ”ام یقولون به جنة بل جاء هم بالحق واكثرهم للحق

کارهون (مؤمنون: ۷۰)“ لہذا حق یعنی نبوت اور جنون میں تضاد ہے جو کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔

اسی لئے آنحضرت ﷺ سے اس کی نفی کی گئی۔ ”ما انت بنعمة ربك بمجنون“ (القلم: ۲)

۲..... ”ما بصاحبکم من جنة . سباء: ۴“ نبی کی عقل کامل ہونی

چاہئے۔

جنون غضب الہی ہے۔ (حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑ دیہ ص ۳۱، خزائن ج ۱ ص ۶۷)

۳..... ”ملہم کے دماغی قوی کا نہایت مضبوط اور اعلیٰ ہونا ضروری ہے۔“

(ریویو ستمبر ۱۹۲۹ء)

۴..... ”ملہم کا دماغ نہایت اعلیٰ ہوتا ہے۔“

(ریویو جنوری ۱۹۳۰ء)



بحث پہلے گزر چکی ہے کہ مرزا قادیانی باقرار خود مراقی تھے۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ:  
”مجھے مراق کی بیماری ہے۔“  
(ریویو ج ۲۳ نمبر ۴ ص ۱۸۱ اپریل ۱۹۲۵ء)

۲..... ”مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔  
یعنی مراق اور کثرت بول۔“

(بدرج ۲ نمبر ۲۳ ص ۴ مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء، ملفوظات ج ۸ ص ۴۴۵، تنحیذ الاذہان ج ۱ نمبر ۲ ص ۵)  
”مرزا غلام احمد قادیانی کو پیسٹر یا کا دورہ بھی پڑتا تھا۔“

(سیرۃ الہدی ج ۲ ص ۵۵ روایت نمبر ۳۶۹)  
”مالخو لیا جنون کا ایک شعبہ ہے اور مراق مالخو لیا کی ایک شاخ ہے۔“

(بیاض نور الدین ص ۲۱۱)  
نتیجہ ظاہر ہے کہ: ”ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا  
مالخو لیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعوے کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں  
رہتی۔“  
(ریویو ج ۲۵ نمبر ۸ ص ۲۸۶، ۲۸۷ اگست ۱۹۲۶ء)

۲..... ”لوکان من عند غیر اللہ لوجد وافیہ اختلافا کثیرا!  
”اس شخص کی حالت ایک منجوط الحواس انسان کی حالت ہے۔ جو ایک کھلا کھلاتا قضا اپنے کلام میں  
رکھتا ہے۔“  
(حقیقت الوحی ص ۱۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۱)

”ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل  
کہلاتا ہے یا منافق“  
(ست بچن ص ۳۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۳)

۱..... ”میں مسیح موعود ہوں۔“  
(تحفہ گولڑویہ ص ۹۶، خزائن ج ۱۷ ص ۲۵۳)

”میں مسیح موعود نہیں۔“  
(ازالہ ص ۱۹۲، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۳)

۲..... ”ابن مریم نبی نہ ہوگا۔“  
(ازالہ ص ۲۹۲، خزائن ج ۳ ص ۲۴۹)

”کیا مریم کا بیٹا امتی ہو سکتا ہے۔“  
(حقیقت الوحی ص ۲۹، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱)

۳..... ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ۲۰ برس کی عمر ہوئی تھی۔“

(راز حقیقت ص ۲، خزائن ج ۱۴ ص ۱۵۴ حاشیہ)

”آخر سری نگر میں جا کر ۱۲۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔“

(تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۶۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۴۹)

۴..... ”قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرف مبدل ہیں۔“

(چشمہ معرفت ص ۲۵۵، خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۶)

”یہ کہنا کہ وہ کتابیں محرف، مبدل ہیں۔ ان کا بیان قابل اعتبار نہیں۔ ایسی بات وہی

کہے گا جو خود قرآن سے بے خبر ہے۔“ (چشمہ معرفت ص ۷۵، خزائن ج ۲۳ ص ۸۳)

”باوجودیکہ رسول اللہ ﷺ نے بھی توریت و انجیل کے محرف ہونے کی خبر دی ہے۔“

(مشکوٰۃ ص ۲۵)

۳..... ”انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون بایات اللہ“

(النحل: ۱۰۵)

”لعنة الله على الكاذبین“

(آل عمران: ۶۱)

۱..... ”نبی کے کلام سے جھوٹ جائز نہیں۔“

(منہج ہندوستان میں ص ۶۱، خزائن ج ۱۵ ص ۲۱)

۲..... ”جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔“

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۰، خزائن ج ۷ ص ۵۶ حاشیہ)

۳..... ”جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔“

(تقریر حقیقت الوحی ص ۲۶، خزائن ج ۲۲ ص ۴۵۹)

۱..... ”حدیث میں ہے کہ جب کسی شہر میں دبا نازل ہو تو اس شہر کو بلا توقف

چھوڑ دیں۔“ (ریویو قادیان ج ۶ ش ۹ ماہ ستمبر ۱۹۰۷ ص ۳۶۵)

۲..... ”حضور ﷺ نے فرمایا قیامت سو برس تک آجائے گی۔“

(الزالہ ص ۲۵۳، خزائن ج ۳ ص ۲۲۷)

۳..... ”حدیث میں ہے کہ: یشخرج فی آخر الزمان دجال (بالدال)

یختلون الدنیا بالمدین! یعنی آخری زمانہ میں ایک گروہ دجال کا نکلے گا۔“

(تحفہ گولڑویہ ص ۸۷، خزائن ج ۷ ص ۲۳۵)

باوجود یہ کہ حدیث میں رجال (بالراء ہے) مگر دھوکا دہی کی غرض سے بالبدال نقل

کیا ہے۔

۴..... ”هذا خلیفه الله المهدی بخاری کی حدیث ہے۔“

(شہادت القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷)

.....۵ ”مجدد صاحب سرہندی لکھتے ہیں کہ امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ

الہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے اور اس کو نبی کہتے ہیں۔“

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۳۰۶)

باوجود یہ کہ (مکتوبات ج ۲ ص ۹۹) میں یوں ہے کہ: ”اذا کثر هذا القسم من

الکلام من واحد منهم سمی محدثاً“ (ازالہ ص ۹۱۵، خزائن ج ۳ ص ۶۰۰)

براہین احمدیہ کے معاملہ میں جس گندم نمائی اور جو فروشی کا مظاہرہ کیا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ چونکہ جھوٹ کی فہرست لمبی ہے۔ اس لئے دوسرے مقام پر دیکھیں:

.....۴ ”وما استلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی اللہ رب

العالمین وما من نبی دعا قومہ الی اللہ تعالیٰ الا قال لا استلکم علیہ

اجراً، یواقیت ج ۲ ص ۲۵“ مگر مرزا قادیانی نے تبلیغی چاٹ لگا کر بہت سارے روپیہ جمع کیا۔

جیسا کہ لکھتے ہیں کہ: ”یہ مالی امداد اب تک پچاس ہزار روپیہ سے زیادہ آچکی ہے۔ بلکہ میں یقین

کرتا ہوں کہ ایک لاکھ کے قریب پہنچ گئی ہے۔“ (براہین ج ۵ ص ۵۷، خزائن ج ۲۱ ص ۷۴)

”اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار آئیں گے..... اب تک ۳ لاکھ کے قریب

روپیہ آچکا ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۲۱۲، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۱)

جو کچھ میری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا

میں اک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا

دنیا کی نعمتوں سے کوئی بھی نہیں رہی

جو اس نے مجھ کو اپنی عنایت سے نہ دیا

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۰، خزائن ج ۲۱ ص ۱۹)

مطالبہ: کسی نبی سے مذہب کی آڑ میں دنیا کمانا اور تبلیغی چندہ کو اپنی ضرورتوں میں خرچ

کرنا ثابت کرو؟۔

.....۵ ”ان اللہ لا یحب الخائنین (انفال: ۵۸)“ ”وہ لوگ جو حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں لاتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ وہ بدستور اپنی نبوت کے ساتھ دنیا

میں آئیں گے اور برابر ۴۵ سال تک جبرائیل علیہ السلام وحی نبوت لے کر آتا رہے گا۔“

(تحفہ گوڑویہ ص ۵۲، خزائن ج ۷ ص ۱۷۴)

نقل حدیث میں خیانت کی۔ اصل مذہب یہ ہے کہ: ”ان عیسیٰ علیہ السلام

وان كان بعده واولى العزم وخواص الرسل فقد زال حكمه من هذا المقام بحكم الزمان عليه الذي هو لغيره فيرسل ولياذا نبوة مطلقة ويلهم بشرع محمد ﷺ ويفهمه على وجهه كالاولياء المحمديين“ (يواقيت ج ۲ ص ۸۹)

اور ایسا ہی مدارج النبوة میں ہے۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ نبی ہوں گے۔ مگر ان پر وحی نبوت نازل نہ ہوگی۔ اسی لئے ان کے ساتھ نبیوں جیسا معاملہ نہ ہوگا۔ بلکہ وہ اس امت کے اولیاء اللہ کی طرح ہوں گے۔

۲..... ابن عباسؓ امام مالکؒ اور ابن حزمؒ وغیرہ کی طرف وفات مسیح کے عقیدہ کی نسبت کرنا باوجود یہ کہ وہ آخری زمانہ میں مرنے یا مر کر دوبارہ زندہ آسمان پر مرفوع ہونے کے قائل ہیں۔

۳..... نبی تشریحی کے یہ معنی کرنے کہ اس کو رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنے سے نبوت مل جائے اور اس کو ابن العربی اور ملا علی القاری وغیرہم کی طرف منسوب کرنا باوجود یہ کہ ان کے نزدیک نبی غیر تشریحی وہ ہے کہ اس پر وحی نبوت نازل نہ ہو اور وہ ہر حکم میں شریعت محمدیہ کے فیصلہ کا پابند ہو کیونکہ ولایت کے ایک مقام کا نام نبوت غیر تشریحی رکھا ہے۔ مرزا نے اس کے معنی بدل کر حقیقی نبوت کے اجزاء کا اعلان کرتے ہوئے دعویٰ کر دیا۔ نیز مذہبی تبلیغ کا دھوکا دے کر بہت سا روپیہ جمع کیا اور اس کو اپنی ضروریات اور ”گورنمنٹ برطانیہ کی حمایت میں خرچ کیا۔“

(انجام آتھم ص ۲۸۳، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۳)

مطالبہ: تبلیغی روپیہ کو گورنمنٹ کی اغراض کی اشاعت میں کس شرعی حکم کی وجہ سے خرچ کیا ہے۔ کیا کوئی ایسی چندہ کی مدد کی جاسکتی ہے؟۔

۶..... ”ولا تطع من اغفلنا قلبه واتبع هواه ولا تطع الكافرين (کھف: ۲۸)“ مرزا قادیانی جس حکومت برطانیہ کو دجال کا گروہ کہتے ہیں۔ اس کی غلامی پر فخر کرتے اور: ”سلطنت ممدوح کو خدا تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل اور نعماء الہی کے اس کا شکر بھی ادا کریں۔“ (براہین ص ۱۳۰، خزائن ج ۱ ص ۱۳۰)

۷..... ”وکلاً جعلنا صالحین وجعلناهم ائمة یهدون بامرنا واوحینا الیهم فعل الخیرات واقام الصلوة وایتا الزکوة (الانبیاء: ۷۳)“ مرزا قادیانی کی سوانح حیات میں کذب بیانی وعدہ خلافی تلخیص اور دھوکا دہی چندہ کا ناجائز تصرف، حرص و طمع دنیوی، نصاریٰ کی حمایت وغیرہ۔ عیوب کھلے طور پر نظر آ رہے ہیں۔

۸..... ”وقفینا علی آثارہم بعیسیٰ ابن مریم مصداقاً لما بین

یدیہ “ (مائدہ: ۴۶) ”الانبیاء اخوة من علات وامہاتہم شتی و دینہم واحد (مسند احمد ج ۲ ص ۳۱۹) “یعنی اصول دین تمام نبیوں کے درمیان مشترک ہیں۔ مگر عبادت کے طریقے بدلے ہوئے ہیں۔

چنانچہ تمام انبیاء و جال کے شخص واحد ہونے کی شہادت دیتے آئے۔ مگر مرزا کو اس کی شخصیت سے انکار ہے اور دجال ایک گروہ کا نام رکھا ہے۔ نیز مرزا قادیانی نے ملائکہ اور معجزہ کی حقیقت شرعیہ سے انکار کیا ہے اور فرشتوں کا نزول جسمانی بھی نہیں مانا۔ ان کی تفسیر کرنے میں اپنی رائے کو دخل دیا اور نزول وحی وغیرہ کی حقیقت میں رسول اللہ ﷺ کی تحقیق کی مخالفت کی ہے۔

۹..... ”الذین یبلغون رسالات اللہ ویخشونہ ولا یخشون احداً

الا اللہ (احزاب: ۳۹) “مگر مرزا قادیانی حکومت سے ڈر کر بعض الہامات کے ظاہر نہ کرنے کا عدالت میں عہد کر آتے ہیں۔

۱۰..... ”الذین اتخذوا دینہم لعباً ولہواً وغرتہم الحیوة الدنیا

(انعام: ۷۰) “مرزا قادیانی دنیا داروں کی طرح دنیوی شہرت اور مال دولت کے جمع ہونے پر فخر کرتے ہوئے اس کو اپنی بڑی کامیابی سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

جو کچھ میری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا

میں ایک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا

(براہین ص ۱۰ حصہ ۵، خزائن ج ۲ ص ۱۹)

اس زمانہ میں ذرا سوچو کیا چیز تھا

جس زمانہ میں براہین کا دیا تھا اشتہار

(براہین حصہ ۵ ص ۱۱۲، خزائن ج ۲ ص ۱۳۲)

پھر ذرا سوچو کہ اب چرچا میرا کیسا ہوا

کس طرح سرعت سے شہرت ہو گئی ہر سو یار

(براہین حصہ ۵ ص ۱۱۲، خزائن ج ۲ ص ۱۳۲)

ادھر آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ: ”الانبیاء اشد بلاء الا مثل فالامثل“

(کنز العمال ج ۳ ص ۳۲۷ حدیث ۶۷۸۳)

۱۱..... ”الشعراء یتبعہم الغاون“ (الشعراء: ۲۲۴)

”وما علمناه الشعر وما ينبغي له (يسين: ۶۹)“ مگر مرزا قادیانی کی شعر

سازی کا مرزائیوں میں بڑا چرچا ہے۔

مطالبہ: کوئی نبی شاعر پیش کرو۔

۱۲..... ”یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو

اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔ جس کو وہ سمجھ بھی نہ سکتا ہو۔“

(پشتمہ معرفت ج ۲ ص ۲۰۹، خزائن ج ۲۳ ص ۲۱۸)

مگر مرزا قادیانی خود اس کے قائل ہیں۔ ”بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی

ہوتے ہیں۔ جس سے مجھے کچھ واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔“

(نزول مسیح ص ۵۷، خزائن ج ۱۸ ص ۳۳۵)

۱۳..... ”ولقد ارسلنا من قبلك رسلاً الى قومهم فجاءوهم

بالبينات“ (الروم: ۴۷)

”فان مدعى النبوة لا بدله من نبوة“ (بيضاوى ج ۲ ص ۱۰۵)

”تمامی انبیاء و رسل را صلوات اللہ علیہم معجزات است و هیچ

پیغمبر بے معجزہ نیست“ (مدارج ج ۱ ص ۱۹۹)

**معجزہ کی حقیقت**

”وہی امر يظهر بخلاف العادة على يد مدعى النبوة عند تحدى

المنكرين على وجه يعجز المنكرين عن الاتيان بمثله“ جو عادت کے خلاف مدعی

نبوت کے ہاتھ پر منکرین کے مقابلہ میں ظاہر ہوا اور منکرین اس کی مثال دینے سے عاجز ہوں۔

(شرح العقائد)

”نجومیوں کی سی خبریں زلزلے آئیں گے۔ مری پڑے گی، قحط ہوگا، جنگ ہوگی۔ معجزہ

نہیں۔“ (براہین ص ۲۳۵، خزائن ج ۱ ص ۲۷۱ حاشیہ)

مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں نجومیوں جیسی ہیں۔ یا حالات حاضرہ کو دیکھ کر تجربہ

کاروں کی طرح پیش گوئیاں کی تھیں۔ جن میں سے اکثر غلط اور بے بنیاد نکلیں اور جہاں کہیں بطور

تحدی منکرین کے مقابلہ میں اپنی صداقت کی نشانی پیش کرنی چاہی وہیں منہ کی کھائی۔

۱۴..... ”ومن يقل منهم انى اله من دونه فذالك نجزيه جهنم

كذلك نجزي الظالمين (الانبیاء: ۲۹)“ کبھی کسی نبی نے ہوشیاری یا سرکری حالت میں

الوہیت کا دعویٰ نہیں کیا۔ مگر مرزا کہتا ہے کہ: ”کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا وہی ہوں۔“ (کتاب البریہ ص ۵۷، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳)

”رائیتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی ہو“

(آئینہ کمالات ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ۵۶۴)

۱۵..... ”ما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحى اليهم من اهل

القرى“ (یوسف: ۱۰۹)

”الامصار لانهم اعلم واحلم بخالف اهل البوادی لجفائهم وجهلم“

(جلالین: ۱۹۹، ومثله فی ابی سعود ج ۴ ص ۳۱۰)

قادیان گاؤں ہے: ”اول لڑکی اور بعد میں اس حمل سے میرا پیدا ہونا تمام گاؤں کے

بزرگ سال لوگوں کو معلوم ہے۔“ (تزیین القلوب ص ۱۲۰، خزائن ج ۱۵ ص ۳۸۵)

۱۶..... ”قال قال رسول الله ﷺ اربع من كن فيه كان منافقاً

خالصاً ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها

اذا اؤتمن خان واذا حدث كذب واذا عاهد غدر واذا خاصم فجر“ (بخاری ج ۱

ص ۱۰ باب علامة النفاق) ”مرزا قادیانی میں یہ سب خصلتیں موجود تھیں۔“

۱۷..... ”انا معشر الانبياء لا نورث“ (مسند احمد ج ۲ ص ۴۶۳)

۲..... ”الانبياء لا يورثون“ (دارقطنی)

۳..... ”ان العلماء ورثة الانبياء ان الانبياء لم يورثوا ديناراً

ولا درهما انما ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر“

(ابن ماحہ ص ۲۰ باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم)

۴..... ”نحن معشر الانبياء لا نرث ولا نورث، قسطلانی“

۱۸..... ”ما بعث الله نبياً الارعى الغنم فقال اصحابه وانت فقال

نعم كنت ارعاها على قراريط لاهل مكه“

(بخاری ج ۱ ص ۳۰۱، باب رعى لغنم على قراريط)

مرزا قادیانی نے کبھی مزدوری پر بکریاں نہیں چرائیں۔

۱۹..... ”فی الحديث ما قبض الله نبيا الا فى موضع الذى يحب

ان يدفن فيه“ (مشکوٰۃ، ترمذی ج ۱ ص ۱۹۸، ابواب الجنائز)

مرزا قادیانی لاہور مرے اور قادیان میں دفن ہوئے۔

۲۰..... ”سألتك هل كان من آبائه من ملك فذكرت ان لا فقلت

فلو كان من آبائه من ملك قلت رجل يطلب ملك ابیه“

(بخاری باب کیف کان بدؤ الوحی الی رسول ص ۴ ج ۱)

مرزا قادیانی کے آباؤ اجداد بڑے رئیس تھے۔ مگر سکھوں کے عہد میں کسی قدر کمزور ہو گئے تھے۔ دیکھو براہین احمدیہ وغیرہ۔ یہاں تک کہ ۵۰ روپیہ کی مرزا قادیانی کو کلر کی کرنی پڑی۔

۲۱..... ”لم یکن نبی الا عاش نصف الذی قبله“

(طبرانی ج ۲۲ ص ۴۱۸ حدیث ۳۰۳۰)

اس حدیث کو مرزائی وفات مسیح کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی کی عمر آنحضرت ﷺ سے آدھی ہونی چاہئے تھی۔ مگر آپ اور دو سال بعد یعنی ۶۵ برس کے ہو کر مرے ہیں۔

## فصل نمبر ۲

### صداقت کی نشانی..... مرزا قادیانی کی زبانی

خیال زاغ کا بلبل سے ہمسری کا ہے۔ غلام زادہ کو دعویٰ پیغمبری کا ہے۔  
..... مسیح موعود کے وقت میں اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے گا۔

”هو الذی ارسل رسوله بالهدی دین الحق لیظهر علی الدین کلہ ایہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا۔“ (حاشیہ الحاشیہ براہین ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۵۳)

”هو الذی ارسل رسوله..... یعنی خدا وہ خدا ہے۔ جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے۔ یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو۔ اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب



مقدمین کا اتفاق ہے کہ جوہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔“ (چشمہ معرفت ص ۸۳، خزائن ج ۲۳ ص ۹۱)

مگر مرزا قادیانی کے زمانہ میں ایسا نہیں ہوا۔ اس لئے مسیحیت کا دعویٰ محض افتراء ہے۔

۲..... مسیح موعود کے زمانہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہوگی۔  
 ”اور پیش گوئی آیت کریمہ واذالعشار عطلت پوری ہوئی اور پیش گوئی حدیث لیترکن القلاص ولا یسعی علیہما نے اپنی پوری چمک دکھلائی۔ یہاں تک کہ عرب و عجم کے ایڈیٹر ان اخبار اور جرائد والے اپنے پرچوں میں بول اٹھے کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل طیارہ ورہی ہے۔ یہی اس پیشگوئی کا ظہور ہے۔ جو قرآن اور حدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی۔  
 جو مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے۔“ (اعجاز احمدی ص ۲، خزائن ج ۹ ص ۱۰۸)

۳..... مسیح موعود حج کرے گا۔ ”آ نحضرت ﷺ نے آنے والے مسیح کو ایک امتی ٹھہرایا اور خانہ کعبہ کا طواف کرتے اس کو دیکھا۔“ (ازالہ ص ۴۰۹، خزائن ج ۳ ص ۳۱۲)  
 ۴..... ”دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے ان کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کرے گا۔“

”فی الحقیقت مارا وقتے حج راست وزیبا آید کہ دجال از کفر ودجل دست باز داشته ایماناً و اخلاصاً وگر کعبہ بگردد چنانچہ از قرار حدیث مسلم عیاں می شود کہ جناب نبوت انتساب (صلوة اللہ علیہ وسلامہ) روید ند دجال و مسیح موعود فی آن واحد طواف کعبہ میکند“  
 (ایام الصلح (فارسی) ص ۱۳۷)

”مسیح موعود بعد ظہور نکاح کریں گے اور اس سے اولاد پیدا ہوگی۔ اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتــزوج ویولد له۔ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے۔ جو بطور نشان ہوگا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

مرزا قادیانی کا نکاح بطور نشان محمدی بیگم سے ہونے والا تھا۔ مگر افسوس قسمت نے یادری اور عمر نے وفانہ کی اور دل کی حسرت دل ہی میں رہ گئی۔

اگر وہ جیتا رہتا یہی انتظار ہوتا

۶..... ”مسیح موعود دعوے کے بعد چالیس سال زندہ رہے گا۔ حدیث سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود اپنے دعوے کے بعد چالیس برس دنیا میں رہے گا۔“

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۲۷، خزائن ج ۱ ص ۳۱۱)

مگر مرزا قادیانی ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے ”میری پیدائش سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے۔“ (کتاب البریہ ص ۱۵۹، خزائن ج ۱ ص ۱۷۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی ہے۔ (نور الدین ص ۱۷۰)

”۱۸۳۹ء مطابق ۱۲۵۵ھ دنیا کی توارخ میں بہت بڑا مبارک سال تھا۔ جس میں خدا تعالیٰ نے مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر قادیان میں موعود مہدی پیدا فرمایا۔ جس کے لئے اتنی تیاریاں زمین و آسمان پر ہو رہی تھیں۔“

(مسیح موعود کے مختصر حالات از عمر دین قادیانی ملحقہ براہین حصہ اول ص ۶۰ طبع اول)

مرزا قادیانی نے دعویٰ مجددیت یا مسیحیت براہین احمدیہ حصہ ۴ ص ۲۷۱ پر کیا۔ جس کے طباعت کی تاریخ یا غفور سے ۱۲۹۷ھ نکلتی ہے۔ گویا عمر کے بیالیسویں سال اور صدی سے تین سال پہلے دعویٰ کیا گیا یا پوری صدی پر دعویٰ کیا۔ جیسا کہ ازالہ اوہام کی اس عبارت اور مجدد کی حدیث علیہ اس کل مائتہ سے ظاہر ہے۔

”یہی وہ مسیح ہے کہ جو تیرہویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی۔“

(ازالہ ص ۱۸۶، خزائن ج ۳ ص ۱۸۹، ۱۹۰)

مگر اس صورت میں بعثت کی مدت مقرر چالیس سال سے پانچ سال زیادہ ہو جائیں گے۔

یاد دعوے ۱۲۹۰ھ میں ہوا جیسا کہ تحفہ گولڑویہ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”دانی ایل نبی بتلاتا ہے کہ اس نبی آخر الزمان کے ظہور سے (جو محمد مصطفیٰ ﷺ ہے) جب بارہ سو نوے برس گزریں گے تو وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا۔“ (حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۰۶، خزائن ج ۱ ص ۲۹۲)

اس صورت میں مرزا قادیانی کی عمر دعویٰ کے وقت ۳۵ برس کی ہوگی۔ جو زمانہ بعثت سے پانچ سال کم ہے۔ حدیث مجددیت کے بھی مخالف ہے۔

بالاتفاق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ اس حساب سے دعویٰ کے بعد ۲۹ یا ۲۶ یا ۳۶ برس آپ زندہ رہے اور ۴۰ برس جو مسیح موعود کے رہنے کی مدت تھی۔ اس سے پہلے ہی چل بسے اور مسیح کی نشانی آپ پر صادق نہ آئی۔

..... ”اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔“

(تحفۃ الندوہ ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۹۸)

ابھی ازالہ اوہام کے حوالے سے گذرا ہے کہ آپ نے اپنا نام غلام احمد قادیانی بتایا ہے۔ جس میں بحساب جمل ۱۳۰۰ عدد ہونے کی وجہ سے ۱۳۰۰ھ پر مبعوث ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کیا قرآن میں غلام احمد قادیانی بن مریم لکھا ہوا ہے؟ اگر نہیں ہے تو مرزا قادیانی اپنے بیان کے موافق یقیناً جھوٹے ہیں۔

### فصل نمبر ۳

#### نشان آسمانی برکذب قادیانی

گلیم بخت کسی را چو بافتند سیاہ

ز آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

..... مرزا قادیانی نے ۱۵ جون ۱۸۹۳ء کو امرت سر میں عیسائیوں کے مباحثہ

کے خاتمہ پر اپنے مقابل حریف مسٹر آتھم پادری کی نسبت یہ پیش گوئی کی تھی۔

”میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ

کے نزدیک جھوٹ پر ہے۔ وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے ہزارے موت ہاویہ میں نہ

پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ روسیہ کیا جائے۔

میرے گلے میں رسا ڈال دیا جائے۔ مجھ کو پھانسی دی جائے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور

میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔

زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹٹنے لگیں۔“

(جنگ مقدس ص ۲۱۰، ۲۱۱، خزائن ج ۶ ص ۲۹۲، ۲۹۶)

اس پیش گوئی کی مدت ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء پر ختم ہو جانے والی تھی۔ مگر مسٹر عبداللہ آتھم اس پیش گوئی سے ایک سال دس مہینہ بعد ۲ جولائی ۱۸۹۶ء بمقام فیروز پور فوت ہوا اور مرزا قادیانی اپنے بیان کے موافق جھوٹے نکلے۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی نے آتھم کی تاریخ وفات اپنے قلم سے لکھی ہے۔ ”چونکہ مسٹر عبداللہ آتھم ۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروز پور فوت ہو گئے ہیں۔“

(آنجام آتھم ص ۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳)

۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کا دن جو مرزا قادیانی پر ذلت اور رسوائی کا گذر احق تعالیٰ وہ دشمن پر بھی نہ لائے۔ چاروں طرف سے پھبتیاں اڑائی گئیں۔ جو میں اشتہارات شائع ہوئے۔ جن میں سے ایک دو یہ ہیں۔

مسلمانان لدھیانہ کی طرف سے ایک اشتہاریہ شائع ہوا تھا۔

ارے	او	خود	غرض	خود	کام	مرزا
ارے	منحوس	نافر	جام	مرزا		
	غلامی	چھوڑ	کر	احمد	بنا	تو
	رسول	حق	باستحکام	مرزا		
	مسیح	مہدی	موعود	بن	کر	
	بچھائے	تو	نے	کیا	کیا	دام
				مرزا		
	ہوا بحث	نصاری	میں	بآخر		
	مسیحائی	کا	یہ	انجام	مرزا	
	مہینے	پندرہ	تو	بڑھ	چڑھ	کے
						گذرے
	ہے	آتھم	زندہ	اے	ظلام	مرزا
	تیری	تکذیب	کی	شمش	دگر	نے
	ہوا	مدت	کا	خوب	اتمام	مرزا

(نقل از البہامات مرزا ص ۲۸)

عیسائیوں نے جو اشتہار دیا تھا اس میں یہ لکھا تھا۔

بچہ آتھم سے مشکل ہے رہائی آپ کی  
توڑ ہی ڈالیں گے وہ نازک کلائی آپ کی

آتھم اب زندہ ہے آکر دیکھ لو آنکھوں سے اب  
بات یہ کب چھپ سکے ہے اب چھپائی آپ کی

کچھ کر دشرم حیا تاویل کا اب کام کیا  
بات اب بنتی نہیں کوئی بنائی آپ کی

(الہامات ص ۳۰)

مرزا قادیانی نے بھی اپنی تذلیل اور رسوائی کا اقرار کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:  
”انہوں نے پشاور سے لے کر مراد آباد اور بمبئی اور کلکتہ اور دور دور کے شہروں تک نہایت شوخی سے  
ناچنا شروع کیا اور دین اسلام پر ٹھٹھے کئے۔“  
(سراج منیر ص ۵۲، خزائن ج ۱۲ ص ۵۲)

کسی پیش گوئی کے پورے ہونے کے یہی معنی ہیں کہ وہ اپنی ظاہری مراد کے ساتھ  
صاف طور پر واقع ہو اور اس میں کسی ہیر پھیر اور تاویل کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ جیسا کہ  
مرزا قادیانی نے سراج منیر میں خود اس کا اعتراف کیا ہے: ”اگر پیش گوئی فی الواقع ایک عظیم  
الشان ہیبت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔“

(سراج منیر ص ۱۵، خزائن ج ۱۲ ص ۱۷)

مگر مرزا قادیانی نے جو ذلت اور رسوائی کا داغ مٹانے کے لئے مختلف عذرات اور  
منگھڑت تاویلیں کی ہیں۔ ان کو دیکھ کر ان کی عیاری اور مکاری کا اور ثبوت مل جاتا ہے۔  
کبھی فرماتے ہیں کہ: ”اور پیش گوئی کی کسی عبارت میں یہ نہیں لکھا گیا کہ فریق سے  
مراد عبد اللہ آتھم ہے۔“  
(نور الاسلام ص ۲، خزائن ج ۹ ص ۲)

لیکن اس میں مرزا قادیانی نے کئی وجہ سے خدیعہ دھوکا دہی اور اخفاء حق سے کام لیا  
ہے۔ اس پیش گوئی کے الفاظ یہ ہیں کہ: ”اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً  
جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی  
دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک پاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔ بشرط یہ  
کہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے۔ اس کی اس سے  
عزت ظاہر ہوگی۔“  
(جنگ مقدس ص ۲۰۹، ۲۱۰، خزائن ج ۶ ص ۲۹۱، ۲۹۲)

اس میں سارے فریق مخالف کو ہادیہ میں گرایا جانا ظاہر کیا ہے۔ فریق مخالف میں سے  
ایک دو آدمی کا مرنا بیان نہیں کیا۔ اس لئے پادری رائٹ کے مرنے کی وجہ سے یہ پیش گوئی پوری  
نہیں ہو سکتی۔ دوسرے مرزا قادیانی نے اس امر کی تصریح ہے کہ یہ پیش گوئی صرف آتھم کے متعلق

ہے۔ ڈاکٹر کلارک وغیرہ کو اس سے کوئی تعلق نہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں بعدالت مجسٹریٹ گورداس پور کا اقرار کیا ہے۔

(دیکھو روکد ادمقدمہ مرزاو ڈاکٹر کلارک ۱۲، ۱۳، ۲۰، ۲۱ اگست ۱۸۹۷ء)

”ومنہا ما وعدنی ربی اذا جادلنی رجل من المنتصرین الذی اسمہ عبداللہ آتہم فاذا بشرنی ربی بعد دعوتی بموتہ الی خمسة عشر اشہر من یوم خاتمة البحت“  
(کرامات الصادقین ص ۱۶۳، خزائن ج ۷ ص ۱۶۳)

”آ تھم کی موت کی نسبت پیش گوئی کی گئی تھی۔ جس میں یہ شرط تھی کہ اگر آ تھم صاحب پندرہ مہینہ کی میعاد میں حق کی طرف رجوع کر لیں گے تو موت سے بچ جائیں گے۔“

(تریاق القلوب ص ۱۱، خزائن ج ۵ ص ۱۳۸)

دوسری تاویل یہ گھڑی گئی کہ: ”آ تھم کی موت اس لئے نہیں ہوئی کہ اس نے حق کی طرف رجوع کیا تھا۔“  
(اشتہار ہزاری و دو ہزاری، محمود اشتہار رت ج ۲ ص ۵۷)

رجوع الی الحق کا یہ مطلب تھا کہ وہ عیسائیت کو چھوڑ کر مسلمان ہو جائے۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اول تو پیش گوئی کے الفاظ سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے علاوہ ازیں خود مرزا قادیانی نے یہی مراد انجام آ تھم میں بیان کی ہے کہ: ”پیش گوئی میں یہ صاف شرط موجود تھی کہ اگر (آ تھم) عیسائیت پر مستقیم رہیں گے اور ترک استقامت کے آثار نہیں پائے جائیں گے اور ان کے افعال یا اقوال سے رجوع الی الحق ثابت نہیں ہوگا تو صرف اس حالت میں پیش گوئی کے اندر فوت ہوں گے۔“  
(انجام آ تھم ص ۱۳، خزائن ج ۱ ص ۱۳)

عسل مصفی میں جو مرزا قادیانی نے ایک مرید نے لکھ کر مرزا قادیانی کی خدمت میں پیش کی تھی یہ لکھا ہوا ہے کہ: ”مسٹر عبداللہ آ تھم عیسائی کی نسبت ..... یہ پیش گوئی کی کہ اگر وہ جھوٹے خدا کو نہ چھوڑے گا تو وہ پندرہ ماہ تک باویہ میں گرایا جائے گا۔“ (عسل مصفی ج ۲ ص ۵۸۵)  
مگر ایسا نہیں ہوا۔ اس لئے مرزا قادیانی کی یہ تاویل بھی غلط ہے۔ موت سے ڈرنے کو رجوع الی الحق کہنا انصاف کا خون کرنے کے علاوہ لازم آتا ہے۔ کہ پندت لیکھ رام کے مرنے پر جب مرزا قادیانی کے پاس دھمکی کے خطوط پہنچے تو مرزا قادیانی نے گورنمنٹ سے حفاظتی دستہ کی درخواست کی اور گھر سے تنہا باہر نکلنا چھوڑ دیا تھا۔ تو کہہ دیجئے کہ مرزا قادیانی نے رجوع الی الحق کرتے ہوئے آریہ مذہب قبول کر لیا تھا۔

(دیکھو نور افشاں ص ۲۶۶ نمبر ۲۶۶، اکتوبر، ستمبر و الہامات مرزا ص ۱۱، ۱۲ مصنفہ مولوی ثناء اللہ)

کبھی کہا جاتا تھا کہ جس طرح یونس علیہ السلام کی قوم سے عذاب جاتا رہا تھا۔ اسی طرح آتھم کے ڈرنے کی وجہ سے موت کا عذاب ٹل گیا۔ اس کے جواب میں یہ کہہ دینا کافی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سے وہی وعدہ تھا جو عام طور پر کفار سے ہوا کرتا ہے۔ کہ اگر کفر پر قائم رہے تو عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ مگر وہ کفر سے تائب ہو گئے۔ اس لئے ہلاک بھی نہ ہوئے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ: ”فلولا كانت قرية آمنت فنفعها إيمانها إلا قوم يونس لما امنوا كشفنا عنهم عذاب الخزي في الحياة الدنيا ومتعناهم إلى حين“ (یونس: ۹۸) دوسرے حضرت یونس علیہ السلام نے عذاب آنے کی خبر دی تھی۔ عذاب میں مبتلا ہونے کی پیش گوئی نہیں کی تھی۔ عذاب آیا مگر ایمان لانے اور توبہ کرنے کی وجہ سے نازل شدہ عذاب اٹھالیا گیا۔ جیسا کہ: ”لما آمنوا كشفنا عنهم“ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ: ”فلما دنا الموعداً غامت السماء غيماً أسود ذاد خان شديد فهبط حتى غشى مدينتهم فهابوا فطلبوا يونس فلم يجدوه فأيقنوا صدقه فلبسوا السوح وبرزوا إلى الصعيد بأنفسهم ونسائهم وصبيانهم ودوابهم وفرقوا بين كل والدة وولدها فحن بعضها إلى بعض وعلت الأصوات والعجيج وأخلصوا التوبة وأظهروا الإيمان وتضرعوا إلى الله تعالى فرحمهم وكشف عنهم“

(بیضاوی ج ۱ ص ۳۸۱)

۲..... محمدی بیگم کے شوہر مرزا سلطان محمد کی نسبت یہ پیش گوئی ۱۸۸۸ء میں شائع کی گئی کہ وہ نکاح سے اڑھائی سال تک مرجائے گا اور اگر وہ مقررہ میعاد میں نہ مرا تو مرزا قادیانی جھوٹے ہیں۔ بلکہ یہ بھی لکھ دیا کہ اگر میں (مرزا قادیانی) اس کے سامنے مر گیا تو میرے جھوٹ ہونے کی یہ دوسری نشانی ہوگی۔

۱..... ”پس تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مرجاؤ گے۔ بلکہ تمہاری موت قریب ہے اور ایسا ہی اس لڑکی کا شوہر بھی اڑھائی سال کے اندر مرجائے گا یہ اللہ کا حکم ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۳، خزائن ج ۵ ص ۵۷۳)

۲..... ”اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔“ (اشہاد و درود از جولائی ۱۸۸۸ء، مجلہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۸)

”یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے

بدتر ٹھہروں گا۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۲، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

”اس پیش گوئی کا دوسرا حصہ جو اس کے داماد کی موت ہے۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۳، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۷)

”میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔“

اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آ جائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ اسے ضرور پورا کرے گا۔“ (انجام آتھم ص ۳۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱)

مگر یہ پیش گوئی بھی جو اس تحدی اور مقابلہ کے ساتھ پیش کی گئی تھی پوری نہ ہوئی اور مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا۔ کیونکہ محمدی بیگم کا نکاح مرزا سلطان محمد سے ۱۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو ہوا تھا۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”۱۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو اس لڑکی (محمدی بیگم) کا دوسری جگہ نکاح ہو گیا۔“ (آئینہ کمالات ص ۲۸۰، خزائن ج ۵ ص ۲۸۰)

اس لئے بموجب پیش گوئی اس کو ۲۱ اگست ۱۸۹۳ء میں اس جہان سے رخصت ہو جانا چاہئے تھا۔ جیسا کہ خود مرزا قادیانی تحریر فرماتے ہیں کہ: ”مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی پیش گوئی جو پٹی لاہور کا باشندہ ہے۔ جس کی میعاد آج کی تاریخ سے ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء ہے۔ قریباً مہینہ باقی رہ گئی ہے۔“ (شہادت القرآن ص ۷۹، خزائن ج ۶ ص ۳۷۵)

مگر افسوس مرزا قادیانی کی توقعات کے خلاف ان کی حسرتوں کا خون کرنے کے لئے مرزا سلطان بیگ آج ۵ نومبر ۱۹۳۲ء تک زندہ (بلکہ پاکستان بننے کے بعد تک زندہ) رہے اور ان کی مخطوبہ پر قابض ہے اور مرزا قادیانی صدا ہا حسرت وار مان سے اس جہان سے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں چلتے بنے:

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر

کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا

اس پیش گوئی کے پورے نہ ہونے پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ وہ ڈر گیا تھا اور مرزائی کہتے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کی بزرگی کا قائل ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ مقررہ میعاد میں نہ مرا۔ مگر یہ سب باتیں غلط ہیں۔ کیونکہ اس کا رجوع یا توبہ اسی صورت میں معتبر ہو سکتی ہے۔ جبکہ وہ مرزا قادیانی کی مخطوبہ سے دست بردار ہو جاتا اور اس کو طلاق دے کر مرزا قادیانی کے لئے راستہ صاف کر دیتا۔ کیونکہ اس کا قصور تو دراصل یہی تھا کہ اس نے محمدی بیگم سے نکاح کر لیا۔ جیسا کہ خود



مرزا قادیانی بھی لکھتے ہیں کہ: ”احمد بیگ کے داماد کا یہ قصور تھا کہ اس نے تحویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پرواہ نہ کی۔ خط پر خط بھیجے گئے۔ ان سے کچھ نہ ڈرا پیغام بھیج کر سمجھایا گیا۔ کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی اور احمد بیگ سے ترک تعلق نہ چاہا۔ بلکہ وہ سب گستاخی اور استہزاء میں شریک ہوئے۔ سو یہی قصور تھا کہ پیش گوئی کو سنکر پھر ناطہ کرنے پر راضی ہوئے۔“

(اشتہار انعامی چار ہزار، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۹۵)

علاوہ ازیں اخبار اہل حدیث میں سلطان محمد کی ایک چٹھی شائع ہوئی۔ جس میں اس نے ڈرنے اور مرزا کو بزرگ ماننے سے انکار کیا ہے۔

”جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے جو میری موت کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ میں نے اس میں ان کی تصدیق کبھی نہیں کی۔ نہ میں اس پیش گوئی سے کبھی ڈرا۔ میں ہمیشہ سے اور اب بھی اپنے بزرگان اسلام کا پیرو رہا ہوں۔“

(سلطان محمد بیگ ساکن پٹی ۳ مارچ ۱۹۲۲ء نقل از اخبار اہل حدیث ۱۴ مارچ ۱۹۲۲ء)

پھر جبکہ اس کا مقررہ میعاد میں مرنا تقدیر مبرم تھا۔ تو وہ کسی ڈرنے یا توبہ کرنے سے کیونکر مل سکتا تھا۔

۳..... محمدی بیگم کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا ان پیش گوئیوں میں سے ہے۔ جن پر مرزا قادیانی کے صادق یا کاذب ہونے کا دار و مدار ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں کہ: ”اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (احمد بیگ) کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے درخواست کر اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور پھر تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے۔ جس کے تم خواہش مند ہو۔ بلکہ اس کے علاوہ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے۔ بشرط یہ کہ تم اپنی بڑی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دو۔“

(آئینہ کمالات ص ۵۷۲، ۵۷۳، خزائن ج ۵ ص ۵۷۲، ۵۷۳)

”پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔“

(اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۸)

”خدا تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا

گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں انجام کا تمہارے نکاح میں آئے گی۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵)

مرزا قادیانی کو اس پیش گوئی کے سمجھنے میں کسی قسم کی غلطی نہیں لگی۔ جیسا کہ خود تحریر فرماتے ہیں کہ: ”جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی..... تو اس کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے نبوت پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی۔ اس وقت گویا پیش گوئی آنکھوں کے سامنے آ گئی اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا کہ ”الحق من ربك فلا تكونن من الممترین“ یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے۔ تو کیوں شک کرتا ہے۔“

(ازالہ ص ۳۹۸، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵، ۳۰۶)

اس لئے مرزا قادیانی کو اس نفس پیش گوئی کے پورا ہونے کا اس درجہ یقین کامل ہو گیا تھا کہ آپ نے اس کو صدق و کذب کا معیار قرار دیتے ہوئے وثوق کے ساتھ یہاں تک کہہ دیا۔ ”ھیچ کس باحیلہ خود اور ارد تنواں کردہ، این تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است عنقریب وقت آن خواهد آمد پس قسم آن خدائے کہ حضرت محمد ﷺ را برائے مبعوث فرمودہ اور ابہترین مخلوقات گردانید کہ ایس حق است و عنقریب خواہی دید و من این را برائے صدق خود یا کذب خود معیار میگردانم و من نگفتم الا بعد زآنکہ از رب خود خبر داده شد۔“

(انجام آتھم ص ۲۲۳، خزائن ج ۱۱ ص ۲۲۳)

”میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدا اے قادر علیم اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں تو مجھے نامرادی اور دولت کے ساتھ ہلاک کر۔“

(اشتہار انعامی چار ہزار، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۱۵، ۱۱۶)

”نفس پیش گوئی اس عورت (محمدی بیگم) کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے۔ جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کے لئے الہام الہی میں یہ فقرہ موجود ہے۔ لا تبدل لکلمات اللہ۔ یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔“

(اشتہار ۶ اکتوبر ۱۸۹۴ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۱۱۵، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۳)

”دعوت ربی بالتضرع والا بتهمال ومددت الیہ ایدی السوال  
فالهنی ربی ... انها سیجعل ثیبة ویموت بعلمها وایوها الی ثلاث سنة من يوم  
النکاح ثم نردها الیک بعدموتہما ولا یکون احدهما من العاصمین وقال انا  
رادوها الیک لا تبدیل لکلمات اللہ ان ربک فعال لما یرید“

(کرامات الصادقین، خزائن ج ۷ ص ۱۶۲)

پھر مرزا قادیانی کے بڑھتے ہوئے شوق وصال کو دیکھ کر ان کے ملہم غیبی نے سلطان محمد  
کی منکوحہ ہونے کے باوجود خلاف شرع محمدی بیگم کا نکاح مرزا قادیانی سے کراہی دیا۔ چنانچہ  
مرزا قادیانی ایک البام میں لکھتے ہیں کہ: ”کذبو ابآیاتی کانوا بہا یستہزؤن  
فسیکفیہکم اللہ ویردها الیک امر من لدنا انا کنا فاعلین زوجنا کھا الحق من  
ربک فلا تکنون من الممتزین لا تبدیل لکلمات اللہ ان ربک فعال لما یرید انا  
رادوها الیک“

(انجام آتھم ص ۶۰، ۶۱، خزائن ج ۱۱ ص ۶۰، ۶۱)

”وآر زن راکہ زن احمد بیگ رادختر است بازسوئے تو واپس  
خواہم آورد یعنی چونکہ اواز قبیلہ بیاعت نکاح اجنبی بیروں شدہ باز  
بتقریب نکاح تو بسوئے قبیلہ رد کردہ خواہد شد و در کلمات خدا  
و وعدہائے او هیچ کس تبدیل نتوان کرد“

(انجام آتھم ص ۲۱۶، خزائن ج ۱۱ ص ۲۱۶)

”سچ ہے وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی۔ مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا۔  
جیسا کہ پیش گوئی میں درج ہے۔ وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی۔ جیسا کہ پیش گوئی میں تھا۔ اس  
عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے ہیں۔ ہنسی کی  
گئی ہے۔“

(الحکم ج ۵ نمبر ۲۹ ص ۱۵، ۱۶، ۱۷، اگست ۱۹۰۱ء)

”عورت اب تک زندہ ہے۔ میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی  
یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں۔ ٹلتی نہیں ہو کر رہیں گی۔“

(الحکم ج ۵ نمبر ۲۵ ص ۱۵، ۱۶، ۱۷، اگست ۱۹۰۱ء)

”اور وعدہ یہ ہے کہ پھر وہ نکاح کے تعلق سے واپس آئے گی۔ سو ایسا ہی ہوگا۔“

(الحکم ج ۹ نمبر ۲۳ ص ۲، ۳، جون ۱۹۰۵ء)

پیش گوئی میں اس بات کی تصریح ہونا کہ محمدی بیگم مرزا قادیانی کے نکاح میں ضرور  
آئے گی اور یہ تقدیر مبرم ہے۔ جو ٹل نہیں سکتی اور مرزا قادیانی کا اس پیش گوئی کے سمجھنے میں کسی قسم

کی غلطی نہ کھانا یہ تمام باتیں اس امر کی کھلی ہوئی شہادت ہے کہ محمدی بیگم کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا ضروری تھا اور ان کو محمدی بیگم کی مفارقت کا داغ سینہ پر لے کر کبھی نہ مرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ ایسا ہونے سے نہ صرف مرزا قادیانی کی موت بقول ان کی نامرادی اور ذلت کی موت سمجھی گئی ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کے ساتھ ان کے ملہم کا جھوٹا ہونا بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہونے لگا اور پھر شیطانی الہام کو وحی ربانی بتلانا یہ دوسرا گناہ ہے۔ جو مرزا قادیانی کے سر پر قائم رہا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ان کی نسبت یہ ارشاد ہے۔

”وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ (انعام: ۹۳)“ مرزا قادیانی کو جذبہ عشق سے آخری وقت تک ملاقات کی امید بندھی رہی۔ جذبہ عشق سلامت ہے تو انشاء اللہ کچے دھاگے میں چلے آئیں گے سرکار بندھے۔ لیکن قرآن موجودہ کچھ ایسے یاس انگیز اور نوا میدی کا پہلو لئے ہوئے تھے کہ انہوں نے مرزا قادیانی کو تذبذب میں ڈال دیا۔

بلائے فرقت لیلے وصحبت لیلے

غرض دو گونہ عذاب است جان مجنوں را

اور مجبور ہو کر ان کو یہ الہام ظاہر کرنا پڑا کہ: ”یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ درست ہے۔ مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا۔ خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ”ايتها المرأة توبی توبی فان البلاء علی عقبك“ پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا اور نکاح منہج ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔“

(تمتہ حقیقت الوحی ص ۱۳۲، ۱۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۰)

کیا خوب مجھ کو محروم نہ کر وصل سے او شوخ مزاج

بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں پہلو دنوں

اس الہام میں علاوہ دورنگی اختیار کرنے کے کسی طرح کا سقم اور بدحواسی کا صاف طور پر

پتہ چل رہا ہے۔

.....۱ جب نکاح آسمان پر پڑھا گیا ہے تو اب تاخیر میں کیا چیز پڑ گئی؟

.....۲ دولہا تو بیوی کو طلاق نہ دے اور قاضی جھٹ سے نکاح کو فسخ کر دے۔ یہ

عجیب منطق ہے۔

۳..... توبہ کی شرط لوگ پوری کریں اور نکاح محمدی بیگم کا فسخ ہو جائے۔

۴..... کیا مرزا قادیانی کے ساتھ نکاح ہونا بلاء اور مصیبت تھی۔ جو توبہ کرنے

سے ٹل گئی۔

۵..... عورت کی توبہ تو یہ تھی کہ وہ سلطان محمد کے نکاح سے نکل کر مرزا قادیانی کی

بزم نشاط کی رونق ہوتی۔ غرض معلوم ہوا کہ یہ سب مرزا غلام احمد قادیانی کے شیطانی الہامات تھے۔

جو بیت الفکر میں گھڑے جاتے تھے۔ جادو وہ ہے جو سر چڑھ کے بولے۔ لوسن لو محمد علی امیر جماعت

احمد یہ لاہور کیا فرماتے ہیں کہ: ”یہ سچ ہے کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ نکاح ہوگا اور یہ بھی سچ ہے

کہ نہیں ہوا۔“ (اخبار پیغام صلح لاہور ۱۶ جنوری ۱۹۲۱ء)

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں

زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

س..... جس طرح رسول خدا ﷺ نے فرمایا تھا کہ قیصر اور کسریٰ کے شہر میرے

ہاتھ فتح ہوں گے۔ مگر وہ صحابہؓ کے زمانہ میں فتح ہوئے تھے۔ اسی طرح مرزا قادیانی کے ساتھ نکاح

ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ان کی اولاد میں سے کوئی شخص محمدی بیگم کی اولاد سے عقد کرے گا۔

ج..... نبی عربی ﷺ نے کسی جگہ یہ نہیں فرمایا کہ قیصر و کسریٰ کی حکومت میری

زندگی میں فتح ہو جائے گی۔ بلکہ صحابہؓ کو مخاطب کر کے یہ فرمایا کہ تم ان کے خزانے لوٹو گے اور

تمہارے ہاتھوں ان کے شہر مفتوح ہو کر اسلامی حکومت میں داخل ہوں گے۔ یہ محض نبی عربی ﷺ

پر افتراء ہے اور جب کہ پیش گوئی میں مرزا کے ساتھ تصریح تھی اور مرزا قادیانی کو اس کے سمجھنے

میں کسی قسم کی غلط فہمی بھی نہیں ہوئی تو پھر ایسی رکیک اور لچر تاویلیں کرنی سراسر مضحکہ خیز ہیں۔

پیشگوئی ڈاکٹر عبدالحکیم

۴..... ”ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیلوی نے مرزا قادیانی کے متعلق یہ الہام شائع

کیا تھا کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے ۱۴ ماہ تک مرزا امر جائے گا۔ مرزا قادیانی نے اس کے جواب میں

ایک اشتہار بعنوان تبصرہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو شائع کیا۔ جس میں ڈاکٹر صاحب کے متعلق یہ پیش گوئی

تحریر فرمائی:

”اپنے دشمن کو کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لے گا۔ میں تیری عمر کو بڑھاؤں گا۔ یعنی

دشمن تو کہتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینہ تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔ یا ایسا ہی جو

دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں ان سب کو جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو میں بڑھا دوں گا۔ تاکہ

معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔“

آگے لکھتے ہیں کہ: ”یہ عظیم الشان پیش گوئی ہے۔ جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت اور میرا اقبال اور دشمن کا ادا بار بیان فرمایا ہے اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے۔ مگر میری نسبت لکھا ہے کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جائے گا اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہوگی اور دشمن جو میری موت جانتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے رو برو اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔“ اس کے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم نے ایک اور اشتہار شائع کیا جس میں لکھا تھا کہ: ”مرزا قادیانی مورخہ ۱۲/ اگست ۱۹۰۸ء تک مر جائے گا۔“

(دیکھو چہ شہ معرفت ص ۳۲۱، ۳۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۳۲۷)

آخر کار ڈاکٹر صاحب کی پیش گوئی کے ماتحت مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اگلے جہان کی طرف سد ہار گئے اور ڈاکٹر صاحب کے مقابلہ میں اپنا یہ قول سچا کر کے دکھا گئے۔ ”رب فرق بین صادق و کاذب انت بری کل مصلح و صادق“ اے اللہ سچے اور جھوٹے کے درمیان فرق کر کے دکھا دے کہ تو مصلح اور سچے کو دیکھتا ہے۔“ (نقل از اشتہار مرزا قادیانی مورخہ ۱۶/ اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۲۳/ جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۶۰)

۵۔ مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے متعلق (۱۵/ اپریل ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸) کو ایک اشتہار بعنوان ”مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ“ شائع کیا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ: ”اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔۔۔۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے شرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید کرتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر یہ پیش گوئی نہیں۔ بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا

ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین انگریز میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون اور ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میری رو برو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے۔ جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یارب العالمین۔۔۔۔۔ اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کا تیری جناب میں ملتی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے۔ یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو بتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر ”آمین ثم آمین ربنا افتح بیننا و بینا قو منا۔۔۔ الخ“

مرزا قادیانی نے یہ پیش گوئی شروع میں بطریق دعا شائع کی تھی۔ لیکن پھر اس کی قبولیت کا الہام ہو گیا۔ اس لئے یہ پیش گوئی بھی الہامی ہی سمجھنی چاہئے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا۔ اجیب دعوة الداع صوفیاء کے یہاں بڑی کرامت استجابت دعا ہے باقی سب اس کی شاخیں۔“ (البدور مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء)

مرزا قادیانی اس پیش گوئی کے مطابق مولوی ثناء اللہ صاحب صادق کی زندگی میں آسمانی مرض ہیضہ یا ایلاؤس میں ہلاک ہو کر دنیا پر اپنا مفسد کذاب مفتوی علی اللہ ہونا ثابت کر گئے۔

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر  
کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا

۶۔۔۔۔۔ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء کو مرزا قادیانی نے ایک اشتہار دیا۔ جس میں اپنی صداقت پر خدا تعالیٰ سے بڑی گریہ و زاری کے ساتھ ایک آسمانی نشان طلب کیا جس کے ظہور کی مدت ۳ سال تک رکھی اور اس دعا کی قبولیت یا عدم قبولیت کو اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”اے میرے مولا قادر خدا اب مجھے راہ بتلا۔۔۔۔۔ اگر میں تیری جناب میں

مستجاب الدعوات ہوں تو ایسا کر کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے آخر دسمبر ۱۹۰۲ء تک میرے لئے کوئی اور نشان دکھلا اور اپنے بندے کے لئے گواہی دے۔ جس کو زبانوں سے کچلا گیا ہے۔ دیکھ میں تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اٹھاتا ہوں کہ تو ایسا ہی کر۔ اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں..... تو ۳ سال میں جو آخر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جائیں گے۔ کوئی ایسا نشان دکھلا کہ جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔“ (اشتہار ۵ نومبر ۱۸۹۹ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۷۸)

گویہ الفاظ دعائیہ ہیں۔ مگر مرزا قادیانی نے (اعجاز احمدی کے ص ۸۸، خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۲) پر اس کو پیش گوئی لکھا ہے۔

پھر مرزا قادیانی کی دعا کوئی معمولی دعا نہ تھی۔ جو مقبول نہ ہوتی۔ اس کے لئے قبولیت لازم تھی۔ چنانچہ اسی اشتہار میں لکھا ہے کہ: ”مجھے بار بار خدا تعالیٰ مخاطب کر کے فرما چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں سنوں گا۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۷۸)

پھر آپ اسی اشتہار میں لکھتے ہیں کہ: ”اگر تو (اے خدا) تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء تک پورے ہو جائیں گے۔ میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی نشان نہ دکھلاوے اور اپنے بندوں کو ان لوگوں کی طرح رد کرے۔ جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن اور مفسد ہیں تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہ سمجھوں گا اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھ لوں گا۔ جو میرے اوپر لگائے جاتے ہیں..... میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں۔ جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۷۷، ۱۷۸)

لاریب فیہ ہر کہ شک آرد کافر گردد!

جب ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء تک کوئی نشان آسمانی ظاہر نہ ہوا تو مرزا قادیانی نے مسیحیت جاتی ہوئی دیکھ کر فوراً ایک رسالہ اعجاز احمدی شائع کر دیا۔ جس میں لکھا کہ اگر مولوی ثناء اللہ اتنی ضخامت کا رسالہ اردو عربی تنظیم میں بنا کر پانچ روز میں پیش کر دے تو میں اس کو دس ہزار روپیہ انعام میں دوں گا اور اگر وہ عاجز ہو گیا تو میری سہ سالہ میعاد والی پیش گوئی پوری ہو جائے گی۔

(ملخص اشتہار ملحقہ اعجاز احمدی ص ۸۹، ۹۰، خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۲ تا ۲۰۵)

سبحان اللہ (خن فہمی عالم بالا معلوم شود) سوال تھا ایسے آسمان نشان کا جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر وہ نشان تو مرزا قادیانی کی دعا کی وجہ سے کہ مفتری اور کذاب کو نہ ملنا چاہئے نہ ملا اور



ناحق مرزا قادیانی کے انسانی ہاتھوں پر نشان دہی کا بار ڈال دیا۔ پھر نشان بھی دیا تو ایسا نور بھرا کہ جس میں عروسی، صرخی، نحوی، اغلاط بھریں پڑیں ہیں۔ اگر کسی کو دیکھنے کا شوق ہو تو الہامات مرزا اور سیف چشتیائی وغیرہ دیکھ لے۔ پھر جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۲۵ نومبر ۱۹۰۲ء کو بذریعہ اشتہار قصیدہ اعجازیہ کے اغلاط بیان کرتے ہوئے ان سے اس امر کا مطالبہ کیا کہ مہینوں کی کوشش کے بعد ایک رسالہ تیار کر کے اس کا جواب پانچ روز میں مانگنا انصاف کے خلاف ہے۔ اس لئے زانو بزانو بیٹھ کر عربی اردو تحریر کا نظم و نشر میں مقابلہ کر لیا جائے تو سوائے سکوت کے کوئی جواب نہ ملا اور مولوی ثناء اللہ صاحب یہ شعر ہی گنگناتے رہے:

بنائی آڑ کیوں دیوار گھر کی  
نکل دیکھیں تیری ہم شعر خوانی

ہم تو مرزا قادیانی کے پیش کردہ معیار کے موافق ان کے لئے وہی القابات تحریر کریں گے جو مرزا قادیانی نے اس پر پورے نہ اترنے والے کے لئے مفتری، کذاب، خائن، مفسد، دجال شریر وغیرہ منتخب کئے تھے۔ مصرعہ آنچہ اسناد ازل گفت ہماں میگویم اور مرزائی اگر ناخلف نہیں ہیں اور مرزا کو سچا سمجھتے ہیں تو ان کو بھی اس میں ہمارا ہم نوا ہونا چاہئے۔ ورنہ ہم تو یہی کہیں گے جو اس پر بھی نہ سمجھے تو اس بت کو خدا سمجھے۔

”افلا يتدبرون القرآن ام على قلوب اقفالها“ (نساء: ۸۲)

## فصل نمبر ۴

### تردید صداقت مرزا قادیانی

تحریف: ا۔۔۔ ”لو تقول علينا بعض الاقاويل لا خذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين“ الحاقہ: ۴۶، ۴۷ اور اگر وہ (محمد ﷺ) ہم پر بعض افتراء باندھتے تو ہم ان کو داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی شہ رگ کاٹ ڈالتے۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”اگر اس مدت تک اس مسیح کا بلاکت سے امن میں رہنا اس کے صادق ہونے پر دلیل نہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کا ۲۳ برس تک موت سے بچنا آپ کے سچا ہونے پر بھی دلیل نہیں۔ یہ قرآنی استدلال بدیہی الظہور جب ہی ٹھہر سکتا ہے۔ جبکہ یہ قاعدہ کلی مانا جائے کہ خدا مفتری کو کبھی مہلت نہیں دیتا۔۔۔۔۔ آج تک علماء

امت سے کسی نے یہ اعتقاد ظاہر نہیں کیا کہ کوئی مفتری علی اللہ تیس برس تک زندہ رہ سکتا ہے۔۔۔۔۔  
میرے دعوے کی مدت تیس برس ہو چکی ہے۔“

(ضمیمہ تحفہ کوثر ویہ موسومہ اشتہار پانچ سورہ پیہ ص ۴، خزائن ج ۷ ص ۴۲، ۴۳)

اسی کتاب کے ص ۲ پر لکھا ہے کہ: ”شرح عقائد نسفی میں بھی عقیدے کے رنگ میں اس  
دلیل کو لکھا ہے۔“ (تحفہ کوثر ویہ ص ۲، خزائن ج ۷ ص ۴۰)

اور توریت میں بھی یہی درج ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے۔

تحقیق..... یہ آیت رسول اللہ ﷺ کی شان میں اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے نازل  
ہوئی کہ اگر وہ اللہ سبحانہ کی طرف بعض باتوں کی جھوٹی نسبت کر دیتے تو ان کو فوراً ہلاک کر دیا جاتا  
اور ایک زمانہ دراز تک کبھی مہلت نہ دی جاتی اور سورہ بنی اسرائیل میں اسی فیصلہ کو وضاحت کے  
ساتھ اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ: ”وَأَن كُذِّبُوا لِيُفْتَنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ  
لَتُفْتَرَى عَلَيْنَا غَيْرُهُ وَإِذَا اتَّخَذُوا خَلِيلًا . وَلَوْلَا أَن ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ  
إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا . إِذَا لَا ذَنْبَكَ ضَعُفَ الْحَيَوةُ وَضَعُفَ الْمَادَّةُ ثُمَّ لَا تَجِدُ عَلَيْنَا  
نَصِيرًا (بنی اسرائیل: ۷۳، ۷۴، ۷۵)“ یعنی قریب تھا کہ کفار تجھے وحی الہی سے ہٹا کر افتراء  
پر دازی پر مائل کر دیں۔ اس صورت میں وہ تجھے اپنا دوست بنا لیتے۔ اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ  
رکھتے تو آپ کچھ نہ کچھ ان کی طرف مائل ہو جاتے۔ مگر اس وقت ہم آپ کو دنیا اور آخرت میں دگنا  
عذاب دیتے۔ جس پر تجھے کوئی مددگار نہ ملتا۔

معلوم ہوا یہ ایک خاص واقعہ ہے۔ اس میں کوئی لفظ کلیت یا عموم پر دلالت کرنے والا  
موجود نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے اس کو عام ضابطہ یا قائدہ کلیہ قرار دیا جائے۔ شرح عقائد نسفی میں  
علامہ افتخارانی کا بھی یہی مطلب ہے۔ کیونکہ وہ جامع کمالات فاضلہ اور اخلاق عظمیہ سے رسول  
اللہ کی نبوت پر استدلال کر رہے ہیں۔ ہر مدعی نبوت کی نبوت کو اس سے ثابت نہیں کرتے۔  
جیسا کہ اس عبارت سے ظاہر ہے۔ ”قَدْ يَسْتَدِلُّ أَرْبَابُ الْبَصَائِرِ عَلَى نُبُوَّةِ بَوَّاهِينَ  
أَحَدُهُمَا بِالتَّوَاتُرِ مِنْ أَحْوَالِهِ قَبْلَ النُّبُوَّةِ وَهَالِ الدَّعْوَةِ وَبَعْدَ تَمَامِهَا وَاخْلَاقِهِ  
الْعَظْمَةِ وَاحْكَامِهِ الْحَكْمِيَّةِ وَاقْدَامِهِ حَيْثُ تَحْجُمُ الْإِبْطَالُ وَوَثُوقُهُ بِعَصْمَةِ اللَّهِ  
تَعَالَى فِي جَمِيعِ الْأَحْوَالِ وَثَبَاتِهِ عَلَى حَالِهِ لَدَى الْإِهْوَاءِ بِحَيْثُ لَمْ تَجِدْ أَعْدَاؤَهُ  
مَعَ شِدَّةِ عِدَاوَتِهِمْ وَحِرْصِهِمْ عَلَى الطَّعْنِ فِيهِ مَطْعَنًا وَلَا إِلَى الْقَدْحِ فِيهِ سَبِيلًا  
فَإِنَّ الْعَقْلَ يَجْزِمُ بِامْتِنَاعِ اجْتِمَاعِ هَذَا الْأَمْرِ فِي غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنْ يَجْمَعُ

اللہ تعالیٰ ہذہ الکمالات فی حق من یعلم انه یفتری علیہ ثم یمہلہ ثلاثا وعشرین سنۃ“ (شرح عقائد نسفی مجتبائی ص ۱۳۶، ۱۳۷، مبحث النبوات)

اس میں جملہ ضمیرین رسول اللہ ﷺ کی طرف راجع کی گئیں ہیں اور انبیاء علیہم السلام میں سے وہی جامع کمالات اور اخلاق عظیمہ کے ساتھ متصف ہیں۔ جیسا کہ: ”بعثت لا تتم حسن الاخلاق“ (الحديث مؤطا ص ۷۰۵ باب فی حسن الخلق) و آیت ”انک لعلی خلق عظیم“ (القلم: ۴) سے ظاہر ہے۔ اس لئے شرح عقائد کی عبارت کو معیار نبوت میں کلیہ پیش کرنا ہرگز صحیح نہیں اور اگر آیت کی دلالت بالفرض کلیت پر تسلیم کر لی جائے تو رسول اللہ ﷺ کے حالات کو سامنے رکھ کر کلیت اخذ کرنی پڑے گی۔ جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے ۲۳ سالہ مہلت اور نبی کاذب کی قید آنحضرت ﷺ کے حالات ہی سے اربعین وغیرہ میں لگائی ہے۔ ورنہ آیت میں وحی نبوت اور ۲۳ سال مدت کی کوئی قید مذکور نہیں ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: ”خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے۔ اب اس کے مقابل میں یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا یا روشن دین جالندھری نے دعویٰ کیا۔ اور وہ ہلاک نہیں ہوئے۔ یہ ایک دوسری حماقت ہے۔ جو ظاہر کی جاتی ہے۔ پہلے ان لوگوں کی خاص تحریر سے ان کا دعویٰ ثابت کرنا چاہئے۔ کہ میں خدا کا رسول ہوں۔۔۔۔۔ کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے۔“ (ضمیر اربعین نمبر ۳ ص ۱۱، خزائن ج ۷ ص ۴۷۷)

۲۔۔۔۔۔ ”ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افتراء کر کے۔۔۔۔۔ تیس برس تک مہلت پاسکے۔ ضرور ہلاک ہوگا۔“ (اربعین نمبر ۴ ص ۵، خزائن ج ۷ ص ۴۳۴)

۳۔۔۔۔۔ ”یہی قانون خدا تعالیٰ کی قدیم سنت میں داخل ہے کہ وہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے کو مہلت نہیں دیتا۔“ (تحفہ قیصریہ ص ۶، خزائن ج ۲ ص ۲۵۸)

جس طرح نبوت اور تیس سالہ مدت کی قید رسول اللہ ﷺ کے حالات سے لگائی گئی ہے۔ اسی طرح سچے اور صادق ہونے کی قید کا اضافہ کرنا بھی ضروری ہوگا اور اس وقت آیت کا مفاد یہ ہوگا کہ جو سچا نبی کسی غیر نازل شدہ حکم کی جھوٹی نسبت اللہ سبحانہ کی طرف کرے گا وہ ہلاک کیا جائے گا اور آیت میں بعض الاقوال کی قید کا فائدہ بھی اسی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ جب کہ نبی سے سچا نبی مراد لیا جائے ورنہ جھوٹے مدعی نبوت کی ہر وہ بات جس کو وحی الہی کہتا ہے۔ جھوٹی ہے اور یہی مطلب توریت کی آیت کا ہے۔ خود مرزا قادیانی نے بھی اس ضابطہ میں صادق نبی ہونے کی شرط کو ملحوظ رکھا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: ”میں بار بار کہتا ہوں کہ صادقوں کے لئے

آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر تیس برس مہلت پاسکے۔“ (البعین نمبر ۲ ص ۵، خزائن ج ۱ ص ۴۴۴)

معاملات دنیوی میں بھی اس بہروپیہ سے جو حاکم کے بہروپ میں کوئی حکم نافذ کرے مواخذہ نہیں ہوتا۔ مگر ایک سرکاری عہدہ دار حکومت سے حکم و احکام حاصل کرنے کے بغیر اگر کوئی حکم نافذ کرے گا تو حکومت اس سے باز پرس کرے گی۔ شرح عقائد میں ۲۳ سال مہلت اگر معیار بن سکتی ہے تو فی الجملہ اسی طرح بن سکتی ہے کہ اس کے ساتھ دیانت اور اتقاء راست گفتاری استقامت توکل علی اللہ وغیرہ کو مدعی نبوت میں ثابت کیا جائے۔ جیسا کہ شرح عقائد میں کہا گیا ہے اور یہ شرط مرزا قادیانی میں کلیۃً مفقود ہے۔ شرح عقائد کی ایک بات کو ماننا اور جو اپنے خلاف ہو۔ اس کا نام نہ لینا کہاں کا انصاف ہے اور جو مدعیان کاذب ہیں۔ ان کی سزا دنیا میں کوئی نہیں بیان کی گئی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ: ”وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَوْ تَرَىٰ إِذَا لُظَالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرَجُوا أَنْفُسَكُمْ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ“ (انعام: ۹۳)

اس میں مقررہ وقت پر موت آنے کے علاوہ نبوت کے جھوٹے دعویدار کی کوئی سزا دنیوی بیان نہیں کی۔ بلکہ سورہ اعراف میں ہے کہ ایسے مفتری کی عمر مقررہ مدت تک پوری کر دی جائے گی۔ ”فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ أُولَٰئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيبُهُمْ مِنَ الْكِتَابِ (اعراف: ۳۷)“ جلالین میں من الکتاب کی یہ تفسیر کی ہے کہ: ”مما كتب لهم في اللوح المحفوظ من الرزق والنسب وغير ذلك“ (جلالین ص ۱۳۲)

لہذا یہ کہنا کہ نبوت کے جھوٹے مدعی کو ہلاک کرنا خدا کی سنت ہے۔ بالکل غلط اور سرتاپا جھوٹ ہے اور اگر مان لیں کہ جھوٹے مدعی نبوت کو ۲۳ برس تک مہلت نہیں ملتی تو پھر بھی مرزا قادیانی کاذب کے کاذب ہی رہتے ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ ۱۹۰۲ء میں کیا تھا۔ جیسا کہ مرزا محمود جانشین مرزا نے القول الفصل کے ص ۲۴ پر لکھا ہے کہ: ”ترياق القلوب کی اشاعت تک جو اگست ۱۸۹۹ء سے شروع ہوئی اور ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ختم ہوئی۔ آپ کا (مرزا قادیانی) کا یہی عقیدہ تھا کہ..... آپ کو جو نبی کہا جاتا ہے یہ ایک قسم کی جزوی نبوت ہے۔ ۱۹۰۲ء کے بعد میں آپ کو خدا کی طرف سے معلوم ہوا کہ آپ نبی ہیں اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل قریب ساڑھے دس بجے مرزا قادیانی مرض ہیضہ سے لاہور میں ہلاک ہوئے۔ اس دعویٰ

نبوت کی کل مدت چھ برس ہوئی۔ مگر اربعین نمبر ۴ ص ۶ کی رو سے سچے نبی کی مدت تیس برس ہونی چاہئے جو مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتی۔ اس لئے آپ جھوٹے کے جھوٹے ہی رہے۔ جب کہ یہ آیت مرزا قادیانی کے خیال میں نبوت کا معیار ہے تو لاہوری پارٹی کا اس آیت سے مرزا قادیانی کی صداقت پر استدلال کرنا ان کے دعوے نبوت کو تسلیم کرنا ہے۔ جس کو وہ اپنے خیال میں افتراء سمجھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ محمد علی امیر جماعت لاہور لکھتا ہے کہ: ”جو شخص اس امت میں سے دعویٰ نبوت کرے۔ کذاب ہے۔“ (النبوة الاسلامیہ ص ۸۹، باب سوم ختم نبوت)

بلکہ جس کا دعوے نبوت نہ ہو اس کی صداقت پر اس آیت کو پیش کرنے والا بقول مرزا قادیانی بے ایمان ہے۔ ”بے ایمانوں کی طرح قرآن شریف پر حملہ کرنا ہے اور آیت لوتقول کو ہنسی ٹٹھہا میں اڑانا۔“ (ضمیمہ اربعین ص ۱۲، خزائن ج ۷ ص ۴۷۷)

اور یہ کہنا کہ مفتری کے لئے قتل ہونا ضروری ہے اور مرزا قادیانی قتل نہیں ہوئے۔ اس لئے وہی سچے تھے۔ کئی وجہ سے غلط ہے۔

۱..... قرآن شریف میں قتل کی کوئی قید نہیں۔

۲..... خود مرزا قادیانی نے مفتری کی سزا موت بتائی ہے۔ قتل نہیں کہا۔

”اگر وہ ہم پر افتراء کرتا تو اس کی سزا موت تھی۔“

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۳، خزائن ج ۷ ص ۳۸)

”اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کا تیس برس تک موت سے بچنا آپ کے سچا ہونے پر بھی دلیل نہیں۔“ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۳، خزائن ج ۷ ص ۴۲)

۳..... مرزا قادیانی نے (ضمیمہ اربعین میں استثناء، باب ۱۸ آیت ۲۰ تا ۲۸) سے

استدلال کیا ہے کہ جھوٹا نبی میت (یعنی مرجائے گا) اور اس بات کے ثبوت میں کہ میت کے معنی عبرانی زبان میں مرنے کے ہیں۔ مرزا قادیانی نے یہ عبارت لکھی ہے کہ: ”جب میں صبح کو اٹھی کہ بچے کو دودھ دوں تو وہینہ میت دیکھو وہ مرا پڑا تھا۔“ (ضمیمہ اربعین ص ۹، خزائن ج ۷ ص ۴۵)

آگے لکھتے ہیں کہ: ”میت جس کا ترجمہ پادریوں نے قتل کیا ہے بالکل غلط ہے۔ عبرانی

لفظ میت کے معنی ہیں۔ مرگیا یا مرا ہوا ہے۔“

معلوم ہوا کہ مدعی کاذب کا قتل ہونا ضروری نہیں بلکہ مرزا قادیانی کے خیال میں تیس برس سے پہلے مرجانا بھی اس کے کذب کی دلیل ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی بموجب اپنے فیصلہ کے کاذب ٹھہرے۔“

۴..... ”قتل ہونا کاذب ہونے کی نشانی نہیں ہے۔ قرآن شریف میں یہودیوں

کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔ ”قتلہم الانبیاء بغیر الحق“ (النساء: ۱۵۵) اگر جھوٹے مدعی کو قتل کیا جاتا تو ان کی کبھی مذمت نہ کی جاتی اور نہ ایسے قتل کو قتل ناحق کہنا صحیح ہوتا۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”اے بنی اسرائیل کیا تمہاری یہ عادت ہو گئی کہ ہر ایک رسول جو تمہارے پاس آیا تو تم نے بعض کی ان میں سے تکذیب کی اور بعض کو قتل کر ڈالا۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴، خزائن ج ۵ ص ۳۴)

۵..... ایسی نشانی جس کا ظہور آغاز نبوت سے ۲۳ برس بعد ہو صدق و کذب کا

معیار نہیں بن سکتی۔ ورنہ تیس سال تک نبوت کا ثبوت ہی موقوف رہے گا اور ایک نبی اس سے پہلے کبھی نبی نہیں بن سکے گا اور نہ اس عرصہ میں مرنے والے کافر یا مسلمان کہلانے کے مستحق ہوں گے۔ اس سے مرزا قادیانی کی یہ شرط بالکل غلط ہے کہ: ”وہاں اس بات کا واقعی طور پر ثبوت ضروری ہے کہ اس شخص نے..... تیس برس کی مدت حاصل کر لی۔“

(اربعین ص ۳، خزائن ج ۷ ص ۴۰۹)

اور اگر یہ سزا مطلق الہام کے جھوٹے مدعی کے لئے ہے اور دعوے نبوت اس میں کوئی شرط نہیں تو چاہئے تھا کہ دنیا میں جھوٹے مدعیان الہام کو ۲۳ سال کی مہلت کبھی نہ ملتی۔ باوجود یہ کہ دنیا کی تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ پہلے مدعیان الہام کو مرزا قادیانی سے زیادہ کامیابی نصیب ہوئی اور ان کو مہلت کا زمانہ مرزا قادیانی کے زمانہ مہلت سے زیادہ ملا۔ چنانچہ:

۱..... حسن بن صباح نے ۴۸۳ھ میں الہام کا دعویٰ کیا ۵۱۸ھ میں دعوے کے

۲۵ سال بعد مرا اور ایک کثیر جماعت تبعین کی چھوڑی۔

۲..... مسیلمہ کذاب نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں نبوت کا دعویٰ کیا اور

تھوڑے عرصہ میں بہت سے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔

جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اس کو قتل کرنے کے لئے

خالد بن ولیدؓ کی سرگردگی میں مسلمانوں کا لشکر بھیجا۔ تو مسیلمہ کذاب ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک لاکھ کی جمیعت لے کر میدان میں نکلا اور شکست کھا کر مارا گیا۔

۳..... عبدالمومن افریقی نے ۲۷۷ھ میں مہدیت کا دعویٰ کیا اور ۲۳ برس بعد

۳۰۰ھ میں مرا۔

۴..... عبداللہ بن تو مرت مہدی بن کر ۲۵ برس تک تبلیغ کرتا رہا اور جب کافی جمیعت اکٹھی کر لی تو سلطنت حاصل کر کے ۲۰ سال حکومت کی اور مر گیا۔

۵..... سید محمد جو پوری نے سکندر لودھی کے زمانہ ۹۰۱ھ میں مکہ معظمہ پہنچ کر بیت اللہ میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور ۹۰۱ھ تک اپنے وطن میں واپس آ کر مذہب کی تبلیغ کرنی شروع کی۔ جس سے راجپوتانہ گجرات کا ٹھیا واڑ سندھ میں بہت سے لوگوں نے اس کی بیعت اختیار کر لی۔ اس قسم کی اور بہت سی مثالیں تاریخی کتابوں میں موجود ہیں اور مطلق مفتری علی اللہ کی بھی یہ سزا نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ جو آئے دن توریت و انجیل میں تحریفیں کر کے محرف حصہ کو اللہ کی آیتیں کہتے رہے ہیں۔ آج تک ہلاک نہیں ہوئے اور نہ قرآن عزیز میں ان کی کوئی دنیاوی سزا بیان فرمائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ”و یقولون ہو من عند اللہ وما ہو من عند اللہ و یقولون علی اللہ الکذب و یعلمون“ (آل عمران: ۷۸) عام کافروں کی نسبت ارشاد ہے۔ ”یفترون علی اللہ الکذب (مائدہ: ۱۰۰) پھر بھی ان کو کوئی دنیاوی سزا نہیں ملتی بلکہ ایسے لوگوں کو مہلت دی جاتی ہے۔ سچ ہے کذابوں، جالوں کی رسی دراز ہے مولانا فرماتے ہیں کہ:

تو مشو مغرور برحلم خدا  
دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

پھر مرزا قادیانی نے ۲۳ برس کی مدت ابتداء تجویز نہیں کی بلکہ جتنا زمانہ ان کے دعوے کو گذرتا گیا اتنی ہی مدت بڑھاتے رہے۔ پہلے یہ خیال تھا کہ مفتری علی اللہ کو فوراً اور دست بدست سزا دی جاتی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: ”قرآن شریف کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا مفتری اس دنیا میں دست بدست سزا پالیتا ہے۔“ (انجام آتھم ص ۴۹ خزائن ج ۱۱ ص ۴۹)

”وہ پاک ذات جس کے غضب کی آگ وہ صاعقہ ہے کہ ہمیشہ جھوٹے ملہموں کو بہت جلد کھاتی رہی ہے..... بے شک مفتری خدا کی لعنت کے نیچے ہے..... اور جلد مارا جاتا ہے۔“

(انجام ص ۵۰، خزائن ج ۱۱ ص ۵۰)

”تورات اور قرآن شریف دونوں گواہی دے رہے ہیں کہ خدا پر افتراء کرنے والا جلد

(انجام ص ۶۳، خزائن ج ۱۱ ص ۶۳)

تباہ ہوتا ہے۔“

پھر نشان آسمانی مطبوعہ جون ۱۸۹۲ میں لکھتے ہیں کہ: ”دیکھو خدا تعالیٰ قرآن کریم میں

صاف فرماتا ہے کہ جو میرے پر افتراء کبرے اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں اور میں جلد مفتری کو

پکڑتا ہوں اور اس کو مہلت نہیں دیتا۔ (قرآن میں ایسا کہیں نہیں آیا) لیکن اس عاجز کے دعوے مجدد اور مثیل مسیح ہونے پر اب بفضلہ تعالیٰ گیارہواں برس جاتا ہے کیا یہ نشان نہیں۔“

(نشان آسمانی ص ۳۷، خزائن ج ۴ ص ۳۹۷)

پھر اس کے آٹھ ماہ بعد آئینہ کمالات مطبوعہ فروری ۱۸۹۳ء میں لکھا ہے کہ: ”یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کام انسان کا ہوتا تو..... اپنی اس عمر تک ہرگز نہ پہنچتا جو بارہ برس کی مدت اور بلوغ کی عمر ہے۔“

(آئینہ کمالات ص ۵۴، خزائن ج ۵ ص ۵۴)

پھر انوار الاسلام مطبوعہ ۵ دسمبر ۱۸۹۴ء میں ایک سال نو ماہ بعد تحریر فرماتے ہیں کہ: ”یا کبھی خدا نے کسی جھوٹے کو ایسی لمبی مہلت دی ہے کہ وہ بارہ برس سے برابر الہام اور مکالمہ الہیہ کا دعویٰ کر کے دن رات خدا تعالیٰ پر افتراء کرتا ہو اور خدا تعالیٰ اس کو نہ پکڑے۔ بھلا اگر کوئی نظیر ہے تو بیان کریں۔“ (اس کی نظریں گزر چکی ہیں)

(انوار الاسلام ص ۵۰، خزائن ج ۹ ص ۵۱)

اس کے ۵ ماہ بعد ضیاء الحق مطبوعہ بارہ مئی ۱۸۹۵ء کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ: ”خدا تعالیٰ نے آج سے سولہ برس پہلے الہام مندرجہ براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھا..... اور خدا نے بھی اس قدر لمبی مہلت دے دی۔ جس کی دنیا میں..... نظیر نہیں۔“

(ضیاء الحق ص ۶۰، خزائن ج ۹ ص ۳۰۸)

نوٹ! براہین احمدیہ ۱۸۸۰ء ۱۸۸۲ء کی تالیف ہے۔

(دیکھو نزول المسیح ص ۱۱۹، خزائن ج ۸ ص ۴۹۷ حاشیہ)

اور ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۱ء میں مرزا قادیانی نے (فتح الاسلام ص ۱۷، خزائن ج ۳ ص ۱۱) اور

(ازالہ اوہام ص ۲۶۱، خزائن ج ۳ ص ۲۳۱) میں مسیحیت کا دعویٰ کیا۔

پھر قریباً ڈیڑھ سال بعد انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۷ء میں رقم طراز ہیں کہ: ”میرے دعویٰ الہام پر قریباً بیس برس گزر گئے۔“

(انجام آتھم ص ۴۹، خزائن ج ۱۱ ص ۴۹)

”کیا یہی خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ ایسے کذاب اور بے باک اور مفتری کو جلد نہ

پکڑے۔ یہاں تک کہ بیس برس سے زیادہ عرصہ گزر جائے۔“ (انجام آتھم ص ۵۰، خزائن ج ۱۱ ص ۵۰)

اور (سراج منیر ص ۲، خزائن ج ۱۲ ص ۲ مطبوعہ ۱۸۹۷ء) میں پچیس سال لکھے ہیں:

”کیا کسی کو یاد ہے کہ کاذب اور مفتری کو افتراؤں کے دن سے پچیس برس تک کی

مہلت دی گئی ہو، جیسا کہ اس بندہ کو۔“ ایک ہی سال میں بیس اور اسی میں پچیس کے جھوٹ کو

مرزائی صاحبان سچ کر کے دکھا دیں گے؟۔



پھر عجیب بات یہ ہے کہ ۱۹۰۰ء میں الہام کی مدت ۲۴ سال بتا رہے ہیں۔ ”کیا کسی ایسے مفتری کا نام بطور نظیر پیش کر سکتے ہو۔ جس کو افتراء اور دعویٰ دئی اللہ کے بعد میری طرح ایک زمانہ دراز تک مہلت دی گئی ہو..... یعنی قریباً ۲۴ برس گزر گئے۔“

(اشتہار مطبوعہ ۱۹۰۰ء معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت حصہ ۹ ص ۲۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۶۸)

پھر اربعین مطبوعہ ۱۹۰۰ء میں قریباً تیس برس لکھتے ہیں کہ: ”قریب تیس برس سے یہ دعویٰ مکالمات الہیہ شائع کیا گیا ہے۔“ (اربعین نمبر ۳ ص ۷، خزائن ج ۷ ص ۳۹۲)

اور ۱۹۰۲ء میں تیس ہی برس رہ جاتے ہیں۔ ”مفتری کو خدا جلد پکڑتا ہے اور نہایت ذلت سے ہلاک کرتا ہے۔ مگر تم دیکھتے ہو کہ میرا دعویٰ منجانب اللہ ہونے کے تیس برس سے بھی زیادہ ہے۔“

(تذکرۃ الشہادتین ص ۶۳، خزائن ج ۲۰ ص ۲۴، ونحو ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۳، خزائن ج ۷ ص ۳۰ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

مہلت کی مدت میں اختلاف بیانی اختیار کرنے کی یہ وجہ ہے کہ اگر پہلے ہی تیس سال مہلت کی شرط لگا دیتے تو لوگوں کی طرف سے قتل ہو جانے کا خطرہ زیادہ لاحق ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کا نام تک نہ لیا اور جو وقت گورنمنٹ برطانیہ کی مہربانی سے ان کے زیر سایہ گذرتا رہا۔ اسی کو معیار صداقت بناتے رہے۔ اب تو بقول اکبر الہ آبادی یہ حال ہے۔

گورنمنٹ کی خیر یارو مناء  
گلے میں جو اتریں وہ تانیں آڑاؤ  
کہاں ایسی آزادیاں تھیں میسر  
انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ

س۔۔۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ: ”هذا ذكره على سبيل التمثيل بما

يفعله الملوک بمن يتکذب علیهم فانهم لا يمهلونه بل يضربون رقبة فی الحال“ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۱۱۸)

پھر لکھتے ہیں کہ: ”هذا هو الواجب فی حکمة الله تعالى لئلا يشتبہ

الصادق بالكاذب“ (ع ۱۱۹)

تفسیر روح البیان میں ہے کہ: ”وفی الاية تنبيه على ان النبی ﷺ لو قال

من عند نفسي شيئا او زادو نقص حرفا واحد على ما اوحى اليه لعاقبه الله

وهو اكرم الناس عليه فما ظنك بغيره“ (ج ۴ ص ۶۳)

معلوم ہوا کہ مفسرین کے خیال میں اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ مفتری علی اللہ کو زیادہ مہلت نہیں ملتی۔ لہذا مرزا قادیانی کا دعویٰ کے بعد تیس سال زندہ رہنا ان کی صداقت کی دلیل ہے؟۔

ج..... امام رازی کی پہلی عبارت کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح بادشاہ ان لوگوں کو جو جعلی فرامین کو اصل کی طرح بنا کر لوگوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں پکڑ لیتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ اس شخص کو جو کذب کو سچ کی طرح بنا کر خدا کی طرف منسوب کرتا ہے۔ پکڑ لیتا ہے اور اس کے جھوٹ اور فریب کو عام لوگوں پر ظاہر کر دیتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جس کا کذب واضح نہ ہو اس کو بھی پکڑ لیا جائے اور کسی مفتری علی اللہ کو جھوٹ نہیں بولنے دیتے۔ جس طرح حکومت اس شخص کو جو نوٹ کی شکل کی رسید تیار کرے سزا نہیں دیتی۔ لیکن جعلی نوٹ بنانے والوں کو فوراً گرفتار کر لیتی ہے۔ اسی طرح جس مفتری علی اللہ کا جھوٹ سچ کے مشابہ ہو اس کو پکڑ لیا جاتا ہے۔ چنانچہ امام رازی کی وہ دوسری تحریر جس کو مرزائی صاحبان پورا نقل نہیں کرتے۔ ہمارے بیان کی زبردست مؤید ہے ملاحظہ ہو۔ ”واعلم ان حاصل هذا الوجوه انه لو نسب اليه قولاً لم نقله لمعناه عن ذلك اما بواسطة اقامه الحجة فاما كننا نقيض له من يعارضه فيه وحينئذ يظهر للناس كذبه فيه فيكون ذلك البطلان لدعواه وهدم الكلامه واما بان نسلب عنده القدرة على التكلم بذلك القول وهذا هو الواجب في حكمة الله لئلا يشتبه الصادق بالكاذب“ (تفسیر کبیر ج ۳۰ ص ۱۱۹)

ان تمام وجوہ مذکورہ کا یہ حاصل ہے کہ اگر ہماری طرف کسی جھوٹے قول کی نفی کی جائے تو ہم اس کو اور دلائل سے جھوٹا ثابت کر دیتے ہیں اور ایسا آدمی اس کے مقابلہ میں کھڑا کر دیتے ہیں جو اس سے معارضہ کرتا ہے۔ جس سے اس کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر ہو جاتا ہے اور اس کے دعوے کے باطل ہونے میں اہل فہم کو شبہ نہیں رہتا اور یا کبھی اس کی زبان خدا کی طرف جھوٹی نسبت کرنے سے روک لیتا ہے اور ایسا کرنا خدا تعالیٰ پر ضروری ہے تاکہ جھوٹ سچ کے ساتھ مشتبہ نہ ہو جائے۔ معلوم ہوا کہ امام رازی کے نزدیک مفتری علی اللہ کو پکڑنے کے یہ معنی ہیں کہ اس کا کذب لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی آدمی اس کے مقابلہ میں کھڑا کر دیا جائے گا اور اس کے ہاتھ سے کوئی ایسی نشانی ظاہر نہیں کی جائے گی۔ جس کو اس نے اپنی سچائی کے لئے بطور پیش گوئی ذکر کیا ہوگا۔ یا اس سے اس معاملہ میں کذب بیانی کے قدرت ہی لے لی جائے گی۔ دنیا

جانتی ہے کہ جس روز سے مرزا قادیانی نے مجددیت اور مسیحیت کے جال پھیلانے کی کوشش کی تھی اسی دن سے علمائے کرام نے اس کے کذب کو ظاہر کرنا شروع کر دیا تھا اور بحمد اللہ آج اس کے جھوٹ اور فریب کا پردہ ایسا چاک ہوا ہے کہ دنیائے اسلام کا بچہ بچہ اس کے جھوٹے اور مکار ہونے کا قائل ہے۔ مرزائیوں کے تسلیم کر لینے سے اس کا سچا ہونا لازم نہیں آتا۔ اگر ایک چور اور ڈاکو کو چند لٹیرے نیک طینت انسان بتائیں تو ان کی گواہی سے وہ نیک نہیں بن جاتا۔ بلکہ حکومت اور سمجھدار لوگوں کی نظر میں وہ بدکار ہی رہتا ہے۔ اسی طرح کافروں کے کہنے سے بتوں کی الوہیت ثابت نہیں ہوتی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پیش گوئیوں کو جن کو مرزا قادیانی نے بطور تحدی اپنے صدق و کذب کا معیار بنا کر پیش کیا تھا۔ مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ظاہر کر دیا۔ اگرچہ بڑی تضرع سے ان کے پورے ہونے کی التجائیں کیں۔ مگر ایک نہ سنی اور مرزا قادیانی کو سر بازار رسوا کر کے چھوڑا۔ سبحانہ ما اعظم شانہ! اللہ سبحانہ تعالیٰ نے وحی نبوت کے دعویٰ کرنے سے ان کی زبان کو روک کر رکھا۔ مرزا قادیانی نے کبھی وحی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ جو خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ بلکہ مدتوں الہام ولایت ہی کا دعویٰ کرتے ہوئے اس کو غلطی نظر سے وحی الہی کی مثل سمجھتے رہے۔ لیکن جب ۱۹۰۲ء میں مسند نبوت پر اپنے ناپاک قدم رکھنے کی کوشش کی تو غیرت الہی نے عذاب مرض سے ہلاک کر دیا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون و ہیضہ وغیرہ۔“

(اشتہار متعلقہ مولوی ثناء اللہ، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸)

اور روح البیان کی عبارت سے تو صاف ظاہر ہے کہ ایک سچا نبی اگر وحی ربانی میں کمی زیادتی کرے تو اس کو سزا دی جاتی ہے۔ ہر مفتری کی یہ سزا نہیں ہے۔ کیا مرزائی جماعت عبد اللہ تیماپوری کو نبی ماننے کے لئے تیار ہے؟ جس کے دعویٰ نبوت کو آج ۱۹۳۳ء میں ۴۷ سال گزر چکے ہیں۔

تحریف: ۲..... ”یا ایہا الذین ہادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت“ (الجمعة: ۶) اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے اعمال خراب ہوں وہ موت کی تمنا کبھی نہیں کرتا۔ مگر مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

گر تومی بینی مرا پر فسق و شر

گر تو دید استی کہ ہستم بدگھر

پارہ پارہ کن من بدکار را  
شاد کن ایس زمرہ اغیار را

(حقیقت المہدی ص ۸، خزائن ج ۱۴ ص ۲۳۴)

تحقیق..... اس آیت میں یہودیوں کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وہ کبھی موت کی تمنا یا آرزو نہ کریں گے۔ جیسا کہ: ”ولتجدنہم اشد الناس علی حیوۃ“ سے ظاہر ہے کہ ہر کافر سے موت کی تمنا کرنے کی نفی بیان نہیں کی گئی۔

اور اگر موت کی تمنا کرنی سچائی کی نشانی ہے تو مکہ کے کافر پہلے سچے ہونے چاہئیں۔ جنہوں نے رسول خدا ﷺ کے مقابلہ میں یہ کہا تھا کہ: ”اذ قالوا اللہم ان کان ہوا الحق من عندک فامطر علینا حجارة من السماء“

۲..... ”وما کان جواب قومہ الا ان قالوا ائتنا بعذاب اللہ ان کنت من الصادقین“

اور پھر مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ کے مقابلہ میں مفتری اور کذاب سے پہلے مرجانے کی دعا کی تھی جو پوری ہو گئی۔ مرزائی مانیں نہ مانیں مگر ہم تو مرزا قادیانی کو اس میں مستجاب الدعا سمجھتے ہیں۔

تحریف: ۳..... ”فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون“

(یونس: ۱۶)

تحقیق..... مرزا قادیانی کے دعویٰ مجددیت سے پہلے کے صحیح حالات پردہ اخفاء میں ہیں۔ لیکن دعویٰ مسیحیت و مجددیت وغیرہ کے بعد بجائے دیانت داری تقویٰ و طہارت کے کذب بیانی، وعدہ خلافی، خیانت، تحریف قرآنی، انکار معجزات، انکار از نزول ملائکہ، ترک حج، دنیا پرستی، سب و شتم وغیرہ عیوب ان میں نظر آتے ہیں۔

تحریف: ۴..... ”فلا یظهر علی غیبہ احد الا من ارتضیٰ من

رسول الجن: ۲۶، ۲۷“

مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں سچی نکلتی تھیں اور غیب کی خبر دینے والا سچا نبی ہو سکتا ہے۔

تحقیق..... مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں انگلوں اور اندازوں سے زیادہ نہیں ہوتی تھیں۔ ایسی باتیں بہت سے تجربہ کار کہہ دیا کرتے ہیں۔ جو اکثر پوری ہو جایا کرتی ہیں اور جو پیش

گوئیاں مرزا قادیانی نے انبیاء علیہم السلام کی طرح تحدی کے طور پر بیان کیس تھیں وہ سب کی سب جھوٹی نکلیں۔

پھر غیب کی بات بتانے والا رسول نہیں ہوتا۔ ورنہ کنجری اور فاسق و بھی جو کبھی کبھی غیب کی باتیں بتایا کرتے ہیں۔ رسول کہنا چاہئے۔ چنانچہ مرزا قادیانی رقمطراز ہیں: ”بعض فاسقوں اور غایت درجہ کے بدکاروں کو بھی سچی خوابیں آ جاتی ہیں۔ بلکہ بعض پر لے درجہ کے بدمعاش اور شریر آدمی اپنے ایسے مکاشفات بیان کرتے ہیں کہ اکثر وہ سچے نکلتے ہیں۔۔۔ زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات میں بھی کہ جب وہ بادہ بہ سروا شنبہ برکا مصداق ہوتی ہے۔ کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ سچی نکلتی ہے۔“ (توضیح مرام ص ۸۴، خزائن ج ۳ ص ۹۵)

حریف: ۵۔۔۔۔۔ ”انہ لا یفلح الظالمین“ (انعام: ۲۱)

۲۔۔۔۔۔ ”کتب اللہ لا غلبین انا ورسلی“ (مجادلہ: ۲۱)

۳۔۔۔۔۔ ”انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون“ (الحجر: ۹)

اور وہ اپنے سلسلہ کی خود حفاظت کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بدکار اور گنہگار کو کبھی کامیاب نہیں کرتا۔ مگر مرزا قادیانی کی جماعت روز بروز بڑھ رہی ہے اور اس کو اپنی سکیم میں بڑی کامیابی نصیب ہوئی اور دشمن پران کا غلبہ ہو رہا ہے۔

تحقیق معنی آیت کے یہ ہیں کہ بدوں کو اگرچہ ابتداء میں کچھ کامیابی نظر آتی ہے۔ لیکن انجام کار وہ ذلیل اور رسوا ہوتے ہیں اور ان کا جھوٹ سب پر ظاہر ہو جاتا ہے اور آخرت میں ان کو عذاب دیا جاتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں آنے والے ساحروں کے ساتھ حکومت کی امداد تھی۔ لیکن حق غالب ہو کر رہا اور ابتدا میں سوائے اظہار حق کے فرعونوں کے مرنے یا ہلاک ہونے کے ساتھ غلبہ کا اظہار نہیں تھا۔ بلکہ ظاہر نظر میں موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے ساحروں کو پھانسی کی سزا دے کر فرعون نے اپنا غلبہ بحال رکھا۔ لیکن جب حق و باطل کے فیصلہ کا وقت آیا تو فرعون مع اپنے لشکر کے ہلاک ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام مع اپنے ساتھیوں کے صحیح سلامت زندہ رہے۔ مرزا قادیانی کے دعوے باطلہ کا انکشاف اچھی طرح ہو چکا ہے اور بار با حق کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کو شکست ہو چکی ہے۔ اگر عیش کی زندگی اور کثرت تعداد صداقت کی نشانی ہے تو دنیا کے تمام فرق باطلہ سچے ہونے چاہئیں۔ کیونکہ ان کی تعداد ہر زمانہ میں مسلمانوں سے کئی گنے زیادہ اور دولت

سند ہوتی چلی آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کافروں کی بھی حفاظت کرتا ہے اور ان کی ترقی بھی ہوتی ہے تو وہ بھی خدائی سلسلہ ہونا چاہئے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ!

**تحریف: ۶۔** ”وان يك صادقاً يصيبكم بعض الذي يعدكم“  
مرزا قادیانی جو کچھ شمنوں کے لئے کہتے رہے وہ بات پوری ہوتی رہی۔

**تحقیق:** اس آیت کی رو سے تو مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جتنی وعیدیں مرزا قادیانی نے اپنے مخالفوں کے حق میں کی تھیں وہ انہیں پر وارد ہوتی رہیں۔

**تحریف: ۷۔** ”ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد (الصف: ۶)“ اگر بعینہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے تشریف لائیں گے تو رسول اللہ ﷺ پہلے اور عیسیٰ بعد میں ہو جائیں گے۔ باوجود یہ کہ آیت میں رسول اللہ ﷺ پہلے اور عیسیٰ علیہ السلام کے بعد مذکور ہے۔

**تحقیق:** آیت میں بعد سے بعدیت زمانی یا مغائرت مراد نہیں۔ کیونکہ غزوہ تبوک پر جاتے ہوئے جب حضرت علیؓ کو آپ ﷺ نے مدینہ کا امیر مقرر کیا اور غزوہ میں اپنی ساتھ نہ لینے سے حضرت علیؓ کو رنجیدہ دیکھا تو ان کو سہلی دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ: ”انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ ولكن لا نبی بعدی“ (بحاری ج ۱ ص ۲۰ مناقب حضرت علیؓ) اگر بعد سے مراد بعدیت زمانی ہے تو حضرت علیؓ سے نبوت کی نفی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ حضور ﷺ ہی کے زمانہ میں اور آپ ہی کے سامنے موجود تھے۔ باوجود یہ کہ آیت میں دونوں باتوں کی نفی کرنی مقصود ہے اور لفظ لکن کا بھی یہی تقاضہ ہے۔ اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں ہارون علیہ السلام نبی تھے۔ مگر اے علیؓ تو نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ میرے علاوہ کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا اور ایسے ہی مغائرت کے معنے بھی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ حضرت علیؓ رسول خدا ﷺ کے تابع اور موافق تھے۔ مستقل مخالف نہیں تھے اور بحیثیت تابع ہونے ہی کے ان سے نبوت کی نفی کی گئی ہے۔ اس لئے بعد سے مراد یا دوسرا نبی ہے۔ یعنی سلسلہ نبوت میں کوئی اور نبی آنے والا باقی نہیں رہا۔ اس لئے اے علیؓ تو بھی نبی نہیں ہو سکتا۔ اس میں پہلے نبی کے زندہ موجود ہونے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں آنے کی نفی نہیں ہوتی۔ حدیث شریف میں ہے کہ: ”لو کان موسیٰ حیاً لما یسعه الا اتعاضی“ (مشکوٰۃ ص ۳۰ باب الاعتصام بالکتاب والسنة)

اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی سوتے تو ان کو میری ہی اتباع کرنی پڑتی۔ معلوم ہوا کہ پہلا نبی حضور ﷺ کے زمانہ یا بعد میں موجود ہو سکتا ہے اور اس سے ختم نبوت پر کوئی حرف نہیں آتا۔

آیت مذکورہ بالا میں بعدی کے یہی معنی ہیں کہ سلسلہ نبوت میں آنے والا نبی صرف احمد مجتبیٰ ﷺ رہ گئے۔ ولا غیر!

یہاں بعد کے معنی غیر کے ایسے ہی ہیں جیسا کہ اس حدیث میں ہیں: ”قالت یا رسول اللہ ﷺ اقتل من بعدنا من الطلقاء“ نووی نے مسلم کی شرح میں من بعدنا کے معنی میں سوانا کئے ہیں۔ اسی طرح اولتہما کذابین یخرحان بعدی احدہما عنسی والاخر مسیلہ میں بعدی سوائی کے معنوں میں ہے۔ ورنہ اسود غسی اور مسیلہ دونوں نے نبی عربی ﷺ کی زندگی ہی میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ جیسا کہ بخاری کی دوسری روایت کے الفاظ ”الکذابین الذین اتابینہما“ سے ظاہر ہے۔ دوسری آیت ”کذلك ارسلناک فی امۃ قد خلعت من قبلہا امم“ (رعد: ۳۰) میں یہود و نصاریٰ کو امم قبل اور اس امت کو مابعد کہا ہے۔ لیکن باوجود اس بات کے امم ماضیہ اسی طرح موجود اور زندہ ہیں۔ اگر امم ماقبل امت مابعد کے ساتھ جمع اور اس کے زمانہ میں زندہ موجود ہو سکتی ہیں تو کیا وجہ ہے کہ نبی ماقبل نبی مابعد کے سامنے یا اس کے پیچھے نہیں آ سکتا۔ ”ماہو جوا بکم فہو جوا بننا“

۲..... قرآن وحدیث اور تمام شرائع سابقہ میں نبی اس کو کہتے ہیں۔ جو اپنے ہر عمل میں پہلی شریعت کا تابع نہ ہو۔ بلکہ اس کی ذات خاص کے لئے بعض احکام میں وحی نبوت اس پر نازل ہو۔ البتہ تبلیغ اور پیغام رسانی میں شریعت سابقہ کی اتباع کرے اور اپنے مخصوص احکام کو غیر تک نہ پہنچائے اور رسول وہ ہے۔ جس کو ایسی شریعت عامہ عطاء فرمائی جائے۔ جس کی پابندی امت اور نبی دونوں پر لازمی ہو۔ اس مختصر تمہید کے بعد یاد رکھئے کہ عیسیٰ علیہ السلام آمد ثانی کے وقت ہر حکم میں شریعت محمدیہ کی اتباع کریں گے اور کوئی حکم ان کی ذات خاص کے لئے نازل نہ ہوگا اور نہ وحی نبوت ان پر اترے گی اور نہ وہ نبی تشریفی ہوں گے۔ اگرچہ ان کا مرتبہ نبیوں جیسا ہوگا۔ مگر وحی نبوت اور شریعت خاصہ نازل ہونے کی وجہ سے وہ شرعی اصطلاح میں نئے نبی نہیں کہلائیں گے۔

جس طرح قیامت کے دن تمام انبیاء اور رسل اسی نام کے ساتھ پکارے جائیں گے۔ لیکن منصب نبوت تبلیغ وتشریح اور نزول وحی وغیرہ کچھ نہیں ہوگا۔

ایسی لئے عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی ختم نبوت کے ہرگز مخالف نہیں ہے۔

حکیم: ۸..... ”ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً“ (بنی اسرائیل: ۱۵)

یعنی خدا تعالیٰ جب کسی قوم پر عذاب بھیجنا چاہتا ہے تو پہلے اپنا ایک رسول بھیجتا ہے۔ جس کی وہ

مذہب کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے ان پر عذاب نازل ہو جاتا ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں مصیبتیں عام ہو رہی ہیں۔ اس لئے خدائی قانون کے موافق کوئی رسول بھی آنا چاہئے اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔

تحقیق: آیت کے جو معنی بیان کئے گئے ہیں وہ بالکل غلط ہیں۔ اس آیت کا منشاء صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بد اعمال قوم کو اس کی بد اعمالی کی وجہ سے اس وقت تک ہلاک نہیں کرتا۔ جب تک ایک رسول کے ذریعہ سے اس کو نیکی اور بدی کے راستہ اور ان کے نتائج سے آگاہ نہ کر دے اور اگر وہ باوجود اس اطلاع اور آگاہی کے رسول کی تعلیم و ہدایت کی پروا نہ کرے اور اپنی سرکشی اور نافرمانی پر قائم رہے اور وہ علم الہی میں مستحق سزا کی ہو جائے تو پھر ان کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ یعنی غفلت اور بے خبری میں کسی کو ہلاک نہیں کرتا۔ کیونکہ بے خبری میں کسی کو مار ڈالنا عدل و رحم کے خلاف ہے۔ چنانچہ قرآن میں دوسری جگہ ارشاد ہے کہ: ”ذَٰلِكَ اِنْ لَّمْ يَكُنْ رَبُّكَ مُهْلِكِ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَّاهْلَهَا غَافِلُونَ“ (انعام: ۱۳۱)

حریف: ۹..... ”يَا حَسْرَةً عَلَيَّ الْعِبَادَ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ اِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِؤْنَ (الحجر: ۱۱)“ چونکہ رسولوں سے استہزاء اور مذاق کیا جاتا تھا اور مرزا سے بھی استہزاء کیا گیا۔ اس لئے وہ سچا ہے۔

تحقیق: اس آیت کا مفاد صرف اس قدر ہے کہ رسولوں سے استہزاء اور تمسخر کیا گیا۔ اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ جس کا تمسخر اور مذاق اڑایا جائے وہ رسول بن گیا۔ ورنہ تو کافروں کو رسول ہونا چاہئے۔ کیونکہ ان سے اللہ اور اس کے رسولوں نے ابا استہزاء اور تمسخر کیا ہے۔ جیسا کہ قرآن عزیز کی ان آیتوں سے ظاہر ہے کہ: ”اللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ (البقرہ ۱۵۵)“ ”اللّٰهُ كَافِرُوْنَ سَيَسْتَهْزِئُ بِهِمْ (البقرہ ۱۵۵)“ ”وَكَلَّمَآ مَرْعٰلِيْهِ مَلٰٓئِكُ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ قَالِ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنْآ فَاُنَا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ (هود: ۳۸)“ ”جب ان کے پاس سے کافروں کی جماعت گذرتی تو انکا (نوح) مذاق اڑاتے۔ انہوں نے کہا اگر تم ہمارا مذاق اڑاتے ہوتا ہم تمہارا مذاق اڑاتے ہیں۔“

پھر دعویٰ ہے۔ نبوت ظلیہ کا اور ثبوت میں روایت پیش کی جا رہی ہے۔ جس میں صاحب شریعت رسولوں کے متعلق خبر دی گئی ہے۔ لہذا دلیل اور دعویٰ میں تطابق نہ ہونے کی وجہ سے استدلال ہی غلط ہے۔ اس کے بعد احادیث کے متعلق مغالطہ دیئے گئے جن میں سے اکثر کا جواب گذشتہ باب میں گذر چکا ہے۔ چند یہاں بھی ذکر کئے جاتے ہیں اور بعض کی حیثیت



خرافات سے زیادہ نہیں تھی۔ اس لئے ان کے جواب دینے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

مغالطہ ۱: ”ولیترکن القلاص فلا یسعی علیہا واذا العشار عطلت الخ“ مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹوں کی سواری ترک کر دی جائے گی اور اسی طرف آیت میں پیش گوئی کی گئی ہے۔ جو مرزا قادیانی کے زمانہ میں پوری ہو گئی۔

صحیح..... حدیث میں اونٹوں کی سواری متروک ہونے سے مکہ اور مدینہ کے درمیان متروک ہونا مراد ہے۔ تمام دنیا میں مراؤ نہیں۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی نے مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہونے کو مسیح موعود کی نشانی قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ: ”مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل طیارہ بورہی ہے یہی اس پیش گوئی کا ظہور ہے۔ جو قرآن اور حدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی۔ مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے۔“ (اعجاز احمدی ص ۲، خزائن ج ۹ ص ۱۰۸)

مگر مکہ اور مدینہ کے درمیان اب تک اونٹ کی سواری متروک نہیں ہوئی۔ اس لئے مرزا قادیانی اپنے دعوے میں جھوٹے تھے۔ نیز اگر تمام دنیا سے اونٹ کی سواری متروک ہونی مراد ہو تو وہ بھی اب تک نہیں پائی گئی۔ عرب، بلوچستان، سندھ وغیرہ ریگستانی علاقوں میں اونٹ کی سواری عام ہے اور وہاں ریل جاری نہیں ہوئی۔ آیت میں قیامت کا ذکر ہے۔ مسیح موعود کی نشانی مذکور نہیں۔ جیسا کہ: ”اذا السماء کسحطت“ (التکویر ۴)

”واذا الجحیم سعرت واذا الجنة ازلفت“ (التکویر: ۱۲، ۱۳) سے ظاہر ہے۔ کیونکہ ہر نفس کا اپنے صحیفہ عمل کو پڑھنا قیامت ہی کے دن ہوگا۔ اس لئے اذ طرفیہ سے بھی قیامت ہی کا دن مراد ہے۔

مغالطہ ۲: مسیح کے دو حلیہ آئے ہیں۔ اس لئے مسیح بھی دو ہونے چاہئیں۔ صحیح..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حلیے حدیث میں تین طرح مذکور ہیں اور موسیٰ کے دو طرح۔ لہذا مرزائی تحقیق کے موافق مسیح علیہ السلام تین اور موسیٰ علیہ السلام دو ہونے چاہئیں اور نیز رسول اللہ ﷺ کے حلیہ میں بھی الفاظ مختلف آئے ہیں۔ اس لئے وہ بھی متعدد ہوں گے؟۔ دراصل اختلاف الفاظ کی جو وجہ مرزا قادیانی نے سمجھ لی ہے وہ غلط ہے۔ بلکہ اس کی یہ وجہ ہے کہ حلیہ بیان کرنے والے نے صاحب حلیہ کے مختلف اوصاف میں سے کبھی کسی وصف کا اعتبار کر لیا اور کبھی کسی کا۔ جس طرح کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حلیہ کے بیان میں کہا گیا ہے اور اس کی مزید تحقیق حیات مسیح کے تحت میں ندرتہا ہے۔

مغالطہ: ۳..... ”لا مہدی الا عیسیٰ“ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہدی علیہ

السلام ہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی اور عیسیٰ آنے والا نہیں ہے۔

تصحیح..... اس حدیث میں زائد از زائد مہدی کی نفی نکلتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی نہیں

نکلتی۔ کیونکہ لافنی جنس کا ہونے کی وجہ سے اس کے یہ معنی ہوں گے۔ سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے

کوئی مہدی نہیں۔ جس طرح لا الہ الا اللہ کے یہ معنی ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور یہ

نہیں ہیں کہ نہیں ہے معبود مگر اللہ یعنی عیاذ باللہ معبود باطل اللہ ہے۔ اسی طرح اس کے یہ معنی نہیں

ہیں کہ نہیں مگر عیسیٰ یعنی مہدی ہی عیسیٰ ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور عیسیٰ نہیں ہے۔ عیسیٰ علیہ

السلام کی نفی اس وقت ہوتی۔ جب حدیث کے الفاظ یوں ہوتے: ”لا عیسیٰ الا مہدی“ پھر

جب بقول مرزا مہدی کے متعلق تمام حدیثیں مجروح اور جھوٹی ہیں تو اس حدیث سے مسیح کو مہدی

کہنا کیوں کر صحیح ہو گیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”جیسا کہ تمام محدثین کہتے ہیں میں بھی کہتا

ہوں کہ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر بھی حدیثیں ہیں۔ تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک

بھی ان میں صحیح نہیں۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵، ص ۱۸۵، خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۶)

”مہدی کی حدیثوں کا یہ حال ہے کہ کوئی بھی جرح سے خالی نہیں اور کسی کو صحیح حدیث

نہیں کہہ سکتے۔“ (حاشیہ حقیقت الوحی ص ۲۰۸، خزائن ج ۲۲ ص ۲۱۷)

مغالطہ: ۴..... مہدی جب مبعوث ہوگا تو اس کی عمر چالیس سال ہوگی۔

(کنز العمال ج ۴ ص ۲۶۷ حدیث نمبر ۳۸۶۸۰)

تصحیح..... مرزا قادیانی کی عمر دعویٰ کے وقت ۳۵ سال یا ۴۲ یا ۴۵ سال تھی۔ پورے

چالیسویں سال دعویٰ ہی نہیں ہوا۔ اس لئے وہ مہدی نہ تھے۔ اس کی تحقیق پہلے گذر چکی۔

مغالطہ: ۵..... نزول عیسیٰ کے وقت سب لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔

(تفسیر روح المعانی ج ۲ ص ۶۰۰)

تصحیح..... بے شک نزول کے وقت سب ایمان نہیں لائیں گے۔ لیکن بعد میں جتنے

زندہ بچیں گے وہ سارے مسلمان ہو جائیں گے۔ خود مرزا قادیانی کو بھی اس بات کا اقرار ہے۔

”جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تو ان کے ہاتھ

سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ حصہ ۴، ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

مغالطہ: ۶..... ”ان المہدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموت والارض تنکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منه (دار قطنی ج ۲ ص ۶۵ باب صفة صلاة الحنوف والكسوف)“ چاند گرہن ۱۳، ۱۴، ۱۵ سورج گرہن ۲۷، ۲۸، ۲۹۔ (کتاب التعارض بین العقل والنقل ص ۱۳۶ احمدیہ پاکٹ بک ص ۳۸۹) صحیح..... یہ قول رسول اللہ ﷺ کا نہیں ہے اور نہ متصل یا مرسل آ نحضرت ﷺ سے نقل کیا گیا ہے۔ بلکہ محمد بن علی کا کشف ہے اور کشف اس جگہ دو وجہ سے حجتہ نہیں ہو سکتا۔

..... محمد بن علی غیر معلوم آدمی ہے اور اگر مرزا قادیانی کی اس بات کو مان لیں کہ محمد بن علی سے مراد امام محمد باقرؑ ہیں تو پھر بھی یہ روایت از روئے سند کے غیر معتبر ہے۔ کیونکہ اس میں عمرو بن شمر راوی ہے اور میزان الاعتدال میں اس کے متعلق یہ لکھا ہوا ہے: لیس بشئی تشتم الصحابة ویروی الموضوعات عن الثقات ممکن ہے کہ یہ حدیث بھی اس نے گھڑ کر محمد باقر کی طرف منسوب کر دی ہو اور مرزا قادیانی کا (ایام الصلح اردو کے ص ۸۰، خزائن ج ۱۳ ص ۳۱۵) پر تسلیم کرتے ہوئے کہ کسوف خسوف..... امام باقر سے مہدی کا نشان قرار دیا گیا ہے۔ پھر اس کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث اس لئے بتایا کہ سوائے نبی کے کوئی غیب کی خبر نہیں دیتا۔ جیسا کہ حاشیہ تحفہ گوڑویہ میں لکھتے ہیں کہ: ”دوسری گواہی اس حدیث کے صحیح اور مرفوع متصل ہونے پر آیت ”فلا یراہ علی غیبہ احد الا من ارتضیٰ من رسولہ“ میں ہے۔ کیونکہ یہ آیت علم غیب صحیح اور صاف کارسلوں پر حصر کرتی ہے۔ جس سے بالضرورت متعین ہوتا ہے کہ ان مہدینا کی حدیث بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔“

(تحفہ گوڑویہ، ص ۲۹، خزائن ج ۷ ص ۱۳۵ حاشیہ)

صحیح نہیں کیونکہ حدیث کی حجت اور اتصال کا انوکھا طریقہ ہونے کے علاوہ لازم آتا ہے کہ باعتبار اس ضابطہ کے جو خبریں بھی غیب سے تعلق رکھیں گی۔ وہ یا احادیث ہوں گی یا اس کی خبر دینے والا خود رسول ہوگا۔ دونوں باتوں میں سے ایک بات ضرور ماننی پڑے گی۔ اس لئے بندو، بدوین، کنجر، خاکروبہ وغیرہ کی ایسی خبریں بھی نعوذ باللہ حدیث ہوں گی۔ یا وہ خود رسول ہوں گے۔ لا حول ولا قوۃ!

کیونکہ مرزا قادیانی نے ان سب کو صاحب کشف و شہود بتایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

”خواب تو چوڑھوں چماروں اور کنجروں کو بھی آ جاتے ہیں وروہ سچے بھی ہو جاتے

ہیں۔ ایسی چیز پر فخر کرنا لعنت ہے۔ فرض کرو ایک شخص کو چند خوابیں آ گئے اور وہ سچی بھی ہو گئیں۔ اس سے کیا بنتا ہے۔“

(ملفوظات ج ۱۰ ص ۹۳)

”ہر ایک فرقہ کے لوگ خوابیں دیکھتے ہیں اور بعض خوابیں سچی بھی نکلتی ہیں۔ بلکہ بعض فاسقوں فاجروں اور مشرکوں کی بھی خوابیں سچی ہوتی ہیں اور الہام بھی ہوتے ہیں۔“

(چشمہ معرفت ص ۳۰۱، خزائن ج ۲۳ ص ۳۱۶)

پھر حدیث میں بھی تصریح ہے کہ جب سے زمین و آسمان بنا ہے۔ ایسا اجتماع مہدی علیہ السلام کے زمانہ تک کبھی ظہور میں نہیں آیا ہوگا۔ وہ یہ ہے کہ رمضان کی پہلی تاریخ کو چاند گرہن اور اسی رمضان کی پندرھویں تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔

نظام شمسی و قمری میں آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ پہلے دن چاند گرہن اور پندرھویں تاریخ سورج گرہن ہو۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی بھی اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہمیشہ سے چاند گرہن ۱۳، ۱۴، ۱۵ کو اور سورج گرہن ۲۷، ۲۸، ۲۹ ماہ کو ہوتا رہا ہے۔ جیسا کہ کتاب التعارض سے نقل کیا ہے۔ یعنی چاند اور سورج کو ان کی مقررہ تین تاریخوں میں سے ایک نہ ایک دن ضرور گرہن لگتا ہے۔

دنیا جانتی ہے کہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں رمضان کی پہلی اور پندرھویں تاریخ کو خلاف عادت چاند سورج کا گرہن نہیں ہوا۔ بلکہ مقررہ اوقات میں سے کسی ایک وقت میں گرہن ہوا تھا۔ اس لئے ۱۳ تاریخ کا خسوف اور ۲۸ کا خسوف کسی صورت میں نشانی نہیں بن سکتا۔ ورنہ لم یكونا منذ خلق الله السموات والارض کی قید لغو اور بے سود ہو جائے گی اور دوسرے اس حدیث میں ”ینکسف القمر من اول لیلة من رمضان تنکسف الشمس فی النصف“ آیا ہے۔ یہ نہیں آیا کہ ”ینکسف القمر لاول لیلة من لیالی خسوفها وتنکسف الشمس فی نصف من ایام کسوفها“ پھر دنیا میں چاند سورج گرہن کا اجتماع رمضان المبارک میں مرزا قادیانی کے جیتے جی تین مرتبہ ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ ہندوستان میں ایسا پہلا اجتماع رمضان کے اندر ۱۲۶۷ھ میں ہوا۔ یعنی ۱۳ جولائی ۱۸۵۱ء مطابق ۱۳ رمضان ۱۲۶۷ھ کو چاند گرہن اور ۲۸ جولائی مطابق ۲۸ رمضان کو سورج گرہن ہوا۔ اس گرہن کے وقت مرزا قادیانی کی عمر تقریباً ۱۲، ۱۱ برس کی تھی۔ پھر دوسرا اجتماع انہی تاریخوں میں ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء کو امریکہ میں ہوا جس کا مرزا قادیانی نے حقیقت الوحی میں اقرار کیا ہے۔ تیسرا اجتماع ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۸۹۵ء کو چاند گرہن اور ۲۶ مارچ مطابق ۲۸ رمضان کو

سورج گرہن ہوا۔ جب اس تنا آلیس سال کی مدت میں تین دفعہ اجتماع ہو گیا تو جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے نہ معلوم کتنی مرتبہ رمضان میں دونوں گرہنوں کا اجتماع ہوا ہوگا۔ پھر لطف یہ ہے کہ مہدی پہلے بن جاتے ہیں اور نشانی بعد میں ۱۲ برس پیچھے ظاہر ہوتی ہے اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ قمر کا لفظ اول رات کے چاند پر اطلاق نہیں کیا جاتا بالکل غلط ہے اور قمر عام ہے۔ ہلال اور بدر دونوں چاندوں پر بولا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ ”القمر قدرناہ منازل حتی عادکالعرجون

القدیم“ (یسین: ۳۹)

۲۔ ”هو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا وقدرہ منازل

لتعملوا عدد السنین والحساب“ (یونس: ۵)

”الہلال غرة القمر وہی اول لیلۃ تاج عروس“ یعنی ہلال قمر کی پہلی رات

ہے۔ اس کے علاوہ مرزا محمود پسر مرزا نے بھی تسلیم کیا ہے کہ قمر کا لفظ ہلال پر بولا جاتا ہے۔ ملاحظہ

ہو ”قمر بدر نہیں ہوتا۔ لیکن بدر ضرور قمر ہوتا ہے۔ اسی طرح قمر ہلال نہیں ہوتا۔ مگر ہلال ضرور قمر ہوتا

ہے۔“ (درس قرآن تفسیر سورہ مدثر مندرجہ اخبار الفضل ۷ جولائی ۱۹۲۸ء)

مغالطہ ۱۰۔ ابن العربی لکھتے ہیں کہ مسیح خاتم الاولاد ہوگا اور اس کے ساتھ اس کی

بہن پیدا ہوگی۔ (شرح فصوص الحکم ص ۸۳)

یہ بات مرزا قادیانی میں پائی جاتی ہے۔

۱۱۔ اصل پیش گوئی ابن العربی کی اس طرح ہے کہ آخر زمانہ میں ایک لڑکا

پیدا ہوگا۔ جو بنی نوع انسان میں خاتم الاولاد ہوگا اور اس کے بعد کوئی لڑکا یا لڑکی جہاں میں

پیدا نہ ہوگی۔

بہ بین تفاوت رہ از کجاست تابہ کجا

مغالطہ ۱۱۔ ”ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من

یجدد لہا دینہا“ (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۲ کتاب الملاحم) ”مرزا قادیانی کا علمی کارنامہ اور

خدمت دین اس امر کی شہادت ہے کہ وہ اس کے مجدد تھے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ اس پیش گوئی کے

باوجود اب تک کوئی مجدد پیدا نہیں ہوا۔ یہ وعدہ الہی نہ صرف احادیث میں آیا ہے۔ بلکہ قرآن مجید

میں بھی پایا جاتا ہے۔ ”وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہ

فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی

لہم (النور: ۵۵) ”یعنی جس طرح وہ پہلے امت موسوی میں خلفاء بھیجتا تھا۔ اسی طرح امت محمدیہ میں مومنوں کو جو نیک عمل کریں گے۔ خلفاء بنائے گا تا کہ وہ اس دین کو مضبوط کریں۔ جس کو اللہ نے پسند کیا ہے۔ لہذا چونکہ موسوی شریعت کی تمکین کے لئے ۱۳ سو سال بعد حضرت عیسیٰ تشریف لائے تھے۔ اس لئے سلسلہ محمدی میں ایک مثل عیسیٰ اتنی ہی مدت کے بعد آنا چاہئے تاکہ مماثلت پوری ہو جائے۔

صحیح..... تجدید دین کے یہ معنی ہیں کہ جس طرح کسی پتھر کی مٹی ہوئی تحریر پر قلم لگا کر اس کو روشن کر دیا جائے۔ اسی طرح دین کے مٹے ہوئے آثار کو از سر نو تازہ کر دے اور بدعت کو دور کر کے سنت مستقیم پر لوگوں کو قائم کرے۔ چنانچہ تیسر شرح جامع صغیر میں ہے کہ: ”یجدلہا بینہا ای یبین السنة من البدعة ویذل اہلہا“ ”سنت کو بدعات سے پاک کر دے اور اہل بدعت کی تردید کرے اور یہی معنی ملا علی قاری نے لکھے ہیں: ”من یجدلہا دینہا ای یبین السنة من البدعة ویکثر العلم ولعز اہلہ ویقمع البدعة ویکسر اہلہا“ ”یعنی مجدد وہ ہے جو دین کو بدعات سے پاک کرے سنت کی ترویج اور اشاعت کرے۔ بدعات کو اکھاڑے دینداروں کی عزت کرے اور اہل بدعت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۰۲)

پھر جائز ہے کہ جماعت کثیرہ اس کام پر لگی ہوئی ہو اور ان میں ہر فرد اپنے عہد کا مجدد ہو چنانچہ تیسر شرح جامع صغیر میں ہے کہ ”علی راس التنزیل سنة من الهجرة او غیرہا علی مامر من رجلا او اکثر یجدد..... الخ“

”قال ابن کثیر قدیدعی کل قوم فی امامہم انہ المراد والظاهر حملہ علی العلماء من کل طائفة (تیسیر) کل فرقة حملوہ علی امامہم والاولی الحمل علی العموم ولا یخص بالفقہاء فان انتفاعہم باولی الامر والمحدثین والقراء والوعاظ والزہاد ایضا کثیر“

(مجمع البحار ج ۱ ص ۳۲۸)

یعنی عام علماء حق جو دین کی صحیح خدمت کرنے والے اور بدعت اور ترویج سنت جن کا مشغلہ ہے۔ وہ سب مجدد ہیں۔ خود مرزا قادیانی نے بھی یہی کہا ہے۔

گفت پیغمبرے ستودہ صفات  
از خدائے علیم مخفیات

برسر هر صمدی بروں آید  
انکہ این کار راہمے شاید  
تاشود پاک ملت از بدعات  
تابیایند خلق زو برکات  
الغرض ذات اولیاء کرام  
ہست مخصوص ملت اسلام

(براہین حصہ ۴ ص ۳۱۱، خزائن ج ۱ ص ۳۶۲)

کیا مرزا قادیانی نے ۱۳ سو برس سے جو دین چلا آتا تھا اس کی اشاعت کی اور کیا سنت کی ترویج کرتے ہوئے خلاف شرع کاموں اور بدعات کے دور کرنے میں جان لڑادی اور جس طرح دین کی تجدید ہر صدی کے مجدد کرتے چلے آئے ہیں۔ کیا مرزا قادیانی نے اس طرح دین کی تجدید کی؟ اور جو اسلامی تعلیم مرزا قادیانی نے پیش کی ہے۔ کیا کسی پہلے مجدد نے ایسے گندے خیالات کو اسلام میں جگہ دی تھی؟۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی نے:

۱..... اسلام میں وفات مسیح کا عقیدہ جاری کیا۔

۲..... نبوت کا دروازہ کھولا۔

۳..... ملائکہ کی شرعی حقیقت سے انکار کرتے ہوئے فلسفیوں کے خیال کی

تائید کی۔

۴..... جبرائیل علیہ السلام اور دوسرے فرشتوں کے معینہ انسانی شکل میں حقیقی

طور پر نازل ہونے سے باوجود اسلامی عقیدہ ہونے کے انکار کیا اور فلسفی رنگ نزول مانا۔

۵..... معجزوں میں اسلامی تحقیق کو ٹھکرا کر ملحدانہ شبہے کئے اور ملحدین کے خیالات

کی تائید کی۔

۶..... احیاء موتی اور خلق طیر اور اس قسم کے خارق عادت معجزوں کو تسلیم نہ کیا۔

اس کو جادو اور مسمریزم بتایا۔

۷..... قرآن میں اپنی رائے کو دخل دیا اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات عالیہ کی

پرواہ نہ کی اور فرقہ باطنیہ کی طرح قرآن کی آیتوں کو ظاہری معنوں سے پھیر کر استعارات کا رنگ

دیا اور اس پرہ میں ناواقف اور دین سے بے خبر مسلمانوں کو اسلام کی سیدھی سادھی تعلیم سے ہٹا کر

گمراہی کے گڑھے میں دھکیلا اور اسی طرح قرآن میں تفسیر بالرائے کا دروازہ کھولا۔

۸۔۔۔ نصاریٰ کو خوش کرنے کے لئے جہاد کے حکم کو اسلامی تعلیم سے خارج کیا۔

۹۔۔۔۔۔ معراج کو ایک کشفی چیز بتایا اور اس خیال کی حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف

جھوٹی نسبت کی۔

۱۰۔۔۔۔۔ ابن اللہ اور عین خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔

۱۱۔۔۔۔۔ باوجود استطاعت کے کبھی حج نہ کیا نہ دعویٰ مسیحیت سے پہلے اور نہ بعد میں

اور اس گناہ کو سر پر لے کر چلتے بنے۔ اگر مجدد دنیا میں ایسے ہی کاموں کے واسطے آتا ہے۔ تو ایسے مجدد کو دور ہی سے سلام ہے۔

محمد علی نے ۲۵ دسمبر ۱۹۳۰ء کو بعنوان برادران قادیان سے اپیل ایک مصالحتی ٹریکٹ

شائع کیا تھا۔ جس میں وہ اپنی اسلامی خدمات کا ذکر اس طرح کرتا ہے:

”آج خدا کے فضل سے اس ترقی کے علاوہ جو ہندوستان میں ہماری جماعت کو ملی

ہے۔ دس بیرونی ممالک میں ہمارے ہاتھوں سے سلسلہ احمدیہ کی بنیاد قائم ہو چکی ہے اور وہاں

جماعتیں بن چکی ہیں۔ چار ہزار سے زیادہ صفحات حضرت غلام احمد کی کتابوں کے ہم دوبارہ چھپوا

کر اس کا بڑا حصہ تقسیم کر چکے ہیں۔ صرف انگریزی میں ہی نہیں بلکہ دنیا کی اور کئی زبانوں میں بھی

تقسیم کیا۔ جب ہم آپ سے جدا ہوئے تھے تو اس وقت ہم کتنے آدمی تھے اور پھر کس قدر نصرت

عطاء فرمائی کہ وہ علوم جو ہم کو حضرت موعود سے ورثہ میں ملے تھے۔ انہیں ہم نے دنیا کے دور دور

کے کناروں تک پہنچایا ہے۔“

معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کے عقائد و خیالات ہی اس جماعت کی نظر میں اصل اسلام

ہے اور اسی کی ہندوستان سے باہر دیگر ممالک میں اور یہاں اشاعت کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں اگر

(ازالہ اوہام ص ۵۷ اور آئینہ کمالات ص ۲۱۹، ۲۲۰) سے قطع نظر کر لیا جائے۔ جن سے مرزا قادیانی کا

دعویٰ مجددیت ۱۲ اپریل ۱۸۷۵ء میں معلوم ہوتا ہے اور (حاشیہ تحفہ گولڈیہ ص ۱۹۱) کو بھی چھوڑ دیں کہ

جس میں دعوے کی ابتداء ۱۲۹۰ء میں بتائی ہے تو پھر مرزا قادیانی نے مجدد کا دعویٰ صاف لفظوں میں

(برابین احمدیہ ص ۳۱۲، خزائن ج ۱ ص ۳۶۳) پر مجدد کا ذکر کرتے ہوئے یوں کہا ہے:

وعدہ کج بطالبان ندہم

کاذبم گراز و نشان ندہم



من خود از بهر ایں نشان زادم

دیگر از هر غمیدل آزادم

ایں سعادت چو بود قسمت ما

رفته رفته رسید نوبت ما

کتاب ۱۲۹۷ھ یعنی صدی سے تین سال پہلے طبع ہوئی۔ جیسا کہ مادہ تاریخ یا غفور سے

ظاہر ہے اور حصہ سوم کے شروع میں ۸۷ دعوی داروں سے بوجہ تاخیر عذر خواہی کرتے ہوئے لکھا ہے

کہ حصہ سوم کے نکلنے میں تقریباً دو برس کی تاخیر ہو گئی۔ مگر اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ بلکہ مالک

مطبع کی طرف بعض مجبوریاں ایسی پیش آ گئیں۔ جن سے طبیعت میں دیر ہو گئی۔ اس لئے معلوم

ہوا کہ صدی سے تقریباً ۱۵ سال پہلے کا ہے اور اگر ۱۲۹۷ھ کو مان لیں تب بھی تین سال پیشتر ہونے

میں تو کوئی شک ہی نہیں۔ اس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ اللہ کا ایماندار اور نیک عمل مسلمانوں

سے وعدہ ہے کہ وہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائیں اور ان کے دین کو جس کو اس نے پسند کیا

ہے۔ مضبوط کرے۔ جس طرح کہ انبیاء علیہم السلام سابقین کے سچے پیروں کے ساتھ کرتا رہا

ہے۔ لہذا جو معنی مرزائی جماعت نے اس آیت کے کئے ہیں۔ وہ سرتاپا غلط اور الفاظ قرآن کے

مخالف ہیں۔ پھر ولایت کے لئے شرط اول یہ ہے کہ وہ کوئی مسئلہ قرآن عزیز کی صریح نص سے

خلاف نہ کہے اور یو ا قیت ج ۲ ص ۹۲ میں ہے کہ: ”من زعم ان علما باطنا للشریعة غیر

سابایدینا فهو باطلی یقارب الذندیق... فان من شان اهل الطريق ان

یکون جمیع حرکاتہم وسکناتہم محررة علی الكتاب والسنة ولا یعرف ذلك

الا بالتبحر فی علم الحدیث والفقه والتفسیر“ مگر مرزا قادیانی کو ”لا تاخذہ سنة

ولا نوم (بقرہ: ۲۵۵)“ کے خلاف ۳ فروری ۱۹۰۳ء کو یہ الہام ہوا کہ: ”اصلی واصوم

اسهر وانام واجعل لك انوار القدوم واعطيك مايدوم ان الله مع الذين

اتقوا“ یعنی میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔ الخ!

(البشری ج ۲ ص ۹، تذکرہ ص ۴۶۰، اخبار الحکمر ج ۵ ص ۱۶، ۱۷ فروری ۱۹۰۳ء)

قیاس کن تر گلستان من بہار مرا

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى .

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

## تفصیلی فہرست مسلم پاکٹ بک

- ۱۰ تقریظ حضرت علامہ عثمانیؒ
- ۱۰ تقریظ حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ
- ۱۱ قصیدہ ثنائیہ اعتقادِ یہ
- ۱۴ پہلا باب ..... تحقیق مذاہب دربارہ حیات مسیح علیہ السلام
- ۱۶ دوسرا باب ..... حیات مسیح علیہ السلام
- ۱۶ فصل ..... حیات مسیح علیہ السلام کا ثبوت قرآن مجید سے
- ۱۶ آیت ۱: ..... ایدناہ بروح القدس
- ۱۷ آیت ۲: ..... وجیہا فی الدنیا والآخرۃ
- ۱۹ آیت ۳: ..... ویکلم الناس فی المهد وکھلا
- ۲۲ آیت ۴: ..... مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین
- ۲۴ آیت ۵: ..... یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک
- ۲۷ انی متوفیک کی تحقیق
- ۲۸ متوفیک کے معنی تفسیر سے
- ۳۸ احياء موتی کا ثبوت قرآن وحدیث سے
- ۴۳ امثلہ تقدیم وتاخیر از قرآن مجید
- ۴۹ رفع کی بحث
- ۵۹ آیت ۶: ..... وماقتلوه وماصلبوه ولكن شبه لهم
- ۷۱ آیت ۷: ..... وماقتلوه یقینا بل رفعہ اللہ الیہ

## تحقیق معراج

- ۸۴
- ۹۴ آیت: ۸۔۔۔ وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن به
- ۱۰۹ آیت: ۹۔۔۔ لن یستنکف المسیح ان یشکون الخ
- ۱۱۰ آیت: ۱۰۔۔۔ اذکففت بنی اسرائیل عنک
- ۱۱۱ آیت: ۱۱۔۔۔ وانه لعلم للساعة
- ۱۱۴ آیت: ۱۲۔۔۔ ولقد ارسلنا رسلا من قبلك وجعلنا الخ
- ۱۱۵ **فصل دوم حیات مسیح کا ثبوت حدیث سے**
- ۱۲۵ نزول کا معنی
- ۱۴۲ **حیات مسیح علیہ السلام کا ثبوت اجماع امت سے**
- ۱۶۶ حیات مسیح علیہ السلام پر مرزا قادیانی کا اقرار
- ۱۶۸ **باب دوم تحریفات مرزائیہ متعلقہ وفات**
- ۱۶۸ تحریف: ۱۔۔۔ فلما یوفیتنی ، وافول کما قال حدیث
- ۱۷۴ تحریف: ۲۔۔۔ انی متوفیک ورافعک
- ۱۷۴ تحریف: ۳۔۔۔ ما للمسیح بن مریم الارسل ، کانا یکلون الطعام
- ۱۷۵ تحریف: ۴۔۔۔ وما محمد الارسل قد خلت من قبله الرسل
- ۱۸۱ تحریف: ۵۔۔۔ والذین لا یدعون من دون الله ، اموات غیر اخیاء
- ۱۸۲ تحریف: ۶۔۔۔ فیها تحیون و فیها تموتون ومنها تخرجون
- ۱۸۳ تحریف: ۷۔۔۔ اوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا
- ۱۸۴ تحریف: ۸۔۔۔ سلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعثت حیا
- ۱۸۴ تحریف: ۹۔۔۔ اوترقی فی السماء
- ۱۸۵ تحریف: ۱۰۔۔۔ وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد

- تحریف: ۱۱..... ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارضہ العمر ۱۸۵
- تحریف: ۱۲..... لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق ۱۸۶
- تحریف: ۱۳..... ماکان محمداً با احد من رجالکم ..... الخ ۱۸۶
- مغالطہ: ۱..... لوکان موسیٰ وعیسیٰ حییین ۱۸۸
- مغالطہ: ۲..... ما من نفس منقوسة ..... مائة سنة ۱۸۸
- مغالطہ: ۳..... آدم فی السماء الدیاء، یحییٰ وعیسیٰ فی السماء الثالثة ..... الخ ۱۸۹
- مغالطہ: ۴..... ابن عباسؓ .. امام مالکؒ .. ابن حزمؒ ۱۸۹
- مغالطہ: ۵..... انی ذاهب الی ربی ..... الخ ۱۹۰
- مغالطہ: ۶..... حضرت عیسیٰ آسمان پر اور ہمارے نبی علیہ السلام زمین پر ۱۹۰

### باب النبوة والرسالت

- نبی ورسول کا فرق ۱۹۱
- وحی نبوت کی تحقیق ۱۹۳
- اولیاء کے سچے خواب ۱۹۶
- ہرچی خواب نبوت کا جز نہیں ۱۹۷
- الہام کی تحقیق ۱۹۸
- وحی نبوت اور کشف میں فرق ۲۰۰
- ملہم کی شرطیں ۲۰۰
- تحقیق نبوت غیر تشریعیہ ۲۰۲

### باب مرزا قادیانی اور دعویٰ نبوت

- نبوت وہی ہے کسی نہیں ۲۱۳
- محدث کی تعریف ۲۱۵

۲۲۹	ختم نبوت کا ثبوت قرآن مجید سے
۲۳۰	ختم نبوت از احادیث
۲۳۶	ختم نبوت از اجماع امت
۲۳۸	باب تردید اجرائے نبوت
۲۳۸	تحریف: ۱..... اما یاتینکم
۲۳۹	تحریف: ۲..... یطلعکم علی الغیب
۲۵۱	تحریف: ۳..... ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین
۲۵۱	تحریف: ۴..... اھدنا الصراط المستقیم
۲۵۲	تحریف: ۵..... من یطع اللہ والرسول
۲۵۲	تحریف: ۶..... هو الذی بعث فی الامیین رسولا
۲۵۲	تحریف: ۷..... الم یاتکم رسل منکم
۲۵۵	تحریف: ۸..... وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا
۲۵۵	تحریف: ۹..... وعد اللہ الذین ..... لیستخلفنھم
۲۵۶	مغالطہ: ۱..... درود شریف
۲۵۶	مغالطہ: ۲..... مرزا قادیانی کی کامیابی
۲۵۶	مغالطہ: ۳..... لوحاش ابراہیم
۲۵۸	مغالطہ: ۴..... تکلمہ میں تشریح نبوت
۲۶۱	باب بطلت مرزا قادیانی
۲۶۱	فصل اول: معیار نبوت
۲۶۱	۱..... مراق مرزا
۲۶۳	۲..... اخلاقات مرزا

۲۶۴	۳.....کذبات مرزا
۲۷۲	۴.....مرزا قادیانی کے مالی معاملات
۲۷۴	۵.....مرزا قادیانی اور دیانت
۲۷۶	۶.....مرزا قادیانی اور اغیار کی غلامی
۲۷۷	۷.....مرزا قادیانی اور اعمال صالحہ
۲۷۹	۸.....مرزا قادیانی اور انبیاء سابقین
۲۸۱	۹.....مرزا قادیانی اور بہادری
۲۸۲	۱۰.....مال و دولت اور نبوت
۲۸۴	۱۱.....شاعری اور نبوت
۲۸۴	۱۲.....قومی زبان اور نبوت
۲۸۵	۱۳.....نبوت اور معجزہ
۲۸۸	۱۴.....دعویٰ خدائی
۲۸۹	۱۵.....مردمیت اور نبوت
۲۹۱	۱۶.....تدریجی دعویٰ نبوت
۲۹۱	۱۷.....علامات نفاق اور مرزا قادیانی
۲۹۳	۱۸.....وراثت اور نبوت
۲۹۸	۱۹.....نبی کی تدفین
۲۹۸	۲۰.....انبیاء کا بکریاں چرانا
۲۹۸	۲۱.....خاندان نبوت
۲۹۹	۲۲.....اوصاف نبوت
۳۰۰	۲۳.....عمر کی بابت

- ۳۰۰ خلاصہ معیار نبوت
- ۳۰۶ معجزہ کی حقیقت
- ۳۰۸ فصل دوم: صداقت کی نشانی، مرزا قادیانی کی زبانی
- ۳۱۱ فصل سوم: نشان آسمانی بر کذب قادیانی (پیشگوئیاں)
- ۳۲۵ فصل چہارم: تردید صداقت مرزا
- ۳۲۵ تحریف: ۱.....لو تقول.....الخ
- ۳۳۵ تحریف: ۲.....فتمنوا الموت.....الخ
- ۳۳۶ تحریف: ۳.....فقد لبثت فيكم عمرا.....الخ
- ۳۳۶ تحریف: ۴.....فلا يظهر على غيبه الا من ارتضى.....الخ
- ۳۳۷ تحریف: ۵.....انه لا يفلح الظالمين.....الخ
- ۳۳۸ تحریف: ۶.....وان يك صادقاً يصبكم بعض.....الخ
- ۳۳۸ تحریف: ۷.....ومبشرا برسول ياتئ من بعدى.....الخ
- ۳۳۹ تحریف: ۸.....ما كنا معذبين حتى نبعث رسولا.....الخ
- ۳۴۰ تحریف: ۹.....يا حسرة على العباد.....الخ
- ۳۴۱ مغالطہ: ۱.....؟
- ۳۴۱ مغالطہ: ۲.....مسیح کے دو حلیے
- ۳۴۲ مغالطہ: ۳.....لا مہدی الا عیسیٰ.....الخ
- ۳۴۲ مغالطہ: ۴.....مہدی کی عمر
- ۳۴۲ مغالطہ: ۵.....نزول عیسیٰ کے وقت سب لوگ ایمان لائیں گے
- ۳۴۳ مغالطہ: ۶.....ان لمہدینا آیتین.....الخ
- ۳۴۵ مغالطہ: ۷.....مسیح خاتم الاولاد ہوگا۔ قول ابن عربی
- ۳۴۵ مغالطہ: ۸.....حدیث مجدد

1 201



کلمہ فضل رحمانی  
سید اختر علی حسینی مدظلہ العالی - مسطورہ ہے کہ کون کون سے نسخے

# کلمہ فضل رحمانی

(۱۳۱۲ھ)

بجواب

## اوپام غلام قادیانی

(۱۳۱۲ھ)

جناب فضل احمد صاحب گورداسپوریؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

”الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على

رسوله محمد وآله واصحابه واهل بيته وذرياته واتباعه اجمعين“

اما بعد! حقیر پر تقصیر اضعف من عبد اللہ الصمد قاضی فضل احمدؒ بن حضرت قاضی اللہ

دین صاحب متوطن ضلع گورداسپور حال کورٹ انسپکٹر لودھیانہ۔ ناظرین متین کی خدمت میں  
گزارش کرتا ہے کہ آج کل (ماہ شعبان ۱۳۱۴ھ) ایک کتاب مسمیٰ بانجام آتھم معہ سہ رسائل دیگر

خدا کا فیصلہ، دعوت قوم، مکتوب عربی بنام علماء و مشائخ بلاد ہند وغیرہ وغیرہ تصنیف مرزا غلام احمد  
قادیانی مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان تاریخ طبع ندارد دیکھنے میں آئی۔ جو اکثر علماء و مشائخ کی

خدمت میں مرزا قادیانی کی طرف سے بذریعہ رجسٹری بھیجی گئی ہیں۔ جس میں مرزا قادیانی نے  
تمام مخالفین کی بالعموم اور علماء و مشائخ کی بالخصوص خوب خبر لی ہے اور سب دشتم کے تیروں سے ان

کے دلوں کو چھلنی کی طرح خوب چھیدا ہے اور اپنے غصہ کی آگ کو بزم خود خوب بھڑکایا ہے۔ گویا  
سب کے جسم کو معہ استخوان جلایا ہے۔ قبل اس کے کہ میں ان کے موٹے موٹے مضامین کو بہت ہی

اختصار کے ساتھ عبارت سلیس عام فہم پیش ناظرین کروں اور مرزا قادیانی کے ہی الہامات  
و تحریرات کے مقابلہ میں ہدیہ شائقین باتمکین کروں نہایت ہی افسوس کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ

مرزا قادیانی نے جو روش تحریر اس کتاب میں اختیار کی ہے۔ اہل اسلام کو تو کیا دیگر مذاہب کے  
لوگوں کو بھی نہایت ناپسند ہوئی اور تحقیر کی نظروں سے دیکھی گئی ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے

احکامات الہی و احادیث رسول اکرم ﷺ و اقوال و افعال جمہور، کا نعوذ باللہ صرف اغماض ہی نہیں  
کیا بلکہ بصورت انکار ان کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ بطور نمونہ آیات و احادیث و اقوال و افعال

بزرگان پیش کرتا ہوں۔

## آیات قرآنی جن کی مرزا قادیانی نے تعمیل نہیں کی

..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ”واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا

تفرقوا (آل عمران: ۱۰۳)“ ﴿یعنی خدا کے دین کو سب اکٹھے ہو کر مضبوط پکڑو اور متفرق  
نہ ہو جاؤ۔﴾

۱۔ حنفی، نقشبندی، مجددی، حسنی، قصبہ شاہ پور پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور۔

۲..... ”ولا تكونوا كالذين تفرقوا واختلفوا (بقرہ: ۱۰۵)“

﴿یعنی﴾ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ۔ جنہوں نے فرق اور اختلاف کیا۔ ﴿﴾

ان ہر دو آیات کی تعمیل تو مرزا قادیانی نے یہ کی کہ تمام اہل اسلام سے ایسی تفریق اور مخالف پیدا کر لی کہ کسی کو بھی اپنے ساتھ نہیں رکھا۔ حتیٰ کہ حضرت رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج تک کوئی بھی ان کے عقائد کے ساتھ متفق نہیں ہوا۔

۳..... خداوند کریم کا حکم ہے کہ: ”انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بین

اخویکم (حجرات: ۱۰)“ ﴿یعنی﴾ مسلمان سب بھائی بھائی ہیں۔ بھائیوں میں اصلاح کرو۔ ﴿﴾ اس حکم کی تعمیل مرزا قادیانی نے ایسی کی کہ بجائے اصلاح کرنے کے، اور آتش فساد مشتعل کر دی اور اپنے خاص بھائیوں کو دشمن بنالیا۔

۴..... حکم اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہے کہ: ”ولا تنازعوا فتقشلوا

وتذهب ريحكم (انفال: ۶)“ ﴿یعنی﴾ آپس میں مت جھگڑو۔ سست ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا بگڑ جائے گی۔ ﴿﴾

اس کی تعمیل میں مرزا قادیانی نے رفع تنازع کے لئے ایسی کوشش کی کہ کوئی وقت ساعت جھگڑے یا فساد سے خالی ہی نہیں رکھی۔ کبھی کوئی کتاب، کبھی کوئی رسالہ، کبھی کوئی اشتہار نکالے ہی گئے۔ جس سے جھگڑوں میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی۔ یہاں تک پہنچے کہ ایک اشتہار جمعہ کے روز کی تعطیل کا نکالا۔ اس میں اپنے مسلمان بھائیوں کے برخلاف گورنمنٹ کو اس امر کی توجہ دلائی کہ: ”مسلمان لوگ گورنمنٹ کے ساتھ باغیانہ خیال رکھتے ہیں۔ اس کی شناخت یہ ہے کہ جو لوگ نماز جمعہ نہیں پڑھیں گے وہ سرکاری باغی اور بدخواہ سمجھے جائیں گے۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۲۳، ۲۲۴)

مطلب اس سے یہ تھا کہ جو لوگ بباعث نہ پورا ہونے شرائط جمعہ کے شہروں یا دیہات میں نماز جمعہ نہیں پڑھتے وہ باغی سمجھے جائیں۔ مگر آفرین ہے گورنمنٹ کی دانش پر، کہ اس نے ایسی لغوبات اور اشتہار پر کچھ توجہ نہ فرمائی ورنہ مرزا قادیانی نے اس آیت کی تعمیل میں ذرہ بھر بھی نیش زنی کرنے میں فرو گذاشت نہ کی تھی کہ جھٹ مسلمان لوگ باغی قرار دیئے جا کر احکام ضابطہ جاری ہوتے۔

۵..... ”لا تفسدوا فی الارض (بقرہ: ۱۰)“ ﴿یعنی﴾ مت فساد

﴿یعنی﴾ مت فساد

مگر افسوس مرزا قادیانی کو اس فساد اور ٹھکڑوں میں ہی مزہ اور رونق ہے۔ طبیعت کا لگاؤ انہیں لہجہ ہی اس طرف ہے۔

۶..... حکم خداوندی ہے کہ: ”وَلَا تَلْمِزُوا انْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الْأَسْمُ الْفُسُوقِ بَعْدَ الْإِيمَانِ (حجرات: ۱۱)“ ﴿یعنی اپنے دین والوں کا عیب نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو۔ بدنامی ہے کسی کو ایمان کے بعد فسق سے یاد کرنا۔﴾

مرزا قادیانی نے اس حکم کی تعمیل یہ کی ہے کہ اس کتاب انجام آتھم میں مولوی صاحبان و سجادہ نشین صاحبان میں سے کسی کو دجال بطل، کسی کو شیخ بخدی، کسی کو شیطان، کسی کو فرعون، کسی کو ہامان وغیرہ وغیرہ لقبوں سے یاد کیا ہے۔ مہذب اہل اسلام و دیگر ناظرین مرزا قادیانی سے یہ سوال کرتے ہیں کہ یہ طریق جو اپنے کتاب میں اختیار کیا ہے۔ کوئی صفحہ یا سطر ایسی نہیں جس میں کوئی نہ کوئی گالی نہ ہو۔ یہ کس آیت یا حدیث یا الہام کے ارشاد سے کیا گیا ہے؟

۷..... ”وَلَا تَسْبُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ (انعام: ۱۰۸)“ ﴿یعنی کافروں کے معبودوں کو بھی گالی نہ دو۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ تمہارے خدا کو گالیاں دیں۔﴾ اس حکم کی تعمیل مرزا قادیانی نے ایسی کی کہ مرزا قادیانی کی کتابیں بالخصوص رسالہ انجام آتھم اور اس کا ضمیمہ شاہد ہیں اور ان کی تصدیق کے لئے آریہ اور عیسائیوں کی کتابیں موجود ہیں کہ جن میں مرزا قادیانی کی بدولت خداوند کریم اور تمام پیغمبران علیہم السلام اور خصوصاً حضرت رسول اللہ ﷺ کی نسبت ایسے ایسے الفاظ لکھے گئے ہیں کہ جن سے ایک ادنیٰ مسلمان کا بھی جگر پارہ پارہ ہوتا ہے۔ کیا یہ حکم خداوند تعالیٰ کی تعمیل ہے۔ کیا ان کل تحریروں کا ثواب مرزا قادیانی کے اعمال نامہ میں روز بروز درج نہیں ہوتا؟ بلکہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔

۸..... اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ”قُولُوا لِلنَّاسِ حَسَنًا (بقرہ: ۸۳)“ ﴿یعنی لوگوں سے نیک اور بھلائی کی بات کہو۔﴾

اس حکم میں کسی مسلمان کی بھی تخصیص نہیں۔ عوام تو کہاں بے چارے خاص بھائی اور عزیز مسلمان بھی نیکی اور اچھے کلمے سے یاد نہیں کئے گئے۔ جب مرزا قادیانی بقول خود تمام انبیاء اور مرسلین کی صفات سے موصوف ہیں تو ایک ہی جسم سے ملہم، مجدد، مثیل مسیح، مسیح موعود، مہدی موعود ہیں تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ ان کے سینہ بے گنجینہ زبان بے عنان سے ایسی فحش گالیاں کہ مسلمان بھائیوں بالخصوص مولوی صاحبان و سجادہ نشین صاحبان کو کتابوں میں دی جاتی ہیں۔

جیسے بد ذات، بے ایمان، دجال، لعین، شیطان، فرعون، ہامان، ظالم، یہودی، بطل، خبیث گدھے، کتے، سور، وغیرہ وغیرہ۔ اگر مسیح موعود کی تہذیب اور خواص ایسے ہی ہونے چاہئے تو مرزا قادیانی کو مبارک ہو۔

## احادیث جن سے مرزا قادیانی نے روگردانی کی

۱..... امام احمد نے (مسند احمد ج ۵ ص ۲۳۱ اور ترمذی اور ابن ماجہ ص ۲۸۶ باب کف

اللسان فی الفتنة) نے ایک حدیث طویل میں حضرت معاذؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے توحید، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، صدقہ، تہجد اور جہاد کا ذکر فرما کر ارشاد کیا کہ کہو تو بتاؤں تمہیں ان سب کی جڑ اور اصل کو۔ حضرت معاذؓ نے کہا ہاں اے نبی، اللہ کے آپؐ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا کہ اس کو روکے رہو۔ (مرزا قادیانی نے زبان کو خوب روکا؟۔)

۲..... حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں: ”من صمت نجا (مشکوٰۃ

ص ۴۱۳، باب حفظ اللسان)“ ﴿جو چپ رہا نجات پا گیا۔﴾

مرزا قادیانی اتنے بڑے پیغمبر ایسی چھوٹی حدیث پر کیسے عمل کرتے؟۔ نعوذ باللہ!

۳..... صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو لعنت

کہنا مانند قتل کرنے کے ہے۔ (بخاری ج ۲ ص ۹۰۱، باب من اکفر اخاه بغیر تاویل) قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

۴..... (ترمذی ج ۲ ص ۱۱، باب ماجاء فی اللعنة، مشکوٰۃ ص ۴۱۳، باب حفظ

اللسان) نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔ یعنی لعنت کرنا ایمان کے مخالف ہے۔ (مرزا قادیانی کی کل کتابیں لعنتوں سے پر ہیں۔)

۵..... صحیحین میں ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا گالی دینا مسلمان کو

بڑے گناہ کی بات ہے۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۹۳، باب ما ينهى عن السباب واللعن)

مرزا کی تمام کتابیں ہی گالیوں سے بھری پڑی ہیں۔ حتیٰ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی

معاف نہیں کیا۔

۶..... (ترمذی ج ۲ ص ۳۹۳، باب ماجاء فی اللعنة) میں سند صحیح روایت ہے کہ

جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ گالی بکنے والا اور بے حیائی کی بات کرنے والا بندہ مؤمن نہیں۔

لیکن مرزا کی گالیاں بھی نعوذ باللہ وہ کہ مسیح علیہ السلام کی دادیوں، مانیوں تک نوبت پہنچادی۔

۷..... (ترمذی ج ۲ ص ۱۸، باب ماجاء فی اللعنة) اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ نہیں ہے مسلمان طعنہ کرنے والا اور نہ لعنت کر بنے والا اور فحش بکنے والا اور نہ بیہودہ گو۔ (مشکوٰۃ ص ۴۱۳، باب حفظ اللسان)

۸..... مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کی مدد چھوڑے۔ نہ اس کو ذلیل سمجھے۔ پرہیز گاری یہاں ہے۔

(بخاری ج ۱ ص ۳۳۰، باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمه) ۹..... ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ فلاں عورت کا ذکر ہوتا ہے کہ نماز بہت پڑھتی ہے۔ روزے بہت رکھتی ہے اور خیرات بہت کرتی ہے۔ لیکن وہ اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے ایذا دیتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۴۲۴، باب الشفقة والرحمة علی الخلق) ۱۰..... حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو نہ بتاؤں وہ عمل جو روزہ صدقہ نماز سے افضل ہے۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے کہا کہ ہاں! فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا صلح کرانا آپس میں اور فساد ڈالنا یہ خصلت دین کی جڑ اکھاڑنے والی ہے۔

(ابوداؤد ج ۲ ص ۱۹۲، باب فی اصلاح ذات البین) ۱۱..... ایک شخص نے پیغمبر خدا ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ غصہ مت کیا کر اس نے کئی دفعہ یہ سوال کیا۔ آپ ﷺ نے یہی جواب فرمایا کہ غصہ مت کیا کر۔ (بخاری ج ۲ ص ۹۰۳، باب الحذر من الغضب)

۱۲..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا تیرے نزدیک تیرے بندوں میں کون سا بہت عزیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب کسی کو کسی طرف سے ایذا پہنچے تو اس کو بخشدے۔ (مختصر ابن عساکر ج ۲ ص ۳۷۵)

اثار صحابہؓ و تابعینؓ و تبع تابعینؓ واقوال و افعال، علماء کرام و مشائخ عظامؒ اگر ضبط تحریر میں لائے جائیں تو ایک عرصہ دراز چاہیے۔ ان کے لکھنے کی اس واسطے بھی ضرورت نہیں۔ جب آیت شریف و حدیث شریف سے ہی اعراض ہے تو باقی پر کیا اعتبار

ولحاظ ہے؟۔ سیلن مرزا قادیانی کے ہی الہامات و تحریرات پیش کرنا ضروری ہے تاکہ ناظرین اس پر توجہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی کے الہامات و تحریرات جن پر انہوں نے خود بذات، مطلق عمل نہیں کیا اور حافظہ سے اتر گئے

میں نہایت افسوس سے کہتا ہوں۔ اگرچہ مرزا قادیانی نے قرآن شریف و احادیث شریفہ و آثار صحابہ پر (جو تیرہ سو سال سے حضرت رسول خدا ﷺ پر نازل ہوا ہے) نعوذ باللہ پرانا ہونے یا کسی اور وجہ سے عمل نہیں کیا۔ جیسے کہ عرض ہوا ہے۔ مگر ان کو اپنے الہامات قطعی اور یقینی اور تحریرات الہامی پر تو (جو تازہ ہیں) ضرور ہی عمل کرنا چاہیے تھا۔ مگر ان پر بھی کوئی توجہ نہیں کی گئی۔

..... لکھتے ہیں کہ: ”مجھ کو خدا نے الہام کیا ہے کہ: ”تَلَطَّفْ بِالنَّاسِ وَتَرَحَّمْ عَلَيْهِمْ“ یعنی لوگوں کے ساتھ لطف اور مہربانی اور رحم کر۔“

(انجام آتھم ص ۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ۵۵)

..... ۲ اسی کتاب میں ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ ”يَا دَاوُدَ عَامِلٌ بِالنَّاسِ رِفْقًا وَاحْسَانًا“ یعنی اے داؤد (پیغمبر) لوگوں کے ساتھ رفاقت اور احسان کر۔

(انجام آتھم ص ۶۰، خزائن ج ۱۱ ص ۶۰)

فرمائیے مرزا قادیانی!! تَلَطَّفْ، رَحْمٌ، رِفْقٌ، احسان۔ ان چاروں الہامی احکام کی آپ نے کیا تعمیل کی؟۔ اور داؤد علیہ السلام کی صفت لوہے کو موم کرنے والی نے آپ میں کیا اثر کیا۔ بلکہ الٹا موم دلوں کو لوہا اور پتھر کر دیا۔ تمام جانداروں کو اپنی زنبور کی خوش الحانی سے بجائے جمع کرنے اور دوست بنا لینے کے دشمن بنا لیا اور متنفر کر لیا۔ کارروائی ہی معکوس کر لی۔ گویا تَلَطَّفْ کی جگہ سب و شتم، رحیم کی جگہ درشتی قلم، رفق کی جگہ نفاق اتم، احسان کی جگہ رجم خصم کو پورا کیا۔

..... ۳ ”ہر ایک صاحب کی خدمت میں جو اعتقاد اور مذہب میں ہم سے مخالف

ہیں۔ بصد ادب اور غربت عرض کی جاتی ہے جو اس کتاب کی تصنیف سے ہمارا ہرگز یہ مطلب اور مدعا نہیں ہے۔ جو کسی کے دل کو رنجیدہ کیا جائے۔ یا کسی نوع کا بے اصل جھگڑا اٹھایا جائے۔“

(براہین احمدیہ ص ۸۳، خزائن ج ۱ ص ۷۱)

..... ۴ ”چہارم بخد مت جملہ صاحبان یہی عرض ہے کہ یہ کتاب کمال تہذیب اور

رعایت آداب سے تصنیف کی گئی ہے اور اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں۔ جس میں کسی بزرگ یا پیشوا کسی فرقہ کے کسر شان لازم آوے اور خود ہم ایسے الفاظ کو صراحتاً یا کنایتاً اختیار کرنا جب عظیم سمجھتے

ہیں اور مرتکب ایسے امر کو پر لے درجہ کا شریر النفس خیال کرتے ہیں۔“

(براہین احمدیہ ص ۱۰۱، خزائن ج ۱ ص ۹۰)

۵..... ”عام اطلاع! ناظرین پر واضح رہے کہ ہمارا ہرگز یہ طریق نہیں کہ مناظرات و مجادلات میں یا اپنی تالیفات میں کسی نوع کے سخت الفاظ کو اپنے مخاطب کے لئے پسند رکھیں۔ یا کوئی دل دکھانے والا لفظ اس کے حق میں یا اس کے کسی بزرگ کے حق میں بولیں۔ کیونکہ یہ طریق علاوہ خلاف تہذیب ہونے کے ان لوگوں کے لئے مضر بھی ہے۔ جو مخالف رائے کی حالت میں فریق ثانی کی کتاب کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ وجہ یہ کہ جب کسی کتاب کو دیکھتے ہی دل کو رنج پہنچ جائے۔ تو پھر برہمی طبیعت کی وجہ سے کس کا جی چاہتا ہے کہ ایسی دل آزار کتاب پر نظر بھی ڈالے۔“

(شخصہ حق ص الف، خزائن ج ۲ ص ۳۲۴)

۶..... ”بخدا ہم دشمنوں کے دلوں کو بھی تنگ کرنا نہیں چاہتے اور ہمارا خدا ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا قول ہے کہ نبی بے عزت نہیں۔ مگر اپنے وطن میں۔“

(شخصہ حق ص ج، خزائن ج ۲ ص ۳۲۶)

۷..... ”چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۸۹)

۸..... ”ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بھکی چھوڑ دے گا۔ فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۸۹، ۱۹۰)

۹..... ”نہم یہ کہ عام خلق خدا کی ہمدردی میں محض اللہ مشغول رہے گا۔ جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔“

(رسالہ تکمیل تبلیغ ص ۲، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۹۰)

ناظرین! مرزا قادیانی کو تمام آیات و احادیث و الہام خاص و تحریرات الہامی سب کی سب یکدم فراموش ہو گئیں اور اپنی اقراری دستاویزات اور الہامی عبارات سب کو یک لخت ملیا میٹ کر دیا، یا یاد ہوں۔ مگر پھر انہوں نے خدا کے حکم (اوفوا بالعقود) اپنے وعدوں اور اقراروں کو پورا کرو، کی تعمیل نہیں کی۔ پھر خیال فرمائیے کہ نہ تو احکام الہی کی تعمیل کی اور نہ احکام رسول خدا ﷺ پر کچھ توجہ کی اور نہ اپنے الہامات کی پرواہ کی۔ جب یہ حالت ہے تو مرزا قادیانی کے پاس کیا خاص وجہ ہے کہ باوجود ایسے صریح اور بدیہی احکام کی تعمیل پر بھی لوگوں سے اپنے کو مسیح



موجود اور تاویلات خانہ زاد کو منوانا چاہتے ہیں۔

ایس خیال است و محال است و جنون

البتہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مولوی صاحبان و سجادہ نشین صاحبان نے کیوں مرزا قادیانی پر تکفیر کا فتویٰ دیا؟ اور ممکن ہے کہ مرزا قادیانی خود اس کا جواب دیں کہ جب انہوں نے مجھ کو کافر کہا اور کفر کے فتوے میری نسبت میں بھی یہ گالیاں ترکی بہ ترکی دیں۔ جیسے کہ ایک نقل مشہور ہے کہ کسی لاہوری مسلمان نے ایک لاہوری بنیاء کو کسی بات کے تکرار پر بہت مارا۔ بنیاء بے چارہ بہت کمزور تھا مقابلہ نہ کر سکا۔ لیکن جیسے وہ مارتا رہا بنیاء بہت سی گالیاں دیتا رہا۔ جب وہ زبردست مسلمان چلا گیا تو ہمسایہ دکاندار نے پوچھا کہ کہو بھئی کیا ہوا۔ بنیاء نے اپنی پنجابی بولی میں کہا ”مینوں مُسلے نے بہت ماریا پر میں بھی اس نوں گالیاں دے نال پیو ہی کر چھڈیا۔“ یعنی اگرچہ اس مسلمان نے مجھ کو بہت مارا لیکن میں نے بھی اس کو گالیوں سے آدہ موا کر دیا۔ سو اس میں شک نہیں کہ مولویوں اور سجادہ نشین صاحبوں نے مرزا قادیانی کو کافر کہا، دجال لکھا۔ جس کا انتقام مرزا قادیانی نے اس کتاب (انجام آتھم) میں گالیوں سے لیا انتقام بھی ایسا کہ وہ بھی یاد ہی کریں گے اور قیامت تک یہ کتاب مملوبہ در سب و شتم ان کی یاد فرمائی اور مرزا قادیانی کے ثواب اخروی اور راہ نمائی کی یادگار رہے گی۔ جزاک اللہ!

یہ مانا کہ مرزا قادیانی کو جب انہوں نے کافر کہا اور دجال لکھا تب مرزا قادیانی نے غصہ میں آ کر گالیوں سے بدلا لیا۔ مگر افسوس مرزا قادیانی نے یہاں بھی تو حکم خداوندی کی

الف ..... ”فاصفح الصفع الجمیل (الحجر: ۸۵)“ ﴿یعنی پس درگزر کر

درگزر کرنا۔﴾

ب ..... ”والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب

المحسنین (آل عمران: ۱۳۴)“ ﴿یعنی غصہ کے ہضم کرنے والے باوجود قدرت کے اور معاف کرنے والے لوگوں سے، اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو۔﴾

تعمیل پر کچھ توجہ نہیں کی۔ مؤخر الذکر آیت کے ماتحت میں اکثر مفسروں نے روایتیں لکھی ہیں۔ جن میں سے صرف دو روایتیں جو خاص مرزا قادیانی کی توجہ کے قابل ہیں لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ بنیاء..... الخ! بالکتانی اور نون دیا تحتانی والف بمعنی دوکاندار، ب، ن، ی، ا۔

روایت اول: کسی نے حضرت امام اعظمؒ کو طمانچہ مارا امام صاحب نے فرمایا کہ میں بھی تجھے طمانچہ مار سکتا ہوں۔ مگر نہیں ماروں گا اور اس بات پر قادر ہوں کہ خلیفہ وقت سے تیرے پر نانش کروں مگر نہ کروں گا۔ درگاہ الہی میں نالہ و فریاد کر سکتا ہوں۔ مگر نہ کروں گا کہ قیامت کے دن تجھ سے جھگڑوں اور بدلہ لوں مگر نہ کروں گا۔ اگر فردا قیامت کو مجھے چھٹکارا ملے اور حق تعالیٰ میری سفارش قبول کرے تو تیرے بغیر جنت میں قدم نہ رکھوں گا۔

(حدائق الحنیفہ بحوالہ امام اعظمؒ ابوحنیفہ کے حیرت انگیز حالات ص ۱۲۹)

مردی گمان مبرم کہ بزور است و پردلی

باخشم گر بسرائی دانم کہ کساملی

روایت دوم: تیسیر میں لکھا ہے کہ ایک دن جناب امام حسینؑ مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرمانے بیٹھے تھے۔ آپ کا خادم جلتی ہوئی آش کا کاسہ مجلس میں لایا۔ دہشت سے اس کا پاؤں فرش کے کنارے لڑکھڑایا کاسہ جناب امام کے سر مبارک پر گر کر ٹوٹ گیا اور جلتی ہوئی آش سراطہر پر گری۔ حضرت نے ادب سکھانے کی راہ سے خادم کی طرف دیکھا۔ خادم بولا واللعافین جاری ہوا۔ والکاظمین الغیظ! آپ نے فرمایا غصہ میں نے فرو کیا۔ خادم بولا واللعافین عن الناس! حضرت نے فرمایا میں نے معاف کیا۔ خادم نے باقی آیت واللہ یحب المحسنین! پڑھی۔ حضرت امام نے فرمایا جا میں نے تجھے آزاد کر دیا۔ ابیات!

بدی رامکافات کردن بدی

براہل صورت بود بخردی

بمعنی کسانے کہ پیے بردہ اند

بدی دیدہ و نیکوئی کردہ اند

”من وعن از تفسیر حسینی“

کامل آدمیوں کی اس سے شناخت ہوتی ہے۔ جس پر مرزا قادیانی نے بھی اپنی

تصانیف میں ادعا کیا ہے۔

یہ ہر دور و ایتیں بطور ضروری مرزا قادیانی کی توجہ خاص کے واسطے اس لحاظ سے لکھی گئی

ہیں کہ اول اپنے (ازالہ اوہام ص ۵۳۱، خزائن ج ۳ ص ۳۸۵) میں حضرت امام اعظمؒ کی بہت تعریف

لکھی ہے اور ان کا اجتہاد اور استنباط قبول کر کے داد دی ہے اور پھر کتاب (انجام آتھم کے ص ۵۳،

خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۵) میں ”ولو کان الايمان معلقاً بالثر یا لئالہ رجل“ جو حدیث حضرت

امام اعظمؒ کی پیشین گوئی میں ہے۔ اپنی طرف لگا کر فارسی النسل تسلیم کیا ہے اور حضرت امام حسینؑ بھی بذات خاص آپ ہی ہیں۔ جیسے کہ آپ نے (ازالہ اوہام کے ص ۶۹ سے ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۳۵) تک اس کی تشریح کی ہے۔ قادیان کو دمشق قرار دیا ہے اور وہاں کے لوگوں کو یزیدی بنا کر خود حضرت امام حسینؑ بن گئے۔ حاصل کلام جب حضرت امام اعظمؒ و حضرت امام حسینؑ بھی آپ ہی ہیں تو پھر اس آیت کی تعمیل کرنے کے وقت کیا ہوا اور کیا بن گئے؟ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ اب ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ مرزا قادیانی نے غضب و غیظ میں آ کر ایسی کارروائی کی ہے کہ تمام کوشش مسیح موعود کے ہونے کو یک دم ملیا میٹ کر دیا۔ تمام احکامات الہی و احادیث رسول اکرم ﷺ اور الہامات وحی خود اور دستاویزات قطعی کے برخلاف ایسی چال چلے۔ جس سے عوام کو بدظنی پیدا ہو گئی۔ مسیح ادعائی کو لازم تھا کہ اگر کوئی ایک رخسار پر طمانچہ مارتا تو دوسرا رخسار بھی اس کے آگے کر دیا جاتا کہ لیجئے دوسرا بھی حاضر ہے۔ اب اس کا کیا کیا جائے کہ مسیح موعود تو بنتے اور بننا چاہتے ہیں۔ مگر افسوس جسم میں خواص نہیں۔ حلیہ تاویلی تو بتادیں۔ مگر لباس نہیں، ارباص نہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ فی الواقعہ آپ بقول خود (انجام آتھم ص ۶۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) خونی مسیح اور خونی مہدی نہیں ہیں۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں کہ آپ سب مسیح اور سب مہدی ہیں۔ نعوذ باللہ منها!

کیونکہ سب و شتم میں آپ کو کمال حاصل ہے۔ بے چارے علماء و مشائخ وقت آپ کے کس شمار و قطار میں ہیں۔ جبکہ آپ سے پیغمبران علیہم السلام بھی نہیں چھوٹے۔ مرزا قادیانی! گستاخی معاف بجائے اس کے آپ مسلمانوں کی بزرگ جماعت علماء و مشائخ کو گالیاں دے کر اپنا دشمن بنا لیتے۔ مناسب یہ تھا کہ اپنے اعجاز مسیحی اور ہدایت مہدویت سے ان کو گردیدہ کر کے اپنا حامی بنا لیتے اور کرامات و خوارق عادات کا اثر ان کے دلوں پر ڈال کر اور ”اپنی دعا سے جو بجلی کی طرح کودتی ہے۔“ (انجام آتھم ص ۲۷۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۷۵)

اپنی طرف جذب کر دیتے۔ مگر افسوس اس طرف آپ نے بالکل رخ ہی نہیں کیا۔ کیا تو یہ کیا کہ گالیوں اور لعنتوں کے بوجھ سے ان کی کمر توڑ ڈالی اور کچھ بھی پاس مسلمانی نہ کیا۔ یہی باتیں ہیں کہ اس وقت آپ پر سب مسلمانوں کی طرف سے سخت درجہ کی بدگمانی ہے۔ دعاوی آپ کے سادی میں اور عمل آپ کے ثرای ہیں۔ ”انا لله وانا اليه راجعون“ و ما ارید الا الاصلاح“

اب میں نہایت اختصار کے ساتھ مرزا قادیانی کی کتاب انجام آتھم و ضمیمہ متذکرہ بالا کا

خلاصہ پیش ناظرین کرتا ہوں اور اس کے مقابلہ میں سمجھ اپنی طرف سے بہت ہی کم لکھوں گا۔ ورنہ کلہم مرزا قادیانی کی ہی تصانیف سے ہدیہ ناظرین کروں گا۔ جس سے مرزا قادیانی کی حالت (جو گرگٹ کی طرح بدلتی رہی ہے اور بدلتی ہے اور بدلتی جائے گی) بخوبی ظاہر ہو جائے گی۔

### اول مختصر خلاصہ رسالہ انجام آتھم

”مسٹر عبداللہ آتھم ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروز پور مر گیا۔ پہلے تاریخ مقررہ پر جو نہیں مرا تھا اس کا باعث یہ تھا کہ عبداللہ آتھم نے رجوع الی الحق کر لیا تھا۔ اس واسطے تاریخ مقررہ پر فوت نہیں ہوا۔ جب ہم نے ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء کو اشتہار دیا تھا کہ اگر اس نے رجوع الی الحق نہیں کیا تو قسم کھاوے۔ اس نے قسم نہیں کھائی۔ اس لئے وہ ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو مر گیا اور ہماری الہامی پیشین گوئی کے مطابق مرا۔“ (انجام آتھم ص ۳۳ تا ۳۴، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

مزید لکھتے ہیں: ”اے بد ذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیاد ہی عوام کا لانا عام کو بھی پلایا۔“ (انجام آتھم ص ۲۱، خزائن ج ۱۲ ص ایضاً)

ناظرین! اول میں بابت پیشین گوئی مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کے لکھتا ہوں کہ جو مرزا قادیانی نے اس کی نسبت لکھا تھا اور جو ۵ جون ۱۸۹۳ء کی پیشین گوئی ہے۔ وہ اس طرح پر ہے۔ ”میں اس وقت یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے۔ وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے سزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ روسیہ کیا جاوے، میرے گلے میں رسا ڈال دیا جاوے۔ مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور وہ ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں گے پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی..... اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو۔ تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔“

(جنگ مقدس ص ۲۱۱، خزائن ج ۶ ص ۲۹۳)

یہ الہامی پیش گوئی تھی۔ اس پیشگوئی کی میعاد ۵، ۶ ستمبر ۱۸۹۳ء کی رات پندرہ ماہ پورے ہوئے تھے۔ اس تاریخ کی کیفیت میں اخبار وفادار مطبوعہ ۸ ستمبر ۱۸۹۳ء کے پرچے سے نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ وہو هذا!

”مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی مسٹر عبداللہ آتھم کی موت کی نسبت لاہور میں ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کی رات تک بڑا چرچا رہا کہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی کے اختتام کا وقت آج رات کو ختم ہے۔ جا بجا بڑے مجمعے اور طرفدار پارٹیوں کے لوگ مختلف قسم کے خیالات ظاہر کرتے رہے۔ ایسے ہی امید کی جاتی ہے کہ پنجاب کے تمام مقامات میں بھی یہی کیفیت ہوگی۔ ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء کی صبح کو مسٹر عبداللہ آتھم کی پارٹی بٹاش اور مرزا قادیانی کی پارٹی مغموم اور پریشان حالت میں تھی۔“

پھر اخبار وفادار مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۸۹۴ء میں حسب ذیل درج ہے۔

### مرزا قادیانی کی پیش گوئی دربارہ مسٹر عبداللہ آتھم

سچ کہنے میں بدترین خطرات، جھوٹ کہنے میں ضمیر پر بدنامی دھبہ۔ گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل کا سا معاملہ ہے۔ پس جھوٹ سے گریز اور توبہ ہزار توبہ۔

#### راستی موجب رضائے خداست

مرزا قادیانی کی مسٹر عبداللہ آتھم کی نسبت پہلی پیش گوئی غلط۔ غلط جھوٹ اور سراسر جھوٹ ثابت ہونے پر بعض عام اور بازاری لوگ ناواقفیت سے اسلام پر بڑے نامعقول فقرات اور اعتراض جماتے ہیں اور خاص لوگ مگر غیر مذہب والے متانت سے اپنے دلی مذہبی تعصب کے خیالات کے ظاہر کرنے میں اپنا زور قلم دکھا رہے ہیں۔ جو بے شک زبردستی اور غلطی کر رہے ہیں۔ پہلے خیال کے لوگ مذہبی امور سے ناواقف ہیں۔ مگر دوسرے واقف ہو کر اسلام کی تحقیر پر وضعداری سے کمر بستہ ہیں۔ ہم ان دونوں خیالات والوں کی علت غائی مرزا قادیانی کی جھوٹی پیش گوئی سمجھتے ہیں نہ کچھ اور۔ جس کی وجہ سے ہم بلا تامل اصول مذہب اور مذہبی اشتعال کی وجہ سے ایسا کہنے میں دریغ نہیں کرتے کہ اسلام ایسے صادق مذہب اور اسلام کے بانی صادق پیغمبر خدا ﷺ کے اصول مذہب کو بدنام اور ان کی تحقیر کرنے والا مرزا قادیانی ہے نہ کوئی اور۔ جس کے بعد ہم ایسا کہنے میں بے اختیار ہیں کہ او مرزا! او قادیانی! او جھوٹے مسیح موعود!! او غلام!! او عبدالدرہم!! والدنا میر مرزا!! خداوند تعالیٰ تجھے تیری بدنیتی اور تیری جھوٹی پیشین گوئی کے صلہ میں اور تو خیر مگر کم سے کم تیری جھوٹی پیشین گوئی کے نتیجہ کے تمام فقرات کا تجھ پر ہی خاتمہ کر کے تمام دنیا میں تجھے عبرت مجسم بنا کر اسلام کی صداقت کی زیادہ تر صریح نظیر قائم کرے اور عام طور پر جلدادے کہ تیری ایسی بدنیتی سے شہرت پسندی۔ کے خیال سے ایسی جھوٹی پیشین گوئی کرنے والے دنیا میں ایسے ذلیل ہوا کرتے ہیں۔

ناظرین! مرزا قادیانی نے پہلے یہ پیشین گوئی کی تھی جو شرمناک طور پر ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو

غلط ثابت ہوئی کہ آج سے پندرہ ماہ تک مسٹر عبداللہ آتھم ہمزائے موت ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور میری پیش گوئی کبھی نہ ٹلے گی۔ خواہ زمین و آسمان ٹل جائیں۔ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو آفتاب نہیں غروب ہوگا۔ جب تک عبداللہ آتھم نہیں مرے گا۔ اگر میری پیش گوئی جھوٹ ہو تو مجھے ذلیل کیا جائے۔ میرے گلے میں رسا ڈال دیا جائے۔ میرا رو سیاہ کیا جائے اور مجھے لعنتی سمجھا جائے وغیرہ وغیرہ۔ (جنگ مقدس ص ۲۱۱، خزائن ج ۶ ص ۲۹۳)

اور اب ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء کو اسی مرزا نے جو پیش گوئی شائع کی ہے۔ اس کے پورے اندراج سے گریز کر کے صرف اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے کہ ”مسٹر عبداللہ آتھم نے اپنے دل میں عظمت اسلام اور اسلام قبول کر لیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ہاویہ میں نہیں گرایا گیا۔ ہاں! اب بھی اگر وہ عام مجمع میں اسلام کے خلاف کہہ دے تو وہ ایک سال تک مر جائے گا۔ اگر نہ مرے تو میں ایک ہزار روپیہ اسے ایک سال کے بعد دوں گا۔“ (انوار اسلام ص ۵۰۶، خزائن ج ۹ ص ۵۰۶)

ناظرین! آپ نے مرزا کی پہلی پیش گوئی کی فقرات بغور ملاحظہ فرمائے ہوں گے۔

اب دورانہدیشی سے توجہ کے ساتھ خیال فرمائیں کہ جس صورت میں مرزا قادیانی کی پیش گوئی ایسی فاش غلط اور جھوٹی ثابت ہو چکی ہے تو کیوں نہ آپ دعا کریں گے کہ خداوند تعالیٰ تقدس و تعالیٰ ایسے شخص کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرے جس کا مرزا قادیانی مستوجب ہے۔ پس کیوں نہ آپ آمین کہیں اور کیوں نہ خدا کی طرف سے ایسے شخص پر اس کا قہر نازل ہو۔ جس نے کہ اس کے پیغمبر ﷺ کے برخلاف اپنی جھوٹے الہام کے نام سے عام شورش پھیلا دی۔ اے خدا تو ایسے مذہبی رخنہ انداز شخص کو دنیا سے ناپید کر اور ضرور کر اور ہماری دعا ہے کہ تو حق پسند ہے۔ چونکہ مرزا نے محض بدینتی اور جھوٹے الہام کے ذریعہ سے غریب عبداللہ آتھم اور اس کے متعلقین کو پندرہ ماہ تک مشوش اور پرخطر رکھا اس لئے تو اپنے انصاف سے کم سے کم پندرہ ماہ تک اسے نہایت سختی کے ساتھ دنیا سے اٹھالے۔ تاکہ تیری قدرت اور تیرے پیغمبر ﷺ کے سچے طریق کے سیدھے راستہ میں پھر ایسے یا ایسے ناپ کے کسی دوسرے مسیح موعود کو رخنہ اندازی کا موقع نہ ملے۔ ناظرین! یہ جو کچھ لکھا گیا ہے۔ مرزا قادیانی کی پہلی پیش گوئی کے جھوٹ ثابت ہونے کی وجہ سے اب ذرا دوسری پیش گوئی کی تکذیب بھی ملاحظہ فرمائیے۔ اے ہے؟ یہ شخص مسلمان ہے اور اے تو بہ مسلمانی اسی کا نام ہے؟۔ خدا ایسے مسلمانوں اور ایسی مسلمانی سے بچا دے۔ مرزا کی جدید پیش گوئی کے بعد مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کا ایک خط ہمارے پاس پہنچا ہے۔ جس کا خلاصہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ وہ ہوتا ”میں خدا کے فضل سے تندرست ہوں اور آپ کی توجہ ص ۸۱، ۸۲ مرزا قادیانی کی بنائی

ہوئی کتاب نزول مسیح کی طرف دلاتا ہوں۔ جو میری نسبت اور دیگر صاحبان کی نسبت موت کی پیش گوئی ہے۔ اسے شروع کر کے آج تک جو کچھ گذرا ہے۔ ان کو معلوم ہے اب مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ آتھم نے دل میں اسلام قبول کر لیا ہے۔ اس لئے نہیں مرا۔ خیر ان کو اختیار ہے۔ جو چاہیں سو کہیں۔ جب انہوں نے میرے مرنے کی بابت جو چاہا سو کہا اور اس کو خدا نے جھوٹا کیا۔ اب ان کو اختیار ہے جو چاہیں سوتا ویل کریں۔ کون کسی کو روک سکتا ہے۔ میں دل سے اور ظاہراً پہلے بھی عیسائی تھا۔ اب بھی عیسائی ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں۔ جب میں امرتسر میں جلسہ عیسائی بھائیوں میں شامل ہونے کو آیا تھا۔ تو وہاں بعض اشخاص نے پہلے تو ظاہر کر دیا تھا کہ آتھم مر گیا ہے نہیں آئے گا۔ جب مجھے ریلوے پلیٹ فارم پر دیکھا گیا تو کہنے لگے کہ یہ آتھم کی شکل کا بڑا آدمی بنا ہوا ہے۔ انگریز حکمت والے ہیں۔ بڑے آدمی میں کل لگا دی ہے۔ ایسی ایسی باتوں کا جواب صرف خاموشی ہے۔ میں راضی و خوشی تندرست ہوں اور ویسے ایک دن مرنا تو ضرور ہی ہے۔ زندگی موت صرف رب العالمین کے ہاتھ میں ہے۔ اب میری عمر ۶۸ سال سے زیادہ ہے اور جو کوئی چاہے پیش گوئی کر سکتا ہے۔

کیوں مرزا قادیانی جی! یہی آتھم صاحب کے اسلام قبول کرنے کا ثبوت ہے اور اسی پر آپ ایک ہزار روپیہ نہیں انعام میں دیتے ہیں۔ مرزا قادیانی جی! آپ کے سفید بال ہو گئے ہیں۔ اب تک ایسی جھوٹی پیشگوئیوں سے توبہ کر دیا جھوٹا خضاب بجائے بال سیاہ کرنے کے چہرہ مبارک سیاہ کر رہا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ آپ سچائی کی مہندی لگا کر دنیا کے تمام لوگوں میں اور علماء دین کے سامنے سرخرو ہو جاتے۔ مگر یہ کب جب آپ جھوٹے مسیح موعود بننے کا دعویٰ نہ کرتے۔ اب تو جو حال جھوٹ بولنے والوں کا چاہیے وہی آپ کا مناسب بلکہ انسب ہے۔ مرزا قادیانی کی بابت ہم عام لوگوں کو عموماً اور عیسائی صاحبان کی خدمت میں خصوصاً عرض کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی اگر درست نہیں ہوئی تو اس کا الزام مرزا کی ذات خاص پر آ سکتا ہے۔ نہ خدا نخواستہ اسلام کے پاک اور سچے اصول پر، مرزا کی نسبت پہلے ہی انڈیا کے علماء و فضلاء شاید تکفیر کا فتویٰ صادر کر چکے ہیں۔ ایسے شخص کی دروغ گوئی کا اثر ہرگز ہرگز اسلام کی سچائی پر کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ سچے مسلمان مرزا قادیانی کی پیش گوئی کو ہمیشہ نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔“

بلفظہ من وعن ختم ہوئی عبارت اخبار وفادار کی۔

(لاہور ماہ ستمبر ۱۸۹۴ء منقول از کتاب راست بیانی بر سکت قادیانی ص ۵۶)

دوم: مرزا قادیانی کا مرید خاص لودھیا نوئی (اگرچہ اسی تحریر کے باعث سے اصحاب

بدر میں نام نہیں لکھا گیا) میاں الہ دین جلد ساز اخبار نور علی نور میں بہت شدت کے ساتھ دروغوں ہونا لکھتا ہے۔ تھوڑا سا خلاصہ اس کا بھی پیش ناظرین کرتا ہوں۔

”اب چونکہ اس پیش گوئی کی معیاد گزر کر بارہ تیرہ روز ہوئے اور عبد اللہ آتھم عیسائی اب تک زندہ اور بالکل تندرست ہے اور مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار فتح الاسلام میں جو تاویل کی ہے۔ وہ بالکل قابل اطمینان نہیں ہے۔ پس ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ المرئی وخذ باقرارہ آدمی اپنی اقرار کے سبب آپ گرفتار ہوتا اور پکڑا جاتا ہے اور ہم مرزا قادیانی کے عقائد جدیدہ یعنی اپنے آپ کو مسیح موعود قرار دینا نہیں مانتے۔“ ہمارے وہی عقائد ہیں جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین فرقہ اہل السنۃ والجماعۃ سے برابر اب تک منقول اور متواتر ہیں۔ والسلام!

العبد کمترین الہ دین جلد ساز لودھیانوی!

(بلفظ اخبار نور علی نور مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۸۹۳ء)

اب میں عرض کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی کے اشتہار پیش گوئی میں کوئی اگر، مگر کا لفظ نہیں تھا اور نہ اس میں شرط رجوع الی الحق ۲ کی تھی۔ جیسے کہ اوپر نقل کیا گیا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کی تاویلات کا پھانک کھلا ہے۔ تاویل درست ہونہ ہو۔ اپنی تحریر کے مطابق ہونہ ہو۔ مگر غلط ثابت ہونے پر کوئی نہ کوئی تاویل ضرور ہی کر دیں گے اور یہ بھی یاد رہے کہ عبد اللہ آتھم کی عمر ۶۸ سال سے زیادہ تھی۔ جس وقت مرزا قادیانی کی پیش گوئی سے بچ رہا تھا۔ اس سے بھی واضح ہے کہ مسٹر آتھم اپنے پاؤں قبر میں لٹکائے بیٹھا تھا۔ آج نہ مرتا کل مرتا۔ مگر افسوس کہ اس وقت نہ مرتا کہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی سچی ہو جاتی۔ نیز ناظرین کو یہ بھی یاد رہے کہ مرزا قادیانی کی شرط اس بات پر تھی کہ میں مسیح موعود ہوں اور اس بات میں سچا ہوں۔ اسلام کی حقانیت پر شرط نہیں تھی۔ اگر صرف اسلام کے ہی مقابلہ میں ایسی شرط کی جاتی تو یہ ضرور تھا کہ مرزا قادیانی کا میاب ہو ہی

۱۔ یہ الہ دین اب بہت خالص مریدوں میں سے ہیں اور اپنی بات سب سے اوپر رکھتے ہیں۔

۲۔ شرط رجوع الی الحق! یعنی مرزا قادیانی نے اگرچہ (جنگ مقدس ماہ جون ۱۸۹۳ء کے ص ۲۱۰، خزائن ج ۶ ص ۲۹۲) میں لفظ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ ہاویہ میں گرایا جائے گا لکھا ہے۔ لیکن اس کے مخالف شرط رجوع الی الحق کو توڑ کر (ص ۲۱۱، خزائن ج ۶ ص ۲۹۳) میں اس کے بعد اپنے اقرار واثق میں بڑے زور سے وہی لکھتے ہیں۔ جو میں نے اس سے پہلے صفحہ میں درج کیا ہے۔ اس میں کوئی شرط رجوع الی الحق کی نہیں ہے۔ بلکہ پیشین گوئی کی شرط کو مرزا قادیانی کے الہامی اقرار نے جو اس پیش گوئی کے بعد کیا ہے۔ بالکل توڑ کر معدوم کر دیا۔



جاتے۔ مگر انکا دعویٰ ایسا تھا کہ جو خود اہل اسلام کے ہی مخالف اور غلط اور دروغ تھا اسی لئے۔  
مرزا قادیانی سخت مایوسی کی حالت میں ناکام رہے۔ کیونکہ اہل اسلام کی طرف سے تو پہلے ہی بری  
نظروں سے دیکھے جاتے اور تکفیر کی تشہیر میں نزدیک و دور مشہور تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مولویوں اور  
سجادہ نشینوں کی گالیوں سے خبر لی خدا رحم کرے۔

### دوم مختصر خلاصہ رسالہ خدا کا فیصلہ

یہ (رسالہ ص ۳۴ سے ۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) تک ہے۔ اس میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:  
الف..... ”جیسا کہ ہم نے کتاب ست بجن میں سکھ صاحبوں کے مخفی چولہ کی تمام  
گرو کے چیلوں کو زیارت کرادی ہے۔ اسی طرح ہم یسوع کے شاگردوں کو بھی ان کے تین مجسم  
خداؤں کے درشن کرادیتے ہیں اور ان کے سہ گوشہ تثلیثی خدا کو دکھلا دیتے ہیں۔ چاہے کہ ان کے  
آگے جھکیں اور سیس نوادیں اور وہ یہ ہے۔ جس کو ہم نے عیسائیوں کے شائع کردہ تصویروں سے لیا  
(انجام آتھم ص ۳۵، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) ہے۔“

بیٹا یسوع تصویر کی شکل پر، روح القدس تصویر کبوتر کی شکل پر، باپ آدم تصویر کی شکل پر۔  
ناظرین! مرزا قادیانی نے اسی (ص ۳۵، خزائن ج ۱۱ ص ۳۵) پر تین تصویر بالائی بنائی  
ہیں۔ جس کے واسطے سخت ممانعت خداوند تعالیٰ و رسول کریم ﷺ کی ہے کہ ہرگز تصویر نہ بنائی  
جائے۔ قیامت کو تصویر بنانے والے کو سخت عذاب دیا جائے گا۔ جیسا کہ صحیح حدیثوں میں وارد  
(دیکھو مشکوٰۃ ص ۳۸۵، باب التصویر) ہے۔

پھر تعجب ہے کہ مرزا قادیانی اپنے لئے شیخ سنت نبوی بڑے زور سے لکھتے ہیں اور عمل  
ان کا بالکل خلاف کتاب و سنت ہے۔ شاید مرزا قادیانی اس کا جواب دیں کہ ہم نے تو عیسائیوں کی  
ہی کتابوں سے تصویریں دیکھ کر اپنی کتاب میں بھی بنادی ہیں۔ کوئی جدید تصویریں نہیں بنائیں۔  
ممکن ہے کہ ناظرین خیال کر بھی لیں۔ مگر جبکہ ان کی کتابوں میں تصویریں بنی ہوئی ہیں اور وہ روز  
درشن کرتے ہیں۔ تو مرزا قادیانی کزکن ہی ایسی ضرورت سخت پڑی تھی کہ آپ بھی تصویریں بنا کر  
حکم خدا اور رسول ﷺ کے منکر ہوئے۔ جب کہ مرزا قادیانی حکم خداوند رسول ﷺ کی مخالفت میں  
قدم بڑھائے جاتے ہیں اور ان کو ایک ذرہ بھر بھی پروا نہیں۔ پھر کون شخص یا کون عالم اور مفتی ہے۔  
جو مرزا قادیانی کو مرد مسلمان بھی قبول کر سکے۔ چہ جائیکہ مرد صالح، الہامی، مجدد، محدث، نبی،  
رسول، مسیح موعود، مہدی مسعود منظور کر لے گا۔ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ علماء و مشائخ و نسیان  
عرب و عجم فوراً سنتے ہی ضرور کفر کا فتویٰ عداوتاً (جو حارث کی زمین اراضی ملکیت پر ہے) لگا

دیں گے۔ اس واسطے میں ان کے فتوے کا منتظر نہیں۔ البتہ مرزا قادیانی کی ہی دستاویزات کو پیش ناظرین کرنا ضروری ہوا۔ سنئے۔

۱..... ”اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی ﷺ کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۳۸، خزائن ج ۳ ص ۱۷۰)

۲..... ”ششم قال اللہ وقال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔“ (رسالہ تکمیل تبلیغ ص ۲، مصنفہ ۱۸۸۹ء، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۹۰)

۳..... ”ہمیں قرآن اور حدیث صحیحہ کی پیروی کرنا ضروری ہے۔“

(نور القرآن ص ۳۲، خزائن ج ۹ ص ۴۰۷)

مرزا قادیانی نے تمام اپنی تالیفات میں اس بات کا ادعا کیا ہے کہ ہم کامل تبع رسول اکرم ﷺ کے ہیں۔ اسی واسطے ہم یہ ہیں اور وہ ہیں۔ اب ان کی دو تین عبارتیں بھی نقل کر دی ہیں۔ مگر میں پہلے بطور نمونہ کتنی آیات اور احادیث لکھ کر دکھلا چکا ہوں کہ مرزا قادیانی نے ان کی طرف رخ بھی نہیں کیا۔ پس جو کوئی ایسا کرے اس کے لئے مفتیان شرع متین فتویٰ دیں اور مرزا قادیانی خود اپنی تحریرات کو سامنے رکھ کر قبول کر لیں۔ مگر امید نہیں کہ مرزا قادیانی کوئی نہ کوئی تاویل نہ کریں۔ مگر افسوس صریح روگردانی کی بھی کوئی تاویل قابل قبول ہے؟۔ نتیجہ ان تصاویر کے بنانے اور احکامات نصی اور احادیث صحیحہ کے انکار کا یہی نکلتا ہے کہ مرزا قادیانی کو آزادی مد نظر ہے۔ جب عیسائیوں کے کفارہ کی طرح آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو گئے ہیں تو یہ تصویریں بنالینے میں کون سا گناہ ان کے لئے مضر ہو سکتا ہے۔

ب..... ”مسیح نے پہلے نبیوں سے بڑھ کر کیا دکھلایا۔ خدائی کی مد میں کون سے کام کئے۔ کیا یہ کام خدائی کے تھے کہ ساری رات آنکھوں میں سے رور و کرنکالی۔ پھر بھی دعا منظور نہ ہوئی۔ ایللی ایللی کہتے جان دی۔ باپ کو کچھ بھی رحم نہ آیا۔ اکثر پیش گوئیاں پوری نہ ہوئیں۔ معجزات پر تالاب نے دھبہ لگایا۔ فقیہوں نے پکڑا اور خوب پکڑا کچھ بھی پیش نہ کی۔ ایللیا کی تاویل میں کچھ عمدہ جواب بن نہ پڑا اور نہ پیش گوئی کو اپنے ظاہر الفاظ پر پورا کرنے کے لئے ایللیا کو زندہ کر کے دکھلا سکا اور لما سقتبتی کہہ کر بصد حسرت اس عالم کو چھوڑا ایسے خدا سے تو ہندوں کا خدا را چند رہی اچھا رہا۔ جس نے جیتے جی رات دن سے اپنا بدلہ لے لیا۔“ (نور القرآن حاشیہ ص ۲۵، خزائن ج ۹ ص ۳۵۴)

ج..... ”مریم کا بیٹا! کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔“

(انجام آتھم ص ۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

ناظرین! مرزا قادیانی کے کلمات اور الہامات تو ہیں واستہزاء واستخفاف حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف غور فرمادیں کہ حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو یہ بھی سوچ لیں کہ یہ ان کی کیسی توہین و تحقیر ہے۔ نعوذ باللہ منہا کسی مسلمان کی طرف سے ایسا ہونا ممکن نہیں۔ مسلمانوں کے عقائد میں ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کا بیٹا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سواء (جو اولوالعزم پیغمبر ہیں) کوئی نہیں ہے اور مسلمانوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ پیغمبران علیہم السلام میں سے کسی پیغمبر یا نبی علیہ السلام کی توہین کفر ہے۔ کیا یہی قرآن شریف کی تعلیم اور احادیث کی تہذیب اور اپنے الہاموں کی تعمیل ہے؟ کہ آیت شریف ”ولا تسبوا الذین (انعام: ۱۰۸)“ کو کیسا نسیاً منسیاً کر دیا۔ کسی طرف بھی کوئی خیال نہیں کیا۔ عداوت اور غصہ پادریوں کے ساتھ ہے اور توہین و گالیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو بہ! تو بہ! تو بہ! انقل کفر کفر نبا شد!

مرزا قادیانی شاید یہ تاویل کریں کہ مریم ایک تیلن قادیان میں ان کے محلہ میں رہتی ہے۔ تیل وغیرہ کے جھگڑے میں اس کی بابت لکھا ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ مخاطب اس کے عیسائی ہیں۔ تیلی نہیں۔ افسوس! ادھر تو مریم کا بیٹا کشلیا کا بیٹا ہے اور ادھر خود مرزا قادیانی ابن مریم ہیں؟ اس جگہ اتنا ہی لکھا گیا۔ باقی جو فحش اور گندی گالیاں مرزا قادیانی نے اپنے ضمیمہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کو منہ پھاڑ پھاڑ کر دیں ہیں۔ ان کو اپنی جگہ ملاحظہ فرمادیں۔

### سوم مختصر خلاصہ رسالہ دعوت قوم

یہ رسالہ ص ۴۵ سے ۷۲، خزائن ج ۱۱ ص ۴۵ تا ۷۲ تک ہے۔ اسی میں اشتہار مباہلہ بھی

درج ہے۔

الف..... ”دجال اکبر پادری لوگ ہیں اور یہی قرآن اور حدیث سے ثابت ہے اور مسیح موعود کا کام ان کو قتل کرنا ہے۔“

(انجام آتھم ص ۷۲، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

(ص ۵۱، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) سے الہامات جو اکثر آیات قرآنی ہیں۔ مرزا قادیانی پر

بذریعہ وحی القاء ہوئے ہیں۔ جن کا ترجمہ اردو بہت اختصار و انتخاب کے ساتھ بطور نمونہ درج کیا

۱۔ کشلیا راجہ رام چندر جی کی ماں کا نام ہے۔ جس کو ہندو لوگ بعض پر میشر اور بعض

اوتار اور راجہ جانتے ہیں۔

جاتا ہے۔ جس سے مرزا قادیانی کو نبی پیغمبر مرسل کے خطابات اور مراتب عطاء ہوئے ہیں۔ گویا دوبارہ نزول قرآن شریف آپ پر شروع ہو گیا ہے۔

ب..... ”اے وہ عیسیٰ جس کا وقت ضائع نہیں جائے گا۔“ (ص ۵۱)

۲..... ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میرے پیچھے ہو لو تا خدا بھی تم

سے محبت کرے۔ (ص ۵۲، ۵۱۰)

۳..... اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا۔ قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو۔ (ص ۵۲)

۴..... میں تجھ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ (ص ۵۲)

۵..... تیری شان عجیب ہے۔ (ص ۵۲)

۶..... تو میری جناب میں وجیہ ہے۔ میں نے تجھے اپنے لئے جن لیا ہے۔

(ص ۵۲)

۷..... پاک ہے وہ جس نے اپنے بندہ کو رات میں سیر کرایا۔ (معراج)

(ص ۵۳)

۸..... تجھے خوشخبری ہو۔ اے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔

(ص ۵۵)

۹..... میں تجھے لوگوں کا امام بنا دوں گا۔ (ص ۵۵)

۱۰..... لوگوں سے لطف کے ساتھ پیش آ اور ان پر رحم کر۔ (ص ۵۵)

۱۱..... تو ان میں بمنزلہ موسیٰ کے ہے۔ (ص ۵۵)

۱۲..... تو ہمارے پانی میں سے ہے۔ (ص ۵۵)

۱۳..... خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔ (ص ۵۵)

۱۴..... سب تعریف خدا کو ہے۔ جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ (ص ۵۶)

۱۵..... کہہ میں ایک آدمی تم جیسا ہوں۔ مجھے خدا سے الہام (وحی) ہوتا ہے۔

(ص ۵۷)

۱۶..... تیرا بدگو بے خبر ہے۔ (میاں سعد اللہ مدرس لدھیانہ) (ص ۵۸)

۱۷..... نبیوں کا چاند آئے گا۔ (ص ۵۸، ۶۰)

۱۸..... تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔

(ص ۵۹)

- ۱۹..... وہ خدا جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ (ص ۵۹)
- ۲۰..... اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ (ص ۵۹)
- ۲۱..... ان کو کہہ دے آؤ ہم اور تم اپنے بیٹوں اور عورتوں عزیزوں سمیت ایک جگہ اکٹھے ہوں۔ پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر لعنت بھیجیں۔ (ص ۶۰)
- ۲۲..... ابراہیم یعنی اس عاجز (مرزا قادیانی) پر سلام۔ (ص ۶۰)
- ۲۳..... اے داؤد لاگوں کے ساتھ نرمی اور احسان کے ساتھ معاملہ کر۔ (ص ۶۰)
- ۲۴..... اے نوح اپنی خواب کو پوشیدہ رکھ۔ (ص ۶۱)
- ۲۵..... ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے اترے۔ (نعوذ باللہ اوتار ہندوان) اس کا نام عمانوئیل ہے۔

(ص ۶۲، ملاحظہ کریں خزائن ج ۱ ص ۶۲ تا ۶۳)

”یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے۔ جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئی ہیں اور ان کے سوا اور بھی بہت سے الہامات ہیں۔ مگر خیال کرتا ہوں کہ جس قدر میں نے لکھا ہے۔ وہ کافی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مور، خدا کا امین، خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اس کا دشمن جہنمی ہے۔“

(انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱ ص ۱۱۱ ایضاً)

ناظرین! غور فرمائیے گا کہ ان الہامات و تحریرات مندرجہ بالا مرزا قادیانی بہادر میں کوئی پہلو ایسا نکال سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی پیغمبری کا دعویٰ کھلم کھلا نہیں کرتے؟ کیا پیغمبران علیہم السلام کے القابات سے ملقب نہیں ہوئے؟ کیا خدا کا فرستادہ رسول نہیں؟ کیا خدا کا مور پیغمبر نہیں؟ کیا خدا کا امین نبی نہیں؟ کیا پیغمبر وقت پر ایمان لانا نہیں چاہیے؟ کیا پیغمبر علیہ السلام کا دشمن جہنمی نہیں؟ ان دعاوی میں کوئی شبہ ہے کہ جس سے آپ مرزا قادیانی کو پیغمبر یا نبی یا رسول نہیں کہہ سکتے؟ کیا جس قدر لوگ (گویا کلہم) مسلمان جو مرزا قادیانی پر ایمان نہیں لائے۔ نعوذ باللہ منہا کافر نہیں ہیں؟ پھر تعجب یہ ہے کہ جب کوئی مرزا قادیانی کو کہتا ہے کہ تم پیغمبری اور نبوت کا دعویٰ کرتے ہو تو فوراً کہتے ہیں کہ ”ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۹۷)

لیکن میں مرزا قادیانی کی ہی تحریرات والہامات سے ان کی نبوت ادعائی کے اثبات کو پیش ناظرین کرتا ہوں لکھتے ہیں۔

الف..... ”اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عاجز خدا کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے..... کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے اور امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے..... اپنے تئیں با واز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔ اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوئی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔“ (توضیح المرام ص ۱۸، خزائن ج ۳ ص ۶۰)

ب..... (رسالہ شخہ حق کے صفحہ ابتدائی خزائن ج ۲ ص ۳۲۶) پر جبکہ مرزا قادیانی کو قادیان والوں نے سخت تنگ اور بے عزت کیا تو اظہار نبوت اس طرح پر کر کے لکھتے ہیں کہ ”بخدا..... حضرت مسیح کا قول ہے کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں۔“

ج..... ”جو شخص مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے۔ وہ اس خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے۔ جس نے مجھے مامور کیا اور مجھے قبول کرتا ہے۔ وہ اس خدا کو قبول کرتا ہے۔ جس نے مجھے بھیجا ہے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۰)

د..... ”اس عاجز کا نام خدا نے امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۳۳، خزائن ج ۳ ص ۳۸۶)

ہ..... مرزا قادیانی کی کتاب (آریہ دھرم کے اخیر نوٹس میں ص ۹، خزائن ج ۱۰ ص ۸۸) اپنا نام اس لقب سے لکھتے ہیں۔ ”حضرت اقدس امام انام مہدی و مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام۔“

ناظرین! اب انصاف فرمائے گا کہ پیغمبری، رسالت، نبوت میں کچھ کسر باقی ہے؟۔ پھر ایسی ایسی وضعی لغتیں کس پر ہوں گی۔ مگر مرزا قادیانی کو ان لعنتوں پھٹکاروں اور گالیوں کی پروا نہیں۔ بلکہ وہ اس کو عین تہذیب سمجھتے ہیں۔ جب کہ مرزا قادیانی کو ابتداء سے ہی ایسی عادت ہے تو اس کے جواز کے واسطے قرآن شریف پر ہی الزام لگا کر اس طرح پر لکھتے ہیں۔ نقل کفر کفر نباشد!

الف..... ”قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ ایک غایت درجہ کا غمی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے۔ لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۲۶، خزائن ج ۳ ص ۱۱۵)

ب..... ”ایسا ہی ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں۔“ (ازالہ اوہام ص ۲۷ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۱۶)

تو بہ، نعوذ باللہ منہا! یہ عقیدہ مرزا قادیانی کو ہی نصیب ہو کہ قرآن شریف میں بد تہذیبی اور گندی گالیاں بھری پڑی ہیں۔ کسی مسلمان سے خداوند کریم ایسی اہانت کلام الہی کی نہ کرائے۔ جس سے مسلمانی سے خارج ہو جائے۔ مفتیان شرع اس گستاخی اور اہانت قرآن شریف کلام پاک پر مرزا قادیانی کی نسبت خود فتویٰ دیں گے۔ خدا تعالیٰ مرزا قادیانی کو بھی ہدایت بخشے۔ اگر اس کی مشیت ہو۔ پھر مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”اب اے مخاطب مولویو اور سجادہ نشینو! یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمہاری جماعتوں کے تھوڑی سی ہے اور فتنہ قلیلہ ہے اور شاید اس وقت تک چار ہزار پانچ ہزار سے زیادہ نہیں ہوں گی۔“

(انجام آتھم ص ۶۴، خزائن ج ۱۱ ص ۶۴)

ناظرین! مرزا قادیانی کے حافظہ کو ملاحظہ فرمائیے گا کہ چار پانچ ہزار کی تعداد اسی کتاب میں درج کی ہے اور پھر اسی کتاب کے ضمیمہ میں ہفتہ عشرہ کے بعد آٹھ ہزار سے زیادہ لکھ دی ہے۔ جیسے لکھتے ہیں کہ ”اب آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ وہ لوگ ہیں جو اس راہ میں جان فشاں ہیں۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۰ حاشیہ)

پھر لکھا ہے کہ ”اب خدا کے فضل سے آٹھ ہزار کے قریب ہیں۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۰ حاشیہ)

لیکن (ص ۴۱ سے ۴۴ تک ضمیمہ انجام آتھم خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۵-۳۲۸) میں کل فہرست اپنی جماعت کے تین سو تیرہ لکھی ہے۔ ممکن ہے کہ مرزا قادیانی کل اختلافات کی کوئی تاویل گھڑیں گے۔ اس کی بابت ضمیمہ کے خلاصہ میں بھی لکھا جائے گا۔ فانتظرہ!

ج..... ”میں کسی خونی مسیح کے آنے کا قائل نہیں اور نہ خونی مہدی کا منتظر۔“

(انجام آتھم ص ۶۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

حضرات ناظرین! مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ بروقت ظہور مہدیؑ و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کفار و دجال سے جہاد ہوگا۔ جس میں اکثر افواج کام آئیں گی۔ اس بات کو مرزا قادیانی نے تمام اہل اسلام کے عقائد کی مخالفت میں توہیناً، استہزاء و استخفافاً حضرت مہدیؑ و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خونی کے لفظ اور لقب سے ملقب کیا ہے۔ اسی اعتقاد سے جہاد، غزاء، سریہ وغیرہ حضرت رسول خدا ﷺ و خلفاء راشدین و صحابہ مہدیین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی کشت و خون سمجھ کر ان کو بھی نعوذ باللہ منہا خونی پیغمبر اور خونی خلفاء سمجھا جاتا ہے۔ مفتیان شرع ذرہ اس طرف بھی توجہ فرمائیے گا۔ توبہ! توبہ! توبہ!!!

وجہ اس کی یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے میں اب تک کوئی جرأت یا حوصلہ نہیں دیکھتے اور نہ کچھ امید رکھتے ہیں کہ جنگی کارروائی کریں۔ اگرچہ جماعت کو کبھی کبھی فیہ قلیلہ بیان کر کے لوگوں سے ایک لاکھ فوج کی درخواست کرتے ہیں اور پانچ ہزار سپاہی منظور ہوتے ہیں۔ جیسے مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ”کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت پر دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں۔ ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب بیٹھا ہے۔ تب میں نے اس شخص کو جو زمین پر بیٹھا تھا۔ مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ مگر وہ چپ رہا۔ تب میں نے اس دوسرے کی طرف رخ کیا جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا۔ اسے میں نے مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ وہ بولا کہ ایک لاکھ فوج نہیں ملے گی۔ مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا۔ تب میں نے دل میں کہا کہ پانچ ہزار تھوڑے آدمی ہیں۔ پر اگر خدا چاہے تو تھوڑے بہتوں پر فتح پاسکتے ہیں۔ اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی۔ کم من فئۃ قلیلة غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ“ (ازالہ اوہام ص ۹۷، ۹۸، خزائن ج ۳ ص ۱۳۹)

ناظرین! ذرہ مرزا قادیانی سے دریافت تو فرمائیے گا کہ ایک لاکھ فوج کی ضرورت کس کے واسطے ہوتی؟۔ مگر افسوس درخواست ایک لاکھ فوج کی دو انسانی صورتوں سے کی جاتی ہے اور صرف پانچ ہزار ہی سپاہی منظور ہوتے ہیں۔ یہ درخواست ۱۳۰۸ھ میں جس کو عرصہ سات سال کے قریب گزر گیا ہے کی تھی۔ اس وقت صرف ۵۷ ہی سپاہی، لنگڑے، کالے، نہ تھے اور اس وقت ہی دعویٰ صلیب کے توڑنے کا بھی کیا تھا اور دجال پادریوں کے قتل کا۔ مگر استعارات سے اور اس وقت یہ درخواست بھی ایک لاکھ فوج کی کی گئی تھی۔ مگر افسوس منظور نہ ہوئی۔ ورنہ ضرور تھا کہ عذر کر کے پادریوں کو قتل کرتے اور صلیب کو توڑتے اور اپنے دعوے کی تصدیق میں مسلمانوں پر بھی زور ڈالتے۔ اسی خیال سے اس رسالہ انجام آتھم میں اپنی جماعت کی تعداد چار یا پانچ ہزار بھی لکھی



ہے۔ اور اس کے ضمیمہ میں آٹھ ہزار تک لکھ کر اپنا رعب دکھلایا ہے کہ جس سے گورنمنٹ کو بھی خیال ہو جائے۔ مگر افسوس یہ تعداد محض خیالی اور دماغی ہی ہے۔ کیونکہ جب ضمیمہ میں فہرست لکھنے بیٹھے تو صرف تین سو تیرہ کے ہی نام درج کئے اور ان میں بھی بہت سے مردوں (فوت شدہ) کے نام لکھ کر تعداد پوری کی۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ اس قدر فوج مرزا قادیانی کی معہ مردوں کے ہے۔ جو درج فہرست کر دی ہے۔ یوں تو مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ”ہم گورنمنٹ کے بڑے خیر خواہ ہیں۔ ہمارے باپ نے گھوڑے دیئے، آدمی دیئے۔ مگر جب ۲ پادری لوگ جو گورنمنٹ حال کے

۱۔ ہمارے باپ نے گھوڑے دیئے..... الخ! (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۰۵، ۱۰۶) مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار اسلامی انجمنوں کی خدمت میں التماس ضروری کے صفحہ اول الف۔ (شمولہ براہین احمدیہ حصہ سوم ص الف، خزائن ج ۱ ص ۱۳۸) میں یوں لکھا ہے کہ ”غدر ۱۸۵۷ء میں ہمارے والد صاحب نے پچاس گھوڑے اور پچاس مضبوط لائق سپاہی بطور مدد کے سرکار میں نذر کئے۔ ملخصاً! یہ ایسا لکھنا مرزا قادیانی محض جھوٹ ہے جیسے کہ مرزا کے والد کے دوست مولوی عبدالحکیم بن امان اللہ ساکن دھرمکوٹ رندھاوا تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور اپنے رسالہ تحفہ مرزا سید میں جو ۱۳۰۴ھ میں تالیف کیا تھا۔ اس طرح پر لکھتے ہیں۔ ”مرزا غلام مرتضیٰ صاحب والد غلام احمد قادیانی ممدوح کے سکھوں کے عہد میں واسطے تلاش معاش راہی کشمیر ہو کر بسواری ایک چھوٹے سے ٹوبوز رنگ کے راقم آثم کے پاس بمکان دھرمکوٹ رندھاوا وارد فردش ہوئے۔ ماحضر پیش کیا گیا۔ یہاں سے منزل بمنزل خطہ کشمیر میں پہنچ گئے۔ چونکہ نوکری کی تلاش کی مگر میسر نہ ہوئی۔ آخر الامر جمعدار محمد بخش سکے زئیے۔ دھرمکوٹی کے پاس وہاں واسطے تعلیم اس کے فرزند ان مسمیان پیر بخش و امیر بخش کے بمشاہرہ پانچ روپیہ اور نان نفقہ کے چند مدت گذاری۔ اتفاقاً سردار میہان سنگھ صوبہ کشمیر فوت ہو گیا۔ تو وہ جمعدار اور مرزا صاحب واپس تشریف لائے اور پھر شہزادہ شیر سنگھ کے زمانہ میں پھر کشمیر کو گئے اور واپس آ گئے۔ شیر سنگھ بہادر مرزا صاحب (والد مرزا قادیانی) سے سخت ناراض ہو گئے تو مرزا صاحب اور قادیان تھانہ دار طالب پورہ کو علیحدہ کر دیا۔ مرزا صاحب اپنے گھر موضع قاضیان میں آ کر پیشہ طبابت میں مشغول ہوئے۔ پھر ڈپٹی گوپال سہائے سے مرزا صاحب کی دوستی ہو گئی۔ سرکار انگریزی کے وقت میں ملکیت آراضی قاضیان مغل کی ان کے نام کر دی۔ وقت مفسدہ دہلی تو مرزا غلام مرتضیٰ قادیانی والد مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے پاس سے ایک سوار بھی نوکر رکھ کر مدد سرکار نہیں دی اور اس وقت ان کے پاس فقط (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہم مذہب پیرومرشد اور بزرگ عیسائی ہیں۔ ان کو دجال مقرر کیا گیا ہے اور ان کو قتل کے لئے آپ مسیح موعود بنتے ہیں۔ تو پھر گورنمنٹ کی خیر خواہی کیسی؟ کیا گورنمنٹ کے پیرومرشد کا دشمن گورنمنٹ کا دوست ہوگا ہرگز نہیں۔ کیا گورنمنٹ کے بزرگ فرقہ کا دشمن اور قاتل گورنمنٹ کا دشمن اور قاتل نہیں؟ ضرور ہے ضرور ہے۔ مگر افسوس تو اتنا ہے کہ مرزا قادیانی کے پاس ایک لاکھ فوج نہیں۔ ورنہ مرزا قادیانی کے ہاتھ دیکھتے اور یہ بھی یاد رہے کہ جس وقت مرزا قادیانی کے پاس پانچ ہزار سپاہی بھی ہو گئے۔ اسی روز انہوں نے اپنے الہام کم من فتنہ الخ کے مطابق ضرور جنگ کرنا ہے اور فتح کی خوشی کے ارادہ پر اپنے الہام کے پورے اور سچا ہونے پر زور دینا ہے۔ خواہ کسی موت سے مریں۔ مگر مجھے یہ امید موہوم بھی معلوم ہوتی ہے۔ اب تو میرے خیال میں چیونٹی کو پر لگ گئے ہیں اور وقت قریب آ گیا ہے۔

..... مرزا قادیانی نے اپنے مخالف مولویوں اور سجادہ نشینوں کے نام (ص ۶۹ سے ۷۲، خزائن ج ۱ ص ۱۱۷ تا ۱۲۸، خزائن ج ۱ ص ۱۱۷) پر درج کئے ہیں۔ مولوی صاحبان مقلدین

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) ایک گھوڑی چھوٹی سی سرخ اپنے رئیس سوار کی تھی اور مفسدہ سے پانچ یا چھ ماہ اولاً مرزا غلام قادر خلف الرشید تھانہ داری دنیا نگر سے معزول ہو کر بے نوکر پیچھے پیچھے عملہ ضلع کے پھرتے تھے اور راقم الحروف ان دنوں دنیا نگر میں مدرس تھا۔ اگر مرزا صاحب کو تو فتنی مدد دہی سرکار کی تھی تو ان کا خلف الرشید کیوں مارا مارا پھرتا تھا۔ فرضاً اگر سرکار کو اپنے رسالہ سے مدد دی تھی تو دفتر شاہی فوجی میں پتہ ہوگا۔ اس کے صلہ میں کوئی انعام یا جگر ملی ہوگی۔ اس وقت سرکار عام نوکر رکھتی تھی۔ اگر قادیان کے دس پندرہ آدمی نوکر ہوئے ہوں تو کیا عجب ہے۔“ کہاں مرزا قادیانی کے والد کا پانچ روپیہ ماہوار پر لڑ کے پڑھانے پر نوکر ہونا۔ پھر اس سے بھی برطرف ہونا اور کجا پچاس سوار بھرتی کر کے سرکار کو مدد دینا؟ محض جھوٹ ہے۔ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو پھر یہ سوال ہے کہ مرزا قادیانی کے خیالات اپنے والد کے مطابق ہیں؟۔ جواب بھی ہوگا کہ ہرگز نہیں۔ جب باپ نے ایسی حالت میں گورنمنٹ کی مدد کی تو اب مرزا قادیانی باوجود صاحب جائیداد ہونے کے کون سی مدد کی؟۔ ہاں رعایا انگلشیہ میں فساد ڈلوانے اور ایک دوسرے کو جانی دشمن جاننے میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔ یوں یہی رعایا کا دشمن بادشاہ کا دشمن ہوتا ہے۔

۲۔ پادری لوگ..... الخ! گورنمنٹ عالیہ بھی عیسائی مذہب رکھتے ہیں اور پادری صاحبان بھی عیسائی مذہب کے وارث ہیں اور گورنمنٹ کے پیرومرشد۔ پس دوست کا دوست ہوتا ہے اور دوست کا دشمن دشمن مسلمہ ہے۔

وغیر مقلدین تعداد میں پچاسی ہیں اور سجادہ نشین صاحبان انچاس۔ کل ایک سو چونتیس ہیں۔ جو ہندوستان اور پنجاب میں مشہور اور معروف ہیں۔ سب کو ایک ہی رستہ سے ہانکا ہے اور بہت سی لعنتیں دے دے کر مباہلہ کے لئے طلب کیا ہے اور لکھتے ہیں کہ: ”میں پھر ان سب کو اللہ جل شانہ کی قسم دیتا ہوں کہ مباہلہ کے لئے تاریخ اور مقام مقرر کر کے جلد میدان مباہلہ میں آئیں۔ اگر نہ آئے اور نہ تکفیر اور تکذیب سے باز آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مریں گے۔“

(انجام آتھم ص ۶۹، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۵)

..... ”خدا کی لعنت اس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ میں

حاضر ہو اور نہ تکفیر اور توہین کو چھوڑے۔“ (انجام آتھم ص ۶۷، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۵)

..... ”لیکن میں نے یہ اشتہار دے دیا ہے کہ جو شخص اس کے بعد اس سیدھے

طریق سے میرے ساتھ مباہلہ نہ کرے اور نہ تکذیب سے باز آئے۔ وہ خدا کی لعنت فرشتوں کی

لعنت اور تمام صلحا کی لعنت کے نیچے ہے۔ وما علی الرسول الا البلاغ!“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۹، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۳ حاشیہ)

ناظرین! مرزا قادیانی نے مباہلہ کی درخواست پر کس قدر مخالفین کو لعنتیں دیں ہیں؟۔

لیکن پہلے اس سے جو کچھ مرزا قادیانی اپنے غالی عقائد بیان کر چکے ہیں۔ ان کو برائے ملاحظہ

وتازگی حافظہ مرزا قادیانی پیش کرتا ہوں۔ وھوھذا!

..... ”یہ نادان کہتے ہیں کہ ابن مسعود نے جو مباہلہ کی درخواست کی تھی اس

سے نکلتا ہے کہ مسلمانوں کا باہم مباہلہ جائز ہے۔ مگر یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ ابن مسعود نے اپنے

اس قول سے رجوع نہیں کیا۔ حق بات یہ ہے کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا۔ نبی اور رسول تو

نہیں تھا۔ اس نے جوش میں آ کر غلطی کھائی تو کیا اس کی بات کو ان ہوالا وحی یوحی میں

داخل کیا جائے۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۹۶، خزائن ج ۳ ص ۴۲۱، ۴۲۲)

یہاں مرزا قادیانی نے کمالِ تعلیٰ کی ہے اور اس بات کو ثابت کیا ہے کہ مسلمانوں میں

مباہلہ نہیں ہونا چاہئے اور ناجائز ہے اور ساتھ ہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کسی بے ادبی کی ہے؟

کہ ان کے نام پر کوئی کلمہ تعظیمیہ نہیں لکھا اور نہ کوئی کلام میں ادب ملحوظ رکھا۔ بلکہ لکھتے ہیں کہ ”ابن

مسعود ایک معمولی انسان تھا اور اس نے جوش میں آ کر غلطی کھائی۔ جو ماننے کے قابل نہیں۔“

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اپنے مقابلہ میں معمولی انسان سمجھتے ہیں اور کیسے گستاخانہ الفاظ سے تحریر

کرتے ہیں اور خود غرور سے اس سے اوّل صفحہ پر لکھتے ہیں کہ ”اس عاجز کو آدم اور خلیفۃ اللہ کہا۔  
انی جاعل فی الارض خلیفہ“ (ازالہ اوہام ص ۶۹۵، خزائن ج ۳ ص ۴۷۵)

اس کے بعد ۱۸۹۲ء کو مرزا قادیانی کتاب آئینہ کمالات میں اس طرح اپنا الہام لکھتے ہیں کہ: ”اور مباہلہ کے بارے میں جو کلام الہی میرے پرنازل ہوا وہ یہ ہے کہ نظر اللہ الیک معطرا و قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا قال انی اعلم ما لا تعلمون . قالوا کتاب ممتلئ من الکفر والکذب قل تعالوا ندع ابنانا و ابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم ثم نبہل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین“ یعنی خدا تعالیٰ ایک معطر نظر سے تجھ کو دیکھا اور بعض لوگوں نے اپنے دلوں میں کہا اے خدا کیا تو زمین پر ایک ایسے شخص کو قائم کر دے گا کہ دنیا میں فساد پھیلانے تو خدا نے ان کو جواب دیا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور ان لوگوں نے کہا کہ اس شخص کی کتاب ایک ایسی کتاب ہے جو کذب اور کفر سے بھری ہوئی ہے۔ سو ان کو کہہ دے کہ آوہم اور تم مع اپنی عورتوں اور بیٹوں اور عزیزوں کے مباہلہ کریں۔ پھر ان پر لعنت کریں جو کاذب ہیں۔“

(کتاب آئینہ کمالات اسلام ص ۲۶۳ تا ۲۶۵، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

”یہ وہ اجازت مباہلہ ہے جو اس عاجز کو دی گئی۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۶۶، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

اب مندرجہ بالا اجازت اور حکم کے پانچ سال بعد یہ مباہلہ کا اشتہار نہایت سختی کے ساتھ شائع کیا اور عبارات تحریف قرآن شریف اور حضرت آدم علیہ السلام اور فرشتوں کی بات چیت جو قرآن شریف میں ہے اور ادھر ادھر الفاظ قرآنی اکٹھے کر کے اور ازالہ اوہام میں اپنے تئیں آدم علیہ السلام اور خلیفۃ اللہ قرار دے کر اتنے عرصہ بعد یہ الہام ہوا اور آیت مباہلہ جو حضرت رسول کریم ﷺ پر نازل ہوئی تھی۔ مرزا پر بھی کئی بار نازل ہوئی۔ مگر افسوس پہلے مباہلہ کو ناجائز اور خلاف شرع لکھ کر حضرت ابن مسعودؓ کی سخت بے ادبی کی اور عرصہ پانچ سال کا ہوا کہ آیت مباہلہ اور حکم نازل ہوا۔ مگر اس کی تعمیل نہیں کی گئی۔ اب پھر وہی الہام ہوا اور آیت نازل ہوئی جس کو مرزا قادیانی نے اپنے (انجام آتھم ص ۶۰، خزائن ج ۱۱ ص ۶۰) میں لکھا ہے۔ اور تاکید لعنتیں دی گئیں کہ ”اگر کوئی مولوی یا شیخ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد مباہلہ کے لئے حاضر نہ ہوگا۔ اس پر لعنت ہے اور وہ لعنتوں کے نیچے مرے گا۔“ لیکن اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد بہت سے علماء نے

آپ کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا۔ مگر آپ نے اس طرف رخ بھی نہ کیا۔ حضرت مولانا مولوی محمد ابو عبد الرحمن غلام دستگیر ہاشمی صاحب دوم شعبان ۱۳۱۴ھ سے بعد لکھنے منظوری مباہلہ کے مع اپنے دو صاحبزادوں کے لاہور میں تشریف لے آئے۔ پہلے ۱۵ شعبان مقرر کی۔ مگر مرزا قادیانی لاہور میں حاضر نہ ہوئے۔ پھر انہوں نے ۲۵ شعبان مقرر کر کے لکھ بھیجا۔ پھر بھی مرزا قادیانی لاہور میں بمیدان مباہلہ حاضر نہ ہوئے۔ بعد اس انتظار کے مولانا صاحب چار پانچ روز تک امرتسر میں مرزا قادیانی کے منتظر رہے۔ حتیٰ کہ تمام شعبان المبارک اپنے گھر قصور سے علیحدہ رہ کر لاہور اور امرتسر میں مباہلہ کے لئے حاضر رہے۔ مگر افسوس مرزا قادیانی نے باوجود ایسی لعنتی تاکیدوں خود کے بھی اس طرف رخ نہ کیا۔ جب یقین ہو گیا کہ مرزا قادیانی محض اشتہاری ہیں اور حاضری مباہلہ سے انکاری اور فراری ہیں۔ تب مولانا نے اشتہار شائع کر دیا۔ مرزا قادیانی لاہور میں مباہلہ کے لئے حاضر نہ ہوئے۔ اس کے جواب میں مرزا قادیانی نے ادھر ادھر کی باتیں میعاد مباہلہ ایک سال نزول عذاب کے واسطے لگا کر اخیر پر ایک جھوٹ کا الزام اس طرح پر لگا دیا کہ مولوی صاحب یعنی مولوی غلام دستگیر صاحب کے نزدیک ضرورت کے وقت کذب کا استعمال جائز ہے۔ بھلا ہم حضرت موصوف سے دریافت کرتے ہیں کہ کب اور کس وقت میرے دوست مولوی حکیم فضل الدین صاحب آپ سے ڈر کر قادیان میں بھاگ آئے تھے۔“

(اشتہار مطبوعہ ۲۰ شعبان ۱۳۱۴ھ، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۹۹)

اشتہار حضرت مولانا مطبوعہ ۱۶ شعبان مذکورہ جو اس وقت سامنے رکھا ہے دیکھا گیا۔ اس میں برگزیدہ الفاظ ”حکیم فضل دین مجھ سے ڈر کر قادیان میں بھاگ گئے تھے“ درج نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے خود عمداً کذب کا استعمال کیا اور ناحق بہتان لگایا۔ مولانا صاحب کے اشتہار کے الفاظ اس کے متعلق صرف یہ ہیں۔ حکیم مذکور (فضل دین) بغیر تصفیہ ترک میعاد کے قادیان کو چلا گیا۔ فرمائیے وہ الفاظ ڈر کر قادیان کو بھاگ آئے۔ کہاں درج ہیں؟۔ افسوس! مرزا قادیانی ذرہ ذرہ بات پر جھوٹ اور کذب کے استعمال سے اجتناب نہیں کرتے تو باقی اہم اعلیٰ معاملات پر تو خدا حافظ!!

ناظرین! ذرہ انصاف فرمائیے گا کہ مرزا قادیانی نے ایسی سخت تاکیدیں اور مباہلہ نہ کرنے والوں کو خدا تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام صلحاء کی لعنتیں لکھی ہیں۔ جب علماء دین مباہلہ کے واسطے اپنا گھر بار چھوڑ کر ایک دار السلطنت میں دوبارہ سہ بارہ اشتہار دے دے کر بلواتے

ہیں تو مباہلہ شرعی سے گریز کر کے اس طرف رخ بھی نہیں کرتے۔ پھر فرمائیے یہ کل لعنتیں کس کی طرف عود کرتی ہیں؟۔

چہام مختصر خلاصہ مکتوب عربی بنام علماء ہند و مشائخ ہذا البلاد وغیرہ

یہ مکتوب عربی مع ترجمہ فارسی مرزا قادیانی نے ص ۷۳ سے شروع کر کے نہایت طوالت کے ساتھ ایک ہی بات کا چند بار اعادہ کر کے (ص ۸۲، خزائن ج ۱ ص ایضاً) تک پہنچایا ہے۔ علماء و مشائخ کی سخت درجہ کی توہین کر کے اور بری گندی گالیاں دیں ہیں۔ جن کے دھرانے کی ضرورت نہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ مرزا قادیانی نے بہت زبردستی کی ہے اور دور تک نوبت پہنچائی ہے اور نو اشخاص علماء کی طرف اشارہ کر کے دس علماء ہند کے نام درج کئے ہیں اور سب علماء کے علاوہ ان کو اپنی پاک زبان سے بڑھ کر گالیوں کی خلعت غایت کی ہے۔ ان میں وہ بھی ہیں۔ جنہوں نے بلا دریافت اصلیت کے مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ اور ظاہری طرز اور ادعائی اتقاء کی تعریف کی تھی اور مرد صالح لکھ دیا تھا اور جب مرزا قادیانی کی اصلیت معلوم ہو گئی تو دجال اور کافر لکھا تھا۔ خلاصہ مکتوب عربی کا نہایت اختصار کے ساتھ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ اس میں بھی مرزا قادیانی نے اپنے البہامات درج کئے ہیں۔ وہو ہذا!

۱..... خدا نے میرا نام مسیح ابن مریم اپنے فضل اور رحمت سے رکھا۔ ہم دونوں ایک مادہ کے دو جوہر ہیں۔ (انجام آتھم ص ۷۵، خزائن ج ۱ ص ۷۵)

۲..... مجھ کو علم الغیب ازلی سے آگاہ کیا۔ (انجام آتھم ص ۷۶، خزائن ج ۱ ص ۷۶)

پیشین گوئیوں کی صحت اسی پر ہے؟۔

۳..... جس نے تیری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ ہے۔

(انجام آتھم ص ۷۸، خزائن ج ۱ ص ۷۸)

۴..... ”وما ارسلناک الا رحمة للعالمین“ تجھ کو تمام جہانوں کی رحمت

کے واسطے بھیجا ہے۔ (انجام آتھم ص ۷۸، خزائن ج ۱ ص ۷۸)

۵..... ”انی مرسلک الی قوم المفسدین“ میں نے تجھ کو مفسدین کی

طرف رسول بنا کر بھیجا۔ (انجام آتھم ص ۷۹، خزائن ج ۱ ص ۷۹)

۶..... مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ مرچکے اور دنیا سے اٹھائے گئے۔ پھر دنیا پر

نہیں آئیں گے۔ خدا نے حکم موت کا اس پر جاری کیا اور پھر کر آنے سے روک دیا اور وہ مسیح میں

ہی ہوں۔ (انجام آتھم ص ۸۰، خزائن ج ۱ ص ۸۰)

- .....۷ عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر مجھ کو رسول خدا ﷺ نے خبر دے دی ہے۔  
(انجام آتھم ص ۱۱۱، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۱)
- .....۸ مجھ کو خدا نے قائم کیا۔ مبعوث کیا اور خدا میرے ساتھ ہم کلام ہوا۔  
(انجام آتھم ص ۱۱۳، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۳)
- .....۹ مجھ کو اس امت کا مجدد بنایا اور عیسیٰ نام رکھا۔  
(انجام آتھم ص ۱۴۲، خزائن ج ۱۱ ص ۱۴۲)
- .....۱۰ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی انسان آسمان پر گیا اور پھر واپس ہوا ہو۔  
(انجام آتھم ص ۱۴۹، خزائن ج ۱۱ ص ۱۴۹)
- .....۱۱ میرے برابر کوئی کلام فصیح نہیں لکھ سکتا۔ وان لم يفعلوا ولن يفعلوا  
اگر نہ کریں اور ہرگز نہ کریں گے۔ (انجام آتھم ص ۱۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ۱۵۵)
- .....۱۲ کیا تمہارا مسیح آسمان پھاڑا کر آئے گا۔  
(انجام آتھم ص ۱۷۴، خزائن ج ۱۱ ص ۱۷۴)
- .....۱۳ خدا کا روح میرے میں باتیں کرتا ہے۔  
(انجام آتھم ص ۱۷۶، خزائن ج ۱۱ ص ۱۷۶)
- .....۱۴ میرے پروردگار ہاں ہاں کا کھول دیا ہے۔ مکاشفات کے بابوں کو مشتوح  
کر دیا ہے۔ (انجام آتھم ص ۱۸۱، خزائن ج ۱۱ ص ۱۸۱)
- .....۱۵ نوکس شریر اس ملک میں ہیں۔ جنہوں نے زمین پر فساد مچا رکھا ہے۔ ان  
کے نام حسب ذیل ہیں۔
- |                                  |                                  |
|----------------------------------|----------------------------------|
| .....۱ مولوی رسل بابا، امرتسری۔  | .....۲ مولوی اصغر علی۔           |
| .....۳ مولوی محمد حسین بٹالوی۔   | .....۴ مولوی نذیر حسین دہلوی۔    |
| .....۵ مولوی عبدالحق دہلوی۔      | .....۶ مولوی عبداللہ ٹونگی۔      |
| .....۷ مولوی احمد علی سہارنپوری۔ | .....۸ مولوی سلطان الدین جیپوری۔ |
| .....۹ مولوی محمد حسن امر وہی۔   | .....۱۰ مولوی رشید احمد گنگوہی۔  |
- (ابتداء ص ۲۳۶ لغایت ۲۵۲، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

اخیر پر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی نسبت الفاظ مندرجہ ذیل لکھے ہیں۔

”اخرهم شیطان الا عمی والغول الا غوی یقال له رشید احمد

الجنجوهی وهو شقی کالا مروہی ومن الملعونین“

(انجام آتھم ص ۲۵۲، خزائن ج ۱ ص ۲۵۲)

۱۶..... مولوی حکیم نور الدین فاضل بزرگ ہے۔

(انجام آتھم ص ۲۶۴، خزائن ج ۱ ص ۲۶۴)

۱۷..... میرے پاس ایسی دعا ہے جو بجلی کی طرح کودتی ہے۔

(انجام آتھم ص ۲۷۵، خزائن ج ۱ ص ۲۷۵)

### خلاصہ ختم ہوا نظر ثانی شروع ہوئی

حضرات ناظرین! یہ سترہ نمبر تک مکتوب عربی کا خلاصہ مختصر طور پر پیش کر کے جوابات

عرض کرتا ہوں۔ بغور ملاحظہ فرمائیے۔

۱..... مرزا قادیانی کا نام خدا نے مسیح ابن مریم رکھا اور وہ اور حضرت مسیح ابن

مریم ایک مادہ کے دو جوہر ہیں۔ مگر مرزا قادیانی نے کوئی ترکیب نہیں بتلائی کہ کیونکر؟۔ حضرت مسیح

علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے فرزند تھے۔ کیا آپ کی والدہ کا نام بھی مریم ہے؟۔ (اگرچہ

مجھے نام معلوم ہے۔ لیکن تہذیب بتلانے یا لکھنے سے روکتی ہے۔) پھر آپ تو خود ہی مریم بھی

ہیں۔ اس صورت میں آپ عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہو سکتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو انیس سو سال کا

عرصہ ہوا پیدا ہوئے تھے اور آپ اب ۱۲۵۹ھ میں یہ تفاوت کیسے اور کیوں؟۔ آپ کے والد کا نام

مرزا غلام مرتضیٰ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے۔ اگرچہ آپ نے بھی سرسید

احمد خان صاحب بہادر کی کا سہ لیسے سے ضرور لکھا ہے۔ ”یوسف نجار کے بیٹے تھے۔“

(ازالہ ص ۳۰۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)

وہ نجار اور آپ مغل حارث۔ وہ بے زن اور آپ کی کئی زوجہ۔ وہ بے اولاد اور آپ

کے کئی مڑ کے۔ ان کو بقول آپ کے یہودیوں نے سولی پر چڑھایا۔ آپ کا ابھی تک یہ موقعہ نہیں

آیا۔ جو آپ کے الہام کے مطابق پورا ہوگا۔ جیسا کہ آپ نے اپنی (براہین ص ۵۵۲، خزائن ج ۱

ص ۶۶۳) میں ”ایلی ایلی لما سبتانی کا ترجمہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھ کو کیوں چھوڑ

دیا۔“ لکھا ہے کہ خدا آپ کو جلدی نصیب کرے اور آپ کا الہام پورا ہو کر مریدوں کے دل کو

تقویت ہو۔ آمین۔



۲..... مرزا قادیانی علم غیب ازلی سے آگاہ کئے گئے ہیں۔ اس سے مرزا قادیانی کا اپنے آپ کو نبی یا رسول ثابت کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ”فلا یظهر علی غیبہ احدا الا من ارتضے من رسول (جن: ۲۶، ۲۷)“ خدا اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا۔ مگر جس کو پسند کرے رسول سے اور دوسری جگہ خداوند کریم فرماتا ہے کہ: ”وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولكن اللہ یجتبے من رسله من یشاء (آل عمران: ۱۷۹)“ یعنی خدا غیب پر مطلع نہیں کرتا۔ لیکن خدا چن لیتا ہے اپنے پیغمبروں سے جس کو چاہتا ہے۔ پس رسالت اور نبوت کے اثبات میں ہی مرزا قادیانی اپنا الہام کرتے ہیں کہ مجھ کو علم غیب ازلی سے آگاہ کر دیا ہے۔ (انجام آتھم ص ۷۶، خزائن ج ۱۱ ص ۷۶)

مگر افسوس علم غیب سے تو مطلع ہیں۔ لیکن پیشین گوئیوں کے غلط ہونے پر نہیں۔  
۳، ۴، ۵..... میں مرزا قادیانی نے اپنی نبوت اور رسالت کو کامل طور پر ثابت کیا ہے۔ جس سے کسی شخص کو شبہ کرنے کی بھی گنجائش نہ رہے۔ جیسے کہ حضرت رسول خدا ﷺ کے واسطے حکمی نزول آیات کا تھا۔ بعینہ مرزا قادیانی کے واسطے حکم خداوندی ہوا ہے اور نبوت تامہ کا ثبوت مرزا قادیانی نے پہنچا دیا۔ مگر اس ثبوت کے دلائل میں مرزا قادیانی کے پاس سوائے اپنے الہام کے اور کچھ نہیں۔

اور آیت شریف ہے کہ: ”وما ارسلناک الا رحمة للعالمین“ کا نزول بھی بڑی دلیری سے اپنے دعوے نبوت پر ثبت کیا ہے۔ (انجام آتھم ص ۷۸، خزائن ج ۱۱ ص ۷۸)  
ناظرین! رسول خدا ﷺ کا وجود باجود بموجب حکم خدا تعالیٰ مسلمہ و متفقہ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے۔ ابتداء ولادت سے حشر تک رحمة للعالمین ہیں۔ حضرت ﷺ کی برکت اور رحمت سے ایسی خیر و برکت و رحمت ہوئی کہ قحط سخت و شدید دور ہوئے۔ خوب بارشیں ہوئیں۔ فصلیں میوہ جات بکثرت ہوئے۔ امراض دور ہوئے۔ مرزا قادیانی کے ظہور و نزول آیت کے وقت سے تصدیق الہام یہ ہوئی کہ بارش کا نام و نشان نہیں۔ قحط ایسا عالمگیر ہو گیا کہ سینکڑوں آدمی فاقوں مر گئے۔ لوگوں نے اپنے مویشی ذبح کر کے کھا لئے۔ بال بچے چھوڑ دیئے۔ خویش و اقارب سے دور ہو گئے۔ اپنے عزیزوں کی محبت اڑ گئی۔ و باء طاعون نے ملک کو برباد کر دیا۔ گھروں کے گھر بے چراغ ہو گئے۔ زلزلوں نے شہروں کے شہر منہدم کر دیئے اور مکانات اپنے کینوں سمیت زمین سے مل گئے۔ مزید براں ایک اور رحمت مرزا قادیانی کی یہ ہوئی کہ مسلمانوں کے حج بند کروا دیئے۔ فرائض اہل اسلام میں بھی دست اندازی کروائی۔ مرزا قادیانی کی رحمت اس سے بڑھ کر

اور کیا ہو سکتی؟ اور استدراج رحمت کی ر پر نقطہ ہی پڑتا گیا اور آپ کا استدراج ثابت ہوا۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب کا جس نے جھوٹا دعویٰ نبوت کا کیا تھا۔ جیسے لکھا ہے کہ مسیلمہ کے پاس کسی شخص نے اس کے سوال کے جواب میں کہا تھا کہ حضرت محمد ﷺ کے بے شمار معجزات ہیں۔ ادنیٰ ان میں سے یہ ہیں کہ اگر وہ اندھے کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک رکھ کر دعا فرمائیں تو وہ بینا ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کڑوے کنویں میں اپنا لب مبارک ڈال دیں تو فوراً پانی اس کا میٹھا ہو جاتا ہے۔ مسیلمہ کذاب نے کہا کہ یہ تو کچھ بھی بڑی بات نہیں۔ لاؤ ایسا تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ اس وقت ایک آدمی پیش کیا گیا۔ جس کی ایک آنکھ نہ تھی۔ مسیلمہ نے اس آنکھ پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ فوراً دوسری آنکھ بھی پھوٹ گئی۔ اسی طرح ایک کڑوے کنویں میں اپنا تھوک ڈالا تو اور بھی سخت کڑوا ہو گیا۔ اسی کا نام استدراج ہے۔ ایسے ہی مرزا قادیانی کے اور بھی استدراج ہیں۔ جیسے کہ:

الف..... مرزا قادیانی نے دعا کی اور الہام ہوا کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا۔ بجائے اس کے لڑکی پیدا ہوئی۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۱۷، ۱۲۵)

ب..... پھر کہا کہ لڑکا ضرور ہوگا۔ جس سے قومیں برکت پائیں گی۔ زمین کے کناروں تک مشہور ہوگا۔ تب لڑکا تو ہوا لیکن ۱۶ ماہ کا ہو کر گنہام اور بے برکت مر گیا اور اپنے باپ ملہم کو کاذب بنا کر اللہ داغ جلر پر دھر گیا۔ (مکتوبات احمدیہ ج ۵ نمبر ۲ ص ۱۲۸)

ج..... مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں ہمارے نکاح میں آئے گی۔ باکرہ یا بیوہ ہو کر بھی۔ مگر افسوس ہے کہ وہ بے چاری لڑکی اپنے خاوند کے گھر میں بخوشی و خورمی آباد اور صاحب اولاد ہے۔ مراد پوری نہ ہوئی۔ (ازالہ اوہام ص ۳۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵)

د..... عبداللہ آتھم پندرہ ماہ کے اندر مر جائے گا۔ مگر وہ زندہ رہا۔

(جنگ مقدس ص ۱۸۸، خزائن ج ۶ ص ۲۹۲)

ه..... مرزا قادیانی کا الہام میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔ (ازالہ اوہام ص ۶۳۴، خزائن ج ۳ ص ۴۴۲)

برعکس اس کے سخت بے غیرتی اور نفرت کے ساتھ دور تک شہرت ہو گئی اور لوگوں کے دلوں میں نہایت شدت کے ساتھ بدرجہ غایت دشمنی اور عداوت پڑ گئی۔ علیٰ هذا القیاس! مرزا قادیانی کے اور بھی استدراجات ہیں۔ جس سے آپ کا دعویٰ نبوت اور رسالت باطل اور کذب ثابت ہو رہا ہے۔

۶..... میں مرزا قادیانی نے اس بات پر زور دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

فوت ہو چکے ہیں اور دنیا پر آنے سے روک دیئے گئے۔ مسیح موعود میں ہوں۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا قادیانی پہلے اس سے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں اس طرح درفشانی فرما چکے ہیں کہ ”میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل مسیح ہونا میرے ہی پر ختم ہو گیا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۹۹، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

اب فرمائیے کہ مرزا قادیانی کا کون سا الہام صحیح اور کون سا غلط ہے؟ یا حافظہ نہیں۔ مرزا قادیانی کا جواب ہو سکتا ہے کہ ۱۳۰۸ھ میں ہم کو مثیل مسیح کا عہدہ ملا تھا۔ اب ۱۳۱۲ھ چھ سال کے بعد مسیح موعود کا عہدہ مل گیا۔ جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام من کل الوجوہ فوت ہو گئے اور مستقل عہدہ خالی ہو گیا۔ آپ کا عہدہ بھی روز بروز بڑھتا ہی گیا اور غایت درجہ کو پہنچ گیا۔ پہلے تو آپ صرف حارث کا شتکار تھے۔ پھر مجدد ہوئے پھر مثیل مسیح، پھر مسیح موعود و مہدی مسعود دونوں خود ہو گئے۔ پھر پیغمبر بھی آپ بن گئے۔ پھر حضرت علیؑ پھر حضرت امام حسینؑ پھر حضرت امام اعظمؑ بن گئے۔ پھر ایسی چھلانگ ماری اور ایسے کودے کہ نعوذ باللہ منہا خدا بھی بن گئے۔ ناظرین اور مرزائی اس بات پر ضرور چونکیں گے کہ ہیں!!! خدا کہاں بن گئے؟۔ البتہ باقی عہدے تو ضرور مرزا قادیانی نے الہاموں کے ذریعہ سے حاصل کر کے اختیار کئے ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔ مگر خدا بننا تو کہیں نہیں۔ لیجئے حضرات!! میں مرزا قادیانی کا خدا بننا بھی ان کی تالیفات و تحریرات سے ہی نکال کر پیش کرتا ہوں۔ وہو ہذا!

الف..... ”غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۳۳، خزائن ج ۳ ص ۲۸۶)

ب..... ”اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“ ”اشتہار لیکھ رام کی موت کے متعلق آریوں کے خیالات“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۵۹)

ان دونوں تحریرات مرزا قادیانی سے یہ ثابت ہے کہ براہین احمدیہ خدا کی کلام ہے۔ جو مرزا قادیانی کی تصنیف ہے اور کلام اللہ قرآن شریف مرزا قادیانی کی منہ کی باتیں ہیں۔ گویا قرآن شریف مرزا قادیانی کی کلام ہے۔ جو کلام الہی ہے۔ پس اب فرمائیے کہ مرزا قادیانی کے نعوذ باللہ خدا ہونے میں کوئی شبہ باقی ہے؟۔ جو کوئی شخص اپنی تصنیف کو خدا کی کلام کہے اور کلام الہی

قرآن شریف کو اپنی کلام بتلا دے۔ پھر کسی ادنیٰ سمجھ دار کو بھی اس کے خدا ہونے میں کوئی تردد ہو سکتا ہے؟۔ ہرگز نہیں۔

مرزا قادیانی کچھ ایسے بے خوف ہیں کہ اندھا دھند جو چاہتے ہیں اور جو جی میں آتا ہے لکھے چلے جاتے ہیں۔ جو کچھ قلم سے نکل جائے بس وہی الہام ہے اور جو کچھ زبان سے نکال دیں وہی قرآنی کلام ہے۔ خدا بھی اس لئے بن گئے ہیں کہ عیسائیوں کے خدا کو مردہ ثابت کر لیا ہے۔ مرزا قادیانی پکی کارروائی کرتے ہیں۔ جب تک کسی عہدہ دار کو جان سے مار نہیں ڈالتے تب تک اس عہدہ پر قائم نہیں ہوتے اور نہ اس بات کو منظور کرتے ہیں کہ کسی پنشن خوار یا مستغنی یا رخصتی کا عہدہ اختیار کریں۔ یہ خیال رہتا ہے کہ کہیں واپس آ جائے اور نیچے اترنا پڑے یا برخاست ہونا پڑے۔ جب تک اس کو قبر میں ہی داخل نہ کر لیں۔ تب تک دم نہیں لیتے۔ یہ بھی کسی کا ہی کام ہے۔

ایس کاراز تو آید و مرداں چنیں کنند

### مرزا قادیانی کے دلائل وفات مسیح علیہ السلام میں

مرزا قادیانی نے اس کتاب و دیگر تالیفات میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات میں حسب ذیل دلائل اور ثبوت بطور دھوکا تحریر کئے ہیں۔ پہلے ان کے دلائل لکھے جاتے ہیں پھر ان کے جوابات ہوں گے۔

اول..... ”مجھ کو خدا نے خبر دی ہے کہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی حضرت عیسیٰ مرچکے اب وہ واپس نہیں آئیں گے۔“ (انجام آتھم ص ۸۰، ۸۱، ۸۳، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۵۱)

دوم..... ”مرہم عیسیٰ یا مرہم حوارین میں ہے۔ یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہے۔ جو زخموں اور جراحاتوں اور نیز زخموں کے نشان معدوم کرنے کے لئے نہایت نافع ہے۔ طبیبوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ مرہم حواریوں نے حضرت عیسیٰ کے لئے تیار کی تھی۔ یعنی جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود علیہم اللعنات کے پنجہ میں گرفتار ہوئے..... اور صلیب ۱ پر چڑھانے کے

۱۔ صلیب بمعنی سولی، کبھی ممکن نہیں کہ جو شخص سولی پر چڑھایا جائے اور زندہ رہ سکے۔ کیونکہ صلیب کی شکل یہ ہے۔ + جب صلیب پر آدمی کو بٹھایا جاتا ہے تو صلیب کی نوک مقعد سے گذر کر تالو سے پار ہو جاتی ہے۔ جب یہ حالت ہے تو انسان کا پچھا ہرگز ممکن نہیں۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا اور پھر اوتار لیا گیا اور خفیف زخم بدن پر لگے تھے بالکل لغو ہے۔

وقت ان کو خفیف زخم بدن پر لگ گئے تھے۔ اس مرہم کے استعمال کرنے سے بالکل دور ہو گئے اور نشان بھی مٹ گئے تھے۔“ (ست بچن ص ۱۶۴، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۱ ملخصاً)

سوم..... ”ہمارے متعصب مولوی اب تک یہی سمجھے بیٹھے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع جسم غصری آسمان پر چڑھ گئے ہیں..... اور آسمان پر موجود ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ صلیب پر بھی چڑھائے نہیں گئے۔ بلکہ کوئی اور شخص صلیب پر چڑھایا گیا۔ لیکن ان یہودہ خیالات کے رو میں..... ایک اور قوی ثبوت یہ ہے کہ صحیح بخاری کے ص ۳۳۹ میں یہ حدیث موجود ہے۔ ”لَعْن اللہ علی الیہود والنصارى اتخذوا قبور انبیائہم مساجد یعنی یہود اور نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو۔ جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنا لیا..... بلا د شام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی پرستش ہوتی ہے اور مقررہ تاریخوں پر ہزار ہا عیسائی سال بسال اس قبر پر جمع ہوتے ہیں۔ سو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ درحقیقت وہ قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی قبر ہے۔“

(ست بچن ص ۱۶۴، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۹)

چہارم..... ”اخویم حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب فرماتے ہیں کہ میں قریباً چودہ برس تک جموں اور کشمیر کی ریاست میں نوکر رہا ہوں..... کشمیر میں ایک مشہور و معروف قبر ہے۔ جس کو یوز آسف نبی کی قبر کہتے ہیں۔ اس نام پر ایک سرسری نظر کر کے ہر ایک شخص کا ذہن ضرور اس طرف منتقل ہوگا کہ یہ قبر کسی اسرائیلی نبی کی ہے۔ کیونکہ یہ لفظ عبرانی زبان سے مشابہ ہیں..... دراصل یہ لفظ یسوع آسف ہے۔ یعنی یسوع غمگین..... مگر بعض کا بیان ہے کہ دراصل یہ لفظ یسوع صاحب ہے۔ پھر اجنبی زبان میں بکثرت مستعمل ہو کر یوز آسف بن گیا۔ لیکن میرے نزدیک یسوع آسف اسم باسمی ہے..... حضرت مسیح اپنے ملک سے نکل گئے..... کشمیر میں جا کر وفات پائی اور اب تک کشمیر میں ان کی قبر موجود ہے..... ہاں! ہم نے کسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی بلا د شام میں قبر ہے۔ مگر اب صحیح تحقیق اس بات کے لکھنے کے لئے مجبور کرتی ہے کہ واقعی قبر وہی ہے۔ جو کشمیر میں ہے..... حضرت مولوی نور الدین صاحب فرماتے ہیں کہ یسوع صاحب کی قبر جو یوز آسف کی قبر کر کے مشہور ہے۔ وہ جامع مسجد سے آتے ہوئے بائیں طرف واقع ہوتی ہے..... عین کوچہ میں ملے گی۔ اس کوچہ کا نام خان یار ہے۔“

(ست بچن ص ۱۶۴، حاشیہ خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۶، ۳۰۷ ملخصاً)

پنجم..... ”مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ مر چکے ہیں اور اس دنیا سے اٹھائے

گئے۔ پھر دنیا پر نہیں آئیں گے۔ خدا نے حکم موت کا اس پر جاری کیا اور پھر کر آنے سے روک دیا اور وہ مسیح میں ہی ہوں۔“ (انجام آتھم ص ۸۰، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۵)

### ازالہ دلائل مندرجہ بالا

اول..... میں مرزا قادیانی نے آیت شریف ”انسی متوفیک“ میں یقیناً فوت ہو جانا حضرت مسیح علیہ السلام کا ثابت کیا ہے۔ اس آیت شریف کا ترجمہ اور معنی جو مرزا قادیانی یا ان کے بزرگ فاضل حکیم نور الدین صاحب نے کئے ہیں۔ انہیں کو پیش کرتا ہوں۔ جس سے ناظرین کو واضح ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی کی دلیل کیسی باطل اور ناقابل یقین اور غیر معتبر ہے۔

الف..... مرزا قادیانی کے فاضل بزرگ مولوی حکیم نور الدین صاحب کتاب تصدیق براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں کہ: ”اذ قال اللہ یا عیسیٰ انسی متوفیک ورافعک الی“ یعنی جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں لینے والا ہوں تجھ کو اور بلند کرنے والا ہوں اپنی طرف تصدیق۔ (براہین احمدیہ ص ۸ مؤلف حکیم نور الدین صاحب)

ب..... خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”انسی متوفیک ورافعک الی میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔“ (براہین احمدیہ ص ۵۲۰، خزائن ج ۱ ص ۶۲۰)

ج..... پھر خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”یا عیسیٰ انسی متوفیک ورافعک الی اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا۔ یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔“ (براہین احمدیہ ص ۵۵۷، ۵۵۸، خزائن ج ۱ ص ۶۲۲)

ناظرین! مرزا قادیانی کے بزرگ فاضل متونی کے معنی لینے والا ہوں۔ پوری نعمت دوں گا، کرتے ہیں اور خود بدولت پوری نعمت دوں گا اور کامل اجر بخشوں گا۔ یا وفات دوں گا۔ لکھتے ہیں کہ فرمائیے کس کے اور کیا معنی صحیح سمجھے جائیں؟۔ اب مشکل یہ ہے کہ وہ تو مرزا قادیانی کے فاضل بزرگ ہیں اور مرزا قادیانی خود ملہم اور نبی اور مرسل ہیں۔ بہر حال مرزا قادیانی کے ہی معنی کئے ہوئے صحیح سمجھے جائیں گے۔ لیکن ایک اور مشکل پڑ گئی کہ جب براہین احمدیہ میں دو دفعہ ترجمہ لکھا وہ بھی الہام سے اور اب جو لکھا وہ بھی الہام سے۔ تو کون سا الہام سچا سمجھا جائے اور کون سا جھوٹا؟۔ یا تو یہ مشتبہ الہام پوری نعمت دوں گا یا کامل اجر بخشوں گا۔ یا وفات دوں گا۔ ان تینوں

۱۔ مرزا قادیانی کے فاضل بزرگ اور خود مرزا قادیانی جو خدا کے درجہ پر نعوذ باللہ ممتاز ہیں۔ قرآن شریف کی رسم الخط سے بھی واقف نہیں۔ عیسیٰ کو یا عیسیٰ لکھتے ہیں۔ افسوس!

باتوں میں سے ایک کروں گا۔ یاتنیوں یا اب کا الہام کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی آیت کی سند سے فوت ہو چکے ہیں۔ کس بات کا اعتبار کیا جائے؟

..... ”میرے بعد ایک دوسرا آنے والا ہے۔ وہ سب باتیں کھول دے گا اور

علم دین کو بہر تہ کمال پہنچائے گا۔ سو حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں میں جائیگے۔“ (براہین احمدیہ ص ۳۶۱، خزائن ج ۱ ص ۴۳۱)

اس جگہ مرزا قادیانی مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں۔

..... ”ایسے ایسے دکھاٹھا کر باقرار عیسائیوں کے مرگیا۔“

(براہین احمدیہ ص ۳۶۰، خزائن ج ۱ ص ۴۳۲)

یہاں پر عیسائیوں کے اقرار کے مطابق مرزا حضرت مسیح علیہ السلام کا لکھا ہے۔

مسلمانوں کا اس میں اقرار یا اعتقاد نہیں۔

..... مرزا قادیانی کا سب سے عمدہ اور مشرح و صریح الہام یہ ہے کہ:

”هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله“ یہ آیت

جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیشین گوئی ہے اور جس غلبہ

کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح

علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع افاق اور اقطار

میں پھیل جائے گا۔“ (براہین احمدیہ ص ۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

لیجئے حضرات! مرزا قادیانی کے الہامات اس الہام کے نیچے آ کر دب گئے اور نہایت

بری طرح سے کا اعدم ہو گئے اور ساری کارروائی مسیح موعود ہونے کی مایامیت ہو گئی۔ ان کی ہی تحریر

اور الہام سے حیات حضرت مسیح علیہ السلام کی واضح طور پر صاف صاف ظاہر ہو گئی اور حضرت مسیح

علیہ السلام کا دوبارہ اس دنیا پر تشریف آنا اظہر من الشمس بیان کر دیا۔ جب مرزا قادیانی خود اس

امر کو تسلیم کر چکے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے

اور دین اسلام دنیا میں پھیلا دیں گے۔ تو اب کون سے مرزا قادیانی کے خدا کا دوسرا الہام اس کے

خلاف میں ہوا ہے۔ جو قابلِ پیرائی ہے؟ اب ان الہاموں کے تناقض میں امید نہیں کہ کوئی

تاویل چل سکے۔ ہاتھ پاؤں تو ضرور ماریں گے۔ خواہ کنارے پر پہنچیں یا بیچ میں ہی رہیں۔ ایسے

ہی الہامات ہیں جن پر مرزا قادیانی عدم تعمیل کی وجہ سے لوگوں ہی کو مستوجب سزا قرار دیتے ہیں۔

دوم..... (ازالہ اوہام ص ۲۸۲ تا ۲۸۳، خزائن ج ۳ ص ۲۹۲ تا ۲۹۷) میں مرزا قادیانی نے اپنے زعم میں یہ ثابت کیا ہے کہ ”حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر ضرور چڑھائے گئے اور پھر اتار لئے۔ اس حالت میں کہ ابھی زندہ تھے اور زخموں کے واسطے ان کو حواریوں نے مرہم تیار کی۔ جس سے وہ راضی ہو گئے اور کشمیر میں آ کر فوت ہوئے۔“ مگر اس کے خلاف میں مندرجہ ثبوت نمبر سوم ایسا متناقض ہے کہ وہ اس بات کو بالکل باطل قرار دے رہا ہے جس کا بیان مفصل آتا ہے۔  
فانتظروہ!

ناظرین! ذرہ مرزا قادیانی سے یہ تو دریافت کیجئے گا کہ اس آپ کی مرہم میں یہ بات لکھی ہوئی ہے؟ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود نے سولی پر چڑھادیا تھا اور پھر جلدی سے اتار لیا تھا اور زخم جو ان کو لگے تھے ان کے واسطے یہ مرہم تیار کی گئی تھی۔ مگر یہ الفاظ یا بات اس مرہم میں لکھی ہوئی نہیں ہے۔ (جو ہرگز نہیں ہے) تو پھر آپ یہ حکم کیسے لگا سکتے ہیں کہ ان کو صلیب پر چڑھایا تھا اور اسی لئے یہ مرہم تیار ہوئی تھی۔

اس مرہم میں لکھا ہے کہ یہ مرہم بارہ اقسام کے امراض کی دافع ہے۔ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کو ان بارہ اقسام کی امراض میں سے کون سی مرض تھی یا بارہ کی بارہ ہی بیماریاں تھیں؟۔ اگر بفرض محال تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ مرہم حضرت مسیح علیہ السلام کے واسطے ہی تیار کی گئی تھی۔ تو بھی اس سے یہ بات کہاں ثابت ہے کہ فی الواقع وہ مرہم صلیب ہی کے زخموں کے واسطے بنائی گئی تھی۔ جب یہ نہیں تو کچھ نہیں۔ پڑتال کتب طب ہی فضول ہوئی۔ اب میں ان امراض کے نام بھی ذیل میں درج کئے دیتا ہوں تاکہ نظرین کو بھی مرزا قادیانی کی صداقت کلام میں امتیاز ہو۔ وہوہذا! اور ام حاسبہ (جمع، ورم گرم یا سخت)، خنازیر (کنٹھ مالا)، طواعین (جمع طاعون)، سرطانات (ورم سودادی)، تنقیہ جراحات (زخموں کا تنقیہ) اور ساخ (چرک)، جہت رویانیدن گوشت تازہ رفع شقاق واثار (شکاف پار)، حکمہ (خارش جدید)، جرب (خارش کہنہ)، سفعہ (مرض سہ گنج)، بو اسیر (مشہور)، (قربادین قادری ص ۲۸۷، مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ) جہاں سے یہ مرہم شروع ہوتی ہے وہ الفاظ یہ ہیں۔ ”مرہم حوارین کہ مسمی است بہرہم سلیخا و مرہم رسل نیز و آنرا مرہم عیسیٰ نامند۔“ پس لفظ رسل سے جو رسول کی جمع ہے۔ ظاہر ہو رہا ہے کہ بہت سے پیغمبروں کا یہ نسخہ ہے اور اس نسخہ کا نام حواریین، سلیخا، رسل، عیسیٰ چار ہیں۔ پھر اس پر مرزا قادیانی کا فتویٰ کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیبی زخموں پر ہی قائم ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ ان بارہ بیماریوں میں سے کوئی بیماری حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی ہوئی ہو اور اکثر سفر کرنے سے جیسے کہ ان کی عادت



مبارک تھی۔ ان کے پاؤں میں شقاق ہو گیا ہو۔ یا کسی قسم کی جگہ (خارش جدید) یا اساخ (چرک) یا جرب (خارش کہنہ) کی بیماری ہو گئی ہو۔ جس کے لئے یہ مرہم تیار کی گئی ہو۔ ہاں! اگر مرزا قادیانی مرہم میں سے یہ الفاظ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود نے صلیب پر چڑھا دیا تھا اور پھر جلدی اتار لیا تھا۔ اس وقت ان کو زخم ہو گئے تھے۔ ان زخموں کے واسطے یہ مرہم تیار کی گئی تھی۔ لکھی ہوئی نکال کر دکھلاتے تو شاید کسی کو کچھ کسی قدر تامل کی گنجائش بھی ہوتی۔ مگر افسوس کہ مرزا قادیانی ایسے ویسے خیالی اور کمزور استعاروں سے ایسے بڑے اہم امر کو ثابت کرنا چاہتے ہیں جو محض خیال ہی خیال ہے اور پھر یہ کتنی بڑی زبردستی ہے کہ اپنی طرف سے یعنی کر کے لکھتے ہیں۔ یعنی جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود علیہم اللعنت کے پنجہ میں گرفتار ہو گئے۔ اور صلیب پر چڑھانے کے وقت خفیف زخم بدن پر لگ گئے تھے۔ اس مرہم کے استعمال کرنے سے بالکل دور ہو گئے اور نشان بھی مٹ گئے تھے۔“

(ست بجن ص الف، خزائن ج ۲ ص ۳۰۱)

ان کا اپنا خانگی الہام ہے لیکن کسی طب کی کتاب یا اس مرہم میں ایسا کوئی لفظ نہیں۔ جس سے آپ کا مدعا ثابت ہو سکے۔ نرے استعارات ہی استعارات ہیں اور بے سود۔

سوم..... اس میں مرزا قادیانی اپنے زعم میں ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور فوت ہو گئے اور بلاد شام میں دفن بھی کر دیئے گئے اور اس قبر کی پرستش قوم نصاریٰ اب تک سال بسال ایک تاریخ پر جمع ہو کر کرتے ہیں اور حضرت رسول خدا ﷺ سے حدیث بھی نقل کی ہے کہ لعن اللہ کی بجائے لعنت اللہ لکھا ہے کہ یہود اور نصاریٰ پر لعنت ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ پس اس استعارہ سے ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے جانے سے فوت ہو گئے اور قبر میں دفن کر دیئے گئے۔ اسی قبر کی بلاد شام میں پرستش ہوتی ہے۔

(مخلص ست بجن حاشیہ درخانیہ، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۹)

ناظرین!! غور فرمائیے گا کہ یہاں پر وہ مرہم حواریین بالکل بے کار ہو گئی۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے جانے سے فوت ہو گئے تو ان کی دلیل نمبر دوم کی مرہم کس لئے تیار ہوئی تھی اور اس کی کیا ضرورت پڑی؟ آپ کے ہر دو دلائل میں اجتماع الضدین وارد ہو گیا۔ جس کی کوئی تاویل گھڑنی پڑے گی۔ اس دلیل کے اثبات میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے۔ مگر فرمائیے تو سہی اس حدیث میں یہ بات کہاں لکھی ہے۔ جس سے یہ بات ثابت ہو کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے۔ اگر یہ کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو کر قبر میں دفن نہیں ہوئے۔ تو نصاریٰ کس قبر کی پرستش کرتے ہیں۔ کیا خوب! مرزا قادیانی خود اپنے کل تصانیف میں لکھ چکے ہیں

کہ عیسائی یعنی نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر نہیں بلکہ خدا تصور کر کے پرستش کرتے ہیں۔ لیکن حدیث شریف کی تصدیق کے لئے میں مانتا ہوں کہ یہود اور نصاریٰ اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد میں جانتے اور پرستش کرتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ جس قدر انبیاء گزرے ہیں شاذ و نادر کم ہی ہوں گے۔ جن کو یہود اور نصاریٰ بالاتفاق نبی نہ مانتے ہوں۔ بلکہ انجیل موجودہ میں جا بجا لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں توریت کو پورا کرنے کے واسطے نہیں آیا۔ انہیں دس احکامات کو جو توریت میں ہیں سب کو عیسائی مانتے ہیں اور کل انبیاء جن کا ذکر توریت میں موجود ہے۔ سب کو اپنا انبیاء علیہم السلام نصاریٰ کے ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر یا نبی نہیں مانتے۔ لیکن اس میں کوئی شک و شبہ نہیں رہا کہ جو انبیاء علیہم السلام یہود کے ہیں۔ وہی نصاریٰ کے اسی سے حدیث شریف کی تصدیق ہو گئی۔

مرزا قادیانی اس بات پر بھی بہت زور دیتے ہیں کہ درحقیقت وہ قبر (ملک شام میں) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی قبر ہے۔ نصاریٰ کا اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور فوت ہو گئے اور قبر میں دفن کر دیئے گئے اور تیسرے روز کے بعد زندہ ہو گئے اور قبر سے نکل کر آسمان پر چلے گئے۔ جس قبر میں حضرت مسیح علیہ السلام کو بقول و اعتقاد مرزا قادیانی و نصاریٰ کے دفن کر دیا گیا تھا۔ کیا مرزا قادیانی کو اس قبر کے قبر ہونے میں کچھ شبہ ہے۔ اگرچہ مرزا قادیانی و نصاریٰ کا اس اعتقاد میں فرق صرف اتنا ہی ہے۔ نصاریٰ کہتے ہیں کہ تیسرے روز کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر معہ جسد چلے گئے اور مرزا قادیانی کا اعتقاد ہے کہ وہ قبر ہی میں رہے۔ صرف روح آسمان پر گئی جسم نہیں۔ مگر یاد رہے کہ یہ اعتقاد کسی اہل اسلام کا نہیں ہے۔ پس اگر نصاریٰ اس اعتقاد پر اس قبر کی چند روز کی پرستش کرتے ہوں تو کیا عجب ہے۔ یہ دوسری وجہ صداقت حدیث رسول خدا ﷺ کی ہوئی۔ مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کے لئے خلاف اہل اسلام کے کیا کیا ہاتھ پاؤں مارے ہیں اور کیا کیا اعتقاد پلٹے ہیں۔ پھر بھی کچھ نہ بن سکا۔ بلکہ الٹی حافظہ کی خرابی اور دماغ کے تخیلات اور وہمات پائے گئے۔ جیسے آگے آئے گا۔

(ست بجن حاشیہ ص ۵، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۶)

چہارم..... اس میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ اخویم حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب فرماتے ہیں کہ ہم چودہ سال ریاست جموں اور کشمیر میں ملازم رہے۔ یسوع کی قبر کشمیر محلہ خان یار میں معلوم ہوئی اور تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ یسوع کی قبر کشمیر ہی میں ہے۔

(ست بجن ص ۵، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۶ حاشیہ)

حضرات! اخویم کی نحوی ترکیب پر خیال نہ فرما کر اب ذرہ بدل توجہ فرمائے گا کہ حکیم صاحب کی شہادت مذہب کے مقابلہ میں وہ حدیث شریف صحیح الاسناد بھی نعوذ باللہ قابل اعتبار نہیں رہی۔ اے توبہ مرزا قادیانی کی چغتائی بہادری نے مرزا قادیانی کے دل میں ایسی بے خونی پیدا کی کہ میاں نور الدین صاحب کی شہادت بے معنی کے مقابلہ میں اپنے استعارات و اہیہ سے حدیث شریف حضرت رسول خدا ﷺ کو کیسے ساقط الاعتبار قرار دیا۔ العیاذ باللہ اور کیسے کیسے وہی ڈھکوسلوں سے لفظ اور نام یوز آصف کو یسوع آصف یا یسوع صاحب بنایا گیا ہے۔ کیا ایسی ایسی خیالی باتوں سے آپ یہ ثابت کر لیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی فی الواقع کشمیر میں قبر ہے؟ میں کہتا ہوں کہ ایسے ایسے دھوکے یا ڈھکوسلے اور بھی بنا سکتے ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر اور قرین قیاس بھی سنئے۔

الف..... کیا وہ لفظ یوز آصف، زوج آصف نہیں بن سکتا؟ ممکن ہے کہ حضرت ناممکن ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے وزیر کی عورت کی قبر ہو جس کا نام آصف یہ قرین قیاس بھی ہے۔ کیونکہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کشمیر میں تشریف لے گئے اور ان کے وزیر آصف بر خیانا می ساتھ تھے اور یہ بھی کتابوں میں ہے کہ تخت سلیمان علیہ السلام اس وقت تک موجود ہے۔ اغلب ہے کہ وزیر صاحب کی عورت فوت ہو گئی ہو اور زوج آصف سے بگڑ کر یوز آصف یا آصف بن گیا ہو۔

ب..... یا یوز آصف ہو یعنی وزیر آصف نے کوئی یوز یعنی چیتا یا شیر مارا ہو اور اس کی لاش کو وہاں دفن کر دیا ہو۔

ج..... یا جو اشعب (لا لچی آدمی کا جستجو کرنا) کا نام ہو یعنی کوئی اشعب شخص کسی شے کی تلاش میں آیا اور یہاں آ کر مر گیا اور دفن کر دیا گیا ہو۔

د..... یا ہوس عاسف (جو ناقہ نا امید ہو کر دم ہلاتی ہوئی مرجائے) وہ جو نا امید کی حالت میں یہاں پر دم ہلاتی ہوئی مر گئی اور دفن کر دی گئی ہو۔

غرض میں کہتا ہوں کہ ایسے ایسے ڈھکوسلے جس کا جی چاہے اور جتنے چاہے بنا لے۔ لیکن کیا ان سے کوئی اصلی یا صحیح واقعہ ثابت ہو سکتا ہے۔ ہر گز نہیں!! مگر یہ کیا بے تکی بات ہے کہ یسوع تو عبرانی لفظ ہو اور آصف اس کے ساتھ عربی کا لفظ لگا دیا جائے۔ اگر مرزا قادیانی فرمائیں کہ جب وہ عبرانی ملک سے نکل کر غمگین حالت میں کشمیر میں چلے آئے تو یہاں کشمیریوں نے

حضرت مسیح علیہ السلام کو آسف (غمگین) کا خطاب دے دیا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ لفظ عربی کیوں لگایا مناسب تو یہ تھا کہ کشمیری زبان کا لفظ اس کے ساتھ لگایا جاتا۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا اور وضعی ڈھکوسلا بیان کرنا کہ حضرت مسیح علیہ السلام غمگین حالت میں تھے محض غلط ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کبھی غمگین نہیں ہوئے اور نہ ہوتے تھے۔ جیسے کہ اکثر کتب سے یہ بات ان کے خوش و خرم رہنے کی ثابت ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں گفتگو ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے تھے کہ ہستامنہ بہتر ہے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کہتے تھے کہ روتی آنکھ بہتر ہے۔ آخر دونوں صاحبوں نے فیصلہ اس کا حکم الہی پر رکھا۔ جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ہستے منہ کو دوست رکھتا ہوں کہ میرے فضل و کرم کا امید وار ہے اور رونے والی آنکھ اپنے فعلوں پر نگاہ کرتی ہے۔ پس چاہئے کہ خلق خدا کے ساتھ ہنسی خوشی سے پیش آئے اور درگاہ الہی میں تضرع و زاری رہے۔ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کہا کہ تم بہت رویا کرتے ہو۔ ”ایست من رحمة الله“ یعنی آیاتِ رحمت الہی سے ناامید ہو گئے؟ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ تم ہمیشہ خوش اور شگفتہ رہتے ہو۔ ”امننت من مکر الله“ آیاتِ خوف خدا سے ایمن ہو گئے ہو۔ سبحان اللہ کیا خوب سوال و جواب ہیں۔ (کتاب مقاصد الصالحین ص ۱۸، مطبوعہ نظامی)

یہاں پر مرزا قادیانی نے ایک اور غضب کیا ہے کہ اخویم نور الدین صاحب کی شہادت کے مقابلہ میں حدیث شریف رسول اکرم ﷺ کو بھی ناقابل اعتبار کر کے پس پشت ڈال دیا اور انکار کر دیا ہے۔ جیسے لکھتے ہیں کہ ”ہاں ہم نے کسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی بلاذ شام میں قبر ہے۔ مگر اب صحیح تحقیق ہمیں اس بات کے لکھنے کے لئے مجبور کرتی ہے کہ واقعی قبر وہی ہے جو کشمیر میں ہے۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب فرماتے ہیں کہ یسوع کی قبر جو یوز آسف کر کے مشہور ہے وہ جامع مسجد سے آتے ہوئے بائیں طرف واقعہ ہوتی ہے۔ عین کوچہ میں ہے۔ اس کوچہ کا نام خان یار ہے۔“ (ست بچن ص ۲، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۷)

مرزا قادیانی کا الہامی حافظہ بھی کیا خوب ہے۔ لکھتے ہیں کہ ہم نے کسی کتاب میں لکھا ہے کہ بلاذ شام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ حالانکہ اسی کتاب (ست بچن کے حاشیہ، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۹) پر لکھا ہوا موجود ہے۔ اب میں ان معتبر خطوط کی نقل کر دینا ناظرین کے لئے با تکذیب دلائل مرزا قادیانی بہتر سمجھتا ہوں تا کہ ان کی دلیل کا ازالہ کافی طور پر ہو جائے۔

## نقل خطوط رؤسا کشمیر متعلق تحقیقات قبر یوز آصف

جواب اول..... السلام علیکم!! ”مکاتبہ مسرت طراز مخصوص دریافت کردن کیفیت اصلیت مقبرہ یوز آصف مطابق تواریخ کشمیر در کوچہ خان یار حسب تحریر تالیفات جناب مرزا قادیانی و اطلاع آن زمان سعید رسید باعث خوشوقتی شد من مطابق چھٹی مرسولہ آن مشفق چہ از مردم عوام چہ از حالات مندرجہ کشمیر در پے آن رفتہ آنکہ واضح شد اطلاع آن میکنم مقبرہ روضہ بل یعنی کوچہ خان یار بلا شک بوقت آمدن از راہ مسجد جامع بطرف چپ واقع است مگر آن مقبرہ بملاحظہ تاریخ کشمیر نسخہ اصل خواجہ اعظم صاحب دیدہ مروکہ ہم صاحب کشف و کرامات محقق بودند، مقبرہ سید نصیر الدین قدس سرہ نباشد بملاحظہ تاریخ کشمیر معلوم نمیشود کہ آن مقبرہ بمقبرہ یوز آصف مشہور است چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی تحریر میفرماید۔ بلے اینقدر معلوم میشود کہ در مقبرہ حضرت سنگ قبری واقع است آنرا قبر یوز آصف نوشته است بلکہ تحریر فرمودہ اند کہ در محلہ انزمرہ مقبرہ یوز آصف واقعست مگر آن نام بلفظ سین نیست بلکہ بلفظ صاد است و این محلہ بوقت آمدن از راہ مسجد جامع طرف راست است طرف چپ نیست در میان آنزمرہ روضہ بل یعنی کوچہ خان یار مسافت واقعست بلکہ نالہ مار ہم مابین آنہا حائل است پس فرق بدو وجہ معلوم میشود ہم فرق لفظی و ہم فرق معنوی فرق لفظی آنکہ یوز آصف بہ صاد است در آنزمرہ مدفون نوشته اند بلفظ سین آن نیست و تغائر اسم بر تغائر مسمی دلالت میکند و فرق معنوی آنکہ یوز آصف کہ مرزا قادیانی میفرماید کہ در کوچہ خان یار واقعست ایں در محلہ انزمرہ تغائر مکان بر تغائر مکین دلالت میکند کہ یک شخص در وہ جامد فون بودن ممکن نیست عبارت یہ کہ در تاریخ خواجہ اعظم صاحب دیدہ مرد مذکور است انست حضرت سید نصیر الدین خانیاری از سادات عالیشان است در زمرہ مستوری بود (مستورین) بتقریب ظہور نمود مقبرہ میر قدس سرہ در محلہ خان یار مہبط فیوض و انوار است و در جوار ایشان سنگ قبرے واقعشدہ در عوام مشہور است کہ آنجا پیغمبرے آسودہ است کہ در زبان سابقہ در کشمیر مبعوث شدہ بود ایں مکان بمقام آن پیغمبر معروف است در کتابی از تواریخ دیدہ ام کہ بعد قضیہ دور دراز حکایتے مینویسد کہ یکے از سلاطین زاد ہائے براہ زہد و تقوی آمدہ ریاضت و عبادت

۱۔ جو خط میں نے یہاں سے کشمیر بھیجا تھا اس کو بوجہ طوالت کے نقل نہیں کیا گیا۔ جواب معرفت خواجہ غلام محی الدین صاحب ملک التجار و میونسپل کمشنر رئیس اعظم لودھیانہ کشمیر سے آئے۔

بسیار کرد بر سالت مردم تسخیر مبعوث شدہ در کشمیر آمدہ بدعوت خلایق مشغول شد و بعد رحلت در محلہ آنزہ مرہ آسودہ در ان کتاب نام آن پیغمبر را یوز آصف نوشت۔ آنزہ مرہ و خان یار متصل واقعست۔ از ملاحظہ این عبارت صاف عیان است یوز آصف در محلہ آنزہ مرہ مدفون است در کوچہ خان یار مدفون نیست و این یوز آصف از سلاطین زادہ ہا بودہ است و این عبارت تواریخ مخالف و مناقض ارادہ مرزا قادیانی ست ازیرا کہ یسوع خود را کہے از سلاطین وغیرہ انتساب نکرده زیادہ والسلام! راقم خواجہ سعد الدین عفی عنہ فرزند خواجہ ثناء اللہ مرحوم و مغفور از کوٹھی خواجہ ثناء اللہ غلام حسن از کشمیر ۱۵ رذی الحج ۱۳۱۴ھ۔

جواب دوم..... اطلاع باو چون ارقام کردہ بود کہ در شہر سرینگر در ضلع خان یار پیغمبرے آسودہ است معلوم سازند موجب آن خود بذات بابت تحقیق کردن آن در شہر رفتہ ہمیں تحقیق شدہ پیشتر از دو صد سال شاعرے معتبر و صاحب کشف بودہ است نام ان خواجہ اعظم دیدہ مری داشتہ یک تاریخ از تصانیف خود نمودہ است کہ دریں شہر دریں وقت بسیار معتبر است در ان ہمیں عبارت تصنیف ساختہ است کہ در ضلع خان یار در محلہ روضہ بل میگویند کہ پیغمبرے آسودہ است یوز آصف نام داشتہ و قبر دوم در آنجا است از اولاد زین العابدین سید نصیر الدین خان یاری است و قدم رسول در آنجا ہم موجود است اکنون در آنجا بسیار مرجع اہل تشیعہ وارد بہر حال سوائے تاریخ خواجہ اعظم صاحب موصوف دیگر سندی صحیح ندارد و العلم عند اللہ تعالی سید حسن شاہ از کشمیر ۲۲ رذی الحج ۱۳۱۴ھ۔

حضرات! ان دو معتبر اور ذی عزت رئیسوں کے خطوں سے مرزا قادیانی کے داہنے بائیں کے حوالہ اور محلہ خان یار کا حوالہ غلط ثابت ہوا۔ بلکہ صاف ہو گیا کہ ایک قبر یہاں محلہ آنزہ مرہ میں ہے۔ جو یوز آصف پیغمبر کی (جو اولاد سلاطین میں سے تھے) ہے اور کشمیر ہی کے واسطے مبعوث ہوئے تھے اور تیسرے ایک تاریخ معتبر کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ جس کا مصنف بھی صاحب کشف و کرامات تھا۔ جس سے مرزا قادیانی کے کل استعارات غلط ہوتے ہیں۔ تاریخ کشمیر کے صفحہ وغیرہ کا حوالہ انہوں نے نہیں دیا ہے۔ جس کو میں پورا کر دیتا ہوں۔ کیونکہ وہی تاریخ کشمیر میرے سامنے رکھی ہے۔ دیکھو تاریخ اعظمی مطبوعہ مطبع محمدی لاہور۔ ۱۳۰۳ھ تصنیف خواجہ سید محمد اعظم شاہ صاحب مؤلفہ ۱۱۴۸ھ ص ۸۲، سطر ۱۸ (اصل خطوط شامل کیے گئے۔)

یہ تین شہادتیں ایسی مضبوط اور قوی اور ثقہ ہیں۔ جن پر منصف مزاج آدمی کو فوراً اعتبار

کر لینا چاہئے۔ مرزا قادیانی جو اپنی تاویلات واستعارات سے یوز آصف کو یسوع صاحب یا یسوع آصف بتاتے ہیں۔ محض غلط بلکہ اغلط ثابت ہوا۔ امید نہیں کہ مرزا قادیانی ایسی کافی اور ثقہ شہادت کو قبول کریں۔ کیونکہ اس طرف اخویم نور الدین صاحب کی شہادت ہے۔ جس کے مقابلہ میں آپ نے اپنی ہی مسلمہ حدیث شریف صحیح کو غلط ثابت کر کے فوراً انکار کر دیا۔ حالانکہ شریعت میں دو گواہان کے بغیر مقدمہ فیصل نہیں ہو سکتا۔ لیکن مرزا قادیانی ہمیشہ ایک ہی گواہ سے کام لیا کرتے ہیں اور اپنے دعوے اہم کو ثابت کیا کرتے ہیں اور آیت وحدیث کی پرواہ نہیں کیا کرتے۔ جیسے میاں کریم بخشؑ ایک ناخواندہ کی شہادت پر اپنے آپ کو عیسیٰ ثابت کیا تھا۔

(ازالہ اوہام ص ۷۰۹، خزائن ج ۳ ص ۲۸۲)

تمام آیات واحادیث واجماع امت کو اس کی شہادت کے مقابلہ میں بالکل ردی کر دیا۔ اسی طرح مولوی نور الدین صاحب اپنے بڑے حواری کی مذہب شہادت کے مقابلہ میں اپنی مسلمہ حدیث شریف اور ساری اپنی تحقیقات اور الہامات کو ردی کر دیا۔ حالانکہ مولوی صاحب نے صرف اس قدر کہا تھا کہ کشمیر میں ایک قبر مشہور اور معروف ہے۔ جس کو یوز آصف نبی کی قبر کہتے

۱۔ ازالہ اوہام مرزا قادیانی ان میں میاں کریم بخش موحداخواندہ بقول حضرت شیرازی ع کہ بے علم نتوان خدا را شناخت یہ تیس، اکتیس برس گذشتہ زمانہ کا ذکر ایک عام شخص مجبوط الحواس گلاب شاہ کی زبانی روایت کرتا ہے کہ عیسیٰ جوان ہو گیا۔ وہ لودھیانہ میں آئے گا اور قرآن کی غلطیاں نکالے گا اور بہت سامان مرزا قادیانی کے مسودہ میں آچکا تھا۔ مگر اصل بات یاد نہ رہی۔ تب کریم بخش کیا کہتا ہے کہ مجھے ایک بات یاد نہیں رہی کہ اس مجذوب نے مجھے صاف صاف بتلادیا تھا کہ اس عیسیٰ کا نام غلام احمد ہے۔ اب خیال کرنے کی بات ہے کہ ۳۰، ۳۱ برس کی بات ایک مجذوب شخص کی ایک ناخواندہ نے یاد رکھی اور ایک بڑا طول طویل مضمون عربی فارسی الفاظ کا مرزا قادیانی کے پاس لکھوا دیا۔ اگر یہ مضمون خود مرزا قادیانی سے اس وقت پوچھا جائے تو وہ بھی ادا نہ کر سکیں اور مجذوب اتنے لمبے قصے لوگوں کو سنایا کرتے ہیں۔ وہ تو صرف ایک آدھ بات منہ سے نکال دیا کرتے ہیں۔ اتنے عرصہ کے درمیان کریم بخش مذکورہ نے کسی اور کے ساتھ ہی اس بات کا تذکرہ کیا تھا یا نہیں۔ اگر کیا تھا تو کس کے ساتھ اور اس کی شہادت کیوں پیش نہیں کی؟۔ معلوم ہوا کہ میاں کریم بخش اور مرزا قادیانی کا ایمان ہے کہ قرآن میں غلطیاں ہیں۔ جن کو مرزا قادیانی آج کل نکال رہے ہیں۔ اس کتاب کے ملاحظہ سے معلوم ہوں گی۔

ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت نہیں کہ مولوی صاحب نے یوز آسف بحرف صاد کہا یا بہ سین کہا۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے یسوع صاحب کا نام نہیں۔ مرزا قادیانی نے یہ اپنا ڈھکوسلہ پیش کیا ہے۔ الہام بھی نہیں۔ پھر اس ڈھکوسلے پر کس کو اعتبار ہو سکتا ہے اور اعتبار ہو بھی کیسے؟۔ کیونکہ مرزا قادیانی کو ایک بات پر قرار نہیں۔ جیسے خود لکھتے ہیں کہ:

### فرضی قبر مسیح اور اقوال مرزا

- ۱..... ”یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن میں گلیل میں جا کر فوت ہوا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔“ (ازالہ الہام ص ۳۷۳، خزائن ج ۳ ص ۳۵۳)
  - ۲..... ”یہ تیسری آیت باب الاعمال کی مسیح کی طبعی موت کی نسبت گواہی دے رہی ہے۔ یہ گلیل میں اس کو پیش آئی۔“ (ازالہ الہام ص ۳۷۴، خزائن ج ۳ ص ۳۵۴)
  - ۳..... ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلاد شام میں ہے۔ جس کی پرستش عیسائی لوگ کرتے ہیں۔“ (ست بچن حاشیہ در حاشیہ ص ۱۶۴، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۹)
  - ۴..... ”یسوع صاحب کی قبر کشمیر میں ہے۔“ (ست بچن ص ۱۶۴ حاشیہ)
- اب فرمائیے! مرزا قادیانی کی کس تحقیق یا کس الہام یا بات پر اعتبار کیا جائے۔ آیا حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر گلیل میں ہے یا بلاد شام میں یا کشمیر میں؟۔ ممکن ہے کہ مرزا قادیانی اس کا جواب استعارہ لگا کر یوں دیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر تو گلیل میں ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلاد شام میں اور حضرت یسوع صاحب علیہ السلام کی قبر کشمیر میں۔ سبحان اللہ مرزا قادیانی کی تحقیقات و کشف والہامات پر اعداء قربان۔ یہی باتیں ہیں جس کو ہر تھوڑی سمجھ کا آدمی بھی سن کر ہڈیاں، مالجو لیا، خط، مراقب میں داخل کرے گا۔ بس یہاں مرزا قادیانی کی کل کارروائی نابود اور مردود ہو گئی۔

ازالہ امر پنجم! اس امر میں مرزا قادیانی نے اپنے الہام قطعی اور یقینی سے ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ دوبارہ آنے سے روک دیئے گئے اور آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ یہ مجھے خدا نے خبر دی ہے۔

اس میں ناظرین کو دیکھنا ضروری ہے کہ آیا مرزا قادیانی کا الہام وحی الہی و رسول کی طرح قطعی اور یقینی ہے اور اس پر ویسے ہی ایمان لانا چاہئے۔ جیسے پیغمبران علیہم السلام کے الہام



پر؟۔ نیز مرزا قادیانی کا خدائے ملہم وہی مسلمانوں کا خدا ہے یا کوئی اور؟۔ اس میں مجھے ان کے ہی الہامات سے کام لینا ہوگا۔ کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں۔

مرزا قادیانی اپنی (براہین احمدیہ کے ص ۵۵۶، خزائن ج ۱ ص ۶۶۴) میں انگریزی، عربی، عبرانی زبانوں کے الہامات درج کر کے لکھتے ہیں کہ ان کے معنی مجھے معلوم نہیں ہوئے۔ کوئی انگریزی خوان اس وقت موجود نہیں۔ اس الہام کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا وغیرہ وغیرہ۔ پس اس سے ثابت ہے کہ مرزا قادیانی کا خدا ملہم ایسا ہے کہ اپنے ملہم کو جو الہام کرتا ہے محض فضول اور بے سود کرتا ہے کہ اس کا مطلب یا معنی ملہم اور ملہم دونوں کو نہیں آتے۔ یہ خوب ہوئی کہ مرزا قادیانی کا خدا الہام کرتا ہے۔ مگر اس کے حکم اور کلام کے جو اپنے نبی پر بھیجتا ہے کچھ معنی نہیں ہوتے اور نہ کوئی مترجم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کو اس کا ترجمہ بتلائے اور نہ ان کا خدا ہی الہام کرتا ہے کہ مرزا قادیانی کی سمجھ میں آئے تاکہ اس کے مطلب سے آگاہ ہو کر تعمیل احکام الہی کریں۔ یہ عجیب الہامات ہیں کہ مرزا قادیانی جن زبانوں کے سمجھنے سے بالکل نابلد ہیں۔ ان کو القاء کئے جاتے ہیں۔ پھر ان کا عجب خدا ہے کہ جو شخص جن زبانوں کو سمجھ نہیں سکتا انہیں زبانوں میں الہام کرتا ہے۔ اس سے مرزا قادیانی کے خدا کی بے علمی اور جہالت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کے خدا کو اگر معلوم ہوتا کہ مرزا قادیانی انگریزی، عبرانی اور بعض الفاظ عربی نہیں جانتے اور نہ سمجھ سکتے ہیں تو کبھی ان زبانوں میں الہام نہ کرتا کہ آپ اس بات پر یقین کر لیں گے۔ عبرانی و انگریزی، عربی وغیرہ میں الہامات ہوں جو مرزا قادیانی نہ جانتے ہوں نہ ان کا مطلب کسی کو سمجھا سکتے ہوں۔ یہی الہامات قطعی اور یقینی ہو سکتے ہیں؟۔ انہیں سے ان کو مسیح موعود مان لیا جائے گا۔ اس طرح پر مرزا قادیانی ملہم تو ہیں مگر الہاموں کے معنوں اور مطلبوں سے ناواقف اور ان کے بیان کرنے سے عاری اور جاہل ہیں۔ مجھے یہاں پر ایک مشہور حکایت یاد آگئی ہے جو اس کے مطابق ہے۔ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ وہو هذا!

اکبر بادشاہ کے وقت میں جب ان کو پیغمبر بننے کی سوچھی اور ابوالفضل اور فیضی ان کے وزراء نے ان کو پیغمبر ثابت کرنا چاہا اور دین الہی کو قائم کرنے پر آمادہ ہوئے تو قرآن شریف کی ضرورت ہوئی اور پہلے ہی سے تجویز کر کے ایک نے ان میں سے بادشاہ سے کہا کہ مجھ کو الہام ہوا ہے کہ جیسے حضرت رسول خدا ﷺ امی تھے۔ ایسے ہی آپ ہیں اور آپ پر بھی قرآن شریف نازل

ہوا ہے اور ایک درخت میں ہے۔ بادشاہ سلامت پیغمبری کی دہن میں لٹو ہو گئے۔ تو جمعیت کثیر نہایت تزک و احتشام سے درخت معلومہ میں سے قرآن وضعی نکالا گیا۔ جو زبان عربی میں تھا۔ نہایت احتیاط سے وہ قرآن دربار میں لایا گیا۔ ہر ایک شخص اس قرآن کو بوسہ دیتا، زیارت کرتا۔ مبارک دیتا ادب سے رکھتا جاتا تھا۔ اتنے میں ابوالحسن معروف بہ ملا دوپیاڑہ بھی آ گئے۔ انہوں نے بھی اس قرآن کو دیکھا اور بلا دینے بوسہ اور کسی ادب کے ایسی طرز سے رکھ دیا۔ جس سے بادشاہ کو اچھا معلوم نہ ہوا۔ بادشاہ نے ایسی حرکت کی بابت ملا سے پوچھا کہ کہو کیسا ہے؟۔ ملا صاحب نے کہا کہ ہاں! خیر اچھا ہے۔ اس پر بادشاہ کو اور بھی شبہ ہوا۔ آخر کو بادشاہ کے زیادہ اصرار پر عرض کی کہ قبلہ عالم جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ملک کنعان میں تھے۔ ان کی زبان عبرانی تھی۔ اس لئے توریت عبرانی زبان میں نازل ہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ملک کی زبان سریانی تھی۔ اس لئے زبور سریانی زبان میں نازل ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ملک کی زبان یونانی تھی۔ اس لئے خداوند کریم نے انجیل کو یونانی میں نازل فرمایا اور حضرت رسول اکرم ﷺ ملک عرب میں ہوئے۔ اس لئے خداوند کریم نے قرآن کریم کو عربی زبان میں نازل فرمایا اور یہی سنت اللہ ہے کہ ہر ایک پیغمبر کو ان کی ہی زبان میں کتاب یا صحیفہ نازل ہوتا رہا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ”وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ“ یعنی ہم نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں کیا۔ جو اپنی قوم کی زبان نہ جانتا ہو۔ پیغمبر کی زبان اور اس کی قوم کی بول چال ایک ہو۔ ایسا نہیں ہوتا کہ پیغمبر تو ہندوستان کا ہو اور قوم اس کی عرب کی ہو۔ میں نہایت تعجب سے سوچ رہا ہوں کہ یہ قرآن عربی زبان میں ہے۔ ہندوستانی میں نہیں۔ اس کو نہ تو آپ خود سمجھ سکتے ہیں اور نہ کسی کو سمجھا سکتے ہیں۔ ہاں اگر یہ قرآن ہندوستانی یا اردو میں ہوتا جو قبلہ عالم کی زبان ہے تو البتہ مان لینے کے قابل ہوتا۔ بادشاہ یہ سن کر چپ ہو گیا اور وہ قرآن وضعی گاؤں خورد ہو گیا۔ پس مرزا قادیانی کی بعینہ اکبر بادشاہ کی سی مثال ہے کہ انہوں نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا اور قرآن ان کا غیر زبان میں اترا۔ جس کے سمجھنے اور سمجھانے میں بالکل لاچار تھے اور مرزا قادیانی نے بھی دعویٰ پیغمبری کیا۔ لیکن الہامات آپ پر ایسی عربی انگریزی زبانوں میں نازل ہوئے کہ جس کے سمجھنے اور سمجھانے اور تعمیل حکم بجالانے میں باقرار خود قاصر اور لاچار رہے۔ پس ایسے مصنوعی قرآن مصنوعی الہاموں کا اعتبار مرزا قادیانی کے ہی چند بے مریدوں میں ہوگا اور کسی کو کیوں ہونے لگا۔

ایسے ہی مرزا قادیانی کے خدا کا بھی پتہ نہیں کہ کون ہے۔ کیونکہ وہ خود اپنی کتاب براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں کہ ”مجھے الہام ہوا ہے کہ ہمارا رب ۱۔ عاجی ہے۔ اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔“ (براہین احمدیہ ص ۵۵۶، خزائن ج ۱ ص ۶۶۳)

لیجئے! مرزا قادیانی کو اپنے خدا کا بھی اب تک پتہ نہیں کہ وہ کون ہے۔

اے غضب اور افسوس!! جس شخص کو اپنے خدا کا بھی پتہ نہ ہو کہ کون ہے۔ اس کے الہاموں کا کیا پتہ ہو سکتا ہے کہ وہ کیا ہیں۔ پھر وہ قطعی اور یقینی بھی ہیں۔ ناظرین و مرزائی نہایت غور اور توجہ سے خیال فرمائیں کہ جس ملہم کو اپنے خدائے ملہم کو بھی پتہ نہ ہو کہ وہ کیا اور کون ہے۔ پھر اس کے کسی الہام یا بات پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟۔ ہرگز نہیں!

### قادیانی خدا عاج

خیر اب میں ہی مرزا قادیانی کے خدا کا پتہ دیتا ہوں۔ جس کی بابت وہ کہتے ہیں کہ ہمارا خدا عاجی ہے۔ (اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے) تعجب ہے کہ مرزا قادیانی کیوں کہتے ہیں کہ عاجی کے معنی معلوم نہیں ہوئے۔ کہا ان کے پاس کوئی چھوٹی موٹی لغت کی کتاب نہیں ہے؟۔ اگر ملہم نے معنی یا مطلب نہیں بتلائے تھے تو کوئی کتاب ہی دیکھ لیتے۔ جس سے عاجی کے معنی معلوم ہو جاتے۔ یہاں اگر مرزا قادیانی بوجہ قصور حافظہ اور مرزائی یہ کہہ دیں کہ الہامی لفظوں کے معنی اور مطلب جو خدا ملہم بتائے یا سمجھائے وہی ہو سکتے ہیں۔ کتاب لغت پر اعتبار نہیں ہو سکتا

۱۔ ہمارا رب عاجی ہے..... الخ! اصل الہام زبان عربی مرزا قادیانی کا یہ ہے کہ: ”رب

اغفر وارحم من السماء ربنا عاج“ (براہین احمدیہ ص ۵۵۵، ۵۵۶، خزائن ج ۱ ص ۶۶۲، ۶۶۳)

معنی اس کے یوں ہیں کہ اے میرے رب میرے گناہ بخش اور آسمان سے رحم کر رب ہمارا عاج ہے۔ مرزا قادیانی نے عاج کا ترجمہ عاجی کیا ہے۔ ناظرین پوچھ سکتے ہیں کہ عاج کے معنی عاجی کیونکر ہوئے۔ گویا صاف ہے کہ مرزا قادیانی کا خدا عاج ہے اور عاج کے معنی ص ۵۲، ۵۳ پر درج ہیں۔ یعنی ہاتھی دانت اور گوبر۔ حرف یاء مرزا قادیانی نے خود اپنی طرف سے لگایا اور اس کے معنی ہاتھی دانت کا یا گوبر کا بنا کر اور بھی، بنا کر اور بھی تشریح کر دی ہے۔ پس بموجب الہام عربی مرزا قادیانی کے انکا (رب عاج) خدا ہاتھی دانت یا گوبر ہے۔ مرزائیوں کو بھی مبارک ہو کہ ان کے پیغمبر کا خدا اور نیز کا ہاتھی دانت اور گوبر ہے۔

اور نہ ایسے لفظوں کے واسطے کوئی کتاب لغت دیکھے جانے کا حکم ہے۔ لیکن یہ کہنا ان کا محض لغو اور باطل ہوگا کیونکہ مرزا قادیانی اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اس طرح پر پہلے لکھ چکے ہیں اور یہ ”الہام اکثر معظمت امور میں ہوتا ہے کبھی اس میں ایسے الفاظ بھی ہوتے ہیں۔ جن کے معنی لغت کی کتابیں دیکھ کر کرنے پڑتے ہیں۔“ (براہین احمدیہ ص ۲۳۸، حاشیہ نمبر خزائن ج ۱ ص ۲۶۴)

مرزا قادیانی ہی اس کا جواب دیں گے کہ انہوں نے کیوں عاجی اپنے خدا کے معنی لغت کی کتاب سے نکال کر نہ کئے اور کیوں کہہ دیا کہ اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سچا الہام آپ کی قلم سے نکل گیا۔ جب بعد میں اس کے معنوں پر علم ہوا اور مخالف معلوم ہوئے تو لکھ دیا کہ اس کے معنی معلوم نہیں ہوئے۔ مگر خداوند کریم کی حکمت ہے کہ مرزا قادیانی کے ہی منہ اور قلم سے سچی بات نکل گئی۔ لیجئے میں دو معتبر کتب لغت سے لفظ عاجی مرزا قادیانی کے خدا کے معنی تحریر کر کے پیش کرتا ہوں۔ جس سے معلوم ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی کا خدا کیا اور کون ہے۔ لفظ عاجی میں اصل لفظ عاج ہے اور حرف ی اس کے ساتھ نسبتی ہے۔ پس لفظ عاج کے معنی یہ ہیں۔

..... ۱ استخوان فیل، فاقہ کہ جائے خواب اور زم باشد۔ سرگین، کلمہ کہ بدان شتر رانند، راہ بر ممتلی، منتخب اللغات ص ۳۰۴۔

..... ۲ ”عاج منبیه بالكفر رجز للناقة والعاج الزبل واناقة اللنية الاعطاف وعظم الفیل“ (قاموس ج ۱ ص ۲۰۸)  
 ”وعاج ممتلیء“ (قاموس ج ۱ ص ۲۰۵)

..... ۳ ”واما العاج الذی مر عظم الفیل فنجس عند الشافعی“ (مجمع بحار الانوار ج ۳ ص ۶۹۸)

..... ۴ ”قلبنین من عاج هو هنا الزبل او ظهر السلحفاة والعاج الذی يعرفه العامة عظیم انیاب الفیل“ (مجمع بحار الانوار ج ۳ ص ۶۹۸)

پس لفظ عاجی کے معنی ہاتھی کے دانت کا یا والا اونٹنی نرم جگہ پر سوئی ہوئی کا یا والا، گوبر کا یا والا، راہزن والا، لتھڑہ ہوا یا لتھڑے ہوئے کا یا والا، ہوئے۔ پس بقول مرزا قادیانی ثابت

۱۔ اصل الہام کی عبارت: ”گزر چکی ہے۔ یاء نسبتی مرزا قادیانی نے الہام میں اپنی طرف سے لگائی ہے۔“

ہو گیا کہ مرزا قادیانی کا خدا عاجی ہاتھی دانت کا یا گوبر کا ہے یا مرزا قادیانی جو ان معتبر کتابوں کے معنی کئے ہوئے ہیں۔ کسی ایک کو مان لیں۔ خواہ کوئی بھی ہو۔ جب ان کے بنی خاص قطعی اور یقینی الہام سے ان کا خدا ملہم عاجی ہاتھی کے دانت کا یا ہاتھی کے دانت کے دانت والا یا گوبر کا ہے۔ تو پھر علماء و فضلاء و مشائخ صلحاء اہل اسلام مباہلہ کے لئے کیوں کشمکش ہو رہے ہیں؟۔ جتنی کارروائی مرزا قادیانی کی اب تک ہوئی ہے۔ سب خاک میں مل گئی اور ملیا میٹ ہو گئی۔ میرے خیال ناقص میں ہے کہ (براہین احمدیہ ص ۵۵۶، خزائن ج ۱ ص ۶۶۳) کا کسی کے زیر نظر یا مطالعہ میں نہیں آیا۔ ورنہ پہلے ہی سے یہ سب جھگڑے بکھیرے ختم ہو جاتے۔ مگر اتفاق ہے کہ ایسا نہ ہوا۔ جب مرزا قادیانی کا خدا ملہم عاجی ہے۔ جس کے معنی اوپر ہو چکے ہیں۔ تب مرزا قادیانی کے الہامات مندرجہ ذیل کے معنی کیا ہوئے اور کیا سمجھے جائیں گے۔

### الہامات مرزا قادیانی

..... ۱۔ جس نے میری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ۔

(انجام آتھم ص ۷۸، خزائن ج ۱ ص ۷۸)

..... ۲۔ مجھ کو دونوں جہان کی رحمت کے واسطے بھیجا۔

(انجام آتھم ص ۷۸، خزائن ج ۱ ص ۷۸)

..... ۳۔ خدا نے میرا نام مسیح ابن مریم رکھا۔ (انجام آتھم ص ۷۸، خزائن ج ۱ ص ۷۸)

..... ۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرچکے عیسیٰ میں ہوں۔

(انجام آتھم ص ۷۸، خزائن ج ۱ ص ۷۸)

..... ۵۔ خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا۔ (انجام آتھم ص ۱۳۲، خزائن ج ۱ ص ۱۳۲)

ان الہاموں میں سے صاف ہے کہ مرزا قادیانی کی جس نے بیعت کی اس کا ہاتھ ہاتھی کے دانت والے یا گوبر والے کے ہاتھ پر ہوا۔ گوبر والے نے دونوں جہان کی رحمت کے واسطے مرزا قادیانی کو بھیجا۔ جو اظہر من الشمس ہے۔ جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہ بھی ضرور ہے کہ آپ کے خدا عاجی نے آپ کا نام عیسیٰ بھی رکھ دیا ہوگا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا بلکہ نہایت ہی قرین

۱۔ کسی ایک کو یعنی بطریق اجوف تو صاف بیان ہو چکا ہے۔ اگر بطریق ناقص بھی مرزا قادیانی لفظ عاجی یا عاج کا کچھ بنانا چاہتے ہیں تو بھی ان کے خدا کی کوئی اچھی ترکیب یا توصیف نہیں نکلتی اور نہ کوئی خدا کے اسماء میں نہ صفات میں سے کچھ بن سکتا ہے۔

قیاس اور یقینی امر ہے کہ خدا عاجی گو بر کا ہے تو اس کا عیسیٰ بھی نفاست میں اس سے بڑھ چڑھ کر ہونا چاہیے۔ سو میں اس عیسیٰ کو جس کی تعریف مرزا قادیانی نے خود کر کے اپنے پر منتسب کیا ہے۔ ناظرین کے ملاحظہ کے لئے ضبط تحریر میں لاتا ہوں اور نہایت ہی خوش ہوں کہ مرزا قادیانی اعلیٰ درجہ کے منصف مزاج ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ”مجھے سخت تعجب ہے کہ ہمارے علماء عیسیٰ کے لفظ پر کیوں چڑتے ہیں۔ اسلام کی کتابوں میں تو ایسی چیزوں کا بھی عیسیٰ زکھا گیا ہے۔ جو سخت مکروہ ہیں۔ چنانچہ برہان قاطع میں حرف عین میں لکھا ہے کہ عیسیٰ دھقان کننا یہ شراب انگوری سے ہے۔ عیسیٰ نو ماہہ اس خوشہ انگور کا نام ہے۔ جس سے شراب بنایا جاتا ہے اور شراب انگوری کو بھی عیسیٰ نو ماہہ کہتے ہیں۔ اب غضب کی بات ہے کہ مولوی لوگ شراب کا نام تو عیسیٰ رکھیں اور تالیفات میں بے مہابا اس کا ذکر کریں اور ایک پلید چیز کی ایک پاک کے ساتھ اس میں مشارکت جائز قرار دیں اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ..... عیسیٰ کے نام سے موسوم کرے۔ وہ ان کی نظر میں کافر ہو۔“

(نشان آسمانی ص ۲۰، خزائن ج ۴ ص ۳۸۰)

اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ خدا عاجی ایک پلید اور خبیث چیز گو بر ہے۔ تو اس کا عیسیٰ شراب جوام الخبائث ہے۔ درست اور بے جا ہے۔ یعنی خدا ملہم گو بر اور عیسیٰ ملہم شراب کیا عمدہ مماثلت ہوئی؟۔ وزیرے چنیں شہر یارے چناں

ان تحریروں پر تو میں مرزا قادیانی سے بالکل اتفاق کر کے صاد کرتا ہوں اور ان کے انصاف اور راستبازی کی داد دیتا ہوں اور یہاں علماء سے مجھے کلام ہے۔ کیونکہ جب مرزا قادیانی اپنے خدا کا نام عاجی، گو بر لکھتے ہیں اور اپنے آپ کو عیسیٰ نو ماہہ یا عیسیٰ دھقان تحریر کرتے ہیں جو شراب انگوری ہے۔ تو پھر ان کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں اور عیسیٰ کہلانے میں کیوں ناحق چڑتے ہیں؟۔ یہ بے شک ان کی زبردستی ہے۔ اس کے پیچھے پڑنے اور چڑنے کی وجہ بتلانے میں مجھے اس لئے کسی قدر تامل ہے کہ مرزا قادیانی نے کوئی خاص اشتہار جلی قلم کا انعام یا سزائی نہیں دیا کہ ہمارے خدا عاجی (ہاتھی کے دانت کا یا گو بر کا ہے) اور میں عیسیٰ دھقان یا عیسیٰ نو ماہہ، شراب انگوری ہوں۔ جس سے علماء مخالفین کو خبر ہو جاتی اور مخالفت سے ان کا منہ بند ہو جاتا۔ البتہ مرزا قادیانی کا یہاں جواب یہ ہو سکتا ہے کہ جب ہم نے کتابوں رسالوں میں لکھ دیا اور کتابوں میں ہر جگہ موجود ہے۔ تو پھر ضرورت کسی اشتہار کی نہیں تھی۔ یہ صحیح ہے لیکن اگر اشتہار انعامی یا مبالغہ بھی بطور تبلیغ شائع فرماتے اور مخالفین کو پہلے ہی سے یہ عقیدہ آپ کا معلوم ہو جاتا تو خواہ مخواہ

بے سود علمی بحثیں کر کے تضييع اوقات نہ کرتے۔ اب میں نہایت ادب سے بخدمت شریف علماء وفضلاء اہل اسلام و دیگر طلباء ہدایت غیر اسلام عرض کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اب تو مرزا قادیانی کا پیچھا چھوڑ دیں۔ جبکہ انہوں نے سچ سچ کہہ دیا ہے کہ ہمارا خدا عاجی (ہاتھی دانت کا یا گوبر کا) ہے اور میں عیسیٰ دھقان یا عیسیٰ نو ماہہ (شراب انگوری ہوں) اور ہرگز نہ چڑیں اور نہ برا منائیں۔ اب صاف ہو گیا ہے کہ ان کا خدا گوبر اور عیسیٰ شراب انگوری اس کی رہائش قادیان (حرص والی) ان کی الہامی کتاب انجیل انجام آتھم معہ ضمیمہ ہے۔ مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو مبارک ہو۔

۸، ۹..... میں مرزا قادیانی کا وہی دعویٰ پیغمبری ہے۔ یہاں تک کہ جب موسیٰ علیہ

السلام کلیم اللہ ہیں تو آپ بھی کلیم اللہ ہیں۔ شاید کوہ طور کی بجائے آپ کا پڑا وہ کہنہ کا کوئی ٹیلا ہو۔

۱۰..... اس میں مرزا قادیانی کو معراج جسمانی حضرت محمد ﷺ سے انکار ہے اور

یہ کاسہ لیسی کسی ریفا رمر صاحب بہادر کی ہے۔ جو تمام اہل اسلام کی مخالفت میں آیات اور احادیث متواترہ و اقوال جمہور علماء متکاثرہ کا صریح انکار کر دیا ہے اور یہاں پر ایک اور غضب کیا ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی سخت توہین کی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے جسم اطہر مظہر نور الانوار کو تو بہ نعوذ باللہ منہا کثیف (جو ضد ہے لطیف کی) لکھ دیا ہے جیسے لکھتے ہیں۔ ”اگر اس جگہ کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات سے ہے تو پھر ان حضرت محمد ﷺ کا معراج جسم کے ساتھ کیوں کر جائز ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔“ (ازالہ اوہام حاشیہ ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۳۶)

حالانکہ اپنی کتاب الہامی براہین احمدیہ میں آنحضرت محمد ﷺ کی نسبت لکھتے ہیں۔ ”یعنی جب کہ وجود مبارک حضرت خاتم الانبیاء ﷺ میں کئی نور جمع تھے۔ سو ان نوروں پر ایک اور نور آسمانی جو وحی الہی سے وارد ہو گیا اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باوجود خاتم النبیین ﷺ کا مجمع الانوار بن گیا۔“ (براہین احمدیہ ص ۱۸۰ حاشیہ نمبر ۱۱، خزائن ج ۱ ص ۱۹۵)

خیال فرمائیے! کہاں حضرت احمد مصطفیٰ ﷺ کا جسم مبارک مجمع الانوار تھا اور کہاں مرزا قادیانی کی تقریظ کہ اس جسم مبارک کو کثیف لکھ دیا۔ خدا پناہ میں رکھے ایسے مردود اعتقاد سے۔ آمین ثم آمین۔ اہل اسلام اور اہل سنت والجماعت کے عقائد میں ہے کہ اگر کوئی شخص توہیناً کسی نبی علیہ السلام کے میلے کپڑے کو میلہ کہے گا تو کافر ہو جائے گا۔ چہ جائیکہ حضرت محمد ﷺ کے جسم اطہر نور الانوار کو ویری من خلفہ کما رائیت من قبلہ جو آگے پیچھے سے برابر دیکھتے تھے اور گس

تک جسم مبارک پر نہیں بیٹھتے تھے اور اسی لئے سایہ بھی آنحضرت ﷺ ہا نہیں تھا۔ جسم کثیف لکھ دیا۔ میں مرزا قادیانی کا ہی اعتقاد پیش کرتا ہوں کہ جس شخص حضرت محمد ﷺ کے جسم مبارک کو کثیف کہے وہ کون ہے۔ وہو هذا!

نور شان يك عالمے رادر گرفت  
توھنوزاے کوردر شور و شرے  
لعل تابان را اگر گوئی کثیف  
زین چہ کاھد قدر روشن جوھرے  
طعنہ برپاکان نہ برپاکان بود  
خود کنی ثابت کہ ہستی فاجرے

(دیباچہ براہین احمدیہ ص ۱۵، خزائن ج ۱ ص ۲۳)

لیجئے! یہاں اپنی ہی مثبتہ اور مسلمہ دلیل سے مرزا قادیانی جو پیغمبری اور خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کے جسم مبارک مجمع الانوار کو کثیف کہہ کر خود فاجر ثابت ہو گئے۔ اب وہی مولانا رومیؒ بزرگ کا قول بھی مرزا قادیانی پر ثابت ہو گیا۔

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد  
میلش اندر طعنۂ پاکان برد

کیا خوب! مرزا قادیانی کے شعر کے مطابق ہی ہمارے بزرگ حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ کا قول بھی منتطبق ہو گیا۔ پس مرزا قادیانی کی پردہ درمی عنقریب ہے اور رفتہ رفتہ ہو رہی ہے۔ آخر موقعہ بھی جو علی الاعلان پردہ درمی کا ہونے والا ہے اب بہت قریب معلوم ہوتا ہے۔ العیاذ باللہ!

اللہ تعالیٰ اپنے قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ: ”واذکر فی الکتب ادريس انه كان صديقاً نبياً، ورفعنه مكاناً علیها (مریم: ۵۶، ۵۷)“ یعنی یاد کرو (اے رسول خدا ﷺ) حضرت ادريس علیہ السلام کا حال تحقیق تھا وہ سچا نبی اٹھا لیا ہم نے اس کو مکان عالی پر۔ تمام تفاسیر اور کتب اہل اسلام میں یہی معنی اور یہی اعتقاد ہے کہ حضرت ادريس علیہ السلام یا الیاس

۱۔ مرزا قادیانی نے حضرت محمد ﷺ کی تعریف میں پہلے یہ لکھا تھا کہ جب خود پیغمبر بنے تو جسم اطہر کو کثیف لکھ دیا۔



علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھائے گئے اور اسی جسم غصری کے ساتھ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ”وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ (النساء: ۱۵۷)“ وہی لفظ رفع کا یہاں بھی ہے۔ یہاں پر صرف حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا ایک قول کتاب فصوص الحکم سے نقل کرتا ہوں۔ جن کی سندیں مرزا قادیانی بھی اپنے (ازالہ ابہام ص ۱۵۲، ۱۵۳، خزائن ج ۳ ص ۱۷۷، ۱۷۸) میں لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ: ”الیاس حضرت اور لیس علیہ السلام ہی ہیں۔ جو حضرت نوح علیہ السلام سے پیشتر نبی تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو مکان عالی پر اٹھا لیا۔ پس وہ قلب الافلاک یعنی فلک الشمس میں رہتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ شہر بعلبک کی طرف ان کو مبعوث فرمایا۔ کیا اب بھی آپ کو حضرت رسول اللہ ﷺ کا جسمی معراج شریف محالات سے معلوم ہوتا ہے؟ کیا خداوند کریم کو آپ قادر نہیں سمجھتے۔ کیا مرزا قادیانی کے فلسفہ توڑنے کی قدرت اللہ تبارک و تعالیٰ میں نہیں؟ ہاں البتہ ان کے خدا عاجی میں ضرور قدرت نہیں ہے۔ اس لئے اپنے فلسفی ڈھکوسلے آیات و احادیث اجماع امت کے مقابلہ میں بڑے زور سے بترجیح پیش کیا کرتے ہیں۔ جو نہایت بودے اور ناقابل لحاظ ہیں۔

۱۱..... یہ دعویٰ عربی دانی کا بھی محض غلط ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی سے بڑے

بڑے فاضل عربی اس وقت پنجاب و ہندوستان میں موجود ہیں۔ جن کی عربی دانی مسلمہ ہے۔

۱۲..... آسمان پھاڑ کر مسیح علیہ السلام کا آنا مرزا قادیانی کی طرف سے تمسخر اور

استہزاء ہے اور یہی استہزاء حضرت رسول اکرم ﷺ کے معراج شریف جسمانی میں ہے کہ وہ آسمان پھاڑ کر تشریف لے گئے اور واپس تشریف لائے۔ مرزا ملعون نے بھی آریوں سے لڑتے جھگڑتے یہ عقیدہ حاصل کر لیا کہ خداوند کریم قادر مطلق نہیں۔ جو کسی کو آسمان پر زندہ بحسد غصری لے جاسکے۔

۱۳..... مرزا قادیانی میں تو خدا کی روح باتیں کرتی ہے اور دیگر آپ کے حواریوں

میں نعوذ باللہ کسی معلم المملکت کی روح باتیں کرتی ہے؟۔

۱۴..... ہاں بے شک مرزا قادیانی پر جھوٹے الہامات کا دروازہ کھول دیا گیا ہے۔

۱۵..... مرزا قادیانی نے ۹ مولوی صاحبان کی طرف قلم اٹھایا۔ مگر دس مولوی

صاحبان کے نام درج کئے اور بعض مولوی صاحبان اہل حدیث جو آپ کے جانی دوست تھے وہ ایسے ایسے خلاف شرع دعویٰ نبوت سے جانی دشمن بن گئے۔

۱۶..... حکیم نور الدین صاحب مرزا قادیانی کے فاضل بزرگ ہیں تو کیا سب بھی مرزا قادیانی کے برابر کلام فصیح نہیں لکھ سکتے؟۔ جیسے کہ ان کا دعویٰ نمبر ۱۱ میں گذر چکا ہے۔ اگر حکیم صاحب مرزا قادیانی کے برابر کلام فصیح لکھ سکتے؟۔ تو مرزا قادیانی کے فاضل بزرگ نہیں۔ ایک نہ ایک بات تو ضرور غلط ہوگی۔ کیونکہ اجتماع الضدین محال ہے اور یہ اعتقاد بھی عجیب ہے کہ حکیم صاحب تو فاضل بزرگ اور دیگر تمام علماء ہندوستان اور پنجاب کے بیچ اور پوچھ بول۔

۱۷..... یہ بھی ہرگز صحیح نہیں۔ اگر مرزا قادیانی کی ایسی دعا ہوتی جو بجلی کی طرح کودتی ہے۔ تو مسٹر عبداللہ آتھم کے واسطے ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء کو رخصت لے کر نہ چلی جاتی اور نہ آپ کو وقت پر دھوکہ دیتی اور آپ کے معہ اہل بیت پر حواریں کی تضرع و زاری کے وقت پر آ موجود ہوتی۔ افسوس ایسی دعا بجلی کی طرح ہو اور قادیان سے امرتسر تک بھی پہنچ نہ سکی۔ اگر یہ دعا آپ کے پاس ہوتی تو ایک بھی مولوی زندہ نہ رہتا اور ایک بھی پادری دنیا پر نہ رہتا اور آپ کی عیسویت نمایاں طور پر ہوتی اور ایک بھی آریہ صفحہ ہستی پر نہ رہتا اور لیکھ رام کو کئی سال تک فرشتے تلاش کرتے نہ پھرتے اور آپ کے قادیان کے رہنے والے سب کے سب غارت ہو جاتے۔ حتیٰ کہ آپ کو طلاق اور عاق کرنے کی بھی نوبت نہ پہنچتی۔ یہی دعا ہے کہ جس کا آپ فخر کرتے ہیں۔ جو مینڈک کی طرح نہ کودی۔ جب کبھی آپ نے دعا کی تو یہ کہ فلاں پادری پندرہ ماہ کے اندر مرے گا۔ فلاں مولوی ایک سال تک مرے گا۔ فلاں آریہ چھ سال میں مرے گا۔ جو کوئی میرے ساتھ مہالہ کرے ایک سال میں مرجائے گا۔ نہایت ہی افسوس ہے کہ کبھی آپ نے یہ دعا نہ کی کہ میرے قادیان کے رہنے والے سیدھے ہو جائیں! کبھی یہ دعا نہ کی کہ پادری اور آریہ مسلمان ہو جائیں۔ کبھی یہ دعا نہ کی کہ میرے مخالف مولویوں و دیگر اہل اسلام میرے دوست ہو جائیں۔ ایسی دعا اگر ریل کی طرح نہ سہی کسی لنگڑے گھوڑے ٹٹو کی طرح چلتی تو بھی منزل مقصود تک پہنچ جاتی۔ مگر مرزا قادیانی نے کچھ نہ کیا۔ کیا تو یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر زور دے کر خود ان کی جگہ ہونے کا دعویٰ علی الاعلان کر دیا۔ یہاں مجھے ایک روایت بطور لطیفہ یاد آگئی ہے۔

لطیفہ! مرزا قادیانی نے سرسید احمد خان صاحب بہادر کے پیرو سے کہا کہ انہوں نے مسلمانوں کا کیا بنادیا۔ کون سی بڑی بات کر کے دکھائی کون سی نئی ریفارمری کی۔ اس پیرو نے کہا کہ سرسید صاحب نے بہت ہی بڑا کام کیا ہے۔ وہ یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا فوت ہو جانا ثابت کر دیا ہے۔ جس سے آپ کو اپنے مسیح موعود ہونے کا موقعہ ہاتھ آ گیا۔

احمد اللہ کہ خلاصہ معہ مختصر جوابات رسالہ انجام آتھم ختم ہوا۔ اس کے بعد مرزا قادیانی نے انجام آتھم کا ضمیمہ بھی چھپوایا۔ اس کو بھی دیکھا گیا۔ ضرور ہوا کہ اس کا بھی خلاصہ ہدیہ ناظرین کیا جائے۔ جس سے مرزا قادیانی کی بہادری اور بھی بڑھ چڑھ کر معلوم ہوگئی۔

### پنجم خلاصہ مختصر ضمیمہ انجام آتھم

۱..... یہودی صفت مولوی اور ان کے چیلے (عیسائیوں) ساتھ ہو گئے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۳، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۷)

۲..... مگر شاید بذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۶، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

۳..... یہ تو وہی بات ہوئی جیسا کہ کسی شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی

روح تھی۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

۴..... آپ کے (حضرت مسیح علیہ السلام) ہاتھ میں سوائے مکر اور فریب کے کچھ

نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں۔ جن کے وجود سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کا پلید عطر اس کے سر پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

۵..... ”مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدائے تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف

میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۹، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳)

۶..... ”اے مردار خور مولویو اور گندی روحو..... اے ایمان اور انصاف سے دور

بھاگنے والو تم جھوٹ مت بولو اور وہ نجاست نہ کھاؤ۔ جو عیسائیوں نے کھائی ہے۔ بے ایمان اور اندھے مولوی۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۵)

۷..... ”شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار جو ۸۴۰ھ میں

تالیف ہوئی تھی۔ مہدی موعود کے بارہ میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں کہ: ”درار بعین آمدہ است کہ خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد۔ قال النبی ﷺ یخرج المہدی من

قرية يقال لها كدعه يصدقہ اللہ تعالیٰ ویجمع اصحابہ من اقصى البلاد علی عدہ اہل بدر بثلاث مائة وثلاثة عشر رجلا ومعه صحيفة مختومة ای مطبوعة فیہا عدد اصحابہ باسمائہم وبلادہم وخاللہم “یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلے گا۔ جس کا نام کدعہ ہے۔ (یہ نام دراصل قادیان کے نام کو معرب کیا ہوا ہے) پھر فرمایا کہ خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا اور دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا۔ جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا۔ یعنی تین سو تیرہ ہوں گے اور ان کے نام بقید مسکن و خصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔ اب ظاہر ہے کہ کسی شخص کو پہلے اس سے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ وہ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرے۔ اس کے پاس چھپی ہوئی کتاب ہو۔ جس میں اس کے دوستوں کے نام ہوں۔ لیکن میں پہلے اس سے بھی آئینہ کمالات اسلام میں تین سو نام درج کر چکا ہوں۔ اب دوبارہ اتمام حجت کے لئے تین سو تیرہ نام ذیل میں درج کرتا ہوں۔ تاہر ایک منصف سمجھ لے کہ یہ پیش گوئی بھی میرے ہی حق میں پوری ہوئی۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۰، ۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۲، ۳۲۵)

### خلاصہ مختصر ضمیمہ ختم ہوا..... جواب مختصر شروع زیب قلم ہوا

حضرات ناظرین! مرزا قادیانی نے ضمیمہ الہامی میں پہلے تو مولوی صاحبان پر اس طرح کی گالیوں کی شک کی ہے۔ یہودی، بد ذات، مردار خور، گندی روح، بے ایمان، اندھے، کتے وغیرہ۔ بعد اس کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سخت زبان درازی کی نعوذ باللہ منہا جس کے نقل کرنے سے نہایت خوف آتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے نقل کرنے پر بھی خداوند کریم مواخذہ کرے۔ لیکن مرزا قادیانی کے ایمان پر نہایت تعجب ہے کہ باوجود ایسی گندی گالیوں اور توہین کے (جو ایسے الوالعزم پیغمبر علیہ السلام کی شان میں کی گئی ہے) پھر بھی ایمان میں روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ خدائی کے درجہ تک پہنچ گئے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی ذات خاص تک نہیں بلکہ ان کی دادیوں نانیوں کو بھی نہ چھوڑا۔ افسوس!

### سیدنا مسیح علیہ السلام اور مرزا قادیانی

لکھتے ہیں کہ ایک زنا کار کنجری نے اپ کے سر پر ناپاک اور حرام کی کمائی کا عطر ملا اور انہوں نے اس کو بغل میں لیا وغیرہ وغیرہ۔ (نور القرآن ص ۴، خزائن ج ۹ ص ۴۹ ملخص) کیوں صاحبو! آپ نے ایسے ایسے الزامات و اتہامات سب و شتم کہیں اہل اسلام کے عقائد کی کتابوں میں دیکھے یا

سنے ہیں؟۔ العیاذ باللہ اہل اسلام میں کوئی بھی ایسا نہیں جو ایسے عقائد والے کو کافر نہ کہے۔ بلکہ جس کے عقائد میں توہین انبیاء جائز اور سخت گندی گالیاں نکالنا درست ہو وہ کافر نہیں۔ بلکہ اکفر ہے۔ یہی علم کلام اور کتب عقائد میں درج ہے۔

مرزا قادیانی نے جو ایک کنجری کو بغل میں رکھنا اور سر پر حرام کا عطر ملوانا لکھا ہے اس کا قصہ انجیل میں یوں لکھا ہے۔ جس کو مرزا قادیانی نے کسی قدر محروف کیا ہے۔ وہو ہذا!

”اس شہر میں ایک عورت گنہگار تھی۔ جب جانا کہ وہ فریسی کے گھر کھانے بیٹھا ہے سنگ مرمر کے عطر دان میں عطر لائی اور وہ نیچے پاؤں کے کھڑی تھی اور رو کے آنسوؤں سے اس کے پاؤں دھونے لگی اور اپنے سر کے بالوں سے پونچ کے اس کے پاؤں کو شوق سے چوما اور عطر ملا اور اس فریسی نے جس نے اس کی دعوت کی تھی یہ دیکھ کر دل میں کہا کہ اگر یہ نبی ہوتا تو جانتا کہ یہ عورت جو اس کو چومتی ہے کون ہے؟۔ اور کیسی ہے۔ کیونکہ گنہگار ہے۔ یسوع نے اسے جواب میں کہا کہ اے شمعون میں تجھے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا کہ اے استاد کہہ! ایک شخص کے دو قرضدار تھے۔ ایک پانچ سودینار کا۔ دوسرا پچاس کا۔ پر جب ان کو ادا کرنے کا مقدور نہ تھا دونوں کو بخش دیا۔ سو کہہ ان میں کون سا اس کو زیادہ پیار کرے گا۔ شمعون نے جواب میں کہا میری دانست میں وہ جسے اس نے زیادہ بخشا۔ تب اس نے اسے کہا کہ تو نے ٹھیک فیصلہ کیا اور اس عورت کی طرف متوجہ ہو کے شمعون سے کہا کہ تو اس عورت کو دیکھتا ہے؟۔ میں تیرے گھر آیا تو نے مجھے پاؤں دھونے کو پانی نہ دیا۔ پر اس نے میرے پاؤں آنسوؤں سے دھوئے اور اپنے سر کے بالوں سے پونچھے۔ تو نے مجھ کو نہ چوما پر اس نے جب سے میں آیا میرے پاؤں کو شوق سے چومنا نہ چھوڑا۔ تو نے میرے سر پر تیل نہ ملا پر اس نے میرے پاؤں پر عطر ملا۔ اس عورت سے کہا تیرے گناہ معاف ہوئے۔“ (بلنظ اوقاب ۷، آیات ۳۷، لغایت ۴۸)

دیکھئے! مرزا قادیانی نے کتنا بڑا اندھیر اور کذب کا استعمال کیا ہے۔ ایک ذرہ بھر بھی خدا کا خوف نہ آیا کہ ایسا بہتان صریح ایک الواعزم پیغمبر علیہ السلام کی شان میں لگا دیا ہے۔ ایک گنہگار عورت کو (جو بہ تقاضائے بشریت سوائے پیغمبران علیہم السلام کے سب گنہگار ہیں) کنجری زنا کار بنا دیا۔ حالانکہ اس گنہگار عورت نے محض اپنے گناہوں کی معافی کے واسطے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف رجوع کیا تھا اور نہایت ہی گریہ وزاری اور ادب سے حضرت کے پاؤں چومے اور ان پر عطر ملا اور پیچھے ہٹ کر پاؤں کے پاس کھڑی رہی۔ مرزا قادیانی کے بہتانات کیا ہیں کہ

یسوع نے اس کنجری کو بغل میں لیا اور حرام کی کمائی کا عطر اپنے سر پر ملوایا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم! کیا اگر کوئی گنہگار مرد یا عورت مرزا قادیانی کے پاس بیعت کے لئے جائے تو بیعت نہ کریں گے اور اگر وہ مرد یا عورت بیعت کے اوّل یا بعد کوئی نذرانہ خوشبو عطر وغیرہ پیش کرے تو مرزا قادیانی قبول کر کے اس کی مغفرت یا نجات کے لئے دعا نہ کریں گے اور اس عطر کو جمعہ یا عیدین کو بھی ریش مبارک پر لگا کر مہکتے ہوئے نہ جائیں گے؟۔ ضرور بالضرور ایسا ہی کریں گے۔ کیا مرزا قادیانی یقیناً کہہ سکتا ہے کہ ان کی خاص جماعت بلکہ فہرست اہل بدر بالکل معصوم اور بے گناہ ہے؟۔ اگر مرزا قادیانی کا یہ اعتقاد ہے کہ ان کی جماعت کے صحابہ گنہگار نہیں بلکہ معصوم ہیں۔ اس صورت میں سب کے سب انبیاء ہوئے۔ نعوذ باللہ من ذلک!

الغرض! یہ جس قدر بہتانات مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام پر لگائے ہیں اور سخت توہین کر کے گندی گالیاں دیں ہیں۔ یہ ان کی سراسر زبردستی اور خدا تعالیٰ سے بے خوفی اور لا پرواہی کا باعث ہے اور یہود اور نصاریٰ کی پیروی کی ہے۔ سو میں ان سب بہتانات اور الزامات کا جواب مرزا قادیانی کی ہی تحریرات سے پیش ناظرین کرتا ہوں اور انہیں کے عطیہ خطابات کو جو انہوں نے خود تجویز کر کے لکھے ہوئے ہیں۔ ان کے ہی قبول کرنے کے لئے پیش کرتا ہوں۔ سنئے!

اوّل..... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو  
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۲۵، خزائن ج ۵ ص ۲۲۵)

مرزا قادیانی نے کیا عمدہ رحم کو گھٹا کر دعائیں دیں ہیں۔ گالیوں کا نزدیک تب بھٹکنے نہیں دیا۔ رحم کو بے رحمی میں ڈال دیا اور غیظ کو غضب الہی میں۔

برعکس نہند نام زنگی کافور

دوم..... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار دقیقہ بصورت

اقوال و افعال انبیاء سے ظہور میں آتے رہتے ہیں۔ جو نادانوں کی نظروں میں سخت بیہودہ اور شرمناک کام تھے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصریوں کے برتن اور پارچہ ت مانگ کر لے جانا اور پھر اپنے صرف میں لانا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا اور اس کا عطر پیش کردہ جو حلال وجہ سے نہیں تھا۔ استعمال کرنا اور لگانے سے روک نہ دینا اور حضرت ابراہیم

علیہ السلام کا تین مرتبہ ایسی طور پر کلام کرنا جو بظاہر دروغ ہیں۔ داخل تھا۔ پھر اگر کوئی تکبر اور خود ستائی کے راہ سے اس بناء پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ کہے کہ نعوذ باللہ وہ مال حرام کھانے والا تھا۔ یا حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت یہ زبان پر لائے کہ وہ طوائف کے گندہ مال کو اپنی کام میں لایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے۔ اس کی وجہ ان کی دروغگوئی ہے۔ تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۹۷، ۵۹۸، خزائن ج ۵ ص ۵۹۷، ۵۹۸)

بیجے صاحب! آپ کو مبارک ہو وہی خطابات جن کو آپ اپنے الہامات سے پہلے لکھ چکے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ بموجب اپنے الہام قطعی اور یقینی کے وہی کچھ یعنی پاک لوگوں کی فطرت کے مغائر وغیرہ وغیرہ بقول اپنے سب کچھ ثابت ہو گئے اور عیسیٰ نو ماہہ کی پوری تصدیق ہو گئی۔

سوم..... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ”مسیح علیہ السلام کا بیان کہ میں خدا ہوں۔ خدا کا بیٹا ہوں۔ میری خودکشی سے گندے لوگ نجات پا جائیں گے..... کوئی آدمی اس کو دانا یا راہ راست پر نہیں کہہ سکتا۔ مگر الحمد للہ قرآنی تعلیم نے ہم پر کھول دیا ہے کہ ابن مریم پر یہ سب جھوٹے الزام ہیں۔“ (ملخصاً نور القرآن ص ۳۱، خزائن ج ۹ ص ۳۷۱)

یہاں پر مرزا قادیانی نے خود حضرت مسیح علیہ السلام پر جھوٹے الزام لگا دیئے ہیں جو خلاف تعلیم قرآنی ہیں اور عمداً حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جھوٹے بہتانات اور الزام لگائے گئے ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ وہ خود اپنی ہی تحریر سے نادان ہیں اور راہ راست پر نہیں، آگے چلئے۔

چہارم..... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ”ان دو مقدس نبیوں پر یعنی آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح علیہ السلام پر بعض بدذات اور خبیث لوگوں نے سخت افتراء کئے ہیں۔ چنانچہ ان پلیدوں نے لعنت اللہ علیہم پہلے نبی کو تو..... قرار دیا۔ جیسا کہ اپنے اور دوسرے کو..... کہا جیسا کہ پلید طبع یہودیوں نے۔“ (نور القرآن ص ۵، خزائن ج ۹ ص ۳۸۰)

۱۔ مرزا قادیانی بھی خلاف تعلیم قرآن شریف (ازالہ اوہام کے ص ۳۰۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴) میں لکھتے ہیں کہ ”حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے ہیں۔“ یہودیوں کا بھی اعتقاد یہی ہے کہ یوسف نجار سے حضرت مریم علیہا السلام کا نعوذ باللہ ناجائز تعلق ہوا اور حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ وہی الزام مرزا قادیانی نے قائم کیا اور یوسف نجار کا بیٹا تحریر کیا۔

لیجئے! مرزا قادیانی خود بخود اپنی ہی الہامی تحریر سے جو انہوں نے مولوی صاحبان اور بزرگوں کو گالیاں دی ہیں۔ اس کے مصداق بن گئے۔ سبحان اللہ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔ کیا عمدہ معجزہ عیسوی ثابت ہوا کہ جیسے مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کو گالیاں دیں تھیں۔ اپنے ہی منہ سے ویسے بن گئے اور جو اہل اسلام کے علماء اور صلحاء کو لعنتیں اور گالیاں دیں تھیں۔ وہی بعینہ الٹ کر ان پر وارد ہو گئیں اور وارد بھی ایسی ہوئیں کہ اپنے ہی الہام قطعی اور یقینی کے رو سے اور وہ حدیث شریف نہایت ہی صادق اظہر من الشمس ہوئی۔ جس میں ذکر ہے کہ جو شخص کسی پر لعنت کرتا ہے۔ اگر وہ ناقابل لعنت ہے تو وہ لعنت لعنت کرنے والے پر واپس آتی ہے۔

سو یہ لعنتیں آنکھوں کے سامنے دیکھتے دیکھتے ہی الٹ کر مرزا قادیانی پر عود کر دی گئیں۔ جس کی مبارک باد دی جاتی ہے۔ یہاں علماء و صلحاء عظام کی کرامت بھی نمایاں ہوئی۔ ہاں! ایک جگہ کتاب رسالہ جنگ مقدس ۱۸۹۳ء میں مرزا قادیانی اس طرح بھی لکھتے ہیں کہ ”میں حضرت مسیح علیہ السلام کو ایک سچا نبی اور برگزیدہ خدا تعالیٰ کا پیارا بندہ سمجھتا ہوں۔“

(نور القرآن نمبر ۲ ٹائٹل اندرونی صفحہ، خزائن ج ۹ ص ۳۷۴)

یہ بات ۱۸۹۳ء کی ہے کہ جب مرزا قادیانی کے دل میں گالیاں بھری ہوئی تھیں اور پھر ۱۸۹۵ء، ۱۸۹۶ء میں زبان پر قلم پر کتابوں پر آ گئیں۔ پھر جو چاہا سو کہہ دیا۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ”شریر انسانوں کا طریق ہے کہ بھوکرنے کے وقت ایک تعریف کا لفظ بھی لے آتے ہیں۔ گویا وہ منصف مزاج ہیں۔“

(ست بچن ص ۱۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۲۵)

یہی طریق مرزا قادیانی نے بھی اختیار کیا۔ جس سے خود ہی شریر بھی ثابت ہو گئے۔ یہاں ایک بات قابل غور بھی ہے کہ جب تک مرزا قادیانی تمام جہان کے علماء و فضلاء کرام و مشائخ عظام اور الوالعزم پیغمبران علیہم السلام کو گالیاں نہ دیں۔ خوب تو ہین نہ کریں اور ان کی اچھل اچھل کر گستاخی نہ کریں تو ان کی بزرگی کی پٹری کیسے جم سکتی ہے؟۔ جیسے مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں کہ ”مگر ایسے جاہلوں کا ہمیشہ سے یہی اصول ہوتا ہے کہ اپنی بزرگی کی پٹری جمنا اسی میں دیکھتے ہیں کہ ایسے بزرگوں کی خواہ مخواہ تحقیر کریں۔“

(ست بچن ص ۸، خزائن ج ۱۰ ص ۱۲۰)

مرزا قادیانی بھی اس جگہ خود ہی جاہل بھی ثابت ہو گئے۔ جب مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دے دے کر تھک گئے اور جو کچھ کہ سینہ شب و شتم کے گنجینہ میں بھرا ہوا تھا۔ خرچ کر چکے تب خیال ہوا کہ میں نے یہ کام نہایت ہی برا کیا ہے۔ جس سے میں اہل اسلام



کے تمام فرقوں میں سے نکل گیا ہوں۔ مسلمان لوگ فوراً مجھ کو کافر اکفر کہہ اٹھیں گے۔ تب کیا بات بتاتے ہیں کہ ”مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں یسوع کی خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۹، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳)

اس کے لکھنے سے مرزا قادیانی کی منشاء اور مراد یہ ہے کہ میں نے یسوع کو گالیاں دی ہیں۔ جس کا قرآن میں کوئی ذکر نہیں۔ اگر قرآن میں ذکر ہوتا کہ یسوع پیغمبر ہے تو گالیاں نہ دیتا۔

ناظرین! ذرہ مرزا قادیانی کے اس حیلہ و اہیہ پر غور فرمائیے گا۔ کیا جس پیغمبر علیہ السلام کا قرآن شریف میں ذکر نہ ہو اس کو مرزا قادیانی کے مذہب میں گالیاں دینا اور فحش الزام لگانا جائز ہیں۔ کیا مرزا قادیانی کا ایمان ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبر علیہم السلام پر نہیں؟۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن پیغمبر علیہم السلام کا قرآن شریف میں ذکر نہیں ہے اس پر مرزا قادیانی کا اعتقاد ایمان بھی نہیں۔ اس صورت میں جو ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبران علیہم السلام پر ایمان لانا کتب عقائد میں لکھا ہے۔ یا سب کا تذکرہ یا نام قرآن میں آ گیا ہے۔ ایک لاکھ کا نہیں۔ مرزا قادیانی دس بیس ہزار کا ہی تذکرہ لکھ کر دکھائیں۔ دس بیس ہزار کو تو جانے دو ایک ہزار ہی کا تذکرہ قرآن شریف سے نکال دیں۔ اچھا ایک ہزار نا سہی صرف ایک سو ہی نکال کر پیش کریں۔ ایک سو ہی جانے دیں سب سے اخیر چھوٹ ہے چلو پچاس تک ہی کا نام اور تذکرہ قرآن شریف سے نکال کر دکھائیں۔ مگر افسوس مرزا قادیانی نہیں دکھلا سکیں گے۔ پھر یہ بہانہ کیسا لغو اور بیہودہ ہے کہ یسوع کا نام قرآن میں نہیں اس واسطے ہم نے گالیاں دے کر بہتانات لگائے ہیں۔ افسوس!

دوم..... مرزا قادیانی کو معلوم نہیں ہے کہ یوشع علیہ السلام بھی نبی تھے۔ جو حضرت نون کے بیٹے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ تمام کتب اہل اسلام میں لکھا ہے کہ بعد وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یوشع بن نون خلیفہ ہوئے۔ ان کے بعد کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے اور بعد ان کی وفات کے حضرت حزقیل ہوئے۔ ان تینوں پیغمبروں کا نام قرآن شریف میں مذکور نہیں اور تواریخ کی کتابوں میں جو ان کا مذکور ہے۔ سو اس قدر ہے کہ یہ تینوں پیغمبر تھے۔

(کتاب روضہ الاصفیاء ص ۷۷)

یہاں یسوع اور یوشع میں صرف شبین معجمہ اور مہملہ کا فرق ہے۔ نہایت تعجب ہے۔ مرزا قادیانی یوز آسف سے یسوع آسف یا یسوع صاحب بنالیویں اور قطعی اور یقینی سمجھ لیں

کہ حضرت یسوع صاحب کشمیر میں فوت ہوئے اور ان کی قبر وہاں موجود ہے اور یسوع اور یوشع فرق سمجھیں۔

سوم..... اسی یوشع علیہ السلام بن نون کو یوشوع بن نون تو ریت میں بھی لکھا ہوا ہے کہ دیکھو یوشوع کی کتاب باب اول آیت اول اور اسی یوشع یا یوشوع بن نون علیہ السلام کا ذکر قرآن شریف میں بھی آیا ہے۔ جیسے ”قال اللہ تعالیٰ واذ قال موسیٰ لفته لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرين او امضہ حقبا (کھف: ۶۰)“ باتفاق علماء سیرو تواریخ مراد از لفظہ فتی دریں آیہ کریمہ یوشع بن نون است و او از جملہ عظماء انبیاء است! (روضہ الصفاء ج ۱ ص ۹۶ سطر ۵)

چہارم..... قرآن شریف میں الیسع یا یسع علیہ السلام کا نام اور ذکر موجود ہے۔ خیال فرمائیے کہ حضرت یسع علیہ السلام یسوع علیہ السلام میں کیا فرق ہے۔ اگرچہ یسوع علیہ السلام اور یسع علیہ السلام جدا جدا ہیں۔ مگر یہ کہہ دینا کہ یسوع علیہ السلام کا نام قرآن شریف میں نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کی الٹی منطق ہے۔ ہاں البتہ مرزا قادیانی یہ جواب دیں گے کہ یسوع سے میری مراد جیسا کہ میں نے رسالہ (انجام آتھم ص ۱۳، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) میں لکھا ہے۔ ”اور یاد رہے کہ یہ ہماری رائے اس یسوع کی نسبت ہے۔ جس نے خدا کا دعویٰ کیا اور پہلے نبیوں کا نام چورا اور ہٹا رکھا۔“ اس کا جواب وہی ہے جو مرزا قادیانی نے خود لکھا ہوا ہے کہ یہ سب جھوٹے الزام ہیں۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”مسیح کا بیان کہ میں خدا ہوں اور خدا کا بیٹا ہوں۔ میری خودکشی سے لوگ نجات پا جائیں گے۔ کوئی آدمی دانا اور راہ راست پر نہیں کہہ سکتا۔ مگر الحمد للہ کہ قرآنی تعلیم نے ہم پر کھول دیا ہے کہ ابن مریم پر یہ سب جھوٹے الزام ہیں۔“ (نور القرآن ص ۴۲، خزائن ج ۹ ص ۳۷۱)

فرمائیے! مرزا قادیانی کی رائے صائب ہے یا الہام اور قرآنی تعلیم کا انکشاف۔ بہر حال الہام اور قرآنی تعلیم ہی مرزا قادیانی کے قبول کرنے پر مجبور کرے گی۔ مگر ممکن ہے کہ مرزا قادیانی اس پر بھی استعارات و کنایات سے ہی کام لیں۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ خود ہی جھوٹے الزامات کا حضرت مسیح علیہ السلام پر ہونا ثابت کرتے ہیں اور پھر خود ہی الزامات و بہتانات بڑی دلیری اور بہادری سے لگاتے ہیں۔ ایک بات پر تو مرزا قادیانی کا استقلال اور قیام ہی نہیں۔ ایسے تحمصات میں غرق ہیں کہ ایک چھچھ سے نکلنا چاہتے ہیں تو دوسرے مغاک میں گرتے ہیں۔ اس سے نکلنا چاہتے ہیں تو تیسرے بابل میں پڑتے ہیں اور غرق ہو جاتے ہیں اور پھر اسی لفظ غرق ۱۳۰۰ سے اپنی نبوت کی تاریخ بھی نکال لیتے ہیں۔

ہشتم..... اب میں یسوع کے نام اور لفظ کی تحقیق مختصر طور پر بدیہ ناظرین کرتا ہوں۔  
الف..... یسوع علیہ السلام منقول ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا حرف واوکا بدل الف سے ہوا۔

ب..... یہ نام اصل میں عبرانی زبان کا ہے۔ اصل اس کی یسع کے لفظ سے  
یشوع ہوا۔ دیکھو لغات عبرانی ص ۱۶۳ سطر ۱۰ اشع کے معنی نجات اور یشوع نجات دینے والا اور  
یشوع کا یونانی زبان میں اے ای سوس بنایا گیا۔ اے ای سوس کا عربی زبان میں عیسیٰ علیہ  
السلام بن گیا۔ دیکھو گنٹیس ڈکشنری ص ۴۷۳ اور دی بیسٹ ڈکشنری ص ۹۹ مطبوعہ ۱۸۹۱ء اور  
انگریزی میں جی سس Jeses یسوع اس کا ترجمہ اردو کیا گیا۔ جو ہر ایک چھوٹی موٹی ڈکشنری  
میں لکھا ہوا موجود ہے۔

پس اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ اصل نام عبرانی زبان میں یشوع ہے اور یونانی میں ای  
اے سوس ہوا۔ اور انگریزی میں جی سس Jeses ہوا۔ اس کا ترجمہ اردو میں یسوع ہوا اور یونانی  
ای اے سوس سے عربی میں عیسیٰ علیہ السلام ہوا۔ پس یسوع علیہ السلام وہی ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ  
السلام ہیں۔ فہو المراد، افسوس!

ہشتم..... تمام اناجیل موجود ہیں۔ یسوع مسیح یا صرف مسیح یا صرف یسوع یا عیسیٰ علیہ  
السلام لکھا ہوا ہے۔ اس کی نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ انجیل کو ہر جگہ پر دیکھ سکتے ہیں۔  
ہفتم..... یسوع اور مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہتے ہیں۔

(مقدمہ تفسیر حقانی ص ۵۶۱)

ہشتم..... اب میں مرزا قادیانی کی کتاب ہی سے یسوع کا نام نکال کر دکھاتا ہوں۔  
مرزا قادیانی اپنے اشتہار انگریزی وارد مشمولہ کتاب (سرمہ چشم آریہ کے اخیر وارق، خزائن ج ۲  
ص ۳۲۱، ۳۲۲) پر لکھتے ہیں کہ اشتہار ہذا ابیں ہزار چھاپے گئے۔

*I am aslo inspired that I am the Reformer of my time  
and that as retards spiritual wellonce my bear & m close  
sinilerity and stridaralogy to there of Jeses chirist.*

ترجمہ..... مجھ کو الہام ہوا کہ میں مجدد وقت ہوں اور روحانی طور پر میرے کمالات مسیح  
ابن مریم کے کمالات کے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے۔“

اس جگہ مرزا قادیانی کے مترجم نے بمشورہ مرزا قادیانی کے جی سس کرہست *Jeses Christ* جس کا صحیح ترجمہ یسوع مسیح علیہ السلام یا عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہے۔ جو تمام اناجیل میں موجود ہے۔ مسیح ابن مریم کا ترجمہ لکھا ہے۔ مگر معصوم نہیں ہوتا کہ مرزا قادیانی یا ان کے مترجم ابن مریم کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے اور کہاں سے لیا ہے۔ کیونکہ اصل عبارت میں کوئی لفظ ایسا موجود نہیں ہے۔ جس کا ترجمہ ابن مریم ہو سکے۔

نہم..... مرزا قادیانی نے کتاب (شہد حق کے اخیر ص ب، د، خزائن ج ۲ ص ۴۴۰، ۴۴۱) پر مسٹر الگزٹڈ رسل وب صاحب کی چٹھی کے ترجمہ میں *Jeses* جی سس کے معنی عیسیٰ لکھتے ہیں اور *Jeses Christ* جی سس کرہست کے معنی عیسیٰ مسیح کے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ وہی جی سس اردو میں یسوع ہے اور جی سس کرہست یسوع مسیح یا عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہیں۔ جس کو مرزا قادیانی نے بھی اپنے تراجم میں مسیح یا عیسیٰ مسیح لکھا ہے۔ یعنی جو نصاریٰ کا نبی یا خدا یسوع ہے۔ وہی آپ کا مسیح یا عیسیٰ ہے۔ جس کے تذکرہ سے قرآن شریف مملو اور مشحون ہے۔ یہ وہی بات ہوئی کہ قرآن شریف میں ذوالقرنین کا نام اور ذکر تو ہے۔ مگر سکندر کا نام نہیں یا حضرت یحییٰ۔ یہ السلام کا ذکر تو قرآن شریف میں موجود ہے۔ مگر یوحنا کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یا حضرت مسیح یا عیسیٰ علیہ السلام کا نام اور تذکرہ قرآن شریف میں ہے۔ مگر یسوع علیہ السلام کا کوئی تذکرہ یا نام درج نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کا نام بھی تو قرآن شریف میں نہیں۔ تو کیا اس سے ثابت ہوگا کہ مرزا قادیانی بھی نہیں۔ یہ کیا الٰہی منطق ہے۔ مرزا قادیانی اور لوگوں کو تو فوراً ہر ایک چھوٹی موٹی بات پر مباہلہ کے واسطے اشتہار دیا کرتے اور قسمیں کھانا لکھا کرتے ہیں۔ ذرہ مہربانی کر کے اس بات کی تو بچے دل سے قسم کھائیں اور اپنے ہی اعتقاد اور جان کے ساتھ مباہلہ کریں کہ یسوع علیہ السلام اور ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام اور۔ مسیح علیہ السلام اور ہیں اور خود ہی ایک سال کی میعاد بھی رکھ لیں اور پھر انتظار کریں اور اپنے آپ پر اس قسم کی آزمائش کر کے دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے؟

دہم..... یقین نہیں کہ آپ اس بات کو قبول کر کے اپنی زبان سے اقرار کریں کہ یسوع مسیح و عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی ہیں۔ بلکہ اصرار کر کے ضرورتاً ویلات رکیلہ و استعارات بعیدہ پر عمل کریں گے کہ نہیں یسوع اور ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام اور ہیں۔ جو گالیاں، توہینات یا فحش الزامات لگائے ہیں۔ وہ یسوع کے حق میں لگائے ہیں۔ جس کا قرآن شریف میں کوئی ذکر نہیں اور

عیسیٰ یا مسیح علیہ السلام کے حق میں ہم نے کچھ نہیں کہا۔ اس صورت میں ضرور ہوا کہ یہ عذر بھی مرزا قادیانی کا ان کی ہی تحریرات سے رفع کر دیا جائے اور وہ گالیاں جو حضرت مسیح علیہ السلام کے شان میں بالتخصیص دی گئی ہیں۔ ان کی ہی تالیفات سے نکال کر پیش ناظرین کی جائیں۔ تاکہ مرزا قادیانی کا اصرار اور زبردستی ظاہر اور بین ہو جائے۔ لیجئے!

۱..... یسوع مسیح عیسائیوں کا خدا، ۳۲ سال کی عمر پا کر اس دار الفناء سے گذر گیا۔

(معیار المذاہب ص ۱۰، خزائن ج ۹ ص ۴۶۸)

۲..... ”تب وہ حضرت مسیح کی اس قدر بدتہذیبی سے تکذیب کرتے ہیں کہ

خدائی تو بھلا کون مانے۔ اس غریب کو نبوت سے بھی جواب دیتے ہیں۔“

(رسالہ نور القرآن ص ۳۱ حاشیہ، خزائن ج ۹ ص ۳۶۰)

۳..... مسیح کا بیان کہ میں خدا ہوں۔ خدا کا بیٹا ہوں۔

(نور القرآن ص ۴۲، خزائن ج ۹ ص ۳۷۱)

۴..... ہاں! مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے۔ اس کا جواب

بھی کبھی آپ نے سوچا ہوگا۔ (نور القرآن حصہ دوم ص ۱۹، خزائن ج ۹ ص ۳۹۴)

۵..... حضرت مسیح کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا اور اس کا غطر پیش کردہ جو

حلال وجہ سے نہیں تھا۔ استعمال کرنا۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۹۷، خزائن ج ۵ ص ایضا)

۶..... حضرات ناظرین! مرزا قادیانی سے دریافت فرمائیے گا کہ جس مسیح علیہ

السلام کی نسبت آپ نے مندرجہ بالا مقامات میں الزامات لکھے ہیں۔ اس کا نام بھی یا تذکرہ

قرآن شریف میں آیا ہے یا نہیں اور یہ مسیح علیہ السلام کون ہیں؟۔ جن کو آپ نے غریب کے لفظ

توہین سے لکھا ہے یا مسیح علیہ السلام کون ہیں۔ جن کی دادیوں اور نانیوں کا ذکر کیا ہے۔ یا یہ مسیح علیہ

السلام کون ہیں۔ جو ایک فاحشہ کے گھر میں چلے گئے تھے اور حرام کے غطر کا استعمال کیا تھا۔ وہاں تو

پہلے آپ نے جھٹ کہہ دیا تھا کہ ہم نے یسوع کی نسبت گالیاں دیں ہیں۔ جس کا قرآن شریف

میں نام اور تذکرہ نہیں۔ اب کہیے کیا اس حضرت مسیح علیہ السلام کا بھی قرآن میں نام اور تذکرہ

نہیں۔ نہایت ہی شرم کا مقام ہے کہ کہیں یسوع علیہ السلام کے نام پر سخت گالیاں نکال کر کہتے ہیں

کہ ان کا نام قرآن میں نہیں اور دوسری جگہ وہی گالیاں حضرت مسیح علیہ السلام کے نام مبارک پر

لکھی ہیں اور اس کا انکار ہونہیں سکتا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا نام قرآن شریف میں نہیں ہے۔

پھر ایسے وہی سوسطانی دعویٰ پیغمبری اور خدائی کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو چاہیے کہ خدا کا خوف کریں۔ ایسے دعوؤں میں اپنی تیج و بنیاد کو نہ اکھاڑیں۔ ڈریں اللہ سے اور توبہ کریں یہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ نیک بندوں کے سینوں میں نیکی کے گنجینے ہوتے ہیں اور بدوں کے سینے بدی اور کینے سے پر ہوتے ہیں۔ ہر طرف سے وہی برآمد ہوتا ہے جو کچھ کہ اس میں ہوتا ہے کبھی آپ نے نہیں دیکھا ہوگا کہ سرکہ کی بوتل سے گلاب یا بید مشک نکلا ہو۔ جیسے مرزا قادیانی خود اپنی الہامی براہین میں لکھتے ہیں کہ: ”ہمارے اندر سے وہی خیالات بھلے یا برے جوش مارتے ہیں کہ جو ہمارے اندازہ فطرت کے مطابق ہمارے اندر سمائے ہوئے ہیں۔“

(براہین احمدیہ ص ۲۱۴ حاشیہ نمبر ۱۱، خزائن ج ۱ ص ۲۳۷)

اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ جو کچھ مرزا قادیانی کے اندر جو اندازہ فطرت کے مطابق سمایا ہوا تھا۔ اسی نے جوش مارا اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آدمی کی زبان سینہ اور دل کی گواہ ہے۔ جو کچھ ان دونوں میں بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اس کی شہادت ادا کر دیتے ہیں۔ اس سے مرزا قادیانی کی پیغمبری مسیح موعودی و مہدی مسعودی اور خدائی ظاہر ہو رہی ہے اور اسی کتاب انجام آتھم اور اس کے ضمیمہ سے مرزا قادیانی کے اندرونی اور فطرتی جوش پایہ ثبوت کو پہنچ گئے ہیں۔ بلکہ برعکس اس کے مرزا قادیانی اپنے فطرتی جوش سے یہ بھی لکھتے ہیں کہ ”واقعی یہ رسائل خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور شعائر اللہ ہیں اور درحقیقت ایک ربانی فیصلہ ہے۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸ اشتہار اخیر)

کیا! جن رسائل میں لعنتیں اور فحش گالیاں تمام مسلمانوں کے علماء کرام مشائخ عظام والوالاعزم پیغمبران علیہم السلام کو بھری پڑی ہوں۔ وہی خدا کے نشان اور شعائر اللہ ہیں اور یہی طرز اور روشن تحریر ربانی فیصلہ ہے؟۔ ہرگز نہیں۔

ہاں! بقول مرزا قادیانی یہ صحیح ہے کیونکہ یہ نشان اور شعائر اللہ اور ربانی فیصلہ اسی مرزا قادیانی کے خدا کا ہے۔ جس کا نام عاجی ہے اور یہ رسائل اسی عیسیٰ پر نازل ہوئے ہیں جس کا نام عیسیٰ دھقان یا عیسیٰ نو ماہہ ہے۔ اس کے بھی مرزا قادیانی اور مرزا نیوں کو مبارک ہو۔

### بیان ظہور حضرت مہدیؑ

نمبر ایک سے چھ تک کا جواب ختم ہوا۔ ساتویں نمبر میں مرزا قادیانی نے ایک کتاب جو اہر الاسرار کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ جس میں انہوں نے بزعم خود یہ ثابت کیا ہے۔ یعنی:

الف..... مہدی اس گاؤں سے نکلے گا۔ جس کا نام کدعہ ہے۔ (معرب قادیان)

ب..... خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا۔

ج..... دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا۔ جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے

برابر ہوگا۔ یعنی تین سو تیرہ ہوں گے اور ان کے نام بقید مسکن و خصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج

ہوں گے۔ یہ پیش گوئی بھی میرے حق میں پوری ہوئی۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۵)

حضرات ناظرین! اول یہ حدیث شریف کسی حدیث کی کتاب سے نقل نہیں کی گئی۔

جس کی پڑتال ہو سکے۔ اربعین جس کا حوالہ جواہر الاسرار میں اور نیز اربعین فی احوال

المہدیین۔ مطبوعہ ۱۲۶۸ھ کلکتہ مصری گنج جس میں یہ حدیث بالضرور ہونی چاہیے دیکھی گئی۔

کوئی حدیث درج نہ پائی۔

دوم..... راویان حدیث کے نام درج نہیں۔ جس سے صحت اور ضعف معلوم ہو

سکے۔ لیکن خیر مرزا قادیانی کی ہی تحریر پر اعتبار کر کے عرض کرتا ہوں فرماتے ہیں۔ مہدی اس گاؤں

سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے۔ (کدعہ معرب ہے۔ قادیان کا)

یعنی قادیان کسی عجمی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا عربی میں کدعہ بنایا گیا ہے۔ اس کی

تصدیق کی دلیل مرزا قادیانی کے الہام یا وہم اور خیال میں ہوگی۔ کسی کتاب مستند سے تو

مرزا قادیانی نے نقل نہیں کیا۔ قادیان کے لفظ کا عجمی یا کسی دیگر زبان کا ہونا بھی مرزا قادیانی ثابت

نہیں کر سکے۔ بلکہ الثانی کے الہام قطعی اور یقینی سے لفظ قادیان خاص عربی زبان معلوم ہوتا ہے۔

عربی بھی ایسا کہ مرزا قادیانی کے خدا کی زبان خاص سے نکلا ہوا۔ جیسے مرزا قادیانی کے خدا کا

الہام ہے۔ ”انا انزلناہ قریباً من القادیان“ (ازالہ اوہام ص ۷۳ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸)

جب مرزا قادیانی کا خدا قادیان اپنی عربی زبان سے نکال کر الہام کرتا ہے تو پھر اپنے

الہام قطعی اور یقینی سے مخالفت کر کے کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ کدعہ قادیان کا معرب ہے۔ جبکہ قرآن

کریم میں بھی قادیان کا نام درج ہے۔ جیسے کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ”کشفی طور پر میں نے دیکھا

کہ میرے بھائی مرحوم غلام قادر قرآن شریف بلند آواز سے پڑھ رہے ہیں اور اس میں یہ آیت انا

انزلناہ قریباً من القادیان لکھی ہوئی پڑھی اور مجھ کو دکھائی۔ تو میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو فی

الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید نصف کے موقع پر یہی عبارت لکھی ہوئی موجود

ہے۔ تو میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں لکھا گیا ہے۔ مکہ، مدینہ،

قادیان۔“ (ازالہ اوہام ص ۷۶، ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۴۰)

لیجئے! یہ خاص آیت قرآن شریف میں درج ہے اور اعزاز کے ساتھ بمثل مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں ثبت ہے۔ پھر فرمائیے قادیان کے معرب کدعہ بنانے کی کیا ضرورت پڑی اور کیوں؟۔ مگر افسوس مرزا قادیانی کے حافظہ پر جو پہلے خود اس طرح پر لکھتے ہیں۔ ”قادیان کا نام پہلے نوشتوں میں استعارہ کے طور پر دمشق رکھ کر پیش گوئی بیان کی گئی ہوگی۔ کیونکہ کسی کتاب حدیث یا قرآن شریف میں قادیان کا نام لکھا ہوا پایا نہیں جاتا۔“

(ازالہ ابہام ص ۷۴، خزائن ج ۳ ص ۱۳۹)

حضرات! خیال فرمائیے کہ مرزا قادیانی کے الہامی حافظہ پر پہلے کہتے ہیں کہ قادیان کا نام کسی کتاب حدیث یا قرآن شریف میں پایا نہیں جاتا۔ پھر کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں قادیان کا نام درج ہے۔ پھر ایک حدیث میں بھی باوجود قادیان لفظ اور زبان عربی ہونے اور قرآن شریف میں بھی موجود ہونے کے کدعہ کے لفظ کو قادیان کا معرب بنا دیا۔ مرزا قادیانی کی کس بات یا الہام پر اعتبار کیا جائے؟۔

ہاں! مجھے یہاں پر ایک ضروری امر کا اظہار بھی ضرور ہے کہ مرزا قادیانی کا اعتقاد ہے کہ یہ عبارت ”انا انزلناہ قریباً من القادیان“ آیت قرآنی ہے اور قرآن شریف میں موجود ہے اور قرآن شریف میں قادیان کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔ مرزا قادیانی سے دریافت فرمائیے گا کہ وہ ٹھیک ٹھیک پتہ دیں کہ کس پارہ یا سورہ یا رکوع میں یہ عبارت درج ہے؟۔ جہاں آپ نے پتہ دیا ہے کہ نصف کے موقع پر دائیں صفحہ پر قرآن شریف کے ہے۔ تلاش کیا گیا ہے۔ مگر افسوس ملا نہیں۔ مرزا قادیانی اور تین سو تیرہ مرزائی قرآن شریف سے نکال کر دکھائیں۔ لیکن ہرگز دکھلا نہ سکیں گے۔ اگر نہ دکھلائیں تو اس کی وجہ بتلائیں کہ کہاں گئی؟۔ اس سے نعوذ باللہ قرآن شریف کا کم و بیش اور ترمیم و تنسیخ ہونا ثابت ہوتا ہے اور تحریف جس پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ قرآن شریف کا ایک شے شے بھی کم و بیش نہیں ہو سکتا۔ خلاف حکم خداوندی ”انالہ لحافظون (الحجر: ۹)“ کے مرزا قادیانی کی یہ کارروائی ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی خود پہلے لکھ چکے ہیں۔ ان کا الہامی حافظہ اس طرح پر ہے۔ ”ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے۔ ایک شے شے یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا۔ جو احکام قرآنی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ



ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۳۸، خزائن ج ۳ ص ۱۷۰)

لیجئے حضرات! یہاں پر مرزا قادیانی اپنے ہی اعتقاد اور تحریر الہامی سے جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہو گئے۔ کسی مولوی صاحب کے فتوے کی بھی ضرورت نہ رہی۔ کیونکہ تمام اہل اسلام و اہل سنت والجماعت کا یہ اعتقاد ہے کہ اگر کوئی شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ قرآن شریف کے ایک شمشعہ یا ایک نقطہ میں بھی کمی و بیشی ہو سکتی ہے یا ہوئی ہے۔ یا ہوئی تھی وہ ضرور کافر ہو گیا۔ اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں۔ لیکن برخلاف اس کے مرزا قادیانی کا عقیدہ ہے کہ: ”انا انزلناہ قریباً من القادیان“ قرآن شریف کی آیت ہے، اور قرآن شریف میں موجود ہے۔ ”نعوذ باللہ من الحور بعد الکور“

اب میں پھر اسی لفظ کدعہ کی طرف رجوع کرتا ہوں یا افسوس کہ کتاب جواہر الاسرار باوجود تلاش کے دستیاب نہیں ہوئی۔ تلاش درپیش ہے۔ لیکن میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ وہ لفظ کدعہ کا ک، د، ع، ہ سے اصل حدیث میں ہرگز نہیں۔ یہ محض دھوکہ مرزا قادیانی کا ہے۔ بفرض محال اگر ہو بھی تو بھی اس میں کوئی شک نہیں کہ کاتب کی غلطی ہے۔ بہر حال لفظ کدعہ حدیث کا لفظ نہیں ہے۔ ہاں البتہ تحقیق سے صحیح لفظ حدیث کا کرعہ ک، ر، ع، ہ سے ثابت ہوا یعنی بجائے حرف دال مہملہ کے را، مہملہ ہے۔ بوجوہات ذیل:

اول..... مولوی حافظ محمد لکھوی اپنی کتاب پنجابی زبان احوال الآ خرت نام میں (جو

۱۲۷۷ھ میں تالیف ہوئی اور ۱۲۹۱ھ میں بارششم محمدی پریس لاہور میں طبع ہوئی) لکھتے ہیں کہ:

حضرت علیؑ امام حسنؑ نوں اک دینہ دیکھ لایا

ایکھ بیٹا میرا سید ہے جویں پیغمبرؐ فرمایا

پشت اس دی تہیں مرد ہوسی اک نام محمد والا

خواس دی جویں خونبی دی صورت فرق نرالا

عدلوں بھرسی خوب زمین نوں مہدی ایہو جانو

آمنہ نامومائی دا بھی عبداللہ باپ پچھانو

کرعہ نام یمن وچہ دستی اسدا جمال پیارے

بولن لگا اڑ کر بولے پٹاں تے تھ مارے

(کتاب احوال الآ خرت ص ۲۳، پنجابی مجموعہ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور ۱۸۹۱ء)

## ترجمہ نظم زبان پنجابی

یعنی حضرت علیؑ نے ایک دن حضرت امام حسنؑ کو دیکھ کر فرمایا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس میرے بیٹے کی پشت سے ایک مرد پیدا ہوگا۔ جس کا نام میرے نام پر ہوگا اور اس کے ماں باپ کا نام میرے ماں باپ کے مطابق آمنہؑ، عبد اللہؑ ہوگا۔ عدل سے زمین کو بھر دے گا۔ جیسا کہ ظلم سے بھری ہوئی ہوگی۔ یمن میں ایک بستی جس کا نام کرعہ ہے پیدا ہوگا۔ ان کی زبان میں لکنت ہوگی۔ پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ یمن میں ایک قریہ ہے۔ جس کا نام کرعہ ہے۔ جو حضرت محمد ﷺ کے وقت میں موجود اور آباد تھا اور اب بھی موجود ہے۔ جس کی تصدیق اس طرح پر ہے۔

دوم..... ”کراع الغمیم وادی است میان مکہ و مدینہ بدو مرحلہ“

(بلفظ منتخب اللغات ص ۳۴۹، مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱۸۷۷ء مطابق ۱۲۹۴ھ)

سوم..... ”کراع الغمیم علی ثلاثة امیال من عسفان“ یعنی کراع الغمیم

عسفان سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ (قاموس ج ۳ ص ۸۱)

چہارم..... الف..... ”کراع الغمیم هو اسم موضع“ یعنی کراع الغمیم ایک

جگہ کا نام ہے۔ (مجمع بحار الانوار ج ۴ ص ۴۰۰)

ب..... ”موضع علی مرحلتین من مکة عند بئر عسفان“ یعنی کراع

موضع ہے مکہ معظمہ سے دو میل چاہ عسفان کے پاس۔ (مجمع بحار الانوار ج ۴ ص ۴۰۰ حاشیہ)

پنجم..... ”کراع هوشئی موضع بین مکة والمدینة“ یعنی کراع ایک

چھوٹا موضع ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے۔ (مجمع بحار الانوار ج ۴ ص ۴۰۰)

ششم..... ”عسفان قرية بین مکة والمدینة“ یعنی عسفان ایک گاؤں یا شہر

ہے۔ درمیان مکہ اور مدینہ کے۔ (مجمع بحار الانوار ج ۳ ص ۵۹۹)

ہفتم..... رسالہ (الفصل الخطاب لرد مسیح الکذاب ص ۱۱، مطر ۱۶، مصنفہ مولوی خدا بخش داعظ

ساکن محمد مندر انوالہ ضلع امرتسر) میں لکھا ہے۔ جہاں حضرت مہدیؑ کی پیش گوئی درج کی ہے۔

عمر انہا ندی چالی برسان سیرت حضرت والی

کرعہ جمن بہون انہا ندی کہیا محمد عالی علیہ السلام

پس ان سب کتب معتبرات سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ کرعہ یا کراغ ایک جگہ یا شہر یا گاؤں کا نام ہے۔ جو درمیان مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے ہے اور وہ گاؤں یا بستی حضرت رسول خدا ﷺ کے زمانہ میں موجود اور آباد تھی اور اب موجود ہے۔ مرزا قادیانی کے دو اعتراض اس میں نکلتے ہیں۔ ایک تو یہ بعض جگہ کرعہ لکھا ہے اور کسی جگہ کراغ اگرچہ ہر دو ناموں میں چار چار ہی حروف ہیں۔ حروف ہا ہوز اور الف کا آپس میں فرق ہے۔ دوسرا یہ کہ کرعہ یا کراغ ایک بستی بیان کی گئی ہے۔ جو درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے ہے۔

پہلے اعتراض کے جواب میں گزارش ہے کہ بہت سے شہر یا قصبات اور بستیاں اس قسم کی اس وقت موجود ہیں کہ جن کے نام اوّل اوّل میں کچھ تھے اور بعد میں بدل کر کچھ کا کچھ ہو گئے۔ بلکہ بعض جگہوں یا شہروں کی صورت ہی مغائر ہو گئی۔ مثال کے لئے چندے پیش کرتا ہوں۔

۱..... بکہ، ب، ک، ہ، تھا۔ جس کو اب مکہ، م، ک، ہ کہتے ہیں۔ اس میں ب اور م کا کتنا بڑا فرق ہے۔ دیکھو منتخب اللغات ص ۶۹۔ اگر کراغ کو کرعہ لکھ دیا یا ہو گیا تو کوئی عجیب بات ہے؟

۲..... مدینہ منورہ کے بھی کئی نام ہیں۔ جیسے طابہ، طیبہ، طابہ وغیرہ ہیں اور محاورہ عرب میں مدینہ منورہ کہ المدینہ الف اور لام سے بولتے ہیں۔ لیکن عام بول چال میں المدینہ کوئی نہیں کہتا۔ صرف مدینہ بولتا ہے۔ دیکھو حزب القلوب الی دیار المحبوب مصنفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔

۳..... کشمیر کا اصل نام کشمیر تھا۔ لیکن اس کا مخفف کشمیر یا کشمیر ہو گیا۔

(دیکھو غیاث اللغات ص ۳۶۱)

۴..... بغداد کا اصل نام باغداد تھا۔ اب الف اس میں سے نکل گیا۔ صرف بغداد رہ گیا۔ جو اس وقت مشہور ہے۔

۵..... دہلی کا نام اوّل اندر پرست تھا۔ پھر شاہ جہان آباد ہوا۔ اب اکثر بول چال میں دہلی مشہور ہے۔

۶..... امرتسر کو اکثر لوگ انبرسر بولتے ہیں۔

۷..... لودھیانہ یعنی لودھی افغانوں کا آباد کیا ہوا۔ مگر اس کو کوئی لودیانہ، کوئی لودہانہ، کوئی لدہیانہ، کوئی لدہانہ وغیرہ لکھتا ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے خود لودیہانہ کوئی

طرح سے لکھا ہے۔، دیکھو مرزا قادیانی کا (ازالہ اوہام صفحات ۷۰۶، ۷۰۸، ۷۰۹، خزائن ج ۳ ص ۲۸۱، ۲۸۲) و دیگر تالیفات۔

۸..... مرزا قادیانی کے قادیان کو ہی دیکھئے۔ بقول ان کے پہلے اس کا نام اسلام پور قاضی ماجھی تھا۔ اب قادیان ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۱۲۲، خزائن ج ۳ ص ۱۶۰)

اب اسی قادیان کو کئی لوگ قادیان کاف کلمن سے لکھتے ہیں۔ بلکہ یہاں لودھیانہ کی کتاب ڈائرکٹری (فہرست دیہات) میں قادیان ایک گاؤں کا نام درج ہے۔ جو خاص لودھیانہ سے تین کوس کے فاصلہ پر آباد ہے۔ جس کا ذکر مرزا قادیانی نے اپنی (ازالہ اوہام کے ص ۷۰۹، خزائن ج ۳ ص ۲۸۲) میں کیا ہے۔ اس گاؤں میں بھی ایک شخص غلام احمد معروف غلام گوجر موجود ہے۔ پس انہیں چند دیہات سے کراچ کا کرعہ ہو جانا نہایت ہی اغلب اور یقینی امر ہے۔ مرزا قادیانی کا اعتراض مرزا قادیانی کی ہی طرف عود کر گیا۔

دوسرے اعتراض کے جواب میں واضح رہے کہ:

الف..... ملک عرب یا حجاز جس میں مکہ معظمہ و مدینہ منورہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً آباد ہیں۔ وہ اقلیم اول میں ہیں اور ملک یمن بھی اقلیم اول اور دوم میں ہے اور ملک یمن کا نام اس واسطے یمن ہے کہ وہ کعبۃ اللہ شریف یا مکہ معظمہ کے دانے طرف ہے۔ جیسا کہ غیاث اللغات میں ہے۔ یمن بفتحین ملکیت معروف در اقلیم اول و دوم چون آن ملک بجانب یمن کعبہ است لہذا یمن گفتند۔ (بلفظ ص ۵۱۷، غیاث اللغات)

ب..... پہلے بھی عرض ہو چکا ہے کہ کعبۃ اللہ شریف و مدینہ منورہ ہی یمن ہے۔ جیسا کہ کتاب لغت شرح احادیث مسلمہ مرزا قادیانی میں لکھا ہے کہ: ”لان الایمان بڈامن مکة وھی من تھامة وھی من ارض الیمن ولذا یقال الکعبۃ الیمانیة“ یعنی تحقیق ایمان شروع ہوا کہ مکہ شریف سے وہ تھامہ میں سے ہے اور تھامہ یمن کی زمین سے ہے۔ اس واسطے کعبۃ الیمانیہ بولا جاتا ہے۔ (مجمع بحار الانوار ج ۵ ص ۲۱۷)

ج..... حدیث شریف میں ہے کہ: ”الایمان یمان والحکمة یمانیہ (رواد جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۳۱، باب ماجاء فی فضل الیمن)“ یعنی ایمان یمن سے ہے اور حکمت بھی یمن سے ہے۔ (مجمع بحار الانوار ج ۵ ص ۲۱۷)

پس ثابت ہو گیا کہ حضرت مہدی یمن کے ملک یعنی کعبۃ اللہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے

درمیان میں پیدا ہوں گے۔ اگرچہ کئی حدیثوں میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت مہدیؑ مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کرمہ یا کرا ع بستی میں جو مکہ اور مدینہ شریف کے درمیان میں ہے۔ (جیسے کہ بیان ہو چکا ہے) پیدا ہوں اور پھر مدینہ شریف میں تشریف لے آئیں اور عین ظہور کے وقت کعبۃ اللہ شریف میں تشریف فرما ہوں۔ اعتراض ثانی بھی باطل ہوا۔

### معیار شناخت کرمہ و کدعہ

میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کا نام اس بستی کا جس میں حضرت مہدیؑ پیدا ہوں گے۔ کدعہ بتلاتے ہیں اور اس پر اپنی طرف سے بیوجب معرب قادیان لکھتے ہیں اور یہ نام ایک حدیث میں آیا ہے۔ پس اس کی تصدیق کے لئے ہم کو کسی حدیث کی کتاب میں تلاش کرنا ہوگا یا کسی حدیث کی لغت میں۔ کتب احادیث کی لغت یا شرح نہایت مشہور اور مستند کتاب مرزا قادیانی کی بھی مسلمہ مجمع بحار الانوار ہے۔ اس میں سے مرزا قادیانی یا ان کے حواری یہ نام نکال کر دکھائیں۔ اگر سچے ہیں؟ یا کسی اور ہی کتاب سے نکال کر پیش کریں۔ لیکن یہ یقینی ہے کہ وہ ہرگز نکال کر پیش نہیں کر سکیں گے۔ جیسے کہ میں نے چند کتب معتبرات سے نکال کر پیش باظرین کر دیا ہے کہ وہ بستی کرمہ (ک، ر، ع، ہ) یا کرا ع (ک، ر، ع، ہ) ہے۔ جس میں حضرت مہدیؑ پیدا ہوں گے۔ خواہ تمام عمر تلاش کریں اور تین سو تیرہ ہی مرزائی معہ مردوں (فوت شدہ) کے شامل ہو کر کوشش کریں اور مرزا قادیانی بھی اپنے بیت الفخر میں بیٹھ کر الہاموں کا زور لگائیں اور اپنے خدا عاجی سے بھی زاری و الحاح مچو جائیں کر کے مدد لیں۔

الغرض! یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ حضرت مہدیؑ مرزا قادیانی کے کدعہ معرب قادیان یا قادیان جو کعبۃ اللہ شریفہ سے جانب مشرق ہے۔ پیدا ہو کر ظہور فرمائیں۔ بلکہ معاملہ ہی برعکس کیونکہ اکثر احادیث صحیحہ میں ہے کہ دجال مشرق سے نکلے گا۔ احادیث نقل کرنے کی ضرورت اس لئے نہیں کہ مرزا قادیانی خود اس امر کو مانتے ہیں۔ جیسے وہ لکھتے ہیں کہ:

..... ”دجال مشرق کی طرف سے خروج کرے گا۔ یعنی ملک ہند سے کیونکہ یہ

ملک ہند زمین حجاز سے مشرق کی طرف ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۲۹، خزائن ج ۳ ص ۴۹۲)

..... ۲ ”حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دجال ہندوستان سے نکلنے والا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۸۴، خزائن ج ۳ ص ۵۵۶)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مرزا قادیانی کا گاؤں قادیان ملک ہندوستان میں ہے

اور عین ملک حجاز سے مشرق کو ہے۔ پس مرزا قادیانی کا دعویٰ محض غلط ہی نہیں بلکہ جھوٹا نکلا۔ جھوٹ بھی ایسا کہ گویا خود دجال ہی ثابت ہو گئے۔ اگرچہ وہ بڑے دجال نہیں۔ لیکن خلیفہ دجال ہونے میں تو اس کتاب رسالہ انجام آتھم کی تالیف کے وقت (۱۸۹۶ء) کوئی شک نہیں رہا۔ (جیسا کہ میرے جیسے پیچیدان کو بھی القاء ہوا ہے کہ: ”هذا خلیفۃ الدجال“ جس کے حروف کے اعداد سے پوری تاریخ ۱۸۹۶ء نکلتی ہے) کیونکہ کسی حدیث میں نہیں ہے کہ حضرت مہدیؑ ملک مشرق یا ہندوستان سے ہوں گے۔ تمام احادیث میں ہے کہ وہ حضرت ملک یمن عرب میں پیدا ہوں گے۔

فیصل ادعایہ!

۳..... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ”مہدی اس گاؤں سے نکلے گا۔ جس کا نام کدہ ہے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۵)

اس سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ گاؤں کدہ ہے۔ جس کو مرزا قادیانی کدہ لکھتے ہیں۔ حضرت رسول خدا ﷺ کے زمانہ میں موجود تھا اور اب بھی موجود ہے اور خود مرزا قادیانی کے ترجمہ حدیث شریف اور اصل الفاظ سے ثابت ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قادیان حضرت رسول خدا ﷺ کے وقت میں ہرگز موجود نہیں تھا۔ کیونکہ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں کہ ”بابر بادشاہ کے وقت میں یہاں پنجاب میں ہمارے مورث اعلیٰ اور میدان میں ایک قصبہ آباد کیا۔ اس کا نام اسلام پورہ قاضیان ما جھی رکھا۔“ (ازالہ ابام ص ۱۲۲، خزائن ج ۳ ص ۱۶۰)

تواریخ کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ بابر بادشاہ نے ۱۵۲۶ء سے ۱۵۳۰ء تک بادشاہی ہندوستان وغیرہ میں کی ہے۔ جس کو اس وقت ۱۸۹۷ء کو تین ۳۷۱ سوا کہتر سال ہوئے ہیں اور حضرت رسول اکرم ﷺ کی حدیث شریف کو تیرہ سو سال کا عرصہ گزر گیا اور اس وقت وہ کدہ گاؤں موجود تھا اور مرزا قادیانی یا قادیان ہرگز موجود نہیں تھی۔ اس لئے حدیث شریف کا مصداق قادیان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ نرا دھوکہ ہے۔

### موضع یا قصبہ قادیان کی تحقیق

مرزا قادیانی نے قادیان کی کوئی وجہ تسمیہ بیان نہیں کی کہ کیوں اس کا نام قادیان رکھا گیا۔ اس لئے میں اس کی وجہ تسمیہ ظاہر کر کے ثابت کرتا ہوں کہ دراصل اس کا نام قادیان بھی نہیں ہے۔ اسلام پور قاضیان تھا۔ جب روز بروز شریر لوگ پیدا ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ بقول مرزا قادیانی اس قصبہ کے باشندے یزیدی ہو گئے تو اسلام پور دور ہو گیا۔ محض قاضیان رہ گیا۔ عربی تلفظ میں ض

کود سے مشابہت ہے۔ اس لئے قاضیان کا قادیان بن گیا۔ کیونکہ اصل میں آباد کیا ہو قاضی ماجھی صاحب کا ہے۔ جو مرزا قادیانی کے مورث اعلیٰ معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

الف..... ”ان دیہات کے وسط میں انہوں نے قلعہ کے طور پر ایک قصبہ اپنی

سکونت کے لئے آباد کیا۔ جس کا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا۔ یہی اسلام پور ہے۔ جواب قادیان کے نام سے مشہور ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۲۲، خزائن ج ۳ ص ۱۶۰)

ب..... ”اور اس جگہ کا نام جو اسلام پور قاضی ماجھی تھا۔ تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ابتداء

میں شاہان دہلی کی طرف سے اس تمام علاقہ کی حکومت ہمارے بزرگوں کو دی گئی تھی اور منصب قضاء یعنی رعایا کے مقدمات کا تصفیہ کرنا ان کے سپرد تھا۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۲۳ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۶۱)

حضرات ناظرین! مرزا قادیانی کے مورث اعلیٰ قاضی ماجھی نے اس قادیان کا نام

اپنے نام پر اسلام پور قاضی ماجھی رکھا تھا۔ اسی واسطے اسلام پور قاضیان کہلاتا تھا۔ پھر رفتہ رفتہ

اسلام پور دور ہو گیا۔ قاضیان رہ گیا۔ قاضیان کا حرف ض بہ تلفظ عربی د سے مشتبہ الصوت ہے۔ اس

لئے قادیان بن گیا۔ مرزا قادیانی اب لفظ کرعہ اور کزراع میں بھی غور کریں اور قادیان کی وجہ تسمیہ

اگر اس کے سوا کچھ اور ہے تو بیان کریں؟۔ لیکن ہرگز بیان نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ اس کی تصدیق

اور طور پر بھی ہوتی ہے کہ قاضی ماجھی صاحب ضرور سکندر شاہ لودھی کے زمانہ میں جو (وہی زمانہ بابر

بادشاہ کا بھی ہے) موجود تھے۔ جس کی تصدیق ایک کتبہ سے جو (میں نے خود ایک مسجد واقعہ قصبہ

ماجھی واڑہ ضلع لودھیانہ میں دیکھا اور یہ مسجد بھی قاضیان کی کہلاتی ہے اور فتح ملک بنت قاضی ماجھی

کی تعمیر ہے) ہوتی ہے۔ کتبہ یہ ہے کہ: ”قد بناء المسجد بندگی بی بی فتحملك بنت

ملا ماجھی فی عہد بندگی اعلیٰ حضرت سلطان سکندر شاہ ابن بھلول

شاہ خلد اللہ ملکہ من شہر رجب المرجب ۹۳۳ھ“ یعنی تحقیق یہ مسجد تعمیر کی گئی ہے۔

(یہاں دو تین لفظ ٹوٹے ہوئے ہیں) بی بی فتحملك بنت ملا ماجھی کی طرف سے اعلیٰ بندگی حضرت

سلطان سکندر شاہ بن بھلول شاہ خلد اللہ ملکہ کے زمانہ رجب المرجب ۹۳۳ھ مقدس میں۔“

اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ یہ ملا ماجھی صاحب وہی قاضی ماجھی مورث اعلیٰ

مرزا قادیانی کے ہیں۔ جن کا ذکر آپ نے (ازالہ اوہام ص ۱۲۲، ۱۲۳ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۶۰، ۱۶۱)

میں کیا ہے اور وہی ۹۳۳ھ سلطان سکندر شاہ لودھی قریب بابر بادشاہ کے زمانہ کے ہے۔ جس کو

اس وقت ۱۳۱۲ھ میں تین سو اکانوے سال ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس کتبہ سے مرزا قادیانی کی کسی قدر تکذیب بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ ملا ماجھی صاحب سلطان سکندر شاہ لودھی کے وقت میں تھے اور بابر بادشاہ ابراہیم لودھی کے زمانہ میں کابل سے آیا تھا۔ اس نے اس ملک کو فتح کر کے ابراہیم شاہ کو شکست دی۔ یہ واقعہ ۱۵۲۲ء کا جس کو تین سو تہتر برس ہوتے ہیں۔ اس میں اٹھارہ سال کا فرق ہے۔ سو خیر تاریخی جھگڑوں سے درگزر کر کے ثابت کرتا ہوں کہ یہ قصبہ قادیان چار سو سال کے اندر کا آباد شدہ ہے۔ اس لئے حدیث شریف مذکور سے ذرہ بھر بھی لگاؤ اس کا نہیں ہے۔ فہو المراد!

۴۔۔۔ مرزا قادیانی اپنی پیش کردہ حدیث میں لکھتے ہیں کہ ”خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا۔“ (ضمیمہ انجیل آتھم ص ۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۵)

حضرات! مرزا قادیانی سے دریافت فرمائیے گا کہ آپ کی تصدیق خداوند تعالیٰ نے کیا کی؟ اور کس طرح پر کی؟ اور اس تصدیق کی آپ کے پاس کیا تصدیق ہے۔ کیا آپ کے ظہور پر آپ سے مکہ معظمہ کے لوگوں نے رکن یمانی پر بیعت کر لی ہے؟ (مکہ معظمہ تو خواب یا الہام میں بھی دیکھنا نصیب نہیں ہوا) کیا ابدال شامی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے ہیں۔ (ابدال آپ سے کوسوں بھاگتے ہیں) کیا غیب سے یہ آواز ”ہذا خلیفۃ اللہ المہدی فاستمعوا واطیعوا“ پکاری گئی ہے۔ حاشا وکلا! کبھی آپ نے کعبۃ اللہ شریف کی طرف جانے کا رخ نہیں کیا۔ (خدا نصیب نہ کرے) کبھی رکن یمانی کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ (خدا نہ کرے) ابدال شامی آپ سے کوسوں دور ہیں۔ غیب سے یہی آواز ”ہذا خلیفۃ الدجال“ (۱۸۶۶ء) فلا تسمعوا ولا تطیعوا“ آرہی ہے۔ تمام جہان کے علماء و فضلاء و مشائخ بے ریا و عوام مسلمان مخالف ہیں۔ بلکہ سخت دشمن کیا یہی آثار تصدیق خدا کے ہوا کرتے ہیں؟ کہ ہر طرف سے فتاوے پر فتاوے خارج از اسلام آرہے ہیں۔ ہر جانب سے تکذیب ہی تکذیب ہو رہی ہے۔ ہاں اگر مرزا قادیانی کی تصدیق ان کے خدا عاجی نے کی ہو تو کی ہو۔ ورنہ مسلمانوں کے خدا تبارک و تعالیٰ مرزا قادیانی کی تکذیب حریم شریفین زاد اللہ شرفاً و تعظیماً میں بھی مشتہر فرما دی ہے۔ اس واسطے تمام جہان میں یہ آپ کی تکذیب پھیل گئی ہے۔ جب مکہ معظمہ میں آپ کی تکذیب مشتہر ہو گئی تو بعدہ تمام اسلامی ملکوں میں نہایت ہی نفرت کے ساتھ آپ کی تکذیب مشتہر ہو گئی۔ کیونکہ مکہ معظمہ اسلام کا مرکز ہے۔ جو امر وہاں پسند ہو دوسری اسلامی جگہوں میں بھی قابل تسلیم ہوتا ہے۔ ورنہ



قابل انکار اور نفرت اس بات کو مرزا قادیانی بھی پہلے قبول کر چکے ہوئے ہیں۔ جیسے لکھتے ہیں کہ: ”مکہ معظمہ اسلام کا مرکز ہے اور لاکھوں صلحاء اور علماء اور اولیاء اس میں جمع ہوتے ہیں اور ایک ادنیٰ امر بھی جو مکہ میں واقعہ ہو۔ فی الفور اسلامی دنیا میں مشہور ہو جاتا ہے۔“

(ست پچن ص ۲۳، خزائن ج ۱۰ ص ۱۳۵)

پس مرزا قادیانی جب بڑے گھر سے نکالے جا چکے ہیں تو پھر کیوں نہ تمام اسلامی دنیا میں آپ کی تکذیب کی تشہیر ہو۔ اسی پر مرزا قادیانی کو نبی اور مرسل بننے کی آرزو اور دعویٰ ہے؟۔ جب آپ کو مکے سے بھی دھکے مل چکے ہیں تو پھر آپ پکے پکے وہ ہیں؟۔ قرآن شریف اور احادیث شریف میں مقبولیت اور تصدیق و صداقت کی جو علامت ہے۔ اس کو ناظرین کے لئے نقل کرتا ہوں۔ بغور ملاحظہ فرما کر اندازہ کیجئے گا۔ وھوہذا!

قرآن شریف میں (سورہ مریم: ۹۶) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ”ان الذین امنوا و عملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمن ودا“ یعنی تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ البتہ کرے گا ان کے لئے رحمن محبت، تفسیر (معالم التنزیل ج ۳ ص ۱۲) وغیرہ میں اس آیت کے نیچے مجاہد مفسر اہل سنت والجماعت سے لائے ہیں۔ ”یحبھم اللہ تعالیٰ و یحبھم الی عبادہ المؤمنین“ یعنی اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے اور ان کی محبت اپنے ایمانداروں کے دلوں میں سما دیتا ہے، اور اسی تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں موطا امام مالک سے اسی آیت کے نیچے صحیح حدیث نقل کی ہے۔ ”قال رسول اللہ ﷺ اذا احب اللہ العبد قال لجبریل یا جبریل قد احبت فلاناً فاحبہ فیحبہ جبریل ثم ینادی فی اهل السماء ان اللہ عزوجل قد احب فلاناً فاحبوه فیحبہ اهل السماء ثم یوضع له القبول فی الارض (موطا امام مالک ص ۷۲۳، باب ماجاء فی المتحابین فی اللہ)“ یعنی سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنا دوست بناتے ہیں۔ تو جبریل علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ فلا نے کو ہم نے اپنا محبوب بنایا ہے۔ تم بھی اس کو اپنا دوست بنا لو۔ پس جبریل علیہ السلام اس کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں۔ پھر آسمانوں کے فرشتوں میں آواز کر دیتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا فلا نے سے پیار ہے۔ تم سب اسے پیار کرو۔ پس سارے فرشتے اس کو اپنا پیارا بنا لیتے ہیں۔ پھر زمین کے لوگ بھی اسے محبت کر کے قبول کر لیتے ہیں۔ اسی طرح خدا کے دشمنوں کا بھی حال اسی حدیث میں ہے کہ ان کی دشمنی اور بغض خلق اللہ میں پھیل جاتا ہے۔ یہ حدیث (صحیح بخاری

ج ۱ ص ۴۵۶، باب ذکر الملائكة اور صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۳۱، باب اذا احب الله عبداً امر جبریل) میں بھی موجود ہے اور کرمانی شرح بخاری سے (مجمع بحار الانوار ج ۵ ص ۴۰۰) میں لائے ہیں کہ اس حدیث سے سمجھا گیا ہے کہ بندوں کے دلوں میں محبت حق تعالیٰ کی محبت کی علامت ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ: ”ماراه المسلمون حسناً فهو عند الله حسن (مسند امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۸۴، حدیث نمبر ۳۶۰۰)“، یعنی جو مسلمانوں کے نزدیک اچھا اور نیک ہے۔ وہ خدا کے نزدیک بھی اچھا اور نیک ہے۔ پس یہ کیا عمدہ فیصلہ حضرت جل و علی اور رسول اکرم ﷺ نے فرما دیا ہے کہ جس میں کسی کو کوئی چوں و چرا کی گنجائش نہیں۔ اب سب صاحبان آیت شریف و حدیث لطیف و دیگر تفاسیر کے ارشادات کے رو سے معلوم کر سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی مقبول ہیں یا مردود؟ محبوب خدا ہیں یا عدواند؟ کوئی علامت صداقت و قبولیت کی ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ علاوہ تمام کافہ اہل اسلام کے تمام جہاں (جس میں ہزاروں لاکھوں علماء و فضلاء و مشائخ صالحاء اولیاء اللہ عرب و عجم کے داخل ہیں) دشمن ہے۔ دوست کون ہیں اور کتنے؟ وہی صرف تین سوتیرہ وہ بھی مردوں کی تعداد کے ساتھ الغرض اس آیت شریف و حدیث شریف سے ثابت ہو گیا ہے کہ مرزا قادیانی خداوند تعالیٰ کے دشمن، جبرائیل علیہ السلام کے دشمن، تمام فرشتوں کے دشمن، تمام خلق خدا کے جو زمین پر موجود ہے دشمن ہیں۔ پھر فرمائیے یہ مہدی ہیں۔ یا ضال اور مضل؟ نہیں لیکن اخیر کے دونوں۔ فہو المطلب!

۵۔۔۔۔۔ مرزا قادیانی حدیث کے مضمون سے لکھتے ہیں کہ: ”دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا۔ جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا۔ یعنی تین سوتیرہ ہوں گے اور ان کے نام بقیہ مسکن اور خصلت کے چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۵)

حضرات ناظرین! مرزا قادیانی کے وہی تین سوتیرہ دوست ہیں۔ جن میں انہوں نے سترہ آدمی مدتوں کے فوت شدہ کو لکھ کر تعداد پوری کی ہے۔ کیا عمدہ فخر کی بات ہے کہ چورانوے کروڑ مسلمانوں مقبولہ! مرزا قادیانی میں سے صرف تین سوتیرہ ہی ان کے دوست ہیں۔ آپ صاحبان کو معلوم ہوگا کہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ بھی ایک لاکھ سے زیادہ معتقد تھے اور پھر مہدی سوڈانی کے پاس بھی، جو مرزا قادیانی کے یوم الولادت میں برابر تھا تین لاکھ فوج جان نثار محض اللہ

۱۔ دیکھو مرزا قادیانی کی کتاب (ست بچن کا حاشیہ ص ۶۷، خزائن ج ۱۰ ص ۱۹۱)

جان دینے والی تھی۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک شخص باب نام کے پاس جو ایران میں ہوا کس قدر جان نثار معتقد موجود تھے۔ پھر ذرہ رام سنگھ کو ہی دیکھئے کہ ایک لاکھ تو اس کے ساتھ بھی مفت بلا تنخواہ ہی ہو گیا تھا۔ اب بھی ہزاروں تو اس کی عدم موجودگی میں موجود ہیں۔ پھر مرزا قادیانی کو تین سو تیرہ نہیں بلکہ سترہ مردے نکال کر دو سو چھیا نوے پر جوان میں بھی بعض تنخواہیں لیتے ہیں۔ کیا فخر ہونا چاہئے؟ سوچنے والے سوچ سکتے ہیں۔ سمجھنے والے سمجھ سکتے ہیں۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ مرزا قادیانی کی بھی ویسی ہی تمنا تھی۔ مگر افسوس ایک لاکھ فوج جس کی درخواست آپ نے کی تھی منظور نہ ہوئی۔ مندرجہ بالا دعویٰ داروں کی طرح آٹا نہیں تو دلیہ تو ضرور کر دکھلاتے۔

### مرزا غلام احمد قادیانی کی محمد احمد سوڈانی سے مطابقت

چونکہ مہدی سوڈانی محمد احمد نامی کا تذکرہ درمیان میں آچکا ہے۔ جس کی مطابقت مرزا قادیانی کی تاریخ پیدائش و ظہور دعویٰ وغیرہ امورات میں ٹھیک ٹھیک ہوتی ہے۔ اس لئے میں ایک رسالہ سے جو (مولوی محمد فضل الدین صاحب مالک مطبع اخبار وفادار ۱۸۸۴ء کا مرتبہ ہے) ناظرین کے لئے نقل کر کے پیش کرتا ہوں۔ وہو ہذا!

”ان کے (مہدی سوڈانی) عالم وجود میں آنے کا زمانہ سن ہجری ۱۲۵۹ھ اور سن عیسوی ۱۸۴۲ء اور ان کے ظہور مہدویت کی تاریخ اگست (مطابق رمضان) ۱۸۸۱ء سے محسوب ہوتی ہے۔ جسے ابھی تین سال بھی نہیں ہوئے۔ گو ان میں یہ کچھلی تاریخ ۱۸۸۱ء عربی پاشا کی علانیہ بغاوت کی تاریخ سے تو مطابق نہیں ہوتی۔ جس کا آغاز ۱۰ جولائی ۱۸۸۲ء کو ہوا تھا۔ مگر اس میں شک نہیں کہ پاشائے موصوف کے عہد سپہ سالاری مصر کی ان تاریخوں سے برابر مل جاتی ہے۔“

(ص ۴، ۵)

”ان کے اعلان مہدویت کا خلاصہ یہ تھا کہ میں ہی وہ مہدی موعود ہوں جن کا تمہیں دس گذشتہ صدیوں میں انتظار تھا اور میں ہی وہ آخر الزمان ہوں۔ جو اس مشکل مسئلہ کو حل کروں گا کہ مسلمانوں کے پولیٹیکل نفاق کو دور کروں اور ان کو ایک ہی سچی راہ شریعت پر چلاؤں اور حشر و نشر کی سہولتوں کے لئے تیار کروں اور مخالفان اسلام کا مخالف اور محبان اسلام کا دوست اور حامی بنا رہوں۔“

(ص ۵، سطر ۹)

”اور خود بدولت اپنے اشتہارات وغیرہ میں اپنا نام محمد احمد لکھتے ہیں جو غالباً زیادہ اعتبار کے لائق ہے۔ بہر حال تمام انسانی قرائن کے بموجب یہ مہدی صادق تو نہیں۔ مگر ایک

نہایت درجہ کے محتاط پرہیزگار فاضل اسلام پرست منتظم آدمی ہیں۔ جن کی علمی اور تمدنی لیاقتوں کا  
س سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ آج حضرت کے پاس کم و بیش ۳ لاکھ جان نثار خدا واسطے کولٹنے  
والے موجود ہیں۔“ (ص ۹، سطر ۲)

”ان کے تین ہمعصر اور بھی مہدی کہلاتے ہیں۔“ (ملخصاً ص ۹، سطر ۹)

”سنا جاتا ہے کہ ان کی بیویاں بھی ۱۰ سے متجاوز ہیں۔“ (ص ۹، سطر ۱۳)

## علم الاعداد

حضرات! مرزا قادیانی کی مطابقت مہدی سوڈانی سے اس طرح پر ہے۔ راقم آثم کے  
دل میں خداوند کریم کی طرف سے فتنہ پیدائش قادیانی کا یوں القا ہوا ہے کہ اللہ و تبارک تعالیٰ  
(توبہ: ۴۹) میں فرماتا ہے کہ: ”الافى الفتنة سقطوا“ یعنی آگاہ ہو جاؤ وہ فتنہ میں گرے گویا  
عوام کو آگاہی دی گئی ہے کہ جو لوگ اس فتنہ پیدائش قادیانی میں آئیں گے۔ وہ فتنہ اور ابتلا میں  
گریں گے اور اس آیت شریفہ سے بحساب ابجد کل حروف کے اعداد ۱۲۵۹ھ سن پیدائش  
مرزا قادیانی کا نکلا اور یہی ۱۲۵۹ھ مہدی سوڈانی کی پیدائش کا ہے۔ جیسے کہ مرزا قادیانی خود لکھتے  
ہیں کہ ”سو یہی سن ۱۲۷۵ھ جو آیت و آخرین منهم لم يلحقوا بهم کے حروف کے اعداد سے  
ظاہر ہوگا ہے۔ اس عاجز کے بلوغ اور پیدائش ثانی اور تولد روحانی کی تاریخ ہے۔“ (آئینہ کمالات  
اسلام ص ۲۲۰، خزائن ج ۵ ص ایضاً) یعنی ۱۲۷۵ھ کو مرزا قادیانی بالغ ہو کر اور جوان ہونے شروع  
ہوئے۔ یہی سال شباب ظلم کا بھی ہے۔ اس کے اعداد بھی ۱۲۷۵ھ ہی ہیں۔ بارہ سوانسٹھ پیدائشی  
سال نکلتا ہے۔ گویا مرزا قادیانی کی مقبولہ تاریخ ۱۔ پیدائش ۱۲۵۹ء جس کی خبر خداوند کریم نے  
آیت شریفہ الا فى الفتنة سقطوا کے حروف کے اعداد ۱۲۵۹ھ میں دی ہے۔ ثابت ہے اور  
یہی تاریخ پیدائش مہدی کاذب سوڈانی کی ہے۔

مہدی سوڈانی کی تاریخ ظہور ۱۸۸۲ء ہے۔ جس کو پندرہ سال کا عرصہ ہوا ہے۔ وہی  
تاریخ ۱۸۸۲ء مرزا قادیانی کے ظہور دعویٰ مجددیت و مثیل مسیح وغیرہ کی ہے۔ جیسے مرزا قادیانی کے

۱۔ مقبولہ تاریخ الخ کتاب نشان آسمانی مؤلفہ مرزا قادیانی مورخہ مئی ۱۸۹۳ء میں درج  
ہے کہ ”یہ عاجز تجدید دین کے لئے سن چالیس میں مبعوث ہوا۔ جس کو گیارہ برس کے قریب گزر گیا۔“  
(نشانی آسمانی ص ۴، خزائن ج ۴ ص ۳۶) وہی ۱۳۰۰ھ اور وہی ۱۲۵۹ھ اور وہی ۱۸۴۲ء سال پیدائش  
مرزا قادیانی کا پورا ہوا۔ گویا مرزا قادیانی کی عمر اس وقت ۱۸۹۷ء میں پچپن سال کی ہوتی ہے۔

(براہین احمدیہ کے حصہ سوم کے صفحہ اول پر ۱۸۸۲ء، خزائن ج ۱ ص ۱۳۳) درج ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ ”اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں ہے تو پھر آپ لوگ مسیح موعود کو آسمان سے اتار کر دکھلائیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۸۵، خزائن ج ۳ ص ۱۸۹)

”پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ نام یہ ہے۔ غلام احمد

قادیانی ۱۳۰۰ اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں۔ (تیرہویں صدی پر ہوا۔)

(ازالہ اوہام ص ۱۸۶، خزائن ج ۳ ص ۱۸۹، ۱۹۰)

اس حساب سے بھی وہی پندرہ سال کا عرصہ اور وہی ۱۸۸۲ء ہوتا ہے۔ لیکن یہاں پر مرزا قادیانی کی یہ بڑی قوی دلیل ہے کہ میرے نام غلام احمد قادیانی کے تیرہ سو عدد پورے ہوتے ہیں اس واسطے میں مجدد اور مسیح موعود ہوں تو کیا اگر کسی اور کے نام کے بھی تیرہ سو عدد پورے نکل آئیں تو وہ بھی تیرہ سو صدی کا مجدد اور مسیح موعود اور مہدی موعود ہوگا؟ اگر یہی بات ہے تو لیجئے سنیے۔ ان کے نام کے بھی تیرہ سو عدد ہیں۔

۱..... مہدی کاذب محمد احمد برم (عاجز) سوڈانی۔ ۱۳۰۰

۲..... سید احمد پیر لشکری نجر علیگزہی۔ ۱۳۰۰

مرزا قادیانی کے بھائی جو پیغمبر خا کرو بان بھی موجود ہیں یعنی۔

۳..... مرزا امام الدین ابوداؤد تارلال بکیان قادیانی ۱۳۰۰

مرزا قادیانی کے فاضل بزرگ حواری نور الدین صاحب موجود ہیں۔ یعنی

۴..... مولوی حکیم نور الدین مستہام ۱۔ (حیران) بھیروی۔ ۱۳۰۰

مرزا قادیانی کے دودست بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ یعنی

۵..... مولوی کامل سید نذیر حسین دھلوی ۱۳۰۰

۶..... مولوی محمد حسین ہوشیار بٹالوی۔ ۱۳۰۰

پانچوں سواروں میں یہ عاجز راقم الحروف بھی یعنی

۷..... بندہ بے چارہ فضل احمد مجیب ۱۳۰۰

علیٰ ہذا القیاس جس قدر چاہوں اور ناموں کے عدد پورے تیرہ سو کرتا چلا چاؤں۔ لیکن

۱۔ استہام بمعنی سرگشتہ و حیران حکیم صاحب بھی ان کے مصداق بن کر سخت حیرانی میں

ہیں۔ حیادامن گیر ہے۔ خدا ہدایت بخشے آمین۔

لیا اس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ فلاں کس مجدد یا مسیح موعود اور مہدی مسعود ہے؟۔ ہرگز نہیں۔  
مرزا قادیانی کا اپنے نام کے حروف کے اعداد نکال کر دعویٰ کرنا محض بیہودہ اور بچ و پوچ باز بچہ  
طفلان ہے۔ جو کوئی بھی ذی عقل اس طرف خیال کو جانے کی بھڑا اجازت نہیں دے گا۔ اس کے  
علاوہ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ پیغمبری مسیح موعود کے اثبات میں حسب ذیل بھی لکھتے ہیں۔

الف..... ”یہ وہی زمانہ ہے۔ جس کی طرف ایک حدیث میں یہ اشارہ ہے..... یہ وہ  
زمانہ ہے جو اس عاجز پر کشفی طور پر ہوا۔ جو کمال طغیان اس کا اس سن ہجری میں ہوگا۔ جو آیت  
”وانا علی ذہاب بہ لقادرون“ بحساب جمل مخفی ہے۔ ۱۲۷۴ھ“

(ازالہ اوہام ص ۶۵، خزائن ج ۳ ص ۴۵۵)

ب..... ”جو اعداد آیت انا علی ذہاب بہ لقادرون سے سمجھا جاتا ہے۔  
یعنی ۱۸۵۷ء زمانہ تو ساتھ ہی اس عاجز کا مسیح موعود ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔ اس آیت میں  
۱۸۵۷ء کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں ہندوستان میں ایک مفسدہ عظیم پیدا ہو کر آثار باقیہ اسلامی  
سلطنت کے ملک ہند سے ناپید ہو گئے تھے۔ کیونکہ اس آیت کے اعداد بحساب جمل ۱۲۷۴ھ ہیں  
اور یہ سال ۱۸۵۷ء اس کے ساتھ مطابق ہوتا ضعف اسلام کا زمانہ یہی ۱۸۵۷ء ہے۔ جس کی  
بابت آیت میں حکم ہے کہ قرآن زمین پر سے اٹھالیا جائے گا۔ سو ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کی ایسی  
ہی حالت ہو گئی تھی۔ بجز بد چلنی اور فسق اور فجور کے اسلام کے رئیسوں کو اور کچھ یاد نہیں تھا اور سرکار  
انگریزی کے ساتھ بغاوت کی اور مولویوں نے فتویٰ جہاد کا دیا۔ انہیں معنوں سے کہا گیا ہے کہ  
آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ پھر انہیں حدیثوں میں لکھا ہے کہ دوبارہ قرآن

۱۔ حروف واؤ کو مرزا قادیانی نے چھوڑ دیا۔

۲۔ مرزا قادیانی نے قرآن شریف کا زمین پر سے آسمان پر اٹھایا جانا لکھا ہے۔ جیسا کہ  
حدیثوں میں قیامت کی علامات میں درج ہے۔ شاید مرزا قادیانی قرآن شریف کو صرف ہندوستان  
اور بالخصوص پنجاب کے واسطے نازل ہوا ہوا سمجھتے ہیں۔ کیونکہ جب غدر ہندوستان میں ہوا تو باقی  
تمام اسلامی ممالک سے بھی قرآن شریف اٹھایا گیا۔ لیکن یہ ہرگز نہیں ہوا۔ تو خوب آیت شریف اور  
حدیث کی آپ نے تصدیق کی کہ صرف پنجاب اور کسی قدر حصہ ہندوستان سے قرآن شریف اٹھا  
لیا گیا اور باقی تمام دنیا میں موجود رہا۔ پھر جس قرآن کو مرزا قادیانی دوبارہ دنیا پر آسمان سے لائے  
اسی سے میں یہ آیت ”انا انزلناہ قریباً من القادیان“ بھی لکھی ہوئی ہوگی؟۔ سبحان اللہ آپ  
کی تاویلات اور استعارات کیا ہیں؟۔ جس پر عقل کی آمد سے روڑے گرے چلے جاتے ہیں۔

کوزمین پر لانے والا ایک مرد فارسی الاصل ہوگا۔ جیسا فرمایا ہے کہ: ”لوکان الایمان معلقا بالثریا“ (ازالہ ابام ص ۲۳ تا ۲۷، خزائن ج ۳ ص ۴۸۹، ۴۹۰ ملخصاً)

حضرات ناظرین! مرزا قادیانی کے اختلافات کہ (مسیح موعودی کا دعویٰ اپنے نام غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰ھ سے کیا۔ جس کو قریباً پندرہ سال ہوئے ادھر اب ۱۲۷۴ھ یا ۱۸۵۷ء بیان کرتے ہیں۔ جس کو چالیس سال کا عرصہ گذرتا ہے اور قرآن شریف کا زمین پر سے اٹھائے جانے اور مرزا قادیانی فارسی الاصل کا دوبارہ قرآن شریف کوزمین پر لانے) پر نظر نہ کر کے اصل مدعا مرزا قادیانی کا ظاہر کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ آیت شریف کے اعداد میں ۱۲۷۴ھ جو ۱۸۵۷ء کے مطابق ہے۔ میرے مسیح موعود ہونے کا ثبوت ہے۔ سواب آپ کو یہ دیکھنا ہے کہ ہندوستان میں غدر ۱۸۵۷ء کے کس کس ماہ انگریزی میں ہوا تھا اور وہ ماہ انگریزی کس کس ماہ قمری کے اور سن ہجری کے مطابق ہیں۔ تواریخ (واقعات ہند) کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء میں اول اول چھاؤنی میرٹھ میں غدر ہوا۔ یہ تاریخ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء مطابق ۱۵ رمضان ۱۲۷۳ھ کے ہوتی ہے اور ماہ جون و جولائی ۱۸۵۷ء کو دیگر اضلاع میں غدر اور جنگ ہوتے رہے اور سرکار انگریزی کا تسلط ہو گیا۔ گویا ماہ شوال اور ذیقعد اور غایت الامر ذی الحج ۱۲۷۳ھ المقدس تک غدر کا خاتمہ ہو گیا۔ پس اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کا زمانہ ۱۲۷۴ھ کے مطابق نہیں ہوا۔ بلکہ ۱۲۷۳ھ کے مطابق ہوا۔ جس کی بابت راقم الحروف کو القاء ربانی سے وہ حصہ حدیث شریف کا یاد دلایا گیا ہے۔ جو (صحیح بخاری کے کتاب الفتن اور باب الفتنہ من قبل المشرق ج ۲ ص ۱۰۵۱) میں ہے۔ (یعنی فتنہ مشرق کی طرف سے ہوگا) جس کو مرزا قادیانی بھی تسلیم کر چکے ہیں کہ دجال مشرق یعنی ملک ہندوستان سے نکلے گا وہ حدیث شریف اس طرح پر ہے۔ فرمایا حضرت رسول اکرم ﷺ نے ”اللهم بارک لنا فی شامنا اللهم بارک لنا فی یمنا“ یعنی اے خداوند کریم ہمارے شام اور یمین میں برکت دے۔ اس مکان پر مشرق اور نجد کے لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت وفی نجدنا یعنی ہمارے نجد مشرق کے واسطے بھی دعا و برکت فرمائیے۔ تب حضرت محمد ﷺ نے تین دفعہ شام اور یمین کے واسطے ہی دعا و برکت فرمائی اور تیسری دفعہ کے بعد حضرت نے ملک مشرق اور نجد کے حق میں فرمایا کہ: ”هناک الزلازال والفتن وبہا یطلع الشیطان“ یعنی اس طرف یا اس جگہ (نجد یا مشرق) میں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان نکلے گا۔ سو اس میں کچھ شک نہیں کہ قادیان میں ہمیشہ فتنے نکلتے

رہتے ہیں اور زلزلے بھی۔ اسی حصہ حدیث شریف ”هناك زلزال ذل والفتن وبها يطلع الشيطان“ کے اعداد بحساب جمل ۱۲۷۳ھ کے مطابق ہوتے ہیں۔ جو عذر ۱۸۵۷ء کے عین مطابق ہوتا ہے۔ جس کی صداقت یوں بھی بخوبی ہوتی ہے کہ جب سے ۱۲۵۹ھ میں مرزا قادیانی پیدا ہوئے۔ جو ۱۸۴۲ء کے برابر ہے۔ اس وقت لارڈ الین براگوزر جنرل کا زمانہ تھا۔ جس نے کابل اور غزنی وغیرہ پر چڑھائی کر کے ان کو بڑی بہادری سے فتح کیا۔ جیسے تواریخ میں لکھا ہے کہ: ”غزنی کو فتح کر کے بالکل مسمار کر دیا وہاں سے کابل کی طرف روانہ ہو کر جرنیل پالک کے پاس آ پہنچے۔ اس کے بعد افغانوں کی دغا بازی کی سزا میں کابل کے بڑے بازار کو جلا کر بالکل خاک میں ملا دیا۔“ (واقعات ہند ص ۲۱۲)

انہیں دنوں عین جنگ کی وقت زلزلہ بھی آیا۔ جیسے لکھا ہے کہ جب قلعہ کی فصیل کی ذرا مرمت کر چکے تو ایک ایسا بھونچال آیا کہ وہ گر پڑی۔ (واقعات ہند ص ۲۱۱)

یہ ہے مرزا قادیانی کی تولید کی تاریخ اور حدیث شریف کی صداقت۔

اب مرزا قادیانی کی تاریخ بلوغت کا حال سنئے۔ جو ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء زمانہ غدر گذرا ہے۔ اس وقت کے لوگ اب بھی یقین ہے۔ بہت سے زندہ موجود ہیں۔ زمانہ غدر میں جو کچھ گذرا ہے تاریخ میں درج اور لوگوں کو یاد ہے کہ کیا کیا حالتیں مخلوقات کی ہوئیں جو ناگفتہ بہ ہیں۔ حتیٰ کہ سلطنت اسلامیہ کی رہی سہی کا بھی ستیاناس ہو گیا۔ بہادر شاہ کو جلا وطن کر کے دہلی سے رنگون میں پہنچایا اور اس کے دو بیٹے اور ایک پوتا دہلی کے فتح ہوتے ہی گولی سے مار ڈالے گئے اور سرکار انگلشیہ کو بھی ناحق نقصان آپ کے اثر سے پہنچا۔ دیکھو واقعات ہند کا ص ۲۳۱۔

پھر جب ۱۳۰۰ھ سے اپنے نام غلام احمد قادیانی کی تاریخ نکالی۔ جو ۱۸۸۲ء کے مطابق ہوئی۔ جس پر بڑے زور سے دعویٰ مسیح موعود کی کیا۔ تب اپنے بھائی مہدی سوڈانی کے ساتھ اثر ہمعصری کا دکھلا کر خوب جنگ کروایا۔ سخت کشت و خون ہوئے۔ پھر اب ۱۸۹۶ء و ۱۸۹۷ء جب مہدی مسعود ہونے کا دعویٰ کیا تو تمام جہان کو قحط سخت و امساک باران و بلاء طاعون اور زلزلوں نے برباد کر دیا اور یہ اثر آپ کا اب تک جاری اور روز بروز ترقی پر ہے۔ خداوند کریم مرزا قادیانی کے ان تمام تاثیرات سے سب کو بچائے۔ آمین! آمین! آمین!!

یہ ہیں مرزا قادیانی کی پیدائش سے آج تک کے حالات جو حدیث شریف کی صداقت

۱! اسلامیہ... الخ! اس نام پر بجائے خود مٹے ہوئے اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں۔



سے پورے ہوئے ہیں اور جو شاہان سلطنت اور رعایا دونوں کو آپ کے وجود کے اتر سے تکالیف پہنچائیں۔ الغرض خلاصہ مرزا قادیانی اور مہدی سوڈانی کی مطابقت کا یہ ہے کہ:

.....۱ مرزا قادیانی بھی ۱۲۵۹ھ میں پیدا ہوئے اور مہدی سوڈانی بھی اسی سال

پیدا ہوئے۔

.....۲ مہدی سوڈانی نے ۱۸۸۲ء میں دعویٰ مہدویت کا کیا۔ مرزا قادیانی نے

بھی اسی سال میں دعویٰ نبوت اور مسیح موعود کا کیا۔

.....۳ مہدی سوڈانی کا نام محمد احمد تھا اور مرزا قادیانی کا نام غلام احمد ہے۔ احمد کا

نام دونوں ناموں میں موجود ہے۔

.....۴ مہدی کا ذب سوڈان میں پیدا ہوئے اور مرزا قادیانی قادیان میں۔

.....۵ مہدی سوڈانی اپنے آپ کو عالم فاضل اسلام پرست کہلاتے تھے۔

مرزا قادیانی بھی اپنے برابر کسی کو عالم و فاضل اور اسلام پرست نہیں سمجھتے۔

.....۶ مہدی سوڈانی کے پاس کثرت ازدواج سے محل سراء بھرے ہوئے تھے۔

مرزا قادیانی کو بھی کثرت ازدواج کا نہایت شوق ہے گو میسر نہیں۔

البتہ مہدی سوڈانی ایک بات میں مرزا قادیانی سے بڑھ کر ہیں اور مرزا قادیانی بھی

ایک بات میں مہدی سوڈانی سے بڑھ کر ہیں۔ وہ یہ کہ مہدی سوڈانی کے پاس تین لاکھ فوج اللہ جان

نثار موجود تھی۔ مگر مرزا قادیانی کے پاس صرف دو سو چھیانوے دیسی مرید خاص الخاص موجود ہیں

اور مرزا قادیانی بڑھ کر یوں ہیں کہ مہدی سوڈانی نے صرف مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ مرزا قادیانی

نے مسیح موعود اور مہدی موعود دونوں کا دعویٰ کیا۔ اب فرق صرف اتنا ہے کہ مہدی سوڈانی مرچکے اور

مرزا قادیانی ابھی زندہ ہیں۔ خواہ دائم المریض ہی تھی۔

اب میں اصل مطلب پر آتا ہوں۔ مرزا قادیانی نے ایک عجیب بات یہ لکھی ہے کہ

”مہدی مسعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی۔ جس میں اس کے دوستوں کے نام معہ مسکن

اور خصائل کے درج ہوں گے۔“ سو عبارت حدیث میں لفظ صحیفہ مختومہ لکھا ہے۔ جس کے معنی

مرزا قادیانی نے خطوط ودانی میں (اے مطبوعہ) اپنی طرف سے لکھ کر چھپی ہوئی کتاب لکھے ہیں۔

مختوم کے معنی ہر گز ہر گز چھپی ہوئی کتاب کے نہیں ہیں۔ جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن شریف

میں فرمایا ہے کہ: ”ختم اللہ علی قلوبہم و علی وسمعہم (بقرہ: ۷)“ یعنی مہر کردی اللہ

نے ان کے (کافروں کے) دلوں پر اور ان کے کانوں پر۔ پھر دوسری جگہ سورہ مطففین میں فرمایا ہے کہ: ”یسقون من رحيق مختوم ختامه مسك“ (مطففین: ۲۶، ۲۷) ”یعنی پلائے جائیں گے شراب خالص مہر کی ہوئی میں سے اور مہر کرنے کی چیز اس کی خوشبو (مشک) ہے۔ اسی طرح تمام احادیث اور کتاب (مجمع بحار الانوار ج ۲ ص ۱۵) شرح کتب حدیث و دیگر کتب لغت میں مختوم کے معنی بموجب معنی قرآنی مہر کی ہوئی کے لکھے ہیں۔ ان کی عبارات کو باعث عدیم الفرستی نقل نہیں کیا گیا اور نہ ضرورت ہے۔ ہر کوئی خود دیکھ سکتا ہے۔ البتہ مرزا قادیانی پر مجھے یقین نہیں کہ وہ کسی کتاب کو دیکھیں۔ جب کہ وہ قرآن شریف کی ہی مخالفت میں اپنے گھر کے معنی کر رہے ہیں اور نہ وہ کسی کی بات کو قبول کریں گے۔ جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی بات اور حکم کو نہیں مانتے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ مرزا قادیانی کی ہی تحریرات الہامی کو پیش کیا جائے تاکہ دوسرے حضرات ناظرین کو بھی معلوم ہو جائے۔ پھر مرزا قادیانی کو اختیار ہے۔ خواہ وہ اپنے الہامی تحریرات اور دستاویزات کو اختیار کریں یا انکار۔ مرزا قادیانی کی عبارات ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

الف..... مرزا قادیانی اپنے مرید خالص جی فی اللہ میر عباس علی صاحب لودھیانوی کی نسبت (جب وہ مرزا قادیانی کی بیعت توڑ کر ان کے سخت دشمن بن گئے) لکھتے ہیں کہ ”انسان کا دل اللہ جلہ شانہ کے قبضہ میں ہے۔ میر صاحب تو میر صاحب ہیں۔ اگر وہ چاہتے تو دنیا کے ایک بڑے سنگ دل اور مختوم القلب آدمی کو ایک دم میں حق کی طرف پھیر سکتا ہے۔“

(آسمانی فیصلہ ص ۳۵، خزائن ج ۴ ص ۳۲۵)

ب..... ”اجنبیت سے ترک ادب اور ترک ادب سے ختم علی القلوب اور ختم علی

القلب سے جبری عداوت۔“ (آسمانی فیصلہ ص ۳۵، خزائن ج ۴ ص ۳۲۵)

کیا ان مندرجہ بالا تحریروں میں مرزا قادیانی نے مختوم القلب کے معنی چھاپہ شدہ دل اور ختم علی القلب کے معنی چھاپی اوپر دل کے لئے ہیں۔ یا کئے ہیں؟۔ ذرہ مرزا قادیانی ہی اپنے لکھے ہوئے پر غور کریں اور وہ اور ان کے مرزائی جمع ہو کر قرآن شریف یا کسی حدیث شریف یا کسی شرعی یا غیر شرعی کتاب سے نکال کر تو دکھلائیں۔ کہ مختوم کے معنی چھاپہ شدہ کے ہیں۔ مگر ہرگز دکھلا نہیں سکیں گے۔ بلکہ مرزا قادیانی نے حدیث میں (اے مطبوعہ) کے لفظ کو بڑھا کر اپنی طرف سے چھاپہ شدہ کے معنی کئے ہیں۔ چلو مطبوعہ کے ہی معنی قرآن شریف یا حدیث شریف سے چھاپہ شدہ کے نکال کر پیش کریں۔ بلکہ تمام کتب دینیات طبع کے معنی بھی ختم کے پائے جائیں گے۔ پس دعویٰ

مرزا قادیان کا باطل ہوا۔

تمام لوگ جن کو عربی الفاظ کے معنی سمجھنے کا کچھ بھی ملکہ ہے۔ وہ سب حدیث مذکورہ کے معنی بھی کریں گے کہ حضرت مہدیؑ ایک بستی میں پیدا ہوں گے۔ جس کا نام کرعہ ہے۔ اس کی تصدیق خداوند کریم کرے گا۔ اس کے دوستوں کو جو بدر کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ میں جمع کرے گا اور حضرتؑ کے پاس ایک کتاب مہربند کی ہوئی ہوگی۔ (جیسے ڈاک خانوں میں پمفلٹ یا پارسل وغیرہ بند ہو کر ان پر مہریں لگ کر ایک دوسرے کے پاس پہنچی جاتی ہیں۔ تاکہ کوئی سوائے مکتوب الیہ کے کھول نہ سکے) اس کتاب میں ان کے دوستوں کے نام معہ ان کے مسکن شہروں اور خصلتوں کے درج ہوں گے۔

حضرات ناظرین! اب غور فرمائیے گا کہ:

الف..... کہ مرزا قادیانی کرعہ گاؤں میں پیدا نہیں ہوئے۔ جو اس وقت عرب میں درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے اور چاہ عسفان کے پاس آباد موجود ہے۔

(دیکھو کتاب ہذا تفصیل گزر چکی)

ب..... خداوند کریم نے مرزا قادیانی کی کوئی تصدیق نہیں کی بلکہ تکذیب در تکذیب۔

ج..... مرزا قادیانی کے دوست تین سو تیرہ ہیں۔ جن کے نام فہرست میں لکھے ہیں۔ ان میں سترہ آدمی نمبر ہائے ۹۱، ۹۳، ۹۶، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۷، ۱۱۳، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۶۹، ۲۸۳، ۲۹۵، ۳۱۰۔ مردہ ہیں۔ جو مدتوں کے فوت شدہ درج کئے گئے ہیں۔ کیا حدیث کے لفظوں میں یہ بھی درج ہے کہ ان تین سو تیرہ میں سترہ آدمی مرے ہوئے بھی ہوں گے۔ پھر بعض ناموں کے ساتھ معہ اہل بیت و ہر دو زوجہ وغیرہ بھی لکھا ہے۔ کیا حدیث میں یہ بھی ہے کہ ان کی عورتیں بھی ساتھ ہوں گی۔

د..... مرزا قادیانی کے دوست مندرجہ بالا فہرست کبھی قادیان میں ایک وقت پر جمع نہیں ہوئے۔ اگرچہ زندوں کا قادیان میں مرزا قادیانی کے پاس جمع ہو جانا ممکن ہے لیکن جو سترہ آدمی مردہ ہیں۔ وہ تو کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتے تھے۔ نہ ہوئے۔ جب مرزا قادیانی کے پاس ان کے دوست جمع نہیں ہوئے تو حدیث کی صداقت کیسے ہو سکتی ہے؟ البتہ اگر مرزا قادیانی کے مسمریزی روح جمع ہو گئے ہوں تو عجب نہیں۔

..... کیا کتاب مختومہ مرزا قادیانی کے پاس اس وقت سے تھی جب کہ وہ پیدا ہوئے۔ ۱۲۵۹ھ میں، یا جب آپ نے ظہور فرمایا ۱۳۰۰ھ میں، اور وہ کتاب کس کے روبروئے کھولی گئی اور کہاں اور کب؟۔ یا یہ کہ اب ۱۳۱۲ھ میں ایک فہرست پوچھ پاچھ کر لکھ دی اور جب پوچھے تین سوتیرہ نہ ہوئے تب سترہ سوچے بھی اس میں درج کر دیئے۔ چاہئے تھا کہ مرزا قادیانی کے پاس پیدا ہوتے ہی کتاب ہوتی۔ بشرط یہ کہ کاذب نہ ہوتے۔

..... ایک بہت بڑی علامت ان کی خصلتوں کی حدیث میں درج ہے۔ مگر افسوس مرزا قادیانی نے اپنے دوستوں میں سے ایک کی بھی کوئی خواہر خصلت درج نہیں کی۔ پھر کتاب پر کتاب جو مرزا قادیانی اپنی حدیث کی صداقت میں پیش کرتے ہیں۔ اس کا حال سنئے کہ مرزا قادیانی نے پہلے اپنے دوستوں کے نام جگہ جگہ سے بذریعہ خط دریافت کئے۔ پھر ان کو جمع کیا۔ پھر ان کی ایک فہرست بنائی۔ پھر وہ فہرست خوشنویس سے لکھوائی پھر چھاپہ والے کو دی۔ چھاپہ والے نے اس کو پتھر پر جموایا۔ پھر پریس والوں نے اس کو چھاپ چھاپ کر الگ الگ رکھا۔ پھر ورقوں اور صفحوں کو ملایا اور مرزا قادیانی کے پاس پہنچایا۔ تب مرزا قادیانی کی طرف سے دوستوں اور دشمنوں کے پہنچ گئی۔

سبحان اللہ مرزا قادیانی نے کیا کمال کیا ہے کہ ادھر ادھر کے نام بیعت کا بہانہ کر کے لکھوا منگوائے اور سب کو ایک فہرست میں لکھ کر چھاپنے کے واسطے دے دیئے اور اصحاب بدر کے نام سے مشہور کر دیئے۔ جیسے خود لکھتے ہیں کہ ”مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض فوائد منافع بیعت کہ جو آپ لوگوں کے لئے مقدر ہیں۔ اس انتظام پر موقوف ہیں کہ آپ سب صاحبوں کے اسماء مبارکہ ایک کتاب میں بقید ولدیت و سکونت مستقل و عارضی کسی قدر کیفیت کے ساتھ اندراج پائیں..... اور چھپوا کر ایک ایک کاپی تمام بیعت کرنے والوں کے پاس بھیج دی جائے۔“

(ملخصاً ص ۱، تکمیل تبلیغ مطبوعہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۹۴)

یہی اسماء مبارکہ ہیں جو مرزا قادیانی نے پہلے ۱۸۸۹ء میں جس کو عرصہ آٹھ سال کا گذرا ہے۔ لکھوا منگائے تھے اور اب ۱۸۹۶ء میں ضمیمہ میں چھپوا کر مہدی موعود کا بھی دعویٰ کر دیا اور مرزا قادیانی نے یہاں یہ بھی لکھا ہے کہ پہلے اس سے آئینہ کمالات اسلام میں تین سوتیرہ نام درج کر چکا ہوں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۵)

مگر جب آئینہ کمالات مرزا قادیانی کا دیکھتا ہوں تو اس میں بھی ان کا دروغ بیفروغ ہی پایا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ لکھتے ہیں کہ:

”کیفیت جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ء بمقام قادیان ضلع گورداسپور اس جلسہ کے موقع پر اگرچہ پانچ سو کے قریب لوگ جمع ہو گئے تھے۔ لیکن وہ احباب اور مخلص جو محض اللہ شریک جلسہ ہونے کے لئے دور دور سے تشریف لائے تھے ان کی تعداد قریب تین سو پچیس کے پہنچ گئی تھی۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۶۱۳، خزائن ج ۵ ص ۶۱۳)

لیکن فہرست احباب جو ص ۴ سے ۷ تک لکھی ہے اس میں تین سو ستائیس نام لکھے

(آئینہ کمالات اسلام ص ۶۱۶ تا ۶۲۹، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

ہیں۔

”جب میاں بٹالوی نے اس عاجز کے کافر ٹھہرانے میں توجہ فرمائی تھی اس وقت صرف

۱۵۵ احباب تھے اور اب اس جلسہ سالانہ میں بجائے ۷۵ کے تین سو ستائیس احباب شامل جلسہ

(آئینہ کمالات اسلام ص ۶۲۹، ۶۳۰، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

ہوئے۔“

اس کے آگے جب مرزا قادیانی ”تنبول (چندہ) لینے بیٹھے تو کل ۹۲ ہی آدمی درج

(آئینہ کمالات اسلام ص ۶۳۲ تا ۶۳۵، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

فہرست کئے۔“

حضرات! اب مرزا قادیانی کے دروغ پر غور فرمائیے گا کہ خود لکھتے ہیں کہ ہم نے تین سو

نام آئینہ کمالات میں درج کیا ہے۔ جب اس کو دیکھا جاتا ہے تو ایک جگہ تین سو پچیس لکھتے ہیں۔

پھر اسی جگہ تین سو ستائیس لکھتے ہیں۔ پانچ سو بھی لکھے ہیں اور چندہ دہندگان کے نام کل بانوے ہی

درج کئے ہیں۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے دوست وہی بانوے تھے۔ جنہوں نے

چندہ دیا۔ باقی سب تماشائی تھے۔ پس تمام وجوہات بالا سے ثابت ہو گیا کہ حدیث مذکورہ سے

مرزا قادیانی کا ذرہ بھر بھی لگاؤ نہیں بلکہ برعکس ان کی تکذیب کی تائید ہوئی اور مہدی کا ذب برادر

سوڈانی ثابت ہوئے۔ مرزائی اپنی آنکھیں کھول کر دیکھیں اور ایسے مہدی مضل سے سرخروئی

حاصل کریں۔

ناظرین! جب حضرت مہدیؑ اس حدیث شریف کے مطابق ظہور پر نور فرمائیں گے تو

ہر کہ وہ کے دل میں اللہ تعالیٰ ڈال دے گا اور ہر مسلمان ان کو شناخت کر لے گا کہ حضرت مہدی

امام آخر الزمانؑ بھی ہیں۔ فلینتظرہ!

نہایت ہی تعجب! مجھے نہایت ہی تعجب اور حیرانی ہے اور سب سے زیادہ افسوس

مرزا قادیانی کے الہامی حافظہ پر ہے کہ ناحق انہوں نے مہدی موعود بننے کی کوشش کی اور خانہ زاد

استعارات بے مغز کو کام میں لائے۔ کیونکہ جس مہدی موعود ہونے کا خود بڑے زور سے دعویٰ

کرتے ہیں۔ پہلے اس کے وجود کا سرے سے بڑے وثوق کے ساتھ انکار کر چکے ہیں۔ مرزا قادیانی کی الہامی دستاویزات ملاحظہ کے لئے نذر کرتا ہوں۔

الف ..... ”سنت جماعت کا مذہب ہے کہ امام مہدی فوت ہو گئے۔ آخر زمانہ میں انہیں کے نام پر ایک اور امام پیدا ہوگا۔ لیکن محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۴۵۷، خزائن ج ۳ ص ۳۴۴)

ب ..... ”امام مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں ہے۔ جب مسیح ابن مریم آئے گا تو امام مہدی کی کیا ضرورت ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۱۸، خزائن ج ۳ ص ۳۷۸، ملخص)

حاصل کلام مرزا قادیانی کا دعویٰ کہ میں مہدی موعود ہوں۔ علاوہ اس بحث اور دلائل کے جو پیچھے گذر چکے ہیں ان کی اپنی ہی تحریرات الہامی سے باطل ہو گیا باطل بھی ایسا کہ تاویل و استعارہ کی بھی گنجائش نہیں رہی۔ نہایت ہی شرم اور ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ خود ہی لکھتے ہیں کہ ”مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں ہے۔“ پھر اسی مہدی کے اذعائی بنتے ہیں کہ حدیث کے مطابق میں ہوں اور یہ بھی مرزا قادیانی نے جمہور کی مخالفت میں بڑا دھوکہ دیا ہے کہ اہل سنت جماعت کا مذہب ہے کہ امام مہدی فوت ہو گئے ہیں۔ یہ مذہب اہل سنت و جماعت کا برگز نہیں۔ دیکھو کتب احادیث و عقائد و سیرہ، صحیح ہے کہ جب کسی کے دماغ میں فتور آ جاتا ہے تو اس کو اگلی پچھلی باتیں یاد نہیں رہا کرتیں۔ مرزا قادیانی اس میں مجبور اور معذور ہیں۔ العیاذ باللہ!

الحمد للہ علی احسانہ خلاصہ رسالہ انجام آتھم و ضمیمہ اور اس کے مختصر جوابات جو مرزا قادیانی کے ہی تحریرات والہامات سے دیئے گئے ہیں ختم ہوا۔ اب قبل اس کے کہ مرزا قادیانی کے عقائد اور اعمال کی فہرست لکھوں دو باتوں کا اظہار ضروری اور لازمی ہے۔ اول دعویٰ نبوت، دوم توہینات انبیاء علیہم السلام جو مرزا قادیانی نے اپنی تالیفات میں کی ہیں۔ جس میں اہل اسلام کا متفقہ و مسلمہ مسئلہ و فتویٰ ہے کہ یہ کفر ہے۔ اگرچہ اس مختصر رسالہ میں متعدد جگہوں میں ان ہر دو امور کا ذکر اجمالاً و تفصیلاً آچکا ہے۔ لیکن ان ہر دو امور اہم کو الگ الگ لکھ دینا ناظرین کے لئے خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ اس لئے اول دعویٰ نبوت، دوم توہینات انبیاء علیہم السلام، سوم عقائد، چہارم اعمال لکھے جائیں گے۔ بتوفیقہ انشاء اللہ تعالیٰ اور اکثر عقائد اسلام حاشیہ پر لکھے جائیں گے۔

۱۔ دعویٰ نبوت ..... الخ! مسئلہ اگر کوئی کہے کہ میں پیغمبر ہوں یا رسول اللہ ہوں اور ارادہ اس کا خدا کے رسول ہونے کا ہو تو کافر ہوا۔ (عقائد عظیم ص ۱۶۶ سطر ۴ اور دیگر کتب)

## اول مرزا قادیانی کی طرف سے دعویٰ نبوت

..... ۱ ..... ”الہام“ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ یعنی

کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو۔“ (براہین احمدیہ ص ۲۳۹، خزائن ج ۱ ص ۲۶۶)

..... ۲ ..... ”اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عاجز خدا کی طرف سے اس امت کے لئے

محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے

کا ایک شرف رکھتا ہے اور امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسول اور نبیوں کی وحی کی طرح

اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور اس

سے انکار کرنے والا مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔“ (توضیح المرام ص ۱۸، خزائن ج ۳ ص ۶۰)

..... ۳ ..... ”مرسل یزدانی و مامور رحمانی حضرت جناب مرزا غلام احمد قادیانی۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۰۱، خزائن ج ۳ ص ۱۰۱)

..... ۴ ..... ”مجھ کو قادیان والوں نے نہایت تنگ کیا ہے۔ جیسے کہ میں یہاں سے

ہجرت کروں گا میرے روحانی بھائی مسیح کا قول ہے کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں۔“

(شخص حق ص ۲، خزائن ج ۲ ص ۳۲۶، ملخص)

..... ۵ ..... ”خدا نے مجھے آدم صفی اللہ کہا۔ مثیل نوح کہا۔ مثیل یوسف کہا۔ داؤد کہا۔

پھر مثیل موسیٰ کہا۔ پھر مثیل ابراہیم کہا۔ پھر بار بار احمد کے خطاب سے مجھے پکارا۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۵۳، خزائن ج ۳ ص ۲۲۸)

..... ۶ ..... ”پس واضح ہو کہ وہ مسیح موعود جس کا آنا انجیل اور احادیث صحیحہ کے رو سے

ضروری طور پر قرار پا چکا تھا۔ وہ تو اپنے وقت پر اپنے نشانوں کے ساتھ آ گیا اور آج وہ وعدہ پورا

ہو گیا۔ جو خدا تعالیٰ کی مقدس پیشین گوئیوں میں پہلے سے کیا گیا تھا۔“

(ازالہ اوہام ص ۴۱۴، ۴۱۳، خزائن ج ۳ ص ۳۱۵)

..... ۷ ..... ”چونکہ آدم اور مسیح میں مماثلت ہے۔ اس لئے اس عاجز کا نام آدم بھی

رکھا اور مسیح بھی۔“ (ازالہ اوہام ص ۴۵۶، خزائن ج ۳ ص ۳۴۲)

..... ۸ ..... ”خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور

نبی بھی۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۳۳، خزائن ج ۳ ص ۳۸۶)

۱۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی مولفہ براہین احمدیہ خدا کی کلام

ہے۔ نعوذ باللہ!

۹..... ”ہمارا گروہ سعید ہے۔ جس نے اپنے وقت پر اس بندہ (مرزا قادیانی) امور کو قبول کر لیا ہے۔ جو آسمان اور زمین کے خدا نے بھیجا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۸۷، خزائن ج ۳ ص ۱۹۰)

۱۰..... ”ہاں! محدث جو مرسلین میں سے ہے۔ امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۶۹، خزائن ج ۳ ص ۲۰۷)

۱۱..... ”محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور بزرخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اگرچہ وہ کامل طور پر امتی ہے۔ مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۶۹، خزائن ج ۳ ص ۲۰۷)

۱۲..... ”میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۳۴، خزائن ج ۳ ص ۲۴۲)

۱۳..... ”احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کے رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے۔ ”و مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد“ یعنی یہ آیت شریف مرزا قادیانی کے حق میں پیش گوئی ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۷۳، خزائن ج ۳ ص ۲۶۳)

۱۴..... ”اور یہ آیت کہ: ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ“ درحقیقت اسی مسیح ابن مریم کے زمانہ سے متعلق ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۷۵، خزائن ج ۳ ص ۲۶۴)

۱۵..... ”وہ آدم اور ابن مریم بھی عاجز ہے۔ کیونکہ اول تو ایسا دعویٰ اس عاجز سے

۱۔ اس بارہ میں ایک چار ورقہ ارشاد احسن الکلام فی بیان الصلوٰۃ والسلام مرزا قادیانی کے حواری محمد احسن امروہی نے لکھا ہے اور مرزا قادیانی پر درود بھیجنا بالاولیٰ ثابت کیا ہے۔ لکھا ہے کہ ”اس کی (مرزا قادیانی کی) محبت لوجبہ اللہ مجبور کرتی ہے کہ اس کے نام کے ذکر کے بعد سلام بھیجا جائے۔“ مگر افسوس ہے، مولوی محمد احسن امروہی کی محبت لوجبہ اللہ پر کہ مرزا قادیانی کے ساتھ تو یہ محبت ہو۔ لیکن پیغمبران الوالعزم علیہم السلام کے ساتھ ایک ذرہ بھر بھی محبت نہ ہو اور ان کے نام پر درود و سلام نہ بھیجا جائے۔ جیسے اسی رسالہ میں وہ لکھتے ہیں کہ ”اس سے ثابت ہے کہ حضرت آدم خود حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ جیسے پیغمبران الوالعزم مقام شفاعت میں کھڑے نہ ہو سکیں گے۔“ ص ۷، سطر ۴، ۵۔ دیکھئے ان پیغمبران علیہم السلام کے نام اقدس پر مطلق درود و سلام کی پروا تک نہیں کی۔ واہ آپ کا ایمان؟



- پہلے کبھی کسی نے نہیں کیا اور اس عاجز کا یہ دعویٰ دس برس سے شائع ہو رہا ہے۔“  
(ازالہ اوہام ص ۲۹۵، خزائن ج ۳ ص ۴۷۵)
- ۱۶..... ”اور ہر ایک شخص روشنی روحانی کا محتاج ہو رہا ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے اس روشنی کو دے کر ایک شخص دنیا میں بھیجا وہ کون ہے۔ یہی ہے جو بول رہا ہے۔“  
(ازالہ اوہام ص ۲۹۹، خزائن ج ۳ ص ۵۱۵)
- ۱۷..... ”حضرت اقدس امام انام مہدی مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ السلام۔“  
(رسالہ آریہ دھرم ص ۹، خزائن ج ۱۰ ص ۸۸)
- ۱۸..... ”میں جوان تھا جب خدا کی وحی اور الہام کا دعویٰ کیا اور اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور ابتداء دعویٰ پر مئیں برس سے بھی زیادہ گزر گیا۔“  
(انجام آتھم ص ۵۰، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)
- ۱۹..... ”ان کو کہا کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میرے پیچھے ہو لو۔ تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔“  
(انجام آتھم ص ۵۲، ۵۶، خزائن ج ۱ ص ایضاً)
- ۲۰..... ”اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا۔ قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو۔“  
(انجام آتھم ص ۵۲، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)
- ۲۱..... ”تیری شان عجیب ہے۔“  
(انجام آتھم ص ۵۲، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)
- ۲۲..... ”میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا ہے۔“  
(انجام آتھم ص ۵۲، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)
- ۲۳..... ”پاک ہے وہ جس نے اپنے بندہ کو رات میں سیر کرائی۔“  
(انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)
- ۲۴..... ”تجھے خوشخبری ہو اے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔“  
(انجام آتھم ص ۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)
- ۲۵..... ”میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا۔“ (انجام آتھم ص ۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)
- ۲۶..... ”تو ہمارے پانی میں سے ہے۔“ (انجام آتھم ص ۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)
- ۲۷..... ”خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔“  
(انجام آتھم ص ۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

نے اپنے وقت پر اس بندہ (مرزا قادیانی) بیجا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۸۷، خزائن ج ۳ ص ۱۹۰)

سے ہے۔ امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر  
(ازالہ اوہام ص ۵۶۹، خزائن ج ۳ ص ۴۰۷)

میں بطور بزرخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا  
”بھی ہوتا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۶۹، خزائن ج ۳ ص ۴۰۷)

تجک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ تیری  
(ازالہ اوہام ص ۶۳۴، خزائن ج ۳ ص ۴۴۲)

س کے رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف  
عدی اسمہ احمد“ یعنی یہ آیت شریف  
(ازالہ اوہام ص ۶۷۳، خزائن ج ۳ ص ۴۶۳)

رسل رسولہ بالہدی و دین الحق  
ما مریم کے زمانہ سے متعلق ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۷۵، خزائن ج ۳ ص ۴۶۴)

ہے۔ کیونکہ اول تو ایسا دعویٰ اس عاجز سے  
لکلام فی بیان الصلوۃ والسلام مرزا قادیانی  
پر درود بھیجنا بالاولیٰ ثابت کیا ہے۔ لکھا ہے  
ہے کہ اس کے نام کے ذکر کے بعد سلام  
محبت لوجبہ اللہ پر کہ مرزا قادیانی کے ساتھ تو  
ایک ذرہ بھر بھی محبت نہ ہو اور ان کے نام پر  
ہیں کہ ”ہں سے ثابت ہے کہ حضرت آدم  
عیسیٰ جیسے پیغمبران الوالعزم مقام شفاعت  
ان پیغمبران علیہم السلام کے نام اقدس پر  
؟“

- ۲۸..... ”ان شانئک هو الابرار“ تیرا بدگو بے خبر ہے۔ (میاں سعد اللہ مدرس لودھیانہ)
- ۲۹..... ”نبیوں کا چاند (مرزا قادیانی) آئے گا۔“ (انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)
- ۳۰..... ”تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں، تیرا بھید میرا بھید ہے۔“ (انجام آتھم ص ۵۹، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)
- ۳۱..... ”ابراہیم یعنی اس عاجز (مرزا قادیانی) پر سلام۔“ (انجام آتھم ص ۶۰، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)
- ۳۲..... ”اے نوح اپنی خواب کو پوشیدہ رکھ۔“ (انجام آتھم ص ۶۱، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)
- ۳۳..... ”یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے۔ جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں اور ان کے سواء اور بھی بہت سے الہامات ہیں۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ جس قدر میں نے لکھا ہے وہ کافی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین، خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اس کا دشمن جہنمی ہے۔“ (انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)
- ۳۵..... ”جس نے تیری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ۔“ (انجام آتھم ص ۷۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)
- ۳۶..... ”وما ارسلنک الا رحمة للعالمین“ تجھ کو تمام جہان کی رحمت کے واسطے بھیجا۔“ (انجام آتھم ص ۷۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)
- ۳۷..... ”انسی مرسلک الی قوم المفسدین“ میں نے تجھ کو قوم مفسدین کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔“ (انجام آتھم ص ۷۹، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)
- ۳۸..... ”مجھ کو خدا نے قائم کیا مبعوث کیا اور خدا میرے ساتھ ہم کلام ہوا۔“ (انجام آتھم ص ۱۶۷، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)
- ۳۹..... ”خدا کا روح میرے میں باقیں کرتا ہے۔“ (انجام آتھم ص ۱۶۷، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۴۰..... ”جو شخص مجھے ہے۔ جس نے مجھے مامور کیا اور جو مجھے قہ ہے۔“

۴۱..... ”خدا ان سب سے ہوں۔ پس ضرور ہے کہ بموجہ جب آ، ”میرے پر خا“

### یادداشت

دعویٰ نبوت کفر ہے۔ (دیکھ دو م تو، ”میں سچ سچ“)

۱..... شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا وہ ”جس قدر“

۲..... نکلیں۔“

۳..... ”حضرت م ہوئی۔ جس صورت پر حضرت موسیٰ، یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیش گوئیاں ز ”سیر معراج“

۱۔ توہینات.....

ص ۱۶۶، مسئلہ ہر پیغمبر کی جہان کتب عقائد و مالا بدمنہ ص ۵۸

۲۔ کثیف.....

لفظ عقائد عظیم ص ۱۷۱، سطر ۱۲۔ مسئلہ کی پائی جائے وہ یقیناً کفر ہے۔ بلا

ابد گوئے خبر ہے۔ (میاں سعد اللہ مدرس  
(انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)  
ئے گا۔“

(انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)  
ساتھ ہوں، تیرا بھید میرا بھید ہے۔“  
(انجام آتھم ص ۵۹، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)  
نی) پر سلام۔“

(انجام آتھم ص ۶۰، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

(انجام آتھم ص ۶۱، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)  
جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف  
مگر میں خیال کرتا ہوں کہ جس قدر  
میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے  
سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر  
انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)  
پر خدا کا ہاتھ۔“

ام آتھم ص ۷۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)  
تجھ کو تمام جہان کی رحمت کے  
آتھم ص ۷۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)  
میں نے تجھ کو قوم مفسدین کی  
آتھم ص ۷۹، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)  
سے ساتھ ہم کلام ہوا۔“  
تھم ص ۱۶۷، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

تھم ص ۱۶۷، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۴۵۵

۴۰..... ”جو شخص مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے۔ وہ اس خدا کو بے عزتی سے دیکھتا  
ہے۔ جس نے مجھے مامور کیا اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اس خدا کو قبول کرتا ہے۔ جس نے مجھے بھیجا  
ہے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۰)

۴۱..... ”خدا ان سب کے مقابل پر میری فتح کرے گا کیونکہ میں خدا کی طرف  
سے ہوں۔ پس ضرور ہے کہ بموجب آیہ کریمہ کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی میری فتح ہو۔“  
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۲)

۴۲..... ”میرے پر خدا کے نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔“  
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۷، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۱)

یادداشت

دعویٰ نبوت کفر ہے۔ (دیکھو عقائد عظیم ص ۱۶۶، ودیگر کتب عقائد)

دوم توہینات الانبیاء علیہم السلام

۱..... ”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے۔ جو  
شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا وہ ہرگز نہ مرے گا۔“ (ازالہ اوہام ص ۲، خزائن ج ۳ ص ۱۰۴)  
۲..... ”جس قدر حضرت مسیح علیہ السلام کی پیش گوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہیں  
نکلیں۔“ (ازالہ اوہام ص ۷، خزائن ج ۳ ص ۱۰۶)

۳..... ”حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیاں بھی اس صورت پر ظہور پذیر نہیں  
ہوئی۔ جس صورت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں امید باندھی تھی۔ غایت مافی الباب  
یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیش گوئیاں زیادہ غلط نکلیں۔“ (ازالہ اوہام ص ۸، خزائن ج ۳ ص ۱۰۶)  
۴..... ”سیر معراج (حضرت ﷺ) اس جسم کثیف ۲ کے ساتھ نہیں تھا۔“

(ازالہ اوہام ص ۷، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

۱۔ توہینات..... الخ! مسئلہ جو کوئی پیغمبر خدا کی اہانت کرے وہ کافر ہے۔ عقائد عظیم  
ص ۱۶۶، مسئلہ ہر پیغمبر کی جناب میں بے ادبی کرنا کفر ہے۔ بلفظ ضمان الفردوس ص ۳۲، سطر ۱، ودیگر  
کتب عقائد و مالا بدمنہ ص ۱۵۸

۲۔ کثیف..... الخ! مسئلہ جو کوئی پیغمبر علیہ السلام کے بال کو بالڑا یا بالیا کہے وہ کافر ہے۔  
بلفظ عقائد عظیم ص ۱۷۱، سطر ۱۴۔ مسئلہ جس کلمے میں کسی طرح کی بے ادبی یا اہانت جناب رسول اللہ ﷺ  
کی پائی جائے وہ یقیناً کفر ہے۔ بلکہ ایسا شخص واجب القتل۔ بلفظ ص ۳۱، سطر ۲۰ ضمان الفردوس۔

۵..... ”بلکہ اکثر پیش گوئیوں میں ایسے اسرار پوشدہ ہوتے ہیں کہ خود انبیاء کو ہی جن پر وہ وحی نازل ہو سمجھ میں نہیں آ سکتی۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۴۰، خزائن ج ۳ ص ۱۷۱)

۶..... اینک منم کہ حسب بشارات آمدم

عیسی کجاست تابه نہد پابمنبرم

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

۷..... ”یہ حضرت مسیح کا معجزہ (پرنڈے بنا کر ان میں پھونک مار کر اڑانا)

حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھٹکے ہوئے تھے کہ جو شعبہ بازی کی قسم میں سے دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے..... تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور پر ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو۔ جو مٹی کا ایک کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو۔ جیسے پرنڈہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے کہ جس میں ملکوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۰۲، ۳۰۳ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴، ۲۵۵)

۸..... ”اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی

طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو۔ کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صنایع ایسی ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں۔ جو کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں..... بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بکثرت آتے ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۰۲ تا ۳۰۴ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴، ۲۵۵)

۹..... ”حضرت مسیح ابن مریم باذن اللہ و حکم الہی المسیح نبی کی طرح اس عمل الترب

(مسریزم) میں کمال رکھتے تھے..... اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ

۱..... حضرت مسیح..... الخ! خدا کے حکم سے عمل مسریزم کرتے تھے۔ بقول مرزا قادیانی

جب وہ باذن اللہ یہ عمل کرتے تھے تو مرزا قادیانی اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت کس دلیل سے کہتے ہیں۔ مگر یہ سچ ہے کہ خداوند کریم کا حکم مرزا قادیانی کے لئے مکروہ اور قابل نفرت ہے؟ العیاذ باللہ!

کے فضل و توفیق سے امید قوی رہتا۔“

۱۰..... ”یہ“  
اچھا کرتے رہے۔ مگر ہدایت  
کے بارے میں ان کی کارروائی

۱۱..... ”یہ“  
حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک

۱۲..... ”ا“  
گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے

۱۳..... ”کہ میں مسیح موعود ہوں۔“

۱۴..... ”

۱۵..... ”حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود  
اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ  
ماہیت کما ہی بھی ظاہر فرما

۱۶..... ”سے وہ مقتول زندہ ہوگا  
مسریزم تھا۔“

۱۷..... ”وہ بھی ان کا مسریزم کا“

میں ایسے اسرار پوشہ ہوتے ہیں کہ خود انبیاء کو ہی  
(ازالہ اوہام ص ۱۳۰، خزائن ج ۳ ص ۱۷۱)

سب بشارات آدم

تابہ نہد پابمنبرم

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

ہ (پندے بنا کر ان میں پھونک مار کر اڑانا)  
غ سے ثابت ہے کہ ان دنوں ایسے امور کی طرف  
بازی کی قسم میں سے دراصل بے سود اور عوام کو  
خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور پر ایسے طریق  
کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا  
واز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح  
کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں  
م ہے کہ جس میں ملکوں کے ایجاد کرنے اور طرح  
ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵، ۲۵۴)

رنا چاہئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی  
۔ کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ  
وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی  
ہیں اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بکثرت  
ہام ص ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵، ۲۵۴)  
ذن و حکم الہی السبع نبی کی طرح اس عمل الترب  
س عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ

سے عمل مسریم کرتے تھے۔ بقول مرزا قادیانی  
س عمل کو مکروہ اور قابل نفرت کس دلیل سے کہتے  
کے لئے مکروہ اور قابل نفرت ہے؟ العیاذ باللہ!

کے فضل و توفیق سے امید تھی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمایوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ  
(ازالہ اوہام ص ۳۰۸، ۳۰۹، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵، ۲۵۷)

۱۰۔ ”گو حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل (مسریم) کے ذریعہ سے  
اچھا کرتے رہے۔ مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کی کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے  
کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۱۰، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۸)

۱۱۔ ”یہ جو میں نے مسریمی طریق کا نام عمل الترب رکھا ہے۔ جس میں  
حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے۔ یہ الہامی نام ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۱۲، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۹)

۱۲۔ ”ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارہ میں پیش  
گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اسی میدان میں مر گیا۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۲۹، خزائن ج ۳ ص ۳۳۹)

۱۳۔ ”یہ وقت ظہور مسیح موعود کا وقت ہے۔ کسی نے بجز عاجز کے دعویٰ نہیں کیا  
کہ میں مسیح موعود ہوں۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۸۳، خزائن ج ۳ ص ۶۶۹)

۱۴۔ ”حضرت رسول خدا ﷺ کو الہام وحی کے معنی سمجھنے میں غلطی ہوئی۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۸۸، خزائن ج ۳ ص ۴۷۱)

۱۵۔ ”اسی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی  
حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبہ مشکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کی گدھے کی  
اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یا جوج ماجوج کی عمیق تک وحی الہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابة الارض کی  
ماہیت کما ہی بھی ظاہر فرمائی گئی ہو۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳)

۱۶۔ ”سورہ بقرہ میں جو ایک قتل کا ذکر ہے کہ گائے کی بوٹیاں لغش پر مارنے  
سے وہ مقتول زندہ ہو گیا تھا اور اپنے قاتل کا پتہ دے دیا تھا۔ یہ محض موسیٰ کی دھمکی تھی اور علم  
مسریم تھا۔“

(ازالہ اوہام ص ۷۴۸، خزائن ج ۳ ص ۵۰۳، ۵۰۴)

۱۷۔ ”حضرت ابراہیم کا چار پرندوں کے معجزہ کا ذکر جو قرآن شریف میں ہے  
وہ بھی ان کا مسریم کا عمل تھا۔“

(ازالہ اوہام ص ۷۵۲، خزائن ج ۳ ص ۵۰۳)

۱۸..... ”مسیح کی دادیوں اور نانینوں کی نسبت جو اعتراض ہے۔ اس کا جواب بھی آپ نے سوچا ہوگا۔“  
(نور القرآن ص ۱۹، خزائن ج ۹ ص ۳۹۴)

۱۹..... ”یسوع نے ایک کنجری کو اپنی بغل میں لیا اور عطر ملوایا۔“  
(نور القرآن ص ۴، خزائن ج ۹ ص ۴۳۹)

۲۰..... ”مسیح کا بے باپ۔ پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ بات نہیں۔ حضرت آدم ماں اور باپ دونوں نہیں رکھتے تھے۔ اب قریب برسات آئی ہے۔ باہر جا کر دیکھئے کہ کتنے کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔“ (جنگ مقدس ص ۱۸۹، خزائن ج ۶ ص ۶۸۰)

۲۱..... ”مریم کا بیٹا کشلیا ۲ کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔“

(انجام آتھم ص ۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۲۲..... (حضرت یسوع مسیح کی نسبت) شریر، مکار، موٹی عقل والا، بد زبان، غصہ ور، گالیاں دینے والا، جھوٹا علمی اور عملی قویٰ میں کچا، چور، شیطان کے پیچھے چلنے والا، شیطان کا ملہم، اس کے دماغ میں خلل تھا۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان جدی مناسبت سے تھا۔ زنا کاری کا عطر ایک کنجری سے سر پر ملوایا۔ (حاشیہ ضمیر انجام آتھم ص ۴۲، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸ تا ۲۹۱ ملخصاً)

العیاذ باللہ نقل کفر کفر نباشد!

یادداشت: توہین انبیاء علیہم السلام کفر ہے۔

سوم مرزا قادیانی کے عقائد (جمہور اہل اسلام کے خلاف)

۱..... مرزا قادیانی کا خدا (عاجی) ہاتھی دانت یا گوبر کا ہے۔

۱۔ مرزا قادیانی کی دلیری، بے باکی اور توہین نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر خیال فرمائیے۔ اللہ ان کے حق میں (سورہ مریم آیت نمبر ۲۱) فرماتا ہے۔ ”آیۃ للناس ورحمة منا“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بن باپ پیدا کرنا لوگوں کے واسطے نشان ہے اور رحمت۔ مرزا قادیانی کی نگاہ ایسی ہے کہ قرآن کریم بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ نعوذ باللہ!

۲۔ کشلیا راجہ رام چندر جی کی والدہ کا نام ہے۔ جس کو ہندو لوگ اوتار پر میشر (خدا) کہتے ہیں۔ آریہ لوگ صرف راجہ کہتے ہیں اور مسلمان لوگ ان کو کافر جانتے ہیں۔



قولہ: ہمارا خدا عاجی ہے۔ (اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہیں۔)

(برائین احمدیہ ص ۵۵۶ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۶۲۳)

عاجی کے معنی ہاتھی دانت کا یا گو بر کا کے ہیں۔ دیکھو کتب لغت منتخب اللغات اور

(کتاب ہذا میں تفصیل پہلے گزر چکی)

قاموس اور اس کی تحقیقات میں۔

۲..... فرشتے کوئی نہیں جو کچھ عالم میں ہو رہا ہے وہ سیارات کی تاثیرات سے

ہو رہا ہے۔ قولہ ”ملائکہ وہ روحانیات ہیں کہ ان کو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ یاد  
ساتیر اور وید کے موافق ارواح کواکب ان کو نامزد کریں یا نہایت طریق سے ملائکہ اللہ کا ان کو  
لقب دیں۔ درحقیقت یہ ملائکہ ارواح کواکب اور سیارات کے لئے جان کا حکم رکھتے ہیں اور عالم  
میں جو کچھ ہو رہا ہے انہیں سیاروں کے کواکب اور ارواح کی تاثیرات سے ہو رہا ہے۔“

(توضیح المرام ص ۳۳، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۶۷، خزائن ج ۳ ص ۶۷، ۶۸، ۷۰، ۷۱، ۷۵)

۳..... جبرائیل علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کے پاس زمین پر بھی نہیں آئے اور نہ

آتے ہیں۔

قولہ: ”جبرائیل امین جو انبیاء علیہم السلام کو دکھائی دیتا ہے۔ وہ بذات خود زمین پر نہیں

اترتا اور اپنے اور اپنے ہیڈ کو اثر (صدر مقام) سے نہایت روشن نیر سے جدا نہیں ہوتا۔ بلکہ صرف  
اس کی تاثیر نازل ہوتی ہے اور اس کے عکس سے تصویر ان کے (یعنی انبیاء علیہم السلام) دل میں

منقوش ہو جاتی ہے۔“ (توضیح المرام ص ۶۸، ۷۰، ۸۵، خزائن ج ۳ ص ۸۶، ۸۷، ۹۵)

۱۔ قولہ سے مراد خاص مرزا قادیانی کی کلام ہے اور قال سے کسی دیگر شخص کی۔

۲۔ ایمان تفصیلی میں فرشتوں پر ایمان لانا فرض ہے اور منکران کا کافر ہے۔ جیسا اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے کہ: ”ومن یکفر باللہ وملئکتہ وکتبہ والیوم الآخر فقد ضل صلا

بعیدا (نساء: ۱۳۶)“ یعنی جو انکار کرے اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس

کے پیغمبروں کا اور قیامت کے دن کا وہ گمراہ ہوا گمراہی دور کی اور حدیث صحیحین میں ہے۔ ”ان

تؤمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر (بخاری ج ۱ ص ۱۲، باب سوال

جبرائیل النبی ﷺ عن الایمان: مسلم ج ۱ ص ۲۷، کتاب الایمان واللفظ لہ)“ مرزا قادیانی

قرآن شریف اور احادیث شریف سے انکاری ہیں۔ العیاذ باللہ منہ! دیکھو عقائد الاسلام۔

جو اعتراض ہے۔ اس کا جواب بھی

را القرآن ص ۱۹، خزائن ج ۹ ص ۳۹۴)

یا اور عطر ملوایا۔“

را القرآن ص ۷۴، خزائن ج ۹ ص ۴۴۹)

۱۔ میں کچھ عجوبہ بات نہیں۔ حضرت

نبی ہے۔ باہر جا کر دیکھئے کہ کتنے

مقدس ص ۱۸۹، خزائن ج ۶ ص ۶۸۰)

زیادت نہیں رکھتا۔“

نجم آہم ص ۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

کار، موٹی عقل والا، بد زبان، غصہ

کے پیچھے چلنے والا، شیطان کا ملہم،

اور کسی عورتیں تھی۔ جن کے خون

کی مناسبت سے تھا۔ زنا کاری کا

۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸ تا ۲۹۱ ملخصاً)

۱۔

ام کے خلاف)

لو بر کا ہے۔

فرت عیسیٰ علیہ السلام پر خیال

یۃ للناس ورحمة منا“

ن ہے اور رحمت۔ مرزا قادیانی

ہندو لوگ اوتار پر میشر (خدا)

جانتے ہیں۔

۴..... انبیاء علیہم السلام جھوٹے ہوتے ہیں۔

قولہ: ”ایک بادشاہ کے وقت چار سونبی نے اس کے فح کے بارہ میں پیش گوئی کی اس میں وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی۔ بلکہ وہ اسی میدان میں مارا گیا۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۹، خزائن ج ۳ ص ۳۹)

۵..... معجزات حضرت سلیمان و حضرت مسیح علیہم السلام کے محض عقلی اور بے سود از قسم شعبہ بازی اور لوگوں کو فریفتہ کرنے والے تھے۔

قولہ: الف..... ”بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ (پندے بنا کر انہیں پھونک مار کر اڑانا) حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دونوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔“ (ازالہ اوہام ص ۳۰۲، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)

ب..... پہلے کتاب ہذا توہینات میں درج ہو چکا ہے۔

۶..... حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بھی سچی غلط نکلی۔

قولہ: حضرت رسول خدا ﷺ نے الہام اور وحی غلط سمجھیں۔

(ازالہ اوہام ص ۶۸۹، خزائن ج ۳ ص ۴۷۲)

۷..... حضرت رسول اکرم ﷺ کو ابن مریم اور دجال اور اس کے گدھے اور یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کی حقیقت سے وحی الہی نے خبر نہیں دی۔

۱..... انبیاء..... الخ! جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے اور انبیاء علیہم السلام گناہ کبیرہ اور صغیرہ سے پاک ہیں اور وہ معصوم ہیں اور راست باز ہیں۔ اس کا انکار کفر ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کو جھوٹا کہے وہ کافر ہے۔ (عقائد الاسلام ص ۳۸، ۳۵۲، مؤلفہ مولانا ابو محمد عبدالحق دہلوی۔)

۲..... معجزات..... الخ! یہ سید احمد خان صاحب بہادر کی کاسہ لیبسی ہے۔ وہ بھی اپنے رسالہ تہذیب الاخلاق جمادی الاول ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء میں معجزات کو یہاں امتی کا سانگ لکھتے ہیں۔ انکار معجزہ انکار کلام اللہ ہے۔ جو کفر ہے۔ عقائد الاسلام وغیرہ کتب عقائد۔

۳..... وحی غلط..... الخ! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت ایسا کہنا ان کو نفوذ باللہ جھوٹا سمجھنا ہے۔ یہ سخت اہانت حضرت محمد ﷺ کی ہے۔ جو کفر ہے۔ عقائد الاسلام مؤلفہ مولانا مولوی ابو محمد عبدالحق دہلوی۔

قولہ: ”اس لئے

کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کے کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوسیت کما ہی بھی ظاہر فرمائی

۸.....

قولہ: ”حضرت

نجاری کا کام بھی کرتے رہے

۹.....

قولہ: ”

میں کمال رکھتے تھے۔“

۲.....

جس میں حضرت مسیح بھی کہ

۱۰.....

فلسفہ پرداز و مدار

قولہ: ”

۱.....

۱..... قولہ یوسف

یمسنی بشر (آل

کفر ہے۔

۲..... معراج

یعنی جو معراج جسمانی

معراج جس

ثم الی ماشاء اللہ

اللہ نے چاہا حق ہے۔

طبع کراچی۔ کتب عقائد

المسجد الاقصیٰ



قولہ: ”اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبہ مشکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یا جوج ماجوج کے عمیق تک وحی الہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دالبۃ الارض کی ماہیت کما ہی بھی ظاہر فرمائی گئی ہو۔“ (ازالہ اوہام ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۲)

۸..... حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے تھے۔

قولہ: ”حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے تھے۔“ (ازالہ اوہام ص ۳۰۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵، ۲۵۴)

۹..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسریم میں مشق کرتے اور کمال رکھتے تھے۔

قولہ: ”حضرت مسیح ابن مریم السبع نبی کی طرح اس عمل الترب (مسریم) میں کمال رکھتے تھے۔“ (ازالہ اوہام ص ۳۰۸، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۷)

۲..... ”یہ جو میں نے مسریمی عمل کا نام عمل الترب رکھا ہے یہ الہامی نام ہے۔ جس میں حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۱۲، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۹)

۱۰..... آنحضرت ﷺ کے معراج ۲ جسمانی کا انکار۔ (مرزا قادیانی کے ایمان کا

فلسفہ پرداز و مدار)

قولہ: ”نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کر رہا ہے کہ کوئی انسان

۱. قولہ یوسف نجار..... الخ! سید احمد خان صاحب کی کاسہ لیلیٰ۔ صریح ”نص و لم یمسسنی بشر (آل عمران: ۴۷)“ حضرت مریم علیہا السلام کا قول مندرجہ قرآن مجید کا انکار کفر ہے۔

۲. معراج..... الخ! ”وخبیر المعراج حق و من رده فهو مبتدع ضال“ یعنی جو معراج جسمانی کا انکار کرے بدعتی گمراہ ہے۔ (فقہ اکبر ص ۸ طبع مصر)

معراج جسمانی..... الخ! ”عقائد اسلام و معراجہ فی الیقظۃ الی السماء ثم الی ما شاء اللہ حق“ یعنی حضرت ﷺ کا معراج بیداری میں آسمان کی طرف پھر جہاں اللہ نے چاہا حق ہے۔ بلفظ سمیل الجہان ترجمہ تکمیل الایمان ص ۳۹ سطر ۱۷، و اشرح عقائد ص ۱۴۳، طبع کراچی۔ کتب عقائد ”سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی

المسجد الاقصی (الاسراء: ۱)“

تے ہیں۔

نے اس کے فتح کے بارہ میں پیش گوئی کی اس ی میدان میں مارا گیا۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۲۹، خزائن ج ۳ ص ۴۳۹)

حضرت مسیح علیہم السلام کے محض عقلی اور بے سود

کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ (پرندے بنا کر انہیں

ح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دانوں

نے تھے کہ جو شعبہ بازی کی قسم میں سے اور

(ازالہ اوہام ص ۳۰۲، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)

درج ہو چکا ہے۔

بھی ۳ وحی غلط نکلی۔

و روحی غلط سمجھیں۔

(ازالہ اوہام ص ۶۸۹، خزائن ج ۳ ص ۴۷۲)

ابن مریم اور دجال اور اس کے گدھے اور نے خبر نہیں دی۔

ہے اور انبیاء علیہم السلام گناہ کبیرہ اور صغیرہ سے

انکار کفر ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کو جھوٹا کہے

ہام ص ۲۵۲، ۲۵۱، مؤلفہ مولانا ابو محمد عبدالحق دہلوی۔)

ماحب بہادر کی کاسہ لیلیٰ ہے۔ وہ بھی اپنے

۱۱ مطابق ۱۸۷۹ء میں معجزات کو یہاں امتی

لکھنے۔ عقائد الاسلام وغیرہ کتب عقائد۔

ﷺ کی نسبت ایسا کہنا ان کو نعوذ باللہ جھوٹا سمجھنا

ہے۔ عقائد الاسلام مؤلفہ مولانا مولوی ابو محمد

اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریہ تک بھی پہنچ سکے۔ پس اس جسم کا کرہ ماہتاب و آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

۲..... ”سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔“

(ازالہ اوہام ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

۱۱..... قرآن شریف میں گندی گالیاں ابھری ہیں۔

قولہ: ۱..... ”قرآن شریف جس بلند آواز سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے۔ لیکن قرآن شریف کفار کو سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۵، ۲۶ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۱۵)

۲..... ”اس نے (قرآن شریف نے) ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۷ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۱۶)

۱۲..... براہین احمدیہ (مؤلفہ مرزا قادیانی) خدا کی کلام ہے۔

قولہ: ”خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اسی عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۳۳، خزائن ج ۳ ص ۳۸۶)

۱۳..... قرآن شریف (کلام اللہ) مرزا قادیانی کی کلام ہے۔

قولہ: ”اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں

(حقیقت الوحی ص ۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۸۷)

۱۴..... قرآن شریف میں ۳۱ جو معجزات ہیں وہ سب مسمریزم ہیں۔

قولہ: ”قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض مردے زندہ ہو گئے تھے۔ جیسے وہ مردہ

۱۔ گندی گالیاں..... الخ! مسئلہ جس کلمے میں بے ادبی یا اہانت قرآن مجید یا کسی

آیت کی ہو۔ بے شک کفر ہے۔ ص ۳۲ ضمان الفردوس وغانیۃ الاوطار ترجمہ (در مختار ص ۵۱۳، سطر ۲۱)

۲۔ مرزا قادیانی..... الخ! جو شخص قرآن شریف کو مخلوق کہے وہ کافر ہے۔ بلفظ غایہ

(ترجمہ در مختار ص ۵۱۳، سطر ۲۱)

۳۔ معجزات..... الخ! معجزات قرآنی کا منکر قرآن شریف کا منکر ہے۔ قرآن شریف

کا منکر کافر ہے۔

جس کا خون نبی اسرائیل نے چھپا لیا تھا گائے کے گوشت کی بوٹیوں سے جس گائے کا۔ وغیرہ وغیرہ اس قصہ سے واقف یہ صرف دھمکی تھی کہ تا چور بے دل ہو کر الترب یعنی مسمریزم کا ایک شعبہ تھا۔

۱۵..... قرآن شریف

موجود ہے۔ (کلام الہی میں کی بیشی)

قولہ: ”جس روز وہ الہام

اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ

بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور

من القادیان“ تو میں نے سن کر بہت

انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے

قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں

موجود ہے۔ تب میں نے دل میں کہہ

تین شہروں کا نام قرآن شریف میں

۱۶..... قادیان مثلاً

قولہ: ”ومن دخلہ“

بات میں تیرے لئے آسانی نہیں

اس جگہ مراد وہ چوبارہ ہے جس میں

بیٹ الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو

۱۔ ”انا انزلناہ“

(الحجر: ۹)“ کا انکار، گویا قرآن

۲۔ حرم کعبہ..... الخ

مطلب کے مطابق کرنا جس کا

ہے۔ جو کفر ہے۔ نعوذ باللہ عفاکذا

جس کا خون نبی اسرائیل نے چھپالیا تھا۔ جس کا ذکر اس آیت ”واذ قتلتم“ میں ہے کہ اس گائے کے گوشت کی بوٹیوں سے جس کے ہاتھ سے مقتول کے جسم پر لگنے سے زندہ ہو گیا تھا یا ہو جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ اس قصہ سے واقعی طور پر زندہ ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ صرف دھمکی تھی کہ تاچور بے دل ہو کر اپنے تئیں ظاہر کر دے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ طریق عمل الترب یعنی مسمریزم کا ایک شعبہ تھا۔“ (ازالہ اوہام ص ۴۸ تا ۴۹، خزائن ج ۳ ص ۵۰۳، ۵۰۴)

۱۵..... قرآن شریف میں یہ عبارت انا انزلناہ قسریباً من القادیان موجود ہے۔ (کلام الہی میں کی بیشی)

قولہ: ”جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہوا تھا۔ اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر با آواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا۔ انا انزلناہ قریباً من القادیان“ تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن مجید میں درج ہے اور تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ، مدینہ اور قادیان۔“

(ازالہ اوہام ص ۷۶، ۷۷، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۳۰)

۱۶..... قادیان بمثل حرم ۲ کعبۃ اللہ ہے۔

قولہ: ”ومن دخلہ کان امناً..... ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا۔ کیا ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی کہ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطاء کیا..... بیت الفکر سے اس جگہ مراد وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور ومن دخلہ کان

۱..... ”انا انزلناہ..... الخ (انعام: ۱۵۰)“ آیت شریف ”وانا لہ لحافظون (الحجر: ۹)“ کا انکار، گویا قرآن مجید کا انکار ہے۔

۲..... حرم کعبۃ..... الخ! آیت قرآن شریف کو خلاف ظاہر نص کے منطبق کرنا یا کسی اور مطلب کے مطابق کرنا جس کا قرآن شریف میں عبارت ظاہر ذکر نہیں تحریف قرآن شریف ہے۔ جو کفر ہے۔ نعوذ باللہ عقائد الاسلام وغیرہ کتب عقائد۔

پس اس جسم کا کرہ ماہتاب و آفتاب  
(ازالہ اوہام ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)  
ما تھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا  
(ازالہ اوہام ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)  
بھری ہیں۔

سے سخت زخمی کے طریق کو استعمال کر رہا  
سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال  
لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان  
(ازالہ اوہام ص ۲۶، ۲۵، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۱۵)  
ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے  
استعمال کئے ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۷۷، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۱۶)  
خدا کی کلام ہے۔

عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔“  
(ازالہ اوہام ص ۵۳۳، خزائن ج ۳ ص ۳۸۶)  
دیانی ۲ کی کلام ہے۔

خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں  
حقیقت الوحی ص ۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۸۷)  
ہیں وہ سب مسمریزم ہیں۔

ردے زندہ ہو گئے تھے۔ جیسے وہ مردہ

بے ادبی یا اہانت قرآن مجید یا کسی  
بہ الاطوار ترجمہ (در مختار ص ۵۱۳، سطر ۲۱)

کو مخلوق کہے وہ کافر ہے۔ بلفظ غایہ  
(ترجمہ، در مختار ص ۵۱۳، سطر ۲۱)

ن شریف کا منکر ہے۔ قرآن شریف

امننا اس مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔“

(براین احمدیہ ص ۵۵۸، ۵۵۹ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۲۱۶، ۲۱۷)

۱۷..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔ آنے والے مسیح مرزا قادیانی ہی ہیں۔

قولہ: ۱..... ”یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔“

(ازالہ اوہام ص ۴۷۳، خزائن ج ۳ ص ۳۵۳)

۲..... خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ عیسیٰ مر چکے۔ خدا نے حکم موت ان پر جاری کر دیا اور آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔

۱۸..... حضرت رسول اکرم ﷺ خاتم النبیین علیہ السلام نہیں ہیں۔

قولہ: ۱..... ”اگر عذر ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوئی ہے۔ اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔“

۲..... ”وحی الہی پر صرف نبوت کاملہ کی حد تک کہاں مہر لگ گئی ہے..... اے غافل اس امت مرحومہ میں وحی کی نالیاں قیامت تک جاری ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۴۲۱، خزائن ج ۳ ص ۳۲۱)

۱۹..... حضرت ﷺ کے چار یاروں کے شمار میں حضرت عثمانؓ نہیں ہیں؟

قولہ: ۱..... ”صدیق، فاروق اور حیدر کی طرح اسلامی برکتوں اور استقامتوں کو دکھلا کر امن میں آ جانے کا موجب ہو گا۔“

۲..... ”اور وہ چشمہ اسی چشمہ کا ہم رنگ ہو گا۔ جو قریش کے مقدس بزرگوں صدیق، فاروق اور علی المرتضیٰ کو ملا تھا۔ جن کے ایمان کو آسمان کے فرشتے بھی تعجب کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔“

۱..... فوت ہو چکے..... الخ! اجماع امت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بحکم عصری آسمان پر ہیں۔ قیامت کے قریب نزول فرمائیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ منکر اجماع امت کا کافر ہے۔ عقائد اسلام ص ۶۔

۲..... خاتم النبیین..... الخ! ختم نبوت حضرت محمد ﷺ کا منکر کافر ہے۔

۲۰۔ قیامت نہیں ہوگی۔ تقدیر کوئی چیز نہیں۔

قولہ ”میں ایک مسلمان ہوں۔ امنت باللہ وملئکة وکتابہ ورسله والبعث بعد الموت“ (پورا ایمان مفصل نہیں) (ازالہ اوہام ص ۴۵۷، خزائن ج ۳ ص ۱۰۲)

۲۱۔ حضرت مہدی نہیں آئیں گے۔

قولہ ۱۔ ”محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۴۵۷، خزائن ج ۳ ص ۳۲۳)

۲۔ ”امام مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۱۸، خزائن ج ۳ ص ۳۷۸)

۲۲۔ دجال پادری ہیں اور کوئی دجال نہیں آئے گا۔

قولہ ”پانیہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی۔ یہی پادریوں

۱۔ امنت باللہ..... الخ! عقائد اسلام میں صفت ایمان یہ ہے ”اُمدت باللہ وملئکته وکنسہ ورسله والیوم الآخر والقدیر وحیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت“ ہر ایک کتاب عقائد وغیرہ میں درج ہے۔ مسئلہ جو قیامت اور جنت اور نار اور میزان یا کسی بات کا جو حضرت محمد ﷺ نے یقین فرمائی ہے۔ انکار کرے کافر ہے۔

(ترجمہ در مختار ص ۵۳، ضامن فردوس ص ۳۲ وغیرہ)

۲۔ صحیح نہیں..... الخ! بایں ہمہ اب خود مرزا قادیانی مہدی بن گئے۔

۳۔ دجال..... الخ! عقیدہ اہل اسلام یہ ہے۔ ”وخرج الدجال ویاجوج ماجوج وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء وسائر علامات یوم الفیامۃ علی وما وردت به الاخبار الصحیحہ حق کان“ (فتا کبر ص ۹، ۸، طبع مصر)

یعنی اور نکلتا دجال اور یاجوج ماجوج کا اور نکلتا سورج کا مغرب سے اور اترنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر سے اور باقی تمام نشانیوں قیامت کا جیسا صحیح حدیثوں میں وارد ہوا ہے۔ حق ہے اور ضرور ہونے والا ہے۔

بج ۵۵۸، ۵۵۹ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۶۶۶، ۶۶۷)

۱۔ ہو چکے ہیں۔ دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں

۱۔ کلید میں جا کر فوت ہو گیا۔“

(ازالہ اوہام ص ۴۷۳، خزائن ج ۳ ص ۳۵۳)

۲۔ مرچکے۔ خدا نے حکم موت ان پر جاری کر دیا

(انجام آتھم ص ۸۰، خزائن ج ۱ ص ۱۱۵)

۳۔ تم انہیں ۲۔ والمرسلین نہیں ہیں۔

۴۔ سدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوئی ہے۔

۵۔ وہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور

۶۔ اس کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ

(توضیح المرام ص ۱۸، خزائن ج ۳ ص ۶۰)

۷۔ آمد کی حد تک کہاں مہر لگ گئی ہے..... اے

جاری ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۴۲۱، خزائن ج ۳ ص ۳۲۱)

۸۔ کے شمار میں حضرت عثمانؓ نہیں ہیں؟

۹۔ طرح اسلامی برکتوں اور استقامتوں کو دکھلا

(ازالہ اوہام ص ۱۰۰ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۵۰)

۱۰۔ رنگ ہوگا۔ جو قریش کے مقدس بزرگوں

۱۱۔ ان کو آسمان کے فرشتے بھی تعجب کی نگاہ سے

(ازالہ اوہام ص ۱۰۶ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۵۳)

۱۲۔ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ جسم غصری

۱۳۔ وغیرہ وغیرہ۔ منکر اجماع امت کا کافر

۱۴۔ محمد ﷺ کا منکر کافر ہے۔



کا گروہ ہے۔ جو نڈی کی طرح دنیا میں پھیل گیا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۹۵، ۳۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۶۶)

۲۳..... دجال کا یہی ریل گدھا ہے اور کوئی گدھا نہیں۔

قولہ: ”وہ گدھا دجال کا اپنا ہی بنایا ہوا ہوگا۔ پھر اگر وہ ریل نہیں ہے تو اور کیا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۸۵، خزائن ج ۳ ص ۳۷۰)

۲۴..... یا جوج و ماجوج کوئی نہیں ہوں گے۔

قولہ: ”یا جوج و ماجوج سے دو قومیں انگریز اور روس مراد ہیں اور کچھ نہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۰۲، ۵۰۸، خزائن ج ۳ ص ۳۶۹، ۳۷۳)

۲۵..... دابۃ الارض علماء ہوں گے اور کچھ نہیں۔

قولہ: ”دابۃ الارض وہ علماء اور واعظین ہیں۔ جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے۔“

آخری زمانہ میں ان کی کثرت ہوگی۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۱۰، خزائن ج ۳ ص ۳۷۳)

۲۶..... دُخان کچھ نہیں ہوگا۔

قولہ: ”دُخان سے مراد قحط عظیم و شدید ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۱۳، خزائن ج ۳ ص ۳۷۵)

۲۷..... آفتاب مغرب سے نہیں نکلے گا۔

قولہ: ”مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی آفتاب

سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۱۵، خزائن ج ۳ ص ۳۷۶، ۳۷۷)

۲۸..... عذاب قبر نہیں ہے۔

قولہ: ”کسی قبر میں سانپ اور بچھو دکھاؤ۔“ (ازالہ اوہام ص ۴۱۵، خزائن ج ۳ ص ۳۱۶)

۲۹..... تناخ صحیح ہے۔

قولہ: ”هف صد و هفتاد قالب دیدہ ام

بارہا چوں سبزہ ہار وئیدہ ام

(ست بچن ص ۸۴، خزائن ج ۱۰ ص ۲۰۸)

۳۰..... ”ہمیشہ انسان کے بدن میں سلسلہ تحلیل کا جاری ہے۔ یہاں تک کہ

تحقیقات قدیمہ و جدیدہ سے ثابت ہے کہ چند سال میں پہلا جسم تحلیل پا کر معدوم ہو جاتا ہے اور

دوسرا بدن بدل مانتھل ہو جاتا ہے۔“ (جنگ مقدس ص ۱۰، خزائن ج ۶ ص ۹۲)

۳۰..... مرزا قادیانی کا الہ

قولہ: ”وہ الہامات جن

۲..... جب کسی دل پر

مجموع کی طرح علم یقینی قطعی حاصل ہو۔“

۳..... ”ایسے وقتوں

اور یقینی ہوتا ہے۔“

۳..... ”رسولوں اور

دُخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔“

۵..... ”اس جگہ (م

سے یقینی علم پا کر کہتا ہوں۔“

۳۱..... خدا نے مرزا

قولہ: ”(الہام)

اصل عبارت عربی اعمل ماشئت

۲..... ”پھر فرما

تاکہ تیرا خدا (عاجی) تیرے اگلے

۱..... قطعی یقینی

پیغمبران علیہم السلام کے اور کسی

مرزا قادیانی کا الہام وحی کی طر

اور بالخصوص حضرت محمد ﷺ پر

۲..... جو وحی چاہے

مخالف ہیں اور ان کی پرواہ نہیں

۳۰..... مرزا قادیانی کا الہام قطعی اور یقینی مثل وحی انبیاء علیہم السلام کے ہے۔  
 قولہ: ۱..... ”وہ الہامات جن پر خدا نے مجھ کو اطلاع دی ہے۔“

(برائین احمدیہ ص ۲۲۳ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۲۲۸)

۲..... جب کسی دل پر نبوی برکتوں کا پرتوہ پڑے گا تو ضرور ہے کہ اس کو اپنے  
 متوجع کی طرح علم یقینی قطعی حاصل ہو۔“

(برائین احمدیہ ص ۲۲۲ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۲۵۷)

۳..... ”ایسے وقتوں میں وہی لوگ حجت اسلام ٹھہرتے ہیں۔ جن کا الہام قطعی  
 اور یقینی ہوتا ہے۔“

(برائین احمدیہ ص ۲۲۲ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۲۵۸)

۴..... ”رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو (الہام مرزا قادیانی) بھی  
 دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔“

(توضیح الرام ص ۱۸، خزائن ج ۳ ص ۶۰)

۵..... ”اس جگہ (مرزا قادیانی پر) الہام بارش کی طرح برس رہا ہے۔ میں خدا  
 سے یقینی علم پا کر کہتا ہوں۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۷، خزائن ج ۱ ص ۳۳۱)

۳۱..... خدا نے مرزا قادیانی کے اگلے پچھلے گناہ سب بخش دیئے ہیں۔

قولہ: ۱..... ”(الہام) ہم نے تجھ کو بخش چھوڑا ہے جو جی چاہے سو کر۔“

(برائین احمدیہ ص ۵۶۰، خزائن ج ۱ ص ۲۲۸)

اصل عبارت عربی اعمل ما شئت فانی قد غفرت لك!  
 ۲..... ”پھر فرمایا کہ ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی ہے۔ یعنی کھلی کھلی فتح دیں گے۔“

تاکہ تیرا خدا (عاجی) تیرے اگلے پچھلے گناہ بخش دے۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۷، خزائن ج ۱ ص ۳۳۱)

۱..... قطعی یقینی..... الخ! یہ دعویٰ نبوت ہے جو کفر ہے۔ کیونکہ قطعی اور یقینی الہام سوائے  
 پیغمبران علیہم السلام کے اور کسی کا نہیں ہے۔ نہایت تعجب ہے کہ حضرت ﷺ کی وحی غلط نکلی ہو اور  
 مرزا قادیانی کا الہام وحی کی طرح قطعی اور یقینی ہو۔ یہاں مرزا قادیانی نے تمام انبیاء علیہم السلام  
 اور بالخصوص حضرت محمد ﷺ پر اپنی فضیلت کو ثابت کیا ہے۔

۲..... جو جی چاہے..... الخ! یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کے عقائد و اعمال اہل اسلام کے  
 مخالف ہیں اور ان کی پرواہ نہیں اور نہ کسی گناہ کا کوئی اثر پہنچتا ہے۔

زالہ اوہام ص ۳۹۶، ۳۹۵، خزائن ج ۳ ص ۳۶۶) کوئی گدھا نہیں۔

پھر اگر وہ ریل نہیں ہے تو اور کیا ہے۔“  
 (زالہ اوہام ص ۶۸۵، خزائن ج ۳ ص ۳۷۰) گے۔

ورروس مراد ہیں اور کچھ نہیں۔“  
 (زالہ اوہام ص ۵۰۸، ۵۰۷، خزائن ج ۳ ص ۳۶۹، ۳۷۰) کچھ نہیں۔

۱..... جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے۔  
 (زالہ اوہام ص ۵۱۰، خزائن ج ۳ ص ۳۷۳)

۲..... (زالہ اوہام ص ۵۱۳، خزائن ج ۳ ص ۳۷۵) ۱.....  
 ہنایہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی آفتاب

زالہ اوہام ص ۵۱۵، خزائن ج ۳ ص ۳۷۶، ۳۷۷) ۲.....

(زالہ اوہام ص ۴۱۵، خزائن ج ۳ ص ۳۱۶) ۱.....

الب دیدہ ام  
 ہاروئیدہ ام  
 (ست بچن ص ۸۳، خزائن ج ۱ ص ۲۰۸)  
 سلسلہ تحلیل کا جاری ہے۔ یہاں تک کہ  
 پہلا جسم تحلیل پا کر معدوم ہو جاتا ہے اور  
 (جنگ مقدس ص ۱۰، خزائن ج ۶ ص ۹۲) ۱.....

### چہارم مرزا قادیانی کے اعمال

- ۱۔ مالک نصاب ہیں۔ لیکن فرض حج ادا نہیں کرتے۔  
قول: ”ایسے مجیب کو بلا عذر دے دینے اپنی جانیداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبضہ دے دوں گا۔“ (برائین احمدیہ ص ۲۶، ۲۵، خزائن ج ۱ ص ۲۸)
- ۲۔ ”مجھ کو پندرہ ہزار روپیہ کے قریب فتوح کا آیا۔ جس کو شک ہو ذاک خاندان کی کتابوں کو دیکھ لے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۸، خزائن ج ۱ ص ۳۱۲ حاشیہ)
- ۳۔ ”حاجی سیٹھ عبدالرحمن صاحب تاجر مدراس سے کئی ہزار روپیہ لگا دیا ہے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۸، خزائن ج ۱ ص ۳۱۲)
- ۴۔ ”شیخ رحمت اللہ صاحب دو ہزار روپیہ دے چکے ہیں۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۹، ۲۸، خزائن ج ۱ ص ۳۱۲، ۳۱۳)

اور بہت سی تنخواہیں مرزا قادیانی کی مقرر ہیں۔

۲۔ مرزا قادیانی نماز پنجگانہ بھی دل سے باجماعت ادا نہیں کرتے۔

قال: الف..... روپیہ کی طلب اور ہل من مزید کا نقشہ اور ترک جمعہ اور جماعت اور خوش معاملگی یا وعدہ خلافی اشاعت برائین احمدیہ اور سراج منیر میں اور بہت سے آپ کی دوسری عملی کارروائیاں آپ کو سیرت محمدی سے کوسوں دور پھینک رہی ہیں۔

(رسالہ تائید آسمانی ص ۱۳، سطر ۱۵، ۱۶، مؤلفہ منشی محمد جعفر وکیل)

ب۔ تے مرزا جمعہ جماعت کولوں تارک سنیا جاوے

حجرے دے دے وچ رہے ہمیشہ مسجد وچ نہ آوے

(رسالہ الفصل الخطاب ص ۱۶، سطر ۱۳، مؤلفہ مولوی خدا بخش امرتسر)

۱۔ حج کے ادا نہ کرنے کی وجہ مرزا قادیانی کے عقیدہ نمبر ۱۶ میں گزر چکی ہے۔ زکوٰۃ بھی مرزا قادیانی ادا نہیں کرتے۔ جیسے قرآن سے ثابت ہے کہ زکوٰۃ پر مرزا قادیانی کا عذر ہو سکتا ہے کہ ہم خفیہ طور پر ادا کرتے ہیں اس لئے زکوٰۃ کا نمبر شمار عیدہ نہیں لکھا گیا۔ ترک کرنا حج کا گناہ کبیرہ ہے اور انکار کرنا کفر ہے۔ کتب عقائد۔

۲۔ باجماعت..... الخ! عمد ادا نہ نماز باجماعت کو ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ دیکھو کتب عقائد مسئلہ جماعت سنت مؤکدہ قریب واجب کے ہے۔ تارک اس کا منافق ہے۔

۳۔ نماز پنجگانہ قبل

قال: ”اور جواب ڈیڑھ بجے آج“

حجت تمام کرنے کی غرض سے اسی وقت ج میں جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس (م) میں جا پہنچے۔ چنانچہ جب انہیں خبر ملی کہ بھی وقت مقررہ سے آدھ گھنٹہ بعد ہم انہوں نے مسجد میں قدم رکھا اور نماز کے خدام ظہر اور عصر جمع کر کے باجماعت

کیفیت مناظرہ مرزا قادیانی

ستمبر و اکتوبر ۱۸۹۱ء کے دنوں میں ہوا دونوں کو جمع کر کے پڑھ لیا۔

۴۔ مرزا قادیانی

قال: روزہ رکھن

تے حج زکوٰۃ

یعنی مرزا قادیانی روزہ

روزہ نہیں رکھتے۔

۵۔ اپنی مؤلفہ کتب

کے واسطے انعام کی شرطیں لگاتے ہیں

اقول: کوئی بھی کتاب

موجود ہو۔ ابتداء برائین احمدیہ ہے

۱۔ قبل از وقت.....

المؤمنین کتاباً موقوتاً

کیا گیا ہے۔ مرزا قادیانی نے آج

۲۔ روزہ (بلاعذر)



۳..... نماز پنجگانہ قبل از وقت پڑھتے ہیں۔

قال: ”اور جواب ڈیڑھ بجے لکھا۔ جس میں پہلے رقعہ کا اعادہ کیا گیا تھا۔ ادھر سے بھی حجت تمام کرنے کی غرض سے اسی وقت جوابی رقعہ لکھا گیا اور ساتھ ہی یہ لکھ دیا گیا کہ ہم اب جلسہ میں جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) معہ چند خادموں کے دو بجے ہی جامع مسجد میں جا پہنچے۔ چنانچہ جب انہیں خبر ملی کہ مرزا قادیانی تیار مستعد مسجد میں تشریف رکھتے ہیں تو وہ بھی وقت مقررہ سے آدھ گھنٹہ بعد بصد جبر و اکراہ آئے۔ ٹھیک ساڑھے تین بجے تھے۔ جب انہوں نے مسجد میں قدم رکھا اور نماز عصر کے ادا کرنے میں مصروف ہوئے۔ حضرت اقدس اور ان کے خدام ظہر اور عصر جمع کر کے باجماعت ہی پڑھ آئے تھے۔“

(ضمیمہ اخبار پنجاب گزٹ ص ۷۷ کالم دوم، مورخہ ۱۳ نومبر ۱۸۹۱ء)

کیفیت مناظرہ مرزا قادیانی و مولوی نذیر حسین صاحب جو جامع مسجد دہلی میں ستمبر و اکتوبر ۱۸۹۱ء کے دنوں میں ہوا تھا۔ گویا ایک بجے دن کے جو ظہر کا وقت ہے۔ ظہر اور عصر دونوں کو جمع کر کے پڑھ لیا۔

۴..... مرزا قادیانی روزے ۲ بھی رمضان شریف کے نہیں رکھتے۔

قال: روزہ رکھن ویلے بیماری دا عذر بناوے

تے حج زکوٰۃ توں تارک چنگا بھلا غنی دسیاوے

یعنی مرزا قادیانی روزہ رمضان المبارک کے رکھنے کے وقت بیمار بن جاتے ہیں اور روزہ نہیں رکھتے۔ (رسالہ الفصل الخطاب مؤلفہ مولوی خدا بخش واعظ ص ۱۶، سطر ۱۲)

۵..... اپنی مؤلفہ کتب میں اشتہارات انعامی شائع کرتے ہیں اور مقابلہ مناظرہ

کے واسطے انعام کی شرطیں لگاتے ہیں۔ مگر یہ وہ نہیں کرتے۔

اقول: کوئی بھی کتاب یا اشتہار ایسا نہیں ہوگا کہ جس میں کوئی نہ کوئی شرط بندھی ہوئی موجود نہ ہو۔ ابتداءً براہین احمدیہ ہے۔ آج تک انجام آتھم و آخر ضمیمہ انجام آتھم تک کہ اس کی خبر

۱۔ قبل از وقت..... الخ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”ان الصلوة كانت علی

المؤمنین کتاباً موقوتاً (النساء: ۱۰۳)“ یعنی تحقیق نماز ہے مسلمانوں پر فرض وقت مقرر

کیا گیا ہے۔ مرزا قادیانی نے آیت شریف کی پروا نہ کی، قبل از وقت نماز پڑھنا کبیرہ گناہ ہے۔

(عقائد نظام ص ۱۰)

(عقائد الاسلام ص ۱۲۶)

۲۔ روزہ (بلا عذر) نہ رکھنا گناہ کبیرہ ہے۔

کرتے۔

یاد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض

مدیر ص ۲۵، ۲۶، خزائن ج ۱ ص ۲۸)

کا آیا..... جس کو شک ہو ڈاک

ص ۲۸، خزائن ج ۱ ص ۳۱۲ حاشیہ)

نے کئی ہزار روپیہ لگا دیا ہے۔“

ص ۲۸ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۳۱۲)

چکے ہیں۔

۲۹، ۲۸، خزائن ج ۱ ص ۳۱۲، ۳۱۳)

جماعت ادا نہیں کرتے۔

شہ اور ترک جمعہ اور جماعت اور

اور بہت سے آپ کی دوسری

(۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱)

داوے

وے

(۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱)

۱۱ میں گزر چکی ہے۔ زکوٰۃ بھی

مرزا قادیانی کا عذر ہو سکتا ہے

لکھا گیا۔ ترک کرنا حج کا گناہ

لکھنا گناہ کبیرہ ہے۔ دیکھو کتب

کا منافق ہے۔

صفحہ دوسرے اشتہار میں ایک ہزار روپیہ کی شرط لگائی ہوئی موجود ہے۔ جو شرعاً جائز نہیں۔

۶..... قبل از تصنیف کتب و تیاری کے حق التصنیف فروخت کرتے ہیں اور قیمت وصول کرتے ہی۔ یعنی بیع فاسد! آپ کا عمل دوا می ہے۔

قولہ: ”نام ان معاون صاحبان کے جنہوں نے خریداری کتاب سے اعانت فرمائی۔  
حضرت خلیفہ سید محمد حسن خان صاحب بہادر وزیر اعظم ریاست پٹیالہ بابت خریداری کتاب براہین  
احمدیہ۔“ (براہین احمدیہ حصہ اول ج، خزائن ج ۱۰)

یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ ابھی تک کتاب کا وجود بھی نہیں تھا۔ سترہ اٹھارہ سال ہو گئے ہیں۔ اب تک لوگوں کو کتاب نہیں ملی۔ اوّل اس کتاب براہین کی قیمت پانچ روپیہ مقرر کی۔ پھر پچیس روپیہ پھر دس روپیہ۔ دیکھو اعلان (براہین احمدیہ حصہ اوّل و دوم، خزائن ج ۱ ص ۲، ۵۷ پھر سوم، خزائن ج ۱ ص ۱۳۶) کے آخر میں مرزا قادیانی نے ایک گزارش اس طرح پر لکھی ہے۔ ”اب اصلی قیمت اس کتاب کی سو روپیہ ہے اور اس کے عوض میں دس یا پچیس روپیہ قیمت قرار پائی ہے۔ پس اگر یہ ناچیز قیمت بھی مسلمان لوگ بطور پیشگی ادا نہ کریں تو گویا وہ کام کے انجام میں خود مانع ہیں۔“

ب..... ”رسالہ سراج منیر کے واسطے بہت سارے روپیہ وصول کیا۔ مگر اب تک اس کا وجود نہیں۔“ (دیکھو اعلان مندرجہ رسالہ شمعہ حق ص الف، خزائن ج ۲ ص ۳۲۴)

۷..... ۲ اپنا وعدہ ایفا نہیں کرتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔

قولہ: الف..... ”کتاب ہذا (براہین احمدیہ) بڑی مبسوط کتاب ہے۔ یہاں تک کہ جس کی ضخامت سو جز سے کچھ زیادہ ہوگی۔“ (اعلان براہین احمدیہ حصہ اول صفحہ ابتدائی، خزائن ج ۱ ص ۲)

ب..... ”چونکہ کتاب (براہین احمدیہ) اب تین سو جز تک بڑھ گئی ہے۔“

(برایین احمدیہ حصہ سوم، خزائن ج ۱ ص ۱۳۶)

۱۔ حدیث شریف میں ہے کہ حرام ہے کہ بیچے آدمی وہ چیز کہ اس کے پاس نہیں۔

(ترندی البواب المیوع در مختار باب المیوع وغیره)

۲ جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے۔ عقائد اسلام و عقائد عظیم و غیرہ تمام کتب عقائد مسئلہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی تین علامات ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب بات کہتا ہے جھوٹ کہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جب کسی سے وعدہ کرتا ہے تو خلاف کرتا ہے۔ تیسری یہ کہ جب کوئی اس کے پاس امانت رکھتا ہے تو اس میں خیانت کرتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۸۰) دیگر کتب احادیث یہ تینوں علامتیں مرزا قادیانی میں موجود ہیں۔

ج..... ”یہ امر بھی واجب الاطلاع ہے کہ پہلے یہ کتاب (براہین احمدیہ) صرف تیس پینتس جز تک تالیف ہوئی تھی۔ پھر سو جز تک بڑھادی گئی۔ مگر اب یہ کتاب تین سو جز تک پہنچ گئی ہے۔“ (براہین احمدیہ نائل بیج حصہ سوم، خزائن ج ۱ ص ۱۳۴، ۱۳۵)

د..... ”حصہ سوم کے چھپنے میں دو سال کا توقف ہو گیا ہے۔ لوگ حیران ہوں گے۔“ (براہین احمدیہ حصہ سوم نائل بیج خزائن ج ۱ ص ۱۳۵)

ه..... ”اب کی دفعہ ان صاحبوں کے نام جنہوں نے قیمت پیشگی بھیجی اور کتاب کی خریداری سے اعانت فرمائی ہے۔ بوجہ عدم گنجائش نام لکھے نہیں گئے۔ حصہ چہارم میں جو مصلحت ہوگی کیا جائے گا۔“ (براہین احمدیہ ص دوم حصہ سوم، خزائن ج ۱ ص ۱۳۵)

و..... ”ہم اور ہماری کتاب ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی۔ اس وقت اس کی اور صورت تھی۔ پھر بعد اس کے قدرت الہیہ ناگہانی تجلی نے اس احقر عباد کو موسیٰ علیہ السلام کی طرح ایک ایسے عالم کی خبر دی۔ جس سے پہلے خبر نہ تھی اور ایک دفعہ پردہ غیب سے انی انا رک کی آوار آئی۔ اس کتاب کی خریداری کی مدد میں غریب لوگ ہیں۔ اگر حضرت احدیت کا ارادہ ہے تو کسی ذی قدرت کے دل کو بھی اس کام کے انجام دینے کے لئے کھول دے گا۔“

(براہین احمدیہ کا اخیر صفحہ، خزائن ج ۱ ص ۶۷۳)

ح..... ”اب یہ سلسلہ تالیف کتاب بوجہ الہامات البتہ دوسرا رنگ پکڑ گیا ہے اور اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شرط نہیں کہ کتاب (براہین احمدیہ) تین سو جز تک ضرور پہنچے۔“

(اشتہار واجب الاظہار لمحققہ، سرمہ چشم آریہ، خزائن ج ۲ ص ۴۸)

ط..... ”رسالہ سراج منیر جو چودہ سو روپیہ کی لاگت سے چھپے گا اور درخواستیں آنے پر چھپنا شروع ہو جائے گا، قیمت ایک روپیہ ہوگی۔“

(ملقطۃ اعلان نائل صفحہ دوم مندرجہ شخصہ حق، خزائن ج ۲ ص ۳۲۴)

دس گیارہ سال ہو گئے ابھی تک سراج منیر شکم میں ہی ہے۔

ی..... ”اور قصد کر لیا گیا ہے کہ ان توضیحات کے بعد علماء کو مخاطب نہ کروں گا۔“ (انجام آتھم ص ۲۸۲، خزائن ج ۱ ص ایضاً)

بعد اس کے خلاف اس کے لگتے ہیں۔

ک..... ”میں نے اشتہار دے دیا ہے کہ اس کے بعد جو میرے ساتھ مقابلہ نہ

ہوئی موجود ہے۔ جو شرعاً جائز نہیں۔

ما کے حق التصنیف فروخت کرتے ہیں اور ادوی ہے۔

ن نے خریداری کتاب سے اعانت فرمائی۔

ار یاست پٹیا لہ بابت خریداری کتاب براہین (براہین احمدیہ حصہ اول ج، خزائن ج ۱ ص ۱۰)

کا وجود بھی نہیں تھا۔ سترہ اٹھارہ سال ہو گئے

ب براہین کی قیمت پانچ روپیہ مقرر کی۔ پھر

حصہ اول و دوم، خزائن ج ۱ ص ۵۷، ۵۸ پھر سوم، خزائن

ن اس طرح پر لکھی ہے۔ ”اب اصلی قیمت

چیس روپیہ قیمت قرار پائی ہے۔ پس اگر یہ

وہ کام کے انجام میں خود مانع ہیں۔“

بہت سارو روپیہ وصول کیا۔ مگر اب تک اس کا

درجہ رسالہ شخصہ حق ص الف، خزائن ج ۲ ص ۳۲۴)

بھوٹ بولتے ہیں۔

(بڑی مبسوط کتاب ہے۔ یہاں تک کہ

براہین احمدیہ حصہ اول صفحہ ابتدائی، خزائن ج ۱ ص ۲)

ب تین سو جز تک بڑھ گئی ہے۔“

(براہین احمدیہ حصہ سوم، خزائن ج ۱ ص ۱۳۶)

ذی وہ چیز کہ اس کے پاس نہیں۔

مذی ابواب البیوع در مختار باب البیوع وغیرہ)

وعقائد عظیم وغیرہ تمام کتب عقائد مسئلہ

ب تو یہ کہ جب بات کہتا ہے جھوٹ کہتا

رتا ہے۔ تیسری یہ کہ جب کوئی اس کے

الفاظ میں (۱۸۰) دیگر کتب احادیث یہ



قولہ ”وجال بطل شیخ نجدی، شیطان، دیو گمراہ، فرعون، ہامان وغیرہ۔“

(دیکھو کتاب انجام آتھم وضمیمہ)

۱۰..... مرزا قادیانی غضب ۱ وغیظ کا خوب استعمال کرتے ہیں۔

(دیکھو کتاب انجام آتھم وضمیمہ ص ۲۱، ۲۲، ۲۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۵، ۳۰۹، ۳۱۷)

۱۱..... ”غیر مذاہب کے معبودوں ۲ کو بھی گالیاں دیے ہیں۔“

(دیکھو ضمیمہ انجام آتھم، دیکھو توہینات انبیاء علیہم السلام کتاب ہذا)

۱۲..... مرزا قادیانی مسلمانوں کے جانی دشمن ہیں۔

قولہ ”جو شریر بد باطن نالائق نام کے مسلمان جمعہ کی نماز نہ پڑھیں گے وہ گورنمنٹ

برٹش انڈیا کے باغی ہیں۔ ان کو سزا ملنی چاہئے۔“

(مخلص اشتہار جمعہ کی تعطیل کا مورخہ یکم جنوری ۱۸۹۶، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۲۳، ۲۲۴)

دیہاتی مسلمان جہاں نماز نہیں پڑھی جاتی سب ماعی ہوئے۔ نعوذ باللہ

۱۳..... مرزا قادیانی اپنی کتابوں میں تصویریں ۳ بھی بناتے ہیں۔

قولہ ”ہم یسوع کے شاگردوں کو ابھی ان کے تین مجسم خداؤں کے درشن کر دیتے ہیں

اور ان کے سہ گوشہ تلیشی خدا کو دیکھا دیتے ہیں کہ اس کے آگے جھکیں اور سیس نواویں اور وہ یہ ہے

جس کو ہم نے عیسائیوں کی شائع کردہ تصویروں سے لیا ہے۔ تصویر یسوع کی شکل پر مجسم بننا، تصویر

کبوتر کی شکل پر مجسم روح القدس، تصویر آدم کی شکل پر مجسم باپ۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۵، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۱ حضرت نے تین دفعہ فرما کر نصیحت کی کہ ”لا تغضب (مسند احمد ج ۲

ص ۴۶۶)“ یعنی غصہ مت کر۔

۲ آیت شریف ”ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ (انعام: ۱۰۸)“ کا انکار۔

۳ حدیث شریف میں روایت ہے ابن عباسؓ نے کہا فرمایا رسول خدا ﷺ نے جس

نے کوئی تصویر بنائی اللہ عذاب کرے گا۔ اس کو قیامت کے دن یہاں تک کہ پھونکے وہ اس میں

روح اور کبھی پھونکنے والا نہیں۔ اس طرح وہ کبھی عذاب سے بچنے والا نہیں۔ (جامع الترمذی ج ۱

ص ۳۰۵، باب ماجاء فی المصورین اور سید احمد طحاوی در مختار) میں فرماتے ہیں کہ ظاہر کلام امام نووی کی تصحیح

مسلم کی شرح میں یہ ہے کہ اجماع امت سے تصویر جاندار کی بنائی حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ خواہ

تصویر کو ذلیل کرنے کے واسطے (ص ۳۲۲، ۳۲۳ تقدیس الوکیل مؤلفہ مولانا مولوی غلام دغیر صاحب تصوری)

کی لعنت کے نیچے ہے۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۹، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۳)

آخر وصیت سنو کہ عیسائیوں کے ساتھ بحث

والہ اوہام ص ۵۶۰، ۵۶۱، مخلص خزائن ج ۳ ص ۳۰۲)

سر میں پہنچ کر ۱۸۹۳ء میں چار سال بعد

دردہ یوم تک بحث کر کے جلت مقدس کے

گوئی کر کے سخت چھوٹے اور نادام ہوئے۔

کے پابند نہ تھے۔ دیگ

ہا کہ ”ہمارے پاس ازالہ اوہام کی جلدیں

سکتے ہیں“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۳۶)

مرزا قادیانی کے ماس اکتوبر ۱۸۹۱ء کو) بعد

آپ نے فرما میرے پاس ابھی طبع ہو کر

۱۸۹۱ء منجاب عبد اللطیف خلف الصدق مولوی

بجاء نشین صاحبوں کو سخت ۱ گالیاں دیتے

بول الا غوی بقال له رشید احمد

الملعونین یعنی سب سے پہلا تمام علماء

گنگوہی کہتے ہیں اور وہ بد بخت امر وہی محمد

(انجام آتھم ص ۲۵۲، خزائن ج ۱ ص ایضاً)

لاتے ہیں۔

(عقائد الاسلام ص ۱۲۷، دیگر کتب عقائد)

ب (حجرات: ۱۱)“ یعنی برے لقبوں



(تین تصویریں۔ کبوتر، آدم، یسوع کی بنائی ہیں۔)

۱۴..... خدا کی حفاظت سے ناامید ہو کر اپنی جان کی حفاظت کے لئے پولیس کی مدد کی درخواست کرتے ہیں۔

جب لیکھرام آریہ واقعہ ۷ مارچ ۱۸۹۷ء کو لاہور میں قتل سوا تو بعض آریہ لوگوں نے سخت طیش میں آ کر بطور گمنام مرزا قادیانی کے قتل کی ہمکیاں دس۔ تب انہوں نے خدا سے روگردان ہو کر گورنمنٹ میں درخواست کی کہ میری جان کی حفاظت کے واسطے پولیس کسٹبلان مقرر کئے جائیں۔ ورنہ میں ضرور قتل ہو جاؤں گا۔ گورنمنٹ عالیہ نے ایسی لغویت پر کچھ بھی پرواہ نہیں کی اور وایاک نستعین حکم خداوند تعالیٰ اور تیری ہی مدد جانتے ہیں پر عمل نہ کیا۔

قال: اے مرزا قادیانی تمہیں اگر کچھ خوف خدا ہوتا تو چند پولیس کے سپاہیوں کا بھروسہ نہ کرتا سوائے اس خدائے قادر مطلق کے۔ جس نے زمین و آسمان پیدا کئے۔

۱۵..... مرزا قادیانی کا کوئی پیر و مرشد نہیں۔

قولہ: میرا کوئی والد روحانی نہیں ہے۔ ”کیا تم شوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ (نقشبندی، قادری، چشتی، سہروردی) میں سے کسی سلسلہ میں داخل میں؟“

(ازالہ ادہام ص ۶۵۹، ۶۶۰ خزائن ج ۳ ص ۳۵۶)

۱۶..... تعلیٰ اور غرور، تکبر ۲ اور فجور بہت کرتے ہیں۔

قولہ: الف..... ”جو کچھ اس عاجز کو رویا صالحہ اور مکاشفہ اور استجاب دعا اور الہامات صحیحہ صادقہ سے حصہ وافر نبیوں کے قریب قریب دیا گیا ہے۔ وہ دوسروں کو تمام حال کے مسلمانوں سے کسی کو ہرگز نہیں دیا گیا۔“

(ازالہ ادہام ص ۷۰۱، ۷۰۲، خزائن ج ۳ ص ۳۷۸)

ب..... ”میں بڑے اطمینان اور یقین کامل سے کہتا ہوں کہ میری ساری قوم کیا

۱ حکیم خدا تعالیٰ ”ان الذین یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم (الفتح: ۱۰)“ (یعنی خداوند کریم فرماتا ہے کہ جو لوگ بیعت کرتے تھے سے اے محمد ﷺ وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے) کی تعمیل نہ کی۔ ”فاعلم ان البیعة سنة“ یعنی بیعت تحقیق سنت۔ مگر مرزا قادیانی نے رسول اللہ ﷺ کی پرواہ نہیں کی۔

(دیکھو قول الجلیل مؤلفہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی)

۲ حدیث شریف میں ”بئس العبد عبد تخیل واختال (کنز العمال ج ۱۶ ص ۹۷، حدیث نمبر ۴۴۰۵۴)“ براہ بندہ ہے جو اپنے تئیں اچھا جانتا ہے۔

پنجاب کے رہنے والے اور کیا  
فارس کے کلمہ گو اور کیا افریقہ اور  
مشائخ اور ان کے صلحا اور ان  
دیکھنا چاہیں کہ قبولیت کے نشان

ج..... ”یا  
بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر  
(براہین)

د..... ”میر

ہ..... ”میر

۱..... اپنے

آرام کے سامان تیار کرتے

قولہ: ”ہم کو مکا

جلد بہم پہنچائیں اور پہلے

۱۸..... مرزا

پر ہمیشہ سوار ہوتے ہیں۔

۱۹..... اپنے

بیوی کو طلاق دلوانے کے۔

قال: ایک عجب

ہوشیار پوری کی بڑی صاحب

چند لطائف الجلیل طمع و غیہ

صاحب مدعی مثلیت کی

رشتہ داروں کو وضع داری

دوسری جگہ نہ ہونے دیر

پنجاب کے رہنے والے اور کیا ہندوستان کے باشندے اور کیا عرب کے مسلمان اور کیا روم اور فارس کے کلمہ گو اور کیا افریقہ اور دیگر بلاد کے اہل اسام اور ان کے علماء اور ان کے فقراء اور ان کے مشائخ اور ان کے صلحا اور ان کے مرد اور ان کی عورتیں مجھے کاذب خیال کر کے پھر میرے مقابل دیکھنا چاہیں کہ قبولیت کے نشان مجھ میں ہیں یا نہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۷۰۲، خزائن ج ۳ ص ۳۷۸، ۳۷۹)

ج..... ”یا احمد فضت الرحمة علی شفتیک اے احمد فصاحت اور بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے۔“

(براہین احمدیہ ص ۲۳۱، خزائن ج ۱ ص ۲۶۷، ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۱، خزائن ج ۱ ص ۲۹۰)

د..... ”میرے برابر کوئی کلام فصیح نہیں لکھ سکتا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۵۵، خزائن ج ۱ ص ایضاً)

ه..... ”میں علم عربی میں دریا ہوں۔“ (انجام آتھم ص ۱۵۶، خزائن ج ۱ ص ایضاً)

۱۷..... اپنے مریدوں سے چندہ یکشت اور ماہ وار وصول کر کے اپنی آسائش اور آرام کے سامان تیار کرتے ہیں۔ (دیکھو کتب مرزا قادیانی کی)

قولہ: ”ہم کو مکان فراخ کرنے کا دوبارہ الہام ہوا ہے۔ جماعت مخلصین دو ہزار روپیہ جلد ہم پہنچائیں اور پہلے سے ثابت قدم ہو جائیں۔“

(۱۷ فروری ۱۸۹۷ء، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۲۷)

۱۸..... مرزا قادیانی مسیح ہیں اور دجال کا گدھاریل ہے۔ اسی دجال کے گدھے

پر ہمیشہ سوار ہوتے ہیں۔

۱۹..... اپنی بے گناہ نیک بیوی سے ناراض ہوتے ہیں اور اپنے فرزند سے اس کی

بیوی کو طلاق دلوانے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔

قال: ایک عجیب قصہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک الہام مشتہر کیا کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی بڑی صاحبزادی میرے ساتھ مقدس ہے۔ لڑکی کے ہولناک کوٹنا منظور ہوا۔ تو اپنے چند لطائف الخیل طمع وغیرہ پر ان کو راضی کرنا چاہا۔ نہ راضی نہ ہوئے۔ چونکہ مرزا احمد بیگ صاحب مدعی مثلیت کی زوجہ سے رشتہ دار تھے۔ اس لئے مدعی مثلیت نے اس کو اور اپنے دیگر رشتہ داروں کو وضع داری سے بلکہ صاف لفظوں میں دھمکا کر مجبور کیا وہ اس لڑکی کا نکاح کسی دوسری جگہ نہ ہونے دیں اور جس طرح ممکن ہو روک کر میری طرف مائل کریں۔ جب ان سے

بان کی حفاظت کے لئے پولیس کی

س قتل مواتو بعض آریہ لوگوں نے

دادیں۔ ب نہوں نے خدا سے

ظلت کے واسطے پولیس کسبلان

نے ایسی لغویت پر کچھ بھی پروہ

تے میں پر عمل نہ کیا۔

وتا تو چند پولیس کے سپاہیوں کا

و سماں پیدا کئے۔

دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل

داخل میں؟

۶۵۹، ۶۶۰ خزائن ج ۳ ص ۳۵۶)

تے ہیں۔

شفہ اور استجاب دعا اور الہامات

وسروں کو تمام حال کے مسلمانوں

۷۰۱، ۷۰۲، خزائن ج ۳ ص ۳۷۸)

کہتا ہوں کہ میری ساری قوم کیا

لہ ید اللہ فوق ایدیہم

تے تجھ سے اے محمد ﷺ وہ اللہ

کی۔ ”فَاعْلَمْ اِنَّ الْبَيْعَةَ

کی پرواہ نہیں کی۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی)

اختال (کنز العمال ج ۱۶

جانتا ہے۔

یہ کارروائی نہ ہو سکی تو اپنی پہلی نیک بخت بیوی اور اس کے لائق فرزندوں سے ناراضگی ظاہر کر کے ایک بیٹے کو عاق کرنے کی دھمکی میں یہ لکھا کہ اگر وہ شرطیہ اپنی بیوی کو طلاق نہ دے گا تو وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہ پاوے گا وغیرہ وغیرہ۔ ایسی دھمکی سے مرزا قادیانی کی غرض یہ تھی کہ فضل احمد کی منکوحہ (جو مرزا احمد بیگ صاحب کی ہمیشہ زادی تھی) اس کو طلاق ملنے سے احمد بیگ اور اس کے دیگر قرابت داروں کو رنج پہنچے گا۔ جس سے وہ مرزا کی الہامی تائید کے موید ہو جائیں گے اور مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں کا عقد مرزا قادیانی کے ساتھ ہو جانے سے ان کے الہام کی تصدیق ہو جائے گی۔ جس کی تصدیق ذیل کے خطوط (جو مرزا قادیانی کی قلم کے لکھے ہوئے ہیں) سے بوجہ احسن ہو جائیں گی۔

### نقل اصل خطوط جو مرزا قادیانی نے مرزا احمد بیگ

اور دیگر رشتہ داروں کو بھیجے تھے

اس جگہ پر مرزا قادیانی کے خاص دستخطی خطوں کو جو مجھے ایک دوست شیخ نظام الدین صاحب پنشنر اہوں کی معرفت مرزا علی شیر صاحب سدھی مرزا قادیانی سے ملے ہیں درج کرتا ہوں۔ جس سے مرزا قادیانی کی مسیح موعودی اور نبوت بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ ان خطوں کے ملاحظہ کئے ناظرین معلوم کر لیں گے کہ مرزا قادیانی کیا ہیں۔ کوئی ادنیٰ اور جاہل مسلمان بھی ایسا نہیں کرے گا اور نہ کر سکتا ہے۔

یادداشت: مرزا احمد بیگ کی زوجہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تایا چچا زاد ہمیشہ ہے۔ مرزا علی شیر کی لڑکی عزت بی بی فضل احمد پسر مرزا غلام احمد قادیانی کی زوجہ تھی۔

بسم الله الرحمن الرحيم!

نحمدہ ونصلی! مشفق مکریم اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ!

السلام علیک ورحمة الله وبرکاتہ! قادیان میں جب واقعہ ہانکہ محمود فرزند آں مکرم کی خبر سنی تھی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا۔ لیکن بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا۔ اس لئے عزت پرستی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزند آں حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحب عمر عطاء فرمائے اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کوئی بات اس کے



آگے انہونی نہیں۔ آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو۔ لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بکلی صاف ہے اور خدائے قادر مطلق سے آپ کے لئے خیر و برکت چاہتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں۔ تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا آخری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو مجھے خدا تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اسی عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو تنہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا۔ کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے۔ اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلا یا کہ دوسری جگہ اس رشتہ کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ مستوجب برکت ہوگا اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھول دے گا۔ جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی۔ جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے۔ جس کے ہاتھ میں زمین اور آسمان کی کنجی ہے۔ تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی اور آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیشین گوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیش گوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہاں کی اس کی طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔ میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پر ایمان لایا ہے۔ ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تو اتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں۔ تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین اور دنیا دونوں

ملاق فرزندوں سے ناراضگی ظاہر کر  
یہ اپنی بیوی کو طلاق نہ دے گا تو وہ  
ممکنی سے مرزا قادیانی کی غرض یہ تھی  
دی تھی) اس کو طلاق ملنے سے احمد  
وہ مرزا کی الہامی تائید کے موید ہو  
نے کے ساتھ ہو جانے سے ان کے  
ط (جو مرزا قادیانی کی قلم کے لکھے

مرزا احمد بیگ  
تھے

میں کو جو مجھے ایک دوست شیخ  
صاحب سدھی مرزا قادیانی  
شیخ موعودی اور نبوت بخوبی  
م کر لیں گے کہ مرزا قادیانی  
اور نہ کر سکتا ہے۔  
قادیانی کی تائید چچا زاد ہمشیرہ  
احمد قادیانی کی زوجہ تھی۔

مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ!  
قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود  
اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط  
فرزند آں حقیقت میں ایک ایسا  
صوبہ بچوں کی ماؤں کے لئے تو  
دل صاحب عمر عطاء فرمائے اور  
ہے کرتا ہے۔ کوئی بات اس کے

آپ کو خدا تعالیٰ عطاء فرمائے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی ناملائم لفظ ہو تو معاف فرمادیں۔

والسلام! خاکسار احقر عباد اللہ! غلام احمد

۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء، بروز جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نحمدہ ونصلی! مشفق مکرّمی اخویم مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ! اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سنا تا ہوں۔ آپ کو اس سے بہت رنج گذرے گا۔ مگر میں محض اللہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں۔ جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کے دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسنا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ رسول کے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں سے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے۔ ذلیل کیا جائے روسیہ کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچالینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور مجھے بچائے گا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوہڑا یا چمار تھا۔ جو مجھ کو لڑکی دینا عاریا ننگ تھی۔ بلکہ وہ تو اب تک ہاں سے ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے۔ مگر پھر تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خولیت سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو وہ میری وارث ہو۔ وہی میرے خون کے پیاسے، وہی میری عزت کے پیاسے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے۔ جس کو چاہے روسیہ کرے۔ مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آ کر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے۔ صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بے شک وہ طلاق دے

دے۔ ہم راضی ہیں ورنہ ہمیں جا کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہ خط بھیجا۔ مگر کون جواب نہ آیا اور کرے۔ ہم اس کے لئے اپنے خو ابھی مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ ک موں اور خوار ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ میں ایسا لیل ہوں تو میرے بیٹے میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ آپ دیں۔ پھر جیسا کہ آپ کی خود منشا نہیں سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ ہوں اور فصل حمد کو جواب میرے کے لئے کوشش کروں اور میرا سہل لیں اور حمد بیگ لویور۔ کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے یہ تمام رشتہ مائے توڑ دوں گا۔ اگر کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا اور د ایسا ہی سب مائے رستے بھی تو جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔

نقل صل خط مر

بسم اللہ

والد عزت بی بی

کی لڑکی کا نکاح ہونے والا

ناطے تو اس کا ور کوئی تعلق

و تو معاف فرما دیں۔  
حقیر عباد اللہ! غلام احمد  
کی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ

یئر بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ!  
تو خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ  
خیال آدمی اور اسلام پر قائم  
بت رنج گذرے گا۔ مگر میں  
ہیں اور دین کی پرواہ نہیں  
لوگوں کے ساتھ کس قدر  
میری تاریخ کو اس لڑکی کا  
ما۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس  
سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں  
لے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں  
ہے کہ اس کو خوار کیا جائے۔  
لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچا لینا  
آپ کے گھر کے لوگ سخت  
چمار تھا۔ جو مجھ کو لڑکی دینا  
مائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا  
کی لڑکی سے کیا غرض کہیں  
کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی  
زنت کے پیار سے ہیں اور  
ہے روسیہ کرے۔ مگر اب تو  
بڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف  
میں آ کر کہا کہ ہمارا کیا  
بے شک وہ طلاق دے

۴۷۹

دے۔ ہم راضی ہیں و رسم ہمیں جانتے کہ یہ شخص کیا ملا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں  
کریں گے۔ نہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحب کے نام  
خط بھیجا۔ مگر کوں جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے  
کرے۔ ہم اس کے لئے اپنے خویشتوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا  
ابھی مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی صاحب کی مجھے پہنچی ہیں۔ بے شک ناچیز ہوں۔ ذلیل  
میں اور خوار ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب  
میں ایسا لیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھے کی کیا حاجت ہے۔ لہذا میں نے ان کی خدمت  
میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ  
دیں۔ پھر جیسا کہ آپ کی خود منشاء ہے کہ میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ  
سکے۔ بلکہ ایک طرف جب (محمدی) کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ  
کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لا وارث کر دوں گا اور اگر  
میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو کے اور یہ ارادہ اس کا بند کرادو گے تو میں بدل و جان حاضر  
ہوں اور فصل حمد کو جواب میرے قبضہ میں ہے۔ ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی  
کے لئے کوشش کروں اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔ لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو  
سہل لیں اور حمد بیگ کو یورے زور سے خط لکھیں کہ باز آ جائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید  
کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے۔ ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے  
یہ تمام رشتہ مائے دزدوں گا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور ارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ  
کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوا۔  
ایسا ہی سب مائے رستے بھی ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں  
جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم! راقم خاکسار غلام احمد

از لودھیانہ اقبال گنج ۴ مئی ۱۸۹۱ء

نقل صل خط مرزا قادیانی جو بنام والدہ عزت بی بی تحریر کیا تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم! نحمدہ ونصلی!

والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک (محمدی) مرزا احمد بیگ  
کی لڑکی کا نکاح ہوئے والے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتہ  
ناٹے توں گا ورنہ کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اس خط کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں  
جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم! راقم خاکسار غلام احمد

مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ اور جس طرح تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو اور کرایا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نور دین صاحب و فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ کرم اس ارادہ سے مار نہ تو تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے ورنہ اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاف کیا جائے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے ورنہ یہ وراثت کا اس کو نہ ملے۔ سو امید ہے کہ تمہیں یہ شرطی طور اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آ جائے گا۔ جس کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کے غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے مار نہ لائے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کن اس سے نکاح ہو جائے عزت بی بی کو قیاس طلاق ہیں۔ سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی بی پر فصل احمد کی سب پڑ جائے گی۔ سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب بچہ مول کرے کے کوئی اونہیں اور اگر فضل احمد لے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا اور پھر دوسری وارث سے ایک دانہ نہیں پاسکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھاؤ تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں عزت بی بی کے بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہتا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر فقرہ رعبا ہے یاد ہے کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں یہ ہی کروں گا اور اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ جس سے نکاح ہوگا اس دن سے عزت بی بی کا نکاح باقی نہ رہے گا۔ راقم امرزا غلام احمد فانیانی ازاد و حیات اقبال گنج ۳۲ مئی ۱۸۹۱ء

### از طرف عزت بی بی بطرف والدہ

اس وقت میری بربادی اور بھائی کی طرف خیال کرو۔ مرزا صاحب کسی طرح مجھ سے فرق نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے بھائی میرے ہاموں کو سمجھاؤ تو اس سے بہتر ہوگا۔ میں نہیں تو پھر طلاق ہو گی اور ہر طرح کی رسوائی ہوگی۔ اگر منظور نہیں تو فرماؤ کہ اس جگہ سے لے جاؤ۔ پھر میر اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔

جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے کہ اگر نکاح کے نہیں سکتا۔ پھر بلا توقف عزت بی بی کے لئے کوئی قادیان سے آدمی بھیج دینا کہ اس کو لے جائے۔

مرزا قادیانی کے طالب و ثبات و سب الدینار والدراہم ہیں

قولہ الف۔ مالی فتوحات آج تک پندرہ ہزار کے قریب ہوئے۔ عسکارو بیہ آما جس کو شک ہوئے انکانہ کی کتابیں دیکھ لے۔ (صمیمہ احکام و محکم ص ۲۸ حاشہ ج ۱ ص ۱۱ ص ۳)

ب..... "حاجی سی"

ج..... "شیخ رحمہ"

د..... "منشی رستم"

ه..... "حیدر آ"

عبدالمجید صاحب دس دس روپیہ

و..... "خلیفہ نو"

ز..... "علی ہذا القیاس ہر طرا"

گذرتا ہے۔ منی آرڈر پر منی آرڈر

برائی اور حرام کی کمائی ۲

قال: انہیں دنوں

۱۔ روپیہ کا جمع کرنا

الاصول ہیں۔ جس کی بابت قر

نے فرمایا ہے کہ: "ویل لکل

اخلدہ۔ کلا لینبذ فی

کی۔ جس نے لے سمیٹا مال او

گا۔ یہ ہرگز نہیں وہ دوزخ میں

۲۔ حدیث صحیح میر

کیف کان بدء الوحی) "یعنی

مسئلہ: اگر کوئی مس

اسی وقت مرتد ہو گیا۔ اسی طر

لیکن اس کی نیت و ارادہ اور ج

- ب..... ”حاجی سید عبدالرحمن اللہ رکھاتا جرمہ اس نے کئی ہزار روپیہ دیا۔“  
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۲)
- ج..... ”شیخ رحمت اللہ صاحب دو ہزار سے زیادہ روپیہ دے چکے ہیں۔“  
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۸، ۲۹، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۲، ۳۱۳)
- د..... ”منشی رستم علی کورٹ انسپکٹر گورداسپور بیس روپیہ ماہوار دیتے ہیں۔“  
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۹، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۳)
- ه..... ”حیدر آباد کی جماعت مولوی سید مردان علی۔ مولوی سید ظہور علی اور مولوی عبدالجید صاحب دس دس روپیہ اپنی تنخواہ سے دیتے ہیں۔“  
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۹، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۳)
- و..... ”خلیفہ نور الدین صاحب پانچ سو روپیہ دے چکے ہیں۔“  
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۹، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۳)
- علی ہذا القیاس ہر طرف سے روپیہ کی درخواست رات دن روپیہ کی آمدنی ادھیڑ بن میں گذرتا ہے۔ منی آرڈر پر منی آرڈر آ رہے ہیں۔ یا قوتیاں اور زمر تیار ہو رہے ہیں۔ العیاذ باللہ! برائی اور حرام کی کمائی کے لئے درخواست کرتے ہیں
- قال: انہیں دنوں میں مرزا قادیانی کو معلوم ہوا کہ الہ دیا نام طوائف ایک شخص اپنے

۱۔ روپیہ کا جمع کرنا اور اس کا حساب رکھنا اور جائداد پیدا کرنا مرزا قادیانی کے اصل الاصول ہیں۔ جس کی بابت قرآن کریم میں سخت وعیدیں اور عذاب ہیں۔ جیسے اللہ و تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ”وَلِكُلِّ هَمَزَةٍ لِمِزَةٍ، الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ، يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ، كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ (الہمزہ: ۱ تا ۴)“ یعنی خرابی ہے طعنہ دینے اور عیب چننے کی۔ جس نے لے سمیٹا مال اور گن گن رکھا۔ خیال رکھتا ہے کہ اس کا مال اس کے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔ یہ ہرگز نہیں وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

۲۔ حدیث صحیح میں ہے کہ: ”انما الاعمال بالنیات (بخاری ج ۱ ص ۲، باب کیف کان بدء الوحی)“ یعنی عملوں کا حساب نیتوں پر ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی مسلم شخص یہ نیت کرے کہ میں اگلے سال عیسائی یا یہودی ہو جاؤں گا وہ اسی وقت مرتد ہو گیا۔ اسی طرح سے اگرچہ مرزا قادیانی کو بد قسمتی سے حرام کی کمائی کا مال نہیں ملا۔ لیکن اس کی نیت و ارادہ اور جہد و اقدام کے عمل کا مل جاری ہو گیا اور جا رہا ہے گا۔ العیاذ باللہ!

تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو ورنہ کرایا  
خدا کو خط لکھ یا ہے کہ کرم اس! ادہ  
کے کر بھیج دے ورنہ اگر فضل حمد طلاق نامہ  
اس کو وارث نہ سمجھا جائے ورنہ یک  
اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آ جائے  
کے ساتھ کاج کرنے سے مار نہ آئے تو  
مائی بی کو تین طلاق ہیں۔ سو اس طرح یہ  
اس طرف عزت بی بی یہ فصل احمد کی  
قسم سے کہ اب بجز فول کرے کے کوئی  
کر کر دل گا اور پھر و مری وارث سے  
سمجھا لو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا مجھے  
سے کوشش کرنا چاہتا تھا ارمیری کوشش  
یاد ہے کہ میں نے کوئی کیجی بات نہیں  
حد تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ جس  
گا۔ راقم! مرزا غلام احمد قادیانی  
از لودھیانہ اقبال گنج ۲۴ مئی ۸۹ء

مرزا صاحب کسی طرح مجھ سے  
تو سمجھا سکتے ہیں۔ انہیں تو پھر طلاق ہو  
نی تھی اس جگہ سے لے جاؤ۔ پھر میر

گر کاج ک نہیں سکتا۔ پھر بلا توقف  
لے جائے۔

راہم ہیں

بزرگ کے قریب ہو۔ عیب کا رویہ آما  
نام آتھم ص ۲۸، حاشہ ج ۱۱ ص ۳۱۳



برے کاموں اور پیشہ سے تائب ہو کر موجد مسلمان ہو گیا ہے اور اس کے پاس چند ہزار روپیہ حرام کی کمائی کا موجود ہے۔ جس کو وہ بوجہ اتقاء اور پرہیزگاری کے اپنے کام میں خرچ نہیں کرتا۔ مرزا قادیانی نے یہ خبر فرحت اثر سن کر فوراً کہلا بھیجا کہ وہ کل روپیہ ہمارے پاس بھیج دے۔ ہم اشتہارات وغیرہ میں خرچ کر دیں گے۔ جب الہ دیا مذکور نے دیگر علماء و بیدار سے اس کے جواز کا فتویٰ پوچھا تو انہوں نے منع کر دیا کہ راہ خدا میں ایسے روپیہ کا دینا ہرگز جائز نہیں۔ اس سبب سے مرزا قادیانی کا یہ شکار خالی گیا۔

(رسالہ تائید آسمانی بر نشان آسمانی تصنیف منشی محمد جعفر، مطبوعہ اختر ہند پریس امرتسر ۲۳ جولائی ۱۸۹۲ء)

خاتمہ کتاب اور التماس بخدمت شریف علماء و فضلاء و مفتیان

شرع العلویاء ابقا ہم اللہ تعالیٰ، بطور استفتاء

الحمد لله والمنه! کتاب ہذا مختصر ابواب و جواب رسائل اربعہ انجام آتھم و ضمیمہ تصنیف مرزا غلام احمد قادیانی بباعث عدیم الفرستی پانچ ماہ کے عرصہ میں ختم ہوئی۔ میں نے اس میں مرزا قادیانی کے خیالات ابتدائی و انتہائی کوحتی الوسع انہیں کی تالیفات سے نہایت تہذیب کے ساتھ نقل کیا ہے۔ بعد اس کے ان کے دعاوی نبوت اور توہیات انبیاء علیہم السلام اور عقائد اور اعمال کو بھی انہی کی تصانیف الہامی سے ہدیہ ناظرین کیا ہے اور علمی بحثیں اور آیات و احادیث کی تاویلات اور منطقی جھگڑوں اور صرف و نحو کے کھینچوں سے مطلق تعلق نہیں رکھا اور نہ اس طرف رجوع کیا۔ کیونکہ عوام کو ان سے دل چسپی نہیں ہوتی۔ اس واسطے میں نے زیادہ تر عوام کے ہی سمجھانے کے لئے کوشش کی ہے اور یہی مدعا ہے۔ امید ہے کہ جہاں کہیں کوئی سہو یا غلطی یا تقاضائے بشریت ہوئی ہو تو اس سے معاف فرما کر اصلاح فرمائی جائے اور بالخصوص حضرات علماء و فضلاء و مفتیان شرع دین متین کی خدمت بابرکت میں نہایت ہی ادب سے التماس ہے کہ مجھے مرزا غلام احمد قادیانی سے کوئی ذاتی عداوت یا دشمنی نہیں ہے۔ بلکہ وہ میرے ہم وطن ہیں اور مرزا سلطان احمد تحصیلدار ضلع ملتان، مرزا قادیانی کے فرزند کلاں میرے نہایت دوست ہیں۔ در انحال یہ کہ ابھی مرزا قادیانی ان سے ناراض نہیں ہوئے تھے کہ میں اور وہ ایک ہی وقت میں ۱۸۷۷ء پولیس ضلع گورداسپور میں نوکر ہوئے تھے اور چند روز کے بعد وہ صیغہ سول میں نوکر ہو گئے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے فوراً کایا پلٹ لی اور کایا بھی ایسی پلیٹی کہ شناخت کرنا ہی نہایت مشکل ہو گیا اور اسلام کے دائرہ سے ایسا تجاوز کیا کہ گویا استغناء قطعی داخل کر دیا۔

حضرات علماء!! مرزا قادیانی کے خیالات، وتوہیات، الہامات، وسواسات، دعاوی

نبوت اور توہیات انبیاء علیہم السلام و اس ابتلاء سے بچائیں اور اپنے فرائض سے بے مقدار کو دعائے خیر سے مشکور فرمائے۔  
من لددک رحمة انک انت الکریم  
تاریخی طور پر حسب ذیل رکھا گیا۔ کلمہ عاجز فقیر فضل احمد عفی عنہ کورٹ انسپکٹر

روایا صادق

آج واقع ۵ جمادی الثانی  
اصلی پر سے پورے طور پر کتاب ہذا  
میں جہاں قریباً سات آٹھ آدمی بیٹھے  
مدرس گورنمنٹ سکول لودھیانہ بھی  
بھی وہاں پاؤں پیارے پڑے ہیں  
پیشانی تک استرے سے موٹا ہو  
ہے۔ (خلاف شرع) اس مجلس میں  
کیوں ہیں۔ میں نے کہا کہ ہم کو بک  
مخالفت نہیں۔ مرزا قادیانی نے  
وجہ مخالفت ہے۔ مرزا قادیانی نے  
کہہ دے۔ میں نے کہا مرزا قادیانی  
اعمال درج نہیں ہیں؟ کیا ان  
ہے؟ ناحق کہنے کی کسی کو کیا ضرورت  
آنکھیں کر لیں اور خاموش ہو۔  
دیکھا ساڑھے چار بجے تھے۔ مجھ  
اس کی تعبیر سمجھ لیں اور یہ بھی عرض  
راقم الحروف ملازم پولیس ہے اور  
اسلام کے عین مطابق رکھتا ہے  
کے فضل کی امید اور عذاب کا ڈر

نبوت اور توہنیاں انبیاء علیہم السلام و عقائد و اعمال پر توجہ مبذول فرما کر عوام کو صاف صاف طور پر اس ابتلاء سے بچائیں اور اپنے فرائض کے پورا کرنے میں سعی بلیغ فرمائیں اور اس خاکسار ذرہ بے مقدار کو دعائے خیر سے مشکور فرمائیں۔ ”ربنا لا تزع قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب“ آمین ثم آمین! نام اس کتاب کا خدا کی طرف سے تاریخی طور پر حسب ذیل رکھا گیا۔ کلمہ فضل رحمانی ۱۳۱۲ھ، بجواب اوہام غلام قادیانی ۱۳۱۲ھ، راقم عاجز فقیر فضل احمد عفی عنہ کورٹ انسپکٹر لودھیانہ ۱۳۱۲ھ اخیر ذی الحج۔

رویا صادقہ

آج واقع ۵ جمادی الثانی ۱۳۱۵ھ المقدس کی صبح ساڑھے چار بجے جب کہ میں مسودہ اصلی پر سے پورے طور پر کتاب ہذا لکھ چکا اور ختم کر چکا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ مجلس میں جہاں قریباً سات آٹھ آدمی بیٹھے ہوئے ہیں اور مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب چشتی صابری مدرس گورنمنٹ سکول لودھیانہ بھی میرے پاس داہنی طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی بھی وہاں پاؤں پیارے پڑے ہیں۔ مرزا قادیانی کا سر ٹنگا ہے اور سران کا عین وسط سے لے کر پیشانی تک استرے سے موٹا ہوا ہے (خلاف شرع) اور داڑھی آپ کی قینچی سے کتری ہوئی ہے۔ (خلاف شرع) اس مجلس میں سے کسی شخص نے کہا کہ آپ سب لوگ مرزا قادیانی کے مخالف کیوں ہیں۔ میں نے کہا کہ ہم کو بلکہ کل اہل اسلام کو مرزا قادیانی سے کوئی ذاتی یا دنیاوی غرض سے مخالفت نہیں۔ مرزا قادیانی نے ہی اپنے عقائد اور اعمال اہل اسلام کے مخالف کر لئے ہیں۔ یہی وجہ مخالفت ہے۔ مرزا قادیانی نے کہا ایویں کوئی کچھ کہہ دے۔ (پنجابی) یعنی یونہی ناحق کوئی کچھ کہہ دے۔ میں نے کہا مرزا قادیانی! کیا آپ کے کل الہاموں اور مؤلفہ کتابوں میں عقائد اور اعمال درج نہیں ہیں؟ کیا ان تحریری دستاویزات سے جو بڑی تعلی سے شائع کئے ہیں۔ انکار ہے؟ ناحق کہنے کی کسی کو کیا ضرورت ہے۔ تب مرزا قادیانی نے کھسیانی صورت بنائی اور نیچے آنکھیں کر لیں اور خاموش ہو گئے اور جواب نہ دیا۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ گھڑی (کلاک) کو دیکھا ساڑھے چار بجے تھے۔ مجھے اس خواب سے نہایت ہی اطمینان ہوئی۔ حضرات ناظرین بھی اس کی تعبیر سمجھ لیں اور یہ بھی عرض کر دینا ناظرین کے لئے خالی از منفعہ تعارف نہ ہوگا کہ خاکسار راقم الحروف ملازم پولیس ہے اور سخت درجہ کا گنہگار۔ لیکن الحمد للہ عقائد و اعمال مطابق جمہور اہل اسلام کے عین مطابق رکھتا ہے۔ یہی امید فضل رحمانی ہے۔ یہی مغفرت کرے گا۔ ہر وقت اس کے فضل کی امید اور عذاب کا ڈر دل میں ہے۔ یا اللہ! اس کو قائم رکھ۔ آمین! ثم آمین!!

وگیا ہے اور اس کے پاس چند ہزار روپیہ حرام بزرگاری کے اپنے کام میں خرچ نہیں کرتا۔ کہ وہ کل روپیہ ہمارے پاس بھیج دے۔ ہم مذکور نے دیگر علماء دیندار سے اس کے جواز کا روپیہ کا دینا ہرگز جائز نہیں۔ اس سبب سے

مطبوعہ اختر ہند پریس امرتسر ۲۳ جولائی ۱۸۹۲ء

ریف علماء و فضلاء و مفتیان

الی، بطور استفتاء

بابا وضو بجواب رسائل اربعہ انجام آتھم و ضمیمہ کچھ ماہ کے عرصہ میں ختم ہوئی۔ میں نے اس مع انہیں کی تالیفات سے نہایت تہذیب اور توہنیاں انبیاء علیہم السلام اور عقائد اور اسے اور علمی بحثیں اور آیات و احادیث کی سے مطلق تعلق نہیں رکھا اور نہ اس طرف اس واسطے میں نے زیادہ تر عوام کے ہی سید ہے کہ جہاں کہیں کوئی سہو یا غلطی یا ح فرمائی جائے اور بالخصوص حضرات علماء نہایت ہی ادب سے التماس ہے کہ مجھے ہے۔ بلکہ وہ میرے ہم وطن ہیں اور زندگیاں میرے نہایت دوست ہیں۔ نے تھے کہ میں اور وہ ایک ہی وقت میں روز کے بعد وہ صیغہ سول میں نوکر ہو گئے لی اور کیا بھی ایسی پلٹی کہ شناخت کرنا کہ گویا استعفاء قطعی داخل کر دیا۔

ہمات، الہامات، وسواسات، دعاوی





از وارثوں کے حقوق کا غصب!

نیداد اور مرزا قادیانی

مر تقی مرحوم قوم مغل ساکن ورئیس قادیان  
خسرہ ۲۲۳۷، ۱۷۰۳، ۱۷۲۱، ۱۷۲۱ قطبہ کا کھاتہ  
قصبہ قادیان مذکورہ موجود ہے۔ ۱۲ کنال  
۱۷۰۳، ۲۲۳۷، ۱۷۰۳ مذکورہ میں باغ لگا ہوا ہے  
لگے ہوئے۔ پھلے ہوئے ہیں اور موازی  
کے وقابض ہوں۔ سواب مظہر نے برضا  
کنال اراضی مذکورہ کو معہ درختان ثمرہ وغیرہ  
رج چوب چاہ موجودہ اندرون باغ ونصف  
ن مبلغ پانچ ہزار روپیہ سکے راسخہ نصف جن  
ل بیگم زوجہ خود رہن و گروی کردی ہے اور  
نے سے لیا ہے۔ کڑی کلان طلائی ۷۵۰،  
دہنسی ۱۰۰ عدد ربل طلائی دو عدد بالی گھنگورو  
بند طلائی قیمتی ۱۰۰ روپے کنہرہ طلائی قیمتی  
۱۰۰ روپے بڑی قیمتی چار عدد قیمتی ۱۵۰ روپے۔ جو  
د، طلائی قیمتی ۲۰۰ روپے چاند طلائی قیمتی  
طلائی قیمتی ۴۰ روپے محکمہ خود طلائی قیمتی  
۲۵ روپے بڑی طلائی قیمتی ۴۰ روپے  
۱۲۹ لاہور کلکتہ قیمتی ایک ہزار اقرار یہ  
بعد تیس سال مذکور کے ایک سال میں  
بعد انقصائے میعاد بالا یعنی اکتیس سال  
ہو جائے گا اور مجھے دعویٰ ملکیت کا نہیں  
ادوں گا اور منافع مرہونہ بالا کی قائی

راہن تک مرتبہ مستحق ہے اور معاملہ سرکاری فصل خریف ۱۹۵۵ء سے مرتبہ دے گی اور پیداوار لے  
گی۔ جو ثمرہ اس وقت باغ میں ہے اس کی بھی مرتبہ مستحق ہے اور بصورت ظہور تنازعہ کے میں ذمہ  
دار ہوں اور سطر تین میں نصف مبلغ و رقم بیس ہزار روپے کے آگے رقم دو سو ساٹھ کو قلمزن کر کے پانچ  
سو لکھا ہے۔ جو صحیح ہے اور جو درختان خشک ہوں وہ بھی مرتبہ کا حق ہوگا اور درختان غیر ثمرہ یا خشک  
شدہ کو مرتبہ واسطے ہر ضرورت و آلات کشادری کے استعمال کر سکتی ہے۔ بنا بران رہن نامہ لکھ دیا  
ہے کہ سند ہوا رقم ۲۵ جون ۱۸۹۸ء بقلم قاضی فیض احمد نمبر ۹۴۹، العبد مرزا غلام احمد بقلم خود گواہ  
شد مقبلان ولد حکیم کرم دین صاحب بقلم خود گواہ شد نبی بخش نمبر دار بقلم خود بنالہ حال قادیان۔  
اشام بک مکرر دو قطعہ

حسب درخواست جناب مرزا غلام احمد قادیانی خلف مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم آج واقعہ  
۲۵ جون ۱۸۹۸ء یوم شنبہ وقت ۷ بجے بمقام قادیان تحصیل بنالہ ضلع گورداسپور آیا اور یہ دستاویز  
صاحب موصوف نے بغرض رجسٹری پیش کی۔ العبد مرزا غلام احمد قادیانی راہن مرزا غلام احمد بقلم  
خود ۲۵ جون ۱۸۹۸ء دستخط احمد بخش رجسٹرار جناب مرزا غلام احمد قادیانی خلف مرزا غلام مرتضیٰ  
قادیانی ساکن ورئیس قادیان تحصیل بنالہ ضلع گورداسپور جس کو میں بذات خود جانتا ہوں تکمیل  
دستاویز کا اقبال کیا وصول پائے۔ مبلغ ۵۰۰۰ روپے کی منجملہ ایک ہزار روپیہ کا نوٹ اور زیورات  
مندرجہ ہذا میرے روبرو معرفت میرزا ناصر نواب والد مرتبہ لیا۔ سطر ۹ میں مبلغ ۲۵۰ روپے کی  
قلمزن کر کے بجائے اس کے ۵۰۰ روپے لکھا ہے۔ از جانب مرتبہ ناصر نواب حاضر ہے۔ العبد  
مرزا غلام احمد راہن، مرزا غلام احمد قادیانی بقلم خود ۲۵ جون ۱۸۹۸ء دستخط احمد بخش سب رجسٹرار  
دستاویز ۱۲۷۸ میں نمبر ایک بعد ۳۶ ص ۲۶۸، ۲۶۸ پر آج تاریخ ۲۷ جون ۱۸۹۸ء یوم دو شنبہ  
رجسٹری ہوئی۔ دستخط احمد بخش سب رجسٹرار اس رجسٹری پر ملا محمد بخش صاحب قادری نے اپنے ایک  
اشہار میں مندرجہ ذیل ریمارک کیا ہے۔

رجسٹری مذکورہ بالا پر ہمارا منصفانہ ریمارک

”اگر مرزا قادیانی کو مصرعہ ”اسپ وزن شمشیر وفادار کہ دید“ کی خبر ہوتی  
تو ہرگز اپنی بیوی کے نام رجسٹری نہ کراتے۔ مرزا قادیانی نے خواہ کتنا ہی لطائف الحیل طمع دنیوی  
سے نصرت جہاں بیگم کو راضی کرنے کی کوشش کی۔ جب مرزا قادیانی کو کچھ روپیہ وغیرہ کی ضرورت

آپنی تو اس عقیفہ نے ایک چھلہ تک نہیں دیا کہ مرزا قادیانی کے وقت بے وقت کام آتا بلکہ اس نے زیورات کے عوض جناب سے تمام باغات زمین وغیرہ رہن و گروی کرائی اور رجسٹر کرائی۔ کیا یہ سب باتیں اس کی فرمانبرداری اور اطاعت کی ہیں؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ اس نے ایسے شخص کافر بلکہ اکفر کا ذرا بھی اعتبار نہیں کیا۔ پس جب گھر کا یہ حال ہو رہا ہے تو دوسروں پر کیا شکایت؟

اول: ہم پوچھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جو زیورات مالیتی پانچ ہزار روپیہ کے عوض باغات و اراضی وغیرہ اپنی بیوی نصرت جہاں بیگم کے پاس گروی ورہن رکھ کر رجسٹر کرادی ہے تو یہ زیورات آپ کی اہلیہ کے پاس آپ کے دیئے ہوئے تھے یا نہیں۔ اگر آپ کے ہی تھے تو کیا آپ کو بوقت ضرورت اس سے عاریت لینے کا حق نہ تھا؟ اگر تھا تو اس کے عوض اس قدر اراضی باغات کا یہ گروی نامہ رجسٹر کرادینا دوسری لڑکوں فضل احمد صاحب و سلطان احمد صاحب کے حقوق کو زائل کر دینے کا منشاء ظاہر نہیں کرتا؟ آپ کے بعد اس جہاں سے گم ہوتے ہی ڈھائی منٹ میں یہ رجسٹر منسوخ ہو جائے گی۔ مرزا قادیانی کیا خداوند تعالیٰ کا یہی حکم ہے کہ حقداروں کے حقوق چھین کر دوسروں کو دیئے جائیں؟

دوم: آپ کو اس قدر روپیہ کی ضرورت تھی کہ آپ نے یہ کام بھی خلاف شرع کیا؟ سوم: آپ جبکہ اس قدر مالدار ہیں تو آپ کا دعویٰ کہ میں مثیل مسیح ہوں۔ کس طرح سچا سمجھا جائے۔ جبکہ خود مسیح جس کی آپ مثیل بنتے ہیں فرماتے ہیں کہ چند پرند کے لئے تو بسیرا کرنے کے لئے جگہ ہے۔ مگر ابن آدم (یعنی مسیح) کے لئے کوئی جگہ نہیں کہ وہ اپنا سر چھپا رکھتے۔ چہارم: اگر آپ نصرت جہاں بیگم سے زیورات مالیتی پانچ ہزار لے لیتے اور اس کے عوض باغات زمین وغیرہ نہ عائد ہو تو ہم کہتے ہیں کہ اپنے اس جھگڑے کو اپنی حین حیات میں مطابق شرع محمدی کیوں فیصل نہیں کیا۔

پنجم: جو اراضی و باغات آپ نے نصرت جہاں بیگم کے پاس گروی ورہن کر دی ہیں۔ اس کی آمدن و خرچ کا حساب آپ کی تحویل میں رہا۔ اور آپ اس کام کے انجام دہی کے عوض کچھ ماہانہ لیا کریں گے یا نہیں؟ اگر لیں گے تو کب لائیں گے یا نہیں؟ اگر نہیں لیں گے تو کیوں نہیں؟

ششم: اگر یہی خدمت کوئی دوسرا انجام دے تو آپ کی اجازت دے گا کہ وہ بھی لے لیں۔ اگر ہے تو یوں؟

ہفتم: باغ کے پھل وغیرہ کو آپ اپنی بیوی کی بلا اجازت حاصل کریں گے یا نہیں؟

اگر حاصل کریں گے تو کیوں؟ غرض مرزا آ پڑے گی۔ ورنہ حرام کھائیں گے۔“  
مرزا قادیانی کے دستخطی خطوط اور ال

خطوط اور مصنف  
از بندہ مسکین محمد حسین عفی عنہ اراۃ

بسم اللہ  
نحمدہ ونصلیٰ وحضرہ من  
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور دعا عزائمہ سے  
اب اصل ماجرا عرض

بابرکت میں نیاز نامہ لکھا۔ اس سے دوسرے  
معاد ایک نقل رہن نامہ رجسٹر شدہ کے شرف  
۲..... قادیانی نے اپنی

رہن کر دیا ہے اور اس کی عوض اس سے ز  
ایک ہزار کے نوٹ ہر ایک عقلمند سوچ سکتا  
تا کہ دوسرے لڑکے جو پہلی بیوی سے ہیں  
اور نوٹ بیوی کہاں سے لائی۔ آیا وہ اس  
نامہ کے مرزا موصوف نے وہ زیور کیا کبر  
پہلے بھی روشن ہے کہ مرزا قادیانی کے  
مرزا علی شیر صاحب کی حقیقی پھوپھی تھی  
ہمارے حضرت کی حقیقی ہمشیرہ ہے۔ ج  
بیٹے ہیں۔ بڑے کا نام سلطان احمد جو آ  
ہے اور چھوٹے کا نام فضل احمد جو ہمار  
قادیانی کے ایک بھائی ان سے بڑے  
نے سلطان احمد فرزند کلاں مرزا قادیانی  
احمد قادیانی اور نصف سلطان احمد حصہ  
حصہ حقدار ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی

نت بے وقت کام آتا بلکہ اس نے  
روی کرا لی اور رجسٹر کرا لی۔ کیا یہ  
رگز نہیں۔ اس نے ایسے شخص کا فر  
دوسروں پر کیا شکایت؟

مالیتی پانچ ہزار روپیہ کے عوض  
رہن رکھ کر رجسٹری کرا دی ہے تو  
میں۔ اگر آپ کے ہی تھے تو کیا  
تو اس کے عوض اس قدر اراضی  
حب و سلطان احمد صاحب کے  
جہاں سے گم ہوتے ہی ڈھائی  
تعالیٰ کا یہی حکم ہے کہ حقداروں

یہ کام بھی خلاف شرع کیا؟  
مثیل مسیح ہوں۔ کس طرح سچا  
کہ چرند پرند کے لئے تو بسیرا  
میں کہ وہ اپنا سر چھپا رکھتے۔  
کچھ ہزار لے لیتے اور اس کے  
غلطے کو اپنی حیات میں

پاس گروی ورہن کر دی ہیں۔  
پاس کام کے انجام دہی کے  
میں گئے یا نہیں؟ اگر نہیں تو

تو کیا ہے یا نہیں۔ اگر

حاصل کریں گے یا نہیں؟

اگر حاصل کریں گے تو کیوں؟ غرض مرزا قادیانی کو رتی رتی پھل پھول پر شرعاً اجازت لینی  
پڑے گی۔ ورنہ حرام کھائیں گے۔“  
خادم قوم! ملا محمد بخش قادری منیجر اخبار جعفر زلی لاہور  
مرزا قادیانی کے دستخطی خطوط اور ان کے مضامین کی تصدیق کے متعلق تازہ  
خطوط اور مصنف کتاب کا مذہبی خیال

از بندہ مسکین محمد حسین عفی عنہ! راہوں  
۳۱ اگست ۱۸۹۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم!  
نحمدہ ونصلی! حضور من (قاضی فضل احمد مصنف کتب ہذا)! السلام علیکم  
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! روداد عز از نامہ سے مشرف و ممتاز فرمایا کہ:

۱..... اب اصل ماجرا عرض کرتا ہوں۔ جس روز بندہ نے حضور کی خدمت  
بابرکت میں نیاز نامہ لکھا۔ اس سے دوسرے روز قادیان سے میرے حضرت کا فرمان فیض بنیان  
مع ایک نقل رہن نامہ رجسٹری شدہ کے شرف صدر لایا۔ جو بیجنسہ ارسال حضور ہے۔

۲..... قادیانی نے اپنی جائیداد جدی میں سے ایک باغ اپنی منکوحہ کے نام  
رہن کر دیا ہے اور اس کی عوض اس سے زیورات اور نوٹ کرنسی لئے ہیں۔ چار ہزار کا زیور اور  
ایک ہزار کے نوٹ ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ یہ کام اس مرزا نے فقط اس غرض سے کیا ہے  
تاکہ دوسرے لڑکے جو پہلی بیوی سے ہیں۔ محروم رہ جائیں۔ بھلا خیال تو فرمائیں کہ زیورات  
اور نوٹ بیوی کہاں سے لائی۔ آیا وہ اس کے والدین کی کمائی کے ہیں۔ دوسرے بعد لکھنے رہن  
نامہ کے مرزا موصوف نے وہ زیور کیا کیا بیوی ہی کو دے دیا ہوگا۔ یہ فقط ایک دھوکا تھا۔ حضور پر  
پہلے بھی روشن ہے کہ مرزا قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم کے گھر میں ہمارے حضرت  
مرزا علی شیر صاحب کی حقیقی پھوپھی تھی اور علی ہذا القیاس مرزا غلام احمد قادیانی کی بڑی بیوی بھی  
ہمارے حضرت کی حقیقی ہمیشہ ہے۔ جو عرصہ دو ماہ سے فوت ہو گئی ہے اور اس کے لطن سے دو  
بٹے ہیں۔ بڑے کا نام سلطان احمد جو آج کل ملتان کے ضلع میں تحصیل شجاع آباد میں تحصیل دار  
ہے اور چھوٹے کا نام فضل احمد جو ہمارے حضرت صاحب (شیر علی) کا داماد ہے۔ مرزا غلام احمد  
قادیانی کے ایک بھائی ان سے بڑے تھے جن کا نام غلام قادر تھا۔ وہ بے اولاد تھے۔ انہوں  
نے سلطان احمد فرزند کلاں مرزا قادیانی کو اپنا منیجر کر لیا۔ لہذا کل جائیداد میں نصف مرزا غلام  
احمد قادیانی اور نصف سلطان احمد حصہ دار ہے۔ اب فضل احمد چھوٹا بیٹا مرزا کی جائیداد کا حطب  
حصہ حقدار ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی دوسری بیوی سے جس کے نام باغ رہن لکھا گیا ہے۔

شاید دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ اب فضل احمد کو اسی جدی جائیداد سے محروم کرنے کے لئے مرزا قادیانی نے یہ حیلہ کیا ہے کہ باغ بیوی کے نام رہن کر دیا اور باقی جائیداد کا کوئی اور بندوبست کرے گا۔ خیر حضور کو یاد ہوگا کہ مرزا قادیانی کے دونوں خط خود مرزا علی شیر اور ان کی بیوی کے نام ہیں۔ ان میں حضور نے پڑھا ہوگا کہ اگر فضل احمد نے میرے کہنے سے اپنی منکوحہ دختر مرزا علی شیر کو طلاق نہ دی تو وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پاسکتا۔ مرزا قادیانی اسی امر میں ساعی رہے کہ میرے ہر دو بیٹے اور مرزا علی شیر صاحب اور ان کی زوجہ جو مرزا احمد بیگ کی ہمیشہ ہے۔ اپنے بھائی سے لڑ بھڑ کر ناطہ پر راضی کریں تاکہ میرا الہام سچا ہو۔ مرزا قادیانی، علی شیر کی ہمیشہ یعنی اپنی بڑی بیوی کو انہوں نے جیسی سے ناراض ہو کر الگ کر دیا ہوا تھا۔ کہ اس نے کچھ نمایاں کام نہ کیا وہ اپنے بیٹے سلطان احمد کے ساتھ تھی۔ چونکہ ان متعلقین نے مرزا قادیانی کی کچھ بھی مدد نہ کی لہذا سب کو الگ کر دیا اور ان سے کھانا پینا گفتگو بالکل ترک کر دیا۔ بلکہ یہ لوگ مرزا کی الہامی جو رو کے نکاح میں شریک ہوئے اور اس کو مجبوظ الحواس سمجھ کر جلدی اس امر میں کوشش کر کے اس کا نکاح موضع پٹی میں ایک لڑکے مسمیٰ مرزا سلطان محمد سے کرادیا اور مرزا قادیانی اپنے ایک خط میں فرما چکے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے دشمن ہوں گے۔ افسوس مرزا قادیانی کی عقل پر الہامی بات اور بندوں پر مخالفت کے سبب غصہ۔

چہ دلاور است ذردے کہ بکف چراغ دارد

خیر فضل احمد نے مرزا قادیانی اپنے والد کی عدول حکمی کی۔ کیونکہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق نہ دیا۔ اسی لئے فضل احمد اور متعلقین سے قطع تعلق کر بیٹھے ہیں۔

لہذا بعد مفصل حال کے عرض ہے کہ نقل رہن نامہ رجسٹری شدہ ارسال حضور ہے۔ اس کو بھی درج کتاب فرمادیں۔ حضرت صاحب (شیر علی) نے یہ وثیقہ کی نقل حکم نامہ کے ساتھ بندہ کو بھیجی ہے اور باایں الفاظ لکھا ہے۔ وثیقہ کا کاغذ بھیجا جاتا ہے۔ اس کی نقل کہہ گئے اپنے پاس رکھ لو اور اصل کاغذ کورٹ انسپکٹر صاحب کی خدمت میں بغرض اندارج کتاب بھیج دو۔

باسمہ سبحانہ! مخدوم مکرم بندہ حضرت مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا نوازش نامہ معدود کا پی کتاب کلمہ فضل رحمانی شرف صدور لایا اور مشکور فرمایا۔ جناب من مرزائی گروہ کے معلومات سے صاف پایا جاتا ہے کہ ان کو اپنے پیغمبر کے حالات اندرونی معلوم نہیں ہیں۔ اسی لئے دھوکہ میں ہیں۔ کتنی بڑی موٹی بات سے انکار کر دیا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ! بندہ خدا اگر فضل احمد ان کا کوئی بیٹا نہ ہو تو مجھے اس کے بیٹے بنانے کی خواہ مخواہ

کچھ ضرورت ہے۔ جو کچھ کہ خطو بھی باشندہ اسی ضلع کا ہوں۔ مجھے بندہ ایک ہی ماہ ستمبر ۱۸۷۷ء میں کرتے رہے اور وہ میرے نہایت تھے۔ مرزا سلطان احمد اور مرزا نے ناراض ہو کر الگ کر رکھا تھا کہ مرزا فضل احمد مرزا قادیانی کو اور خوف دلانے محروم الارث کر کا نتیجہ مرزا قادیانی نے حسب و پانچ ہزار میں اپنی بیوی کے پاس چکی ہے۔ زیادہ طویل تحریر سے ضلع جالندھر تلمیذ و مرید حضرت میں اس عریضہ کے ساتھ بھیجتا نوبت نہ ہوگی۔ مجھے نہایت افسہ لوگوں کے دماغ میں ایسی ضد کی پیش گوئی اس کی موت کی با اس بات کو میں اس نہ کی کہ میرے مخالف بقول اس کی کہ وہ پندرہ ماہ میں مرے سے لیکھ رام مسلمان ہوتا۔ پانچ ماہ مرلی دھر مسلمان ہوتے کلاں مرزا قادیانی برے نہ قادیان کے لوگ بھی ایمان یقین۔ مرزا قادیانی کی الہامی مرزا قادیانی کے دیکھتے دیکھ

کچھ ضرورت ہے۔ جو کچھ کہ خطوط مرزا قادیانی میں درج ہے۔ اس میں ایک سرسوفرق نہیں۔ میں بھی باشندہ اسی ضلع کا ہوں۔ مجھے خود اس کا علم ہے کہ مرزا سلطان احمد فرزند کلاں مرزا قادیانی اور بندہ ایک ہی ماہ ستمبر ۱۸۷۷ء میں محکمہ پولیس گورداسپور میں ملازم ہوئے تھے اور اکٹھے قواعد پریڈ کرتے رہے اور وہ میرے نہایت دوست ہیں۔ پھر محکمہ پولیس کو چھوڑ کر رسول میں ملازم ہو گئے تھے۔ مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں حقیقی بھائی پہلی بیوی سے ہیں۔ جس کو مرزا سلطان احمد نے ناراض ہو کر الگ کر رکھا تھا۔ اب عرصہ دو ماہ سے ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مرزا فضل احمد مرزا قادیانی کا فرزند دلبند ہے۔ جس نے باوجود سخت دھمکانے مرزا قادیانی کے اور خوف دلانے محروم الارث کرنے کے اپنی بیوی کو جو مرزا شیر علی کی دختر ہے۔ طلاق نہ دی۔ جس کا نتیجہ مرزا قادیانی نے حسب وعدہ خود یہ دکھلایا کہ ان کو محروم الارث کرنے کے لئے اپنی جائیداد کو پانچ ہزار میں اپنی بیوی کے پاس گروی رکھ دیا ہے۔ جس کی نقل رجسٹری آپ کی خدمت میں جا چکی ہے۔ زیادہ طویل تحریر سے کچھ فائدہ نہیں۔ اب میں دو خط مرزا محمد حسین صاحب ساکن راہوں ضلع جالندھر تلمیذ و مرید حضرت مرزا شیر علی صاحب سمدی مرزا غلام احمد قادیانی آپ کی خدمت میں اس عریضہ کے ساتھ بھیجتا ہوں۔ جس سے ایسی تسلی ہو جائے گی کہ چوں و چرا کرنے کی بھی نوبت نہ ہوگی۔ مجھے نہایت افسوس اور ساتھ ہی اس کے نہایت تعجب ہے کہ مرزا قادیانی اور مرزائی لوگوں کے دماغ میں ایسی ضد بھر گئی ہے کہ جب کسی کو مخالف دیکھتے ہیں تو اس کو بھی دھمکی ایک سال کی پیش گوئی اس کی موت کی بابت دیتے ہیں۔

اس بات کو میں اپنی کتاب میں بھی درج کر چکا ہوں کہ مرزا قادیانی نے کبھی یہ دعا نہ کی کہ میرے مخالف بقول ان کے راہ راست پر آجائیں۔ جب غصہ میں آئے ہیں پیش گوئی کی کہ وہ پندرہ ماہ میں مرے گا۔ وہ ایک سال میں مرے گا۔ مزہ تب تھا کہ مرزا قادیانی کی دعا سے لیکھ رام مسلمان ہوتا۔ پادری ہنری کلارک صاحب بہادر ایمان لا کر اسلام قبول کرتے۔ ماسٹر مرلی دھر مسلمان ہوتے۔ عبداللہ آتھم ایمان قبول کرتے۔ مرزا امام الدین بیگ برادر کلاں مرزا قادیانی برے نہ بنتے۔ مرزا قادیانی کی اولاد بھی مرزا قادیانی کو قبول کر لیتی۔ قادیان کے لوگ بھی ایمان لے آتے۔ اتنی شورشوری اور صرف ۳۱۳ مرید وہ بھی ڈھلے یقین۔ مرزا قادیانی کی الہامی جو رجس کا نکاح مرزا قادیانی کے خدا نے آسمان پر کیا تھا۔ مرزا قادیانی کے دیکھتے دیکھتے اور ان کے خدا کی موجودگی میں دوسرے شخص مرزا سلطان محمد

جائیداد سے محروم کرنے کے لئے دیا اور باقی جائیداد کا کوئی اور خط خود مرزا علی شیر اور ان کی نے میرے کہنے سے اپنی منکوحہ نہ نہیں پاسکتا۔ مرزا قادیانی اسی اور ان کی زوجہ جو مرزا احمد بیگ میرا الہام سچا ہو۔ مرزا قادیانی، ضلع ہو کر الگ کر دیا ہوا تھا۔ کہ تھ تھی۔ چونکہ ان متعلقین نے سے کھانا پینا گفتگو بالکل ترک کر کے اور اس کو مجبوظ الحواس سمجھ کر نکاح کے شریک میرے دشمن پر مخالفت کے سبب غصہ۔

راغ دارد  
کیونکہ اس نے اپنی بیوی کو

شده ارسال حضور ہے۔ اس نقل حکم نامہ کے ساتھ بندہ کو نقل کر کے اپنے پاس رکھ لو بھیج دو۔

لام علیکم ورحمة الله  
صدہ لایا اور مشکور فرمایا۔  
کو اپنے پیغمبر کے حالات سے انکار کر دیا۔ لاحول کے بیٹے بنانے کی خواہ خواہ



ساکن پٹی علاقہ لاہور کے گھر میں آباد اور شاد، بلکہ صاحب اولاد نہ ہوتی۔ افسوس میں نے اپنی کتاب میں مرزا قادیانی کو کافر کذاب مخالف بزرگان اسلام مسلمانوں کا دشمن عبدالدینار اور دراہم وغیرہ وغیرہ خارج از اسلام لکھ دیا ہے۔ میری کتاب کا پچھلا حصہ جس میں توہنیاں انبیاء علیہم السلام، دعویٰ نبوت، عقائد اعمال مرزا قادیانی کے درج ہیں۔ صاف ثابت کر دیا ہے کہ مرزا قادیانی بموجب اقوال خود کافر اور ناب دجال وغیرہ ہیں اور یہی میرا عقیدہ ہے اور ویسا ہی مرزا قادیانی کو جانتا ہوں۔ ان کا دعویٰ مسیح موعود اور مہدی مسعود اور مجدد وغیرہ کا بالکل لغو اور جھوٹ ہے۔ بس جو مرزائی اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ فضل احمد مرزا قادیانی کا کوئی بیٹا نہیں۔ وہ مع مرزا قادیانی اس بات کا انکار لکھوادے یا مرزا قادیانی خود ان خطوط کا انکار کر کے اشتہار دیں کہ یہ خطوط جھوٹے اور جعلی ہیں اور پھر اپنی موت کے بارہ میں ایک سال یا جتنا مناسب سمجھیں اقرار شائع کر دیں۔ اگر وہ سچے ہیں۔ مگر وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ آپ کی ان خطوط سے جو بھیجتا ہوں اور بھی تسلی ہوگی اور مرزا قادیانی بخوبی نادم ہوں گے۔

مرزائی لوگوں کو شرم کرنی چاہیے کہ میں نے اپنا عقیدہ لکھ دیا ہے اور جو کتاب میں مدلل لکھا ہے مرزا قادیانی یا ان کے حواریں ایک دفعہ نہیں بیس دفعہ پیش گوئی کرتے پھریں اور میعاد بھی مقرر کر لیں۔ بندہ ان گیدڑ بھکیوں سے نہیں ڈرتا۔ مرزا قادیانی اپنی پیش گوئیوں سے عبداللہ آتھم کو تو مار چکے ہیں؟ اپنی الہامی جو رو کے خاوند کو مار چکے؟ مرزا امام الدین کو مار چکے؟ پادریوں آریوں کو مار چکے؟ اگر مرزا قادیانی ایسا کر چکے ہیں تو سچے ہیں؟ ورنہ وہ ہی کذاب، جب یہ حالت ہے تو مسلمانوں کو موت کی پیش گوئی کی دھمکی دینا سچ ہے۔ پہلے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو ہی مارا ہوتا۔ یا مولوی عبدالحق امرتسری کو فنا کیا ہوتا۔ کیا شرم کی بات ہے خدا کا خوف کرنا چاہئے۔

مخلص من! مرزائیوں کی ایسی ویسی باتوں پر امید ہے کہ آپ بالکل خیال نہ فرمائیں گے نہ فرمایا ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ کبھی کوئی بات بلا تحقیق درج نہیں کرتا نہ کروں گا اور نہ کبھی کی ہے۔ مجھے مرزا قادیانی سے کوئی عداوت نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے تمام زبان کے بزرگوں مولویوں اور انبیاءوں کو گالیاں دے کر عام مسلمانوں کا دل دکھایا ہے۔ آپ جتنے ہیں کہ میں ملازم سرکار ہوں۔ مجھے کسی سے لڑائی کرنا یا جھگڑنا کیا ضرور، بھائی مسلمانوں کی خواہی اور اسلام کی حفاظت کی غرض سے کتاب لکھ دی ہے۔ خدا جس کو ہدایت دے تمام دنیا

ایک طرف مرزا قادیانی اکیلے ایک طرف

مولانا

از بندہ مسکین محمد

بسم الله الرحمن الرحيم!

جناب من (قاضی فضل)

فیض شامہ بدر کی طرح شرف درود لا

مطلق جلا شانہ بحرمت رسول مقبول

حضرت مرزا

کے باشندے ہیں اور مرزا قادیانی۔

احمد قادیانی کے گھر میں ان کی حقیقت

ہمیشہ ہیں۔ جن کے کلمن سے دوفر

شجاع آباد ضلع ملتان میں تحصیل دار

مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے فضل

دینے کی دھمکی بھی دی۔ مگر اس۔

مخالف ہے اور اپنی بیوی سے ہر طر

مرزا نے اپنی بڑی بیوی ان دونوں

بھائی کے ہاں قادیان ہی میں رہ

صرف ایک دیوار ہی ہے۔ بندہ

طرف وہ، اور حضرت صاحب

کے ذمہ ہے۔

مرزا

کئی سال سے انتقال کر گئیں۔

شاید

مرزا قادیانی کے معتقد اور مرزا

مہینے ہوئے راہوں میں آیا اور

ایک طرف مرزا قادیانی اکیلے ایک طرف لاکٹر حکم الکلم مقولہ ہے۔

نیاز مند فضل احمد عفی عنہ از لودھیانہ ۱۱ ستمبر ۱۸۹۸ء

مولانا محمد حسین کا دوسرا خط

از بندہ مسکین محمد حسین عفی عنہ راہوں ۳۱ مئی ۱۸۹۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

جناب من (قاضی فضل احمد) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! افتخار نامہ فیض شامہ بدر کی طرح شرف درود لایا۔ بندہ کے دل و جان کو سرفرازی سے سراپا روشن فرمایا۔ شانی مطلق جلالت شانہ بحرمت رسول مقبول ﷺ کے آنحضور کو صحت کلی عطاء فرمائے۔ آمین!

حضرت مرشد ارشدی مرزا قادیانی علی شیر صاحب دام فیوضہم قادیان ہی کے باشندے ہیں اور مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم والد مرزا غلام احمد قادیانی کے گھر میں ان کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ غلام احمد کی پہلی بیوی میرے حضرت کی حقیقی ہمیشہ ہیں۔ جن کے بطن سے دو فرزند بڑا سلطان احمد اور چھوٹا فضل احمد ہے۔ اول الذکر تحصیل ستاج آباد ضلع ملتان میں تحصیل دار ہیں اور فضل احمد کو مرزا قادیانی علی شیر کی بیٹی بیاہی ہوئی ہے۔ گو مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے فضل احمد کو ہر طرح چا پلوسی اور خاطر داری اور جائیداد سے بے تعلق کر دینے کی دھمکی بھی دی۔ مگر اس نے ہرگز طلاق دینا منظور نہیں کیا اور وہ اپنے باپ غلام احمد کا سخت مخالف ہے اور اپنی بیوی سے ہر طرح سے راضی و خوش ہے۔ بڑا بیٹا بھی مرزا سے مخالف ہے۔ ہاں مرزا نے اپنی بڑی بیوی ان دونوں کی والدہ کو اپنے سے علیحدہ کر دیا ہے اور مرزا قادیانی علی شیر اپنے بھائی کے ہاں قادیان ہی میں رہتی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور ہمارے حضرت کے مکان میں صرف ایک دیوار ہی ہے۔ بندہ خود قادیان جا کر دیکھ آیا ہے۔ ایک طرف وہ رہتے ہیں۔ ایک طرف وہ، اور حضرت صاحب مرزا علی شیر کی ہمیشہ کا نان نفقہ۔ اس کا بڑا بیٹا سلطان احمد تحصیل دار کے ذمہ ہے۔

۲۔ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی ہمیشہ ہمارے حضرت کے نکاح میں تھی جو کئی سال سے انتقال کر گئیں۔ جنگی بیٹی کے بارے میں مرزا قادیانی کا الہام ہے۔  
۳۔ شاید حضور نے ایک شخص خاکی شاہ باشندہ راہوں کا ملاحظہ فرمایا ہے۔ جو مرزا قادیانی کے معتقد اور مرزا قادیانی کے خلیفہ حکیم نور الدین کے قدم بقدم چلنے والا ہے۔ وہ چند مہینے ہوئے راہوں میں آیا اور اس نے مرزا کے مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کی بابت بڑی وعظ

لا دہ ہوئی۔ افسوس میں نے اپنی مسلمانوں کا دشمن عبدالدینار اور پچھلا حصہ جس میں توہنیاں انبیاء ہیں۔ صاف ثابت کر دیا ہے کہ اور یہی میرا عقیدہ ہے اور ویسا مسعود اور مجدد وغیرہ کا بالکل لغو نسل احمد مرزا قادیانی کا کوئی بیٹا یا بیانی خود ان خطوط کا انکار کر کے کے بارہ میں ایک سال یا جتنا ایسا نہیں کر سکتے۔ آپ کی ان کی بخوبی نادم ہوں گے۔

لکھ دیا ہے اور جو کتاب میں پیش گوئی کرتے پھریں اور قادیانی اپنی پیش گوئیوں سے چکے؟ مرزا امام الدین کو مار لے ہیں تو سچے ہیں؟۔ ورنہ وہ کی دھمکی دینا بیچ ہے۔ پہلے ترسری کو فنا کیا ہوتا۔ کیا شرم

یہ ہے کہ آپ بالکل خیال نہ ج نہیں کرتا نہ کروں گا اور نہ اس کے کہ انہوں نے تمام س کا دل دکھایا ہے۔ آپ ضرور، بھائی مسلمانوں کی س کو ہدایت دے تمام دنیا

کی اور آ کر شہر والوں کے اعتقاد میں فرق ڈالا۔ اس شخص کو مرزا کا بندہ نے سارا حال سنایا کہ مرزا کے دستخطی خطوط میرے حضرت کے پاس ہیں اور ہم تو اس مرزا کو بڑا مکار اور کذاب جانتے ہیں۔ بندہ نے حضرت کی خدمت میں نیاز نامہ بطلب خطوط لکھا۔ چونکہ حضرت عرصہ ڈیڑھ سال سے راہوں میں تشریف نہیں لائے تھے۔ بندہ کی عرض پر معہ ہر سہ خطوط تشریف شریف لائے۔ خاکی شاہ پہلے ہی چلتا ہوا، راہوں میں یہ ہر سہ خطوط سب روساء کو دکھلائے گئے۔ جس سے مرزا قادیانی کا مکر اور فریب اظہر من الشمس ظاہر ہو گیا۔ جب حضور (قاضی فضل احمد مکتوب الیہ) کا فرمان طلبی ہر سہ خطوط کا صادر ہوا تھا اور معرفت چچا صاحب نظام الدین بندہ کو ملا تھا۔ اس وقت میرے حضرت رڑ کی مغلاں میں جو راہوں سے چھ کوس کے تشریف شریف لے گئے تھے۔ آپ کے فرمان کو پڑھ کر بندہ خود جا کر ہر سہ خطوط بڑے اصرار سے لایا تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ کہیں گم نہ ہو جائیں آج کل وہی خاکی شاہ قادیان میں ہے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ خط جلدی راہوں سے میرے پاس روانہ کر دو۔ اس لئے بندہ نے حضور کی خدمت بابرکت میں عریضہ طلبی خطوط کا لکھا تھا۔ شاید آنحضرت نے اسی خاکی شاہ کو دکھلانے ہوں گے۔ آپ بلا اشتباہ ان خطوط کو مشتہر فرمائیں۔ بندہ حضور کو پورا یقین دلاتا ہے کہ مرزا علی شیر ہرگز ہرگز اس پائے کے آدمی نہیں کہ حق کی مخالفت کریں۔ حضرت حاجی محمود صاحب جالندھری نقشبندی کے خلیفہ ہیں اور اس وقت ان کی نظیر کا درویش با خدا کم ہوگا۔ شاید حضور نے بھی جالندھر پولیس میں آنحضرت کی زیارت کی ہوگی۔ جس وقت خط میں رڑ کی سے لینے گیا تھا تو انہوں نے اس وقت بھی مجھے تاکید فرمایا تھا کہ دیکھنا کہیں گم نہ ہو جائیں اور لدھیانہ سے واپس آنے کے بعد رجسٹری کرا کر ہمارے پاس بھیج دینا بندہ نے عرض کی کہ بہت خوب۔

۴..... لہذا اب آخری عرض یہ ہے کہ ہر سہ خطوط یا تو بسبیل ڈاک یا کسی خاص معتبر کے ہاتھ لفافے میں بند کر کے روانہ فرمادیں اور کسی طرح کا شک و شبہ اپنے خیال مبارک میں نہ لائیں۔ بندہ نے مفصل سب حال عرض کر دیا ہے۔ اب بندہ کو بھی انشاء اللہ امید ہے کہ حضور کے کل شبہات دور ہو جائیں گے۔

از بندہ مسکین مرزا محمد حسین عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم! نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم!  
جامع فضائل و کمالات روحانی و ایمانی حضرت مولانا مولوی صاحب دمام برکاتکم  
وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

اشتبہارات مرسلہ آنحضرت  
کریمانہ سے اس قدر اس عاجز کو  
جلال شانہ عم نوالہ اس کے عوض میں  
بحرمت سید عالم و  
مرزا ایان بھائی مرزا فضل احمد کو  
مرشدنا حضرت مرزا علی شیر منکونہ  
ہیں۔ یہ ان حضرات کی لاعلمی پر  
مرزائیوں کو اپنے پیغمبر کے گھر  
حالات عرض کئے ہیں بوجہ ہم قوم  
ہے۔ جو صاحب اس کو غلط سمجھیں  
رشتہ دار سے اگر یہ امر دریافت  
فضل احمد کے بیٹا ہونے سے  
سے ناراض ہیں۔ مرزا قادیانی  
احمد کی والدہ یا دوسرے الفاظ میں  
تو نہیں دی۔ مگر ان کو جب  
چھوڑا تھا۔ کسی قسم کا تعلق خرچ  
کی والدہ شریفہ آگئی تھیں۔ با  
اس مرحومہ نے اس جہان سے  
دیکھ آیا تھا اور وفات تک وہ  
نہیں کی۔ بلکہ مجھے کامل امیر  
ہوں گے۔ کیونکہ اسی نکاح  
ادھر مرزا قادیانی حضرت خ  
الدین پیر خا کروبان کے بھ  
لکھا ہے۔ پوری واقفیت  
بات بندہ پھر عرض کرے گا



مرزا کا بندہ نے سارا حال سنایا کہ مرزا  
 زاکو بڑا مکار اور کذاب جانتے ہیں۔  
 چونکہ حضرت عرصہ ڈیڑھ سال سے  
 خطوط تشریف شریف لائے۔ خاکی  
 لھلائے گئے۔ جس سے مرزا قادیانی  
 فضل احمد مکتوب الیہ) کا فرمان طلی  
 بندہ کو ملا تھا۔ اس وقت میرے  
 شریف لے گئے تھے۔ آپ کے  
 تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ کہیں گم نہ ہو  
 بفرماتے ہیں کہ خط جلدی راہوں  
 میں عریضہ طلی خطوط کا لکھا  
 آپ بلا اشتباہ ان خطوط کو مشتہر  
 ز اس پائے کے آدمی نہیں کہ حق کی  
 کے خلیفہ ہیں اور اس وقت ان کی  
 میں آنحضرت کی زیارت کی  
 وقت بھی مجھے تاکید فرمایا تھا کہ  
 سٹری کرا کر ہمارے پاس بھیج دینا

ط یا تو بسبیل ڈاک یا کسی خاص  
 کا شک و شبہ اپنے خیال مبارک  
 کو بھی انشاء اللہ امید ہے کہ حضور

صلی رسولہ النبی الکریم!  
 لوی صاحب دام برکاتکم

اشتہارات مرسلہ آنحضور مع اعزاز نامہ پہنچے۔ حضور نے اپنے اخلاق بزرگانہ وطبع  
 کریمانہ سے اس قدر اس عاجز کو ممنون احسان فرمایا ہے جس کا بیان مالا کلام ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ  
 جلّ شانہ عم نوالہ اس کے عوض میں اپنی رحمت کاملہ سے آنحضور پر رحمت فرمائے۔ آمین! ثم آمین!!  
 بحرمت سید عالم و سرور بنی آدم ﷺ، حضور کے اشفاق نامہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ  
 مرزا یان بھائی مرزا فضل احمد کو مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا ہونے سے انکار کرتے ہیں اور دختر  
 مرشدنا حضرت مرزا علی شیر منکوچہ اخویم مرزا فضل احمد کو مرزا قادیانی کی پھوپھیوں سے بھی منکر  
 ہیں۔ یہ ان حضرات کی لاعلمی پر دال ہے۔ یہ احقر بھی حضور ہی کا فقرہ لکھتا ہے کہ افسوس ہے کہ  
 مرزائیوں کو اپنے پیغمبر کے گھر کا حال بھی معلوم نہیں ہے۔ بندہ نے جو کچھ پہلے عریضیوں میں  
 حالات عرض کئے ہیں بوجہ ہم قوم ہونے کے اچھی طرح معلوم ہیں۔ اس میں ہرگز کچھ بھی غلطی نہیں  
 ہے۔ جو صاحب اس کو غلط سمجھیں انہیں ان معاملات سے بے خبری ہے۔ کسی اور مرزا قادیانی کے  
 رشتہ دار سے اگر یہ امر دریافت کیا جائے تو وہ بھی اسی طرح بیان کریں گے۔ مرزا قادیانی خود بھی  
 فضل احمد کے بیٹا ہونے سے انکار نہیں کر سکتے۔ اگرچہ نکاح میں کوشش نہ کرنے کی وجہ سے اس  
 سے ناراض ہیں۔ مرزا قادیانی سے ان کے معتقدین دریافت کر لیں۔ مرزا سلطان احمد و فضل  
 احمد کی والدہ یا دوسرے الفاظ میں ہمارے حضرت صاحب کی حقیقی ہمیشہ کو مرزا قادیانی نے طلاق  
 تو نہیں دی۔ مگر ان کو جب سے ان کی الہامی زوجہ کا نکاح سلطان محمد سکند پٹی سے ہوا۔ الگ کر  
 چھوڑا تھا۔ کسی قسم کا تعلق خرچ وغیرہ کا نہیں رکھا تھا۔ مرزا سلطان احمد اپنے بیٹے کے مکان میں ان  
 کی والدہ شریفہ آگئی تھیں۔ بالکل آمدورفت گفت کلام باہمی بند رہی۔ حتیٰ کہ عرصہ چند ماہ کا ہوا کہ  
 اس مرحومہ نے اس جہان سے رحلت کی۔ بندہ قادیان جا کر اخیر جنوری ۱۸۹۳ء میں امر پچشم خود  
 دیکھ آیا تھا اور وفات تک وہ اسی طرح گذر گئیں۔ کسی طرح سے مرزا قادیانی نے ان سے صفائی  
 نہیں کی۔ بلکہ مجھے کامل امید ہے کہ ان کی تجہیز و تکفین میں بھی مرزا قادیانی شریک نہیں ہوئے  
 ہوں گے۔ کیونکہ اسی نکاح سے سب رشتہ داروں سے مرزا قادیانی موصوف نے قطع تعلق کر دیا ہے  
 ادھر مرزا قادیانی حضرت خواجہ محمد علی شیر سے اور ادھر مرزا نظام الدین کمال الدین سے (امام  
 الدین پیر خا کرو بان کے بھائی ہیں) رشتہ ناطہ مرگ شادی پر آمدورفت بند ہے۔ جو کچھ میں نے  
 لکھا ہے۔ پوری واقفیت سے لکھا ہے اور یہ عین ٹھیک ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا عرض کروں ایک  
 بات بندہ پھر عرض کرے گا وہ کیا کہ مرزا قادیانی اپنی بڑی بیوی صاحبہ کے جنازہ پر تشریف لے گئے

ہیں یا نہیں۔ اوپر کی سطوروں میں بندہ نے اپنا قیاس ظاہر کیا ہے۔  
 دختر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے نکاح سے مرزا سلطان احمد صاحب تامرگ اپنی  
 والدہ مرحومہ کے خرچ کے متکفل رہے ہیں اور مرزا قادیانی نے انہیں کچھ مدد نہیں دی۔

نظم نصیحت نامہ و تاریخ من مؤلف، باسمہ سبحانہ

اے مخلصان یا صفا دنیا پرانی زال ہے  
 چالوں سے اس کے تم بچو ہر چال اک بھونچال ہے  
 سب اہل دل کہتے ہیں یوں لے کر سلف سے تا خلف  
 جو اس کا طالب ہو گیا وہ سگ صفت بد حال  
 ایمان کو ثابت رکھو اسلام پر قائم رہو  
 اجماع امت پر مٹو اس کا عدو پامال ہے  
 قرب قیامت ہے فتنے دجال مہدی بن گئے  
 جھوٹوں نے گو سچا کہا پر جھوٹ کا دلال ہے  
 ان مہدیوں سے تم بچو ان کاذبوں کی مت سنو  
 اے مومنو مومن رہو پر کید انکا قال ہے  
 یہ قادیانی مرزا ہے پر فریب و پردعا  
 عیسیٰ نہیں مہدی نہیں ہاں کاذب و بطل ہے  
 اسلام کی تخریب سے گو کافر و مرتد ہوا  
 پس اس کا قلبی مدعا بس عورتیں یا مال ہے  
 تاریخ کا کچھ فکر تھا تسخیر ہاتف نے کہا  
 یہ قادیانی مفتری بقال ہے اور دجال ہے

۱۳۱۴ھ

کل مصرعہ

ذیل میں ملک کے ان علمائے و فضلاء کی تقریظوں کو درج کیا جاتا ہے جو خدا کے  
 فضل سے حامی دین ہونے کے علاوہ اپنے علم و فضل کے لحاظ سے ملک کے لئے باعث فخر اور قوم

لے یعنی حارث یا سبزی فروش جو مرزا قادیانی کا پہلا لقب ہے۔

کے لئے موجب ہدایت ہیں اور جو ملک و قوم میں ہر ایک طرح واجب التعظیم سمجھے جاتے ہیں۔ جنہوں نے اس کتاب کو بغور ملاحظہ فرما کر یہ ظاہر اور ثابت کیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تمام تصانیف کی تردید کتاب کلمہ فضل رحمانی سے بڑھ کر اس وقت تک کوئی کتاب اسلام اور اہل اسلام کی حفاظت کے لئے نہیں شائع ہوئی اور وہ تقریظیں یہ ہیں کہ:

بسم الله الرحمن الرحيم!

الحمد لله الذى انزل الشريعة المطهرة الحنيفية البيضاء والملة المقدسة الاسلاميه السامية على انبياء ورسولنا وسيدنا محمد افضل الرسل وخاتم الانبياء صلوات الله وسلام عليه وعلى اله الاصفياء واصحابه الاتقياء وبعد فقد حملنى على هذا التحرير وهدانى الى ذاك الاستطير وصول رسالة مطبوعة من طرف المرزا القاديانى بعضها فى اللسان الهندى وبعضها فى العربى تحدى فيها بالعلماء الكبار ودعاهم للمباهلة والمقابلة واخذ الثار طالعته وامعنت انظر فيها فوجدتها مملوءة بالخرافات ومحشوة بالخزعبيلات اظهر فيها دعاويه الفاسدة واختراعاته الكاسدة من انه هو المسيح الموعود والمهدى المنتظر المذكور فى الاحاديث النبويه واطال فيها اللسان بالسب والشتم والطغيان فى حق الاخبار من علماء الرحمن الموجودين فى هذا الزمان وفى سابق الدوران كا طالة العاجز عن ايراد الدليل والبرهان كما هى عادته فى جميع مولفاته المستقبحة وتصانيف المتشعة فتجاعد عن مقام التهذيب وزاد فى التذريب والتشريب الى فيها بكلمات تنفر عنها الطبائع السليمة وتتقرفها القرائح المستقيمة بالغ فى كناية الفحش واللغويات والتشنيع والزليات حتى انصلت فى الجهات واضرم نارا الخصومات حيث قال مرة للاعلام الكبار والصالحين الاختيار هم تسعة رهط من الاشرار ولقب بعضهم الشيطان الاعمى والغول الاغوى وشنع بعضهم باقبح التشنيعات واسود الهنات وما خاف من خالق الارض والسموات فقد قال جل وعلا الشيطان يعدكم الفقر ويأمركم بالفحشاء ومن كلام رسول الله ﷺ المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده فاقواله زائغة

یا ہے۔

سے مرزا سلطان احمد صاحب تامرگ اپنی نبی نے انہیں کچھ مد نہیں دی۔

وَلَف، باسمہ سبحانہ

پرانی زال ہے

اک بھونچال ہے

کر سلف سے تاخلف

سگ صفت بدحال

م پر قائم رہو

کا عدو پامال ہے

ل مہدی بن گئے

بوٹ کا دلال ہے

اذبوں کی مت سنو

ید انکا قال ہے

پر فریب و پردعا

کاذب و بطل ہے

گو کافر و مرتد ہوا

مورتن یا مال ہے

ہاتف نے کہا

اور دجال ہے

۱۳۱۳ھ

تقریظوں کو درج کیا جاتا ہے جو خدا کے لحاظ سے ملک کے لئے باعث فخر اور قوم کا پہلا لقب ہے۔

خاطئة وخیالاتہ لائحہ ضائعہ ارتکب جازہ فخیمہ وکبیرہ مہلکۃ کلام  
ذلیل و مرام کلیل لم یتادب مع العلماء والصلحاء فی الخطاب ولم یسلك مسلك  
الصدق والصواب فلا یخفى علی اهل النهی ان هذا الباب الذی اختاره  
المرزا خلاف اهل الحجی . ثم ان کان القادیانی یناظر العلماء ولا یماری  
السفها . فکان علیہ ان یخاصمهم بعد التزام التهذیب بایراد الاحادیث  
والایات مع حملها علی معانیہا الطاهرة المسلمة عندائمه اللغات حتی لا  
یستنکره اهل الصناعات ولكنہ حرّف النصوص عن مقصودھا الاصل  
للنقول بروایة الثقات من الصحابة والصحابیات . وفسر برائہ ولم ینال  
بحدیث سید الابرار حیث قال علیہ وعلى اله الصلوات من الواحد الغفار .  
ان من فسر القرآن برائہ فلیتبؤ معقده من النار فعلیہ ما یمستحقه من الویل  
والتبار . ثم انی کنت اردت الترید لدعوى هذا المتبنی الشریک بالتفصیل  
المزید معہ الاسلوب الجرید لکن منعنی من هذا الخیال فاضل کریم البال  
وامرنی الذی اعتمد علیہ فی جل الاقوال بطیہ الكشف عن هذا البطل والله  
در اللودعی المستند والامع الشریف المحتد حبی قاضی فضل احمد حماہ  
الله من شرح اسد اذا حسد فانه کفانا الترید لکتاب القادیانی الطرید  
واجابه بجوابات مفحمة والزمه بالزامات مسکنة جزاه الله عنا خیر الجزاء  
وجعل اخرته خیرا من الاولی (وانا العبد العاصی ابو الظهور جنفی  
انبیٹھوی مشتاق احمد)

تقریظ حضرت مولانا الحافظ مولوی مشتاق احمد چشتی صابری انبیٹھوی

مدرس اول عربی گورنمنٹ سکول لدھیانہ

حامد او مصلیاً!

بسم الله الرحمن الرحيم!

اما بعد اراقم الحروف نے کتاب مستطاب کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی کو  
اول سے آخر تک دیکھا۔ عقائد قادیانی کی تردید میں لاثانی پایا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اس سے پہلے  
جس قدر کتب اور رسائل مرزا قادیانی کی تردید میں لکھے گئے۔ اپنی طرز میں یہ کتاب ان سب میں  
بہتر اور مفید ہے۔ کیونکہ نہایت سلیس اور عام فہم ہے۔ اول سے آخر تک تہذیب کی رعایت رکھی

ہے اور اچھا التزام کیا ہے کہ اکثر جگہ خود  
کے دندان شکن جوابات دئے ہیں۔ علی  
سے لکھے ہیں جو حضرت مصنف ہی کا  
کے مصنف فاضل محقق اور عالم مدقق ہیں  
الدنیا والعقبی وانا العبد المذنب  
الله عن ذنبہ الخفی والجلی!

تقریظ حضرت مولانا مفتی مولانا

بسم الله الرحمن الرحيم

اقوال وبالله التوفيق

احمد قادیانی کے اس کے مفتری وکذاری

حضرت مسیح بن مریم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ

بے سوا از قسم شعبہ بازی کہتا اور تاویل

اپنے آپ کو وساوس شیطانی سے خدا

نے کیا۔ جن کی خبر اول ہی ہمارے مجھے

کذابون ثلثون کلہم یزید

الحديث "ایسا ہی اپنے الہامی

سب سے جن کو ہمارے شفیق

فضل رحمانی میں حتی الوسع عمدہ تر

ہونا اظہر الشمس ہے۔ کما لا یخفی

الذی یزعم انه محدث وله

ویسبیط یدیہ الی عرض

والصلحاء . ویقول بابوتہ

لم یمسسنی بشر ولم اک

ظواہر ہاویلبس الحق

یابی عنها العقل السليم

ہے اور اچھا التزام کیا ہے کہ اکثر جگہ خود مرزا آبی کے اقوال اور اس کی تصنیفات کی عبارت نقل کر کے دندان شکن جوابات دئے ہیں۔ علی الخصوص تحقیق لفظ یسوع اور لفظ کدے ایسے بے بسط اور تفصیل سے لکھے ہیں جو حضرت مصنف ہی کا حصہ ہے اور کیوں نہ ہو۔ جناب مولانا قاضی فضل احمد اس کے مصنف فاضل محقق اور عالم مدق ہیں۔ جزاھم اللہ خیرا الجزاء واحسن الیہم فی الدنیا والعقبی وانا العبد المذنب الخاطی مشتاق احمد حنفی چشتی عفی اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی!

تقریظ حضرت مولانا مفتی مولوی شاہدین صاحب لودھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم! نحمدہ ونصلی!

اقوال وبالله التوفیق! بلاشبہ عقائد باطلہ واقوال کا ذبہ واوہام فاسدہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اس کے مفتری وکذاب ہونے پر صاف دال ہیں۔ کیوں نہ ہو برخلاف نص قرآنی حضرت مسیح بن مریم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو یوسف نجار کا بیٹا اعتقاد کرنا اور ان کے معجزات کو بے سود از قسم شعبہ بازی کہنا اور تاویلات بعیدہ کر کے اپنے لئے ایک قسم کی نبوت ثابت کرنے اور اپنے آپ کو وسوسہ شیطانی سے خدا کا مرسل گمان کرنا۔ جیسا کہ اسود، سیلمہ وطلیحہ وغیرہ دجالوں نے کیا۔ جن کی خبر اقول ہی ہمارے مخبر صادق علیہ السلام دے گئے ہیں کہ: ”سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلہم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی الحدیث“ ایسا ہی اپنے الہام مزعومہ کو قطعی و یقینی مثل وحی انبیاء سمجھنا و دیگر لغویات و خرافات مسیح ہی سے جن کو ہمارے شفیق قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لودھیانہ نے اپنی اس کتاب کلمہ فضل رحمانی میں حتی الوسع عمدہ تردید کے ساتھ لکھا ہے۔ قادیانی کا مفتری و نائب الدجال ہونا ظہر الشمس ہے۔ کما لا یخفی علی من لہ ادنی تامل فی اقوال المسیح الکذاب الذی یزعم انہ محدث ولہ نوع نبوة ویحقر الانبیاء وینکر معجزاتہم الباہرة ویسبٹ یدیہ الی عرض الصحابة رضوان اللہ علیہم ویسب العلماء والصلحاء۔ ویقول بابوتہ المسیح علی خلاف النص الصریح ولا یفہم معنی لم یمسنی بشر ولم اک بغیا الا یہ ویصرف النصوص بلا دلیل قطعی عن ظواہر ہاویلبس الحق بالباطل بتاویلات رکیکة واستعارات بعیدۃ التی یابی عنہا العقل السلیم والفہم المستقیم کل اباء ویدعی ان عیسیٰ بن مریم

جازہ فخمیة وکبیرۃ مہلکۃ کلام  
ہاء فی الخطاب ولم یسلک مسلک  
نہی ان هذا الباب الذی اختارہ  
ادیانی یناظر العلماء ولا یباری  
تزام التہذیب بایراد الاحادیث  
مسلمۃ عندائہ اللغات حتی لا  
نصوص عن مقصودہا الاصل  
حایات، وفسر برائہ ولم ینال  
الصلوات من الواحد الغفار،  
نار فعلیہ ما یمستحقہ من الویل  
هذا المتبنی الشریذ بالتفصیل  
هذا الخیال فاضل کریم الیال  
لی الکشح عن هذا البطلان ولله  
حبی قاضی فضل احمد حماہ  
ردید لکتاب القادیانی الطرید  
کتکۃ جزاھ اللہ عنا خیر الجزاء  
بد العاصی ابو الظہور حنفی

محمد چشتی صابری انیسٹھوی

ل لودھیانہ

حامد او مصلیاً!

ل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی کو  
یا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اس سے پہلے  
اپنی طرز میں یہ کتاب ان سب میں  
سے آخر تک تہذیب کا رعایت رکھی



عليه السلام لا ينزل وانه عيسى بذاته وغير ذلك من خرافاة وكفرياتة والله اعلم وعلمه اتم . هذا ما تيسر لي في هذا المقام فتفكر فيه ولا تكن من الغافلين واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خير البرية محمد وعلى آله واصحابه اجمعين!

كتبه المسكين مفتي شاهدين عفى عنه مفتي لودهيانہ

تقریر حضرت مولانا مولوی محمد لدھیانوی

بسم الله الرحمن الرحيم ! بعد الحمد والصلوة !

مسکین محمد بن مولانا مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم لدھیانوی اہل اسلام کی خدمت میں عموماً وگروہ قادیانی کو خصوصاً بیان کرتا ہے کہ جس شخص کے اقوال و افعال آیات قطعیہ کے مخالف ہوں اور وہ شخص اپنے آپ کو مقتدی اور ملہم بالہامات یقینیہ قرار دے تو ایسے موقع پر اہل اسلام کو لازم ہے کہ فوراً اس کی گمراہی کو عوام پر ظاہر کر دیں۔ ورنہ وہ بھی گمراہوں میں شمار ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ صاحب طریقہ محمدیہ نے لکھا ہے کہ:

وما يدعيه بعض المتصوفة اذا انكر عليه بعض امور لهم المخالف للشرعية ان حرمة ذلك في العلم الظاهر وانا اصحاب العلم الباطن واذا اشكل علينا استفتينا من صاحب الشريعة محمد عليه الصلوة والسلام فان حصل قناعته فبها والا رجعنا الى الله تعالى فناخذ منه ونحو ذلك من الترهات كله الحاد قالوا جب على كل من سمع الانكار على قائله بلا شك ولا تردد ولا توقف والا فهو من جملتهم ويحكم عليه بالزندقة انتهی ملخصاً

یعنی جب کسی صوفی بناوٹی کو امور غیر شرع سے روکا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ تم کو علم ظاہری ہے اور ہم کو علم باطنی ہے۔ جب ہم کو کسی مسئلہ میں شک پڑے ہے تو ہم خود حضرت سے دریافت کر لیتے ہیں۔ اگر وہاں بھی اطمینان حاصل نہ ہو تو ہم خداوند کریم سے خود دریافت کر لیتے ہیں۔ ایسے بے دین کی تردید کرنی اہل علم پر واجب اور لازم ہے۔ ورنہ وہ بھی زندیقوں میں شمار ہو گا۔ اسی طرح جب اس زمانہ میں قادیانی نے اپنے آپ کو ملہم من اللہ قرار دے کر یہ دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاذ اللہ یوسف نجار والد تھا اور جو معجزات ان کے خدا جل جلالہ نے قرآن میں صریح طور پر بیان کئے ہیں۔ ان کو یہاں کا کھیل قرار دے کر حقارت کی نظر سے

دیکھتا ہے اور عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے دین قرار دیا اور قرآن میں تفصیل وار مرقوم ہیں۔ سب سے خارج ہونا ظاہر کیا۔ اگرچہ ابتداء میں مولانا مولوی اسماعیل صاحب موقع پر اکثر خاموش اور بعض موقع پر تکفیر پر اتفاق ظاہر کیا۔ قاضی اور اس کی تکفیر کا اثبات خود قادیانی کو اہل علم صرف ضد۔ اہل قبلہ ہے اور اہل قبلہ کو کافر وجہ اس میں اسلام کی ہو اس کی وقت تک درست نہیں جب روزہ کا پابند ہو کر یہ کہے کہ حضرت کو دے دی تو ایسے کافر قرار نہ دے وہ خود کافر روزہ کا پابند ہو کر بتوں سے مسلمان سمجھو گے؟۔ حالانکہ یہ معنی ہیں کہ اگر کسی شخص نہیں ہو سکتا باقی ایک کم سنو ہے کہ بلا تحقیق اس پر فتویٰ بلایا اس نے نماز سے انکار فرضیت کا منکر ہے یا نماز کفر کی طرف ہے۔ تو پیشا کہ میں نماز تیرے کہنے کا انکار کفر نہیں ایسی صورت

دیکھتا ہے اور عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وغیرہ انبیاء پر سب و شتم کا شیوہ اختیار کر کے اپنے آپ کو بے دین قرار دیا اور قرآن شریف کو اس کذاب نے غبی ٹھہرایا وغیرہ وغیرہ۔ جو رسالہ ہذا میں تفصیل وار مرقوم ہیں۔ سب علماء اسلام نے اس کی تردید میں قلم اٹھا کر دائرہ اسلام سے اس کا خارج ہونا ظاہر کیا۔ اگرچہ ابتداء میں مولانا مولوی عبداللہ صاحب مرحوم برادرِ حقیقی و راقم الحروف و مولانا مولوی اسماعیل صاحب نے اس کی تکفیر کا فتویٰ ۱۳۰۱ھ میں شائع کیا اور باقی اہل علم اس موقع پر اکثر خاموش اور بعض ہمارے مخالف ہوئے۔ لیکن بعد میں رفتہ رفتہ کلمہ نے اس کی تحلیل و تکفیر پر اتفاق ظاہر کیا۔ قاضی فضل احمد صاحب مصنف رسالہ ہذا نے اس کے کل اقوال کا بطلان اور اس کی تکفیر کا اثبات خود اس کی تصانیف سے ظاہر کر دیا تا کہ عوام کا لالچام کو یہ شبہ نہ رہے کہ قادیانی کو اہل علم صرف ضد سے کفر کا فتویٰ دیتے ہیں اور جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قادیانی اہل قبلہ ہے اور اہل قبلہ کو کافر کہنا درست نہیں اور نیز جس شخص میں ایک کم سو وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اس میں اسلام کی ہو اس کو کافر قرار دینا درست نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے اہل قبلہ کو کافر کہنا اس وقت تک درست نہیں جب تک ان میں کوئی وجہ کفر قطعی کی پائی نہ جائے۔ جیسا کہ جو رافضی نماز روزہ کا پابند ہو کر یہ کہے کہ پیغمبری اصل میں حضرت علیؑ کے واسطے اتری تھی۔ ناحق جبریل نے حضرت کو دے دی تو ایسے اہل قبلہ کو ضرور بالضرور کافر قرار دینا لازم ہے۔ بلکہ جو عالم ایسے رافضی کو کافر قرار نہ دے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سو وجہ کفر کا مسئلہ بھی غلط ہے۔ ورنہ جو شخص نماز روزہ کا پابند ہو کر بتوں سے مراد اپنی مانگتا ہو اور بتوں کو بھی سجدہ کرتا ہو تو اس شخص کو تم لوگ معاذ اللہ مسلمان سمجھو گے؟ حالانکہ ایسے شخص کے کفر میں کسی کو بھی کلام نہیں۔ اصل میں سو وجہ کے مسئلہ کے یہ معنی ہیں کہ اگر کسی شخص نے ایک کلمہ کہا اور اس کلمہ کے سو معنی ہیں۔ باعتبار ایک معنی کے وہ کلمہ کفر نہیں ہو سکتا باقی ایک کم سو معنی ان کے سب کفر کی طرف عائد ہیں تو ایسی صورت میں مفتی کو لازم ہے کہ بلا تحقیق اس پر فتویٰ کفر جاری نہ کرے۔ جیسا کہ ایک شخص کو کسی دوسرے نے نماز کے واسطے بلایا اس نے نماز سے انکار کیا کہ میں نماز نہیں پڑھتا تو یہ انکار اس کا اگر نماز کو برا جان کر ہوا یا نماز کی فرضیت کا منکر ہے یا نماز کا پڑھنا اس کے نزدیک حقیر لوگوں کا کام ہے وغیرہ وغیرہ۔ جن کا مرجع کفر کی طرف ہے۔ تو بیشک وہ شخص شرعاً کافر ہے۔ اگر غرض اس کی اس انکار سے صرف یہی ہے کہ میں نماز تیرے کہنے سے نہیں ادا کروں گا۔ خود اپنی خوشی سے ادا کروں گا تو اس صورت میں اس کا انکار کفر نہیں ایسی صورت میں مفتی کو لازم ہے کہ بلا تحقیق نیت کے کفر کا فتویٰ دینے میں جلدی نہ

من خرافاتہ وکفریاتہ واللہ  
مقام فتفکر فیہ ولا تکن من  
والصلوٰۃ والسلام علی خیر

مفتی لودھیانہ

لودھیانوی

بعد الحمد والصلوٰۃ !

موم لودھیانوی اہل اسلام کی خدمت  
اقوال و افعال آیات قطعہ کے مخالف  
اردے تو ایسے موقع پر اہل اسلام کو  
اگر اہل میں شمار ہو جاتا ہے۔ جیسا

علیہ بعض امور لہم المخالف  
اصحاب العلم الباطن و اذا  
د علیہ الصلوٰۃ والسلام فان  
فناخذ منه ونحو ذلك من  
انکار علی قائلہ بلا شک ولا  
بالزند قتلہ انتہی ملخصاً

وکا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ تم کو علم  
پڑے ہے تو ہم خود حضرت سے  
خداوند کریم سے خود دریافت کر لیتے  
ہے۔ ورنہ وہ بھی زندیقوں میں شمار ہو  
ممن اللہ قرار دے کر یہ دعویٰ کیا کہ  
اور جو معجزات ان کے خدا جل جلالہ  
بل قرار دے کر حقارت کی نظر سے

کرے۔ ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں ان دونوں مسئلوں کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔  
اس راقم نے خوب سہ سے مرزا کا کفر ثابت کیا ہے۔ ”ربنا افتح بیننا و بین قومنا  
بالحق وانت خیر الفاتحین۔ امین ثم امین۔ الراقم خادم الطلبة محمد عفی  
عنه لدھیانوی“ اسباب من اجاب بقلم دین محمد ساکن موضع بلیہ وال۔

ابتدا جب مولوی عبداللہ صاحب مرحوم نے قادیانی کو کافر کہا تھا اور لوگوں کو اس کے کفر  
کا یقینی نہیں آتا تھا اور قادیانی کالدھیانہ میں آنے کا چرچا تھا۔ مولوی صاحب مرحوم نے شب کو یہ  
خواب دیکھا کہ تین شخص ایک آگے اور دو اس کے پیچھے چلے آتے دور سے نظر پڑے اور تینوں نے  
دھوتیاں ہندوؤں کی طرح باندھی ہوئی ہیں۔ جب قریب آئے تو جو شخص امام کی طرح آگے تھا اس  
نے دعوتی کی بندش کو کھول کر تہ بند کی بندش مسلمانوں کی طرح کر لی اور غیب سے آواز آئی کہ  
قادیانی یہی ہے۔ چنانچہ فجر کو یہ خواب لوگوں کو سنایا گیا اور تعبیر اس کی یہ بیان کی گئی کہ یہ شخص بظاہر  
لباس اسلام پہن کر لوگوں کو حیل اپنے کذاب بنانا چاہتا ہے۔ اسی روز بوقت نصف النہار قادیانی  
معدوہ ہندوؤں کے لودھیانہ میں آیا۔ جس سے صداقت خواب مولوی عبداللہ صاحب مرحوم تعبیر بخوبی  
پایہ ثبوت کو پہنچی اسی طرح اور بہت خواب بزرگان دین کو اس کی تھلیل و تکفیر کی تائید میں معلوم  
ہوئے۔ آخر دعوانا الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی سید  
المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین! خادم اطلبا محمد عفی عنہ لدھیانوی

تقریظ حضرت مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب واعظ نقشبندی لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

بعد الحمد لمن ہدانا وعلمنا والصلوة علی نبیہ مولانا والہ  
وصحبہ وکل من کان علی الہدایۃ مقتدیا او اماماً اجمعین!

معلوم ہوا کہ اس خاکسار عبدالعزیز بن مولانا مولوی عبدالقادر مرحوم نے کتاب ہذا  
مسمی بہ کلمہ فضل رحمانی بجواب ادہام غلام قادیانی کے بعض مقامات کو سماع کیا۔ جس سے دریافت  
ہوا کہ یہ کتاب خواص و عوام کو واسطے رفع کید مرزا قادیانی و حفظ عقائد ایمانی درباب عیسیٰ و مہدی  
یمانی کافی و شافی ہے۔ امید کہ جس کو ہدایت یزدانی و تفسیر ہو خواہ مرزائی ہو راہ ہدایت پر آوے اور  
مصنف کے حق میں دعا خیر و شکر یہ ادا کرے کہ مجھے قعر جہنم سے نکال کر ریاض جنت دلا یا اور دعا  
کرے کہ اے اللہ جل و علا اسی عمل کے عوض اس کو مقرب اپنا بنا۔ امین!

فقط واللہ اعلم وعلی

تقریظ حضرت مہ

بسم  
حامداً و مصلیاً!

چند مقامات اس رسالہ کے سنے۔ حقیر  
اور وافی ہے۔ اہل اسلام پر لازم ہے  
صراط مستقیم!

تقریظ حضرت مولانا مولوی

بسم

اما بعد! اس احقر الخ  
قادیانی مولفہ قاضی فضل احمد صاحب  
دیکھے شرع شریف کے مطابق اور  
کر بے اختیار زبان و قلم سے دعا۔  
خاص دعاء اہل اسلام

سے خالی ہے اور بعض بے دینوں  
تکالیف اسلام سے آزاد ہیں اور  
دین اسلام کے احکام میں رخصت  
اپنے دین اور اپنی کتاب کا خود نگہ  
بھی فوراً موجود ہو جاتے ہیں۔

ہوئے اور اپنے شیطانی خیالات  
خفیض پر جا پہنچے۔ اول ہم ان  
کہ دعویٰ مسیحیت کر کے گویا مسیح  
اقوال سے بچائے۔ آمین!

یہ کتاب مستطاب  
موجب ہے۔ جس سے عام و  
استعمال کو کوئی تمیز کر سکتے ہیں۔



فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم ..... الرام عبد العزیز عفی عنہ نقشبندی لدھیانوی!

تقریظ حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

حامداً ومصلیاً! مسکین اسماعیل خدمت اہل اسلام میں عرض کرتا ہے کہ میں نے چند مقامات اس رسالہ کے سنے۔ حقیقت میں رسالہ واسطے تحلیل اور تکفیر کے اظہار کرنے میں کافی اور وافی ہے۔ اہل اسلام پر لازم ہے کہ اس مرتد سے دور رہیں۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم!

رام خادم العلماء محمد اسماعیل خواہزادہ مولوی عبدالقادر لدھیانوی!

تقریظ حضرت مولانا مولوی ابوالاحسان محمد عبدالحق صاحب سہارنپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

اما بعد! اس احقر الخلاق نے یہ کتاب لاٹانی مسکمی بہ کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی مؤلفہ قاضی فضل احمد صاحب گورداسپوری للذال علیہ الفضل الربانی مختلف مقامات سے دیکھے شرع شریف کے مطابق اور عین صواب پائی۔ اس کے مصنف کی سعی جمیل فی سبیل اللہ کو دیکھ کر بے اختیار زبان و قلم سے دعائے شکر اللہ سعیدہ نکلتی ہے۔

خاص وعام اہل اسلام کی خدمت میں عرض ہے کہ اس زمانہ میں کہ شرعی درہ اور طرہ سے خالی ہے اور بعض بے دینوں نے اس کو زمانہ آزادی خیال کیا ہے کہ شرع کے احکام اور تکالیف اسلام سے آزاد ہیں اور جو چاہتے ہیں کہتے اور لکھتے ہیں۔ اکثر لوگوں نے باغوائے نفس دین اسلام کے احکام میں رخنہ اندازی چاہی ہے۔ مگر حکم آیت و انسالہ لحافظون خداوند تعالیٰ اپنے دین اور اپنی کتاب کا خود نگہبان ہے کہ جہاں کوئی ایسا بے دین سر اٹھاتا ہے اس کے سرکوب بھی فوراً موجود ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی زمانہ آزادی نام میں یہ قادیانی صاحب مطلق العنان ہوئے اور اپنے شیطانی خیالات کو الہامات سمجھ کر اتنے بڑھے کہ بڑھتے ہی گھٹ گئے اور اوج سے حقیض پر جا پہنچے۔ اول ہم ان کے اچھے خیالات سنا کرتے تھے۔ مگر اب بالکل برعکس ہو گئے۔ حتیٰ کہ دعویٰ مسیحیت کر کے گویا مسیح ہی ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو گمراہی کے خیال اور ضلالت کے اقوال سے بچائے۔ آمین!

یہ کتاب مستطاب فی الواقع اہل ایمان کے لئے حیات قلبی اور بصیرت باطنی کی موجب ہے۔ جس سے عام و خاص مردمان اہل اسلام ایسے مدعیان بے دین کے اقوال ضلالت استعمال کو کوئی تمیز کر سکتے ہیں۔

لوگوں کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔  
نساً افتح بیننا وبين قومنا  
الراقم خدام الطلبة محمد عفی  
اموضع بلیہ وال۔

دیانی کو کافر کہا تھا اور لوگوں کو اس کے کفر  
تھا۔ مولوی صاحب مرحوم نے شب کو یہ  
بلے آتے دور سے نظر پڑے اور تینوں نے  
ئے توجہ شخص امام کی طرح آگے تھا اس  
طرح کر لی اور غیب سے آواز آئی کہ  
نہیں اس کی یہ بیان کی گئی کہ یہ شخص بظاہر  
ہے۔ اسی روز بوقت نصف النہار قادیانی  
بہ مولوی عبداللہ صاحب معہ تعبیر بخوبی  
اس کی تحلیل و تکفیر کی تائید میں معلوم  
ن والصلوة والسلام علی سید  
خادم الطلبة محمد عفی عنہ لدھیانوی  
واعظ نقشبندی لدھیانوی

بسم  
الصلوة علی نبیہ مولانا والہ  
أجمعین!

مولوی عبدالقادر مرحوم نے کتاب ہذا  
مات کو سامع کیا۔ جس سے دریافت  
نظ عقائد ایمانی درباب عیسیٰ و مہدی  
لہ مرزائی ہو راہ ہدایت پر آوے اور  
سے نکال کر ریاض جنت دلایا اور دعا  
امین!

کتاب لوتاتله ضریر، لا صبح و هو ذو بصیر صحیح، فانی لا یخل  
وفیه معنی یذکرنا بمعجزة المسيح اور در حقیقت یہ قادیانی اپنی کیدانی باتوں سے شرع  
شریف میں رخنہ انداز ہے۔ اس کی صحبت موجب گمراہی اور اس کے اقوال سے بے راہ کرنا  
چاہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کی آل اطہار کی برکت سے ہم  
سب مسلمانوں کو انکے شر سے بچائے۔ آمین اللہم آمین!

معروضہ ابوالاحسان محمد عبدالحق سہارنپوری، ۱۹ دسمبر ۱۸۹۸ء  
تقریظ مولوی نظام الدین صاحب مدرس مدرسہ حقانی لدھیانہ، هو الہادی  
بسم اللہ الرحمن الرحیم!

اللہم ربنا اھدنا الصراط المستقیم . اللہم ربنا انصر من  
نصر دین محمد ﷺ واجعلنا منهم . اللہم اخذل من خذل دین محمد ﷺ  
ولا تجعلنا منهم . اللہم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه . وارنا الباطل  
باطلاً وارزقنا اجتناء به!

اما بعد! کترین نے اکثر مقامات سے کلمہ فضل رحمانی کا مطالعہ کیا۔ گو کہ اس سے پہلے  
بھی اپنی اپنی طرز پر مناظرین علماء دین نے عقائد باطلہ مخترعہ مرزا قادیانی کا خوب ہی قلع قمع کیا  
ہے۔ لیکن یہ جدید تصنیف اپنی طرز تالیف میں نہایت ہی دل پذیر اور اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ وجہ یہ  
کہ اس کتاب کا مصنف عموماً مرزا ہی کی تصانیف سے اپنے براہین و دلائل لایا ہے اور درونگو کو اچھی  
طرح اس کے گھر تک پہنچایا ہے۔

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص مناظرہ اور بحث و مباحثہ کی کوئی کتاب بناتا  
ہے۔ اس کے ہر پہلو پر دور اندیشی سے نظر دوڑاتا ہے تاکہ کسی کو حرف گیری کا موقع نہ ملے۔ خصوصاً  
مرزا نے تو (بقول خود) اپنی کتابوں کو وحی اور الہام سے لکھا ہے اور مرزا قادیانی اپنی وحی اور الہام کو  
قطعی اور واجب العمل بھی سمجھتا ہے۔ پس نہایت ہی عمدہ بات ہوئی کہ اسی کا جواب اسی کی کتاب  
سے ہوا اور یہ بعینہ ایسی مثال ہے۔ جیسا کہ کوئی مغرور و متکبر و گردنکش بہمہ وجوہ مسلح ہو کر اور ہتھیار  
باندھ کر میدان کارزار میں آئے اور نبرد آزماؤں کو اپنے مقابلہ میں بلائے۔ دوسری جانب سے  
ایک بندہ خدا تنہا بلا ہتھیار مردانہ وار اس سے برسر پیکار ہو کے اسی کے ہتھیاروں سے اسی پر وار  
کرے اور اس کی شمشیر سے اسی کا سر قلم کرے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے اوہام باطلہ  
اور عقائد فاسدہ کا خود ہی مخترع نہیں ہے۔ بلکہ اہل فلسفہ اور ملاحدہ اور معتزلہ اور نیچریہ کی کاسہ لیبی

کی ہے اور انہیں کی تے چائی ہے۔ چہ  
جواب ہے اور مصداق مثل مشہور اسی کا

حامداً ومصلیاً!  
مولفہ جناب قاضی فضل احمد صاحب  
ولا جواب پایا۔ اس کتاب میں مرزا  
سے کی گئی ہے۔ خداوند جل وعلا  
حوار بین کو توفیق ہدایت عنایت کر۔

تقریظ حضرت مولانا الفاضل  
اول

ب  
نحمدہ ونصلی  
اما بعد! اگرچہ مرزا غلام احمد قادیانی  
صحت و صداقت کی طرف کسی ادنیٰ  
ان کے نقص و کسہ کے لئے تالیف  
(جو نفقہ سے محروم ہونے کے سلسلہ  
سامنے لا کر اپنی فضیلت کا ثبوت  
براہین احمدیہ پر نہ صرف ایمان  
مماثلت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام  
رہے۔ ایسی حالت میں عوام الزوال  
اسلام سے بدظن اور ان کی مخالف  
خیالات کو سادگی سے تسلیم کر لیں  
بقضائے فرمان نبوی علیہ الصلوٰۃ  
یستطیع فہلسانہ فان

ہو ذو بصیر صحیح، فانی لا یخل  
قیقت یہ قادیانی اپنی کیدانی باتوں سے شرع  
سرای اور اس کے اقوال سے بے راہ کرنا  
ﷺ اور ان کی آل اطہار کی برکت سے ہم  
آمین!

ن محمد عبدالحق سہارنپوری، ۹ دسمبر ۱۸۹۸ء!  
مدرسہ حقانی لدھیانہ، ہوالہادی  
لرحیم!

المستقیم . اللهم ربنا انصر من  
اخذل من خذل دین محمد ﷺ  
وارزقنا اتباعه . وارنا الباطل

لرحمانی کا مطالعہ کیا۔ گوکہ اس سے پہلے  
مختصر مرزا قادیانی کا خوب ہی قلع قمع کیا  
دل پذیر اور اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ وجہ یہ  
پنے براہین و دلائل لایا ہے اور دروغ کو اچھی

مرہ اور بحث و مباحثہ کی کوئی کتاب بنانا  
نہ کیسے کو حرف گیری کا موقع نہ ملے۔ خصوصاً  
ما ہے اور مرزا قادیانی اپنی وحی اور الہام کو  
بات ہوئی کہ اسی کا جواب اسی کی کتاب  
مر و گردنش بہمہ وجوہ مسلح ہو کر اور ہتھیار  
مقابلہ میں بلائے۔ دوسری جانب سے  
ہو کے اسی کے ہتھیاروں سے اسی پر وار  
یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے اوہام باطلہ  
ملاحظہ اور معزز لہ اور نیچر یہ کی کا سہ لیبی

۵۰۳

کی ہے اور انہیں کی تے چائی ہے۔ چنانچہ ماہرین کتب پر پوشیدہ ہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ کتاب لا  
جواب ہے اور مصداق مثل مشہور اسی کی جوتی اسی کا سر ہے۔ والسلام!

المفتقر الی اللہ الصمد

فقیر نور محمد غنی عنہ مالک مطبع حقانی لدھیانہ!

حامداً ومصلیاً! میں نے کتاب مسمی بکلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی  
مؤلفہ جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لدھیانہ کو اول سے آخر تک پڑھا نہایت مدلل  
ولا جواب پایا۔ اس کتاب میں مرزا قادیانی کے ہر ایک عقیدہ باطلہ کی تردید بڑی پرزور تقریروں  
سے کی گئی ہے۔ خداوند جل وعلا مؤلف صاحب کی سعی قبول فرمائے اور قادیانی اور اس کے  
حوارین کو توفیق ہدایت عنایت کرے اور عامہ اہل اسلام کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

مسکین نظام الدین غنی عنہ مدرس حقانی لدھیانہ!

تقریظ حضرت مولانا الفضل و مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب فاضل ٹونگی

اول مدرس عربی یونیورسٹی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الامیین والہ وصحبہ اجمعین .  
امابعد! اگرچہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات اور دعاوی اس قدر ضعیف و خفیف ہیں کہ ان کی  
صحت و صداقت کی طرف کسی ادنیٰ ذی ہوش کا تامل ہونا بھی مستبعد تھا۔ چہ جائیکہ علمائے اسلام کو  
ان کے نقص و کسہ کے لئے تالیفات کی ضرورت پڑتی۔ لیکن افسوس ہمارے ہی بعض ابنائے علمات  
(جو فقہ سے محروم ہونے کے ساتھ بھی بزعم خود فقہائے اعلام کی اغلاط اور مخصیات کو پبلک کے  
سامنے لا کر اپنی فضیلت کا ثبوت دینے میں کوشش کرتے رہے ہیں) مرزا قادیانی موصوف کی  
براہین احمدیہ پر نہ صرف ایمان ہی لے آئے۔ بلکہ ان کی زعم رسالت و نبوت وحی والہام اور خیال  
مماثلت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک کافی عرصہ تک بزعم خویش پرزور تقریروں سے رونق دیتے  
رہے۔ ایسی حالت میں عوام الناس اور خصوصاً ان بے چارے نادان مسلمانوں کا جو پہلے ہی علماء  
اسلام سے بدظن اور ان کی مخالفت سے بے پرواہ تھے۔ لغزش میں آ جانا اور مرزا قادیانی کے  
خیالات کو سادگی سے تسلیم کر لینا بالکل قرین قیاس تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مجبوراً علماء اسلام کو بھی  
بتھائے فرمان نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام من رائے منکم منکر افلیغیرہ بیدہ فان لم  
یستطع فہلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلك اضعف الایمان اپنا فرض کفایہ ادا

کرنے میں کوشش کرنی پڑی۔ جنہوں نے اپنی قیمتی تالیفات سے اہل اسلام کو فائدہ پہنچایا۔ کلمہ فضل رحمانی بھی جس کا معتد بہ حصہ میری نظر سے گزرا ہے۔ اس قسم کا ایک رسالہ ہے اور اپنے عام فہم اور سلیس البیان ہونے کے لحاظ سے ممکن ہے کہ پبلک کو زیادہ مستفید ہونے کا موقع دے۔ اس کے مؤلف مولوی قاضی فضل احمد صاحب نے الزامی جوابات کی استعمال کی خصوصیت کو بہت زیادہ مد نظر رکھا ہے۔ جو بے شک موثر اور دل پسند طریقہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ عام مسلمان جس کو پیچیدہ تقریروں اور تحقیقی جوابات سمجھنے میں بہت کچھ دشواری ہوتی ہے۔ اس رسالہ سے کافی فائدہ اٹھائیں گے۔ جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء!

کتبہ العبد المذنب المفتی محمد عبداللہ عفا عنہ ۲۹ شوال ۱۳۱۵ھ  
ملک کے بہت سے نامور علمائے و فضلاء کی جانب سے بوجہ ان کے سفر میں ہونے کے تقاریظ نہیں پہنچ سکیں۔ جس وقت پہنچیں گی وہ بھی بطور ضمیمہ اخبار وفادار میں شائع کی جائیں گی۔ جو اسی کتاب کے ناظرین کی خدمت میں ابلاغ ہوں گی۔ یہ تقاریظ حسب ذیل علمائے فضلاء ہندوستان کی ہوں گی۔

- ۱..... حضرت مولوی لطف اللہ صاحب علی گڑھی مفتی دارالاسلام حیدر آباد دکن۔
- ۲..... جناب خان بہادر مولوی شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی۔
- ۳..... جناب مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب مفسر تفسیر حقانی دہلوی۔
- ۴..... جناب شاہ محمد سلیمان صاحب سجادہ نشین پہلواری شریف پٹنہ۔
- ۵..... جناب مولوی ابو محمد ابراہیم صاحب آروی۔
- ۶..... جناب مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری۔

جناب باری میں مالک اخبار وفادار کی سچی التجاء

مرزا قادیانی کے الہامات وغیرہ کی نسبت اور اس التجاء پر بشارت ایزدی  
”آج رات دو بجے بعد نماز تہجد میرے دل میں اتفاقیہ خیال گذرا کہ جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس لودھیانہ نے اسلامی حفاظت کے خیال سے بلا کسی ذاتی مخالفت کے مرزا غلام احمد قادیانی ساکن قادیان ضلع گورداسپور کی تصانیف کی تردید میں جو کتاب موسوم بہ کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی لکھی ہے اور جس پر ملک کے نامور مولوی صاحبان نے اپنی اپنی اسلام حمیت سے رائیں لکھ کر یہ ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی لاریب، دجال، کذاب، مخالف اسلام اور اہل اسلام، مفتری وغیرہ وغیرہ ہیں۔ ایسا ہی اس کتاب سے پہلے بہت سے علماء

دین ان کے خلاف تکفیر کا فتویٰ بھی دے گا۔ کلمہ فضل رحمانی کے مؤلف خارج از اسلام، عبدالدرہم والدنا محض اور ان کے دعویٰ مسیحائی مہدوی کی اپنی ہی تصانیف سے بحوالہ اصلیت ظاہر کر دی ہے۔ جسے ہر آدمی دعاوی غلط ہیں اور وہ سچ مچ دنیا پرست ادھر مرزا قادیانی کی

اس کتب میں حرف عبارت یافتہ بھی پیغمبر اسلام اور دیگر پیغمبروں بدرجہ غایت گالیاں دے کر اپنے باتیں کرنے والا اپنے ایسے یقین نہیں۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی نے علمائے فضلاء کو بذات، بے پناہ! اور ایسے ہی اپنے الہام میں نہ ملنا بیان کر کے بصورت خلاف نازل ہونا بذریعہ اپنے الہام کے کے لئے دو سال، کسی کے لئے شریطیں باندھ کر آخراں کے غلام ہمارے الہام اور خیال کو مان لبر مرزا قادیانی کے ہونا مرزا قادیانی کی مسیحائی اور مرزا صاحب کے مرسل یزدانی ہونے کی منادی کر کے ان کو کلمہ کے عام اہل اسلام کو ان کی مرزا قادیانی کے دعاوی تصانیف

نبی تالیفات سے اہل اسلام کو فائدہ پہنچایا۔ کلمہ  
لذرا ہے۔ اس قسم کا ایک رسالہ ہے اور اپنے عام  
پبلک کو زیادہ مستفید ہونے کا موقعہ دے۔ اس  
می جوابات کی استعمال کی خصوصیت کو بہت زیادہ  
یقین ہے۔ مجھے امید ہے کہ عام مسلمان جس کو  
مخدوشواری ہوتی ہے۔ اس رسالہ سے کافی فائدہ  
مسلمین خیر الجزاء!

بالمفتی محمد عبداللہ عفا عنہ ۲۹ شوال ۱۳۱۵ھ  
نے کی جانب سے بوجہ ان کے سفر میں ہونے  
وہ بھی بطور ضمیمہ اخبار وفادار میں شائع کی  
ابلاغ ہوں گی۔ یہ تقاریف حسب ذیل علمائے

حب علی گڑھی مفتی دارالاسلام حیدر آباد دکن۔

محمد حسین صاحب الہ آبادی۔

صاحب مفسر تفسیر حقانی دہلوی۔

سجادہ نشین پہلواری شریف پٹنہ۔

حب آروی۔

ب بھگلوری۔

وفادار کی سچی التجاء

اور اس التجاء پر بشارت ایزدی

میں اتفاقہ خیال گذرا کہ جناب قاضی فضل

ناظرت کے خیال سے بلا کسی ذاتی مخالفت

تصانیف کی تردید میں جو کتاب موسوم بہ

س پر ملک کے نامور مولوی صاحبان نے

کہ مرزا قادیانی لاریب، دجال، کذاب،

بہابی اس کتاب سے پہلے بہت سے علماء

دین ان کے خلاف تکفیر کا فتویٰ بھی دے چکے ہیں۔

کلمہ فضل رحمانی کے مؤلف صاحب نے بھی مرزا قادیانی کو کذاب، باطل، مکار،  
خارج از اسلام، عبدالدرہم والد نانیر، خود غرض وغیرہ لکھ کر مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کو باطل  
محض اور ان کے دعویٰ مسیحائی مہدویت کو مکاری و فریب پر بدلائل معقول ثابت کر کے مرزا قادیانی  
کی اپنی ہی تصانیف سے بحوالہ ان کی کتاب کے صفحہ سطر کے مرزا قادیانی کے تمام دعوے کی  
اصلیت ظاہر کر دی ہے۔ جسے ہر ایک مسلمان کو پورا یقین ہوتا ہے کہ واقعی مرزا قادیانی کے تمام  
دعاوی غلط ہیں اور وہ سچ مچ دنیا پرست اور اسلامی اصول سے بہت دور ہیں۔

ادھر مرزا قادیانی کی اپنی تصانیف سے جو صاحب مؤلف کتاب بحوالہ ان کے صفحہ سطر  
اس کتب میں حرف عبارت یا فقرے نقل کئے ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی نے  
بھی پیغمبر اسلام اور دیگر پیغمبروں، اولیاء، انبیاء اور تمام دنیا کے گذشتہ و موجودہ بزرگوں کو  
بدرجہ غایت گالیاں دے کر اپنے کو مسیح موعود، مہدی مسعود، ملہم، خدا سے ہم کلام اور پھر روزمرہ  
باتیں کرنے والا اپنے ایسے یقین سے ظاہر کیا ہے کہ کسی کو سوائے لاجور پڑھنے کے کوئی محل کلام  
نہیں۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی نے اپنی تصانیف اور اشتہار میں آج کل کے تمام دنیا کے صاحب فتویٰ  
علمائے فضلاء کو بد ذات، بے ایمان، شیطان وغیرہ ایسے دل آزار فقرات لکھے ہیں کہ خدایا تیری  
پناہ! اور ایسے ہی اپنے الہام میں کسی کی جوان لڑکی کا بھی اپنے ساتھ آسمان پر نکاح ہونا اور زمین پر  
نہ ملنا بیان کر کے بصورت خلاف اس کے والد اور خاوند کی موت اور تمام آسمانی مصیبتوں کا ان پر  
نازل ہونا بذریعہ اپنے الہام کے بیان کیا ہے اور پھر کسی کے لئے ایک سال، کسی کے لئے ۱۸ ماہ کسی  
کے لئے دو سال، کسی کے لئے چھ سال تک مرنے کی پیش گوئی کر کے اس پر ہزاروں روپیہ کی  
شرطیں باندھ کر آخر ان کے غلط محض ہونے پر مرزا قادیانی کا یہ کہہ دینا کہ چونکہ اس نے دل سے  
ہمارے الہام اور خیال کو مان لیا ہے۔ اس لئے نہیں ہوا۔ وغیرہ وغیرہ۔

مرزا قادیانی کے بعد ان کے مرید جو اپنے کو مرزائی کے خطاب سے مخاطب اور مشہور  
ہوتا مرزا قادیانی کی مسیحائی اور مہدویت کی تقویت کا باعث سمجھتے ہیں۔ عموماً ہر موقعہ پر پہنچ کر  
مرزا صاحب کے مرسل یزدانی، نبی، محدث، ربانی، مسیح موعود، مہدی مسعود، حضرت مرزا قادیانی  
ہونے کی منادی کر کے ان کو سچائی اور مرسل برحق اور ان کے الہام کو خدا کی باتیں ہونے کا وعظ کر  
کے عام اہل اسلام کو ان کی طرف رجوع ہونے کی تحریک کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ غرض یہ کہ  
مرزا قادیانی کے دعاوی تصانیف ان کے مریدوں کے بحث مؤلف کتاب کلمہ رحمانی کی



بدلائل معقول تردید اور دیگر علمائے فضلاء کی تقاریظ اسلامی اصول کے مطابق اسلامی حفاظت کے خیالات پر غور کرتے کرتے میں نے مکرر بار وضو ہو کر خاص اس معاملہ کی تحقیق کے لئے بصدق دل محض بے تعصب ہو کر بغرض اطمینان جناب باری عز سبحانہ و تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر یہ التجا کی کہ: اے پروردگار عالم الغیب! میں کیا اور میری ہستی و حقیقت کیا۔ جو ایسے بھاری معاملہ میں تیرے سامنے حاضر ہو کر اپنا کوئی خیال ظاہر کر سکوں۔ سوائے اس کے کہ میں بصدق دل یہ اقرار کروں کہ تو عالم الغیب اور کل شے محیط ہے۔ کوئی بات اور کوئی فعل میرا ہو یا دوسرے کا اچھا ہو یا برا۔ جھوٹا ہو یا سچا تجھ سے نہ تو پوشیدہ ہے اور نہ پوشیدہ رہ سکتا ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی تو ہر ایک فرد بشر کی نیکی بدی اور نیت و اعمال سے پورا پورا واقف ہے۔ غرض یہ کہ انسان کا کوئی فعل کوئی حرکت کوئی ارادہ، کوئی معاملہ، خواہ وہ کسی غرض اور مدعا سے ہو تیرے سامنے سے باہر نہیں رہ سکتا۔

اے خداوند قادر مطلق! میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے اپنے فیضان خاص سے مجھے انسان بنا کر اپنے محبوب پاک پیغمبر آخرا الزمان کی امت میں پیدا کیا اور پھر اپنی رحمانی صفات سے مجھے بتایا کہ تیرا مذہب اسلام، تیرا پیغمبر برحق، تیرا ہادی قرآن مجید ہے اور اس نے عالم اس کے عامل اس پر ایمان لانے والے میرے مقبول اور میرے پیارے ہیں۔

اے میرے غفور الرحیم! تو نے اپنے فضل سے یہ بھی بتا دیا کہ میں جسے رسول کہوں، نبی کہوں، پیغمبر کہوں، غوث کہوں، قطب کہوں، اولیاء کہوں، انبیاء کہوں، ولی کہوں۔ وہ میرے فرستادہ ہونے کے علاوہ میرے مجوزہ قانون (فرقان حمید) کو تمہیں بغرض ہدایات سنانے والے اور تمہیں سیدھا راستہ بتانے والے ہیں۔ ان کی نصاب پر عمل کر کے بصدق دل ان کی مطابعت اور فرمانبرداری اپنا ایمان اور ایمان کا اعلیٰ اصول سمجھو۔

اے زمین و آسمان کے مالک خداوند! تیرے رسول مقبول نے تیرے ارشاد کے مطابق اپنی امت کو یہی ہدایت کی کہ ہر گونہ کی ہدایتوں کی پابندی نہ اٹھائے نہ کی رضا مندی اور خوشنودی ہے۔ تیرے رسول پاک کی یہ بھی تاکید ہے کہ عداوت، دشمنی، کینہ اور بغض تو قیام تمام امت پر فرض ہے۔ جو اس کے خلاف ہو تحقیق وہ مجھے اور میری امت کو ہرگز نہیں پسندے گا۔

اس لئے کہ کوئی شخص تیرے کلام پاک (وہ جو تمہارے سامنے ہے) کو اپنی اور اپنی امت کے لئے وجہ احسن قانون قدرت سمجھا کر ہدایت کرنے والا ہے۔ جس کو اگر کسی نے شک کے ایمان مضبوط کرنے والا ہے) کی بغرض شہرت مخالفت کر کے اس کے مخالف اور سیدھے معنوں اور آیتوں کی الٹی تعبیریں کر کے تیرے پیغمبر ﷺ کو برحق ماننے میں اپنی اقلیٰ دکھائے اور تیرے دیگر پیغمبروں،

تیرے انبیاءوں، تیرے غوث اور والوں اسلامی فضلاء علمائے و بیٹا پکارے اور پھر ایسا شخص مسلم قرآن پڑھنے والا اور سننے والا ہوں، ان کا پیر زبان سے خدا ڈبودے۔ جسے دوسرے مذاہب وغیرہ۔ توبہ توبہ استغفر ایسے شخص مرزا غلام بزرگان اسلام کو مختلف قسم کے قرآنی احکام اور حدیثوں کے ہے کہ میں خدا سے ہم کلام ہونے کرے اور میرے الہاموں کو ڈیڑھ سال حد درجہ چھ سال اور فوراً ڈالنے کے لئے اپنی مخالفت کر کے تیرے پیغمبر مجید میں بہت جگہ تعریف اے دین محبوب پاک حضرت کے ظاہر کردے کہ ظاہر میں تو جانتا ہے۔ جس کے جا۔ شخص کو ایسی حالت میں جو اے میرے کا ظاہر باطن کسی طرح بھی کل شے قدر اور کل شے کذب، دل آزاری، اور اصول کے مطابق آخرا

تیرے انبیاءوں، تیرے غوث اور تیرے قطبوں کی ہدایتوں کے مطابق ان کے قدم بقدم چلنے والوں اسلامی فضلاء علمائے وغیرہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی جھٹلائے اور ان کو یوسف نجار کا بیٹا پکارے اور پھر ایسا شخص مسلمان بھی ہو، تہجد گزار بھی ہو، مولوی بھی ہو، عالم و فاضل بھی ہو، قرآن پڑھنے والا اور سننے والا بھی ہو، اس کے مرید شاگرد پیشہ بھی اس کی پیروی کرنے والے ہوں، ان کا پیر زبان سے خدا اور رسول کی تعریف بھی کرے۔ مگر تحریر میں آ کر سب کچھ لٹیا ڈبو دے۔ جسے دوسرے مذاہب نے لوگوں کو اسلام پر مذاق اور طعن سے ہنسنے کا موقع ملے وغیرہ وغیرہ۔ توبہ توبہ استغفر اللہ!

ایسے شخص مرزا غلام احمد قادیانی ہیں جنہوں نے اپنے ایسے خیالات سے اہل اسلام اور بزرگان اسلام کو مختلف قسم کے وہم اور خدشہ میں ڈال رکھا ہے۔ (اور جنہوں نے سچے تیرے قرآنی احکام اور حدیثوں کے مناد اور مفسرین) کی بدزبانی سے توہین کر کے عوام پر ہمیشہ یہ ظاہر کیا ہے کہ میں خدا سے ہم کلام ہوتا ہوں اور مجھے ایسے الہام ہوتے ہیں کہ جو شخص میری فرمانبرداری نہ کرے اور میرے الہاموں کو سچا نہ مانے اور مجھے خدا کا فرستادہ نبی نہ تسلیم کرے۔ وہ ایک سال ڈیڑھ سال حد درجہ چھ سال میں مر جائے گا اور پھر جو تیرے پیغمبر برحق کے دین میں ایسے دوسو سے اور فتور ڈالنے کے لئے اپنی ایسی تصانیف کی اشاعت کر کے تیرے رسول کے اصحاب کبار کی بھی مخالفت کر کے تیرے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کو (جس کا تذکرہ تو نے اپنے قرآن مجید میں بہت جگہ تعریف کے ساتھ فرمایا ہے) شیعہ بازی کہے۔

اے دین و دنیا کے مالک عالم الغیب خدا! تو اپنے خدائی کے صدقہ میں بظہیر اپنے محبوب پاک حضرت محمد ﷺ کے میری اس التجا کو قبول فرما کر مجھ پر صاف طور پر بلا کسی شک و شبہ کے ظاہر کر دے کہ ظاہر میں ایسا شخص جو تمام احکام شرعی کا اس درجہ مخالف اور مدعی ہو۔ باطن کا حال تو جانتا ہے۔ جس کے جاننے کا مجھے کوئی علم نہیں۔ کیا وہ دراصل سچا ہے؟ یا کاذب؟ میں ایسے شخص کو ایسی حالت میں جو مسلمان ہو اور مولوی بھی ہو کیا سمجھوں؟

اے میرے منتقم حقیقی خداوند زمین و زمان! تو علیم ہے سمیع ہے۔ بصیر ہے۔ تجھ سے کسی کا ظاہر باطن کسی طرح بھی مخفی نہیں رہ سکتا۔ ہر مذہب و ملت کی آسانی کتابیں تیرے عالم الغیبی اور کل شئی قدیر اور کل شئی محیط، عالم الغیب ہر شخص کے ظاہر و باطن نیک نیتی بد نیتی۔ صداقت، کذب، دل آزاری، دلداری، خود ستائی، خود داری، برائی، بھلائی، حتیٰ کہ تیری بے نیازی کے اصول کے مطابق آخر الزمان سے پہلے پیغمبروں زکریا، ایوب، یعقوب، یوسف علیہم السلام تک

اصول کے مطابق اسلامی حفاظت کے اس معاملہ کی تحقیق کے لئے بصدق دل و تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر یہ التجا کی کہ: سچی و حقیقت کیا۔ جو ایسے بھاری معاملہ۔ سوائے اس کے کہ میں بصدق دل یہ اور کوئی فعل میرا ہو یا دوسرے کا اچھا ہو لیتا ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی تو ہر ایک ہے۔ غرض یہ کہ انسان کا کوئی فعل کوئی ہو تیرے علم سے باہر نہیں رہ سکتا۔

کہ تو نے اپنے فیضان خاص سے مجھے پیدا کیا اور پھر اپنی رحمانی صفات سے آن مجید ہے اور اس کے عالم اس کے سے ہیں۔

یہ بھی بتادیا کہ میں جسے رسول کہوں، نبی، انبیاء کہوں، ولی کہوں۔ وہ میرے (کو تمہیں بغرض ہدایات سنانے والے) کے بصدق دل ان کی مطابعت اور

رسول مقبول نے تیرے ارشاد کے پابندی نہ اند کریم کی رضا مندی اور عالم و فضا، دین کی عظمت و توقیر تمام امت و بدنام کرنے والا ہے۔

کے نبی اور پیغمبر کی امور کے لئے وجہ تیری قسم کے شک کے ایمان مضبوط الفاظ اور سیدھے معنوں اور آیتوں کی قلمی دکھائے اور تیرے دیگر پیغمبروں،

کے ساتھ تو نے جو اپنی قدرت کا اظہار کیا ہے وہ تیری قدرت کاملہ کی ایک مصدقہ دلیل ہے۔ تیری غیوری اور تیری قہاری سے سب نے پناہ مانگ کر تیری غفور الرحیمی اور تیری رحمت کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھا تو اپنے فضل سے بندوں کو گمراہی سے بچانے اپنے رسول مقبول کے دین کی حفاظت اور اپنے قرآن مجید کی نگہبانی کے لئے مجھے ایسے گنہگار اور خطاکار شخص کو جسے صرف تیرے سچے قرآن کے احکام کی تعمیل اور تیرے پیغمبر برحق کے دین کی اشاعت بوجہ احسن بغیر کسی کذب کے حق و باطل کا آئینہ دکھانا مد نظر ہے۔ کوئی خاص بشارت اور ایسی بشارت دے جسے نہ تو میرے دل میں کسی وسوسے کا گمان گذرے اور نہ مرزا قادیانی اور ان کے حواریں کو اس شیطانی وہم وغیرہ سے تعبیر کرنے کا موقع ہو اور اس امر کا پورا فیصلہ اپنی بشارت خاص کے ذریعہ سے کر دے کہ مرزا غلام احمد قادیانی سچے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں اور انہیں جو اہم ہوتے ہیں وہ دراصل سچے الہام ہیں۔ ان کی پیروی بھی غلطی پر نہیں۔ ان کی تصانیف ہر ایک طرح قابل یقین اور لائق اعتبار ہیں۔ یا یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات مذہبی کے مخالفت کرنے والے سچے اور احکام خداوندی کے بجالانے والے مرزا قادیانی کی تصانیف سے نفرت کریں۔ مجھے اسی التجاء اور خیال میں کسی قدر نیند سی معلوم ہوئی۔ حتیٰ کہ میں سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید ریش بزرگ میرے پاس بیٹھے ہوئے فرما رہے ہیں کہ:

دو شمس نوید داد عنایت کہ حافظا

باز آکہ من بعفو گناہت ضمان شدم

یہ شعر سن کر میں نے خواب میں ہی التجاء کیا کہ حضرت کیا میں مرزا قادیانی کے مسیح موعود اور مہدی مسعود نہ سمجھنے کی وجہ سے گناہ گار سمجھا گیا تھا۔ جس کے لئے آپ میرے ضمان ہوئے ہیں۔ یا یہ کہ میں ان کے خیالات سے خود محفوظ رہنے اور عام اہل اسلام کو بچانے کا دل سے مؤید ہوں تو پھر انہوں نے مجھے ایک کتاب ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ اے شخص اس پر عمل کر اور یاد رکھ کہ خدا کا کلام سچا ہے۔ اس کا رسول برحق ہے۔ دین اسلام کے بزرگوں کی نسبت غیبت کرنے والا لاریب فیہ سخت ترین عذاب کا مستحق اور گمراہ ہے۔ میں ان کے ہاتھ سے وہ کتاب لے کر کھولتا ہوں تو وہ قرآن مجید ہے۔ جس کے پہلے صفحہ پر لکھا ہوا ہے کہ کلمہ فضل رحمانی اور دوسرے صفحہ پر بجواب اوہام غلام قادیانی۔

اتنے میں میری آنکھ کھل گئی تو صبح کی نماز کے لئے قریب کی مسجد میں مؤذن اللہ اکبر پکار رہا تھا۔ میں الحمد للہ پڑھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور وضو کرنے کے بعد صبح کی نماز ادا کر کے اپنے



کتب خانہ سے دیوان حافظ منگوا کر اس اوپر کے شعر کی تلاش کرنے لگا تو میم کی ردیف میں خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ کا یہ مقطع لکھا ہوا ملا۔ جب میں ساری غزل پڑھنے لگا تو میری خواہش کے مطابق اس غزل کا دوسرا شعر بھی دیکھا گیا۔

شکر خدا کہ ہر چہ طلب کردم از خدا

ہر منتہائے ہمت خود کامران شدم

گویا خواجہ علیہ الرحمۃ کا یہ دوسرا شعر بھی میری التجاء کی کامیابی کے شکرانہ اور تائید میں تھا۔ میں خداوند کریم کے اس فضل عظیم اور فیضان خاص کا شکر ادا کر کے اس کی ذات اور بے نیازی کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی سے میری کسی وقت کی راہ و رسم نہ خط و کتابت نہ جسمانی ملاقات نہ روحانی تعلقات۔ غرض کہ میری صورت شناسائی تک بھی نہیں نہ میں کبھی ان کی بیت الفکر اور بیت الذکر قادیان میں گیا اور نہ وہ میرے مکان پر لاہور تشریف لائے اور نہ ان کی تصانیف کو میں نے بوجہ خلاف قرآن پیش گوئیاں کرنے کے پڑھا، یا پڑھنا چاہا ہاں عبد اللہ آتھم کی نسبت ان کی پیش گوئی کی غلط ثابت ہونے کے موقع پر میں نے بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح ان کی ایسی غلط بیانی پر (جو دراصل اسلام کے سراسر خلاف تھی) اخبار و فادار میں افسوس اور رنج کا اظہار کیا تھا۔ ایسے ہی اکثر میں ان کی ایسی ایسی نامعقول پیش گوئیوں کو افسوس کے ساتھ سنتا رہا۔ مگر میں کبھی ان سے نہیں ملا۔ اتفاقہ طور پر میرے مخدوم مہربان جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر نو دھیانہ نے مرزا قادیانی کی ایسی ناجائز خلاف اسلام زیادتوں کو مرزا قادیانی کی اپنی ہی تصانیف سے بدلائل معقول بذریعہ کتاب کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام احمد قادیانی کے مسلمانوں کو واقف کرنا چاہا کہ مرزا قادیانی کے عقائد محض خلاف اصول اسلام ہیں اور جو کچھ دعاوی الہام، مسیح، مہدی وغیرہ کے کرتے ہیں۔ محض حصول دنیا (روپیہ) کی غرض سے کرتے ہیں نہ خالصاً للہ دین کی غرض سے۔ جناب قاضی صاحب نے تمام کتب میں اپنی طرف چند فقرات ہی لکھے ہیں۔ باقی جو کچھ درج کیا ہے وہ مرزا قادیانی کی اپنی تصانیف کی اصل عبارت اور فقرے بحوالہ صفحہ سطر اور چند خطوط دستخطی مرزا قادیانی اور ان کی تائید اور ثبوت میں دیگر خطوط ان کے الہاموں کے بطلان میں درج کئے ہیں۔ جن سے یہ ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی کے الہامات کسی کی لڑکی سے نکاح ہونے کی غرض سے ہوتے ہیں یا قادیان میں اپنے مکانات کو وسعت دینے کے لئے وغیرہ وغیرہ پس میں نے جو کچھ لکھا ہے۔ اپنے ایمان اور علم و یقین سے محض بے تعصبی اور کسی قسم کی ذاتی مخالفت کے بغیر بالکل سچ لکھا ہے۔ خدا میرے اس بیان اور نیت کا واقف ہے اور

میں اس کی قسم کھا کر سچ کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کی تصانیف (جن کا حوالہ اس کتاب میں ہے) پیغمبر اسلام، اہل اسلام اور دیگر بزرگان اسلام کی مخالفت سے روپیہ پیدا کرنے اور دنیاوی ناموری حاصل کرنے کی غرض سے ہیں۔ نہ خدا اور اس کے رسول کی اسلامی اشاعت اور حق و باطل میں فرق بتا کر اصلیت ظاہر کرنے کی غرض سے۔ اب ہر ایک مسلمان جو قرآن و حدیث کو ماننے والا ہے۔ اپنی اسلامی حفاظت اپنا کام سمجھیں۔ خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ انگریزی گورنمنٹ کے امن پسندی بے تعصبی ہمارے لئے آسمانی برکتوں کی طرح ہماری حامی اور مددگار ہے اور بس۔

اخیر میں میں یہ بھی ظاہر کئے دیتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی عادت کے مطابق میری ذات خاص کی نسبت اور مؤلف کتاب کی نسبت بقول ان کے ایک پرلے درجہ کے معتقد مرزائی کے، موت کی پیش گوئی کریں گے۔ میں اپنے حافظ حقیقی پر پورا بھروسہ کر کے عام اعلان کرتا ہوں کہ خداوند قادر مطلق اور منتظم حقیقی مرزا صاحب کی ہر ایک قسم کی پیش گوئی خواہ وہ میری موت کی نسبت ہو یا دیگر کسی قسم کی اس میں انہیں ناکام ثابت کرے گا اور میرے خلوص اور خوش نیتی کی وجہ سے اسلامی فتح اور نمایاں فتح ہو کر حضور فیصرہ ہند دامن ملکھا کی عمر اور حکومت میں ترقی و برکت ہوگی۔

صاحب مؤلف کتاب نے بھی خیال مرزا قادیانی کی پیش گوئی پر اپنی نسبت بخوبی ظاہر کیا ہے۔ جو ناظرین نے پچھلے صفحوں میں ملاحظہ فرمایا ہے اور بس۔ مرزا قادیانی کی پیش گوئی میری نسبت اور مؤلف کی نسبت جو کچھ ہوگی وہ بھی اس کتاب کے ناظرین کی نذر ہوگی۔

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

خادم علمائے و فضلاء دین متین

بندہ ناچیز کترین محمد فضل الدین عفی عنہ مالک اخبار و قادیانہ لاہور ۱۳۰۱ جمادی الاول ۱۳۱۶ھ مقدس

مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنے بیٹوں کے عاق کرنے اور اپنی بیوی کو طلاق دینے کی دھمکی کے متعلق مرزا قادیانی کا اپنا اشتہار مورخہ ۲ مئی ۱۸۹۱ء مطبوعہ حقانی پریس لودھیانہ

جس کو جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے یکم اگست ۱۸۹۱ء کو بمقام لودھیانہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اس اشتہار کے جواب میں شائع کیا تھا۔ جو کہ مرزا قادیانی نے تمام علمائے و فضلاء کو بحث کے لئے دیا تھا اور جس کے لئے مولوی صاحب موصوف نے

الوالعزمی سے مرزا قادیانی کے پاس بمقام لودھیانہ پہنچ کر بحث کر کے مرزا قادیانی کو بتلایا تھا کہ مرزا قادیانی کے تمام دعاوی خدا اور رسول اور تمام احکام شرع کے خلاف ہیں اور جن کی وجہ سے وہ مصدقہ کافر قرار پا چکے ہیں۔ جس پر مرزا قادیانی نے دوسرے روز غائبانہ جواب دینے اور سننے کے لئے مقرر کر کے بھی مولوی صاحب کے مقابلہ میں نہیں آئے۔ جس کے لئے مولوی صاحب نے بھی صاف طور پر عام جلسہ میں جس میں مرزا قادیانی کے قریباً تمام حواری بھی موجود تھے یہ اعلان کیا تھا کہ: اگر مرزا قادیانی اس حدیث کو جس کو باوجود موضوع قرار دینے کے صحیح بخاری میں موجود بتایا صحیح بخاری سے نکال دیں تو میں اس پر ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا اور سخت قسم کھائی۔ جس کو مرزا قادیانی کے حواریوں نے سنا اور خاموش رہ گئے اور جس اشتہار پر لدھیانہ کے تمام معزز و مقتدر مسلمانوں کے بطور شہادت دستخط بھی ہیں وغیرہ وغیرہ اور وہ اشتہار یہ ہے۔

قولہ: ”ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس عاجز (مرزا قادیانی) نے ایک دینی خصومت کے پیش آ جانے سے..... اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ ولد گا ماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں کی نسبت بحکم والہام الہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آ جائے یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے میری طرف لے آئے..... اب باعث تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیل دار لاہور میں ہے اور اس کی تائی صاحبہ اس مخالفت پر آمادہ ہو گئی..... اور تجویز میں ہے کہ اس لڑکی کا نکاح کسی سے عید کے دن یا اس کے بعد کیا جائے..... ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا..... تاکید خط لکھے میرے خط کا جواب بھی نہ دیا اور بکلی بیزاری ظاہر کی..... لہذا میں آج کی تاریخ سے کہ وہ ۲ مئی ۱۸۹۱ء ہے۔ عوام اور خاص کو بذریعہ اشتہار ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے..... اور اس لڑکی کا کسی اور سے نکاح ہو گیا تو اس دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کی گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا..... اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی اور قرابت اور ہمدردی دور ہو جائے گی اور کسی نیکی بدی رنج و راحت شادی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی۔ ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیور کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔“

(ملخصاً اشتہار مرزا غلام احمد لدھیانہ ۲ مئی ۱۸۹۱ء حقانی پریس لدھیانہ، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۱۹ تا ۲۲۱) مندرجہ

عنوان اشتہار کی علت غالی مرزا قادیانی کی وہ پیش گوئی ہے جو مرزا احمد بیگ کی دختر سے مرزا قادیانی کا نکاح ہونے کے لئے مرزا قادیانی کو الہام ہوا تھا اور جو بقول مرزا قادیانی کہ یہ امر آسمان پر ہو چکا ہے۔ جو زمین پر کبھی نہیں ٹل سکتا۔ جس کے متعلق مرزا قادیانی کے اپنے دستخطی خطوط اس کتاب میں ہی پہلے صفحوں میں درج ہیں۔ ناظرین کو بخوبی واضح ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی کا الہام کیسا الہام ہے۔ جو باوجود مرزا قادیانی سے آسمان پر نکاح باندھ دینے کے زمین میں اور شخص سے اس نکاح کو منتقل کر دیتا ہے اور پھر ایسا مضبوط کہ باوجود اس وقت تک یعنی آٹھ سال گزر جانے اور اس منکوحہ کے بکثرت صاحب اولاد ہونے کے بھی اور مرزا قادیانی کے خدا جو انہیں ہمیشہ ایسے شیطانی الہام کیا کرتا ہے۔ مرزا قادیانی سے بھی نہیں توڑا گیا اور پھر ایسا الہام صرف ایک دفعہ نہیں ہوا۔ بلکہ متعدد دفعہ مگر باوجود ہمیشہ آسمان پر سے ایسے الہام کا فیصلہ ہو کر ہمیشہ ہی زمین پر پہنچے۔ اے توبہ زمین کی ہوا لگتے ہی ٹوٹ جاتا رہا اور پھر ٹوٹنا بھی کیسا کہ جس کے کسی ذرہ کا بھی کوئی پتہ نہیں ملتا۔ توبہ توبہ آسمانی الہام نہ ہوا کوئی مٹی کا پیالہ یا کسی موچی دار کا کچا دھاگہ ہو گیا۔ استغفر اللہ! سچ تو یہ ہے کہ ایسے الہام اگر ٹوٹ نہ جائیں تو اور کیا ہوں۔ جب کہ وہ سچے خدا کے الہام ہی نہیں وہ الہام تو مرزا قادیانی کے خدا (عاجی) کا الہام ہے (جس کے معنی خود مرزا قادیانی کو بھی اس وقت تک معلوم نہیں ہوئے) اگر آسمانی خدا (جو تمام جہان کا پروردگار ہے) کا کوئی الہام ہوتا تو کیا مجال کہ وہ کسی وقت بھی ٹوٹ جاتا اور پھر قادیان کی زمین پر کیا دنیا کے کسی حصہ پر بھی نہ ٹل سکتا تھا اور نہ ٹوٹ سکتا۔ مگر ہاں مرزا قادیانی کے خدائے عاجی کے الہام کی یہ تعریف ہے کہ زمین کی ہوا لگتی ہے۔ ٹوٹ کر ٹل جایا کرتا ہے۔ خدائے عاجی اور پھر عاجی خدا کا آسمان اور زمین بھی ایسا ہی سمجھنا چاہئے کہ جس خدائے عاجی معنی مرزا قادیانی خود نہیں جانتے تو اس خدا عاجی کے مسکن اور آسمان و زمین کا بھی تو کوئی نشان نہیں ہوگا۔ پس ایسے خدا اور ایسے خدا کے ملہم اور پھر ایسے خدا کے زمین آسمان پر سوائے لا حول پڑھنے کے اور کیا کہا جائے۔ ایسا شخص خدا کا فرستادہ، مرسل یزدانی، نبی، غوث، رسول، مسیح موعود، مہدی مسعود ہونے کا مدعی ہو اور پھر آسمانی پیغمبروں آسمانی بزرگوں کو فحش گالیاں دے کر سب کچھ آپ ہی بن جانے کا دعوے دار ہو اور غضب کہ اس کے مرید بھی ایسے خیالات کے حامی اور مددگار ہو کر اصول اسلام کو بدنام کریں۔

اللهم اكفنا شرهم بما شئت، تمت بالخير!

مرزا قادیانی خود اور ان کے حواری دیکھیں ہماری التجاء اور بشارت ایزدی پر کیا کیا تاویلیں اپنے اپنے موافق نکالتے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الحمد لله الذي هدانا لهذا  
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

# جمعیت خاطر

(۵۱۳۳۳)

دوانسپکٹروں کا دودلا مکاتبہ  
(۵۱۳۳۳)

## خوان ارمغان

(۱۹۱۵ء)

جناب فضل احمد صاحب گورداسپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

خط نمبر ۱

نمحمده ونصلی علی رسولہ الکریم!

از جناب خاکسار! فضل احمد انسپکٹر لدھیانہ! بخدمت مخلص مکرم حضرت میاں غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس زادشوقہ!

بعد از لوازم مسنون آنکہ! اگرچہ ملاقات جسمانی وقوع میں نہیں آئی۔ لیکن بندہ میاں محمد بخش صاحب ہیڈ کانسٹیبل اوّل ضلع لاکل پور۔ سے جو آپ کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ آپ کی تعریف سننے کا فخر رکھتا ہے۔ نیز ”خان صاحب“ منشی محمد بہرام خان صاحب پنشنر انسپکٹر لدھیانہ سے آپ کی تعریف سننے میں آتی رہتی ہے۔ ایک مضمون بھی آپ کا مسمیٰ ۲ معیار صداقت انہیں سے مجھے ملا۔

میں سب سے پہلے آپ کو دنیاوی عروج ۳ ترقی درجہ انسپکٹری کی مبارک باد دیتا ہوں۔ بعد اس کے آپ کے مضمون کے مطالعہ نے مجھے مجبور کیا ہے کہ آپ سے دو تین باتیں دریافت کرنے کی تکلیف دہی کی جرأت کروں اور بوجہ تعریف اور اسلامی ہمدردی اور ہم عہدہ وصیغہ ہونے کے لحاظ سے امید کرتا ہوں کہ آپ مہربانی فرما کر ان کے جوابات جلد ارسال فرمانے میں دریغ نہیں فرمائیں گے۔ آپ کے جواب موصول ہونے کے بعد آپ کے اشتہار یا مضمون پر مزید غور کرنے کی سعی کروں گا۔

سوالات حسب ذیل ہیں:

اول..... کیا آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو پیغمبر یا رسول یا نبی مان کر ان پر ایمان رکھتے ہیں یا نہیں اور ان کے منکر یا مکذب کو مسلمان یا مومن جانتے ہیں یا نہیں؟۔  
دوم..... کیا آپ مرزا قادیانی کے کل الہامات کو قطعی یقینی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتے ہیں یا ان میں سے بعض کو؟۔

۱۔ جبکہ میں لاکل پور (فیصل آباد) میں ۱۹۰۷ء میں تعینات تھا۔

۲۔ یہ مضمون معیار صداقت مجھے خان صاحب نے بغرض مطالعہ اور جواب بھیجا تھا۔

۳۔ انہیں دنوں میں آپ کی ترقی درجہ انسپکٹری پر ہوئی۔

سوئم ..... کیا آپ نے مرزا قادیانی کی ہل تصانیف یا تالیفات کا مطالعہ کیا ہوا ہے یا نہیں؟۔

چہارم ..... آپ نے اپنی ذات اس مضمون (معیار صداقت کے) پہلے صفحے پر یعنی تمیم (ت م ی م) لکھی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ آپ کی ذات تمیم (تھ م ی م) ہے۔ کیا یہ کاتب کی غلطی ہے یا کیا؟۔ ..... صحیح کیا ہے میں ہوں خاکسار اس تکلیف دہی سے معافی کا خواستگار جواب کا منتظر۔ احقر العباد اللہ لانصمد فضل احمد عفاء اللہ عنہ!

مقام لدھیانہ (۷ ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۰۹ء)

خط نمبر ..... جواب بذریعہ پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم!

دیپالپور ۲۳ دسمبر ۱۹۰۹ء

بزرگوارم جناب مخدومی و محترمی زاد اولاد لطفہ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ  
نوازش نامہ ملا۔ مشکور فرمایا۔ مضمون محولہ جواب لکھا ہوا میرا ضرور ہے۔ مگر طبع میں نے  
ہمیں کرایا تھا۔ بجواب سوالات التماس ہے کہ:

۱..... مرزا قادیانی کو میں محض کثرت مکالمہ الہیہ کے رنگ میں نبی بروزی۔ مبشر  
اور منذر مانتا ہوں اور یقین کرتا ہوں منکران کا اگر مسلمان ہے تو مسلمان جانتا ہوں۔

۲..... مرزا قادیانی کے کل الہامات کو منجانب اللہ تعالیٰ قطعی یقینی جانتا ہوں۔

۳..... مرزا قادیانی کی تقریباً جملہ تصانیف کا مطالعہ کیا ہے اور ان کے خلاف بھی  
جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں اور جو مجھے مل سکتی ہیں دیکھ چکا ہوں۔

۴..... میری ذات دراصل تمیم ہے اور میرے پاس پرانا شجرہ اور اب سے پیشتر  
کوئی پچاس برس سے پہلے کے جس قدر کاغذات خانگی و سرکاری وغیرہ پانچ چھ سو برس تک کے ہیں  
ان میں قوم تمیم بنی تمیم تحریر ہے۔ لفظ تمیم تمیم سے بگڑا ہوا ہے۔

میرے پاس اس وقت لفافہ اور کاغذ نہیں تھا اس واسطے کارڈ پر عرض عریضہ کی گستاخی  
معاف فرمادیں۔ میں اسباب بند کر چکا ہوں ضلع فیروز پور واپس جا رہا ہوں موگا تعیناتی ہے انشاء  
اللہ تعالیٰ یکم کو پہنچوں گا۔ وہاں ارشاد ہو۔ والسلام مع الاکرام!

(بندہ غلام رسول)

۱۔ کیا آپ کی مرضی کے برخلاف طبع ہوا اور بے علمی میں ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔

## خط نمبر ۲..... جواب بذریعہ خط ملفوفہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم . نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

دیپالپور ۲۴ دسمبر ۱۹۰۹ء

جناب مخدومی، معظمی و مکرری قاضی صاحب..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل نوازش نامہ کے جواب میں مختصر سا کارڈ جلدی میں عرض کیا گیا تھا۔ آج ۲ خیال آیا کہ شاید آپ براہ کرم کچھ تحریر فرمائیں گے اس واسطے اپنی ۳ پوزیشن کو جواب سوال اول زیادہ واضح کر دینا ضروری جان کر پھر تکلیف دیتا ہوں تاکہ جناب کو مزید سہولت ہو۔ سو عرض ہے کہ میں جناب مرزا قادیانی کو مسیح ۴ اور مہدی معبود یقین کرتا ہوں اور اسی رنگ میں جس میں اسے آنا چاہئے تھا۔ میرا ایمان ہے کہ نبوت ختم ہو چکی ہے اور آقائی مولائی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ قرآن کریم خاتم الکتب اور اسلام خاتم الادیان ہے۔ کوئی نبی کوئی کتاب اور کوئی دین ۵ نیا نہیں آ سکتا۔ یہ تینوں ۶ سلسلے قیامت تک قائم ہیں مرزا قادیانی اسی نبوت کے بروز ۷ اسی کتاب اور اسی دین کے خادم ہیں۔ نبوت محمد ﷺ کی صداقت کا ظہور اور ثبوت ہیں اور مجدد ہیں۔ ان معنوں میں کثرت مکالمہ البیہ کے رنگ میں نبی ہیں اور مامور ہیں۔ غرضیکہ ختم نبوت کے لحاظ سے جس رنگ میں مسیح اور مہدی کا آنا جناب کے نزدیک مقرر ہے۔ اسی رنگ میں انہیں ماننا ہوں۔

۱۔ دوسرے روز ہی پہلے پوسٹ کارڈ کے بعد یہ خط لکھا گیا۔

۲۔ ہاں اب آپ کو ہوش آئی ہے اور پہلے پوسٹ کارڈ کے مخالف لکھنا شروع کیا۔

۳۔ آپ کی کون سی پوزیشن دنیاوی یا دینی۔ پوزیشن مرزائیت مراد ہے۔

۴۔ اب مسیح اور مہدی تحریر کر دیا اور پہلے نبی بروزی لکھا تھا۔

۵۔ ختم نبوت ہے کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔ تو پھر مرزا جی نبی کیسے، رنگ و رنگ کا بہانہ کوئی

نہیں۔ جب ان کی نبوت و رسالت کا منکر کافر ہے۔ پھر نبی ہونے میں کیا شک رہا۔

۶۔ بیشک تینوں سلسلے قائم ہیں لیکن مرزائیوں کا اس پر ایمان نہیں ہے۔

۷۔ بروز کے معنی آپ نے بتلائے نہیں بروز کی تشریح کر دی گئی ہے۔ دیکھو

سوالات جوابات۔



رہا ان کے منکبہ کے متعلق میرے ایمان کا سوال تو مختصر یوں ہے کہ اگر منکر نے اظہار کفر کی وجہ سے جو مومن کی نسبت کیا جائے خود کفر نہیں کیا تو میں اسے کافر نہیں کہہ سکتا۔ اگر وہ مسلمان کہلاتا ہے بلکہ اور زیادہ واضح یوں ہو سکتا ہے کہ جو مسیح اور مہدی آپ کے نزدیک آنے والا ہے جو حال جناب اس کے منکر اور مکذب کا خیال فرمائے ہوئے ہیں۔ پس میرا اسی پر قیاس فرما لیجئے۔

دوسرا سوال..... الہام کے متعلق التماس ہے کہ الفاظ الہام کو منجانب اللہ یقین رکھتا ہوں۔ اس کی مراد شرح تفہیم کو ملہم کا اجتہاد مانتا ہوں۔

تصنیفات تالیفات کے متعلق گزارش ہے کہ اکثر دیکھ چکا ہوں بعض نہیں بھی پڑھیں مخالفت کی بھی اکثر کتابیں بشمول آپ کی کتاب کے پڑھ چکا ہوں اور زیادہ بھی مخالفت کی کتابیں اور مضامین میرے ادھر جانے کا سبب اللہ کریم نے بنائے ہیں۔

قوم کے متعلق پہلے بھی عرض کر چکا ہوں بہت سی دستاویزات اور پرانے کاغذات میرے پاس موجود ہیں پیش بھی کر سکتا ہوں۔ زیادہ نیاز۔

التماس ہے کہ براہ کرم کچھ تحریر فرمائیں تو مرزا قادیانی سے میرے تعلق کو محفوظ رکھئے نہایت ہی مشکور ہوں گا اور فیصلہ شدہ مسائل یا جن پر پہلے بہت کچھ لے دے ہو چکی ہو میرے خیال میں ان پر گفتگو بے لطف ہوگی۔

جناب نے نوازش نامہ میں مجھے السلام علیکم سے بھی مخاطب فرمانا جائز نہیں رکھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلحاظ جناب کی نیت کے اس میں کوئی معصیت ہے تو میں اپنی طرف سے آپ کو معاف کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جناب کو معاف فرمائے۔ والسلام مع الاکرام ہاں میں انشاء اللہ تعالیٰ کل کو یہاں سے روانہ ہو کر ۲۸ تک شہر مگھیانہ ضلع جھنگ ۲۹ سے یکم تک خواجہ صاحب کے مکان پر لاہور اور پھر موگا پہنچوں گا۔ جہاں چاہیں ارشاد فرمائیں۔

(آپ کا غلام رسول)

خط نمبر ۲..... منجانب قاضی فضل احمد انسپکٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وآلہ واصحابہ اجمعین! مخلصی بکرمی جناب میاں غلام رسول صاحب زادہ شوقہ سلام مسنون مع واجب کے بعد گزارش ہے کہ پہلے آپ کا نوازش نامہ بصورت پوسٹ کارڈ اور بعد اس کے آپ کا عنایت نامہ

بہت خط بکواب نیاز نامہ موصول ہوا اور مشکور فرمایا جن کے مطالعہ سے کہ صلاحیت کی بو آتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اگر ضد و اصرار و ہٹ دھرمی درمیان میں نہ ہو اور احقاق حق اور راستی کی جستجو بہ نیت نیک بخاطر خالص المرضات اللہ ہو تو خداوند کریم اس میں اصلاح کی برکت ڈال دیتا اور صراط مستقیم پر پہنچا دیتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ایسا ہی کرے۔ آمین

اب معافی کے بعد چند سوالات تمہیدی کی تکلیف دے کر ملتجی ہوں کہ براہ مہربانی جواب سے جلد سرور فرمائیں:

اول..... الف..... آپ کل تصانیف و تالیفات و اشتہارات مرزا قادیانی کو الہامی مانتے ہیں یا ان میں سے بعض کو۔ اگر بعض کو الہامی مانتے ہیں تو ان کے نام تحریر فرمائیں۔

ب..... اور ان کتابوں یا اشتہاروں یا لیکچروں کو جس کو الہامی جانتے ہیں ان کا درجہ قرآن شریف کے برابر ہے یا کم و بیش۔ اگر کم و بیش ہے تو کیوں؟

دوم..... جن کتب تصانیف مرزا قادیانی کو آپ الہامی نہیں مانتے ان کا رتبہ احادیث رسول اکرم ﷺ کے برابر ہے۔ یا کچھ کم و بیش اگر کم و بیش ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

سوم..... جو آیات قرآن مجید کی مرزا قادیانی کو الہامات میں نازل ہوئی ہیں ان کے معنی اولیٰ مراد وہی ہیں جو قرآن شریف میں بیان ہوئے ہیں یا ان کے مخالف یا موافق جو مرزا قادیانی نے بیان کئے ہیں۔

چہارم..... الف..... اگر مرزا قادیانی کے الہامات میں تعارض واقع ہو تو اذ تعارض تساقط ہو جائے گا یا نہیں اور ان میں کس الہام کو صحیح سمجھا جائے گا۔ اول کو یا آخر کو اس کی وجہ۔

ب..... یا مرزا کے الہامات میں تعارض کا وقوع آپ تسلیم نہیں کرتے ہیں۔  
ج..... کیا مرزا قادیانی کے ایسے الہامات بھی ہیں کہ جن کے معنی اور مطلب اب تک معلوم نہ ہوئے ہوں۔

د..... جو الہامات مرزا قادیانی کے بطور پیشگوئی ہیں وہ پورے ہو گئے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں ہوئے تو آئندہ ہونگے یا نہیں۔

پنجم..... تصانیف و تالیفات و اشتہارات و لیکچر وغیرہ جو مریدین مرزا قادیانی کے ہیں۔ مثلاً حکیم نور الدین، مولوی عبدالکریم، مولوی محمد احسن امروہی، مرزا خدا بخش، محمد اسماعیل وغیرہم صاحبان کے ہیں وہ اکی قابل سند ہیں یا نہیں۔ دران حالیکہ وہ تصانیف مرزا قادیانی کے ملاحظہ میں آچکی ہوں اور مرزا قادیانی نے ان کو پسند فرمالیا ہو۔

ہشتم۔۔۔ اگر تصانیف مرزا قادیانی اور حکیم نور الدین خلیفۃ المسیحؑ میں تخالف ہو تو کس کی تحریر قابل منہج بھی جائے گی۔  
 ہفتم۔۔۔ مامور بھی نبی ہوتا ہے یا نہیں اور مامور کا کیا کام ہے۔ مامور کا منکر اور مکذب مسلمان ہوتا ہے یا کافر۔  
 ہشتم۔۔۔ مبشر اور منذر بھی نبی اور رسول ہوتے ہیں یا کچھ فرق ہے۔ اگر فرق ہے تو کیا؟

نہم۔۔۔ بروز کے کیا معنی ہیں۔ بروز نبی بھی بعینہ نبی ہوتا ہے یا نہیں۔ بروز نبی کی کوئی نظیر یا مثال انبیاء علیہم السلام سابقین میں ہے یا نہیں۔  
 دہم۔۔۔ مسیح موعود کے منکر یا مکذب کو بھی آپ مسلمان جانتے ہیں یا نہیں۔ (یہ جواب صحیح نہ ہوگا کہ جو کچھ آپ جانتے ہیں وہی میں جانتا ہوں)  
 سب۔۔۔ مرزا قادیانی مثیل مسیح ہیں یا مسیح موعود یا مسیح ابن مریم ہیں یا نہیں۔  
 ج۔۔۔ اور عیسیٰ یا مسیح یا یسوع ایک ہی ہیں یا جدا جدا تک عشرۃ کاملۃ جواب سے بہت جلد مشکور فرمائیں۔ تخفیف تکلیف والسلام علی من اتبع الهدی!  
 مقام لدھیانہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۲۷ ہجری  
 نیاز مند خاکسار!  
 مطابق ۶ جنوری ۱۹۱۰ء  
 فضل احمد عطاء اللہ عنہ

### خط نمبر ۳۔۔۔۔۔ جواب خط منجانب غلام رسول انسپکٹر موگا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!  
 مکرم و معظم بندہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ونوازش نامہ آج ہی کی ڈاک میں اسی وقت ملا۔ مشکور فرمایا۔ جزاک اللہ! میں اور مجھ ج میں صلاحیت کی بویہ آپ کا حسن ظن ہے میرا ایمان ہے کہ آپ کی نیت نیک ہے۔ بہر حال میں آپ کے واسطے دعا کرتا ہوں آپ میرے واسطے دعا فرمادیں۔ میرے نزدیک یہ سب سے بہتر بھدردی ہے۔ رہے سوالات کے جواب عرض ہے کہ نہ میں عالم، نہ مولوی، نہ ملاں ہوں۔ بحث ان کا حصہ ہے، ناخواندہ اور اجڈ پولیس کا سپاہی ہوں۔ ہڈیاں گوشت پوست خون کا سب پولیس ہے اور وہ آپ جیسے متقی ذات والے اشتہار کی پولیس

۱۔ بقول مرزائیاں۔

۲۔ ”میں اور مجھ میں صلاحیت کی بویہ آپ کا فرمانا صحیح نکلا۔  
 ۳۔ ”میرا ایمان ہے کہ آپ کی نیت نیک ہے“ واقعی یہ ایمان آپ کا صحیح ہے۔

نہیں بلکہ وہ پولیس جو کہ بدنام ہے یہ تو ہے میرا اتقاء حفص قہل ارشاد میں جو کچھ ٹوٹا پھوٹا جواب الفاظ میں میرے ایمانیات کا مجھے آسکتا ہے عرض ہے۔

۱..... الف..... تصانیف تالیفات اور اشتہارات وغیرہ میں جس عبارت کو مرزا قادیانی نے الہام کہا ہے اسے الہام مانتا ہوں۔ باقی کو ان کی اپنی تصنیف یا جو کچھ وہ فی نفسہ ہو۔  
ب..... الہام کا درجہ بلحاظ نفس الہام ہونے کے الہام کے رنگ میں قرآن شریف کے برابر مانتا ہوں۔ ہاں دوسری صورت میں قرآن مجید قائم بالذات کتاب ہے اور قائم العمل قانون شریعت اور مرزا قادیانی کے الہامات مبشر اور منذرات ہیں اسی کتاب پاک کی تصدیق کے۔  
۲..... احادیث اور تصانیف مرزا قادیانی کی باہمی نسبت میرے ایمان میں وہی ہے جو احمد اور غلام احمد کے درمیان ہے۔ توجیہ خود عیاں ہے۔

۳..... یہ ایک لمبی بات ہے مختصر یہ کہ قرآن مجید انسان کی بولی میں نازل ہوا ہے بولیوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ قرآن مجید کسی خاص وقت اور خاص حال کا پابند نہیں میرے ایمان میں اسی واسطے شان نزول اس کے متن میں محفوظ نہیں رہا۔ میرے نزدیک یہ کلمہ طیبہ توتسی اکلہا کل حین ہے میرا ایمان ہے کہ مرزا قادیانی نے قرآن مجید کو ایسا سمجھا جو سمجھنے کا حق ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے سمجھایا جو معنی قرآن مجید کے اس نے کئے ہیں ۱ وہ صحیح ہیں اور جن آیات قرآنی کا اس پر نزول اور ورود ہوا ہے ان کے معنی وہی صحیح ہیں جو مہمل بیان کرتا ہے۔

۴..... الف..... میرا ایمان ہے کہ کبھی الہام میں تعارض نہیں ہوتا۔ الہی الہام میں تعارض کا نظر آنا میرے نزدیک آنکھوں کا قصور ہوتا ہے۔ قرآن مجید جیسے اتم اکمل بی مثل اور زندہ کتاب میں تعارض دیکھنے والی آنکھیں کیا دنیا میں کم ہیں۔ فاعتبر و یا اولوا البصائر!  
ج..... ہاں میرا ایمان ہے ایسے الہامات بھی ہیں جن کا مطلب اپنے وقت پر کھلے گا۔ یہاں بھی وہی تشابہات اور محکمات کا اہتمام ہے۔

۱۔ مرزا قادیانی کا تو اس پر ایمان نہیں آپ کا ہو تو غنیمت ہے۔  
۲۔ اگر یہ صحیح ہے تو مرزا قادیانی نے توفی کے معنی پوری نعمت دوں گا کئے ہیں اور اب موت کے معنی کئے جاتے ہیں صحیح معنوں کو چھوڑا جاتا ہے۔

..... پیشگو یوں کی نسبت غیر ایمان ہے کہ اکثر پوری ہو چکی ہیں۔ بعض ایسی بھی ہیں جو آئندہ پوری ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

.....۵ حکیم نور الدین صاحب قبلہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم فاضل امر وہی صاحب مخدوم۔ مرزا خدا بخش صاحب، محمد اسماعیل صاحب کو بڑے پایہ کے انسان اور با خدا بزرگ سچے مسلمان اور پاک نمونہ جانتا ہوں اور ان کا کلام اسی حد تک سند ہے۔

.....۶ میرے ایمان میں مسیح اور خلیفۃ المسیح میں تخالف ناممکن ہے۔ بفرض محال آپ کی خاطر سے مان بھی لوں تو مسیح مقدم السند ہوگا۔

.....۷ ہاں مامور نبی ہو تو نبی ہوتا ہے نبی کا منکر اس کا کافر ہوگا۔ میری سمجھ میں کافر کے معنی ہی انکار کر نیوالے کے ہیں۔

نوٹ: میرے خیال میں اس مسئلہ پر میں پہلے عریضہ میں اپنے اعتقاد کی کافی روشنی ڈال چکا ہوں۔

.....۸ ایک نسخہ یاد ہونے سے کوئی طبیب نہیں کہلا سکتا اور نہ ہلدی کی ایک گانٹھ رکھنے سے پینساری ہو سکتا ہے۔ ایک چاول گرسنہ کو سیر نہیں کر سکتا اور ایک قطرہ پانی کا پیاسے کی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ ہر بشارت اور ہر انداز کا کوئی حق نبی یا رسول ہونے کا نہیں ہے۔

.....۹ عین عین ہے اور بروز بروز۔ بروز عین ہو تو بروز کیسا۔

ب..... نبی کے منکر کو مسلمان کہتے ہوئے میں ڈرتا ہوں۔

ج..... ایلیاہ کا بروز ایک رنگ میں یحییٰ نبی ہوا علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

.....۱۰ اس کا جواب ذرا مشکل ہے مسلمان کو کافر کہنے میں تو ڈرتا ہوں مگر وہ آپ

کفر سہیروے تو مجبوری ہے مسلمان کو مسلمان، کافر کو کافر کہوں گا۔

ب..... مرزا قادیانی مسیح ابن مریم ہیں مثل مسیح ہیں۔ مسیح موعود ہیں۔ مہدی معبود

ہیں۔ کرشن اوتار۔ کلکی اوتار۔ بروز محمد ﷺ ہیں۔ اور یہ سارے نام ایک ہی شخص کے اور سارے صفات ایک ہی موصوف کے ہیں۔

ج..... عیسیٰ علیہ السلام مسیح علیہ السلام کو تو جانتا ہوں اور ایمان رکھتا ہوں کہ ایک

ہی شخص ہے یسوع میرا واقف نہیں۔ تملک عشرۃ کاملۃ جواب واپسی ڈاک عرض ہے۔ السلام علی من اتبع الهدی۔ کترین غلام رسول تمیم احمدی۔

بسم الرحمن الرحيم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم - ان فی ذلک لعبرة لمن یخشى  
ذلک لمن خشی ربہ ان فی ذلک لعبرة لا ولی الا بصارا

### منشاء تحریر

”ان ارید الا اصلاح ما السنطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ  
توکلت والیہ انیب“ میں سچ کہتا ہوں کہ میرا ارادہ سواء اصلاح باہمی کے اور کچھ نہیں اس  
کے لئے خداوند کریم کو بنی توفیق اور استطاعت ہے میں اسی پر بھروسہ اور رجوع کرتا ہوں۔  
مکرمی و معظمی جناب مولوی غلام رسول صاحب!

بعد موعود واجب مسنون آئندہ نوازش نامہ بحکواب نیاز نامہ صادر ہوں شکریہ ہے جزاک  
اللہ حسب ارشاد آپ کے میں بھی اسی طرح آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم <sup>بطفیل</sup>  
حضرت رسول کریم ﷺ صراط مستقیم کی تفہیم عنایت فرمائے۔ آمین! ثم آمین!

آپ کا فرمانا کہ نہ میں عالم نہ مولوی نہ ملاں ہوں بحث ان کا حصہ ہے۔ جناب اگر یہ  
تحریر آپ کی کسر نفسی پر محمول نہیں تو مجھے افسوس سے کہنا ہو گا کہ آپ کی تحریر صد اقت میں شبہ  
ہے۔ کیونکہ آپ کی معیار صد اقت کے پہلے ہی ص پر آپ کا نام مولوی غلام رسول صاحب لکھا  
ہوا موجود ہے۔ پھر آپ کا انکار غیبت صحیح اور بے سود ہے۔ اگر آپ کہیں کہ دوسرے نے لکھ دیا ہے جو  
اس کی ناواقفیت ہے۔ مگر ایسا ہونا آپ کی رضامندی کے سوا ذرا مشکل ہے۔ خیر

اب میں جناب کے نوازش نامہ جات اور معیار صد اقت کو سامنے رکھ کر عرض کرتا ہوں  
اور چاہتا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کئے دیتا ہوں کہ میں بہت ہی اختصار کے ساتھ عرض کروں گا  
اور حتی الوسع مرزا قادیانی کی تحریرات ہی پیش کروں گا۔ خلیفۃ المسیح یا دیگر آپ کے مسلمہ عالم کی

۱۔ ”معیار صد اقت“ یہ معیار صد اقت نوشتہ و مطبوعہ اگست ۱۹۰۹ء بدر پر پریس قادیان  
آپ کا معرفت خان صاحب منشی محمد بہرام خان صاحب پابشر انسپکٹر رئیس لدھیانہ جو میرے  
مہربان اسامی اور سلسلہ نقشبندی نے بھائی ہیں ساتھ جس کا ذکر میں نے اپنے خط میں جو مولوی  
غلام رسول صاحب انسپکٹر کو لکھا تھا موجود ہے۔ اس کے فرمانے اور ارشاد کے مطابق خط رسالت  
عمل میں آئی۔ انہوں نے اپنی نیک دلی اور محض اصلاح باہمی کی غرض سے فرمایا تھا ہوں۔ خدا  
نیک اثر پیدا کرے۔ آمین!

تحریرات میں نہایت خوش ہوں گا کہ آپ اس پر ~~میں نے~~ تحریر فرمائیں گے اور حسب تحریر آپ کے حق الامکان میں پرانی بحثوں کی طرف نہیں جاؤں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

اس وقت تک تو آپ کا خیال ہے کہ میں حق پر ہوں اور میں کہتا ہوں کہ میں حق پر ہوں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم میں سے ایک ہی حق پر ہوگا۔ میں تو اسی حق پر ہوں جس پر تمام مسلمان حضرت رسول اکرم ﷺ سے لے کر اب تک چلے آئے ہیں اور آپ بھی ہمارے میں سے نکل کر ایک جدید عقائد کی طرف راجع ہوئے ہیں۔ میرا حق پر ہونا مسلمہ کافہ اسلام ہے۔ آپ کا حق پر ہونا مشتبہ اور مظنون ہے۔ تاہم ہر شخص کل حزب بما لہم غر حون کے مصداق ہے۔ لیجئے میں عرض کرتا ہوں:

### سوال اول مندرجہ عریضہ اول

کیا آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو پیغمبر یا رسول یا نبی مان کر ان پر ایمان رکھتے ہیں یا نہیں اور ان کے منکر یا کذب کو مسلمان یا مومن جانتے ہیں یا نہیں؟۔

جواب بذریعہ پوسٹ کارڈ

حضرت مرزا قادیانی کو محض کثرت مکالمہ کے رنگ میں نبی بروزی ہبش اور مندرمانتا ہوں۔ مامور یقین کرتا ہوں۔ منکران کا اگر مسلمان ہے تو مسلمان جانتا ہوں۔

جواب بذریعہ خط ثانی

میں جناب مرزا قادیانی کو مسیح اور مہدی موعود یقین کرتا ہوں اور اسی رنگ میں جس میں اسے آنا چاہئے تھا۔ میرا ایمان ہے کہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ کوئی نبی نہ کوئی دین نیا نہیں آ سکتا۔ مرزا قادیانی اس نبوت کے بروئے ہیں اور مجدد ہیں۔ ان معنوں میں کثرت مکالمہ الہیہ کے رنگ میں مسیح ہیں اور مہدی ہیں۔ ہاں ان کے منکر کے متعلق میرے ایمان کا سوال سو وہ مختصر یوں ہے کہ اگر منکر نے اظہار کفر کی وجہ سے جو مومن کی نسبت کیا جائے خود کفر نہیں سمجھتا میں اس کو کافر نہیں کہہ سکتا بلکہ اور زیادہ واضح یوں ہو سکتا ہے کہ جو مسیح اور مہدی آپ کے نزدیک آنے والا ہے جو خیال جناب اس کے منکر اور مکتذب کا فرمائے ہوئے ہیں۔ پس میرا ایمان اسی پر قیاس فرما لیجئے۔

۱۔ کوئی نبی..... الخ۔ بیشک کوئی نبی نیا نہیں آ سکتا۔ جیسے کہ مرزا قادیانی مدعی ہیں۔ ہاں! آپ کے قول کے مطابق پرانا نبی تو آئے گا۔ یعنی مسیح علیہ السلام۔

## تیسرے خط کا دسواں جواب متعلقہ

اس کا جواب ذرا مشکل ہے۔ مسلمان کو کافر کہنے میں میں ڈرتا ہوں۔ مگر وہ آپ کفر سمیڑے تو مجبوری ہے۔ مسلمان کو مسلمان کافر کو کافر کہوں گا۔

ب..... مرزا قادیانی ابن مریم ہیں۔ مثیل مسیح ہیں۔ مسیح موعود ہیں۔ مہدی مسعود ہیں۔ کرشن اوتار ہیں۔ کلکی اوتار ہیں۔ بروز محمد ﷺ ہیں۔ یہ سارے نام ایک ہی شخص کے اور سارے صفات ایک ہی موصوف کے ہیں۔

ج..... عیسیٰ علیہ السلام مسیح علیہ السلام کو تو جانتا ہوں اور ایمان رکھتا ہوں کہ ایک ہی شخص ہے۔ یسوع میرا واقف نہیں۔

اقول باللہ التوفیق! جناب من مجھے آپ معاف فرمائیں گے۔ اگر میں پہلے ہی سے کہہ دوں کہ آپ نے کتب تصانیف مرزا قادیانی کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں فرمایا۔ اگر آپ کی غریب صحیح مان لوں کہ آپ نے تصانیف مرزا قادیانی کو پڑھا ہے تو میں یہ ضرور کہوں گا کہ آپ نے خوب غور سے بالاستیعاب نہیں پڑھا۔ جیسے کہ ابھی آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

ایک ہی سوال میں کیسے چیخ و چیخ کئے ہیں۔ پہلے تو آپ نے کہہ دیا کہ مرزا قادیانی کو میں نبی بروزی اور مبشر اور منذر جانتا ہوں اور اس کے منکر مسلمان کو مسلمان جانتا ہوں۔ پھر دوسرے خط میں لکھ دیا کہ میں مرزا قادیانی کو مسیح موعود یقین کرتا ہوں۔ ان کے منکر کا حال جو آپ خیال فرماتے ہیں میری طرف سے بھی وہی خیال فرمالیجئے۔ یعنی جیسے مسلمان لوگ ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام قرب قیامت کو آسمان پر سے نزول فرمائیں گے۔ اس کا انکار کرنا کفر ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی بھی وہی مسیح ہیں۔ ان کا انکار بھی کفر ہے۔ لیکن تیسرے خط کے جواب میں آپ نے لکھ دیا کہ میں مسلمان کو کافر کہنے سے ڈرتا ہوں۔ مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر کہوں گا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپ مرزا قادیانی کو پورا نبی خیال نہیں فرماتے اور نہ وہی مسیح موعود تصور فرماتے ہیں۔ ورنہ فوراً کہہ دیتے کہ مرزا قادیانی کا منکر کافر ہے۔ جیسے کہ میں مرزا قادیانی اور ان کے علماء مسلمہ کے اقوال دکھلاؤں گا کہ جن میں صاف درج ہے کہ مرزا قادیانی نبی اور رسول ہیں۔ ان کا منکر کافر ہے۔ یہ جو کچھ آپ نے مرزا قادیانی کو مسیح ابن مریم، مثیل مسیح، مسیح موعود، مہدی مسعود، کرشن اوتار، کلکی اوتار وغیرہ تسلیم کیا ہے اور اس پر ایمان لائے ہیں یا تو مرزا قادیانی کی تحریرات کتب یا الہام ہیں۔ جس کی وجہ سے آپ ایسا ایمان رکھتے



ہیں اور اسی وجہ سے آپ مرزا قادیانی کے ان دعاوی پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن میں متعجب ہوں کہ جن دعوؤں کو مرزا قادیانی خود مشتبہ اور ظنی تصور کر کے انکار کر چکے ہوں اور ان پر ایمان لانے کی تاکید نہ کی ہو تو پھر آپ نے ان کو نظر انداز کیوں کر دیا۔ دو باتیں ہیں یا تو آپ نے ان دستاویزوں کو ملاحظہ نہیں فرمایا یا یہ کہ دانستہ اغماض کیا ہے۔ میں ان مقامات کو آپ کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ آپ ذرہ غور فرمائیں:

۱..... آپ فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی مسیح ابن مریم ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی یوں فرماتے ہیں کہ: ”میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں۔ جو شخص میرے پر یہ الزام لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

فرمائیے مرزا قادیانی آپ کے حق میں کیا فرما رہے ہیں؟

۲..... آپ فرماتے ہیں مرزا قادیانی مثیل مسیح ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل مسیح ہونا میرے ہی پر ختم ہو گیا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔ یہی احادیث نبویہ سے نکلتا ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۹۹، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

۳..... پھر آپ فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں مرزا قادیانی یوں فرماتے ہیں:

الف..... ”اس عاجز نے جو مثیل مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

ب..... ”یہ عاجز مرزا قادیانی مجازی اور روحانی طور پر وہی موعود مسیح ہے جس کی قرآن مجید اور حدیث میں خبر دی گئی ہے۔ کیونکہ براہین میں صاف طور پر اس بات کا تذکرہ کر دیا گیا تھا کہ یہ عاجز روحانی طور پر وہی موعود مسیح ہے جس کی اللہ اور رسول نے پہلے سے خبر دے رکھی ہے۔ ہاں اس بات سے اس وقت انکار نہیں ہوا اور نہ اب انکار ہے کہ شاید پیشگوئیوں کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے کوئی اور مسیح موعود بھی آئندہ پیدا ہوا۔“ (ازالہ اوہام ص ۲۶۱، خزائن ج ۳ ص ۲۳۱)

ج..... ”اس بیان کے رو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ بھی صادق آسکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا درویشی اور غربت کے لباس میں آیا۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۰۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

..... ”اس عاجز کی طرف سے جتنی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہوا ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آوے گا۔ بلکہ میں ماننا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آ سکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال و اقبال کے ساتھ بھی آے اور ممکن ہے کہ اول وہ دمشق میں ہی نازل ہو۔“ (ازالہ اوہام ص ۲۹۴، خزائن ج ۳ ص ۲۵۱)

..... پھر آپ فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی مہدی مسعود ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

الف ..... ”لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم یعنی عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی مہدی نہیں ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۱۹، خزائن ج ۳ ص ۳۷۹)

ب ..... ”محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۴۵۷، خزائن ج ۳ ص ۳۴۴)

ج ..... ”امام مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں ہے۔ جب مسیح ابن مریم آوے گا تو امام مہدی کی کیا ضرورت ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۱۸، خزائن ج ۳ ص ۳۷۸)

آپ براہ مہربانی غور فرمادیں کہ مرزا قادیانی جن باتوں کا انکار فرماتے ہیں آپ ان پر اصرار سے اقرار کر رہے ہیں۔

بیس تفاوت راہ از کجا است تابکجا

۵ ..... آپ فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی کرشن اوتار کلکی اوتار بروز محمد ﷺ یہ سارے نام ایک ہی شخص کے اور سارے صفات ایک ہی موصوف کے ہیں۔ میں کہتا ہوں مرزا قادیانی نے کرشن اوتار کا الہام سیالکوٹ والے لیکچر (ص ۳۳ خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۸) میں کیا۔ کلکی اوتار ہونے کا کوئی دعویٰ دیکھا نہیں گیا۔ بروز محمد ﷺ ہونے کا ایک اشتہار میں ضرور دعویٰ کیا ہے۔ لیکن کسی آیت یا حدیث یا اجماع امت یا کسی قول صوفیائے کرام سے آپ نے اس دعویٰ کی تصدیق پیش نہیں کی۔ نرا الہام مرزا قادیانی کا ماننے کے قابل نہیں۔ آن حالیکہ مرزا قادیانی کے الہامات میں شیطانی نزول کو بھی دخل ہو۔ جیسے کہ الزامات مرزا قادیانی پر مختصراً عرض ہوگا۔

ویدوں اور کرشن اوتار کی بابت مرزا قادیانی سرمہ چشم آر یہ اور شخصہ حق میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ آپ دیکھ سکتے ہیں۔ میں اس کو طول دینا نہیں چاہتا۔ نیز مہابھارت کو دیکھ سکتے ہیں جو ہندوؤں کی نہایت معتبر تاریخ ہے۔ اس میں کرشن اوتار کے حالات مفصل تحریر ہیں۔ مرزا قادیانی

اپنے (شخص حق ص ۶۹، خزائن ج ۲ ص ۳۹۵) میں یوں لکھتے ہیں۔ ”تمہارا پر میشر ایک دقیق جسم ہے جو دوسری روحوں کی طرح زمین پر گرتا اور نزاکاریوں کی طرح کھایا جاتا ہے۔ تب ہی تو کبھی وہ راجند رہنا کبھی کرشن اور کبھی مجھ اور ایک مرتبہ تو خوک یعنی سور۔“

جس کرشن کی بات پہلے ان لفظوں میں طریق وید اور پر میشر اور کرشن کے لکھا جا چکا ہے۔ اب اسی کے اوتار ہونے کا دعویٰ بذریعہ الہام کیا جاتا ہے۔ جن ویدوں کو پہلے بہت بڑی طرح کا کبھاشا اور افترا پردازی کا مجموعہ لکھا تھا۔ پیغام صلح میں انہیں ویدوں کو کلام الہی مان لیا۔ پیغام صلح جو مرزا قادیانی کی آخری تحریر بیان کی جاتی ہے۔ اس میں بھی نہایت شبہ ہے۔ وہ ان کی تحریر نہیں ہے۔ بلکہ خواجہ کمال الدین کی ہے اس کے وجوہ بھی عرض کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ! کُلّی اوتار کی بابت جہاں تک مجھے علم ہے مرزا قادیانی نے کہیں کچھ نہیں لکھا۔ یہ بات خود آپ نے اختراع کر لی ہے۔ بروز محمد ﷺ کی بابت جو آپ نے لکھا ہے اسی واسطے میں نے اپنے عریضہ کے سوال نمبر میں لکھا تھا کہ بروز کے کیا معنی ہیں۔ مگر اس کا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس لئے میں لغت سے نیز قرآن شریف سے بروز کے معنی پیش کرتا ہوں۔ اس پر غور فرمائیں کہ مرزا قادیانی بروز محمد ﷺ کس طرح ہو سکتے ہیں۔ بروز زبان عرب میں ظاہر ہونا اور باہر نکلنا ہے اور فارسی زبان میں بروز کپڑے کے سنخاف کو کہتے ہیں۔ بہر حال آپ کا اور مرزا قادیانی کا لفظ بروز زبان عرب سے مراد ہے تو گویا اس کے یہ معنی ہوئے کہ حضرت محمد ﷺ مرزا قادیانی بن کر ظاہر ہو گئے ہیں اور ان کے روح اور جسم دونوں یا صرف روح مرزا قادیانی ہیں۔ یہ محض غلط ہے۔ قرآن شریف کی آیات سے اس غلطی کی تائید صریح ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۱..... ”وَبَرَزَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (ابراہیم: ۴۸)“

۲..... ”وَبَرَزَ لِلَّهِ جَمِيعًا (ابراہیم: ۳۱)“

۳..... ”يَوْمَهُمْ بَارِزُونَ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ (غافر: ۱۶)“

۴..... ”وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ (البقرہ: ۲۵۰)“

۵..... ”فَإِذَا بَرِزُوا مِنْ عِنْدِكَ (النساء: ۸۱)“

۶..... ”قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ

مُضَاجِعِهِمْ (آل عمران: ۱۵۴)“

ان تمام چھ آیات کے معنی میں کلمہ بروز کا استعمال خداوند کریم نے قبروں سے مردوں

کے نکلنے یا گھروں کے اندر سے یا کسی اوٹ میں سے باہر اور نماہر ہو کر نکل آنے میں کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بروز اس کو کہتے ہیں جو جسم چھپ گیا ہو یا گھر کے اندر یا کسی اوٹ میں ہو گیا ہو۔ وہی جسم آشکارا ہو کے سامنے آ جائے۔ پس بروز خمدی کے یہ معنی ہوئے کہ خود حضرت رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ اپنے مرقد مقدس اور آرام گاہ پائے سے اٹھ بیٹھیں۔ جس پر ہمارا ایمان ہے کہ یہ واقعہ نفع صور کے بعد ہو گا اور مدینہ شریف میں۔

نہایت فسوس ہے کہ مرزا قادیانی کو جس اشتہار (ایک غلطی کا ازالہ ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱) مطبوعہ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء میں اپنے نبی اور رسول ہونے کا بڑے زور سے دعویٰ ہے۔ اسی میں بروز کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس میں اس طرح درفشانی فرماتے ہیں جس کی کسی آیت یا حدیث سے تصدیق نہیں۔ ”وہو هذا!“ ”ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں۔ بلفظہ!“ یہ مسئلہ تنازع کی تائید ہے جس کی پہلے تردید کر چکے ہوئے ہیں۔ البتہ مرزا قادیانی نے بروز کے معنی نبی اور اتار کے کئے ہیں۔ وہ یہ ہے ان کا پر مشیر انسانی جسم میں اتار ہو کر آیا کرتا تھا۔ جیسے راجپوت، کرشن جی، بلرام، نرسنگھ اتار وغیرہ۔ تو اس سے بھی تنازع کے مسئلہ کی تصدیق ہوتی ہے۔ حلول خداوند کریم جسم انسانی میں جائز رکھا گیا ہے۔ جو اسلام کے بالکل مخالف ہے۔ یہ اس واسطے مرزا قادیانی نے کرشن اتار ہونے کا الہام سے دعویٰ کیا ہے۔ اور کرشن جی نے اپنی گیتا میں اس حلول اور تنازع کو اس طرح پر لکھا ہے۔

سری بھگوانو واج ہے ارجن میرے اور تیرے بہت جنم تبیت بھنے ہیں اور ابناشی ہوں  
اربھ بھوتاں پر ایناں کا آستما ہوں ارایش ہوں ار پر بھہ ہوں میں تو ایسا ہوں جیسا کہا ہے اور اپنے  
مایا کے اوہے ہو کر جنم لیتا ہوں مایا کا اولہا کیا ہے جیسے کوئی راجہ راج کا بھیکھہ اتار کر کوئی اور بھیکھہ  
کرے..... الخ۔

بلفظ پوتھی سری بھگوت گیتا مطبوعہ وکٹوریہ پریس لاہور ۱۸۸۸ء ص ۶۰ یہی گیتا ہے جس کی نسبت مرزا قادیانی کا الہام ہے۔ ”کرشن رور گو پال تیری مہا گیتا میں لکھی گئی ہے۔“  
(دیکھو لکچر سیالکوٹ نومبر ۱۹۰۳ء ص ۳۴، خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۹)

اسی گیتا کی عبارت اوپر درج کی گئی ہے جو مسئلہ تنازع میں کامل ہے۔ الہام کے مطابق اسی گیتا میں مرزا قادیانی کی مہما تعریف لکھی ہوئی ہے۔ اب آپ اس گیتا کو ہاتھ میں لے کر پڑھیں۔ جس سے صاف واضح ہو جائے گا کہ کرشن جی خود خدا ہیں۔ ہمیشہ جنم کے ذریعہ سے انسانی

بسم میں حلول کرتے آئے ہیں۔ ویسے ہی کرشن جی پر میشر مرزا قادیانی میں حلول کر کے آئے تھے۔ مگر افسوس کسی ہندو نے قبول نہ کیا۔ قبول تو کیا بلکہ سخت درجہ کا انکار کر کے نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ مرنے کے بعد پیغام صلح بھی ہندوؤں کے لئے خواجہ کمال الدین وکیل نے ہندو لوگوں کے روبرو پیش کیا۔ مگر انہوں نے اس کو بلا پڑھنے کے ردی کے ٹوکے میں ڈال دیا۔

اس کے بعد مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”اب واضح ہو گیا کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی کہ نظیر ہندوؤں کے کسی رشی یا اوتار میں نہیں پائی جاتی اور وہ اپنے وقت کا اوتار یا نبی تھا۔ جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور با اقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا وہ اپنے وقت کا درحقیقت نبی تھا۔ جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا تھا۔ خدا کا وعدہ آئے تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔

(لیکچر سیالکوٹ ۲، نومبر ۱۹۰۴ء، ص ۳۳، ۳۴، خزائن ج ۲۰، ص ۲۲۸، ۲۲۹)

اس کے خلاف دیکھو مرزا قادیانی کا (شخصہ حق ص ۶۹، خزائن ج ۲ ص ۳۹۵)

نہایت افسوس کی بات ہے کبھی تو کرشن جی اور ویدوں اور پر میشر کی توہین کرتے ہیں اور پھر وہی کرشن بھی بنتے ہیں۔  
میں آپ کے خلیفہ مسیح کی تحریر جو بروز کے بارہ میں ہے پیش کرتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں کہ مرزا جی اس صدی کے مجدد ہیں اور مجدد اپنے زمانہ کا مہدی اور اپنے زمانہ کے شدت مرض میں مبتلا مریضوں کا مسیح ہوا کرتا ہے۔ اور یہ امر بالکل تمثیلی ہے۔ جیسے مرزا جی اپنے الہامی رباعی میں ارقام فرما چکے ہیں۔

رباعی

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے۔ جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا، حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی لقب۔ خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا۔

(خط نورالدین ص ۱۴، ملحقہ ازالہ، خزائن ج ۳ ص ۶۳۴)

اس تحریر سے پایا گیا کہ مرزا جی کو صرف تمثیلی طور پر مسیح کہتے ہیں۔ جیسے حکیم کو حاذق اور مسیح بول دیتے ہیں۔ اسی طرح خلیفہ مسیح میاں نورالدین نے ایک شخص نیم مرزائی محمد عثمان کے

۱۔ خدا کا وعدہ..... الخ۔ کہاں ہے۔ قرآن شریف یا کسی حدیث قدسی کا حوالہ دیجئے۔

سوالات کے جوابات میں حکیم فضل الدین کی طرف سے بروز کی اصلیت و حقیقت لکھوا کر بھیجی۔ وہ اس طرح پر ہے۔ و ہو هذا!

”پانچواں آپ کم سے کم کسی طب کی کتاب مطبوعہ کو دیکھو۔ اس کے ٹائٹل پر لکھا ہوگا۔ من تصنیف بقراط زمان سقراط دوران افلاطون اوان۔ وغیرہ وغیرہ! کیا یہ بھی بہتوں کا بروز ہے یا نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ بروز کی اصلیت معلوم نہیں۔ ورنہ آپ کو اس قدر گراں نہ گزرتا۔ بروز نام ایک شخص کا خطاب یا لقب ہوتا ہے جو اس کے بعض اوصاف کے سبب دیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص پہلوان بھی ہے۔ غنی بھی ہے۔ تو اس کو شیر بھی کہیں گے اور حاتم بھی۔ اگر آپ ناموں پر غور کریں تو دو دو تین تین بزرگوں کے نام ایک ایک نام میں پائیں گے۔ جیسے آپ کا نام آپ کے والدین نے بطور تفاؤل رکھا۔ اس میں دو نام جمع کئے ہیں۔ یا جیسے مرزا قادیانی کا نام بحیثیت تردید مذہب نصاریٰ و کسر صلیب مسیح اور بحیثیت رفع فساد اندرونی مہدی اور بلحاظ ہدایت اہل ہنود کرشن اللہ تعالیٰ نے رکھ دیا ہے۔“ (الحکم مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۶ء ص ۹ کالم ۳)

یہ اصلیت بروز کی مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ نور الدین حکیم و فضل الدین وغیرہ نے بیان کی ہے۔ باوجود اختلافات مابین زمان ماضی و حال مستقبل آپ کے غور کے قابل ہے اور ایسے بروز نبی روز مرہ ہوتے رہتے ہیں۔ اور سینکڑوں موجود ہیں جن کے اقرار اور انکار پر کوئی خوبی یا گرفت نہیں۔ کیونکہ بہت سے لوگ ایسے مثیل ہوئے ہیں۔ مثلاً مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب علیہ الرحمۃ مہاجر کی جنہوں نے سب سے پہلے تردید نصاریٰ پر قلم اٹھایا اور ہجرت کرنے پر مجبوری ہوئی۔ علاوہ ان کے بہت سے علما نے اس وقت بھی اس کام کو کیا ہے۔ ان کو کسی نے بروز نبی یا مبشر یا منذر نہیں مانا۔ رفع فسادات اندرونی کی بھی خوب کہی۔ مرزا قادیانی کی ہستی سے فسادات کا دروازہ ایسا کھلا کہ ایک روز بھی امن نہ ہوا اور بغاوت بڑھتی گئی۔ مہدی کا لقب بھی ان کے لئے موزوں نہیں۔ اہل ہنود کو ہدایت کرنا مرزا جی کا بھی اظہر من الشمس ہے۔ صرف کرشن جی مہاراج کا الہام کر کے خاموش ہو رہے۔ حتیٰ کہ ایک ہندو کو بھی مسلمان بنانے میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ بلکہ ان کے سامنے عبدالغفور مسلمان کو ہندو آریہ بنا کر اپنی ہدایت رسانی اور مہدی لقب پر مہر لگا دی۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ ذرا تامل اور غور سے اگر توجہ فرمائیں گے تو آپ کو حقیقت کھل جائے گی۔ معاف فرمادیں عریضہ مجبوراً طویل ہوتا جاتا ہے۔

۶..... پھر آپ فرماتے ہیں کہ یہ سارے نام ایک ہی شخص کے اور سارے صفات ایک ہی موصوف کے ہیں۔

مولوی صاحب! آپ کی یہ بھی زبردستی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، مہدی خلیفۃ اللہ، امام آخر الزمان، کرشن اوتار، کلکی اوتار، سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مرزا قادیانی غلام احمد۔ ایک ہی شخص کے نام کس طرح ہو سکتے ہیں۔ کوئی بھی ذی عقل اس بات کو نہیں مان سکتا اور سب کے صفات بھی ایک نہیں ہو سکتے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے۔ باقی سب کے والد تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام بے نکاح بے اولاد تھے۔ باقی سب نکاح دار با اولاد تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رسول اکرم ﷺ تذکرہ قرآن شریف میں ہے۔ باقی کا کوئی ذکر نہیں۔

راجہ کرشن نے اپنے ماموں کنسن کو بے گناہ قتل کیا اور خدائی کا دعویٰ کیا۔ مرزا قادیانی پر بھی کسی آریہ کے قتل کا شبہ ہو کر خانہ تلاشی ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہدایت ہے کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری گال بھی اس کی طرف کر دی جائے۔ آنحضرت ﷺ باوجود سخت درخت کفار کی اذیت کے زبان سے بھی برانہ فرمایا۔ مرزا قادیانی ہیں کہ فوراً غصہ میں آ کر ہزار ہا لعنتیں اور گالیاں نکالتے ہیں اور عدالتوں میں حاضر کئے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت رسول اکرم ﷺ نے کسی کے حق میں بددعا اور لعنت نہیں کی۔ لیکن مرزا قادیانی نے تمام مخالفین کو سخت فحش گالیاں دیں اور لعنتوں کے طومار ایک سے لے کر ہزار تک لعنتیں گن گن کر ادا کیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت رسول کریم ﷺ نے دنیا کو ملعون سمجھ کر ترک کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ ایک وقت کے کھانے کے لئے سامان یا رسد جمع نہ کی۔ کوئی مکان عالیشان نہ بنوایا۔ عورتوں کے لئے زیور کا خیال نہ فرمایا۔ مرزا قادیانی ہیں کہ دنیا میں ایسے محو، کہ سوائے روپیہ جمع کرنے کے کوئی ذکر ہی نہیں۔ مکانات بنوائے گئے۔ ہزار ہا روپیہ کا زیور بیوی کے لئے تیار کروایا گیا۔ یہاں تک کہ مرنے سے دو چار دن پیشتر لاہور میں تین ہزار کا زیور تیار ہوا تھا۔ مگر یار لوگوں کے حوالے۔ مریدوں کو چندہ نہ دینے کی سزا یہ کہ نام رجسٹر بیعت سے خارج کیا جائے گا۔

پھر افسوس ہے آپ کہتے ہیں کہ سب کے اوصاف ایک ہی ہیں یا سب کا موصوف ایک شخص مرزا جی ہیں۔ آپ ہی مہربانی کر کے فرما دیجئے۔ ہاں! پیغمبران علیہم السلام کے اوصاف اور اخلاق ایک ہو سکتے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کے اوصاف میں سے ایک بھی مطابق نہیں۔ اگر شمار کروں عریضہ طویل ہو جائے گا۔ خود ہی غور اور ملاحظہ فرمائیے کہ جن امور کا آپ اقرار کرتے ہیں مرزا قادیانی ان کا سخت انکار کرتے ہیں۔ بلکہ مفتری اور کم فہم کذاب وغیرہ الفاظ اقرار کرنے والے کے حق میں فرماتے ہیں۔ شاید آپ کوئی تاویل کریں۔ مگر منصف مزاج کے خیال میں تاویل کی گنجائش نہیں۔

..... پھر آپ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام، مسیح علیہ السلام کو تو جانتا ہوں اور ایمان رکھتا ہوں کہ ایک ہی شخص ہے۔ یسوع میرا واقف نہیں۔

اس جگہ میں پھر یہ بات کہنے پر مجبور ہوا ہوں کہ آپ نے دانستہ انکار کیا ہے کہ یسوع میرا واقف نہیں۔ کیا آپ نے رسالہ انجام آتھم نہیں دیکھا جس میں مرزا قادیانی نے یسوع علیہ السلام کو پانی پی پی کر فحش گالیاں دیں۔ نقل کفر کفر نہ باشد۔ چور شیطان کے پیچھے چلنے والا۔ شیطان کا مہم۔ تین دادیاں مانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا۔ آپ کا کجخویوں سے میلان جدی مناسبت سے تھا۔ وغیرہ وغیرہ!

(دیکھو ضمیمہ انجام آتھم ص ۳ سے ۷ تک)

فرمائیے! یہی وہ یسوع علیہ السلام ہیں جن کی بابت مرزا قادیانی درفستانی فرماتے ہیں یا کوئی اور یہ پھر آپ فرماتے ہیں کہ یسوع میرا واقف نہیں۔ افسوس! انہیں باتوں پر آپ فرماتے ہیں کہ مخالفین کی تحریریں اور مخالفت کی کتابیں اور مضامین میرے ادھر لے جانے کا سبب اللہ کریم نے بنائے ہیں۔ لازم یہ تھا کہ مخالفت کی کتب اور مضامین پر غور کیا جاتا۔ نہ کہ ضد میں آ کر الٹی کاروائی کی جاتی۔

فرمائیے! اب بھی آپ یسوع علیہ السلام سے واقف ہوئے ہیں یا نہیں۔ اچھا مزید واقفیت کے لئے مرزا قادیانی کی الہامی کتابوں کو پیش کرنا ہوں:

الف..... ”دہم: بابل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے۔ وہ دونی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے اور دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔“

(مرزا جی کی الہامی کتاب توضیح مرام ص ۳، خزائن ج ۳ ص ۵۲)

ب..... ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو یسوع اور جیزس یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں۔“

(مرزا قادیانی کی کتاب راز حقیقت ص ۱۹، خزائن ج ۴ ص ۱۷۱)

فرمائیے مولوی صاحب! یہ کتنا بڑا اندھیرا ہے اور دن کے وقت سورج کا انکار ہے۔ باوجود اس کے کہ مرزا قادیانی کی الہامی کتابوں میں درج ہے کہ یسوع علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام (ایک ہی ہیں) بلکہ جیزس بھی وہی ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ یسوع میرا واقف نہیں۔ اسی وجہ سے میں نے سوال کیا تھا کہ آپ نے مرزا قادیانی کی کل تصانیف کا مطالعہ کیا ہوا ہے یا نہیں۔ تو اس کے جواب میں آپ نے پوسٹ کارڈ میں فرمایا کہ: ”حضرت صاحب کی تقریباً جملہ تصانیف کا



مطالعہ کیا ہوا ہے اور خط میں یہ جواب دیا کہ تصانیف و تالیفات کے متعلق گزارش ہے کہ اکثر دیکھ چکا ہوں۔ بعض نہیں بھی پڑھی۔ مخالفت کی بھی اکثر بشمول آپ کی کتاب کے پڑھ چکا ہوں۔“

اب فرمائیے! ایسا فرمانا آپ کا صحیح ہے؟۔ ہرگز نہیں۔ اس سے بھی معلوم ہو گیا کہ آپ نے میری کتاب کو بھی نہیں پڑھا۔ جیسے اکثر مرزائی صاحبان مخالفین کی کتابوں کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے ہیں۔ میں اس واسطے کہتا ہوں کہ آپ نے میری کتاب کو پڑھ چکنا بھی خلاف واقع تحریر فرمایا ہے۔ کیونکہ اگر آپ نے میری کتاب کو بھی مطالعہ فرمایا ہوتا تو آپ ہرگز نہ کہتے کہ یسوع میرا واقف نہیں۔ کیونکہ میری کتاب تقریباً یسوع علیہ السلام کے نام، رتذ کرے سے پر ہے۔ چنانچہ ص ۶۶ سے لے کر ۷۲ تک خاص یسوع علیہ السلام کے نام کی بحث مفصل ہے۔ پھر ص ۱۰۵ پر ذکر ہے۔ پھر مجھے نہایت افسوس ہوگا کہ میں یہ کہوں آپ نے صریح کذب کا عدا استعمال کیا کہ یسوع میرا واقف نہیں۔

یہاں قابل غور اور توجہ یہ بات ہے کہ یہ یسوع علیہ السلام وہی ہیں جن کو مرزا قادیانی نے فحش گالیاں دی ہیں اور یہ بہانہ کیا ہے کہ قرآن میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ اسی باعث سے آپ نے بھی لکھ دیا کہ یسوع میرا واقف نہیں۔ جن کو مرزا قادیانی اپنی الہامی کتابوں میں حضرت مسیح اور عیسیٰ علیہ السلام لکھ چکے ہیں۔ پھر کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے ثبوت بنانے میں ایسی مجبوری ہوئی کہ یوز آسف اور جینرس کو یسوع عیسیٰ علیہ السلام لکھ دیا۔ مگر یہ خیال نہ آیا کہ ہم یسوع علیہ السلام کو کیسی گندی گالیاں دے چکے ہیں اور ان کا بھی قرآن میں کوئی ذکر نہیں۔ حالانکہ یوز آصف ایک جداگانہ شخص ہیں جن کی سوانح عمری مطبوعہ حیدرآباد وغیرہ موجود ہیں۔

فرمائیے! باوجود ایسے یقینی اور قطعی علم کے یسوع علیہ السلام کو فحش گالیاں یعنی ماں، بہن، دادیاں، نانیاں کی گالیاں دینا بقا ایمان و اسلام پیغمبری و نبوت بروز محمد ﷺ وغیرہ آپ کے ایمان کے نزدیک قرآن شریف و احادیث شریف سے ثابت ہے؟۔ دراصل ایمان..... الا ایمان بین الخوف والرجاء ہے۔ خداوند کریم ہر ایک مسلمان کو نصیب کرے۔ آمین۔ ان فی ذلک لعبرة لمن یخشى!

ہاں! میں نے عرض کیا تھا کہ مرزا قادیانی کے نبی یا رسول اللہ ہونے کی بابت پھر عرض کروں گا۔ جیسے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں حضرت مرزا قادیانی کو محض کثرت مکالمہ کے رنگ میں نبی بروزی، مبشر، منذر مانتا ہوں۔ نامور یقین کرتا ہوں۔ منکران کا اگر مسلمان ہے تو مسلمان جانتا ہوں۔ بروزی نبی کی بابت عرض کر چکا ہوں کہ قرآنی آیات کے حوالہ سے ایسا خیال کرنا ہی

غلط ہے۔ یہ کسی جگہ اور کسی حدیث میں نہیں آیا کہ کثرت مکالمہ مزعومہ سے کوئی نبی بروزی بن جاتا ہے۔ اگر کوئی ایسا ہوا ہے تو آپ پیش کریں۔ ہاں! مبشر اور منذر نبی اور رسول ہی ہوتے ہیں۔ لیکن بروزی نہیں اور مبشر منذر کا منکر بلا شک کافر ہے۔ اس میں تو آپ نے اجتماع الضدین کر دیا ہے کہ بروزی نبی بھی ہیں اور مبشر اور منذر بھی ہیں۔ لیکن ان کا منکر کافر نہیں۔ جب آپ مبشر اور منذر مرزا قادیانی کو مانتے ہیں تو پھر مرزا قادیانی نبی اور رسول کیوں نہیں۔ صرف بروزی نبی کیوں ہیں۔ قرآن شریف میں جا بجا مبشر اور منذر رسول علیہ السلام ہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جیسے:

۱..... ”فبعث الله النبيين مبشرين و منذرين (بقرہ: ۲۱۳)“

﴿پس بھیجا اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مبشر اور منذر بنا کر۔﴾

۲..... ”رسلا مبشرين و منذرين (النساء: ۱۶۵)“ ﴿رسولان (علیہم

السلام) کو مبشرین و منذرین بنا کر بھیجا۔﴾

۳..... ”وما نرسل المرسلين الا مبشرين و منذرين (كهف: ۵۶)“

﴿ہر رسول مبشر اور منذر ہی ہوتا ہے۔﴾

۴..... ”وما ارسلناك الا مبشرا و نذيرا (بنی اسرائیل: ۱۰۵)“

﴿ہم نے آپ کو مبشر اور منذر کر کے ہی بھیجا ہے۔﴾

پس قرآن شریف سے بخوبی ثابت ہوا کہ مبشر اور منذر رسل علیہم السلام ہی ہوتے ہیں۔ سوا ان کے اور کوئی مبشر اور منذر نہیں ہو سکتا۔ اندریں صورت مبشر اور منذر کا منکر فی الواقع کافر ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ آپ مبشر اور منذر بھی مانتے اور منکران کا پھر بھی مسلمان ہی رہتا ہے۔ آگے چلئے آپ خود مرزا قادیانی کو اپنی معیار صداقت میں نبی اور رسول مان چکے ہیں۔ انبیاء سابق علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی اور ثبوت دعاوی کے نشانات کو ایک طرف اور لوگوں کے انکار اور استہزا کے حالات دوسری طرف سنا کرتے تھے۔ تو ان لوگوں پر تعجب آتا تھا اور دل میں سو سو ابال اٹھتا تھا کہ یا الہی وہ کس قسم کے مزاجوں اور دماغوں کے انسان تھے۔ جو ایسے ایسے عظیم الشان راست بازوں کے دعاوی کا اور ایسی ایسی آیات بینات سے اعراض کرتے تھے اور جب قرآن کریم میں آیات

”يا حسرة على العباد وما ياتيه من رسول الا كانوا به

يسنھزؤن (یسین: ۳۰)“

۲..... ”كذلك ما اتى الذین من قبلهم من رسول الا قالوا ساحر

او مجنون (الزاریات: ۵۲)“

۳..... ”ما یاتیهم من نبی الا کانوا به یستهزؤن (الحجر: ۱۱)“

اس تحریر اور آیات بالا کے لکھنے سے آپ کی مراد یہ ہے کہ مرزا قادیانی رسول ہیں اور نبی ہیں۔ ان پر لوگ استہزا کھڑے تھے ہیں۔ اسی طرح پہلے نبی اور رسولوں کے ساتھ کیا کرتے تھے اور ان کو ساحر اور مجنون کہتے تھے اور ان کے حکم سے اعراض کرتے تھے۔ اسی طرح سے مرزا قادیانی کو بھی کہا گیا۔ پھر دوسری جگہ آپ نے لکھا ہے کہ: ”اس زمانہ میں وہابی، مصیبتی، قحط، طاعون، بخار، زلزلہ، سیلاب، آتش زدگیاں، ریلوے حادثات وغیرہ مرزا قادیانی کے انکار کے سبب دنیا میں ہیں۔ کیونکہ وہ نبی اور رسول ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”وما ارسلنا فی قریہ من نبی الاخذنا اهلها بالباساء . ما کننا

معذبین حتی نبعث رسولا وما کان ربک مهلك القرى حتی نبعث فی امها رسولا“ (آء کی معارصداقت ص ۵)

ان تمام تحریری باتوں سے آپ کی مراد یہ ہے کہ مرزا قادیانی نبی اور رسول ہیں۔ جن کے نہ ماننے کی وجہ سے ایسے مصائب نازل ہوئے ہیں۔

تیسری جگہ آپ نے لکھا ہے: ”اور بہترے بد قسمت ہوتے ہیں جو مامور کے خلاف

وما منع الناس ان یومنوا اذا جاءهم الہدی ..... ابعث اللہ بشار رسول ص ۸ یہاں

آپ کی مراد یہ ہے کہ مرزا قادیانی رسول ہیں اور بد قسمت لوگ ان پر ایمان نہیں لاتے۔ پس تمام آپ

کی معیار صداقت میں مرزا قادیانی کو نبی اور رسول بڑے زور شور سے ثابت کیا ہے اور ان پر ایمان

لانے کی تاکید اور وعید تحریر فرمائی ہے اور آیات کو جو کافروں کے حق میں نازل ہوئی ہیں درج فرمایا

ہے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ میں ان کو بروزی نبی مانتا ہوں اور جو مسلمان ان کا منکر یا مکذب ہے اس کو

مسلمان ہی جانتا ہوں اور ساتھ ہی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی رسول اور نبی نہیں۔ بلکہ میں ان کو مسیح موعود

جانتا ہوں۔ یہ کیا تماشہ کی بات ہے کہ میرے عریضہ کے جواب میں مرزا قادیانی کو نبی بروزی جس کا

قرآن شریف اور احادیث شریف میں کوئی ذکر نہیں مانتے ہیں اور اپنے مضمون معیار صداقت میں

بڑے زور سے رسول اور نبی تحریر فرماتے ہیں اور ان کے نہ ماننے والوں کے حق میں وہ آیات دلیل میں

پیش کرتے ہیں جو کفار اور منکران انبیاء و رسول علیہم السلام کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ ان اجتماع

الضدین کو کوئی ذی عقل تو تسلیم نہیں کر سکتا۔ آپ ہی براہ مہربانی اس کا حل فرما دیں گے۔

## دعویٰ نبوت و رسالت

اب میں مرزا قادیانی کے ان چند دستاویزات کو پیش کرتا ہوں۔ جن میں انہوں نے دعویٰ نبوت و رسالت کر کے اپنے منکروں کو کافر قرار دیا ہے۔ وہ یہ ہیں:

”ایسا شخص محدث کے نام سے موسوم ہے۔ انبیاء کے مرتبے سے اس کا مرتبہ قریب واقع ہوا ہے۔“ (الہامی کتاب براہین احمدیہ ص ۵۳۶ حاشیہ نمبر ۴، خزائن ج ۱ ص ۶۵۲)

۲..... ”میں محدث ہوں محدث بھی نبی ہوتا ہے اس کے الہام میں شیطانی دخل نہیں ہوتا بغیر انبیاء کی طرح مامور ہوتا ہے اور انکار کرنے والا مستوجب سزا ہوتا ہے۔“

(توضیح مرام ص ۱۸، خزائن ج ۳ ص ۶۰)

۳..... ”میری نسبت بار بار کہا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور خدا کا امین خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ یہ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اس کا دشمن جہنمی ہے۔“

(انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۴..... ”جس نے تیری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ ہے۔“

(انجام آتھم ص ۷۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۵..... ”نبیوں کے چاند“ (مرزا قادیانی) (انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۶..... ”جو مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے وہ خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے اور جو

مجھے قبول کرتا ہے وہ خدا کو قبول کرتا ہے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۰)

۷..... ”الہام! قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً“

(اے مرسل من اللہ) (اشتہار معیار الاخیار ص ۲، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۰)

۸..... ”الہام جو شخص تیری پیروی نہیں کریگا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا

اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔“

(معیار الاخیار ص ۸، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

۹..... ”یاد رکھو جیسا کہ مجھے خدا نے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی

حرام ہے کہ کسی مکذب یا مکفر یا مترد کے پیچھے نماز پڑھو۔“ (اربعین نمبر ۳ ص ۲۸، خزائن ج ۱ ص ۴۱۷)

۱۰..... ”فاتقوا اللہ ایہا الفتیان..... الخ! اے جو انو خدا سے ڈرو اور مجھے

پہچانو اور میری اطاعت کرو۔ گناہوں کی موت مت مرو۔“ (خطبہ الہامیہ ص ۷۰، خزائن ج ۱ ص ایضاً)

۱۱..... ”وان انکاری..... الخ! میزا انکار حسرت ہے ان لوگوں پر جنہوں نے

مجھ سے کفر کیا اور جنہوں نے حسد چھوڑ دیا اور مجھ پر ایمان لے آئے ان کے لئے برکتیں ہیں۔“

(خطبہ البہامیہ ص ۱۷۹، خزائن ج ۶ ص ۱۶۱ ایضاً)

۱۲..... ”لعنت اللہ علی من تخلف منا او ابی“ خدا کی لعنت اس شخص پر

جو میری مخالفت کرتا ہے یا میرا انکار کرتا ہے۔

(مرزا قادیانی کی تحریر بنام پیر مہر علی شاہ گولڑوی مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۳۱)

۱۳..... ”اس وقت بھی خدا کا رسول تمہارے درمیان ہے جو مدت سے تم کو ان

عذابوں کے آنے کی خبر دے رہا ہے۔ پس سوچو اور ایمان لاؤ تا کہ نجات پاؤ۔“

(اشتہار النداء من وحی السماء ۱۸ اپریل ۱۹۰۵ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۳۰ حاشیہ)

۱۴..... مرزا قادیانی نے مولوی عبدالکریم کی قبر کی سنگ مزار پر یہ شعر لکھوایا:

مسیحا کو جو مانے اس کو وہ مومن سمجھتا تھا

مسیحائی کا منکر شخص نزدیک اس کے کافر تھا

(الحکم نمبر ۱۰ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء اور بدر ج ۲ نمبر ۱۰، ۶ مارچ ۱۹۰۶ء)

۱۵..... الہام! ”قطع دابر القوم الذین لا یؤمنون! جو قوم میرے پر ایمان

نہیں لاتی اس کی جڑ کاٹی گئی۔“ (بدر نمبر ۳ ج ۲، ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء، تذکرہ ص ۵۹۰)

۱۶..... ”بہر حال جبکہ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر شخص جس کو میری

دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ

ہے۔“ (مرزا قادیانی کا خط ڈاکٹر عبدالکیم تذکرہ ص ۶۰۷)

مریدین مرزا قادیانی کی تحریرات تائید و دعویٰ نبوت میں

۱.....

اسم او اسم مبارک ابن مریم مے نہند

آں غلام احمد است و میرزائے قادیاں

گر کسے آرد شئے در شان او کافر است

جائے او باشند جہنم بیشک و ریب و گماں

(الحکم ۱۰ جنوری ۱۸۹۹ء ص ۳۳۱)

۲..... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ ”میں امام برحق ہوں جو مجھ امام برحق کو نہ

مانے گا وہ جاہلیت کی موت (کافر ہو کر) مرے گا۔“

(الحکم ۷ اگست ۱۸۹۹ء، خلافت المسیح موعود نور الدین قادیانی)

۳..... ”آج چودھویں صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ کا رسول (مرزا قادیانی) میں کی

طرف سے خلقت کے لئے رحمت اور برکت ہے۔ ہاں جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو نہ مانے گا وہ جہنم میں اوندھا کرے گا۔“ (الحکم ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۹ء ص ۷، ۸)

۴..... ندایہ فلک سے آتی ہے۔ بن لو اے لوگو..... کہ لاؤ تم اس پہ ایمان خدا کا ہے منشور..... نہ مانا جس نے اسے اپنا پیشوا اور امام..... گیا وہ دونوں جہاں سے مرا بکفر کفور حضرت اقدس کا الہام نص صریح ہے اور نص صریح کا منکر کافر ہے۔

(الحکم ۲۳ نومبر ۱۸۹۹ء ص ۵)

۵..... ”آپ (مرزا قادیانی) مسیح موعود مامور من اللہ ہیں۔ انکار کرنے والا خارج از امت ہے۔“ (نقشہ الہامات سید امیر علی شاہ ملہم الحکم ۳ مارچ ۱۹۰۰ء ص ۶)

۶..... ”جس مسیح کی نسبت جناب رسول اللہ ﷺ نے پیشگوئی کی تھی اس کو نبی اللہ فرمایا ہے اور حضرت مرزا قادیانی وہی نبی اللہ ہیں نبی کا مکتب کافر ہوتا ہے۔“

(الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۶ء ص ۱۱)

۷..... ”ملک مولا بخش صاحب رئیس گورانی کا سوال کہ حضرت مرزا قادیانی کے مسیح موعود نہ ماننے والے کو کافر ماننا چاہئے..... تمہید کے بعد میں اصل مطلب پر آتا ہوں کہ ہمارے مخالفین کافر ہیں یا نہیں..... خدا تعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لانا شرائط اسلام میں داخل ہے..... حضرت مرزا قادیانی بھی اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔ جو خدا کے رسولوں میں سے ایک کا انکار کرتا ہے۔ اس کا حشر کیا ہوگا۔“ (یعنی کافر دوزخی ہے)

(اخبار بدر ۱۹ مارچ ۱۹۰۶ء ص ۷)

۸..... لیجئے میاں صاحب بہت چاہا کہ اختصار کروں۔ لاچار اختصار کرتے کرتے اپنے قلم کو روکتے ہوئے بھی اس قدر لکھا گیا۔ اس کو کافی سے بھی زیادہ سمجھ کر بس کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو رسول نبی برحق لکھتے ہیں اور الہامات بڑے زور سے درج کرتے ہیں اور اپنے منکر، مکتب، متردد وغیرہ تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور جہنم ان کا ٹھکانا فرماتے اور اسی طرح تمام مرزائی بڑے زور سے ہم مسلمانوں کو کافر اور دوزخی اپنی تحریرات میں قرار دیتے ہیں اور حکم خداوند کریم کا جو قرآن شریف میں حضرت رسول اکرم ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا ہے۔ اس کا انکار صریح کیا گیا ہے۔ اگرچہ آپ نے کچھ مہربانی کر کے (برخلاف مرزا قادیانی اور تمام حواریں) ہم کو کافر اور جہنمی نہیں فرمایا۔ لیکن مرزا قادیانی و دیگر مرزائیان نے اپنے الہامات و دستاویزات میں ہم سب مسلمانان عرب و عجم کو جو مرزا قادیانی کے ادعا کا انکار

کرتے ہیں یا تکذیب کرتے ہیں یا صرف متردد ہیں۔ بے زور سے کافر، مرتد، جہنمی، خارج، از امت اسلام سے خارج، لعنتی، جڑ کٹے اور جاہلیت کی موت مرنے والے وغیرہ لکھ دیا ہے۔

امید ہے آپ اس پر غور فرماویں گے۔ یہ وہی باتیں ہیں جنہوں نے ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب اسٹنٹ سرجن پٹیالہ کو پھر اسلام میں داخل کیا جو بہت بڑا حامی مرزا قادیانی کا تھا۔ یہاں پر نہایت تعجب اور پر تعجب آپ کی توجہ کے قابل یہ بات ہے کہ پہلے تو مرزا قادیانی ابن مریم مسیح موعود مہدی مسعود وغیرہ القابات حاصل کرنے سے سخت زور سے انکار کر کے کہتے تھے کہ میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے یا روحانی مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ مسیح موعود یا مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ جو شخص ایسا کہے وہ مفتری اور کذاب کم فہم شخص ہے۔ یا یہ کہ خود ہی مسیح ابن مریم مسیح موعود مہدی مسعود نبی رسول، سب کچھ بن کر اپنے منکروں مکذوبوں کو کافر، لعنتی، جہنمی وغیرہ فرما دیا۔ ان باتوں کی فلاسفی آپ ہی سمجھیں۔ خواہ خلل دماغ تصور فرمائیں یا..... حافظہ نباشد کہیں۔

ہاں خالصاً اللہ اگر اپنے دل سے تعصب کو دور کر کے غور فرمائیں گے تو آپ کو یہ راز منکشف ہو جائے گا۔ خدا کے لئے یہ نہ تحریر فرمائیں کہ مخالف تحریروں نے ہی مجھے ادھر جانے کی تحریک کی تھی۔ میں اپنے سچے ایمان سے کہتا ہوں کہ میرا ارادہ محض اصلاح کا ہے۔ خداوند کریم علیم بذات الصدور ہے۔ ان اریدا الا اصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ!

## دوسرا سوال

کیا آپ مرزا قادیانی کے کل الہامات کو قطعی اور یقینی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتے ہیں یا ان میں سے بعض کو۔

جواب بذریعہ پوسٹ کارڈ۔ حضرت صاحب کے کل الہامات کو منجانب اللہ قطعی اور یقینی جانتا ہوں۔

جواب بذریعہ خط۔ دوسرے سوال الہام کے متعلق التماس ہے کہ الفاظ الہام کو منجانب اللہ یقین رکھتا ہوں۔ اس کی مراد شرح تفہیم کو ملہم کا اجتہاد مانتا ہوں۔

اقول باللہ التوفیق۔ اس سوال کے جواب میں آپ نے ظاہر اور ثابت کیا ہے کہ جو الہامات مرزا قادیانی کو ہوئے تھے۔ وہ منجانب اللہ تعالیٰ قطعی اور یقینی تھے اور ان پر ایمان لانا ایسا ہی ہے جیسے قرآن شریف پر۔ لیکن مسلمان لوگ اس کے خلاف ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک قرآن شریف لا ریب کلام الہی ہے اور وہ قطعی اور یقینی ہے اور وہ عین الیقین کے درجہ پر ہے جس کی معیار





پھر اس کتاب الہامی براہین احمدیہ کی بابت لکھا کہ تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے اسلام کی حقانیت ثابت کی گئی ہے اور اسی وجہ سے انعامی اشتہار انگریزی وارڈو میں دیا گیا ہے اور یوں لکھا ہے:

”یہ کتاب مرتب ہے ایک اشتہار اور ایک مقدمہ اور چار فصل اور ایک خاتمہ پر۔“

(کتاب براہین احمدیہ ص ۱۶، خزائن ج ۱ ص ۲۴)

اس کے اس الہام مندرجہ بالا میں جو کتاب دکھائی گئی۔ اگرچہ اس کا نام قطبی تھا اور برخلاف براہین احمدیہ رکھ دیا۔ وہ کتاب تین سو جز کی ضخامت اور تین سو مضبوط اور قوی عقلیہ دلائل اس میں ایک اشتہار چار فصل ایک خاتمہ درج تھے۔

اب آپ براہین احمدیہ الہامی کو اپنے ہاتھ میں لے کر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس میں صرف ایک اشتہار ایک مقدمہ، ایک فصل، ایک باب نامکمل موجود ہیں۔ لیکن تین فصلیں اور ایک خاتمہ ندارد ہیں اور ایک باب تھوڑا سا بلا الہام ہی لکھ دیا ہے۔ نہ تو تین سو مضبوط عقلیہ دلائل ہیں اور نہ تین سو جز کی کتاب ہے۔ بلکہ صرف ساڑھے پینتیس جز کی کتاب ہے۔

فرمائیے! کیا یہ کتاب مطابق الہام کے ہے ہرگز نہیں! پھر آپ ہی غور فرماویں یہ الہام خدا کی طرف سے تھا؟ میں کہتا ہوں اور ہر شخص غیر متعصب بھی کہے گا کہ خدا کی طرف سے نہیں۔ آگے چلئے۔

دوئم..... مرزا قادیانی کی الہامی کتاب میں الہام ہے: ”هو الذی ارسل رسوله بالهدیۃ الایہ! یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح (علیہ السلام) کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ ص ۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳ حاشیہ در حاشیہ)

دوسرا الہام..... ”عسی ربکم ان یرحم علیکم، الایہ! حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا اور جلال الہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا۔“

(براہین احمدیہ حاشیہ نمبر ۳ ص ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱)

اس کے بعد باوجود ایسی تحدی الہام قطعی اور یقینی کے انہیں الہاموں کے ساتھ حضرت

مسح علیہ السلام کی وفات بیان کر کے خود مسیح بن بیٹھے۔ دیکھو تمام کتب مؤلفہ مرزا قادیانی و دیگر تمام مرزائی احمدیان کہ مسیح علیہ السلام مرچکے۔ اب وہ نہیں آئیں گے۔ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔  
اب فرمائیے مرزا قادیانی کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل گیا ہے۔ دین اسلام کا غلبہ جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر مرزا قادیانی نے کر دیا ہے۔ کسی کج اور ناراست کا نام و نشان بھی دنیا پر نہیں رہا۔ تمام گمراہان کو نیست و نابود کر دیا ہے۔ نہایت جلال اور جلالت کو مرزا قادیانی کام میں لے آئے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ حاشاد کلاتا قضات الہام پر غور فرمائیے۔ کیا خدائی الہامات ایسے ہی ہونے چاہئیں۔ آگے چلئے:

سوئم..... مرزا قادیانی کو ۱۸۸۶ء میں الہام ہوا کہ ”تیرے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا۔ لڑکا کیا ہوگا وہ مظہر الحق والعلیٰ کان اللہ نزل من السماء وہ لڑکا مظہر حق ہوگا۔ گویا خود اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نزول کیا ہے..... بادشاہان تیرے کپڑوں سے برکت پائیں گے۔“ (حقیقت الوحی ص ۹۵، خزائن ج ۲۲ ص ۹۹) وغیرہ وغیرہ۔ لیکن افسوس اس حمل سے لڑکی پیدا ہوئی۔ جب لوگوں نے اعتراض کئے تو فوراً کہہ دیا کہ میں نے کب کہا تھا کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کے بعد لڑکا پیدا ہوا اور اشتہارات دیئے گئے کہ وہ لڑکا پیدا ہو گیا ہے۔ عقیقہ وغیرہ کی رسم بڑی تعلیٰ اور تحدیٰ سے ادا کی گئی۔ لیکن افسوس کہ وہ لڑکا صرف ۶ ماہ کی عمر پا کر ملک بقاء کو روانہ ہو گیا اور اب تک وہ لڑکا نہ پیدا ہوا۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی بھی سدھار گئے۔

دوبارہ پھر الہام ہوا کہ ”میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا۔ لیکن افسوس خلاف الہام لڑکی پیدا ہوئی۔“

سہ بارہ الہام ہوا کہ میرے گھر میں شوخ و شنگ ۱ لڑکا پیدا ہوگا۔ مگر افسوس پھر خلاف اس کے لڑکی ۲ ہی پیدا ہوئی۔

چہار بارہ الہام ہوا کہ میرے گھر میں عالم کباب لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے پیدا ہونے پر تمام دنیا کباب ہو جائے گی۔ مگر افسوس اس کے خلاف پھر لڑکی پیدا ہوئی۔

اس کے بعد پنج بارہ الہام ہوا کہ پانچواں لڑکا پیدا ہوگا۔ مگر افسوس پھر بھی اس کے خلاف لڑکی ہی پیدا ہوئی۔ (مواہب الرحمن ص ۱۳۹، خزائن ج ۱۹ ص ۳۶۰)

۱۔ الحکم ۷ مئی ۱۹۰۴ء ص ۵ کا لم ۳  
۲۔ ۲۴ جون ۱۹۰۴ء کی رات کو اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ... مشکوئے معلیٰ میں دختر نیک اختر پیدا ہوئیں۔ الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۴ء ص ۷ کا لم اول

شش بار پھر الہام ہوا کہ مبارک احمد فوت شدہ کی جگہ ایک اور لڑکا پیدا ہوگا۔ دیکھو  
 اشتہار مرزا قادیانی مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء۔ مگر نہایت افسوس کہ مرزا قادیانی اس اشتہار کے ۶  
 ماہ بعد ہی سفر کر گئے اور آئندہ تمام ایسے الہاموں کا خاتمہ کر کے اپنے خدائی الہاموں پر مہر لگا  
 گئے۔ اللہ، اللہ تعالیٰ!

مولوی صاحب! ذرا مہربانی فرما کر ان الہامات پر غور فرما کر کہئے کہ خدائی الہامات  
 ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ لیجئے۔ آگے چلئے:

چہارم..... ۱۸۹۰ء میں مرزا قادیانی کو الہام ہوا کہ مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں کے  
 ساتھ ان کا نکاح آسمان پر پڑھا گیا ہے۔ اس الہامی اشتہار کے دیکھنے سے مرزا احمد بیگ کورنج  
 ہوا اور اس نے انکار کر کے لڑکی کا نکاح مرزا سلطان محمد کے ساتھ بمقام پٹی ضلع لاہور کر دیا۔  
 ناراضگی میں طلاق اور عاق کی نوبت پہنچی۔ پھر مرزا قادیانی کو الہام ہوا کہ اڑھائی سال میں  
 مرزا احمد بیگ اور اس کا داماد سلطان محمد دونوں مرجائیں گے اور پھر بیوہ ہو کر میرے نکاح میں  
 آئے گی۔ یہ خدا کی باتیں ہیں جو آسمان پر قرار پا چکی ہیں۔ جو زمین پر سچی ہو کر رہیں گی۔ زمین  
 و آسمان ٹل جائیں مگر یہ الہام نہیں ٹلے گا۔ اس کے بعد مرزا قادیانی نے اس الہام کے پورا  
 ہونے پر بہت تعلیٰ سے یہ لکھا۔ وہو هذا!

”یاد رکھو کہ اس پیشگوئی کی دوسری جز (مرزا سلطان محمد کا مرنا) پوری نہ ہوئی تو میں ہر  
 ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمق! یہ انسانی افتراء نہیں۔ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں۔  
 یقیناً سمجھو کہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں ملتی نہیں۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

فرمائیے! یہ خدائی الہام ہیں؟۔ ہرگز نہیں۔ مرزا قادیانی کا نکاح محمدی بیگم دختر کلاں  
 مرزا احمد بیگ سے ہو گیا یا اب بھی کچھ امید ہے؟۔ مرزا قادیانی کے الہام کے مطابق جو قطعی اور  
 یقینی ہے بد سے بدتر کون ہوا؟۔ احمق کون اور خبیث مفتری کون ہوا؟۔ آپ خود ہی غور فرمائیں اور  
 لیجئے آگے چلئے:

پنجم..... مرزا قادیانی کا الہام مندرجہ ازالہ اوہام کہ میری عمر اسی سال کی ہے۔ اس

یعنی مرزا قادیانی نے اپنی بہو اور بیٹے کے ساتھ یہ برتاؤ کیا۔ دیکھو حضرت کے اصل  
 خطوط..... کلمہ فضل رحمانی

کے بعد الہام ایک صاحبِ قبر کے فرمانے سے پچانوے سال کی عمر ہوئی۔ لیکن برخلاف ۲ ہر دو الہاموں کے مرزا قادیانی صرف ستاسٹھ سال کی عمر میں بلا خبر راہی ہو گئے۔ فرمائیے! یہ الہام خدائی ہیں؟ آگے چلیے:

ششم..... مرزا قادیانی کا الہام کہ ”مجھ کو دکھلایا گیا ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے پاس مدینہ منورہ میں ہماری قبر ہوگی۔“ (دیکھو ازالہ اوہام ص ۱۷۱، خزائن ج ۳ ص ۳۵۲)

پھر الہام ہوا کہ: ”ہم مدینے میں مریں گے یا سِ مکہ میں۔“

(تذکرہ ص ۵۹۱، اخبار بدر ج ۲ نمبر ۳ جنوری ۱۹۰۶ء)

اس کے بعد تیسری دفعہ الہام ہوا کہ: ”تین جگہ پر مجھ کو میری قبر کا نشان دیا گیا۔ لیکن کسی جگہ کا نام نہیں لکھا۔“ (دیکھو مرزا قادیانی کی الودیعہ ص ۱۵، خزائن ج ۲ ص ۳۱۶)

فرمائیے! الہامات خدائی ہیں اور ان الہامات کے مطابق مرزا قادیانی کی قبر کہاں ہوئی؟ آپ کا اختیار ہے کہ ان الہامات کو خدا کی طرف سے سمجھیں۔ آگے چلیے:

ہفتم..... مرزا قادیانی کی ایک بڑی تعلی اور تحدی الہام کے ذریعہ سے یوں ہے:

”حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر آپ کے مخالفین اس قدر دعا کریں کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں اور اس قدر رو کر سجدہ میں گریں کہ ناک گھس جائیں اور آنسوؤں کے حلقے گل جائیں اور پلنگیں جھڑ جائیں اور اکثر گریہ و ننداری سے بینائی کم ہو جائے اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی پڑنے لگے۔ یا مانجھو لیا ہو جاوے تبھی وہ دعائیں سنی نہیں جائیں گی۔ کیونکہ میں خدا سے آیا ہوں۔ جو شخص میرے پر بددعاء کرے گا۔ وہ بددعا اسی پر پڑے گی۔“

(اخبار بدر نمبر ۱۰ ج ۲ ص ۵۵، کالم ۳، ۹ مارچ ۱۹۰۶ء)

۱۔ اخبار الحکم ۱۷-۲۳ دسمبر ۱۹۰۳ء، ص ۱۵ کالم اول

۲۔ مرزا ابی کو پچانوے سال کے علاوہ پانچ سال کی عمر اپنی مولوی سردان علی ساکن حیدر آباد کن نے کاکر مرزا جی کو دیدی تھی اس حساب سے سو سال کی عمر ہونی چاہئے

(ازالہ اوہام ص ۹۴۵، خزائن ج ۳ ص ۶۲۴)

۳۔ رباعی۔ آسمانی کہنے منکو ح کا شوہر کون ہے؟۔ مر گیا جو دل میں یہ اندوہ لے کر کون ہے۔ کون احمق اور خبیث و مفتری جھوٹا ہے؟۔ کون اپنے ہی اقرار سے اب بد سے بدتر کون ہے؟۔ کب ہوا اس کا سن اور کب ہوا پچانوے مر گیا ستاسٹھ ہی میں جو بے خبر۔ پھر کون ہے نہ تو مکے میں مرا اور نہ مدینے میں گرتا جو مرا لاہور میں کذاب منکر کون ہے؟۔

مولوی صاحب! خدا کے لئے غور فرمائیے مرزا قادیانی کی دعائیں کہاں ہیں۔ اپنی عمر کے الہام کیا ہوئے۔ اس سے یہ بھی صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ مرزا قادیانی خدا کی طرف سے نہیں آئے تھے۔ آگے آئے:

ہشتم ..... مرزا قادیانی کا الہام ہے کہ ”میں نے کشفی طور پر ایک لاکھ فوج کی درخواست کی کہ مجھے ایک لاکھ فوج دی جائے۔ حکم ہوا کہ ایک لاکھ فوج نہیں ملے گی مگر پانچ ہزار سپاہی دیئے جائیں گے۔“ (دیکھو از الہام کا حاشیہ ص ۹۷، ۹۸، خزائن ج ۳ ص ۱۳۹)

اب اس الہام کے برخلاف مرزا قادیانی مرزائیوں نے لکھا ہے کہ ہماری جماعت چار لاکھ ہے۔ دیکھو پیغام صلح آخری تحریر مرزا قادیانی و خواجہ کمال الدین پلیڈر جب پانچ ہزار سپاہی الہام کے رو سے منظور ہوا۔ تو اب چار لاکھ کیسے؟۔ پہلے درخواست ہی ایک لاکھ کی تھی۔ جواب الہام کے خلاف چار لاکھ کی جمعیت بیان کی جاتی ہے۔ آپ یا تو الہام کو سچا کہیں یا دوسری تحریرات کو۔ آگے چلئے:

نہم ..... مرزا قادیانی کا آخری الہام جو نہایت ضروری اور تاکید جو بذریعہ اشتہار تبصرہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء اپنے انتقال سے چھ ماہ پیشتر بڑے زور سے اپنے مخالفین ڈاکٹر عبدالحکیم خان و مولوی ثناء اللہ وغیرہ کے برخلاف شائع کیا ہے اور جس میں اپنی جماعت کو نہایت تاکید کی ہے کہ اس اشتہار کو میری جماعت اپنی نظر گاہ میں چسپاں اور تمام اپنے بچوں اور عورتوں کو اس سے آگاہ کرے کہ وہ جانی دشمن جڑ سے کاٹے جائیں گے اور ان کا نام و نشان نہ رہے گا۔ وہ الہام اس طرح پر ہے:

الف ..... ”خدا نے کہا کہ میں تیری عمر بڑھا دوں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔ ان سب کو جھوٹا کروں گا۔ تیری عمر بڑھاؤں گا اور دشمن جو تیری موت چاہتا ہے۔ وہ خود تیری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفیل کی

۱۔ اس سے پہلے کے دو الہام حسب ذیل ہیں:

(۱) ..... الہام ہوا: رب زدنی عمری وفی عمر زوجی زیادة خارق العادة! (الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۱ء ص ۱۳ کالم ۲)

(۲) ..... انا نرینک بعض الذی نعدہم نزید عمرک (ترجمہ) ہم تجھے بعض وہ امور دکھلائیں گے جو مخالفوں کی نسبت ہمارا وعدہ ہے اور تیری عمر زیادہ کریں گے۔

(اخبار بدر ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء ص ۳ کالم ۱)

طرح نابود اور تباہ ہوگا۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱)

ب..... اسی اشتہار میں الہام ہے کہ ”مبارک احمد میرا لڑکا جو فوت ہو گیا ہے اس کی جگہ ایک دوسرا لڑکا نعم البدل دیا جائے گا۔ تاکہ دشمن یہ نہ کہے کہ مبارک احمد فوت ہو گیا اور یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا۔ بلکہ وہ زندہ ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۷)

ج..... پھر اسی اشتہار میں تیسرا الہام یہ ہے کہ ”اس ملک میں ایک سخت طاعون آنے والی ہے اور دوسرے ممالک میں بھی جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ وہ لوگوں کو دیوانوں کی طرح کر دے گی۔ اس سال میں یا آئندہ سال۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۲)

اب آپ غور فرمائیں کہ یہ الہامات مندرجہ اشتہار تبصرہ جو سخت تاکید ہیں یا تھے صحیح ہوئے یا غلط؟۔ مرزا قادیانی کے دشمن مرے یا خود مرزا قادیانی؟۔ مرزا قادیانی کی عمر خدا نے بڑھا دی یا گھٹا دی؟۔ اصحاب فیل کی طرح کون نابود ہو گیا؟۔ مبارک احمد کی جگہ کونسا لڑکا پیدا ہوا (نوبت ہی نہ آئی) آئندہ بھی کوئی امید نہ رہی۔ اس ملک یا دیگر ممالک میں کونسی طاعون ایسی پڑی جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی؟۔ بلکہ مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد بہت ہی کم ہو گئی اور وہ آتش اور کیڑا ہی نہیں رہا۔ وہ سال بھی گزر گیا۔ یعنی ۱۹۰۷ء اور دو سال اور بھی گزر گئے۔ ۱۹۰۸ء اور ۱۹۰۹ء مگر طاعون نہ ارد۔ یہ ہیں خدا کے الہامات اور امداد غیبی؟۔ لیجئے آگے چلئے:

دہم..... بہت سے الہامات مرزا قادیانی کے زبان انگریزی، عبرانی وغیرہ میں ہیں جن کو مرزا قادیانی خود نہیں جانتے۔ یہ بات حکم خداوندی قرآن شریف و ما ارسلنا من الرسول الا بلسان قومہ کے برخلاف ہے۔ کرشن جی مہاراج کے اوتار مرزا قادیانی بذریعہ الہام بنے ہیں۔ لیکن زبان سنسکرت میں آج تک کوئی الہام نہیں ہوا۔ اس کا باعث بھی آپ فرمائیں گے؟۔ اچھا آگے چلئے:

یازدہم..... مرزا قادیانی کا الہام (برائین احمدیہ ص ۵۵۴، خزائن ج ۱ ص ۶۶۲) ربنا عاج یعنی ہمارا رب عاجی ہے۔ (اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے۔)

فرمائیے! یہ بین الہام ہے اور تمام کلام الہی کے مخالف۔ یعنی قرآن شریف میں: الحمد لله رب العالمین، ربنا الله، الله ربنا وربکم، ان الله ربی وربکم، ان الله هو ربی وربکم! غرضیکہ تمام قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کو رب فرمایا اور اللہ ہی تبارک و تعالیٰ سب کا رب ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کا الہام صریح ہے کہ ہمارا رب عاجی ہے۔ پھر اس پر تعجب یہ ہے کہ اس رب عاجی کے معنی بھی معلوم نہیں ہوئے۔ مرزا قادیانی کا انتقال بھی ہو گیا۔ مگر

اپنے رب کا پتہ نہیں لگا۔ اتنا بڑا الہام الہام وہ بھی خلاف قرآن شریف اور مشتبہ رہا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کے الہامات اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھے۔ بلکہ ان کے رب عاجی کی طرف سے جس کی بحث بسط کے ساتھ میری کتاب میں درج ہے۔ اندریں حالات ہم مسلمانوں کے اعتقاد میں مرزا قادیانی کا ایک الہام بھی صحیح نہیں ہوا۔ آگے آئیے:

دواز دہم..... مرزا قادیانی کا الہام کہ ”مولوی محمد حسین بٹالوی میرے پر ایمان لے آئیں گے۔“ (اعجاز احمدی ص ۵۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۳)

مگر مولوی صاحب ویسے کے ویسے ہیں۔ آگے چلئے:

سیز دہم..... مرزا قادیانی کا الہام مولوی محمد حسین کی نسبت الکلب یموت علی الکلب کہ کلب کے اعداد ۵۲ ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ مولوی صاحب ۵۲ سال کی عمر یا کر فوت ہو جائیں گے۔ حالانکہ وہ اس وقت تک تقریباً ۹۰ سال کی عمر میں زندہ موجود ہیں۔ فرمائیے یہ الہام خدا کی طرف سے ہے۔ لیجئے آگے چلئے:

چہار دہم..... مرزا قادیانی کا الہام لك خطاب العزة! تم کو عزت کا خطاب دیا جائے گا۔ یہ الہام اس وقت ہوا تھا جب کہ مرزا قادیانی نے تحفہ قیصر یہ لکھ کر بحضور ملکہ و کٹور یہ شہنشاہ ہند بھیجا تھا اور خیال تھا کہ وہاں سے کوئی خطاب ملے گا۔ مگر افسوس کوئی خطاب نہ ملا۔ نہ مسیحائی نہ کرشنی۔ آگے چلئے:

پانز دہم..... مرزا قادیانی کا الہام شباتان تذبحان۔ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ پہلے کہا کہ یہ الہام مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد کی نسبت ہے۔ یہ ہر دو شریر بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ لیکن جب یہ الہام ان پر صادق نہ آیا تو عبدالرحمان اور عبداللطیف دو کابلیوں پر کہ یہ دو غریب بکریاں کابل میں ذبح ہوئیں۔ اس لئے کہ انہوں نے مرزائی اعتقاد کو تسلیم کر لیا تھا۔ (دیکھو مرزا قادیانی کی ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۷، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۱، تذکرۃ الشہادتیں ص ۷۰، خزائن ج ۲۰ ص ۷۲)

شانز دہم..... فرمائیے! یہ خدائی الہام ہے۔ اچھا آگے چلئے۔ ایک اور الہام مرزا قادیانی کا جو واقع کے بالکل خلاف ہے۔ مرزا قادیانی ازالہ اوہام میں بطور لطیفہ کے لکھتے ہیں۔ لطیفہ: ”چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو الایات بعد المائتین ہے۔ ایک یہ بھی منشا ہے کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا

۱۔ ایک الہام ”ایلی آوس“ بھی بقول خود مشتبہ رہا اور نہ اس کے کچھ معنی کھلے۔

(برائین ص ۵۱۳ حاشیہ نمبر ۳، خزائن ج ۱ ص ۶۱۳)

اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھو یہی مسیح ہے جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے یہی تاریخ ہم نے مقرر کر رکھی اور وہ یہ نام ہے۔ غلام احمد قادیانی اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں اور اس قصبہ قادیاں میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں۔ بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔“ (ازالہ ص ۱۸۶، خزائن ج ۳ ص ۱۸۹، ۱۹۰)

مولوی صاحب ذرا خیال فرمائیے کہ یہ الہام کیسی تحدی کا ہے؟ کہ تمام دنیا میں کوئی غلام احمد قادیانی نہیں اور یہ الہام میرے مسیح ہونے پر دلیل ہے۔ کیا مرزا قادیانی نے تمام دنیا کو دیکھ لیا تھا؟ نہیں۔ بلکہ الہام کو قطعی اور یقینی جان کر اور اعداد کے پورا ہونے پر یہ الہام شائع کر دیا۔ آپ نے میری کتاب کلمہ فضل رحمانی کو نہیں دیکھا۔ اس پر میں نے اس بحث کو لکھ کر بتلایا ہے کہ یہ کوئی دلیل نہیں کہ تیرہ سو کسی کے نام کے اعداد پورا ہونے سے مسیح موعود بن جائے۔ تاہم میں نے اس میں لکھا تھا کہ ایک قادیان گاؤں لدھیانہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں بھی ایک شخص غلام احمد گوجر موجود ہے۔ وہ بھی غلام احمد قادیانی ہے۔ اس صورت میں یہ غلط ہے کہ تمام دنیا میں بجز مرزا قادیانی کے کوئی غلام احمد قادیانی نہیں ہے۔ لیکن علاوہ اس کے خاص ضلع گورداسپور میں ہی دو گاؤں قادیان اور بھی علاوہ گاؤں قادیاں زاد بوم مرزا قادیانی کے آباد ہیں۔ ایک تھانہ گورداسپور میں متصل قصبہ دورانگلہ اور دوسرا قادیاں تھانہ ڈیرہ نانک میں۔ دریافت سے پایا گیا کہ ایک شخص غلام احمد ذات قریشی جو زیادہ مستحق امامت ہے۔ قادیاں متصل درانگلہ تھانہ گورداسپور میں اس وقت بھی موجود ہے اور مرزا قادیانی کا ہم عمر۔ نہایت افسوس کی بات ہے مرزا قادیانی نے اپنے الہامی دعویٰ پر تحدی کے ساتھ لکھ دیا کہ تمام دنیا میں بجز مرزا قادیانی کے کوئی غلام احمد قادیانی نہیں ہے؟۔ کوئی شبہ نہیں کہ جو کسی گاؤں میں رہتا ہوگا۔ وہ ضرور غلام احمد قادیانی ہی ہوگا۔ فرمائیے یہ الہام خدا کی طرف سے ہے۔ جو واقعات سے بھی غلط ہے۔ ہرگز نہیں۔

خاکسار راقم! مرزا قادیانی کے الہام بالا پر غور کرتا ہوا قرآن شریف پڑھ رہا تھا جب

آیت ذیل: **هَلْ أَنْبِئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنْزِلُ الشَّيَاطِينُ ۚ تَنْزِلُ عَلَىٰ كُلِّ آفَاكٍ أَثِيمٍ ۚ يَلْقَوْنَ السَّمْعَ وَ أَكْثَرُ هُمْ كَاذِبُونَ**! پر پہنچا اور القا الہی سے غور کرنا شروع کی۔ تب میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ آیات مرزا قادیانی کے متعلق ہیں۔ تب میں نے مرزا قادیانی کی براہین احمدیہ کو نکال کر دیکھا تو ان آیات کو اس کے (ص ۲۲۲ خزائن ج ۳ ص ۲۳۶) میں لکھا ہوا پایا۔ ان



آیات کا ترجمہ میں اپنی طرف سے نہیں کرتا ہوں۔ بلکہ مرزا قادیانی کا ہی ترجمہ کیا ہوا آپ کے مزید اطمینان کے لئے لکھ دیتا ہوں۔ جو انہوں نے اپنی الہامی کتاب براہین احمدیہ کے ص ۲۲۲ میں کیا ہے۔ وہ واہذا!

”کیا میں تم کو یہ خبر دوں کہ جنات (شیاطین) کن لوگوں پر اترا کرتے ہیں۔“ جنات شیاطین انہیں پر اتر اتر کرتے ہیں جو دروغگو اور معصیت کا راہ اور اکثر ان کی پیشگوئیاں جھوٹی ہوتی ہیں۔ پھر اسی وقت جبکہ میں غور کر رہا تھا۔ یہ القاء ہوا کہ آیت شریف مندرجہ بالا تنزل علی کل افاک اثیم کے اعداد نکال کہ یہ اعداد مطابق دعویٰ مرزا قادیانی کے ملیں گے۔ اس پر مجھے خوشی ہوئی اور قلم لے کر اعداد جمل آیت شریف کے نکالنے شروع کئے۔ اللہ اکبر! جناب من، حکم الہی سے اس آیت شریف کے اعداد پورے تیرہ سو برآمد ہوئے۔ اس وقت اپنی طبیعت کی خوشی کا اندازہ میں نہیں کر سکتا تھا۔ پس میری زبان سے الحمد للہ علی احسانہ الحمد للہ علی احسانہ بڑے زور سے نکل رہا تھا۔ تب میں نے فوراً اپنی یادداشت میں لکھ لیا۔ مجھے کیا خبر تھی کہ اس آیت شریف میں مرزا قادیانی کے دعویٰ کے مطابق تیرہ سو کے اعداد پورے ہوں گے۔ اب میں ان آیات کا ترجمہ لفظی کر کے ظاہر کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی کے الہامات خدا کی طرف سے نہیں تھے۔

ترجمہ آیات بالا میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے رسول اکرم ﷺ اور ان کی امت مخاطب ہے۔ کیا میں تم کو یہ بات بتلا دوں کہ کن لوگوں پر شیاطین اتر اترتے ہیں؟۔ پھر خود ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شیاطین کا نزول بڑے جھوٹے مفتریوں اور گنہگاروں پر ہوتا ہے۔

۱۔ خدا عالم الغیب کے علم میں تھا کہ ایک زمانہ میں ایک شخص غلام احمد قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہوگا اور دعویٰ نبوت و رسالت و کرشن مسیح کا کرے گا۔ جبکہ حضرت خاتم النبیین والمرسلین ﷺ دنیا پر تشریف لا چکے ہوں گے۔ مرزا پر شیطانی نزول والہام ہوں گے۔ وہ اپنے نام مسمیٰ غلام احمد قادیانی کے اعداد تیرہ سو پورے کر کے یہ دعویٰ کرے گا کہ وہی مسیح موعود ہے اور تمام دنیا میں کوئی غلام احمد قادیانی نہیں ہے۔ اس کو شیطانی الہام ہوں گے۔ تب ایک شخص ملازم پولیس اس کا ہم وطن بھی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو یہ جتلائے گا کہ انیسویں پارے کی آیات ذیل یعنی هل انبئکم . الا یہ ! کو پڑھ کر جن میں شیطانی نزول کا ذکر ہے اور آیت تنزل علی کل افاک اثیم میں غلام احمد قادیانی کے پورے تیرہ سو اعداد موجود ہیں اور پہلی آیتیں تمہارے نام فضل احمد خادم ملازم پولیس کے بارہ سو پینتالیس عدد نکالیں گے۔ سو الحمد للہ ایسا ہی ہوا۔ منہ!

شیاطین (آسمان پر سے کچھ کچھ لا کر) ان کے کانوں میں ڈالا کرتے ہیں جن میں سے ان کی پیشگوئیاں یا الہام اکثر جھوٹے ہوا کرتے ہیں۔

مولوی صاحب! مجھے معاف فرمائیے کہ یہ آیات مرزا قادیانی پر بعینہ منطبق ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ خاص ان کی الہامی کتاب براہین احمدیہ میں بھی درج ہے۔ مگر یہ پتہ ان کو نہ ہوا کہ یہ آیات کس پر صادق آئیں گی۔ بہر حال ان کا الہام خدا کی قدرت انہیں پر عائد ہوا۔ اسی لئے ان کے الہامات سے ایک بھی صحیح نہیں ہوا اور پھر الہام کو غلام احمد قادیانی جس کے پورے تیرہ سو عدد ہوتے ہیں۔ میرے مسیح موعود ہونے کی الہامی دلیل ہے۔ حتیٰ کہ اس وقت تک کوئی غلام احمد قادیانی تمام دنیا میں موجود نہیں ہے۔ پھر آیت شریف تسنزل علی کل افک اثیم (شیطانی الہام پر بڑے جھوٹے مفتری گنہگار پر ہوا کرتا ہے) کے یہی پورے تیرہ سو عدد ہونے سے واضح ہو گیا کہ مرزا قادیانی کے مسلمہ اور مقبولہ اعداد اسی آیت شریف سے برآمد ہوئے جنہوں نے واقعات اور آیات قرآنی۔ اعداد جمل سے مرزا قادیانی کے الہامات کا شیطانی نزول ہونے پر مہر لگا دی۔ براہ مہربانی غور فرماویں اور بہت سے الہامات اسی قسم کے ہیں۔ طوالت منظور نہیں۔ آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ جب انہیں کے ضلع میں علاوہ اپنے گاؤں کے دو گاؤں قادیان اور بھی آباد ہیں۔ مرزا قادیانی نے دریافت بھی نہ کر لیا۔ جس سے یہ الہام واقعات سے آفتاب کی طرح غلط ثابت ہو گیا۔ اسی طرح مرزا قادیانی کے خلاف واقعہ باتیں بھی لکھ دیا کرتے ہیں۔ جیسے اپنی کتاب راز حقیقت میں جہاں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فرضی اور تاویلی قبر بیان کرتے ہیں اور اس کی تائید میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں:

”پھر موقع پر پہنچنے سے ایک دلیل معلوم ہوئی جیسا کہ نقشہ منسلک میں ظاہر ہے۔ اس نبی کی مزار جنوباً شمالاً واقع ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ شمال کی طرف سر ہے اور جنوب کی طرف پیر ہیں اور یہ طرز دفن مسلمانوں اور اہل کتاب سے خاص ہے۔“ (حقیقت مرزا سیہ ص ۱۷، خزائن ج ۱۴ ص ۱۶۹)

اس جگہ مرزا قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہونے کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ ان کا مزار جنوباً شمالاً ہے۔ جس طرح مسلمان لوگ اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں۔ اسی طرح اہل کتاب بھی اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں۔ یعنی سر شمال کو اور پیر جنوب کو حالانکہ یہ بات محض غلط اور واقعات کے خلاف ہے۔ کیونکہ اہل کتاب مسلمانوں کی طرح ہر گز دفن نہیں کرتے۔ وہ اپنے مردوں کا سر غرب کو اور پیر شرق کو کرتے ہیں۔ بالذہا پچشم خود دیکھا ہے اور اکثر اہل کتاب کو اپنے روبرو دفن کیا ہے۔ اہل کتاب کے قبرستان اکثر پنجاب میں اس وقت موجود ہیں۔ دیکھ سکتے ہیں بلکہ قادیان

کے قریب بٹالہ میں اور گورداسپور میں قبرستان عیسائیاں موجود ہیں۔ مرزا قادیانی اگر وہاں آتے جاتے ہی دیکھ لیتے یا کسی عیسائی سے پوچھ ہی لیتے تو خلاف واقعہ تحریر نہ کرتے۔ افسوس!

دوم..... سب سے آخر تصنیف مرزا قادیانی کی دو یوم قبل از انتقال پیغام صلح جس کو خواجہ کمال الدین صاحب نے بعد میں جمع کر کے متفرق نوٹ ہائے کو کتاب کی شکل میں طبع کرایا۔ اس میں اس طرح پر لکھتے ہیں:

”بابانانک صاحب اپنی جنم ساکھیوں اور گرنتھ میں کھلے کھلے طور پر دعویٰ الہام کا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک جگہ وہ اپنی جنم ساکھی میں لکھتے ہیں۔“ (پیغام صلح ص ۱۱، خزائن ج ۲۳ ص ۴۴۵)

لیجئے! یہ بالکل غلط۔ بابانانک صاحب نے نہ تو کبھی گرنتھ صاحب کو لکھا اور نہ کسی جنم ساکھی کو لکھا۔ کیونکہ بابانانک صاحب سمت ۱۵۹۶ء بکرمی میں فوت ہو گئے۔ ان کے بعد پانچویں بادشاہی گورداس صاحب جب سمت ۱۶۳۸ء بکرمی میں گدی پر بیٹھے۔ اس کے بہت عرصہ بعد سمت ۱۶۵۰ء بکرمی آؤ گرنتھ کو انہوں نے لکھا۔ گویا پچاس یا پچپن سال کے بعد گرنتھ صاحب لکھا گیا اور جہنم ساکھیاں تو اور بہت عرصہ بعد لکھی گئیں۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ مرزا قادیانی نے بالکل خلاف واقعہ خلاف تاریخ لکھ دیا کہ بابانانک صاحب نے گرنتھ اور جنم ساکھی میں لکھا میرا خیال ہے شاید خواجہ کمال الدین صاحب نے ایسا لکھا ہوگا۔ کیونکہ پیغام صلح مرزا قادیانی کے انتقال کے ایک ماہ بعد لکھا گیا۔ اس کی بھی کوئی تصدیق نہیں کہ پیغام صلح مرزا قادیانی کا لکھا ہوا ہے۔ مگر افسوس خواجہ صاحب نے بھی اس پر غور نہ کیا۔

زیرے چنیں شہر یارے چناں

مولوی صاحب! اگر میں ایسے ایسے اختلافات اور الہامات اور پیشین گوئیاں مرزا قادیانی کی جمع کروں تو ایک کتاب جداگانہ چاہئے۔ آپ ایسے ہی الہامات کو قطعی اور یقینی منجانب اللہ مثل قرآن شریف جانتے ہیں۔ اگر یہی صورت ہے تو اللہ حافظ! میں نے آپ کے غور کے لئے چند الہامات لکھ دیئے ہیں۔ امید ہے کہ آپ توجہ فرمائیں گے اور ایسے الہامات کو منجانب اللہ قطعی یقینی مثل قرآن شریف فرمانے کی جرأت نہ فرمائیں گے۔ اب میں وہ چند الہامات بھی لکھ دیتا ہوں جو مرزا قادیانی کو قرآن شریف اور احادیث شریف کے مخالف ہوئے ہیں:

اول..... تمام قرآن شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام جہان کا رب ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہمارا اور تمہارا رب ہے۔ قبر میں بھی یہی سوال ہوگا۔ من ربك خدا کے فضل سے مسلمان جواب دے گا کہ اللہ ربی! لیکن مرزا قادیانی کا الہام ہے کہ ربنا عاج!

دوم..... (الف) قرآن شریف میں حضرت رسول اکرم ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا ہے۔ مگر مرزا قادیانی کا الہام قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً! (ب) حدیث شریف لا نبی بعدی مرزا قادیانی فرماتے ہیں ”میں نبی ہوں رسول ہوں۔“ ”میرا منکر کافر ہے۔“

سوم..... قرآن شریف میں حضرت رسول اکرم ﷺ کو فسبح بحمد ربک واستغفر! مگر مرزا قادیانی کا الہام ہے کہ خدا میری حمد کرتا ہے۔ ”یحمدک اللہ من عرشہ یحمد اللہ ویمشی اللہ الیک!“ خدا تیری عرش پر سے تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔ (انجام آتھم ص ۵۵، خزائن ج ۱ ص ۱۱۵) تیرا ظہور خدا کا ظہور ہے۔

دوسرا الہام..... اعمل ما شئت قد غفرت لک جو چاہے کر تجھے بخش دیا ہوا ہے۔ (براہین احمدیہ ص ۵۶۱، خزائن ج ۱ ص ۱۶۸) اور الہام: انت منی وانا منک! مرزا قادیانی کا فرمانا ہے تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں۔ (دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱ ص ۲۲۷)

چہارم..... قرآن شریف میں ہے کہ اوفوا بالعقود! اے لوگو! اپنے وعدے پورے کرو۔ مگر مرزا قادیانی کا الہام ہے کہ اب ہم اپنے وعدہ کے مطابق براہین احمدیہ کو پورا کرنے کے پابند نہیں ہیں۔ مباہلہ کے لئے وعدے کئے۔ میدان مباہلہ میں حاضر نہ ہوئے۔ منارہ کا چندہ وصول کر کے بھی ناکام، نصیبین کا چندہ بھی ہضم۔ وعدہ پورا نہ کیا۔ سراج منیر کا وعدہ۔ اربعین کا وعدہ۔ وغیرہ! سینکڑوں وعدے گاؤں خوردہ ہو گئے۔

پنجم..... قرآن شریف میں کفار کے ساتھ مباہلہ کا ذکر تھا۔ پہلے ازالہ اوہام میں اسی پر عملدرآمد تھا۔ لیکن بعد اس کے مسلمانوں کے ساتھ مباہلہ کرنے کا الہام بڑے زور و شور اور تحدی اور لعنتوں کے ساتھ ہوا۔

مولوی صاحب! قرآن شریف کے ایک امر کی بھی مخالفت کرنا کفر اور ارتداد ہے۔ چہ جائیکہ کثرت سے ہوں۔ جن کا جمع کرنا موجب طوالت ہے۔ آپ کے غور کے لئے یہی بس ہے۔

(تاہم پانچ تک عرض کیا گیا) بشرطیکہ آپ کی طبیعت میں خداوند کریم نیک اور رشد کی صورت پیدا کرے۔ میرا کام صرف اس بات کو دکھلانا ہے کہ مرزا قادیانی کے الہامات خلاف قرآن کریم کے ہیں۔

تیسرے خط کے سوالات اور جوابات درج کئے جاتے ہیں

اول سوال پھر جواب پھر اپنی طرف سے جواب الجواب

سوال اول..... الف..... آپ کل تصانیف و تالیفات و اشتہارات مرزا قادیانی کو الہامی مانتے ہیں یا ان میں سے بعض۔ اگر بعض کو الہامی مانتے ہیں تو ان کے نام تحریر فرمائیں۔  
ب..... اور ان کتابوں یا اشتہاروں اور لیکچروں کو جن کو آپ الہامی مانتے ہیں۔ ان کا درجہ قرآن شریف کے برابر یا اگر کم و بیش ہے تو کیوں؟۔

جواب..... الف..... تصانیف و تالیفات و اشتہارات وغیرہ میں جس عبارت کو مرزا قادیانی نے الہام کہا ہے اسے الہام مانتا ہوں۔ باقی کو ان کی اپنی تصنیف یا جو کچھ فی نفسہ ہو۔  
ب..... الہام کا درجہ بلحاظ نفس الہام ہونے الہام کے رنگ میں قرآن شریف کے برابر مانتا ہوں۔ ہاں دوسری صورت میں قرآن شریف قائم بالذات کتاب ہے اور قائم العمل شریعت اور مرزا قادیانی کے الہامات مبشرات اور منذرات ہیں۔ اس کتاب پاک کی تصدیق کے۔  
اقول باللہ التوفیق..... (الف) سوال یہ تھا کہ جن جن تصانیف مرزا قادیانی کو آپ الہامی مانتے ہیں ان کے نام تحریر فرمائیں۔ مگر آپ نے اس سوال کا جواب ہی نہ دیا جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ آپ کو علم نہیں کہ کون کون سی کتاب مرزا قادیانی کی الہامی ہے اور کون کون غیر الہامی اور یہ بھی آپ فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جس عبارت کو الہام کہا ہے۔ اس کو الہامی مانتا ہوں اور باقی کو ان کی اپنی تصنیف۔ لیکن کیا آپ کو مرزا قادیانی کے الہامات:

۱..... وان روح اللہ ينطق فی نفسی! خدا کی روح میرے میں باتیں کرتی ہے۔ (انجام آتھم ص ۶۷، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۵)

۲..... وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى! (اربعین نمبر ۳ ص ۳۶، خزائن ج ۱ ص ۴۲۶) معلوم نہیں ہیں۔ ان الہامات کے رو سے کل کلام مرزا قادیانی کی وحی کے ذریعہ سے ہے اور الہامی۔ کیونکہ مرزا قادیانی وحی کے بغیر کچھ نہیں کہتے۔ پھر آپ کا گول مول جواب دینا صحیح نہیں۔

ب..... الہام کا درجہ آپ قرآن شریف کے برابر مانتے ہیں جو مرزا قادیانی کو الہامات ہوئے وہ بعینہ قرآن شریف کے برابر ہیں۔ گویا قرآنی وحی جس کے ذریعہ سے قرآن شریف کا نزول ہوا مرزا قادیانی کے الہام کے برابر ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی اپنی (براہین احمدیہ ص ۲۱۵ حاشیہ نمبر ۱۱، خزائن ج ۱ ص ۲۳۸) میں اس طرح پر لکھتے ہیں: ”اور گو وحی رسالت بجہت عدم

ضرورت منقطع ہے۔ لیکن یہ الہام کہ جو آنحضرت ﷺ کے باخلاص خادموں کو ہوتا ہے یہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوگا۔“

فرمائیے مرزا قادیانی تو فرماتے ہیں کہ وحی رسالت منقطع ہے۔ صرف الہام باقی ہے۔ جب وحی رسالت جس کے ذریعہ سے قرآن شریف کا نزول ہوا تھا وہ منقطع ہو گئی اور صرف الہام رہ گیا تو پھر مرزا قادیانی کے الہام قرآن شریف کی وحی کی طرح کیونکہ ہوا؟ آپ غور فرمائیں۔ دوسری صورت میں آپ قرآن شریف کو قائم بالذات اور قائم العمل شریعت مانتے ہیں اور مرزا قادیانی کے الہامات مبشرات و منذرات ہیں۔ اس کتاب پاک کی تصدیق کے تو گویا مرزا قادیانی کے الہامات قائم بالذات نہیں ہیں۔ پھر بھی قرآن شریف کے برابر نہ ہوئے۔ یہ تو میں اوپر دکھلا چکا ہوں کہ مرزا قادیانی کے الہامات قرآن کریم کی نعوذ باللہ منہا تکذیب میں وارد ہیں نہ کہ تصدیق میں۔ جیسے کہ رسالت اور نبوت کا دعویٰ نمبر اول سے پنجم تک بطور نمونہ عرض کر چکا ہوں۔ امید ہے کہ آپ توجہ فرما دیں گے۔

سوال دوم..... جن کتب تصانیف مرزا قادیانی کو آپ الہامی نہیں مانتے ان کا رتبہ احادیث رسول اکرم ﷺ کے برابر ہے یا کچھ کم و بیش۔ اگر کم و بیش ہے تو اس کی وجہ کیا ہے۔  
جواب..... احادیث اور تصانیف مرزا قادیانی کی باہمی نسبت میرے ایمان میں وہی ہے جو احمد اور غلام احمد کے درمیان ہے۔ تو جہہ خود عیاں ہے۔

اقول وباللہ التوفیق..... جب مرزا قادیانی الہام وما ینطق عن الہوی ان ہوا لا وحی یوحی ہے تو پھر آپ کے ایمان میں احمد اور غلام احمد کا تفاوت کیوں ہے۔ غلام اور آقا کی کلام میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ پھر رسالت اور نبوت بلکہ خدائی کا دعویٰ کیسے ہے۔  
سوال سوم..... جو آیات قرآن شریف کی مرزا قادیانی کو الہامات میں نازل ہوئی ہیں ان کے معنی اور مراد وہی ہیں جو قرآن شریف میں بیان ہوئے ہیں یا ان کے مخالف یا موافق جو مرزا قادیانی نے بیان کئے ہیں۔

جواب..... یہ ایک لمبی بات ہے۔ مختصر یہ کہ قرآن مجید انسان کی بولی میں نازل ہوا ہے۔ بولیوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ قرآن مجید کسی خاص وقت اور خاص حال کا پابند نہیں۔ میرے

۱۔ مرزا قادیانی کا الہام ”قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“

(براہین احمدیہ ص ۵۲۲، خزائن ج ۱ ص ۶۲۳)

(دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

انت منی وانا منک! الہام ہے۔

ایمان میں اسی واسطے شان نزول اس کے متن میں محفوظ نہیں رہا۔ میرے نزدیک یہ کلمہ طیبہ توفیقی اکلہا کل حین ہے۔ میرا ایمان ہے کہ مرزا قادیانی نے قرآن مجید ایسا سمجھا ہے جو سمجھنے کا حق ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے سمجھایا جو معنی قرآن شریف کے اس نے کئے ہیں۔ وہ صحیح ہیں۔ اور جن آیات قرآنی کا اس پر نزول اور ورد ہوا ہے ان کے معنی وہی صحیح ہیں جو مہبط بیان کرتا ہے۔

اقول وباللہ التوفیق..... یہ صحیح ہے کہ خداوند تعالیٰ بولیوں کا خالق ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں۔ یہ خوب کہا کہ قرآن مجید خاص وقت اور خاص حال کا پابند نہیں۔ اگر یہی صورت ہے تو پھر حضرت رسول اکرم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی بھی کوئی پابندی نہیں۔ آنحضرت ﷺ پر اب ایمان لانے کی بھی پابندی نہیں۔ یہ اس وقت اور حال پر تھی جب حضرت محمد ﷺ دنیا میں بقید حیات موجود تھے۔ حج اور عمرہ کی بھی کوئی خاص وقت اور حال کی پابندی نہیں۔ جب چاہا کر لیا یا نہ کر لیا اور سینکڑوں پابندیاں قرآن مجید کی دور ہو گئیں اور آپ کے ایمان کے مطابق شان نزول قرآنی بھی کوئی چیز نہیں۔ مہربانی کر کے اس کی دلیل میں کوئی سند پیش کریں جسے آپ کو ایسا لکھنے کی جرأت دی اور یہ کلمہ طیبہ جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اس سے مراد ایمان داروں کے اعمال صالح ہیں کہ جس کا پھل یا میوہ قیامت تک کھانے میں آتا ہے۔ یہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لا کر پھر توفیقی اکلہا ۱۰ الایہ! پر عمل کرے۔ نہ یہ کہ ہر وقت قرآن شریف میں تاویلات رکیکہ کر کے اپنے مطلب کو خلاف تمام جمہور اسلام اہل سنت و جماعت پیش کرے۔ آپ غور فرمائیں ایسی باتیں کوئی مسلمان ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ میرا ایمان ہے جو مرزا قادیانی نے قرآن مجید کو سمجھا ہے وہی حق ہے۔ کیونکہ ان کو خدا تعالیٰ نے سمجھایا ہے جو معنی قرآن مجید کے مرزا قادیانی نے کئے ہیں وہی صحیح ہیں۔ لیکن اس کے لئے کوئی دلیل قرآن و حدیث سے بیان نہیں کی۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی ترجمہ کل قرآن شریف کا مرزا قادیانی نے نہیں کیا اور نہ کوئی تفسیر لکھی ہے۔ آپ خود جانتے ہیں۔ ہاں! بعض بعض آیات حیات و ممات حضرت مسیح علیہ السلام کا مطلب اپنے ادعا کے مطابق ترجمہ یا تفسیر کی ہیں۔ وہ بھی آپس میں متضاد۔ یہ دعویٰ اس وقت ہوتا کہ مرزا قادیانی نے کوئی ترجمہ قرآن شریف کا مکمل کیا ہوتا۔ یا کوئی تفسیر قرآن کی لکھی ہوتی۔ تب دوسرے تراجم اور تفاسیر اسلامی کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا۔

اب میں مرزا قادیانی کی قرآن فہمی جس کو ان کے خدا نے سمجھایا ہے دو چار مقام بطور نمونہ کے نکال کر دکھاتا ہوں۔ آپ خود ہی فیصلہ کر لیجئے۔

اول ..... مرزا قادیانی اپنی الہامی کتاب براہین احمدیہ میں آیت شریف یا عیسیٰ انی متوفیک و رفعک الیٰ کا ترجمہ اس طرح پر کرتے ہیں: ”میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔“ (بلفظہ براہین احمدیہ ص ۵۱۹، خزائن ج ۱ ص ۶۲۰)

اسی طرح مرزا قادیانی کے فاضل بزرگ اور اب خود خلیفۃ المسیح حکیم نور الدین اس آیت کے معنی اس طرح پر کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ میں لینے والا ہوں تجھ کو اور بلند کرنے والا ہوں اپنی طرف۔ (بلفظہ تصدیق براہین احمدیہ ص ۸)

لیجئے اس وقت جبکہ مرزا قادیانی کو اسلام سے تعلق تھا اور الہام کے ذریعہ سے قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ فرمایا اور خلیفۃ المسیح نے بھی ایسا ہی ترجمہ کیا اور مرزا قادیانی کی الہامی کتاب کی تکذیب کی تصدیق اہل اسلام کے عقیدہ کے مطابق کی۔ پھر اس کے بعد دونوں صاحب پلٹ گئے اور تمام کتب اور تحریرات میں یہ ترجمہ کر دیا: ”اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔“

اب فرمائیے! کون سے معنی اور ترجمہ صحیح سمجھا جائے۔ آیا الہامی کتاب میں کا ترجمہ یا جو اپنی رائے سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ یا اس الہام کے مطابق کہ مجھ کو خدا نے خبر دیدی ہے کہ حضرت عیسیٰ مرچکے۔ دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔ اس صورت میں الہام ہی دو متضاد ہو گئے۔ براہین احمدیہ الہامی کتاب کی مخالفت بھی ساتھ ہی ہے اور قرآن فہمی بھی مرزا قادیانی کی ہویدا ہے۔

دوم ..... الہام: هو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ! (براہین احمدیہ ص ۴۹۸، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

مرزا قادیانی نے اس آیت شریف کی تفسیریوں کی ہے: ”یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(بلفظہ الہامی کتاب براہین احمدیہ ص ۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

پھر اس کے بعد ازالہ اوہام انجام آکھتم وغیرہما و دیگر تصانیف الہامی اور غیر الہامی میں مرزا قادیانی نے اس آیت شریفہ بالا کو اپنے حق میں منضبط فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت

۱۔ پہلے آپ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل تھے لکھتے ہیں حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص ہی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔ (براہین ص ۳۶۱ حاشیہ نمبر ۳، خزائن ج ۱ ص ۴۳۱)



ہو گئے اور اب دوبارہ تشریف نہیں لاویں گے۔ اس آیت شریف کا مورد میں ہوں۔ ایک ہی آیت دو الہاموں میں متضاد فرمادی اور قرآن فہمی بھی ظاہر کر دی۔ حالانکہ آیت شریفہ بالا بموجب عقیدہ اسلام حضرت رسول اکرم ﷺ پر قرآن کریم میں نازل ہوئی اور تمام ادیان پر غالب ہوئے اور انہیں پر پیشگوئی پوری ہوئی۔ اب اپنے ایمان کو حاضر کر کے غور فرمائیں:

سوم..... قرآن شریف میں: ”سبحن الذی اسرئٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بارکنا حولہ لنیریہ من آیتنا۔ انہ ہو السميع البصیر (بنی اسرائیل: )“ ترجمہ:..... ”پاک ذات ہے اللہ جو لے گیا اپنے بندے محمد ﷺ کو راتوں رات ادب والی مسجد (مکہ شریف) سے پرلی مسجد (مسجد اقصیٰ بیت المقدس) تک جس میں ہم نے برکتیں اور خوبیاں رکھی ہیں۔ تاکہ دکھلاویں اس کو اپنی قدرت کے نمونے۔ وہی ہے سننے والا اور دیکھنے والا۔“

اس آیت شریف پر اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کو جسمانی معراج شریف ہوا۔ مکہ شریف سے بیت المقدس جو ملک شام میں ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت ﷺ کو لے گئے اور وہاں سے ساتوں آسمانوں اور عرش معلیٰ اور بہشت اور دوزخ جہاں جہاں خداوند کریم کا حکم ہوا سیر فرمائی۔ لیکن مرزا قادیانی کو اس کا انکار ہے۔ گویا اس آیت شریف کا بھی انکار قرآن فہمی کی وجہ سے ہوا۔

چہارم..... قرآن شریف کی فہمید مرزا قادیانی کو یہ ہوئی کہ: ”قرآن میں گندی گالیاں بھری ہیں۔“ نعوذ باللہ! (دیکھو ازالہ اوہام کے صفحات ۲۵، ۲۶، ۲۷، ملخصاً: خزائن ج ۳ ص ۱۱۵، ۱۱۶) پنجم..... مرزا قادیانی کی قرآن فہمی اور قرآن دانی یہ کہ قرآن شریف میں یہ الہام درج ہے: ”انا انزلناہ قریباً من القادیان“ (دیکھو براہین احمدیہ ص ۴۹۸، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

اور مفصل حال (ازالہ اوہام کے ص ۷۶، ۷۷، ۷۸، خزائن ج ۳ ص ۱۴۰) تجب اس پر یہ ہے کہ جب اس الہام کو مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں لکھا اس وقت کوئی کشفی حالت میں مرزا غلام قادر کو قرآن شریف پڑھتے دیکھنا بیان نہ فرمایا اور نہ یہ ذکر کیا کہ قرآن شریف میں یہ آیت لکھی ہوئی موجود تھی۔ لیکن ازالہ اوہام کو لکھتے ہوئے یہ سارا قصہ درج فرمایا کہ قرآن شریف میں مکہ، مدینہ، قادیان، تینوں شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا موجود ہے۔

اب فرمائیے یہ قرآن فہمی اور قرآن دانی مرزا قادیانی کی ہے یا قرآن شریف پر زیادتی اور تحریف ہے۔ یہ اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ قرآن شریف میں کمی اور پیشی کا اعتقاد رکھنا انالہ

لحفظون! آیت قرآنی کے خلاف کفر ہے۔ اس بارہ میں مرزا قادیانی کا ہی پہلا اعتقاد آپ کے اطمینان کے لئے لکھ دیتا ہوں۔ وہ ہذا!

”اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شے یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا..... جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کی ایک حکم کی تبدیلی یا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔“

(ازالہ ابہام ص ۱۳۷، ۱۳۸، خزائن ج ۳ ص ۱۷۰)

اب آپ ہی اس پر غور فرمائیں کہ قرآن فہمی اور قرآن دانی یہی ہے۔ مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ مرزا قادیانی نے قرآن شریف کو ایسا سمجھا ہے جو سمجھنے کا حق نہیں تھا اور نہ یہ فہمید قرآنی خدا کی طرف سے ہو سکتی ہے۔

سوال چہارم..... (الف) اگر مرزا قادیانی کے الہامات میں تعارض واقع ہو تو اذا تعارضتا ساقطا ہو جائے گا یا نہیں اور ان میں سے کس الہام کو صحیح سمجھا جاوے گا۔ اول کو یا آخر کو اور اس کی وجہ۔

(ب)..... یا مرزا قادیانی کے الہامات میں آپ تعارض کا وقوع تسلیم نہیں کرتے۔  
(ج)..... کیا مرزا قادیانی کے ایسے الہامات بھی ہیں جن کے معنی یا مطلب اب تک معلوم نہ ہوئے ہوں۔

(د)..... جو الہامات مرزا قادیانی کو بطور پیشگوئی ہوئے وہ پورے ہو گئے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں ہوئے تو آئندہ ہوں گے یا نہیں۔

جواب..... (الف) میرا ایمان ہے کہ سچے الہام میں تعارض نہیں ہوتا۔ الہی الہام میں تعارض کا نظر آنا میرے نزدیک آنکھوں کا قصور ہوتا ہے۔ قرآن مجید جیسے اتم اکمل بمثل اور زندہ کتاب میں تعارض دیکھنے والی آنکھیں کیا دنیا میں کم ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار! (ب)..... اوپر عرض ہو چکا ہے۔

(ج)..... ہاں! میرا ایمان ہے کہ ایسے الہامات بھی ہیں جن کا مطلب اپنے وقت پر کھلے گا۔ یہاں بھی وہی مشابہات اور محکمات کا مقدمہ ہے۔

(د)..... پیشگوئیاں کے متعلق میرا ایمان ہے کہ اکثر پوری ہو چکی ہیں۔ بعض ایسی بھی ہیں جو آئندہ پوری ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

اقول وباللہ التوفیق! (الف)..... بے شک سچے الہامات میں تعارض نہیں ہونا چاہئے۔ مگر سوال تو یہ تھا کہ مرزا قادیانی کے الہامات میں تعارض ہے یا نہیں۔ اس کا جواب آپ نے نہیں دیا۔

جو تعارضات مختصر میں اوپر دکھلا چکا ہوں فی الواقع سچے نہیں ہیں۔ یہاں کسی کی آنکھوں کا قصور نہیں۔ بلکہ ملہم یا ملہم کا قصور ہے۔

(الف)..... مثلاً مرزا قادیانی کا الہام تھا کہ میری عمر اسی سال کی ہے۔ پھر الہام ہوا کہ اسی سال یا اس سے کم و بیش۔ پھر الہام ہوا کہ اب میری عمر پچانوے سال کی ہو گئی ہے۔ پھر الہام ہوا کہ میری اجل قریب آ گئی ہے۔ پھر الہام خدائی ہوا کہ تیری عمر بڑھا دوں گا اور تیرے دشمن تیری آنکھوں کے سامنے اصحاب فیل کی طرف نابود ہو جائیں گے۔

(ب)..... پہلے الہام ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لاویں گے۔ پھر الہام ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اب دنیا میں تشریف نہیں لاویں گے۔ علیٰ ہذا! القیاس بہت سے تعارضات ہیں۔ آپ غور فرمائیں اس میں کسی کی نظر کا قصور ہے یا کہ واقعی ملہم یا ملہم کا۔ قرآن شریف میں تعارضات مرزائی احمدی صاحبان کو نظر آتے ہوں گے جو اس بات کے بھی قائل ہیں کہ قرآن میں نعوذ باللہ گندی گالیاں بھری ہیں۔

(ب)..... سوال یہ تھا کہ آپ مرزا قادیانی کے الہامات میں تعارض کا وقوع تسلیم نہیں کرتے۔ مگر اس کا جواب صرف یہ دیا کہ: ”اوپر عرض کر چکا ہے۔“ خیر صحیح اور صاف جواب مطابق سوال کے نہ دینا آپ کے اختیار میں ہے۔

(ج)..... ہاں! یہ آپ کا ایمان ہے کہ بعض الہامات کا مطلب اپنے وقت پر کھلے گا۔ آپ فرما سکتے ہیں کہ الہام اول ”ربنا عاج“ (ہمارا رب عاجی ہے۔ اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے) اس کا مطلب کب کھلے گا اور کیا معنی کھلیں گے۔ ملہم صاحب تو فوت ہو گئے۔ ۲۵، ۳۰ سال تک مطلب اور معنی معلوم نہ ہوئے۔ اب تو کوئی صورت اس الہام کے مطلب اور معنی معلوم ہونے کی نہیں رہی۔ الہام بھی ایسا کہ خاص خداوند تعالیٰ کی نسبت وہ بھی مشتبه رہا۔

(دیکھو براہین احمدیہ الہامی کتاب کا ص ۵۵۶، خزائن ج ۱ ص ۶۶۲)

دوسرا الہام ہو شعنا نعسا! یہ دو فقرے شاید عبرانی ہیں۔ ان کے معنی اب تک اس عاجز پر نہیں کھلے۔ پھر انگریزی الہام ہو اس کے معنی بھی معلوم نہیں۔

(براہین احمدیہ ص ۵۵۶ حاشیہ نمبر ۴، خزائن ج ۱ ص ۶۶۳)

فرمائیے! ان الہاموں کے معنی اور مطلب کب کھلیں گے۔ جبکہ مرزا قادیانی ہی نہیں رہے۔ سنت اللہ یہ نہیں ہے کہ ملہم پر الہاموں کے معنی اور مطلب نہ کھلے ہوں۔ اس پر آپ نے متشابہات اور محکمات کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ اس کی بحث آپ تفاسیر معتبرات میں زیر آیت شریف ہو الذی انزل علیک الکتب منہ آیت محکمات منہن ام لکتب واخر متشابہات! میں دیکھ سکتے ہیں۔ یعنی جن آیات کے معنوں میں کسی طرح کا کوئی شبہ نہ ہو وہ محکمات میں سے ہے۔ مثلاً اللہ ربی وربکم اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تمہارا رب ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی کا الہام ربنا عاج ہمارا رب عاجی ہے۔ اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے۔ یہ الہام متشابہ نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح پہلے الہام ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت کو دوبارہ دنیا پر تشریف لا کر دین سلام کو تمام آفاق اور اقطار میں پھیلا دیں گے محکمات سے ہے۔ پھر یہ الہام کہ عیسیٰ علیہ السلام مرچکے ہیں۔ اب دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لا دیں گے۔ یہ الہام بھی محکمات میں سے ہے۔ الہامات وحی متشابہات یہ ہیں۔ مثلاً خداوند کریم کے ہاتھ پاؤں صورت شکل الرحمن علی العرش الستوی یا حروف مقطعات ہیں۔ مرزا قادیانی کے الہامات محکمات سے ہی ہیں۔ خواہ خود ان کو ان کا پتہ ملے یا مطلب اور معنی معلوم ہوں یا نہ ہوں۔ پس آپ کا یہ ایمان کہ بعض الہاموں کا مطلب پھر کسی وقت کھے گا۔ ہر گز صحیح نہیں۔ براہ مہربانی غور فرمائیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار!

(د)..... پیشگوئیوں کی نسبت آپ کا ایمان یہ ہے کہ اکثر پوری ہو چکی ہیں اور بعض جو پوری نہیں ہوئیں وہ آئندہ پوری ہوں گی۔ لیکن میرا ایمان ہے کہ مرزا قادیانی کی ایک بھی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور آئندہ کوئی پیشگوئی پوری نہ ہوگی۔ خواہ تفصیل وار فیصلہ کر لیں یا بطور نمونہ مشتے از خروارے دیکھ لیں جو پیشگوئی مرزا قادیانی نے کی یا تو وہ برعکس ظاہر ہوئی یا محض غلط ثابت ہوئی۔ مثلاً:

پہلی پیشگوئی: سب سے پہلے فرزند ارجمند کے پیدا ہونے کی پیشگوئی ۱۸۸۶ء میں کی۔ اس فرزند الہامی کی تعریف یہ کی کہ مظهر الحق والعلی کان اللہ نزل من السماء یعنی وہ لڑکا مظهر حق اور عالی رتبہ ہوگا۔ گویا خود خدا آسمان سے نازل ہوا ہے۔ اس کے کپڑوں سے بادشاہان برکت پاویں گے۔ وغیرہ وغیرہ! اس کے برعکس لڑکی پیدا ہوئی۔ لیکن اب تک وہ لڑکا الہامی پیدا نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی بھی چل بسے اور اب آئندہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہو سکتی اور نہ ہوگی۔

دوسری پیشگوئی: محمدی بیگم کے ساتھ بڑی تحدی کے ساتھ اپنا نکاح کا الہام سے ہونا ظاہر کیا۔ حتیٰ کہ آسمان پر اس کے ساتھ نکاح ہو چکا ہوا ہے۔ جب والدین محمدی بیگم نے نکاح کے دینے سے انکار کیا تو بہت سے خطوط تہذیب کے خلاف ان کو لکھے (یہ خطوط میری کتاب میں چھپے ہوئے ہیں) اور نوبت طلاق و عاق کی پہنچی۔ جب انہوں نے نکاح دوسری جگہ کر دیا تو پھر الہام ہوا کہ محمدی بیگم کا باپ اور اس کا خاوند اڑھائی سال کے اندر مرجائیں گے اور وہ بیوہ ہو کر میرے نکاح میں آوے گی۔ لیکن افسوس ۱۸۸۸ء کا الہام اب تک ظہور میں نہ آیا اور جب کسی نے اعتراض کر کے الہاموں کو غلط ثابت کیا تو مرزا قادیانی اور دیگر مرزائیوں نے کہہ دیا کہ الہام کی ایک ٹانگ ٹوٹ چکی ہے۔ دوسری بھی ٹوٹ جاوے گی۔ یعنی مرزا احمد بیگ ولد محمدی بیگم تو مرچکا ہے۔ اب اس کا خاوند سلطان محمد بھی مر جاوے گا۔ مسلمانوں یہودیوں کا یہ اعتراض قبل از وقت ہے۔ جب تک محمدی بیگم نہ مرجائے یا میں نہ مرجاؤں تب تک یہ اعتراض عائد نہیں ہو سکتا۔ فرمائیے! ایسی تاویل کا کیا علاج۔ مرزا قادیانی تو اپنے مقدر کی جگہ پہنچ گئے۔ اب اعتراض ہو تو کس طرح اور کس پر۔ مرزائی احمدی صاحبان ایسے ہیں کہ وہ یہی کہے جاتے ہیں کہ جو پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔ وہ آئندہ کو پوری ہوں گی۔ براہ مہربانی! ذرہ غور فرمائیے کہ یہ پیشگوئی آئندہ کس طرح پوری ہوگی۔

تیسری پیشگوئی: مرزا قادیانی کا الہام تردالیک انوار الشباب سیاتسی علیک زمن الشباب..... الخ۔ تیرے پر جوانی کا زمانہ لایا جائے گا اور تیری بیوی کو بھی جوان بنایا جائے گا۔ (اخبار بدر، ج ۲ نمبر ۲۱ ص ۲۴، ۲۵ مئی ۱۹۰۶ء، تذکرہ ص ۶۱)

فرمائیے! پیشگوئی کب پوری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔ ایمو قرآن لے شریف۔

۱۔ یہ تمام پیشگوئیاں ایسی ہیں جو خدا کی طرف سے ہرگز نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور وعدہ ہرگز نہیں ٹلتا۔ اگر ایسا ہو تو پھر خدا اور اس کے الہاموں پر سے بالکل اعتبار اٹھ جائے۔ ایسا گمان بھی دل میں نہ لانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”فلا تحسبن اللہ مخلف وعده رسله ان اللہ عزیز ذو الانتقام (مریم: ۱۰۶)“ ترجمہ:..... پس ہرگز مت گمان کر اللہ کو کہ خلاف کرنے والا ہے اپنے وعدہ کو اپنے پیغمبروں سے تحقیق۔ اللہ غالب ہے بدلا لینے والا۔ تمام قرآن کریم میں وعدہ اللہ حق سے پر ہے۔

چوتھی پیشگوئی: ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب و دیگر مخالفین تیری آنکھوں کے سامنے  
اصحاب فیل کی طرف نابود اور ہلاک ہو جائیں گے۔ فرمائیے! یہ پیشگوئی کب پوری ہوگی۔

پانچویں پیشگوئی: الہام تیری عمر بڑھا دوں گا۔

چھٹی ۷/ مولوی محمد حسین توبہ کر کے میری طرف رجوع کرے گا۔

ساتویں // غلام حلیم لڑکا بمنزلہ مبارک احمد فوت شدہ کے پیدا ہوگا۔

آٹھویں // یحییٰ لڑکے کی بشارت جو زندہ رہے گا۔

نویں // شوخ اور شنگ لڑکا پیدا ہوگا۔

دسویں // عالم کباب لڑکا پیدا ہوگا اس وقت تمام عالم کباب ہو جائیگا۔

گیارہویں // خواتین سے تیرا نکاح ہوگا۔ ان سے تیری نسل بہت ہوگی۔

بارہویں // تیرے مخالف رسوا ہونگے۔ تیری تمام دعائیں قبول ہوں گی۔

تیرہویں // اس سال ۱۹۰۷ء یا اگلے سال ۱۹۰۸ء طاعون بہت پڑے گا۔

چودھویں پیشگوئی: ملا محمد بخش، محمد حسین تہمتی، مولوی محمد حسین ذلیل ہو کر مریں

گے۔ تین سال میں ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک۔

پندرہویں پیشگوئی: پانچویں فرزند کے پیدا ہونے کی مندرجہ (مواہب الرحمن ص ۱۳۹،

خزائن ج ۱۹ ص ۳۶۰) اور سینکڑوں ایسی پیشگوئیاں ہیں جن کے پورے ہونے کی کوئی امید نہیں۔

آپ غور فرما کر ایمان سے کہئے یہ پیشگوئیاں کب پوری ہوں گی۔ لڑکوں کا پیدا ہونا تو قطعی جاتا رہا۔

خواتین سے نکاح بھی موقوف ہو گیا۔ عمر بجائے بڑھنے کے گھٹ گئی۔ جوانی کی خواہش جاتی رہی۔

اپنی بیوی کی بھی جوانی ندارد۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب وغیرہ خدا کے فضل زندہ موجود ہیں اور

مرزا قادیانی خود اپنی پیشگوئی کے مصداق میں نیچے آ گئے۔

سوال پنجم: تصانیف و تالیفات و اشتہارات و لیکچر وغیرہ جو مریدین مرزا قادیانی کے

ہیں۔ مثلاً حکیم نور الدین، مولوی عبدالکریم، مولوی محمد احسن امر دہی، مرزا خدا بخش، محمد اسماعیل

وغیرہ ہم صاحبان کے ہیں وہ بھی قابل سند ہیں یا نہیں۔ در آنحالیکہ وہ تصانیف مرزا قادیانی کے

ملاحظہ میں آچکی ہوں اور مرزا قادیانی نے پسند فرمالیا ہو۔

جواب: حکیم نور الدین صاحب قبلہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم فاضل امر دہی

صاحب مخدوم مرزا خدا بخش صاحب اور محمد اسماعیل صاحب کو بڑے پایہ کے انسان اور با خدا

بزرگ سچے مسلمان اور پاک نمونہ جانتا ہوں اور ان کا کلام اسی حد تک قابل سند ہے۔

اقول وباللہ التوفیق: حکیم نور الدین نے مرزا قادیانی کو محض تمثیلی طور پر مسیح کہا ہے۔  
جیسے حکیموں کو سقراط اور بقراط وغیرہ لقبوں سے لکھ دیتے ہیں۔ مسیح موعود اور مسیح ابن مریم نہیں مانا۔  
جو مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے۔ مرزا قادیانی نے حضرت مسیح ابن مریم کو کئی جگہ بے باپ ہونا مانا ہے  
اور کئی جگہ یوسف نجار کا بیٹا لکھا ہے۔ جیسے ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں: ”کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم  
نے اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۰۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ: ”یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع  
کے حقیقی بھائی اور بہنیں تھیں۔ یعنی یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔“

(کشتی نوح حاشیہ ص ۱۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸)

لیجئے! یہاں مرزا قادیانی کے فرمان کے مطابق یسوع بھی ہیں اور مسیح بھی ہیں جن کی  
بابت فرمایا ہے کہ: ”یسوع میرا واقف نہیں۔“ آپ کسی آیت اور حدیث شریف سے ثابت کریں  
گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ یوسف نجار ان کے باپ تھے۔  
ہرگز نہیں۔

حکیم نور الدین بھی پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بے باپ پیدا ہونا مانتے رہے۔ اب  
ان کا ایمان بھی اس بات پر قائم نہیں رہا۔ وہ اپنے رسالہ نور دین میں لکھتے ہیں: ”نہ قرآن شریف  
میں نہ حدیث میں نہ صحابہ رضی اللہ عنہم نہ صوفیاء کرام کے اقوال میں یہ حکم ہے کہ مسیح کو بے باپ مان  
کر ایمان لاؤ۔“ پھر لکھتے ہیں کہ: ”میں خود مدت تک بالینکہ اسلام میرا ایمان اور میری جان ہے  
اس بات کو مانتا رہا ہوں (یعنی مسیح بے باپ پیدا ہوئے تھے) گو اب میں اس بات کا قائل نہیں  
رہا۔“ (بلفظ ملتفظ ص ۱۵۸، ۱۵۹، رسالہ نور دین مصنفہ حکیم نور الدین حال خلیفۃ المسیح)

لو! مولوی صاحب مرزا قادیانی اور حکیم صاحب کا اسلام کہ قرآن شریف میں یہ کہیں  
حکم نہیں کہ مسیح علیہ السلام کو بے باپ پیدا ہوا مانو۔ کیونکہ قرآن شریف میں حضرت مسیح کو ابن مریم  
لکھا ہے نہ ابن یوسف نجار۔ حضرت مریم کا جبرائیل فرشتہ کو جواب دینا کہ مجھ کو لڑکا کیسے ہو سکتا  
ہے۔ جبکہ کسی بشر نے کسی طرح مجھے چھوا تک نہیں اور پھر فرشتے کے دم کرنے سے حضرت مریم علیہ  
السلام حاملہ ہو گئیں اور اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک یا دو ساعت کے اندر پیدا ہو گئے۔ کیا  
ان آیات پر ایمان لانا مسلمانوں کا کام نہیں ہے۔ یا یہ کہ جس بات پر حکم ہی ہو کہ اس پر ایمان لاؤ

تب اس پر ایمان لانا چاہئے۔ باقی پر نہیں۔ کیا سب سے پہلے الم ذلك الكتب لا ريب فيه کے مطابق کل قرآن شریف من اولہ والاخر پر ایمان لانا حکیم صاحب کے لئے ضروری نہیں۔ ہر آیت شریف الذی فرض عليك القرآن اور آیت شریف یا ایہا الذین آمنوا آمنوا باللہ ورسولہ والكتب الذی نزل علی رسولہ یعنی اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب قرآن شریف پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب رسول اکرم ﷺ پر نازل کیا۔ کیا حکیم صاحب کو ان آیات پر ایمان لانے کا حکم نہیں۔ مگر زبردستی کسی کی طبیعت میں ہو تو وہ کیا سمجھتا ہے۔ کیا عجب منطوق ہے۔

پھر حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں بھی کہیں حکم نہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بے باپ پیدا ہونے پر ایمان لاؤ۔ یہ بھی عمداً اغماض حکیم صاحب کا ہے یا بے علمی کا موجب۔ دیکھو حضرت رسول اکرم ﷺ اس طرح پر فرماتے ہیں۔ حدیث شریف: ”عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله ﷺ من شهد ان لا اله الا الله وحده لا شريف له وان محمد عبده ورسوله وان عيسى عبد الله ورسوله و ابن امته و كلمته النقا الى مريم وروح منه و الجنة والنار حق ادخله الله الجنة على ما كان من العمل منفق“ (مسلم ج ۱ ص ۴۹ باب الدلائل علی ان من مات علی التوحید۔ البخاری ج ۱ ص ۴۸۸ باب یا اهل الكتاب لا تغفلونی دینکم و مسند احمد ج ۵ ص ۳۱۴، ۳۱۳)۔

ترجمہ: ”عبادہ بن صامت سے ہے کہا فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ جو کوئی گواہی دے اس بات کی کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں۔ اللہ واحد ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور اس بات کی بھی گواہی دے کہ حضرت محمد ﷺ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس بات کی بھی گواہی دے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں اور اپنی لونڈی (مریم علیہ السلام) کے بیٹے ہیں۔ کلمہ کن سے (بے باپ) پیدا ہوئے جو مریم کی طرف ڈالا گیا تھا خدا کی طرف سے روح ہے (زندہ کرتے تھے مردوں کو) اور اس بات پر بھی ایمان لاوے کہ بہشت اور دوزخ حق ہیں۔ داخل کرے گا اللہ تعالیٰ (اس شخص کو جو ایسا ایمان لا کر شہادت دے گا) بہشت میں۔ خواہ عمل اچھا کرتا ہو یا برا۔“

یہ حدیث شریف صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہے۔ اب آپ غور فرمائیں کہ یہ حکیم صاحب کی کیسی زبردستی اور دین اسلام سے لاپرواہی ہے۔ فرماتے ہیں کہ کسی حدیث



میں مسیح علیہ السلام کو بے باپ ماننے اور ایمان لانے کے لئے حکم نہیں ہے۔ اس سے قرآن شریف اور حدیث شریف دونوں کا انکار کر دیا۔ لیکن پہلے ایمان ان کا اس پر تھا۔ لیکن اب ان کا ایمان مسیح علیہ السلام کے بے باپ پیدا ہونے پر نہیں رہا۔ اللہ غنی!!! دعویٰ فضیلت اور خلیفۃ المسیح احمدیان مرزائیوں۔ اللہ حافظ! یہ اعتقاد بعینہ اس آیت قولہم علی مریم بہتاناً عظیماً کے ہے۔

ہاں! یہ بھی یاد رہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا بے باپ پیدا ہونا قرآن شریف نص صریح اور حدیث صحیح اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اس کا انکار کرنے والا اسلام سے خارج ہے۔ اس بارہ میں مرزا قادیانی کی ہی اپنی تحریر آپ کے اطمینان کے لئے پیش کرتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں: ”جو شخص ذرا برابر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے یا کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے اس پر خدا لعنت فرماتا ہے۔“ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔“

(ملفوظ انجم آتھم ص ۱۴۴، خزائن ج ۱۱ ص ۱۵۷)

سوال ششم: اگر تصانیف مرزا قادیانی و حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح (بقول مرزائیاں) میں مخالف ہو تو کس کی تحریر قابل سند سمجھی جائے گی۔

جواب: میرے ایمان میں مسیح اور خلیفۃ المسیح میں مخالف ناممکن بفرض محال آپ کی خاطر مان بھی لوں تو مسیح مقدم السند ہوگا۔

اقول وباللہ التوفیق: آپ کے جواب کی طرز یہ ظاہر کر رہی ہے کہ مسیح اور خلیفۃ المسیح دونوں معمولی آدمی ہیں۔ جن کے نام پر کوئی کلمہ تعظیسی آپ کے ایمان اور اعتقاد کے مطابق نہیں ہونا چاہئے۔ میں اگر حضرت مسیح علیہ السلام ابن مریم علیہا السلام کا نام لوں تو ضرور ہے کہ علیہ السلام کہوں۔ انہیں باتوں سے میں اخذ کرتا ہوں کہ آپ مرزا قادیانی کو مسیح موعود تصور نہیں فرماتے۔ جیسے کہ مرزا قادیانی کا خود دعویٰ ہے اور تمام مرزائی احمدی مانتے ہیں۔ آپ نے کہیں بھی کوئی کلمہ تعظیسی سواء لفظ صاحب کے اور کچھ نہیں لکھا۔ مرزا قادیانی کے دعاوی نبوت و رسالت والوہیت میں لکھ چکا ہوں کہ وہ مرزا قادیانی کو تمثیلی اور فرضی طور پر حکیموں کے سقراط بقراط کے بعنوان کی طرح مسیح الزمان مانتے ہیں۔ ایسے کئی ایک نام اس وقت مسیح الزمان موجود ہیں۔ علاوہ ازیں حکیم صاحب لکھتے ہیں:

”ختم نبوت نے الہام اور مکالمہ اور مخاطبہ سے مخلوق کو محروم نہیں کیا۔ اسلام میں ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جو اس فیض ربانی سے فیض یاب ہوئے۔“

دیکھو حالات شیخ عبدالقادر جیلانی و شیخ محی الدین ابن عربی، شیخ معین الدین چشتی، بابا شیخ فرید شکر گنج شہاب الدین سہروردی، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ دہلوی، عبداللہ غزنوی وغیرہ اولیاء اور ہمارے اس زمانہ میں حضرت مرزا قادیانی۔“

(بلفظ تصدیق براہین احمدیہ ص ۳۴ تصنیف حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح)  
دیکھئے آپ کے خلیفۃ المسیح اپنی کتاب میں ان بزرگان مندرجہ بالا کے نام لکھ کر مرزا قادیانی کو ان کے مساوات میں شمار کر رہے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی خود دیگر مرزائی صاحبان پیغمبری اور نبوت و رسالت میں واقعی ایمان لا کر علیہ الصلوٰۃ والسلام وغیرہ کلمات تعظیمی سے لکھ رہے ہیں۔ لیکن خود خلیفہ صاحب نے کوئی کلمہ تعظیمی حضرات اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسماء مبارکہ پر نہیں لکھا۔ بلکہ صرف ان کے معمولی طور پر ان کے نام لکھ کر وغیرہ لکھ دیا۔ اس سے حکیم صاحب کی دینی واقفیت بھی عیاں ہے۔ خیر اس تحریر سے یہ بات تو ثابت ہو گئی کہ حکیم صاحب ان بزرگان علیہم الرحمۃ کو جن کے نام لکھے ہیں اولیاء کرام میں شمار کرتے ہیں اور ویسا ہی مرزا قادیانی کو بھی مانتے ہیں اور خداوند کریم کا مکالمہ اور مخاطبہ ان سے قبول کرتے ہیں۔ اس پر میں بہت خوش ہوں گا کہ آپ ان بزرگان مقبولہ و مسلمہ آپ کے خلیفۃ المسیح کے ان کے اقوال و افعال سے مقابلہ کر کے مرزا قادیانی کے دعویٰ کی تصدیق فرمائیں گے۔ ورنہ میں تیار ہوں کہ ان بزرگان اولیاء عظام کے اقوال اور افعال سے مرزا قادیانی کے تمام دعوؤں کی تکذیب دکھلاؤں جو آپ پسند فرمائیں وہی کر لیا جائے۔

سوال ہفتم: مامور بھی نبی ہوتا ہے یا نہیں اور مامور کا کیا کام ہے۔ مامور کا منکر اور مکذب مسلمان ہوتا ہے یا کافر؟

جواب: ہاں! مامور نبی ہو تو نبی ہوتا ہے۔ نبی کا منکر اس کا کافر ہوگا۔ میری سمجھ میں کافر کے معنی ہی انکار کرنے والے کے ہیں۔

اقول وباللہ التوفیق: یہ جواب آپ کا خوب ہے کہ اگر مامور نبی ہو تو نبی ہوتا ہے۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ مامور اگر نبی نہ ہو تو نبی نہیں ہوتا۔ یعنی مامور نبی بھی ہوتا ہے اور مامور نبی نہیں بھی ہوتا۔ سوال کا صاف جواب آپ نے نہیں دیا۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ نبی کا منکر اس کا کافر ہوگا۔ یعنی جو شخص کسی نبی کا منکر ہوگا وہ اس نبی کا کافر ہوگا۔ خدائی یا شرعی کافر نہیں جس کسی کا کوئی

۱۔ محروم نہیں..... الخ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وحی الہی یا وحی رسالت ہمیشہ کے لئے بند ہو چکی۔ (۱۲ منہ)

منکر ہو اسی کا وہ کافر ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی شخص آپ کا منکر ہے تو آپ کا ہی کافر ہے شرعی کافر نہیں۔ یہ بھی آپ کی نئی منطق ہے۔

دوسرا حصہ ۱۔ سوال کا یہ تھا کہ مامور کا کیا کام ہے۔ یعنی دنیا میں اس کے متعلق کیا کام ہوتا ہے جس کے لئے وہ مامور کیا جاتا ہے۔ لیکن افسوس آپ نے اس کا جواب ہی نہیں دیا اور عمداً آپ نے اس کا اغماض کیا۔ نبی علیہ السلام کا منکر ضرور کافر شرعی ہے۔ یہ آپ کا خیال کہ ہر منکر کو کافر سمجھ لیا جائے صحیح نہیں۔ بلکہ شرعی کافر وہی ہے جو الوہیت اور ختم رسالت یا رسالت اور نبوت عامہ یا ضروریات ارکان اسلام کا منکر ہو کافر ہے۔

اس سوال کا مطلب یہی تھا کہ مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہو کر آنے کی کیا ضرورت تھی اور ان کا کیا کام ہونا چاہیے تھا۔ اسلام کو ان سے کیا فائدہ مترتب تھا اور جو کام ان کے سپرد تھا اس کو انہوں نے پورا کیا یا نہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کے عقائد میں حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں تشریف لانے کی غرض کتب و احادیث اور سیر اور تفاسیر میں مفصل ورج ہے جس کا ذکر مرزا قادیانی کی الہامی کتاب (براہین احمدیہ ص ۴۹۸، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) وغیرہ میں بھی درج ہے۔ پھر ایک جگہ پر مرزا قادیانی مسیح موعود کے تین کام اس طرح پر درج فرماتے ہیں۔ انہیں پر غور فرما لیجئے۔ وہ ہذا!

اول: مسیح کے دم سے کافر مریں گے۔ یعنی دلائل بینہ اور براہین قاطعہ کے رو سے وہ ہلاک ہو جائیں گے۔

دوسرا: کام مسیح کا یہ ہے کہ اسلام کو غلطیوں اور الحاقات بجا سے منزہ کر کے وہ تعلیم جو روح اور راستی سے بھری ہوئی ہے خلق اللہ کے سامنے رکھے۔

۱۔ دوسرا حصہ سوال کا مرزا قادیانی ایک جگہ یوں لکھتے ہیں۔ طالب حق کے لئے میں ایک یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہ ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت و عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں جس میں اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی۔ ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو پھر گواہ رہیں کہ جھوٹا ہوں۔ والسلام! غلام احمد (اخبار البدور مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۲ء، سال نمبر ۸، مکتوبات ج ۶، حصہ اول ص ۱۶۲، انجمن تائید الاسلام لاہور)

تیسرا: کام مسیح کا یہ ہے کہ ایمانی نور کو دنیا کی تمام قوموں کے مستعد دلوں کو بخشے اور منافقوں کو مخلصوں سے الگ کر دیوے۔ یہ تینوں کام اس عاجز کے سپرد کئے ہیں۔

(بلفظہ ازالہ اوہام ص ۵۹، خزائن ج ۳ ص ۱۲۳)

نوٹ: یہ تینوں کام کسی آیت یا حدیث یا اسلامی کتب سے صریح ثابت نہیں ہیں۔  
اب آپ غور فرمائیں کہ اول پر کونسی قومیں یا کافر مرزا قادیانی کی دلائل بینہ سے ہلاک ہوئے ہیں۔ یا کوئی احمدی مرزائی ہوا ہے۔ مرزا قادیانی اگر یہ کہتے کہ کافر لوگ میرے دم سے مسلمان ہوں گے۔ لیکن بجائے اس کے ہلاک ہوں گے لکھ دیا۔

دوسرا کام مرزا قادیانی کی تعلیم جو غلطیوں سے اسلام کو پاک کرے گی۔ برعکس اس کے یہ ہوا کہ مرزا قادیانی کی تعلیم نے مسلمانوں کو سخت غلطیوں میں ڈال دیا۔

تیسرا کام مرزا قادیانی کا بہت اچھی طرح سے پورا ہوا۔ ایمانی نور دنیا کی تمام قوموں، یہود نصرانی، زردشتی، مجوسی، آتش پرست، ہندو، آریہ، سنیا سی، برہمو، بودھ، سکھ، جینی وغیرہ کے دلوں میں خوب ڈال دیا۔ اگر یہی نور ہے جس کا ظہور ہے تو بس خیر صلا۔ ان دنیا کی قوموں میں سے ایک شخص کو بھی آپ پیش کریں جس کے دل میں مرزا قادیانی نے ایمانی نور بخشا ہو۔ ہاں! ان کے زمانہ میں کئی ایک مسلمانوں کے دلوں سے نور ایمانی نکل تو ضرور گیا ہے۔ یہ دعویٰ ہے اور یہ ہر سہ امور آپ ہی غور کر کے فرمائیں کہ مرزا قادیانی نے پورے کر دیئے ہیں۔ علاوہ اس کے کہ مرزا قادیانی مسیح علیہ السلام کے کام اپنی نہایت معتبر کتاب الہامی بمنزلہ قرآن شریف (نعوذ باللہ) میں اس طرح پر تحریر فرماتے ہیں:

(۱)..... الہام: ”ہو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ! یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“ (براہین احمدیہ ص ۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

۱۔ پنجاب میں بے حد عیسائیت کی ترقی مردم شماری ۱۹۰۱ء ۶۹۵۷۳۷ مردم شماری ۱۹۱۱ء ۱۶۳۰۹۳ دس سال میں بیشی ۱۳۵۳۹۹، دیکھو اخبار سراج الاخبار جہلم ۲ دسمبر ۱۹۱۳ء ص ۷ کام  
اول سطر ۲۷۔

(۲) ..... ”وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عتف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا اور جلال الہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی سے ٹپست و نابود کر دے گا۔“  
(بلفظ براہین احمدیہ ص ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱)

اللہ اکبر! مولوی صاحب فرمائیے جو حضرت مسیح علیہ السلام دنیا میں آ کر سرانجام فرمائیں گے مرزا قادیانی کے ازالہ اوہام اور براہین احمدیہ کا مقابلہ آپ ہی اپنے دل میں فیصلہ کر لیں کہ ان میں سے کون غلط ہے اور کون صحیح اور کس بات یا تحریر پر آپ کو ایمان لانا چاہئے اور اس ایمان کے وجوہ کا بھی خود ہی فیصلہ کر لیں خلاصہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اگر کیا تو یہ کہ اسلام میں تفرقہ ڈال کر مسلمانوں سے جدا ایک گروہ قائم کر لیا۔ غیر اسلامیوں پر ایک ذرہ بھر بھی مسیحا جی کا اثر نہ ہوا۔ فاعتبرو تدبرو!

سوال ہشتم: مبشر اور منذر بھی نبی ہوتے ہیں یا کچھ فرق ہے۔ اگر فرق ہے تو کیا؟  
جواب: ایک نسخہ یاد ہونے سے کوئی طبیب نہیں کہلا سکتا اور نہ ہلدی کی ایک گانٹھ رکھنے سے پنساری ہو سکتا ہے۔ ایک چاول گرسنہ کو سیر نہیں کر سکتا۔ ایک قطرہ پانی کا پیاسے کی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ ہر بشارت اور ہر انداز کا کوئی حق نبی اور رسول ہونے کا نہیں ہے۔

اقول وباللہ التوفیق: مولوی صاحب یہ جواب آپ کا سوال کے مطابق نہیں۔ اس سوال کا جواب صاف یہ تھا کہ مبشر اور منذر نبی ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ ایک نسخہ جاننا، ہلدی کی ایک گانٹھ رکھنا، پانی کا ایک قطرہ، ایک چاول وغیرہ تو سوال کا کوئی جواب نہیں۔ ہاں! آپ کے جواب کا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ اگر ایک دو بشارتیں یا انداز اگر کسی کو ہوں تو وہ نبی نہیں ہو سکتا اور جس کو کثرت سے ہوں وہ نبی اور رسول ہونے کا حق دار ہے۔ علت غائی یہ کہ مرزا قادیانی کثرت سے بشارتیں اور انداز ظاہر کرتے ہیں اور دعویٰ بھی بڑے زور سے رسالت اور نبوت کا کرتے ہیں۔ اس لئے وہ نبی اور رسول ہیں۔ لیکن میں مفصل اور نہایت صفائی کے ساتھ سوال و جواب نمبر اول میں عرض کر چکا ہوں اور قرآن شریف کی آیات سے ثابت کر چکا ہوں کہ مبشر اور منذر نبی اور رسول علیہ السلام ہی ہوتے ہیں اور کسی ایرے غیرے کا حق نہیں ہے کہ اپنے آپ کو مبشر اور منذر کے الفاظ سے منسوب کرے۔

سوال نہم: بروز کے کیا معنی ہیں۔ بروزی نبی بھی بعینہ نبی ہوتا ہے یا نہیں۔ اس کا منکر اور مکذب بھی مسلمان ہوتا ہے یا نہیں۔ بروزی نبی کی کوئی نظیر یا مثال انبیاء علیہم السلام سابقین میں ہے یا نہیں۔

جواب: (الف)..... عین عین ہے۔ اور بروز بروز۔ بروز عین ہو تو بروز کیا۔

(ب)..... نبی کے منکر کو مسلمان کہتے ہوئے میں ڈرتا ہوں۔

(ج)..... ایلیا کا بروز ایک رنگ میں یحییٰ نبی ہوا ہے۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام!

اقول وبالله التوفیق: مولوی صاحب! یہ جواب بھی میرے سوال کے مطابق نہیں

ہے۔ میں نے تو صرف لفظ بروز کے معنی دریافت کئے تھے۔ آپ نے اس کا جواب دیا کہ عین عین ہے۔ بروز بروز ہے۔ یہ تو کوئی معنی بروز کے نہیں ہیں۔ مفصل حالات اس کے میں عرض کر چکا ہوں۔ خواہ آپ دانستہ اغماض فرمائیں۔ (ج) جو آپ نے ایلیا کا بروز ایک رنگ میں یحییٰ علیہ السلام ہوئے ہیں لکھا ہے یہ بھی عجیب ہے۔ قرآن شریف اور احادیث شریف میں ایلیا نام کسی نبی علیہ السلام کا نہیں آیا ہے۔ البتہ حضرت الیاس علیہ السلام کا تذکرہ ہے۔ آپ براہ مہربانی اس کا ثبوت اس بات کا کسی آیت یا حدیث یا کسی دینی کتاب سے ارشاد فرمائیے کہ ایلیا حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بروز تھے۔ سوائے کسی شرعی ثبوت کے ایسی باتیں قبول کرنا اسلامی اصول کے برخلاف ہے۔

لیجئے! خدا کے فضل سے سوالات مندرجہ جو عریضہ خود اور جوابات مندرجہ نوار ستامہ جناب کو ختم کر چکا۔ سوال و جواب نمبر دہم کے متعلق سوال و جواب اول میں مفصل لکھا جا چکا ہے۔ اب میں آپ کے اشتہار معیار صداقت کی نسبت مختصر عرض کرتا ہوں۔ صرف دو باتیں پیش کروں گا اور اصل معیار صداقت قرآن شریف سے آپ کی ہی پیش کردہ آیت سے جو آپ نے اپنی معیار صداقت کے ٹائٹل پیج کی پیشانی پر نصف قوس میں لکھی ہے۔ اسی سے صداقت اسلام بلکہ صداقت مقلدین بالخصوص حضرت سراج الامت ولآئمہ حضرت امام اعظمؒ اور ان کے مقلدین مومنین صالحین کی اظہار من الشمس ثابت ہوگی۔ کچھ جواب پہلے رسالت کے بارے میں آچکا ہے۔ اس میں سے چند فقرات کا اقتباس کر کے جواب لکھتا ہوں اور پھر وہ آیت شریف ان فی هذا البلا لقوم عابدین! کی پیشگوئی عرض کروں گا۔ آپ یوں فرماتے ہیں:

”ہمارا ایمان اور آپ خوب جانتے ہیں کہ خدا ہمارا وہی ہے جو قرآن کریم نے پیش کیا

ہے۔ خاتم النبیین ہمارا نبی ہے (ﷺ) اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے سوا کوئی نبی نبوت اور نیا نبی نہیں آ سکتا ہے۔ کتاب ہماری قرآن ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے بعد کوئی کتاب نہیں آ سکتی۔ دین ہمارا اسلام ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے بعد کوئی دین نہیں آ سکتا۔ شریعت ہماری وہی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس میں ایک شوشہ کی بھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ قبلہ ہمارا وہی ہے ایمان یا توحید بالملائکہ بالکتاب بالرسالت بالقیامت بالقدر خیر و شر وہی ہے، کلمہ وہی ہے، حج وہی ہے، زکوٰۃ وہی ہے، نماز وہی ہے، روزہ وہی ہے اور وہی ہیں، نواہی وہی ہیں، وہی حلال ہیں، وہی حرام ہیں، اہل قرآن ہم بھی ہیں۔ مگر اسوہ حسنہ اور حدیث کے منکر نہیں۔ اہل حدیث ہم ہیں۔ مگر فقہ آئمہ اولیاء اکابر مذہب کے دشمن خشک نہیں۔ اہل باطن اور صوفی ہیں اور صوفیاء کرام اور اہل باطن کا احترام کرتے ہیں۔ (بلفظہ معیار صداقت ص ۷۶، ۷۷)

مولوی صاحب! معاف رکھئے گا۔ یہ باتیں صرف کہنے کی ہیں۔ عمل کرنے کی نہیں۔ بلکہ عمل ان کے برخلاف ہے: ”لَمْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ (صف: ۲) اور ان تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ (صف: ۳)“ حکم خداوندی کی پرواہ نہیں۔ لیجئے! میں مختصراً آپ کی ان عقائد مندرجہ کی بابت نمبر وار عرض کرتا ہوں اور ان پر خدا کے لئے غور فرماتے جائیں:

آپ کے فرضی عقائد:

- ۱..... ہمارا خدا وہی ہے جو قرآن کریم نے پیش کیا۔
- ۲..... خاتم النبیین ہمارا نبی ہے۔
- ۳..... کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔
- ۴..... کتاب ہماری قرآن ہے۔
- ۵..... دین ہمارا اسلام ہے۔
- ۶..... شریعت ہماری وہی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس میں ایک شوشہ کی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔
- ۷..... قبلہ ہمارا وہی ہے۔
- ۸..... ایمان بالتوحید۔
- ۹..... ایمان بالملائکہ۔

۱۔ ہاں! حضرت عیسیٰ علیہ السلام پرانے نبی ضرور تشریف لائیں گے۔

- ۱۰..... ایمان بالکتاب۔
- ۱۱..... ایمان بالرسالت۔
- ۱۲..... ایمان بالقیامت بالقدر خیر و شر وہی ہے۔
- ۱۳..... کلمہ وہی ہے۔
- ۱۴..... حج وہی ہے۔
- ۱۵..... زکوٰۃ وہی ہے۔
- ۱۶..... نماز وہی ہے۔
- ۱۷..... روزہ وہی ہے۔
- ۱۸..... اوامروہی ہیں۔
- ۱۹..... اہل قرآن ہم بھی ہیں۔
- ۲۰..... اسوۃ حسنہ اور حدیث کے منکر نہیں۔ اہل حدیث ہم ہیں۔
- ۲۱..... فقہ آئمہ اولیاء و اکابر مذہب کے دشمن خشک نہیں ہیں۔
- ۲۲..... اہل باطن اور صوفی ہیں اور صوفیاء کرام اور اہل باطن کا احترام کرتے ہیں۔

### اصلی عقائد کی حقیقت اور صحت

- ۱..... مرزا غلام احمد قادیانی کا الہام اپنے خدا کی نسبت یہ ہے۔ جو قرآنی خدا کے مغائر ہے۔ ربنا! عاج!
- (براہین احمدیہ ص ۵۵۶، خزائن ج ۱ ص ۳۳۳)
- بیشک مرزا قادیانی آپ کے خاتم النبیین ہیں۔ کیونکہ ان کے الہامات قطعی اور یقینی بمثل قرآن شریف ہیں ان کا منکر کافر جہنمی ہے۔
- ۳..... نبوت ختم نہیں ہوئی۔ (دیکھو توضیح مرام ص ۱۸، ۱۹، خزائن ج ۳ ص ۶۰) مرزا قادیانی تو نئے نبی ضرور آگئے۔

۱..... عاج کے معنی ہاتھی دانت اور گوبر کے ہیں۔ دیکھو کتب لغت عربی۔

ربنا عاج..... الخ! اب معلوم ہوا کہ عاج اس بت کا نام ہے جو مندر سو منات واقع جو نہ لڑھ ملک گجرات دکھن میں ہے۔ جس کو سلطان محمود غزنوی نے ویران کیا تھا اور شیخ سعدی نے اپنی بوستان کے باب ہشتم میں اس عاج کا ذکر لکھا ہے۔ پس صاف ثابت ہے کہ مرزا قادیانی کا رب یہی عاج بت ہے۔ جس کی طرف سے شیاطین الہام کرتے رہے۔ نعوذ باللہ منہا۔



۴..... نہیں بلکہ آپ کا قرآن براہین احمدیہ ہے۔ مرزا قادیانی کا الہام ہے کہ: ”قرآن میرے منہ کی باتیں ہیں۔“ دوسرا آپ کے قرآن میں آیت انا انزلناہ قریباً من القادیان درج ہے۔ مسلمانوں کے قرآن شریف میں ایسا نہیں ہے۔

۵..... الہام وما ینطق عن الہوی . الایہ براہین احمدیہ! یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے مسلمانوں کو اپنے سے جدا کر دیا ہے۔ اور اپنی جماعت کو نصاریٰ اور مسلمانوں سے جدا ایک تیسرا گروہ قرار دیا ہے۔ اور اپنے مریدوں کو جماعت اسلام سے جدا کر لیا ہے۔ (دیکھو لیکچر بمقام لاہور ۱۹۰۴ء ص ۵۳، ۵۴، خزائن ج ۲۰ ص ۱۹۹، ۲۰۰)

۶..... یہ بھی غلط ہے۔ نماز پنجگانہ مرزا قادیانی کا جماعت سے نہ پڑھنا۔ نماز ظہر کے ساتھ نماز عصر کو سرور کی وجہ سے ملا کر پڑھ لینا۔ حکم خداوندی ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتاً کے برخلاف۔ رمضان شریف کے روزے بھی اختلاج قلب اور سفر کا بہانہ کر کے نہ رکھنا۔ اپنی منولفہ کتب کو قبل از تصنیف فروخت کرنا اور قیمت وصول کر لینا۔ اراضی رہن کا منافع حلال جان کر کھانا۔ مال حرام کو اپنے لئے قبول کرنا۔ وعدہ ایفاء کرنا۔ نماز کے بعد دعا نہ مانگنا۔ ہر کسی کو گالیاں دینا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الزام شراب پینے کا لگانا۔ یعنی انبیاء علیہ السلام کو معصوم نہ جاننا۔ تصویریں بنوا کر فروخت کروانا۔ مریدوں کا تصویریں تصاویر مرزا قادیانی کو بڑی تعظیم کے ساتھ اپنے پاس رکھنا اور اس کی زیارت کرنا۔ اپنے قریبی رشتہ داروں کے حقوق کو ادا نہ کرنا۔ مسلمانوں کو کافر کہنا۔ بلا قصور اپنے بیٹوں کو عاق کرنا۔ اپنی بیوی کو طلاق دینا اور اس کے جنازہ پر بھی نہ جانا۔ اپنے بیٹے کو اپنی عورت کے طلاق دینے پر مجبور کرنا۔ وغیرہ وغیرہ! مختصر سی شریعت مرزا قادیانی کی ہے۔ کیا اب بھی آپ کا ایمان ہے کہ شریعت میں ایک شوشہ کی بھی کمی بیشی ہوئی ہے یا نہیں؟

۷..... برائے نام جس سے کچھ فائدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لیس البر ان تولوا وجوہکم قبل المشرق والمغرب . الایہ! کو پڑھئے۔ بموجب الہام مرزا قادیانی ومن دخلہ کان آمناً قادیان کعبہ اور قبلہ مرزائیاں کا ہے۔ اس واسطے کسی مرزائی احمدی نے حج فرض کو ادا نہ کیا۔

۸..... نہیں دیکھو مرزا قادیانی کے الہامات انت منی وانا منک . ظہورک ظہوری . وغیرہ! مرزا قادیانی خدائی میں شریک ہیں۔ بلکہ ان کا خدا ان میں سے پیدا ہوا ہے۔ (نعوذ باللہ)

..... ۹ ..... نہیں بلکہ فرشتے کوئی چیز نہیں۔ سیارات اپنا کام کرتے ہیں۔

..... ۱۰ ..... نمبر ۴ میں آچکا ہے۔

..... ۱۱ ..... نہیں بلکہ مرزا قادیانی کا اپنا الہام قیل یا ایہا الناس انی رسول

اللہ الیکم جمیعاً (اے غلام احمد) لوگوں سے کہہ دے کہ میں تم سب کے واسطے اللہ کی طرف سے رسول ہوں۔

..... ۱۲ ..... یہ بھی غلط۔ مرزا قادیانی کا فرضی ایمان اس طرح پر ہے: آمَنتُ بِاللّٰهِ

وَالْمَلٰئِکَۃِ وَکِتٰبِہٖ وَرِسُوْلِہٖ وَالْبَعْثُ بَعْدَ الْمَوْتِ! (بلفظ مرزا قادیانی کا اشتہار ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء، مقام دہلی، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۱) اگرچہ مرزا قادیانی کا اپنا ایمان اپنے الہامات کے خلاف ہے۔ تاہم اس میں قیامت اور تقدیر، خیر و شر پر کوئی ایمان نہیں۔

..... ۱۳ ..... ہاں! یہ کلمہ بہت سے خاکروب اور آریہ ہندو وغیرہ لوگ بھی پڑھ لیتے

ہیں۔ مگر فائدہ؟

..... ۱۴ ..... مسلمانوں کا حج فریضہ کعبۃ اللہ شریف میں ہوتا ہے۔ اور مرزا قادیانی اور

ان کے مریدین کا حج قادیاں میں۔ فرمائیے مرزا قادیانی نے حج فرض کو ادا کیا۔ یا کسی مرزائی احمدی نے کبھی حج کو ادا کیا۔ ہرگز نہیں۔ پھر حج وہی کیا ہوا۔ مرزا قادیانی اور اکثر مرزائی مسلمہ متمول مالک نصاب با استطاعت ہیں۔ مگر حج کا کسی نے نام تک نہیں لیا۔ قبلہ اور کعبۃ اللہ شریف کی طرف رخ تک نہیں کیا۔

شاید آپ یہ کہیں کہ مرزا قادیانی کو حج کرنے کے واسطے امن نہیں تھا۔ خوف تھا۔ اس لئے انہوں نے حج نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں یہ محض غلط اور دھوکا ہے۔ جب مرزا قادیانی کا الہام یقینی واللہ یعصمک من الناس موجود ہے۔ اور یہ بھی تعلیٰ اور تحدیٰ ہے کہ مجھ کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ پھر حج کرنے میں کونسا امر مانع ہوا؟ یا یہ کہ الہام پر ایمان نہیں یقین نہیں۔ یا مسیحائی کا کوئی اثر نہیں۔ چاہئے یہ تھا کہ کعبۃ اللہ شریف میں حج کے لئے جاتے اور وہاں اپنا دعویٰ پیش کر کے علماء حرمین شریفین زاد ہا اللہ شرفاً و تعظیماً کو اپنی مسیحائی کی تاثیر سے مغلوب کر کے اپنے متواتر الہام قطعی کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی سے غالب آ کر دعوے کو منہوا لیتے۔ پھر کیا تھا۔ کل جہان مرزا قادیانی کو مان لیتا اور فتاویٰ کفر بھی صاف ہو جاتے۔ مگر افسوس! فرق صرف سچے اور جھوٹے کا ہی ہے۔

۱۵..... کونسی زکوٰۃ؟۔ آپ شہادت دے سکتے ہیں کہ کبھی مرزا قادیانی نے زکوٰۃ ادا کی۔ جبکہ لاکھوں روپیہ اور زیوران کے پاس تھے۔ یا کسی اور مرزائی نے زکوٰۃ مستحقین کو ادا کی؟ ہرگز نہیں۔

۱۶..... اس کا جواب نمبر ۶ میں دیا گیا ہے۔ مرزا قادیانی خود مانتے ہیں کہ ”سفر میں نمازوں کو جمع کر لیا کرتا ہوں اور مسجدوں میں جانا کراہت جانتا ہوں۔“

(دیکھو الہامی کتاب فتح اسلام ص ۴۰، ۴۱، خزائن ج ۳ ص ۲۵)

۱۷..... روزہ بھی نہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی اختلاج قلب اور سفر کا بہانہ کر کے روزہ نہیں رکھتے تھے۔ اور نہ بعد سفر اور آرام کے اعادہ کرتے تھے۔ سفر ریلوے، دہلی، لدھیانہ، امرتسر کا حال یاد ہوگا۔ مقیم مرزائیوں نے بھی روزے توڑ ڈالے تھے۔

۱۸..... اس کی بابت نمبر ۶ میں عرض کیا گیا ہے۔

۱۹..... ہاں! ایسے اہل قرآن ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے ہیں۔ قرآن شریف میں نعوذ باللہ گندی گالیاں بھری ہیں۔ قرآن شریف میں جو معجزات ہیں وہ سب مسمریزم ہیں۔ قرآن میں قادیان کا نام بھی اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ آپ کے قرآن میں حضرت رسول اکرم ﷺ کے معراج اور خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے۔ یا کوئی ذکر تک نہیں۔ وغیرہ وغیرہ!

۲۰..... ہاں! ایسے اہل حدیث کہ جہاں کوئی حدیث اپنے مطلب کے موافق ہوئی۔ خواہ وہ موضوع ہی کیوں نہ ہو اس کو مان لیا۔ جیسے حدیث موضوع لا مہدی الا عیسیٰ بن مریم اور جہاں کوئی حدیث خواہ صحیح بخاری میں ہی کیوں نہ ہو۔ اپنے خلاف ہو۔ اس سے انکار کر دیا۔ مثلاً حسب تحریر مرزا قادیانی حدیث شریف: ”لعنت اللہ علی الیہود و انصارئ اتخذوا قبور انبیائہم مساجد“ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۶۲ باب الجز عن اتخاذ القبور المساجد) ”(یعنی یہود اور نصاریٰ پر لعنت جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا ہے) بلا دشام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی پرستش ہوتی ہے اور مقررہ تاریخوں پر ہزار ہا عیسائی سال بسال جمع ہوتے ہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ درحقیقت وہ قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی قبر ہے۔“ (ملخصاً مرزا قادیانی کی ست بچن حاشیہ در حاشیہ ص ۱۶۲، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۹)

۱۔ حدیث شریف پیدائش مہدی علیہ السلام میں کرمہ، کدہ، قدحہ معرب قادیان لکھ کر حدیث شریف کی تحریف کر دی۔

لیجئے! غور فرمائیے اہل حدیث اور اسوہ حسنہ کے مقرر ایسے ہی ہونے چاہئیں۔ صرف دو ہی حدیثیں بطور نمونہ حاضر ہیں۔ جہاں چاہا مان لیا۔ جہاں چاہا انکار کر دیا۔ ایسی بہت سی احادیث ہیں جن کا انکار کیا گیا ہے۔ یا تو یہ تھا کہ اس حدیث سے جس کو مرزا قادیانی بوجہ صحیح بخاری اصح الکتاب میں درج ہونے کے بڑے زور سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور ان کی قبر کو بلا دشام میں ثابت کیا تھا۔ لیکن اب کوئی اور حدیث پیش نہیں کی۔ صرف حکیم نور الدین کے کہنے سے یوز آصف کی قبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ثابت کر دی۔ اور خود ہی حدیث صحیح سے انکار کر دیا۔ حکیم نور الدین کی کلام کو ناسخ حدیث صحیح حضرت ﷺ قرار دے دیا۔ افسوس! مرزا قادیانی کی اختلاف بیانی پر کچھ تو خیال فرمائیے۔

۲۱..... ہاں! دشمن خشک بیشک نہیں ہیں۔ لیکن دشمن تر ضرور ہیں۔ مرزا قادیانی جبکہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے برابر ہیں۔ بلکہ ان سے افضل (نعوذ باللہ) تو آئمہ فقہ کس حساب میں ہیں؟ اگر آپ یہ فرمائیں کہ مرزا قادیانی پر یہ زیادتی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو افضل کہیں نہیں کہا۔ میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی تو حضرت ﷺ کے معراج جسمانی کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن اپنی بڑائی میں کہتے ہیں کہ میں نے قضا و قدر کی مسلوں پر خداوند تعالیٰ کے دستخط کروا لئے۔ اس وقت خداوند تعالیٰ نے اپنے قلم کو چھڑکا۔ اس کی چھینٹیں میرے کپڑوں پر پڑیں۔ بلکہ عبداللہ سنوری میرے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی ٹوپی پر بھی چھینٹیں پڑیں۔ کپڑے موجود ہیں۔“  
(دیکھو سرمہ چشم آریہ حاشیہ ص ۱۳۲، خزائن ج ۲ ص ۱۸۰)

فرمائیے! سیاہی کی چھینٹیں مرزا قادیانی کے کپڑوں پر پڑیں اور اسی خدا مجسم، قلم مجسم سے جب ایسا ہوا تو مرزا قادیانی اس خدا کے پاس موجود تھے اور کوٹھے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت سیاہی کی چھینٹوں کو کس نے پرانے فلسفہ نے خشک نہ کیا اور مرزا قادیانی خدا کے پاس ایسے ہی بیٹھے ہوئے تھے جیسے صاحب ڈپٹی کمشنر کا مسلخوان۔ لیکن حضرت رسول خدا ﷺ کو ایسا رتبہ اور عزت کہاں کہ خدا کے پاس بیٹھ کر قضا و قدر کی مسلوں پر دستخط کروائیں۔ لاجول ولاقوۃ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قضا و قدر لکھی جا چکی۔ اس کی وہ سیاہی خشک ہو گئی۔ اب نئی قضا و قدر مرزا قادیانی نے شروع کر دی۔ یہ فضیلت کی تحریر ہے۔

دوم..... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”بہت باتیں ایسی ہیں جو آنحضرت ﷺ کو معلوم نہ ہوئیں اور وہ مجھ کو معلوم ہو گئیں۔“ (دیکھو ازالہ اوہام ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳) یہ دعویٰ بھی کیا کہ

حضرت رسول کریم ﷺ کی فتح سیفی ہے۔ میری فتح روحانی ہے۔ اور روحانی فتح سیفی سے زیادہ دیر پا ہوتی ہے۔ اور آنحضرت میں جلال بھی تھا۔ میرے اندر جمال ہی جمال ہے۔ اپنا تفوق۔

سوم..... خدا عرش پر مرزا قادیانی کی تعریف کرتا ہے۔ (انجام آتھم ص ۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۲) اور بہت ایسی باتیں ہیں جس سے اپنی فضیلت حضرت رسول اکرم ﷺ پر ثابت کرتے ہیں۔ غلط ہے۔ مرزا قادیانی اگر اہل باطن ہوتے تو اپنے مرنے کے وقت اپنا

دارالامان قادیاں دولت خانہ خود کو چھوڑ کر دشمنوں کے گھرا ہور میں نہ جاتے۔ اگر اہل باطن ہوتے تو زوجہ آسمانی کے بارے میں ایسے ایسے الہامات کر کے سر پرندامت نہ لے جاتے۔ اور نہ اپنے حقیقی رشتہ داروں سے قطع رحم کرتے۔ اگر اہل باطن ہوتے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہلے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا اور اب تک زندہ رہنا اور قرب قیامت کو دنیا پر دوبارہ آنا نہ لکھتے۔ پھر اس کے خلاف ان کو وفات یافتہ قرار دے کر پہلے ان کی قبر بلا دشام اور گلیل میں لکھ کر پھر کشمیر میں تحریر نہ فرماتے۔

صوفیائے کرام کا بھی کوئی احترام نہیں۔ جبکہ مرزا قادیانی کسی بزرگ سے بیعت نہیں تھے اور نہ کسی سلسلہ صوفیاء میں منسلک تھے۔ تو پھر احترام کیسا؟ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا نئے احمدی مرزائی اکمل آف گولیکی کا مضمون بر خلاف صوفیاء خاندان نقشبندی ”نقشبندیوں پر حجت“ کے نام سے اخبار الحکم میں شائع کیا تھا۔

پس مولوی صاحب یہ سب باتیں ہاتھی کے دانتوں کی طرح ہیں اور کچھ نہیں۔ آپ اگر یکسوئی سے غور فرمائیں گے تو آپ پر ظاہر ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی نہ نبی تھے، نہ رسول، نہ بروزی نبی، نہ مسیح موعود، نہ مہدی مسعود، نہ کلکی اوتار، نہ کرشن اوتار، کچھ بھی نہ تھے۔ نہ ان کی خونہ خصلت، نہ تمثیلی، نہ اصلی۔ البتہ روپیہ پیسہ کے خواہاں۔ اسی لئے تین ماہ برابر الحکم میں اشتہار جاری ہوتا رہا کہ اگر تین ماہ تک کوئی شخص میرا مرید قادیاں میں چندہ نہ بھیجے گا اس کا نام بیعت میں سے خارج کر دیا جائے گا۔ آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ مریدین کی بیعت صرف چندہ کے شرط پر تھی اور مرزا قادیانی کو ایسا اشتہار دینا چاہئے تھا؟۔ خدائی سلسلہ کے لئے ایسے اشتہار جاری کرنے چاہئیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ سب باتیں سنت اللہ کے خلاف ہیں۔ اسی وجہ سے مرزا قادیانی نے ۱۹۰۶ء میں اپنے مرنے سے ایک سال ساڑھے سات ماہ اوّل اپنی جماعت کو بڑے افسوس کے ساتھ کافر اور منافق فرما دیا۔ آپ کی تسلی کے لئے ان کی اصل تحریر مندرجہ انجام آتھم اخبار الحکم نقل کرتا ہوں:

## اپنی جماعت کی موجودہ حالت

”میں دیکھتا ہوں اب تک ہم کو بھی ایسی جماعت نہیں ملی۔ جب ہم کسی امر میں فیصلہ کر دیں تو تھوڑے ہیں جو اس کو شرح صدر سے منظور کر لیں۔ آنحضرت ﷺ کے تو وہ ایسے فدائی تھے اور جان نثار تھے کہ جانیں دیدیں۔ اب اگر اتنا ہی کہا جائے کہ سو دو سو کوں پر جاؤ اور وہاں دو چار برس تک بیٹھے رہو۔ پھر گننے سننے لگ جاویں۔ زبان سے تو کہنے کو کہہ دیتے ہیں کہ آپ جو کر دیں ہم کو منظور ہے۔ لیکن جب کہا جائے تو پھر ناراضگی کا موجب ہوتے ہیں۔ یہ نفاق ہوتا ہے۔ میں منافقوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ منافقوں کی نسبت فرماتا ہے: ان المنافقین فی الدارک الاسفل من النار! یقیناً یاد رکھو۔ منافق کافر سے بھی بدتر ہے۔ اس لئے کافر میں شجاعت اور قوت فیصلہ تو ہوتی ہے۔ وہ دلیری کے ساتھ اپنی مخالفت کا اظہار کر دیتا ہے۔ مگر منافق میں شجاعت اور قوت فیصلہ نہیں ہوتی۔ وہ چھپاتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر جماعت میں وہ اطاعت ہوتی جو ہونی چاہئے تھی تو اب تک یہ جماعت بہت کچھ ترقی کر لیتی۔“

(بلفظ الحکم نمبر ۱۰ ص ۳۲، مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء)

لیجئے! یہاں پر مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کی تعریف بھی اچھی طرح فرمادی۔ منافقوں، کافروں سے بدتر فرمادیا اور یہ بھی فرمادیا کہ اطاعت نہیں کرتے۔ حکم نہیں مانتے۔ اس وجہ سے کچھ ترقی بھی نہ ہوئی۔ اس کی وجہ بھی وہی ہے جو مال چندہ وغیرہ ادا نہیں کرتے۔ اس کی نظر اسی اخبار میں اسی جگہ یوں فرماتے ہیں۔ اور صحابہ کا یہ حال تھا کہ ان میں سے مثلاً ابو بکر رضی اللہ عنہ کا وہ قدم اور صدق تھا کہ سارا مال ہی آنحضرت ﷺ کے پاس لے آئے۔ براہ مہربانی مرزا قادیانی کی تحریر اور منشاء پر غور فرمائیں۔ یہی کہ سب مرید اپنے گھروں سے سارا کا سارا مال مرزا قادیانی کے پاس حاضر کر دیں اور مرزا قادیانی جہاں چاہیں خرچ کریں۔ پھر حضرت ﷺ ”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“ کی شان اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا علو مرتبہ کی نسبت کا مقابلہ مرزا قادیانی اپنے ساتھ کرتے ہیں۔ صرف لفاظی۔

اب میں وہ آیت ان فی هذا البلغا القوم عابدين! جو آپ نے اپنی معیار صداقت کی پیشانی پر عبرتاً لکھی ہے پیش کرتا ہوں۔ جس کی بابت عرض کیا گیا تھا کہ بعد میں عرض کروں گا جو آپ کے نہایت ہی قابل غور اور توجہ ہے۔ اس پیشگوئی الہی پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے سے آفتاب کی طرح ظاہر ہو جائے گا کہ اسلام کی صداقت حضرت رسول اکرم ﷺ کی

رفاقت و صداقت صحابہ کرامؓ کی صداقت و اطاعت حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ اور ان کے مذہب کی صداقت اور ان کے مقلدین اور پیروں کی صداقت اسی پیشین گوئی و دیگر آیات مشمولہ میں خداوند کریم نے فرمائی ہے اور قوم عابدین میں شمار کرنا خداوند تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا نمونہ ہے:

عدد شود سب خبر گر خدا خواہد

اب آپ کے لئے پوری آیات شریف کو لکھ کر پیش کرتا ہوں۔ پھر ان کے معنی اور تفسیر کروں گا۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ اگر کوئی اور بات نہ آگئی تو عریضہ کو ختم کروں گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

”وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ . ان فی هذا البلغ القوم عبدين . وما ارسلناك الا رحمة للعالمين (انبیاء: ۱۰۵ تا ۱۰۷)“ اور تحقیق ہم نے زبور (لوح محفوظ) میں ذکر اور نصیحت کے بعد لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔ تحقیق اس میں قوم عبادت کرنے والی کو البتہ مطلب پر پہنچا دینا ہے۔ یہ اس لئے کہ (اے محمد ﷺ) ہم نے آپ کو تمام عالموں کی رحمت ہی کے واسطے رسول بنا کر بھیجا ہے۔“

تمام تفاسیر اسلامی میں الارض کے معنوں سے دو مطلب لئے ہیں۔ ایک تو ارض بہشت کی زمین سے مراد ہے۔ دوسرا الارض سے ارض بیت المقدس ہے جو اس وقت اہل کتاب کا کعبہ ہے۔ مراد ہے۔ بہشت کی زمین کا وارث ہر ایک مسلمان تا بعد از پیغمبران علیہم السلام ہو سکتا ہے۔ لیکن زمین بیت المقدس کا وارث یا مالک یا خلیفہ ہونا کلام الہی کی پیشین گوئی کے مطابق اول ذکر مراد سے مراد ہے۔ تفاسیر جامع البیان، فتح المنان، وغیرہما میں درج ہے کہ سعید بن جبیر و مجاہد و کلبی و مقاتل و ابن زید فرماتے ہیں کہ اس آیت شریفہ میں زبور سے وہ کتابیں مراد ہیں (تورات، زبور، انجیل، قرآن شریف) جو دنیا میں انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں اور ذکر سے مراد لوح محفوظ ہے۔ جہاں سے یہ کتابیں رسل علیہم السلام کے پاس بذریعہ وحی الہی پہنچیں اور ارض سے ارض مقدسہ بیت المقدس اور ملک شام مراد ہیں۔

۱۔ ملک شام..... الخ۔ مرزا قادیانی نے بھی اپنی براہین احمدیہ میں ایسا لکھا ہے۔ وہو هذا! ”خدا نے کہا تھا کہ میں ارض شام کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال کر مسلمانوں کو اس زمین کا وارث کر دوں گا۔ دیکھو اب تک مسلمان ہی اس کے وارث ہیں۔“

(براہین احمدیہ ص ۲۵، خزائن ج ۱ ص ۲۷۱)

پس خلاصہ یہ ہے کہ لوح محفوظ اور تمام کتب الہی میں خداوند تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ملک شام اور بیت المقدس کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔ اگر آپ کو میرے ترجمہ اور معنی یا مراد میں کوئی شک ہو تو آپ کتب تفاسیر دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن علاوہ اس کے میں مرزا قادیانی کا ہی ترجمہ جو انہوں نے اپنی الہامی کتاب براہین احمدیہ میں فرمایا ہے لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ آپ کو شک نہ رہے اور مزید اطمینان ہو جائے۔ وہ ہوا ہذا

”ولقد كتبنا في الزبور من بعد الذكر ان الارض يرثها عبادي الصالحون!“ (زمر: ۲۷) ”ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھا ہے کہ جو نیک لوگ ہیں وہی زمین کے وارث ہوں گے۔ یعنی ارض شام کے۔“

(زبور ۳ بلفظ براہین احمدیہ ص ۲۳۷ خزائن ج ۱ ص ۲۶۱)

لیجئے! مرزا قادیانی نے یہاں کتاب زبور باب ۳۷ کا یہی حوالہ دے دیا ہے کہ اس کے مطابق ملک شام کے وارث اور مالک نیک بندے اس پیشین گوئی کے مطابق ہوں گے۔ میرا دعویٰ تو رات زبور انجیل کتب الہامی میں قرآن کریم کے مطابق یہ پیشگوئی موجود ہے۔ مگر میں سب عبارات مذکورات کو لکھوں تو ایک ضخیم کتاب ہو جائے۔ لیکن تاہر ایک ایک عبارت ہر ایک کتاب کی لکھ دیتا ہوں کہ آپ اس پر غور فرمائیں:

تورات کتاب پیدائش باب ۷ ا

تب ابرام منہ کے بل گرا اور خدا اس سے ہم کلام ہوا۔ بولا کہ دیکھ میں جو ہوں میرا عہد تیرے ساتھ ہے اور تو بہت قوموں کا باپ ہوگا اور تیرا نام پھر ابراہانہ کہلایا جائے گا بلکہ یہ تیرا نام اپنا ہوگا۔ کیونکہ میں نے تجھ کو بہت قوموں کا باپ ٹھہرانا ہے۔ میں تجھے بہت برومند کرتا ہوں اور تو میں تجھ سے پیدا ہوں گی اور بادشاہ تجھ سے نکلیں گے اور میں اپنے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ان کی پشت کے لئے اپنا عہد جو ہمیشہ کا عہد ہو کرتا ہوں کہ میں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا ہوں گا اور میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان (بیت المقدس ملک شام) تمام ملک جس میں تو پر دیسی ہے دیتا ہوں کہ ہمیشہ کے لئے مالک ہو۔ پھر خدا نے ابراہام

۱۔ الصالحون رسم الخط قرآن شریف کے خلاف ہے کہ تمام کتب..... الخ۔ قرآن شریف میں بھی اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے: فقد اتینا آل ابراہیم الكتاب والحکمة و آتینہم ملکا عظیما (النساء: ۵۴)!



سے کہا کہ تو اور تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت میرے عہد کو نگاہ رکھیں۔ میرا عہد جو میرے اور تمہارے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے جسے تم یاد رکھو۔ سو یہ ہے کہ تم سے ہر ایک فرزند زینہ کا ختنہ کیا جاوے۔ (بلفظہ آیت: ۱۱: آیت: ۱۱)

۲..... یسعیاہ نبی کی کتاب و تورات باب ۵۲ آیت ایک

”جاگ جاگ اے صیہون بیت المقدس اپنی شوکت پہن لے اے یروشلیم مقدس (بیت المقدس) شہر اپنا سخیلا لباس اُپر دھو لے۔ کیونکہ آگے کو کوئی نامختون یا ناپاک تجھ میں کبھی داخل نہ ہوگا۔“ (بلفظہ زبور باب ۳۷، آیات ۹، ۱۰، ۱۱، ۲۲، ۲۹)

۳..... ”بدکار کاٹ ڈالے جائیں گے۔ لیکن وے جو خداوند کے منتظر ہیں زمین کو میراث میں لیں گے۔ ایک تھوڑی مدت ہے کہ شریر نہ ہوگا۔ تو غور کر کے اس کا مکان ڈھونڈے گا اور وہ نہ ہوگا۔ لیکن وے جو حکیم ہیں زمین کے وارث ہوں گے۔ جن پر ان کی برکت ہے۔ زمین کے وارث ہوں گے اور بہت سی راحت پا کر خوشدل ہوں گے۔ صادق زمین کے وارث ہوں گے اور اب تک اس پر بسیں گے۔“ (بلفظہ انجیل متی باب ۵، آیت ۵)

۴..... مبارک وے جو حلیم ہیں۔ کیونکہ وے زمین کے وارث ہوں گے۔ بلفظہ! نوٹ راقم..... بطور بہت سی عبارات کتب اہل کتاب کے موجود ہیں۔ طوالت کی وجہ سے درج نہیں کی گئیں۔ ان تمام احکامات پیش گوئیاں مندرجہ کتب ہما بقہ و قرآن شریف سے ثابت ہے کہ بیت المقدس ملک شام کا مالک اور وارث خدا کے نیک اور صالح بندے ہوں گے اور ابد تک اس پر بسیں گے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس پیشین گوئی الہی کے مطابق بیت المقدس اور ملک شام کے مالک اور وارث کب سے کون لوگ ہیں۔ ان کا طریق کیا ہے۔ مذہب کیا ہے اور پہلے لوگوں کا کیا تھا اور اس پیشین گوئی کی صداقت کس طرح پر ہے۔

تواریخ میں لکھا ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفہ راشد عمرؓ کے زمانہ میں ملک شام بالخصوص بیت المقدس کا محاصرہ کیا گیا تھا۔ اس وقت ایک شخص ارطیون نامی بہ قتل بادشاہ کی طرف سے بیت المقدس یا یروشلیم کا حامل تھا۔ محاصرین میں حضرت عمرو بن عاصؓ، حضرت ابو عبیدہؓ، حضرت یزید ابن ابی سفیانؓ اور حضرت خالدؓ تھے۔ عرصہ تک جب بیت المقدس فتح نہ ہوا۔ تب ارطیون نے پیغام بھیجا کہ تم لوگ ناحق کوشش کر رہے ہو۔ جس شخص کے ہاتھ پر فتح ہونا بیت المقدس کا ہماری کتابوں میں لکھا ہے اس کا حلیہ تمام لوگوں میں سے کسی کا نہیں ملتا۔ اس وقت

حضرت امیر المومنین عمرؓ کو خبر دی گئی کہ وہ مدینہ منورہ سے اکیلے معہ غلام شتر سرخ پر سوار ہو کر بیت المقدس میں تشریف فرما ہوئے۔ تب اریطون عامل نے بلا حیل و حجت حلیہ سے شناخت کر کے دروازے شہر کے کھول دیئے۔ با آواز بلند کہا کہ بیت المقدس میں داخل ہو جائیے اکالید شہر حوالہ کر دیں۔ تب آیت شریف: ”يقوم ادخلوا الارض المقدسه التي كتب الله لكم (المائدہ: ۲۱)“ یعنی اے قوم (صالحین) بیت المقدس میں داخل ہو جاؤ۔ جس کی وراثت خداوند تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ رکھی ہے) کی پوری تصدیق ہوئی اور اسی آیت شریفہ کی تصدیق کتاب تورات میں حضرت عمرؓ کی فتح کی بابت ہوتی ہے۔ چنانچہ یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۲۶ آیت ایک دو میں اس طرح لکھا ہے تم دروازے کھولو۔ تاکہ راست باز قوم جس نے صداقت کو حفظ کر رکھا ہے اندر آوے۔

الغرض یہ بیت المقدس ارض مقدسہ ملک شام حضرت عمرؓ کے وقت سے بموجب پیشین گوئی لوح محفوظ تورات زبور انجیل قرآن شریف کے فتح ہو کر اہل اسلام کے قبضہ اور وراثت اور ملکیت میں ہے اور تا قیامت اسی طرح رہے گا۔ ومن اصدق من الله قيلا! خدا سے کون زیادہ سچا ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ بیت المقدس و ملک شام مسلمانوں کی وراثت میں اس وقت ۱۳۲۸ھ میں موجود ہے۔ پھر دیکھنا یہ ہے کہ اہل اسلام میں جو تہتر فرقے بیان کئے جاتے ہیں (خواہ سوائے پانچ چار کے معدوم ہیں) ان میں سے کس فرقہ کے قبضہ اور وراثت میں ہے؟۔ (مذہب اربعہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، مقلدین کا فرقہ ایک ہی ہے اور یہی اہل اسلام میں اہل سنت و جماعت ہے) یہ اہل سنت و جماعت کے قبضہ اور وراثت میں ہے یا کسی دیگر فرقہ، شیعہ، خارجی، معتزلہ، دہریہ، نیچری، غیر مقلد، وہابی، بابی، مرزائی، احمدی، چکڑالوی وغیرہم میں سے کس کے قبضہ میں ہے؟۔ جواب اس کا صحیح طور پر یہی ہے کہ اہل سنت و جماعت کے قبضہ میں ہے اور اہل سنت و جماعت کے مذہب اربعہ میں سے یہی بالخصوص کسی مذہب والے کے قبضہ میں ہے۔ اس کا جواب بھی آنکھوں کے سامنے یہی ہوگا کہ مذہب حضرت سراج الائمہ امام اعظمؒ کے مقلدین کے قبضہ اور وراثت میں ہے۔

۱۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس جگہ تورات میں حلیہ مفصل حضرت عمرؓ کا لکھا ہوا تھا اور بعد میں تحریف کی گئی۔

کیونکہ حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ جس کی وراثت اور قبضہ میں بیت المقدس اور ملک شام اس وقت ہے۔ وہ مقلدین حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ میں سے ہیں۔

بس اس سے نہایت واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ خداوند تعالیٰ کی پیشین گوئی عبادی الصلحون میں حضرت نعمان بن ثابت امام ابو حنیفہؒ اور ان کے مقلدین ہیں اور یہی لوگ قیامت تک بموجب پیشین گوئی قرآن شریف و کتب سابقہ ولوح محفوظ کے ملک شام اور بیت المقدس کے مالک اور وارث ہوں گے۔ اور اسی پر ہمارا تہ دل سے ایمان ہے اور اسی امر کے متعلق ایک لطیف نکتہ اسرار الہیہ میں ہے۔ جس کو مولانا حضرت امام یعقوب اسحاق رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۳۸ھ نیشاپوری نے اپنی کتاب ”ناصر اللیب فی اسماء الحبیب“ میں درج کیا ہے۔ وہ یہ ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کے نام کے حروف چار ہیں اسی طرح حضرت رسول اکرم ﷺ کے نام مبارک محمد ﷺ کے بھی چار ہی حروف ہیں۔ پھر لکھتے ہیں:

اولاً..... جس طرح سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے بارہ حروف ہیں۔ اسی طرح تصدیق رسالت محمد رسول اللہ کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

ثانیاً..... جس طرح سے محمد رسول اللہ ﷺ کے بارہ حروف ہیں۔ اسی طرح سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

ثالثاً..... جس طرح سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارہ حروف ہیں۔ اسی طرح سے حضرت عمر ابن الخطاب کے نام کے بھی وہی بارہ حروف ہیں۔

رابعاً..... پھر اسی طرح سے حضرت عثمان ابن عفانؓ کے نام کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

خامساً..... پھر جس طرح سے حضرت عثمان ابن عفان کے بارہ حروف ہیں۔ اسی طرح حضرت علی بن ابی طالب کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔ انتہی

اس کے بعد خاکسار راقم الحروف کہتا ہے:

سادساً..... پھر اسی طرح سے حضرت نعمان ابن ثابتؓ کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

سابعاً..... جملہ آیت شریفان الارض یرثھا کے بھی بارہ حروف ہیں۔

۱۔ اس میں ایک اور بھی نکتہ اسرار الہیہ کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور محمد ﷺ اور کلمہ شریف

لا الہ الا اللہ اور تصدیق رسالت محمد رسول اللہ پاک اور صاف بے نقطہ ہیں۔ سبحان اللہ و بحمدہ! منہ

ثامناً..... اسی طرح دیگر جملہ آیت عبادی الصلحون کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

تاسعاً..... اسی طرح سے بیت المقدس جس کا نام المسجد الاقصیٰ ہے اور دوسرا نام الارض المقدسہ ہے جس کی وراثت کی پیش گوئی ان کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

عاشرأ..... اسی لحاظ سے جو اس وقت مالک و وارث اس بیت المقدس اور ملک شام کے ہیں۔ ان کا لقب امیر المومنین (حضرت سلطان روم ہے اور وہ اہل سنت و جماعت ہیں) ان کے بھی وہی بارہ حروف ہیں۔

ان تمام مناسبتوں کو آیت شریف قرآنی تلك عشرة كاملة پوری کرتی ہے اور مزید لطف یہ ہے کہ اس آیت شریفہ کے بھی وہی بارہ حروف ہیں۔ الحمد للہ علی احسانہ! شاید آپ یہ خیال مبارک میں لاویں کہ ایسی مناسبتیں کسی غیر اسلامی یا غیر اہل سنت و جماعت کے نام پر بھی عائد ہو جائیں تو پھر اس کا جواب کیا ہوگا؟۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ مناسبت واقع کے برخلاف ہو اور پیشگوئی کے پہلو کو لئے ہوئے نہ ہو محض بارہ ہی حروف کی مناسبت ہو تو وہ اس پیش گوئی کی تمام مناسبات کی ناسخ نہیں ہو سکتی اور نہ اس کا کچھ اعتبار ہوگا۔ مثلاً اگر آپ یہ کہیں کہ حکیم نور الدین کے بھی بارہ ہی حروف ہیں اور وہ آجکل خلیفۃ المسیح بھی ہیں۔ کیونکہ اس مناسبت اور پیشین گوئی میں داخل ہیں۔ میں نہایت افسوس سے کہوں گا کہ یہ مناسبت واقع موجودہ کے برخلاف اور بالکل برخلاف ہے۔ کیونکہ ملک شام اور بیت المقدس حکیم نور الدین کے ہم مذہب کی وراثت میں نہ پہلے کبھی ہوا اور نہ اب ہے اور نہ کبھی ہوگا۔ پھر یہ بارہ حروفی مناسبت کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ غرضیکہ پیشین گوئی قرآن مجید اور کتب الہامی سابقہ اور لوح محفوظ سے یہ ثابت کرنا تھا کہ اس کے مطابق کون لوگ حق پر ہیں۔ کون ایماندار حلیم اور صالح ہیں۔ کون عبادی الصلحون میں داخل ہیں۔ سو اس پیشینگوئی سے اظہر من الشمس ثابت ہو گیا کہ مذہب اہل سنت و جماعت مقلدین بالعموم اور مقلدین امام اعظم بالخصوص اس پیشینگوئی میں داخل ہیں اور اس میں ذرہ بھر بھی شبہ کی گنجائش نہیں کہ امام الائمہ سراج الامۃ حضرت امام ابوحنیفہ امام اعظم کا مذہب مقبول

۱۔ اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے علی ہدیٰ من رہم یہی لوگ ہدایت یافتہ خدا کی طرف سے ہیں۔ اس کے بھی بارہ ہی حروف ہیں اور آیت صراط المستقیم کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

الہی اور ارادہ الہی میں اور حضرت رسول اکرم ﷺ کی پسندیدگی میں داخل ہے اور حضرت امام اعظمؒ کی وہ شان اعلیٰ اور ارفع تھی کہ دوسرے کسی مجتہد علیہ الرحمۃ کو عطاء نہیں ہوئی اور قرآن فہمی اور بلکہ استنباط مسائل فقیہ اور احادیث کے صحیح مفہوم کا ادراک کسی کو ان کے برابر حاصل نہ تھا اور عرفان الہی میں کامل اور اکمل تھے اور اسی لئے خداوند کرم کے ارادہ کے مطابق ان کے مذہب میں وسعت ایسی ہو گئی کہ روم، شام، عرب اور عجم مشرق و مغرب شمال و جنوب میں مذہب احناف کا پھیل گیا مختصراً۔

مولوی صاحب شاید میری اس تحریر کو نامعتبر یا سن نلی پر محمول فرمائیں۔ اس لئے مجھے ضروری ہوا کہ میں اس تحریر کی تصدیق مرزا قادیانی کی دستاویزات سے ہی نکال کر پیش کروں۔ تاکہ آپ کو اطمینان ہو جائے۔ لیجئے سنئے! مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

(۱)..... ”امام بزرگ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بعض تابعین کو بھی دیکھا تھا۔

نوٹ: راقم! مرزا قادیانی سے صحابہ کی بجائے تابعین کا لفظ لکھا گیا۔ معلوم ہوتا ہے یہ کاتب کی غلطی ہے۔“

(۲)..... ”امام بزرگ حضرت امام ابو حنیفہ کو علاوہ کمالات علم آثار نبویہ کے استخراج مسائل قرآن میں ید طولیٰ تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی پر خدا تعالیٰ رحمت کرے۔ انہوں نے مکتوب ص ۳۰۷ میں فرمایا ہے کہ امام اعظم صاحب کی آنے والے مسیح کے سنا تھا استخراج مسائل قرآن میں ایک روحانی مناسبت ہے۔“ (بلفظ الحق مباحثہ لدھیانہ ص ۹۹، خزائن ج ۳ ص ۱۰۱)

(۳)..... ”اصل حقیقت یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ اپنی قوت اجتہادی اور اپنے علم اور دراست اور فہم و فراست میں آئمہ ثلاثہ باقیہ امام مالک شافعی جنبل سے افضل و اعلیٰ تھے خدا داد قوت فیصلہ ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ وہ ثبوت و عدم ثبوت میں بخوبی فرق کرنا جانتے تھے اور ان کی قدرت مدرکہ کو قرآن شریف کے سمجھنے میں ایک خاص دستگاہ تھی اور ان کی فطرت کو کلام الہی سے ایک خاص مناسبت تھی اور عرفان کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ چکے تھے۔ اس وجہ سے اجتہاد اور استنباط میں ان کے لئے وہ درجہ علیا مسلم تھا جس تک پہنچنے سے دوسرے سب لوگ قاصر تھے۔“

(بلفظ مرزا قادیانی کا ازالہ اوہام ص ۵۳۰، خزائن ج ۳ ص ۲۸۵)

(۴)..... ”اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے

تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں۔ کیونکہ ۱۔ اس فرقہ کی کثرت خدا کی ہے۔“ لیجئے مولوی صاحب! مرزا قادیانی کی تحریر سے بھی حقانیت مذہب مقلدین امام اعظمؒ بموجب پیشگوئی قرآن شریف اور کتب الہامی سابقہ سے ثابت ہوگئی۔ نیز تقلید شخصی جناب حضرت امام مقدس کی خداوند کریم توفیق ہدایت فرمائے۔ آمین!

اب میں مسلمانوں اور مرزائی احمدیوں کا فرق آپ کو دکھاتا ہوں۔ مختصراً پھر عریضہ کو انشاء اللہ تعالیٰ ختم کروں گا۔

### مسلمانوں اور مرزائی احمدیوں میں فرق و تمیز

بہت طول طویل بحثوں کا نہایت مختصر خلاصہ عام فہم صرف دو امور اس طرح پر ہیں:  
 اول! مرزا قادیانی نے دعوی نبوت اور رسالت کا کیا جو قرآن کریم سے مخالف ہے اور اس دعویٰ کے منکر کو کافر، بے ایمان، لعنتی، جہنمی، خارج از اسلام وغیرہ وغیرہ لکھا ہے اور اس دعویٰ کو مرزائیوں نے قبول کر لیا اور ویسے ہی انہوں نے بھی مسلمانوں کو لکھا۔

دوم! توہینات انبیاء علیہم السلام یہ دونوں امرا صولاً اور نصاً قطعاً خلاف اسلام ہیں اور اولہ اربعہ (قرآن شریف احادیث شریف اجماع امت قیاس مجتہدین) سے ثابت ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر اور مرتد ہے۔ جس پر فتاویٰ عرب اور عجم بھی شاہد ہیں دعاوی نبوت تو مختصراً عرض ہو چکے ہیں۔ لیکن توہینات انبیاء علیہم السلام میں نے نمبر وار اپنی کتاب کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی میں مرزا قادیانی کی کتب سے نقل کی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سی ہیں۔ مگر میں صرف دو ایک ہی یہاں پر آپ کی توجہ اور غور کے لئے لکھتا ہوں۔ لکھنے سے پہلے خدا سے ڈرتے ہوئے نقل کفر کفر نہ باشد لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ خداوند کریم اس نقل کرنے پر بھی اخذ نہ کرے اور معاف فرمائے۔ آمین!

۱۔ سوالات کے جوابات منجانب مولوی نور الدین خلیفہ مرزا قادیانی۔ سوال مرزا قادیانی کس فرقہ میں سے تھے۔ (۴) مرزا قادیانی کے نزدیک اسلام کے فرقہ ہائے مختلفہ میں سے وہ کونسا گروہ ہے جس میں خود بھی مرزا قادیانی داخل ہیں اور اس کے اصول کے موافق لوگوں کو ہدایت فرماتے ہیں۔ جواب (۴، ۳) حضرت مرزا صاحب اہل سنت والجماعت خاص کر حنفی المذہب تھے۔ اسی طائفہ ظاہرین علی الحق میں سے تھے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(بلفظہ اخبار بدر قادیان نمبر ۲۰ جلد ۱۲ مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۱۲ء ص ۳ کالم ۲، ۱)

دیکھئے مرزا قادیانی حسب ذیل فرماتے ہیں:

..... ”مسیح کا بے باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ بات نہیں۔ حضرت آدم ماں اور باپ وہ تو نہیں رکھتے تھے۔ اب قریب برسات آتی ہے۔ باہر جا کر دیکھئے کہ کتنے کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔“ (جنگ مقدس ص ۱۹۸، خزائن ج ۶ ص ۲۸۰)

۲۲ مئی سے ۵ جون ۱۸۹۳ء تک فرمائیں۔ اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش برساتی کیڑے مکوڑوں کے برابر ہے۔ یہ ان کی کس قدر توہین ہے اور خلاف قرآن کریم فرماتے ہیں۔ میری نگاہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کا بے باپ پیدا ہونا کچھ عجوبہ بات ہی نہیں۔ اس میں مرزا قادیانی کو خدا کا خوف ہوا نہ کلام الہی پر ایمان رہا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَلْنَجْعَلْهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا“ یعنی ہم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش بلا ماں باپ کو لوگوں کے لئے معجزہ اور عجوبہ نشان بنایا ہے اور ہماری طرف سے رحمت ہے اور پھر دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَجَعَلْنَا هَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ“ یعنی ہم نے حضرت مریم اور عیسیٰ علیہم السلام کو تمام عالموں کے لئے معجزہ اور عجوبہ نشان بنایا ہے۔ اور پھر تیسری جگہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَجَعَلْنَا بَنِي مَرْيَمَ وَآلَهُ آيَةً“ اور بنایا ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں مریم کو ایک عجوبہ شان آپ خدا کے لئے غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بلا باپ کو ایک معجزہ اور عجیب نشان فرما رہا ہے اور تمام جہانوں کے لئے ہمیشہ کے لئے یہ ایک نہایت عجوبہ بات ہے۔

لیکن افسوس مرزا قادیانی کی بے باکی کو ملاحظہ فرمائیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ مسیح کا بے باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ بات نہیں ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے برسات میں کیڑے مکوڑے بے ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ گویا مرزا قادیانی کی ایسی اعلیٰ نگاہ ہے کہ ان کی نگاہ میں قرآن کریم بھی نعوذ باللہ کوئی عجوبہ بات نہیں۔ یہ سخت توہین قرآن کریم اور حضرت آدم و حوا سیما سلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ جو کفر اور ارتداد سے بھی بڑھ کر ہے۔

(۲)..... ”مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے۔ اس کا جواب یہی

پ نے سوچا ہوگا۔“ (بلفظہ رسالہ نور القرآن ۱۸۹۶ء ص ۱۹، خزائن ج ۹ ص ۳۹۴)

(۳) ..... یسوع شریر، مکار، موٹی عقل ۱ والا، بد زبان، غصہ ور، گالیاں دینے، والا جھوٹا، علمی اور عملی قویٰ میں کچا، چور، شیطان ۲ کے پیچھے چلنے والا، شیطان کا ملہم، اس کے دماغ میں خلل تھا، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے ان کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا، آپ کا کنچنیوں سے میلان اور صحبت جدی مناسبت سے تھا۔“

(بلفظہ ملخصاً ضمیمہ انجام آتھم ص ۴، ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸ تا ۲۹۱)

(۴) ..... ”یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب ۳ پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔“ (بلفظہ مرزا قادیانی کی کتاب تقویہ الایمان کا حاشیہ ص ۶۵، خزائن ج ۱۹ ص ۷۱) الہی تو بہ!!!

میں کہتا ہوں کہ اسے خداوند کریم! میں پناہ مانگتا ہوں شیطان رجیم سے بچا مجھ کو اور تمام مسلمانوں کو ایسی توہینات اور سب و شتم انبیاء علیہم السلام سے، مرزا قادیانی نے غضب پر غضب کر دیا ہے۔ دیکھئے اور غور فرمائیے! مرزا قادیانی کی ایمانداری نبوت اور رسالت پر کہ کس قسم کی فحش گالیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دی ہیں اور قرآن مجید کو نعوذ باللہ پس پشت ڈال کر بالکل

۱۔ موٹی عقل والا اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب جبرائیل علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بشل انسانی آئے تو فرمایا قال انما ان رسول ربك لا هب لك غلماً ذکياً! یعنی میں تیرے خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ تاکہ تجھے ایک لڑکا پاک اور صاف تیز عقل والا ذہین بخشوں۔ مرزا قادیانی ان کو موٹی عقل والا فرماتے ہیں۔ قرآن فہمی؟۔

۲۔ شیطان کے پیچھے چلنے والا۔ لیکن قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے ولم يجعلنی جباراً شقیماً، والسلام علی یوم ولدت و یوم اموت و یوم ابعث حیا! یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے سرکش نافرمان پیدا نہیں کیا اور مجھ پر سلامتی ہے جس دن پیدا ہوا تھا اور جس دن مروں گا اور جس دن پھر زندہ کیا جاؤں گا۔

۳۔ شراب..... الخ۔ دوسری جگہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں ” (عیسائی) اسی شخص ز عیسیٰ علیہ السلام) کو تمام عیبوں سے مبرا سمجھتے ہیں جس نے خود اقرار کیا کہ میں نیک نہیں اور جس نے شراب خواری اور قمار بازی اور کھلے طور پر دوسروں کی عورتوں کو دیکھنا جائز رکھ کر بلکہ آپ ایک بدکار کنجری سے اپنے سر پر حرام کی کمائی کا تیل ڈلوا کر اور اس کو یہ موقع دے کر کہ وہ اس کے بدن سے بدن لگا دے۔ اپنی تمام امت کو اجازت دے دی کہ ان باتوں میں سے کوئی بات بھی حرام نہیں۔“ (بلفظہ انجام آتھم ص ۳۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) لاحول ولا قوۃ . العیاذ باللہ!



اعراض کر دیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو قرآن مجید میں فرمایا اس پر غور فرمائیے۔ وہ یوں ہے:

الف..... جب حضرت مریم علیہا السلام کو معجزہ کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا ہو گئے اور وہ ان کو اٹھا کر اپنے گھر کو شریف لائیں تو لوگ یوں بولے: قالو یا مریم لقد جئت شیئاً فریاً۔ یا اخت ہارون ما کان ابوک امر اسوء وما کانت امک بغیا (مریم: ۲۸) ! یعنی وہ لوگ مریم علیہ السلام کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اے مریم (علیہ السلام) تحقیق لائی تو ایک عجیب چیز۔ اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی۔ اس آیت شریف سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی کی طہارت اس وقت منکروں کافروں یہودیوں نے بھی تصدیق کی تھی۔ یہ بات صریح ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی دادی نہ تھی۔ جب کوئی والد ہی نہیں تھا تو کوئی دادی نہیں ہو سکتی۔ قرآن کریم تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی کی تعریف فرما رہا ہے اور یہاں تک کہ کفار یہود بھی معترف ہیں۔ لیکن افسوس مرزا قادیانی ان لوگوں سے بھی دس ہاتھ اوپر چلے گئے اور قرآن مجید کی کچھ پروانہ کی۔ افسوس!

ب..... پھر اللہ تعالیٰ حضرت مریم علیہا السلام کی نسبت فرماتا ہے: اذ قالت الملائكة یا مریم ان الله اصطفاک وطهرک واصطفک علی نساء العالمین (آل عمران: ۴۲) ! یعنی جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم! تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھ کو برگزیدہ کیا اور پاک کیا۔ تجھ کو اور برگزیدہ کیا تجھ کو تمام جہان کی عورتوں پر۔ دیکھئے! اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کی بھی کیسی بزرگی اور طہارت ظاہر فرمائی ہے۔ لیکن افسوس مرزا قادیانی کی نظر اور نگاہ میں کچھ نہیں۔

ج..... پھر خداوند کریم فرماتا ہے: عیسیٰ بن مریم وجیہا فی الدنیا و الآخرة ومن المقربین (آل عمران: ۴۵) ! یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہا السلام دنیا اور آخرت دونوں میں نہایت عزت اور آبرو والا ہے اور ان میں سے ہیں جو خدا کے نزدیک عالی رتبہ اور عزت اور بزرگی اور تقرب الہی رکھتے ہیں۔ اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اذ ایدتک بروح القدس (البقرہ: ۲۵۳) ! روح القدس سے مدد دیا جاتا تھا۔ لیکن مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ وہ شریر تھا، مکار تھا، موٹی عقل والا تھا، بد زبان تھا، غصہ ور تھا، گالیاں دینے والا تھا، جھوٹا تھا، چور تھا، سولی پر چڑھایا گیا تھا، نعوذ باللہ منها۔ من هذه التوهینات والخرافات! کیا قرآن شریف کے مطابق وجیہا فی الدنیا و الآخرة کی یہی تعریف ہے جو مرزا قادیانی نے کی ہے؟

..... پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وانی سمیتھا مریم وانی اعیذھا بک  
 وذریئھا من الشیطن الرجیم (آل عمران: ۳۶) ! (ترجمہ) اور کہا (حنہ والدہ مریم نے)  
 تحقیق میں نے نام رکھا اس کا مریم اور تحقیق میں پناہ میں دیتی ہوں اس کو تیری جناب میں اور اس  
 کی اولاد کو شیطان رجیم سے اور پھر فرمایا: فتقبلھا ربھا بقبول حسن (آل عمران: ۳۷) !  
 پھر قبول کر لیا اس دعا کو حنہ کے رب نے۔ اچھی قبولیت کے ساتھ۔ یعنی اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے  
 اچھی قبولیت کے ساتھ قبول کر لیا۔ مریم علیہا السلام اور اس کی اولاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمام  
 وساوس اور شرارت شیطان سے اپنی پناہ میں لے لیا۔ لیکن مرزا قادیانی ہیں کہ قرآن مجید سے انکار  
 کر کے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شیطان کے پیچھے چلنے والا تھا اور شیطان کا ملہم تھا۔ العیاذ  
 باللہ۔ آپ غور فرمائیں:

..... اب میں ایک حدیث شریف بھی جو صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۵۲ باب آیات  
 مخلصات اور صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۵ باب فضائل عیسیٰ علیہ السلام میں موجود ہے درج کرتا ہوں۔  
 تاکہ آپ معلوم کر لیں کہ قرآن شریف اور حدیث شریف کے مرزا قادیانی کیسے سچے عامل ہیں؟۔  
 حدیث شریف: عن ابو ہریرۃ عن النبی ﷺ قال ما من مولود یولد الا  
 والشیطان یمسہ حین فیستہل صارخاً من الشیطان ایاہ الا مریم وابنھا ثم  
 یقول ابو ہریرۃ واقروا ان شئت من وانی اعیذھا بک وذریئھا من الشیطان  
 الرجیم! یعنی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ تحقیق حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ  
 کوئی لڑکا یا لڑکی ایسا پیدا نہیں ہوتا جس کو وقت پیدائش شیطان مس نہ کرتا ہو۔ لیکن حضرت مریم اور  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے بری ہیں۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ پڑھو اس آیت  
 شریف کو۔ اگر تم اس بات کی تصدیق چاہتے ہو: وانی اعیذھا بک! پناہ میں دیتی ہوں مریم اور  
 اس کی اولاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وساوس شیطانی سے۔ پس قرآن و حدیث سے محققاً ثابت  
 ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مس اور وسوسہ شیطانی سے بحکم الہی بری اور پاک ہیں۔ مگر  
 مرزا قادیانی نہایت دلیری سے فرماتے ہیں کہ وہ شیطان کے پیچھے چلنے والا تھا اور وہ شیطان کا ملہم  
 تھا۔ لاحول ولا قوۃ!

پھر مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ ان کی پرانی  
 عادت تھی۔ لاحول ولا قوۃ! کیا عصمت انبیاء علیہم السلام یہی ہے؟ کہ پیغمبران بلکہ رسول اولوالعزم  
 خدا کے حرام کو حلال کریں اور اس کا استعمال کریں۔ آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے یہ

الزام کس آیت اور حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگایا ہے۔ شراب پینا اور قمار بازی کرنا حرام اور شیطانی عمل ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: انما الخمر والميسر رجز من عمل الشیطن (المائدہ: ۹۰) ! یعنی شراب پینا اور قمار بازی کرنا حرام اور شیطان کے کاموں میں سے ہے اور جب قرآن شریف سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شیطانی عملوں اور وساوس سے خدا کی پناہ میں ہیں اور شیطان نے ان کو مس ہی نہیں کیا تو پھر یہ الزام حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگانا اور کفر اور ارتداد کے درجہ کا امام بننا ہے۔ العیاذ باللہ!

تمام کتب عقائد مسلمہ اہل اسلام میں یہ مسئلہ موجود ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں۔ جیسے حضرت امام الائمہ امام اعظمؒ اپنی کتاب فقہ ص ۵ میں فرماتے ہیں: والانبیاء علیہم السلام کلہم منزہون عن الصغائر والكبائر والکفر والقبائح ! یعنی تمام انبیاء علیہم السلام تمام صغائر و کبائر گناہ اور کفر اور برائیوں سے معصوم ہیں۔

ہاں! شاید آپ کا خیال ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کتاب البہامی انجیل کے پابند تھے۔ شاید اس میں شراب کا پینا اور جوا کھیلنا جائز ہو۔ مگر یہ خیال صحیح نہیں۔ کیونکہ کسی البہامی کتاب میں ایسا نہیں لکھا۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام توریت موسیٰ علیہ السلام کے پابند تھے۔ انجیل شریعت کی کتاب نہیں ہے۔ بہر حال حضرت توریت کے احکام کے پابند تھے۔ توریت کے مطالعہ سے صاف پایا جاتا ہے کہ شراب کی اس میں بالکل ممانعت ہے۔ جیسے توریت گنتی باب ۶ آیت ۳ میں لکھا ہے:

الف..... ”تو چاہئے کہ وہ مے سے نشے کی چیزیں سے پرہیز کرے اور مے کا یا شراب کا کوئی سر نہ پیو اور انگور کا سر نہ ہرگز نہ پئے۔“ بلفظ توریت مندرجہ بالا۔

ب..... ”سواب خبردار رہو اور مے یا نشے کی کوئی چیز نہ پیو۔ وہ کوئی ایسی چیز تاک (انگور) سے پیدا ہوتی ہے نہ کھائے اور مے یا کوئی نشہ نہ پئے۔“ (قاضیوں باب ۱۳، آیت ۱۳، ۱۴) لیجئے! توریت سے بھی ظاہر ہے کہ عوام الناس کو یہی حکم ہے کہ شراب کوئی نہ پئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اولوالعزم رسول ہیں جن کی شان اور قرب الہی میں اعلیٰ اور ارفع ہیں۔ مرزا قادیانی کا ان پر عداوتاً بہتان اور افتراء ہے۔

التماس

مولوی صاحب مکرم! اب میں اپنے عریضہ کو ختم کر کے نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ میں نے جو کچھ اس عریضہ میں لکھا ہے خالصاً لمرضات اللہ لکھا ہے۔ جہاں تک ہوسکا ہے میں

نے ادب کو نہایت ملحوظ رکھا ہے۔ کوئی لفظ یا جملہ ایسا نہیں لکھا کہ جس میں کوئی رنج و دہ امر ہو۔ لیکن تاہم اگر آپ کے خیال میں کہیں ایسا نہ ہوا ہو تو میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے معاف فرمائیں گے۔ نیز بوجہ عدیم الفرقتی تحریر عریضہ میں کسی قدر توقف ہوا ہے خواستگار معافی ہوں۔

بعض جگہ مرزا قادیانی کی کتاب کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ وہ عمدہ ایسا کیا گیا ہے۔ تاکہ آپ کے مطالعہ کتب مولفہ مرزا قادیانی کی کیفیت بھی معلوم ہو جائے۔ ہاں! کسی اندراج کے انکار پر حوالہ کتاب معص و سطر عرض کر دیا جائے گا۔

ایک یہ بھی عرض ہے کہ اس عریضہ کے پہنچنے پر آپ غور فرما کر اگر کچھ لکھنا چاہیں تو اس کی اطلاع نیاز مند کو بھی ہونی چاہئے۔ تاکہ اس تحریر کا انتظار کیا جائے اور آپ کی تحریر کے بعد اگر آپ چاہیں تو مجھے اطلاع بخشیں۔ تاکہ اس کو طبع کروادیا جائے اور عوام بھی کچھ استفادہ حاصل کریں۔ جہاں تک ہو سکے تعجیل فرمائیں۔

بالآخر میں دعا کرتا ہوں۔ اے خداوند کریم یا مقلب القلوب تو ہی ہدایت کرنے والا ہے۔ ہر ایک کی ہدایت تیرے ہاتھ میں ہے۔ تو ہی علیم بذات الصدور دلوں کے حالات جاننے والا ہے۔ تیرے ہی قبضہ قدرت میں ساری باتیں ہیں۔ تو ہی نبیوں کا مالک ہے۔ تو ہی سیدھے راستہ پر چلانے والا ہے۔ جس نیت سے میں نے یہ عریضہ اپنے دوست کی خدمت میں لکھا ہے وہ محض خیر خواہی سے ہے۔ بہ طفیل حضرت رسول اکرم ﷺ اس میں نیک اثر پیدا کر رہنا لا تزعغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وھب لنا من لدنک رحمة انک انت الوھاب۔ آمین یا رب العالمین۔ واصلی اللہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا الرحمن الرحیم!

کیم جمادی الاول ۱۳۲۸ھ

راقم آثم خاکسار! ضعف من عباد اللہ الصمد

فضل احمد عفاء اللہ عنہ بقلم خود۔ از لدھیانہ

ضمیمہ عریضہ باسمہ سبحانہ

جب میں اپنے خط کو ختم کر چکا۔ اس کے بعد ایک رسالہ دین الحق یا ہمارا مذہب مولفہ قاسم علی صاحب اڈیٹر الحق دہلی مرزائی احمدی کا دیکھنے میں آیا (جو انہوں نے اپنے خلیفۃ المسیح امیر المرزائین و احمدیین حکیم نور الدین صاحب کے نام پر وڈیکٹ کیا ہے۔) گوان کی منظوری کی کوئی علامت اس پر نہیں) افضل المطابع دہلی میں طبع ہوا ہے۔

اللہ! اللہ!! دنیا کس دھوکہ اور فریب کی رہ گئی ہے۔ کس کس پیرایہ میں بندگان خدا کو

دھوکہ دیا جاتا ہے۔ دنیاوی کاروبار کا تو کیا حساب دینی معاملات میں ایسے ایسے کار نمایاں دکھلائے جاتے ہیں۔ جس سے شیطان بھی اپنی جماعت میں نہایت حیران اور پریشان ہے۔ اس رسالہ میں مؤلف نے ایسی کھیل کھیلی ہے کہ ناواقفوں کے لئے جنہوں نے مرزائی مشن کی سیر نہیں کی۔ جنہوں نے ان کے ہاتھوں کے کرتب نہیں دیکھے۔ ان کے الو بنانے میں ایک ذرہ بھر بھی کسر نہیں رکھی۔ مثال کے طور پر میاں ابو یوسف محمد الدین صاحب خوشنویس (جو کسی زمانہ میں دہلی میں میرے دوست تھے) کو دیکھ لیجئے کہ رسالہ کے لکھتے لکھتے ہی بلادیکھنے کسی دیگر کتاب یا تصدیق کے خوشنویسی کے ساتھ خوش اعتقادی میں آ کر جھٹ مرزائی مشن پر ایمان لے آئے اور اسلام سے جدا ہو گئے۔ کیونکہ مؤلف صاحب کا کید اس رسالہ میں ایسا ہے۔ گویا زہر ہلاہل کی طرح اثر کرنے والا ہے۔ بالخصوص ناواقفوں کے لئے۔ اے خداوند کریم تو ایسے ایسے دھوکہ بازوں کا منتقم حقیقی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تو اپنا کام کر کے ہی رہے گا۔ ایسے درخت کے ایسے شاخوں سے ایسے پھل پیدا ہونا غیر ممکن نہیں۔ مؤلف صاحب کی وہ مثال ہے کہ کسی شخص نے کسی مولوی سے کہا کہ تم لوگ ہم کو ہمیشہ نماز پڑھنے کی تاکید کرتے ہو۔ لیکن خدا تو قرآن شریف میں کہتا ہے: لا تقربوا الصلوٰۃ کہ نماز مت پڑھو۔ (نعوذ باللہ) مولوی صاحب نے کہا کہ میاں اس کے آگے: وانتم سکساری! یہی تو پڑھو۔ اس نے کہا تمام قرآن شریف پر تمہارے باپ نے بھی عمل نہ کیا ہوگا ہم سے کیسے ہو سکتا ہے۔

اعنی ..... مؤلف صاحب نے اس رسالہ میں وہ پرانی عبارات مرزا قادیانی کی کتابوں کی نقل کی ہیں یا کسی نئی کتاب سے کوئی ایسی عبارت نقل کر دی ہے جو کسی قدر اسلام کے عقائد کے مطابق تھی۔ لیکن وہ تمام عبارات اور عقائد مرزا قادیانی کے ترک کر دیئے ہیں جو ان کے بعد کے لکھے ہوئے ہیں۔ مؤلف صاحب نے مرزا قادیانی کے انتقال کے بعد عوام ناواقفین کے جتلانے کی کوشش کی ہے کہ مرزا قادیانی پر جو فتاویٰ عرب و عجم کے کفر اور ارتداد کے لگے ہوئے ہیں صحیح نہیں ہیں۔

مؤلف صاحب نے اول تو اس رسالہ میں مسلمانوں کو بد تہذیبی سے گالیاں دی ہیں اور پانچ قسم کے مسلمانوں کے گروہ مقرر کر کے ان کو یہودی صفت علماء سراسر نابکار یہودیانہ روش بے حیائی کی کوشش کرنے والے صوفیاء زمانے کے مغرور وہ کسی مرض کی دوا ہی نہیں وغیرہ نے مرزا قادیانی پر اعتراضات کئے ہیں۔ پھر مؤلف صاحب لکھتے ہیں میرے خترم بزرگ احمدی اصحاب اس حصہ کو پڑھ کر خوب یاد کر لیں اور جب کوئی بہتان و افتراء اپنے پیارے امام مسیح علیہ

السلام کے مذہب و عقائد کے متعلق کسی نا اہل سے سنیں تو فوراً یہ رسالہ پیش کر کے اس کا دم بند کر دیں۔ میں نے اس کام کے لئے تمام تصانیف شریف و تقاریر لطیفہ حضرت اقدس کو اول سے آخر تک پڑھا۔ تب جا کر میں اس ناچیز خدمت کو انجام دینے پر آمادہ ہوا۔ (بلفظ دین حق ص ۱۵۲)

پھر اخیر کے اول ص پر ”احمدی احباب سے اپیل“ کے عنوان سے لکھا۔ میں آپ صاحبان سے اپیل کرتا ہوں آپ بجالانے کی پوری کوشش فرمائیں۔ وہ یہ ہے کہ اس رسالہ کا ایک ایک نسخہ ہر ایک احمدی اپنے پاس رکھے (اچھی تجارت ہے) جو کہ وقت ضرورت ایک سخت سے سخت دشمن کے لئے کاری حربہ کا کام دیکھے گا۔ بلفظ

میں آپ کو چند باتیں بطور نمونہ مختصر اُدکھلانا چاہتا ہوں جس سے مؤلف صاحب کا دھوکا اور عداوت ان عبارات کو جو مرزا قادیانی کی تصانیف میں موجود ہیں درج نہ کرنے سے ظاہر ہوگا اور کاری حربہ جو دشمنوں کے لئے تیار کیا ہے۔ مرزا قادیانی کے ہی الہاموں اور پیشگوئیوں کی طرح انہیں پر الٹ کر کام تمام کر دے گا۔ اگر میں چاہوں تو ایک ایک تحریر کے خلاف مرزا قادیانی کی ہی تصانیف سے پیش کر دوں۔ لیکن میں افسوس کرتا ہوں کہ پہلے ہی سے عریضہ طویل ہو گیا ہے اور پھر یہ رسالہ پیش ہو گیا۔ اگرچہ بہت سی تحریرات اس رسالہ کے خلاف میرے عریضہ میں آچکی ہیں۔ لیکن اس رسالہ کی حقیقت بھی عرض کر دیتا ہوں اور دندان فیل کے اندرونی و بیرونی کی مثال ہی ظاہر ہو جائے گی۔ لیجئے دیکھئے:

نمبر شمار مضمون مندرجہ رسالہ دین حق یا ہمارا مذہب ص ۷

(۱) ..... (الہام) ہمیشہ قرآن شریف کے کامل تابعین کو ہوتا رہا ہے اور اب بھی ہوتا ہے اور آئندہ بھی ہوگا اور گوجی رسالت بجہت عدم ضرورت منقطع ہے۔ لیکن یہ الہام کہ جو آنحضرت ﷺ کے باخلاص خادموں کو ہوتا ہے یہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوگا۔

(۲) ..... الف۔ وید نے اگر آریوں کے دلوں پر اثر ڈالا ہے۔ وہ صرف گالیاں اور دشنام دہی ہے۔ تمام مقدسوں کو فریبی کہنا سب پاک نبیوں کا نام مکار رکھنا دنیا بھر کے بزرگوں کو بجز اپنے تین چار وید کے اور دغا باز اور ٹھگ قرار دینا ان ہی لوگوں کا کام ہے۔ ان لوگوں کے منہ سے بجز بدظنیوں اور بد زبانوں کے کبھی کچھ معارف الہی کے نکات بھی نکلے ہیں۔ کیا بجز گندی باتوں اور نابکار خیالات یا تحقیر اور توہین اور ٹھٹھے اور ہنسی اور پر شرارت اور بد بودار لفظوں کے کبھی کوئی دقیق بھید معرفت الہی کا بھی ان کی زبان سے سنا گیا ہے۔ ان برتنوں سے کبھی کوئی صفادلی کا قطرہ بھی مترشح ہوا ہے یا انہوں نے باطنی پاکیزگی میں کچھ ترقی کی ہے۔ ہرگز نہیں۔ سو جو کچھ وید کا اثر ہے۔

سوظاہر ہے۔ حاجت بیان نہیں۔ (دین الحق ص ۱۳، ۱۴) وید کی تعلیم مشرکانہ ہے۔ (دین الحق ص ۴)  
 (ب)..... کس ملک میں وید کے ذریعہ سے وحدانیت پھیلی ہوئی ہے یا وہ دنیا کس  
 پردہ زمین پر بستی ہے کہ جہاں رگ اور یجر اور شام اور اتھرون نے توحید الہی کا نقارہ بجا رکھا ہے جو  
 کچھ وید کے ذریعہ سے ہندوستان میں پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔ وہ تو یہی آتش پرستی، شمس پرستی، بشن  
 پرستی وغیرہ انواع واقسام کی مخلوق پرستیاں ہیں جس کے لکھنے سے کراہت آتی ہے۔

(بلفظ الہامی کتاب براہین احمدیہ کا ص ۱۲۳، خزائن ج ۱ ص ۱۱۵، ۱۱۶)

(ج)..... وید علم الہی اور راستی سے بے نصیب ہیں۔ اس سے وہ خدا کا کلام نہیں ہو

(بلفظ شخہ حق ص ۲۲، خزائن ج ۲ ص ۳۶۰)

سکتے۔

(د)..... ہم ناظرین کو یقین دلاتے ہیں کہ ویدوں میں بجز مشرکانہ تعلیم کے کوئی

معرفت اور حکمت کا بیان نہیں۔ (بلفظ مرزا قادیانی کا شخہ حق ص ۲۵، خزائن ج ۲ ص ۳۶۱)

(ہ)..... اب اس روشنی کے زمانہ میں وید کو خدا کا کلام بنانا چاہتے ہیں۔ کوئی کتاب

بغیر خدا کی نشانیوں کے خدا تعالیٰ کا کلام کب بن سکتی ہے۔ (بلفظ شخہ حق ص ۳۶، خزائن ج ۲ ص ۳۷۳)

۳..... (الف) اب یہ سب نعمتیں آنحضرت ﷺ کی پیروی سے بطور وراثت ملتی

ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم  
 اللہ! یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو۔ تا خدا بھی تم سے  
 محبت کرے۔ (بلفظ دین الحق ص ۸۲)

(ب)..... اول: انکنتم تحبون اللہ فاتبعونی! ترجمہ: اگر تم چاہتے کہ محبوب

الہی بن جاؤ تو محمد ﷺ کی اتباع کرو۔ (بلفظ دین الحق ص ۱۲۸)

۴..... حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا..... ایک ذرہ بھر کینہ رکھنا اس سے موجب

سلب ایمان ہے۔ غرض یہ امر نہایت درجہ شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ  
 کی تحقیر کی جائے جو شخص حسین یا کسی کی جو آئمہ مطہرین میں ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا  
 اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ (بلفظ دین الحق ص ۸۸، ۸۹)

۵..... ایک دفعہ ہمارے ایک دوست نے جو امام (مرزا قادیانی) کی محبت میں فنا

شد ہیں۔ آپ مرزا قادیانی کی خدمت میں عرض کیا کیوں نہ ہم آپ کو مدارجِ شیخین (حضرت ابوبکر  
 صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما) سے افضل سمجھا کریں اور رسول اکرم ﷺ کے قریب مانیں۔

اللہ اللہ! اس بات کو سن کر حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کا رنگ اڑ گیا۔ آپ کے سراپا اور عجیب

اضطراب اور بیتابی مستولی ہوگئی..... آپ نے چھ گھنٹہ تقریر فرمائی..... جناب شیخین کے فضائل مذکور فرمائے اور فرمایا کہ میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ میں ان لوگوں کا مداح اور خاکپا ہوں جو جزوی فضیلت خدا تعالیٰ نے انہیں بخشی ہے وہ قیامت تک کوئی اور شخص پا نہیں سکتا۔ (بلفظ دین الحق ص ۸۷) (۶)..... (الف) ہم گواہی دیتے ہیں وہ خاتم الانبیاء اور تمام رسولوں سے افضل اور گنہگاروں کے شفیع ہیں۔

(ب)..... روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں۔ مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں۔ مگر محمد مصطفیٰ ﷺ۔ (بلفظ دین الحق ص ۱۱۵) نمبر شمار..... عبارات مرزا قادیانی جو خلاف رسالہ دین الحق ہیں

(۱)..... ”اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزوی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔“ (توضیح مرام ص ۱۸، ۱۹، خزائن ج ۳ ص ۶۰)

(ب)..... ”میں جو ان تھا جب خدا کی وحی اور الہام کا دعویٰ کیا اور اب میں بوڑھا ہو گیا۔“ (بلفظ مرزا قادیانی کا انجام آکھم ص ۵۰، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

(ج)..... ”میں صاحب تجربہ ہوں کہ خدا کی وحی اور الہام ہرگز اس زمانہ سے منقطع نہیں کیا گیا۔“ (بلفظ پیغام صلح ص ۱۳، خزائن ج ۲۴ ص ۴۴۶)

۲..... (الف) ”میں وید کو اس بات سے منزہ سمجھتا ہوں کہ اس نے کبھی اپنے کسی صفحہ ہستی پر ایسی تعلیم شائع کی ہو کہ جو نہ صرف خلاف عقل ہو۔ بلکہ پر میشر کی پاک ذات پر بخل اور پکش کا داغ لگاتی ہو۔“ (بلفظ پیغام صلح ص ۱۵، خزائن ج ۲۳ ص ۴۴۸)

(ب)..... ”اسی بناء پر ہم وید کو خدا کی طرف سے مانتے ہیں اور اس کے رشیوں کو بزرگ اور مقدس سمجھتے ہیں۔“ (بلفظ ص ۲۲۳ پیغام صلح ص ۲۳، خزائن ج ۲۳ ص ۴۵۳)

”ہمارا پختہ اعتقاد ہے کہ وید انسان کا افترا نہیں۔ انسان کے افترا میں یہ قوت نہیں ہوتی کہ کروڑ ہا لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لے۔ پس ہمارے لئے وید کی سچائی کی یہ بھی ایک دلیل کافی ہے کہ آریہ ورت کے کئی کروڑ آدمی ہزار ہا برسوں سے اس کو خدا کا کلام جانتے ہیں اور ممکن نہیں کہ یہ عزت کسی ایسی کلام کو دی جاوے جو کسی مفتری کا کلام ہو۔ پھر جبکہ ہم باوجود ان تمام مشکلات کے خدا سے ڈر کر وید کو خدا کا کلام جانتے ہیں۔“ (بلفظ پیغام صلح ص ۲۵، خزائن ج ۲۳ ص ۴۵۴)



”اگر اس قسم کی صلح تام کے لئے ہندو صاحبان اور آریہ صاحبان تیار ہوں کہ وہ ہمارے نبی ﷺ کو خدا کا سچا نبی مان لیں اور آئندہ توہین اور تکذیب چھوڑ دیں تو میں سب سے پہلے اس اقرار نامہ پر دستخط کرنے کو تیار ہوں کہ ہم احمدی سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدق ہوں گے اور وید اور اس کے رشیوں کا تعظیم اور محبت سے غام لیں گے۔

(بلفظ پیغام صلح ص ۲۵، ۲۶، خزائن ج ۲۳ ص ۴۵۵)

۳..... اب مرزا قادیانی اس کے برخلاف اس الہام کو اپنے پر نازل ہونا فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں مجھ کو الہام ہوا ہے: ”قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ! ان کو کہہ دے کہ اگر خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو۔ تا خدا بھی تم سے محبت رکھتے۔ (بلفظ دیکھو مرزا قادیانی کا اربعین نمبر ۲ ص ۳۲۵، خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۲، ۳۸۱۵ اور انجام آتھم ص ۵۲، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

دیگر اکثر کتابوں میں مرزا قادیانی نے اس الہام سے اپنی رسالت اور نبوت کو تقویت دی ہے۔  
۴..... ”اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے جو اس حسین سے بڑھ کر ہے۔“

(بلفظ مرزا قادیانی کا دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۴)

آپ غور کریں کہ یہاں حضرت سید الشہداء امام حسینؑ کی کیسی تحقیر کی گئی ہے اور اپنے تئیں ان سے افضل ٹھہرایا اور اپنے ہی قولی سے شقاوت اور بے ایمانی میں آگئے اور اپنے ایمان کو ضائع کر لیا۔

۵..... ”لیکن میں بار بار کہتا ہوں کہ میں وہی ہوں اور اس نور میں میرا پودہ لگایا گیا ہے جس نور کا وارث مہدی آخر الزمان چاہئے تھا۔ میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابو بکر کے درجہ پر ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابو بکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔“ (مرزا قادیانی کا اشتہار معیار الاختیار ص ۱۱ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۸)

نوٹ: راقم! آپ براہ مہربانی بغور مقابلہ کرتے جائیں یا یہ تھا کہ شیخین رضی اللہ عنہما کی جزی فیضیت کو کوئی شخص قیامت تک نہیں پاسکتا یا یہ کہ مرزا قادیانی کے نزدیک ابو بکرؓ کا تو کیا درجہ ہے۔ وہ تو بعض انبیاء سے افضل ہیں۔

بہیں تفاوت راہ از کجا تا کجا

۶..... ”تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اس مسیح (مرزا قادیانی) کے اور

کوئی شفیع نہیں۔ باستثناء آنحضرت ﷺ کے اے عیسائی مشربو اب ربنا المسیح مت کہو۔  
دیکھو آج تم میں ایک ہی جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔“

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

(بلفظ دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳، ۲۴۰)

علاوہ اس کے میاں قاسم علی صاحب نے دیگر کتابوں کی عبارتیں نقل کی ہیں۔ لیکن افسوس ان کتابوں کی عبارتوں کو عمد ابغرض دھوکہ دہی نقل نہیں کیا جس میں مرزا قادیانی کی عبارتوں میں اختلاف پڑتا تھا یا جس سے ان کی نسبت دروغ گوئی کا الزام آتا تھا۔ یا عبارتوں اور الہاموں پیشگوئیوں کے متضاد ہونے میں با سمجھ لوگوں کی نظروں میں بے اعتبار رہی یا کساد بازاری ہوتی تھی اور یہ گمان کرنے کی گنجائش نہیں کہ اتنا سمجھ لیا جائے کہ میاں صاحب کچھ نظر انداز ہو گیا ہوگا۔ یا اس کتاب یا تحریر اور تقریر مرزا قادیانی کو آپ نے دیکھا نہ ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے بڑے زور سے یہ لکھا ہے کہ میں نے ابتدائی تحریر براہین احمدیہ سے اخیر تحریر پیغام صلح تک اچھی طرح غور سے پڑھ کر مرزا قادیانی کے عقائد کو لکھا ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو عقائد مرزا قادیانی کے دیگر کتب سے دکھلائے نہیں گئے۔ اس کی کوئی خاص وجہ ہے جو دھوکا دینا نہیں تو اور کیا ہے؟ مثلاً جہاں انہوں نے براہین احمدیہ میں سے ان کے کچھ عقائد ابتدائی لکھے تھے۔ اس جگہ انہوں نے مرزا قادیانی کا یہ عقیدہ کیوں نقل نہیں کیا جو ص ۲۹۸، ۲۹۹، ۵۰۴ وغیرہ میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے اور دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیلا دیں گے۔ یہ الہام مرزا قادیانی کا الہامی کتاب میں ہے۔ کوئی چوں و چرا اس میں نہیں ہو سکتا۔ لیکن اب مرزا قادیانی کا عقیدہ اس کے برخلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس کو نقل نہیں کیا۔ پھر جہاں جہاں مرزا قادیانی نے بڑے زور سے دعویٰ نبوت اور رسالت کر کے مسلمانوں کو جو ان کی نبوت کے منکر یا مکفر یا مذبذوب اور متردد ہیں جہنمی، لعنتی اور کافر لکھا ہے۔ اس کو کیوں نقل نہیں کیا۔ جہاں جہاں پیغمبران علیہم السلام اور بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سخت توہین کر کے فحش ماں، بہن، دادی، نانیوں کی گالیاں دی ہیں اور حضرت شیخین امیر المومنین صدیق اکبر و حضرت عمر فاروق و حضرت سید الشہد ارضی اللہ عنہم کی سخت تحقیر اور توہین کی ہے اسے کیوں نقل نہیں کیا۔

سب سے آخر عظیم الشان مرزا قادیانی کی پیشگوئی جو ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو چھ ماہ قبل از

انتقال خود ایک بڑے لمبے چوڑے اشتہار بنام تبصرہ شائع کی تھی اور اس کی پیشانی پر لکھا تھا کہ ہماری جماعت یادداشت کے لئے اس اشتہار کو اپنے گھر کی نظر گاہ میں چسپاں کریں۔ جس میں علاوہ اس کے اور بہت سی لفاظی تحدی کے تین پیشگوئیاں بڑی تعلی سے خدا پر افترا کر کے کی ہیں۔

اول..... ”انسان بشرک بغلام حلیم . ينزل منزل المبارك ! یعنی ہم تم کو ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ جو بمنزلہ مبارک احمد ہوگا۔ جو فوت ہو گیا ہوا ہے۔ تاکہ دشمن خوش نہ ہو۔ بلکہ یہ سمجھے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا تھا۔ وہ زندہ ہے۔“

دوم..... ”الہام دشمن جو کہتا ہے کہ تیری عمر صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک رہ گئی ہے۔ میں ان سب کو جھوٹا کروں گا اور تیری عمر بڑھاؤں گا اور تیری آنکھوں کے سامنے اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہو جائے گا۔ خدا کا وعدہ ہے کہ ایک دن آتا ہے کہ جن متعصب اور جانی دشمنوں کا آج منہ دیکھتے ہو پھر نہیں دیکھو گے۔ وہ جڑ سے کاٹے جاویں گے۔ ان کا نام نشان نہیں رہے گا۔ انی مع اللہ فی کل حال میں ہر وقت خدا کے ساتھ ہوں۔“

سوم..... ”الہامی پیشگوئی یہ ہے کہ اس ملک اور دوسرے ممالک میں ایک سخت طاعون آنے والی ہے جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ اس سال ۱۹۰۷ء یا آئندہ سال ۱۹۰۸ء میں ظاہر ہوگی۔ اس دن ان تمام لوگوں کو جو تیری چار دیواری کے اندر رہنے والے ہیں۔ بچاؤں گا۔ اس دن تیرا گھر نوح کی کشتی ہوگا اور طاعون کبھی دور نہیں ہوگی۔ خدا نے ایک صرف طاعون اور کئی عذاب بھیجے۔ دوسری طرف اپنے راہ کی منادی کرنے والا (مرزا قادیانی کو) بھیجا۔“

(ملفوظ مقتطعات اشتہار تبصرہ، ۵ نومبر ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۷ تا ۵۹۱)

فرمائیے! ان ہر سہ پیشگوئیوں میں سے کونسی پیشگوئی پوری ہوئی؟۔ نہ تو مرزا قادیانی کی عمر بڑھی۔ بلکہ گھٹ گئی۔ چھ ماہ بعد مع اپنے خدا کے راہی ملک بقاء ہوئے۔ دشمنان ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب، مولوی محمد حسین صاحب، مولوی ثناء اللہ صاحب، حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب، پیر مہر علی شاہ صاحب، ملا محمد بخش صاحب دیگر تمام علماء مندرجہ رسالہ انجام آتھم وغیرہم مخالفین اسی طرح خدا کے فضل و کرم سے صحیح و سلامت خود سندان و فرحان موجود ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کی جڑ کٹ گئی۔ اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہو گئے۔ مرزا قادیانی کے خدا کا وعدہ بھی گاؤں خورد ہو گیا۔ انی مع اللہ! جھوٹ ہوا۔ مبارک احمد کی جگہ کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا۔ (چھ ماہ کے اندر کیسے پیدا ہو سکتا تھا) آئندہ کے لئے امید ہی منقطع ہو گئی۔ کوئی طاعون بھی ایسی آج تک اس ملک یا کسی دیگر ممالک میں نہیں ہوئی۔ جس کی نظیر پہلے کبھی نہ دیکھی گئی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ

یہ طاعون مرزا قادیانی کے ساتھ آئی تھی۔ انہیں کے ساتھ ہی گئی تو اپنا الہام بیان کیا تھا کہ: ”وما ارسلناک لا رحمة للعالمین“ (تذکرہ ص ۸۱) اے مرزا قادیانی ہم نے تم کو تمام جہانوں کی رحمت کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اس الہام کے شان نزول میں ایسے رحمت والے ثابت ہوئے کہ باقبال خود طاعون ہی اپنے ساتھ لائے تھے اور ساتھ ہی لے گئے۔

جیسے کہ ہندوستان میں سب سے پہلے ۱۸۹۶ء میں بمقام بمبئی طاعون پھوٹی جبکہ مرزا قادیانی نے کتاب اربعہ رسائل المعروف ۱۔ انجام آتھم تالیف کی اور اس میں تمام علماء اسلام کو نام بنام گالیاں دیں اور حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کو نہایت گندی گالیاں دیں۔ پھر جب یہ کتاب شائع ہوئی اس وقت ۱۸۹۰ء تھا ضلع جالندھر کے ملک پنجاب میں طاعون پھوٹ نکلی اور روز بروز بڑھتی گئی۔ جیسے جیسے مرزا قادیانی دعویٰ نبوت اور رسالت میں بڑھتے گئے۔ ایسے ہی طاعون بھی زوروں پر ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ باوجود اپنے الہام قطعی اور یقینی۔ انہ اوہی القریۃ (دفع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۳ ص ۲۴۶) (قادیان میں طاعون نہیں ہوگی) کے مرزا قادیانی کے گاؤں قادیان میں بھی جا کودی اور اس پر بھی بس نہ کی۔ مرزا قادیانی کی گھر کی چار دیواری کے اندر کشتی نوح میں جا سوار ہوئی۔ اڈیٹروں اور گھر کے نوکروں کو کشتی کے اندر ہی جادو بچا۔ پھر سیالکوٹ میں ۱۹۰۲ء میں علماء اسلام نے سخت مقابلہ کیا اور وہاں بہت ذلت ہوئی۔ پھر مقابلہ اور مباہلہ کے لئے لاہور میں دو دفعہ مولوی غلام دستگیر صاحب مرحوم اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے طلب کیا۔ باوجود اقراری تحریروں کے مباہلہ میں حاضر نہ ہوئے۔ جب عین مرنے کے دنوں میں مرزا قادیانی لاہور میں تشریف لے گئے تو وہاں بھی علمائے اسلام روزمرہ مرزا قادیانی کی فرودگاہ کے محاذ جمع ہو کر بحث کے لئے بلاتے رہے۔ مگر اندر سے باہر نہیں نکلے۔ تاوقتیکہ موت نے جبراً نہ نکالا۔ اسی طرح جیسے جیسے مرزا قادیانی کو کمزوری ہوتی گئی طاعون کے گیزے کا آتش مادہ بھی کمزور اور دور ہوتا گیا۔ اس تبصرہ میں الہام کرنا ہی تھا کہ ان کی تکذیب کے لئے طاعون نے بھی اپنا منہ بند کر لیا۔ پر جب سے مرزا قادیانی اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ طاعون نے بھی اپنا بوریا بستر باندھ لیا۔ اب اگر کہیں طاعونی موت یکادوکا ہو بھی جاتی ہے تو وہ صرف مرزا قادیانی کے خلیفہ یا ان کے سرگرم ممبروں میں جو اثر مرزا قادیانی کی مسیحیت کا باقی ہے۔ وہی بقیہ طاعون میں بھی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مرزائی

۱۔ انجام آتھم اس کتاب کا بجواب راقم آٹم نے لکھا ہے جس کو علماء ہندوستان اور پنجاب نے نہایت پسند فرمایا تھا اس کا نام ”کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی“ رکھ دیا لاہور میں طبع ہو کر شائع ہوئی تھی۔ احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شامل اشاعت ہے۔ مرتب!

احمدی صاحبان اگر اس عقیدہ سے توبہ کریں تو یقیناً یہ بقیہ بھی فوراً دور ہو جائے۔ اگر اعتبار نہیں آتا ہے تو یہ عمل کر کے دیکھ لیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ بقیہ طاعون بھی مرزا قادیانی کے ہی پاس پہنچ جائے گی۔ آزمائش کر کے دیکھ لیں۔ غرضیکہ ہندی مثل مرزا مر گیا۔ سارنگی ٹوٹ گئی۔ صاف ہے۔

لیکن میرا مطلب اس اشتہار کے لکھنے کا یہ ہے کہ میاں قاسم علی صاحب نے اس اشتہار کو اپنے رسالہ دین الحق میں کیوں نقل نہیں کیا۔ اس کے سواء جو پیشگوئیاں (گویا کلہم) جھوٹی ثابت ہوئیں۔ ان کو کیوں نقل نہ کیا۔ مرزا قادیانی کے عقائد ذیل کو اپنے رسالہ میں کیوں نقل نہیں کیا۔

.....۱ ”ہمارا رب عاجی ہے۔ اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے۔“

(براہین احمدیہ ص ۵۵۶ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۶۶۳)

.....۲ ”قرآن شریف میرے منہ کی باتیں ہیں۔“

(حقیقت الوحی ص ۸۴، خزائن ج ۲ ص ۸۷)

.....۳ ”قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۸، خزائن ج ۳ ص ۱۱۶)

.....۴ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن یوسف نجار مسمریزم میں کمال رکھتے تھے۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۰۵، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵)

.....۵ ”قرآن شریف میں جو معجزات بیان کئے جاتے ہیں۔ وہ سب مسمریزم

(ازالہ ص ۳۰۷، ۳۰۸، خزائن ج ۳ ص ۲۵۶، ۲۵۷ مفہوم)

ہیں۔“

.....۶ ”فرشتے سیارات ہیں اور کچھ نہیں۔“

(توضیح مرام ص ۳۷، خزائن ج ۳ ص ۷۰)

.....۷ ”حضرت جبرائیل علیہ السلام کبھی زمین پر نہیں آئے۔“

(توضیح المرام ص ۲۹، خزائن ج ۳ ص ۶۶)

.....۸ ”انبیاء علیہم السلام بھی جھوٹے ہوتے ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۲۹، خزائن ج ۳ ص ۴۳۹)

.....۹ ”معجزات حضرت سلیمان و مسیح علیہما السلام محض شعبدہ بازی ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۰۲ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)

.....۱۰ ”حضرت محمد ﷺ کی وحی بھی غلط تھی۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۸۸، خزائن ج ۳ ص ۴۷۱)

- .....۱۱ ”قرآن شریف میں آیت انا انزلنا قریباً من القادیاں درج  
 (ازالہ اوہام ص ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۴۰) ہے۔“
- .....۱۲ ”قادیان کے حق میں آیت ”ومن دخله کان امناً نازل ہوئی۔“  
 (ازالہ اوہام ص ۱۳۵، خزائن ج ۳ ص ۱۶۸)
- .....۱۳ ”قیامت کوئی چیز نہیں تقدیر کوئی شے نہیں۔“  
 (ازالہ اوہام ص ۱۳۶، خزائن ج ۳ ص ۱۶۹)
- .....۱۴ ”حضرت مہدی خلیفہ آخر الزماں علیہ السلام نہیں آئیں گے۔“  
 (ازالہ ص ۴۵۷، خزائن ج ۳ ص ۳۴۴)
- .....۱۵ ”دجال انگریز پادری لوگ ہیں اور کوئی نہیں۔“  
 (ازالہ اوہام ص ۴۸۹، خزائن ج ۳ ص ۳۶۲)
- .....۱۶ ”دجال کی سواری کا گدھا لمبی ریل ہے اور کوئی گدھا نہیں۔“  
 (ازالہ اوہام ص ۱۴۶، خزائن ج ۳ ص ۱۷۴)
- .....۱۷ ”یا جوج اور ماجوج روس اور انگریز لے ہیں۔“  
 (ازالہ ص ۵۰۲، خزائن ج ۳ ص ۳۶۹)
- .....۱۸ ”دابة الارض علماء اسلام ہیں اور کچھ نہیں۔“  
 (ازالہ ص ۵۱۰، خزائن ج ۳ ص ۳۷۳)
- .....۱۹ ”دخان علامت قیامت کوئی نہیں۔“ (ازالہ ص ۵۱۱، خزائن ج ۳ ص ۳۷۴)
- .....۲۰ ”قیامت سے پہلے آفتاب مغرب سے نہیں نکلے گا۔“  
 (ازالہ ص ۵۱۶، ۵۱۷، خزائن ج ۳ ص ۳۷۷)
- .....۲۱ ”عذاب قبر کوئی چیز نہیں۔“ (ازالہ ص ۳۵۶، خزائن ج ۳ ص ۲۸۲)
- .....۲۲ ”دوزخ اور بہشت نہیں ہیں۔“ (جلسہ مذاہب)
- .....۲۳ ”روح صرف نطفہ ہے اور کوئی روح نہیں۔“ (جلسہ مذاہب)
- .....۲۴ ”تناخ صحیح ہے۔ دیکھو ست بچن جنگ مقدس مرزا قادیانی کا۔“

۱۔ عجیب بات ہے کہ دجال بھی انگریز اور پادری ہیں اور یا جوج بھی انگریز ہیں۔ یعنی  
 دجال بھی انگریز اور ماجوج بھی انگریز حافظ ندارد۔ منہ

مولوی صاحب! آپ میاں قاسم علی صاحب سے دریافت فرما سکتے ہیں کہ یہ عقائد مندرجہ بالا مرزا قادیانی کے عقائد ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں اور بالضرور ہیں تو کیوں ان کو اپنے رسالہ دین الحق میں درج نہیں کیا۔

اور مرزا قادیانی کا اپنے تمام مخالفین مولوی صاحبان کو گالیاں دینا۔ جیسے وہ اپنی زبان اور قلم جلی سے تحریر فرماتے ہیں۔ ”اے بد ذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولو! یو تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیادہ ہی عوام کا لانعام کو بھی پلایا۔“ (مرزا قادیانی کا انجام آتھم ص ۲۱، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) پھر نام بنام علماء اسلام کو گالیاں محمد حسین بٹالوی، شریر رسل بابا امرتسری، اصغر علی شیخ، دجال ضال بطل، نذیر حسین دہلوی، عبدالحق دہلوی، عبداللہ ٹونکی، احمد علی سہارنپوری، سلطان علی بے پوری، محمد حسن امروہی ان سب کا اخیر اندھا شیطان دیو گمراہ ہے۔ جس کو رشید احمد اور کنگوہی کہتے ہیں۔ وہ بد بخت امروہی کی طرح ملعونوں میں سے ہے۔

(دیکھو انجام آتھم ص ۲۵۱، ۲۵۲، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

فرمائیے! اس کو دین الحق مرزا سیہ میں کیوں نقل نہیں کیا۔ قرآن شریف میں اور خود مرزا قادیانی کا الہام ہے کہ قولو للناس حسنا اور کثرت سے احادیث ہیں۔ جن میں حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ لعنت شرکین پر بھی مت کہو اور گالیاں دنیا اسلام میں نہیں ہے۔ مرزا قادیانی نے قرآن شریف اور احادیث شریف کو تو بالکل اچھوڑ ہی دیا ہے۔ اپنا الہام ہی الہام ہے۔ اس پر بھی موقع بموقع حسب منشاء خود عمل درآمد ہے اور سینکڑوں ایسی باتیں ہیں کہ جس سے مرزا قادیانی کے عقائد اور اعمال ظاہر ہوتے ہیں۔ ان کو میاں قاسم علی صاحب نے نقل نہیں کیا۔ آپ مہربانی کر کے تدبیر فرمائیں۔ اس کے آگے میاں قاسم علی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ مخالفین مرزا قادیانی پر جو اعتراضات کرتے ہیں۔ وہ بیس ہیں۔

۱۔ بالکل چھوڑ دیا..... الخ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: وقل یا عبادی یقولوا

البتی ہی احسن (اسراء: ۵۳) خدا کے بندوں سے اچھی تہذیب سے بات کیا کرو۔ ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة (النحل: ۱۲۵) خدا کی طرف بلانا نہایت حکمت و نرمی اور اچھی بات سے ہوتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی جب غصہ میں آ جاتے ہیں تو قرآن وحدیث کو بھی بھول جاتے ہیں۔

لہذا میں ان اعتراضات کو لفظ بلفظ دہنی طرف لکھتا ہوں اور اس کے سامنے بائیں طرف جوابات بھی ساتھ ہی لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ ان اعتراضات کی کیفیت بھی معلوم ہو جائے:

نمبر شمار اعتراضات پر جو مرزا قادیانی پر کئے جاتے ہیں مندرجہ رسالہ دین الحق:

.....۱ مرزا قادیانی نبوت و رسالت مستقلہ کے مدعی ہیں۔

نوٹ: میاں قاسم علی صاحب نے جو اعتراضات بیس نمبر تک درج کئے ہیں۔ وہ سب زمانہ حال کے صیغہ سے درج کئے ہیں۔ حالانکہ خود مرزا قادیانی کو رحمۃ اللہ علیہ کے کلمہ سے لکھتے ہیں جو وفات یافتہ اشخاص کے حق میں لکھا جاتا ہے۔ لیکن اعتراضات میں مرزا قادیانی کو بحالت حیات لکھتے ہیں اور یہ بدیہہ غلط ہے۔ ماضی و حال کی بھی شناخت نہیں۔

.....۲ مرزا قادیانی ختم نبوت کے منکر ہیں۔

مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ آیت شریفہ خاتم النبیین کی صاف ہے اور اس میں الف لام ثابت کر رہا ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ نہ امتی، نہ غیر امتی، نہ ظلی، نہ بروزی، نہ کوئی اور بلکہ تمام نبیوں فرضی مزعومی انسانی کا خاتمہ ہے اور اب دعویٰ کرنے والا اور دعوت نبوت کو تسلیم کرنے والے سب کے سب کافر مرتد ہیں۔ منہ

.....۳ مرزا قادیانی بجائے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نیا کلمہ سکھاتے ہیں۔

.....۴ مرزا قادیانی اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔

.....۵ مرزا قادیانی خود خدا بنتے ہیں۔

.....۶ مرزا قادیانی قرآن شریف کی تحریف کرتے ہیں۔

.....۷ مرزا قادیانی احادیث اور تفاسیر کا انکار کرتے ہیں۔

.....۸ مرزا قادیانی معجزات قیامت دوزخ جنت عذاب قبر ملائکہ معراج وغیرہ کو نہیں مانتے۔

.....۹ مرزا قادیانی اپنے آپ کو آنحضرت کے برابر بلکہ افضل قرار دیتے ہیں۔

.....۱۰ مرزا قادیانی انبیاء کی عموماً اور مسیح ابن مریم کی توہین کرتے ہیں۔

.....۱۱ مرزا قادیانی علماء امت و صوفیاء ملت کی تحقیر کرتے ہیں سلف صالحین کو برا کہتے ہیں۔

.....۱۲ مرزا قادیانی جھوٹے الہام بنا بنا کر ان کو وحی منجانب اللہ فرماتے ہیں۔



- ۱۳..... مرزا قادیانی جھوٹی پیشگوئیاں کرتے ہیں جو ایک بھی سچی اور پوری نہیں ہوتی۔
- ۱۴..... مرزا قادیانی مسیح ابن مریم کو مثل دیگر انبیاء کے وفات یافتہ مانتے ہیں۔
- ۱۵..... مرزا قادیانی عیسیٰ علیہ السلام کو اسی جسم بشری خاکی کے ساتھ آسمان پر اٹھائے جانے اور تا ابد ہم بلا خور و نوش زندہ رہنے اور الان کما کان کے مصداق کی واپسی از آسمان کے منکر ہیں۔
- ۱۶..... مرزا قادیانی نہ نماز روزہ کے پابند، نہ حج زکوٰۃ پر کار بند، جھوٹے حیلے ان سے بچنے کے تراشتے ہیں۔
- ۱۷..... مرزا قادیانی عربی نہیں جانتے۔ قرآن حدیث کو نہیں مانتے۔ خدا کو نہیں پہچانتے۔
- ۱۸..... مرزا قادیانی مشک و زعفران کھاتے، پلاؤ قورمہ اڑاتے، اور اعلیٰ لباس زیب تن فرماتے ہیں۔
- ۱۹..... مرزا قادیانی ایک دوکاندار ہیں۔ محض دنیا کمانے اور روپیہ جمع کرنے، لوگوں کو لوٹنے کیلئے یہ ڈھنگ بنایا ہے۔

### جوابات منجانب راقم آچم بحوالہ عبارات کتب قادیانی

۱..... بیشک ضرور مدعی ہیں۔ نبوت رسالت۔

مستقل و غیر مستقلہ کی تقسیم خانہ ساز ہے۔ کسی اصول کی کتاب میں یہ تقسیم نہیں ہے۔ لیکن آپ کی تقسیم کے ہی مطابق مرزا قادیانی نبوت اور رسالت مستقلہ و غیر مستقلہ دونوں کے مدعی ہیں۔ جن کی بابت میں جواب عریضہ میں عرض کر چکا ہوں۔ مرزا قادیانی کا صاف دعویٰ ہے کہ میں نبی بھی ہوں اور رسول بھی ہوں اور تمام جہان کے لئے اور بعض انبیاء سے افضل ہوں۔ میرا منکر کافر، لعنتی، جہنمی ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی نبوت و رسالت نہیں۔ بیشک اس میں کوئی بھی شبہ نہیں جب خود مرزا قادیانی نبوت اور رسالت کے دعویدار ہیں تو منکر ختم نبوت ہونے میں کوئی کسر ہے۔ بلکہ اسی رسالہ میں لکھتے ہیں کہ امتی نبی ہو سکتا ہے۔ (ص ۷۳) پھر یوں لکھتے ہیں: ”ہمارا اعتقاد..... کہ آپ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔ لیکن وہ شخص جو آپ کا امتی ہو۔ (بلفظ ص ۷۵)

فرمائیے! جب کوئی امتی بھی پیغمبر یا نبی آنحضرت ﷺ کے بعد ہو سکتا ہے جس سے مراد خود مرزا قادیانی ہے تو منکر ختم نبوت علی الاعلان ہوئے۔

۳..... یہ اعتراض کہیں لکھا ہوا نہیں دیکھا۔ اگر زبانی کسی مسلمان نے اس خیال سے کہہ دیا ہو کہ مرزا قادیانی دعویٰ نبوت اور رسالت کرتے ہیں اور اپنا الہام انسی رسول اللہ الیکم جمیعاً! ظاہر کر کے اپنے منکروں کو کافر کہتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اپنا الگ کلمہ لا الہ الا اللہ غلام احمد رسول اللہ بنا لیا ہو تو عجب نہیں۔ میاں قاسم علی صاحب اس کے ذمہ دار ہیں جس نے کہا ہے اس کا نام بتلا دیں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ کون آدمی ہے۔

۴..... یہ صحیح ہے۔ دیکھو مرزا قادیانی کے الہامات: (۱)..... انت من مائنا! تم میرے پانی سے ہو۔ (۲)..... انت بمنزلة الاولادی! تو میری اولاد کی طرح ہے۔ (۳)..... انت منی و انا منک! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ مرزا قادیانی کے خدا کا الہام ہے یعنی مرزا قادیانی ان کے خدا میں سے ہیں اور ان کا خدا مرزا قادیانی میں سے ہے۔ کبھی وہ باپ اور وہ بیٹا اور کبھی وہ بیٹا اور وہ باپ۔ لا حول ولا قوۃ!

۵..... یہ بھی صحیح ہے۔ جیسے نمبر ۴ میں آ گیا ہے۔ نیز مرزا قادیانی کا الہام ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔

(دیکھو براہین احمدیہ ص ۵۲۲، خزائن ج ۱ ص ۶۲۳)۔

۶..... یہ بھی صحیح ہے۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ انا انزلنا قریباً من القادیاں! قرآن شریف میں ہے اور قرآن میں مکہ مدینہ قادیان کا نام اعزاز کے ساتھ درج ہے۔ یہ انکا الہام ہے۔ ان کے خدا کی طرف سے کتابوں میں بڑے زور سے درج ہے۔ معراج جسمانی آنحضرت ﷺ کا قرآن شریف میں نہیں ہے۔

۷..... بیشک جہاں کہیں اپنے عقائد کے مخالف حدیث شریف یا قرآن شریف کی تفسیر ہوئی، فوراً انکار کر دیا کرتے ہیں۔ مثلاً جن احادیث اور تفاسیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اسی جسم عنصری کے ساتھ اٹھایا جانا اور اس وقت زندہ ہونا اور قرب قیامت میں آسمان سے نزول فرمانا، دجال کو قتل کرنا، معجزات قرآنی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کا زندہ کرنا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چار جانوروں کو ذبح کر کے پہاڑوں پر بحکم الہی ڈالنا اور پھر بلانے سے زندہ ہو کر حاضر ہو جانا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مردوں کے زندہ ہو جانے سے اطمینان قلبی حاصل کرنا۔ سلیمان علیہ السلام کے معجزات اور موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ بن جانا۔ ایک مردہ کو نیل کے گوشت لگانے سے زندہ ہو جانا۔ وغیرہ وغیرہ درج سب احادیث اور قرآنی تفاسیر کا بڑے زور سے انکار کرتے ہیں۔

- ۸..... واقعی مرزا قادیانی ان سب کا انکار کرتے ہیں۔ (دیکھو جیسا پہلے گذر چکا) معراج جسمانی آنحضرت ﷺ کا انکار تو اسی رسالہ دین الحق کے ص ۱۰۲ میں موجود ہے۔
- ۹..... یہ بھی صحیح ہے۔ دیکھو جیسا پہلے گذر چکا۔
- ۱۰..... بیشک ضرور مرزا قادیانی ایسا کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے میرے خط کا صفحہ جو گذر چکا ہے۔
- ۱۱..... واقعی یہ بھی صحیح ہے۔ دیکھو ضمیمہ گذشتہ۔
- ۱۲..... بالکل صحیح ہے۔ دیکھو میرا خط گذشتہ۔
- ۱۳..... بلاشبہ ضرور جھوٹی پیشگوئیاں کرتے رہے جو ایک بھی پوری نہیں ہوئی۔ دیکھو میرا خط گذشتہ۔

۱۴..... ضرور ایسا ہی ہے۔ پہلے تو حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانتے تھے۔ لیکن اب ازالہ اوہام کے لکھنے کے وقت اعتقاد بدل گیا۔ کہیں سید احمد خان صاحب کی تحریر دیکھ لی اور ان کی تقلید کر کے پہلے اعتقاد سے خود مسیح بننے کی غرض سے جملہ اہل اسلام سے الگ اعتقاد بدل لیا۔

۱۵..... بیشک تمام اہل اسلام کے خلاف مرزا قادیانی منکر ہیں۔ اس میں کیا شبہ ہے۔ پہلے اقراری تھے۔ اب انکاری ہیں۔ افسوس تو یہی ہے کہ کوئی ان سے نہیں پوچھتا کہ جب تم اپنی کتاب الہامی براہین احمدیہ میں اقراری تھے تو اب کیوں انکاری ہوئے ہو۔

۱۶..... یہ بھی عین صحیح ہے۔ کیا آپ ثبوت پیش کر سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے کبھی زکوٰۃ دی یا کبھی حج فریضہ اپنی خواب یا الہام میں بھی ادا کیا۔ ہرگز نہیں۔ دیکھو خط گذشتہ۔

۱۷..... عربی کا جاننا نہ جاننا کوئی خوبی اور بندگی کی بات نہیں۔ علم وہی ہے جو ہدایت اور رشد کا ہو۔ یہ صحیح ہے کہ قرآن وحدیث جو مرزا قادیانی کے مخالف ہے اس کو نہیں مانتے۔ خدا کو پہنچانا بہت دور ہے۔ دراصل حالانکہ مرزا قادیانی کا اپنا الہام ربنا عاج (اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے) یہ خدا کی شناخت ہے۔ عاج کے معنی لغت کی کتابوں میں ہاتھی دانت، گوبر، راہزن وغیرہ کے ہیں۔

۱۸..... اس میں کسی کو کیوں شبہ ہونا چاہئے۔ مشک وزعفران مرزا قادیانی کی ادویات میں استعمال ہوتا تھا اور ہمیشہ بے پور جو دھ پور سے ملنے کے ملنے کیوڑا آیا کرتا تھا۔ اسی پر

منشی الہی بخش ملہم لاہوری کو الہام ہوا تھا: ہو مسرف کذاب! لباس بھی ان کا عمدہ ہوا کرتا تھا۔ دیکھنے والے شہادت دے سکتے ہیں۔ جب گورداسپور کی عدالت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

۱۹..... اس میں رتی بھر بھی شبہ نہیں کہ مرزا قادیانی ایک دکاندار تھے (اب نہیں ہیں) تیس ہزار روپیہ منارہ کے بنانے کے لئے جمع ہوا اور کہاں ہے پانچ ہزار روپیہ کمیشن نصیبین کے دیا گیا۔ وہ کہاں ہے؟۔ براہین احمدیہ کے لئے روپیہ جمع ہوا۔ وہ کہاں ہے؟۔ جس کی واپسی کے بھی تقاضے ہوئے۔ سراج منیر کا چندہ کہاں خرچ ہوا۔ سیٹھ عبدالرحمان نے کئی ہزار روپیہ دیا۔ وہ کیا ہوا۔ منشی رستم علی بیس روپیہ ماہوار دیتے رہے۔ وہ کہاں گئے۔ حیدرآباد کی جماعت نے دس دس ہزار روپیہ دیا۔ وہ کہاں ہیں۔ جو تمام مرزائی احمدیوں سے حسب استطاعت ماہوار چندہ لیا جاتا ہے۔ وہ کہاں ہے۔ بہشتی مقبرہ کے لئے چندہ اور جائیدادیں رجسٹری ہوئیں۔ وہ کہاں ہیں۔ جماعت سیالکوٹ کا جمع شدہ چندہ کہاں ہے۔ سینکڑوں ہزاروں چندے کہاں گئے۔ حتیٰ کہ تین ماہ تک اخبار الحکم میں اشتہار چھپتا رہا۔ اگر اس تین ماہ کے عرصہ تک کوئی مرید چندہ نہیں دے گا تو اس کا نام بیعت کے رجسٹر سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزا قادیانی نے سوائے روپیہ کمانے کے اور کوئی کام اسلام کا نہیں کیا۔ اگر کوئی فاش شدہ مرزائی یہ کہے کہ مرزا قادیانی نے عیسائیوں اور آریوں اور مسلمانوں کے برخلاف بہت سی کتابیں لکھی تھیں۔ یہ بڑا کام اسلام کا تھا۔ میں کہتا ہوں ایسی بہت کتابیں علماء اسلام نے لکھی ہیں۔ جن کی خوشہ چینی مرزا قادیانی نے بھی کی۔ جیسے مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر کی علیہ الرحمہ کی کتابیں ان کے برابر کوئی کیا لکھے گا۔ پھر مرزا قادیانی کی کتابیں لکھنا بھی روپیہ ہی کمانے کی خاطر تھا۔ جو دو آنہ کی کتاب کی قیمت کا ایک روپیہ وصول کیا گیا۔ یہ تو فرمائے کوئی کتاب مرزا قادیانی نے لکھ بھی لوگوں میں تقسیم کی۔ ہرگز نہیں۔ اب آپ غور فرمائیں۔ یہ صحیح ہے یا غلط۔

۲۰..... مرزا قادیانی ان تیس دجالوں میں سے ہیں جن کی پیشگوئی حدیث شریف میں ہے (معاذ اللہ) ایک دجال ہیں۔ بلکہ دجال اکبر ہیں۔ وغیرہ وغیرہ! بیشک واقعی ان تیس دجالوں میں سے ہیں جن کی پیشگوئی حدیث شریف میں ہے۔ ایک حدیث شریف کا جملہ یزعم انہ رسول اللہ اور دوسری حدیث شریف کا جملہ ”یزعم انہ نبی“ صاف فرما رہے ہیں کہ مرزا قادیانی ان تیس دجالوں میں سے ایک ہیں۔ کیونکہ ان سب دجالوں کا دعویٰ اور زعم یہ ہوگا کہ میں رسول اللہ ہوں۔ یا میں نبی اللہ ہوں۔ ہاں! مرزا قادیانی دیگر دجالوں سے کسی قدر بڑے ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ بھی ہوں اور نبی بھی ہوں اور میرا منکر کافر، لعنتی، دوزخی، جہنمی

ہے۔ لیکن ان تیس دجالوں میں یہ بات ہوگی کہ کوئی کہے گا کہ میں رسول اللہ ہوں اور کوئی کہے گا کہ میں نبی ہوں اور مرزا قادیانی دونوں عہدوں کے دعویداری کا زعم کرتے ہیں۔ اب میں ان احادیث شریف کو پورے طور پر حرف بحرف لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ آپ غور فرمائیں کہ احادیث شریف کی پیشگوئی مرزا قادیانی کے حالات کے عین موافق اور مطابق ہے یا نہیں۔ دیکھیں ان احادیث کا آپ اقرار کرتے ہیں یا انکار۔

پہلی حدیث: ”عن ابی حریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعة حتی یبعث کذابون دجالون قریب من ثلاثین کلہم یزعم انہ رسول اللہ (مسلم ج ۲ ص ۳۹۷ کتاب الفتن و اشراط الساعة)“ ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ انھیں کذابوں دجالوں قریب تیس شخصوں کے ہر ایک ان میں سے دعویٰ کرے گا کہ میں رسول اللہ ہوں۔

دوسری حدیث شریف کا ترجمہ یوں ہے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا حضرت رسول خدا ﷺ نے کہ قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ ملحق ہو جائیں گے کئی قبیلے میری امت کے مشرکوں سے اور یہاں تک کہ پوچھیں اوٹان کو اور قریب ہے کہ ہوں گے میری امت میں میں جھوٹے شخص کلہم یزعم انہ نبی ہر ایک دعویٰ کرتا ہوگا کہ وہ نبی ہے اور فرمایا انا خاتم النبیین لا نبی بعدی میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۲۷ باب الفتن و دلائلہا) پس ان ہر دو احادیث سے کذابوں دجالوں کا آنا جو تیس کے قریب ہوں گے پیشگوئی میں صاف درج ہے اور مرزا قادیانی بعینہ ان میں سے ایک تھے۔

دجال اکبر نہیں۔ کیونکہ دجال ہمارے مسلمانوں کے عقائد میں جب وہ زمین پر کفر اور فساد پھیلانے گا۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہا السلام آسمان پر سے نازل ہوں گے۔ ان سے پہلے پہلے انتیس دجال کذاب نبوت اور رسالت کے دعوے دار پیدا ہو جائیں گے۔ اس وقت تک ۲۸، ۲۷ جھوٹے دجال پیدا ہو چکے ہیں۔ جن کی تفصیل کتب اسلام میں درج ہے۔ دجال اکبر کا حلیہ کتابوں میں درج ہے کہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا۔ گویا انگور کا دانہ پھولا ہوا ہے۔ اس کی پیشانی پر لفظ کفر (ک ف ر) لکھا ہوا ہوگا۔ وہ مدینہ شریف میں داخل نہ ہو سکے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو موضع لد کے دروازہ پر قتل کریں گے۔

مفصل حالات کتب احادیث اور سیر میں ہیں۔ پھر میاں قاسم علی صاحب اعتراضات لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

”ان اعتراضات کا مجمل لیکن مکمل جواب تو صرف یہ ہے کہ: ”لعنت اللہ علی الکاذبین (آل عمران: ۶۱)“ اس عبارت کے لکھنے سے میاں قاسم علی صاحب کی مراد یہ ہے کہ مرزا قادیانی پر یہ اعتراضات مسلمانوں نے جھوٹے لگائے ہیں۔ اس لئے ان جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ضرور جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اعتراضات جھوٹے ہیں یا سچے۔ میں دکھلا چکا ہوں کہ یہ اعتراضات سب صحیح ہیں۔ بلکہ علاوہ ان بیس کے اور سینکڑوں اعتراضات درج ہیں۔ جو سچے ہیں۔

مولوی صاحب! براہ مہربانی ذرہ میاں قاسم علی صاحب سے دریافت فرمائیں کہ جو اعتراضات آپ نے خود لکھے ہیں۔ کیا یہ سب جھوٹے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعتراض جھوٹا ہے۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ ہونے کا انکار جھوٹا ہے؟ نہیں۔ لیکن بات اس میں یہ ہے کہ لعنت کا تمغہ اور سرٹیفکیٹ جو اس قوم کو عطا ہوا ہے اور مرزا قادیانی کی سنت ہے ان پر اس کا ادا کرنا واجبات میں سے ہے۔ ورنہ مسلمان کی شان نہیں کہ وہ کسی مشرک کو بھی اپنی زبان سے لعنت کہے۔ یہ ہمارے سیدنا و مولانا فداہ امی والی حضرت خاتم الانبیاء والرسل شافع روز جزا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہی سنت موکدہ ہے۔ آپ کو کون روک سکتا ہے جو جی چاہے کہیں خداوند کریم ہادی مطلق ہے۔

بالآخر میں بڑے وثوق سے عرض کرتا ہوں کہ یہ رسالہ آپ کا دین الحق یا ہمارا مذہب محض دھوکا ہے۔ لیکن ناواقفوں کے لئے مجھے امید ہے کہ میرے دوست مولوی غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس جن کو ایسے ایسے دھکوں کی پڑتال اور جانچ کا اچھا ملکہ حاصل ہوگا اور ہونا چاہئے۔ اس رسالہ کی تہہ کو پہنچ جائیں گے اور جو میں نے مختصراً بطور ضمیمہ عریضہ عرض کیا ہے۔ اس کے ساتھ اس کا مقابلہ بلا تعصب فرمائیں گے اور پھر اس خاکسار کو اپنی رائے مبارک سے معزز فرمائیں گے۔ طالب حق کے لئے کافی سے زیادہ عرض کیا گیا ہے۔ والسلام علی من اتبع الهدی! زیادہ! زیادہ!

۱۰ جمادی الثانی ۱۳۲۸ھ

خاکسار نیازمند، احقر العباد، اللہ الا احد الصمد  
فضل احمد عفاء اللہ عنہ انسپکٹر پولیس

ازلہ ہیانہ

## یادداشت

آج یہ خط ۲۰ جولائی ۱۹۱۰ء کو بذریعہ رجسٹری میاں غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس موگا ضلع فیروز پور کے پاس بھیجا گیا۔  
فضل احمد عطاء اللہ عنہ

### نمبر ۴..... نقل پوسٹ کارڈ منجانب مولوی غلام رسول

بسم اللہ الرحمن الرحیم..... نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!  
موگا ۲۳ جولائی ۱۹۱۰ء

جناب مکرم بندہ خط بذریعہ رجسٹری جناب کا پہنچ گیا ہے۔ بہر حال مشکور ہوں۔ میں نے پڑھ بھی لیا ہے اور غور سے پڑھا ہے۔ مجھے آپ کے مزاج اور اس انہماک اور خاص غرض کا پہلے علم نہ تھا۔ ورنہ پہلے دونوں عریضے ذرہ تفصیل سے لکھتا۔ یہ خط بھی ”عدو شود سبب خیر“ کے ذیل میں میرے اذویاد اطمینان کا موجب ہو رہا ہے اور اس وجہ سے بھی مشکور ہی ہوں۔ بہر حال جواب عرض کر دیگا۔ مگر چونکہ نہایت عدیم الفرست ہوں کہ ہیڈ کوارٹر پر قیام کا موقع بھی نہیں ملتا۔ اس واسطے مہلت درکار ہے۔

### نمبر ۵..... نقل پوسٹ کارڈ منجانب مولوی غلام رسول انسپکٹر پولیس موگا

حامداً مصلیاً مسلماً  
موگا ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء

میرے مکرم و معظّم قاضی صاحب، السلام من اتبع الهدی! اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا اور لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے آپ کے مکاتبہ کے جواب عرض کرنے میں مہلت اور توفیق بخشی۔ میرے مکرم کئی روز ہوئے جواب بعون اللہ تعالیٰ مکمل ہو چکا ہے۔ اور میں نے اپنے عزیز غلام مرتضیٰ خان کو صاف اور خوشخط نقل کرنے کے واسطے دیا ہے۔ وہ کرتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ارسال خدمت عالی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے مفید بنائے اور اس میں اثر اور برکت ڈالے۔ آمین ثم آمین! نیاز مند غلام رسول

### نمبر ۴..... نقل خط منجانب احقر فضل احمد انسپکٹر پولیس لدھیانہ

باسمہ سبحانہ!  
۱۹ جون ۱۹۱۱ء

جناب مکرم مولوی غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس فیروز پور!  
تسلیم ماوجب آنکہ۔ مزاج شریف۔ ماہ جولائی ۱۹۱۰ء میں جواب نواز شنامہ آپ کی

خدمت میں بھیجا گیا تھا جس کو قریباً ایک سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ مگر اب تک آپ نے جواب الجواب حسب وعدہ خود ارسال نہیں فرمایا۔ ایک پوسٹ کارڈ آپ کا وصول ہوا تھا جس میں آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ جواب لکھا جا چکا ہے۔ صاف کرنے کے بعد ارسال ہوگا۔ مگر اس پوسٹ کارڈ کو پہنچے عرصہ تقریباً چار ماہ ہو گئے ہیں۔ اب تک آپ نے جوابات ارسال نہیں فرمائے۔ نہایت انتظار کے بعد یہ عریضہ خدمت شریف میں بھیجتا ہوں۔ براہ مہربانی جوابات روانہ فرما کر مشکور فرمائیں۔ تاکہ ان پر غور کر کے اسے جوابات تحریر کر کے کل خط و کتابت کو طبع کروادیا جائے۔ جیسے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ بصورت دیگر نیاز مند کو اجازت بخشی جائے۔ تاکہ جو کچھ لکھا جا چکا ہے اسی کو مطبع میں طبع کرنے بھیجا جائے۔ میں نہایت ہی مشکور ہوں گا کہ آپ مجھے جواب سے بہت جلد مشکور فرمائیں گے۔ خداوند تعالیٰ صراط مستقیم عطا فرماوے۔

ہاں! آپ نے ۴ مئی ۱۹۱۱ء کا اخبار بدر ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ جس میں ہم سب مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص مرزا قادیانی کو سچا جان کر اور ان کے دعویٰ پر ایمان بھی رکھتا ہو۔ لیکن اگر بیعت نہ کی ہو تو وہ بھی کافر ہے۔ یہ تحریر آپ کے عقائد کے بالکل خلاف ہے۔ براہ مہربانی اس پر نہایت توجہ سے غور فرمائیں۔ خداوند کریم اپنا رحم کرے۔ آمین!

آپ کا دوست نیاز مند فضل احمد عطاء اللہ عنہ

۲۱ جمادی الاول ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۱۱ء

نمبر ۶..... نقل پوسٹ کارڈ منجانب مولوی غلام رسول انسپکٹر پولیس موگا

۲۱ جون ۱۹۱۱ء موگا

حامداً مصلیاً و مسلماً

مکرمی و مخلصی۔ السلام علی من اتبع الهدی! نوازش نامہ پہنچا۔ مشکور فرمایا۔ میں خود شرمندہ ہوں کہ اب تک آپ کے خط کا جواب آپ کی خدمت میں بھیجا نہیں جاسکا۔ وجہ یہ ہوئی کہ پہلے اکتوبر تک میں ایک گونہ تشکیش میں رہا کہ جواب لکھوں یا نہ۔ آخر پر بچند وجوہ جن میں سے ایک وہ وعدہ بھی تھا جو آپ سے کر چکا تھا۔ بڑی مشکل سے وقت نکال کر نومبر اور دسمبر میں لکھا اور بفضلہ تعالیٰ مکمل ہوا۔ مگر پھر نقل کے واسطے چونکہ وہ طویل ہو گیا وقت نہ مل سکا تو اپنے برادر زادہ غلام مرتضیٰ خان کو جو اسی ضلع میں بندوبست میں ہیں۔ نقل کے واسطے دیا۔ مگر وہ بیمار ہو گئے اور عرصہ تک بیمار رہنے کے بعد پھر ان کی ڈیوٹی کچھ ایسے کاموں پر رہی وہ نقل کا وقت بھی نہ نکال سکے اور معلوم ہوتا ہے کہ اب تک نقل نہیں ہوا ہے۔ آج میں نے پھر تاکید خط لکھا ہے کہ ویسے ہی



میرے پاس واپس کر دیں۔ تو آہستہ آہستہ جوں جوں وقت ملا میں خود ہی نقل کی کوشش کروں گا۔ طبع کرانے کے واسطے آپ کا اختیار ہے۔ مگر جب تک اسے دیکھ نہ لیں طبع کیا کرائیں گے۔ ۴ مئی کا بدر میں نے دیکھ لیا ہوا ہے میری سمجھ میں تو اس میں کوئی نئی بات نہیں۔ راقم بندہ غلام رسول تمیم

نمبر ۵..... نقل خط منجانب احقر فضل احمد انسپکٹر پولیس لدھیانہ

۸ جولائی ۱۹۱۲ء

باسمہ سبحانہ مکرم بندہ جناب مولوی غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس موگا ضلع فیروز پور بعد مراسم ماوجب آنکے۔ عرصہ ہوا آپ کے وعدہ کا انتظار کرتے کرتے تھک گیا۔ مگر افسوس اب تک دو سال ہوئے جناب نے جواب عریضہ ارسال نہ فرمایا۔ معلوم نہیں کیا موجب ہوا۔ آپ کے پوسٹ کارڈ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۱۱ء کے اخیر فقرہ کا جواب تیار رکھا ہے۔ اس انتظار میں کہ آپ کے جواب کا جواب بھی اس کے ساتھ عرض کیا جائے۔ مگر تعجب ہے کہ آپ نے وعدہ موثق کو فراموش فرما دیا۔ مخلصی منشی محمد حسین خان صاحب سب انسپکٹر جلال آباد کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جواب خط نہیں بھیجا جائے گا۔ یہ بات سن کر مجھے اور بھی زیادہ افسوس ہوا کہ یا تو وہ شورا شوری۔ یا یہ بے نکمی۔ وہ کل وعدے بھی جو مجھ سے آپ نے فرمائے تھے دور ہو گئے اور خداوند کریم کے احکام: اوفوا بالعقود (مائتہ: ۱) اوفو بعهدی (البقرہ: ۴۰) ! و اوفو بعهد (نحل: ۹۱) ! کو بھی پس پشت ڈال دیا۔ نعوذ باللہ منہا۔ اس پر مجھے خیال ہوا کہ یہ عریضہ آپ کی خدمت میں بھیج کر منشی محمد حسین خان صاحب کی کلام کی تصدیق کروں۔ اس لئے متکلف خدمت سامی ہوں کہ براہ مہربانی جواب سے مشکور فرمائیں کہ خان صاحب نے جو فرمایا وہ صحیح ہے۔ اگر صحیح ہے تو نیاز مند کو بھی اس کے موجبات سے مطلع فرمائیں اور اگر صحیح نہیں تو جواب عریضہ ارسال فرما کر سرور فرمائیں۔ تاکہ اس کا جواب الجواب فوراً خدمت شریف میں بھیجا جائے اور نیز جواب نوازش نامہ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۱۱ء ارسال خدمت ہو۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ کس قدر نئی بات آپ کے عقیدہ کے برخلاف اخبار الحکم، البدیع، رسالہ تشبہ الاذبان سے لکھی گئی ہیں۔ اور علاوہ اس کے آپ کی قوم نبی تمیم کی کسی قدر تاریخ بھی بھی ٹی ہے۔ میں حلفیہ عرض کرتا ہوں میرا ارادہ محض اصلاح کا ہے۔ وما ارید الا اصلاح وما توفیقی الا باللہ! اگر حسب قول منشی محمد حسین خان صاحب واقعی آپ جواب دینا نہیں چاہتے ہیں تو مہربانی کر کے

اجازت بخشیں کہ جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ مطبع میں بھیج دیا جائے۔ تاکہ پبلک کو میری اور آپ کی گفتگو کا موازنہ ہو سکے۔ زیادہ۔ والسلام علی من اتبع الهدی!

آپ کا خیر خواہ نیاز مند فضل احمد عطاء اللہ عنہ

۲۲ رجب ۱۳۳۰ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۱۲ء

نمبر ۷..... نقل پوسٹ کارڈ منجانب مولوی غلام رسول صاحب

انسپکٹر پولیس موگا ضلع فیروز پور

۱۵ جولائی ۱۹۱۲ء

حامداً مصلیاً مسلماً

مکرمی قاضی صاحب جیو۔ السلام علیکم۔ خط آپ کا مجھے جھنگ میں ملا۔ جہاں میں رخصت پر تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کو اس قدر انتظار کی تکلیف ہوئی۔ معافی مانگتا ہوں۔ جواب تو اسی سرما میں لکھا جا چکا تھا۔ مگر میں چند در چند بواعث سے اس کی تکمیل اور ترسیل کے بارہ میں مذذب رہا۔ وعدہ بھی کر چکا تھا تاہم چند امور مانع رہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ مکرمی محمد حسین خان صاحب کا ارشاد بجا ہے۔ واقعی میرا یہی خیال ہو گیا تھا۔ مگر آپ کے خط آنے پر پھر ایک گونہ تحریک ہو گئی ہے اور صاف کرنا شروع کیا گیا ہے۔ اللہ کو منظور ہوا اور اس کا فضل شامل حال ہوا تو تکمیل پر ارسال خدمت ہوگا۔ اس کے فضل اور استعانت پر بھروسہ ہے۔ ۲۱ جون کا میرا کوئی کارڈ اور اس کے اخیر کا فقرہ بخدا مجھے تو یاد بھی نہیں کہ کیا تھا میں ایک عاجز عاصی بشر ہوں۔ اگر اور کچھ مہربانی فرمائی ہے تو وہ بھی بھیج دیں تاکہ اگر مجھے وہ باتیں تسلیم نہ ہوں تو ان پر ساتھ ہی عرض کروں۔ میری ذات یا میری قوم کی بابت کچھ معرض بحث میں لانا ذاتیات میں نہ شامل ہو اور اس میں اصلاح بھی کیا ہوگی۔ میں ایک عاجز جاہل گنہگار آدمی ہوں۔ میں تو اس سے بھی ڈرتا ہوں کہ آپ میری کم لیاقتی اور بے علمی نشر کرنا چاہتے ہیں خیر بہتر ہے کہ جو کچھ اور لکھا ہے وہ بھی ارسال فرمائیں۔ بندہ غلام رسول

نمبر ۶..... نقل پوسٹ کارڈ منجانب قاضی فضل احمد انسپکٹر پولیس لدھیانہ

۲۸ جولائی ۱۹۱۲ء..... لدھیانہ

باسمہ سبحانہ!

مکرم بندہ مولوی صاحب زاد شوقہ علیکم السلام۔ آپ کا نوازش نامہ بجواب نیاز نامہ

پہنچا۔ مشکور فرمایا۔ الحمد للہ! اب مجھے امید ہوتی ہے کہ آپ ضرور جواب ارسال فرمائیں گے۔ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۱۲ء کے نوازش نامہ کے اخیر فقرہ کے جواب میں جو تحریر کیا گیا ہے۔ وہ اس صورت میں بھیجنے کے لئے تیار تھا کہ آپ جواب ارسال نہیں فرمائیں گے۔ اب چونکہ عزم بالجزم کر لیا ہے۔ اس لئے تحریر شدہ خیالات اس کے جواب الجواب کے ساتھ ارسال خدمت شریف کروں گا۔ آپ کا فرمانا کہ آپ میری ذات کی بابت تحریر کرنا کہیں ذاتیات میں شامل ہو جائے۔ سو واللہ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ ذاتیات پر حملہ کیا جائے جس سے کسی قسم کا رنج بڑھے۔ ایسے خیالات نہایت ذلت کی وجہ پر ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ عرض وہی ہوگا جس میں خیر ہو اور اصلاح ہو۔ اس کے سوا لکھنا ضلالت ہے۔ بخدا میرا ارادہ ابتداء ہی سے یہ ہے میری اور آپ کی سمجھ میں وہ بات آجائے جو خدا اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کا موجب ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ ۲۱ جون ۱۹۱۲ء کے پوسٹ کارڈ کا اخیر فقرہ یاد نہیں ہے کہ کیا تھا۔ افسوس ہے کہ دین کے معاملہ میں ایسی فراموشی۔ سنئے۔ میں نے اپنے عریضہ ۱۹ جون ۱۹۱۲ء میں عرض کیا تھا کہ آپ نے اخبار بدر مئی ۱۹۱۱ء کا ملاحظہ فرمایا ہوگا جو آپ کے عقیدہ کے برخلاف ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے ۲۱ جون ۱۹۱۲ء کو پوسٹ کارڈ ارسال فرمایا کہ ۴ مئی کا بدر میں نے دیکھ لیا ہے۔ میری سمجھ میں تو اس میں کوئی نئی بات نہیں۔ والسلام علی من اتبع الهدی! نیازمند فضل احمد

نقل ۸..... پوسٹ کارڈ منجانب مولوی غلام رسول صاحب

انسپکٹر پولیس سرگودھا

کیم اگست ۱۹۱۲ء

حامداً مصلیاً مسلماً

مکرم و معظم جناب قاضی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں موگا سے تبدیل ہو کر یہاں آ گیا ہوں۔ آج صبح کو پہنچ کر چارج لیا ہے۔ جناب کا کارڈ ملا۔ مشکور فرمایا۔ میں نے مسودہ مذکور ایک عزیز کو نقل کر دیا ہے۔ میرے پاس اس قدر وقت نہ تھا۔ وہ منگمری لے گئے ہیں۔ جس وقت وہاں سے پہنچا ارسال خدمت کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ والسلام مع الاکرام حضرت قبلہ خان صاحب سے ملاقات ہو تو سلام نیاز پہنچا دیں۔

احقر غلام رسول

## پوسٹ کارڈ منجانب قاضی فضل احمد انسپکٹر پولیس لدھیانہ

۲۹ دسمبر ۱۹۱۲ء

باسمہ سبحانہ لدھیانہ

مکرم و معظم مولوی صاحب بعد مراسم ماوجب آنکہ۔ مزاج شریف یکم اگست ۱۹۱۲ء کا نوازش نامہ آپ کا پہنچ کر باعث تسلی ہوا تھا کہ جناب جواب عریضہ ضرور ارسال فرمائیں گے جس نے آج تک پانچ ماہ منتظر رکھا مگر اب میں مایوسانہ حالت میں آپ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ میرے عریضہ کا جواب آپ دراصل بھیجنا نہیں چاہتے ہیں۔ بہت سے وعدے فرمائے۔ مگر افسوس پورے نہ ہوئے۔ اب یہ آخری عریضہ خدمت عالی میں بھیج کر متمسک ہوں کہ اگر جناب ایک ہفتہ تک جواب عریضہ ارسال فرمادیں گے تو بہتر۔ ورنہ نیاز مند کو یہ حق ہوگا کہ میری طرف سے جس قدر لکھا جا چکا ہوا ہے اس کے طبع کرانے کا خود کو مجاز سمجھوں اور اگر ایک ہفتہ تک آپ کی طرف سے جواب عریضہ کا پہنچ جائے گا تو میں پھر اس کا جواب الجواب عرض کروں گا۔ مگر میں مایوس ہو چکا ہوں کہ آپ جو عریضہ ہرگز ارسال نہیں فرمادیں گے۔ کیونکہ عرصہ اڑھائی سال کا گزر چکا ہے۔ آپ نے توجہ نہیں فرمائی۔ پس اب امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے آخری جواب سے مشکور فرمادیں گے اور اجازت بخشیں گے کہ میں اس عریضہ کو طبع کے لئے مطبع میں بھیج دوں۔ میرا اور آپ کا معاملہ خدا کے سامنے ہے اور میں حلفاً عرض کرتا ہوں کہ میرا ارادہ محض اصلاح کا ہے اور کچھ نہیں۔ المستظر نیاز مند فضل احمد عفاء اللہ عنہ!

نقل پوسٹ کارڈ بجواب پوسٹ کارڈ بالامنجان مولوی غلام رسول صاحب

انسپکٹر پولیس ضلع شاہپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

سرگودھا۔ ۳ جنوری ۱۹۱۳ء

مکرم معظم جناب قاضی صاحب السلام علی من اتبع الهدی۔ کارڈ پہنچا۔ مشکور فرمایا۔ میں شاید پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ آپ طویل خط کے جواب کے متعلق پہلے پہل تو واقعی میرا خیال تھا کہ جواب میں عرض نہ کروں۔ کیونکہ آپ کی طرف سے نوبت ختم تک پہنچی ہوئی نظر آئی تھی۔ مگر پھر چند در چند وجوہ سے بخوف معصیت آمادہ ہوا اور اسی اکتوبر کے اخیر میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے بھروسہ پر جواب لکھنا شروع کر دیا اور اسی دسمبر میں باوجود عدیم الفرستی کہ اللہ تعالیٰ

کے فضل اور احسان سے مکمل ہو گیا تھا۔ بنی ہر چند اختصار کی کوشش کی تاہم جواب بہت سا ضخیم صورت کی کتاب بن گیا۔ اب اسے صاف کرنے کی ضرورت تھی جس کے واسطے میرے پاس وقت نہ تھا اور میں طبعاً بھی اپنے لکھے ہوئے کو نقل کرنے سے تکلیف گریزی کرنے والا ہوں۔ اس لئے مسودہ مذکور پہلے ایک عزیز کو دیا گیا کہ نقل کر دیں جو عرصہ تک ان کے پاس رہا۔ مگر ان کو بھی وقت نہ ملا۔ صرف چند صفحے ہوئے تھے کہ ان سے واپس لینا پڑا۔ پھر شاید جولائی گزشتہ میں ایک اور عزیز نے امید ظاہر کی کہ وہ نقل کر سکیں گے۔ چنانچہ ان کو دیا گیا۔ اگست میں میں ادھر تبدیل ہو آیا اور شاید مجھ سے پہلے ہی منگمری تبدیل ہو گئے تھے۔ مجھے اب تک انتظار رہا کہ نقل مکمل کر کے ارسال کریں گے۔ مگر کسی وجہ سے ان سے بھی نہ ہو سکا اور آج پانچ چھ روز ہوئے ہیں کہ مسودہ جوں کا توں معافی کے خط کے ساتھ میرے پاس واپس آ گیا۔ اب اس کی نقل میرے واسطے آسان کام نہیں کہ میرے پاس وقت نہیں۔ ایک اور عزیز سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ نقل کر دے گا۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ آپ میرے نام کو مطبع میں نہ لے جائیں اور اب بھی یہی عرض ہے کہ میری پوزیشن اور کم علمی اس قابل نہیں ہے۔ میری اصلاح مطلوب ہے تو آپ اپنا فرض ادا کر چکے اور کچھ فرمانا ہو تو وہ بھی فرمائیں اور چاہیں تو جواب کا انتظار کریں۔ ورنہ اختیار ہے۔

غلام رسول!

### یادداشت

مولوی صاحب کا یہ آخری خط ہے۔ اس کو بھی اس وقت سو سال کا عرصہ گزر گیا۔ مگر جواب نہ پہنچا۔ حالانکہ آپ کے پوسٹ کارڈ نمبر ۵ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء سے واضح ہوتا ہے کہ جواب خط تیار ہو گیا ہے اور عزیز غلام مرتضیٰ خاں کو نقل کے واسطے دیا گیا ہے۔ نقل ہونے پر بھیجا جائے گا۔ اس کو بھی سو اتین سال منقضي ہو گئے۔ مگر افسوس اب تک نہ نقل ہو سکا اور نہ میرے پاس پہنچا۔ ناظرین غور فرما سکتے ہیں کہ دراصل کوئی جواب لکھا بھی گیا یا نہیں۔ اگر لکھا گیا تھا تو نقل ہونا دو چار روز یا ہفتہ کا کام تھا۔ جس کو سو اتین سال گزر گئے۔ میرا خیال ہے کہ اول تو کوئی جواب لکھا نہیں گیا اور اگر بالفرض کچھ اناپ شاپ لکھا بھی ہو تو کمیٹی نے اس کو پاس نہیں کیا اور نہ اس قابل سمجھا کہ وہ جواب کی حیثیت میں بھیجا جائے۔ پس اس آخری پوسٹ کارڈ سے ان کا عجز ثابت ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ کئی عزیزوں کو نقل کے واسطے دیا گیا۔ مگر کوئی بھی کرنے سکا۔ غرض یہ ہے کہ کوئی جواب نہیں۔ اسی واسطے انہوں نے لکھ دیا کہ خواہ جواب کا انتظار کریں۔ ورنہ اختیار ہے۔ مگر میں اپنے اس

خیال کا ثبوت رکھتا ہوں کہ مولوی صاحب کے جواب کو قادیانی کمیٹی نے پسند نہیں کیا۔ اس لئے عدم میں رہا میں اپنے دوست مخلص خان صاحب منشی محمد حسین خان صاحب سب انسپکٹر جلال آباد ضلع فیروز پور کا خط نقل کرتا ہوں۔ جو مولوی صاحب کے ضلع میں تعینات ہیں۔ وہو ہذا!!

۲۲ نومبر ۱۹۱۱ء اللہ معکم اینما کنتم

جناب مخدومی زاد عنایہ السلام علیکم!

پوسٹ کارڈ ملا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میاں صاحب کا جواب قادیان کی جنرل کمیٹی نے پسند نہیں کیا۔ اس واسطے آپ کے پاس نہیں پہنچا۔ ترمیم تفسیح ہو رہی ہے۔ اگر مکمل ہو گیا تو بھیج دیں گے اور پھر گویا یہ تمام جماعت کا جواب ہوگا۔ فقط!

محمد حسین خاں لودھی سب انسپکٹر تھانہ جلال آباد

خان صاحب نے اس سے بہت پہلے فرمایا تھا کہ میں نے آپ کا خط دیکھا تھا اور اسی وقت میں نے میاں غلام رسول صاحب انسپکٹر کو کہہ دیا تھا کہ اس کا جواب ہرگز نہیں دے سکو گے۔ یہ میری پیش گوئی سمجھو۔ پس خان صاحب کی یہ پیش گوئی پوری ثابت ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اس قدر انتظار یعنی سواتین سال کے بعد مطبع میں بھیجا جاتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو ذریعہ ہدایت منکرین بنائے۔ آمین! ثم آمین!

خاکسار فضل احمد عفی اللہ عنہ

۱۱ مئی ۱۹۱۴ء..... مقام لدھیانہ

نوٹ:

ماہ اگست ۱۹۱۴ء کو سفر حج و زیارت پیش آیا۔ الحمد للہ والمناہ ماہ جنوری ۱۹۱۵ء کو واپس آیا۔ اس کے بعد انتظار جواب ہوا۔ اس کے بعد غالباً ماہ مئی یا جون ۱۹۱۵ء کو یہ خط و کتابت کاتب کے حوالہ ہوئی اور مطبع میں انتظام طبع کیا گیا۔

اس کا دوسرا حصہ بھی تیار ہے۔ وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ مطبع میں دیا جائے گا۔ خدا کرے مرزا نیوں کو صراط مستقیم حاصل ہو۔

مقام لدھیانہ

فقیر نیاز مند فضل احمد عفاء اللہ عنہ

۱۷ اکتوبر ۱۹۱۵ء

دوسرا حصہ ہمیں دستیاب نہیں ہوا۔ فقیر مرتب! ۱۰ جون ۲۰۰۷ء

مکتبہ النبیین لاہور  
سید احمد علی شاہی صاحب  
مسجد کھنڈہ کولہ پورہ لاہور

فہارس

احساب قادیانیت

جلد ۱.....جلد ۲۰

ترتیب

حضرت مولانا اللہ وسایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم . اما بعد!

اپنے استاذ مکرم مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر کے رسائل اولاً ۱۹۸۹ء میں نساب قادیانیت کے نام سے شائع کئے تھے۔ اس وقت خیال و تصور میں بھی یہ بات نہ تھی کہ نساب قادیانیت کے نام پر اکابرین امت کے رشحات قلم کو سلسلہ وار یکجا کیا جائے گا۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے رسائل اولاً جون ۱۹۹۸ء میں جمع کئے تو ان کو احتساب قادیانیت سہ دوم کا نام دیا۔ پھر سلسلہ چل نکلا۔ آج ان سطور کی تحریر (۷، جون ۲۰۰۷ء) تک بیس (۲۰) ندوں پر نہ صرف کام مکمل ہو گیا۔ بلکہ شائع ہو گئیں۔ گویا دس سال میں بیس جلدیں۔ کتنی تیزی سے یہ کام ہوا؟۔ یہ محض اللہ رب العزت کا فضل و احسان ہے اور بس!

اب جبکہ بیسویں جلد اشاعت کے لئے پریس جانے کے مراحل میں ہے تو خیال ہوا کہ ان تمام جلدوں کی اجمالی فہارس اس جلد کے ساتھ شامل اشاعت ہو جائیں۔ تاکہ قارئین کے لئے بیس جلدوں سے استفادہ آسان ہو جائے۔ اس کے لئے چار قسم کی فہرستیں تیار کی ہیں۔

فہرست نمبر ۱: اس فہرست میں جلد اول سے جلد بیس تک ان حضرات کے اسمائے گرامی درج کر دیئے ہیں جن کے کتب و رسائل ان بیس جلدوں میں شائع ہوئے۔ یہ کل حضرات ینتیس (۳۷) ہیں جن کا سن ولادت و سن وفات معلوم ہو سکے دونوں درج کر دیئے۔ سن ولادت کے لئے (و) اور سن وفات کے لئے (م) کی علامت لکھی ہے۔ جن کا صرف سن وفات معلوم ہوا (م) کے آگے صرف وہی لکھ دیا۔ جن کے دونوں سن معلوم نہ کر پائے انہیں خالی چھوڑ دیا جو ہماری بے بسی کی یاد دلاتے رہیں گے۔

فہرست نمبر ۲: یہ فہرست مصنفین کے اسمائے گرامی، ان کے رسائل کی تعداد، جس جلد میں ان کے جتنے رسائل شائع ہوئے وہ ظاہر کرتی ہے۔ کل دو سو اڑسٹھ (۲۶۸) رسائل و کتب ہیں جو ان جلدوں میں شائع ہوئیں۔

فہرست نمبر ۳: اس فہرست میں ہر جلد کے صفحات کی تعداد لکھ دی ہے۔ بیس جلدوں کے کل صفحات دس ہزار آٹھ سو سترہ (۱۰۸۱۷) ہیں۔ دو سو اڑسٹھ (۲۶۸) رسائل و کتب کی یہ فہرست، تعداد صفحات کو ظاہر کرتی ہے۔

فہرست نمبر ۴: ۱۔ رسائل و کتب کے اولاً نمبرات مسلسل دیئے ہیں۔ ۲۶۸ تا ۱۔

۲۔ ہر مصنف کے رسائل کی تعداد کے لئے علیحدہ علیحدہ ساتھ ہی نمبر دیئے ہیں۔



۳..... ہر مصنف کے رسالہ و کتاب کا مکمل نام دیا ہے۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ کون کون سے رسائل و کتب شائع ہو کر ان جلدوں میں محفوظ ہیں۔

۴..... ہر رسالہ و کتاب کے نام کے ساتھ مصنف کا نام دیا ہے۔ تاکہ مزید آسانی ہو۔

۵..... جلد کی صراحت کر دی ہے کہ کس مصنف کا کونسا رسالہ کونسی جلد میں مل سکتا ہے۔

۶..... اس کے ساتھ ہی اس فہرست میں آگے اس جلد کا صفحہ دے دیا ہے۔ تاکہ معلوم

ہو کہ کس مصنف کا کونسا رسالہ، کونسی جلد کے، کونسے صفحے، پر مل سکتا ہے۔ اس طرح یہ چار فہارس تیار کر پائے ہیں۔

### موضوعاتی فہرست

میرے مخدوم حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ کا فرمانا ہے کہ ان تمام جلدوں کو موضوعاتی تقسیم و ترتیب جدید سے شائع ہونا چاہئے۔ بہت مناسب اور ضروری۔ لیکن اس سے قبل اگر وہ اپنے کسی معاون کو موضوعاتی فہرست کے کام پر لگا دیں تو کرم ہوگا۔ فقیر کی کمر دکھتی ہے۔ اسی بھاری پتھر کو چوم کر چھوڑنے کی بجائے اٹھانے کا نتیجہ ہے۔ موصوف موضوعاتی فہرست تیار کرادیں۔ ایسے ہو جائے آدمی تو عزم کے پکے ہیں۔ دیکھیں ”نومن تیل اور رادھا کا کھیل“ اسی طرح اسی قبیلہ عشق و وفا کے ایک اور مخدوم یعنی مخدوم ثالث حضرت مولانا مفتی خالد محمود صاحب ناظم اقرء روضۃ الاطفال و استاذ الحدیث جامعہ بنوریہ کراچی نے از خود خواہش کا اظہار فرمایا کہ میں ان تمام جلدوں کے تعارف و تبصرہ پر خامہ فرسائی کرنے کا دلی داعیہ رکھتا ہوں۔ موصوف اچھے قلم کار اور دل کی بات سمجھانے کے دہنی ہیں۔ ان کا تعارف و تبصرہ پر قلم چل نکلا تو سینکڑوں صفحات تیار ہو جائیں گے۔ ان فہرستوں سمیت موضوعاتی فہرست اور تعارف و تبصرہ پر مستقل کتاب شائع ہو جائے تو بہت اچھا رہے گا۔

یہ تو شیخ چلایا کے خیالاتی پلاؤ تھے جو کام ان جلدوں پر ہو گیا ہے وہ حاضر خدمت ہے۔ لیجئے! پڑھئے اور دعاؤں سے نوازئیے کہ اللہ تعالیٰ اس کا خیر کو مزید جاری رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آج تک رسائل و کتب کی شکل میں رد قادیانیت پر جو کچھ شائع ہوا وہ سب احتساب قادیانیت کی آئندہ جلدوں میں جمع ہو جائے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز!

والسلام!

محتاج دعا..... فقیر: اللہ وسایا

۷ جون ۲۰۰۷ء

## فہرست نمبر ۱: اسماء گرامی مصنفین بمع سن ولادت و سن وفات

اس فہرست میں احتساب قادیانیت کی جلد اول سے جلد بیس (۲۰) تک جن حضرات کے رد قادیانیت کے رسائل شامل کئے گئے۔ ان کے اسماء کی فہرست دے دی گئی ہے۔ جن حضرات کا سن ولادت و سن وفات میسر آ گیا وہ بھی شامل کر دیا ہے۔ کل سینتیس (۳۷) حضرات اکابر مرحومین محسنین کے رشحات قلم، بیس جلدوں میں ہم مسکین ان کے نام لیواؤں نے جمع کئے ہیں۔ حق تعالیٰ اپنے فضل و احسان سے شرف قبولیت سے نوازیں اور آئندہ کے لئے توفیق بخشیں کہ ہم تمام حضرات کے کتب و رسائل کو مکمل جمع کر پائیں۔ وما ذالك على الله بعزيز!

.....۱	مولانا لال حسین اختر	و ..... م ۱۹۷۳ء
.....۲	مولانا محمد ادریس کاندھلوی	و ۱۸۹۸ء م ۱۹۴۹ء
.....۳	مولانا حبیب اللہ امرتسری	و ۱۸۹۸ء م ۱۹۴۸ء
.....۴	حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری	و ۱۸۷۵ء م ۱۹۳۳ء
.....۵	حضرت مولانا اشرف علی تھانوی	و ۱۸۶۳ء م ۱۹۳۳ء
.....۶	حضرت علامہ مولانا شبیر احمد عثمانی	و ۱۸۸۹ء م ۱۹۴۹ء
.....۷	حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی مدنی	و ۱۸۹۸ء م ۱۹۶۵ء
.....۸	حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری	و ۲۸ جولائی ۱۸۴۶ء م ۱۳ ستمبر ۱۹۲۷ء
.....۹	علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری	و ۱۸۶۷ء م ۳۰ مئی ۱۹۳۰ء
.....۱۰	پروفیسر یوسف سلیم چشتی	و ..... م .....ء
.....۱۱	حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری	و جون ۱۸۶۸ء م ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء
.....۱۲	حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری	و ۱۲۸۵ھ م ۲۱ دسمبر ۱۹۵۱ء
.....۱۳	حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری	و ..... م ۱۸۹۷ء
.....۱۴	جناب بابو بیچ بخش لاہوری	و ..... م مئی ۱۹۲۷ء
.....۱۵	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع	و ۱۳۱۴ھ م ۱۳۹۶ھ

.....۱۶	حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی	و ۱۳۱۸ھ م ۱۳۸۲ھ
.....۱۷	حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانی	و ۱۳۱۸ھ م ۱۴۰۳ھ
.....۱۸	جناب ابو عبیدہ نظام الدین بی۔ اے	و ..... م ۱۵ جولائی ۱۹۸۵ء
.....۱۹	حضرت مولانا حسین احمد مدنی	و ۱۶ اکتوبر ۱۸۷۹ء م ۱۵ دسمبر ۱۹۵۷ء
.....۲۰	حضرت مولانا احمد علی لاہوری	و ۲ رمضان ۱۳۰۴ھ م ۱۷ رمضان ۱۳۸۱ھ
.....۲۱	حضرت مولانا مفتی محمود	و ۱۵ فروری ۱۹۱۹ء م ۱۹۸۱ء
.....۲۲	حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی	و ۱۸۹۵ء م ۴ فروری ۱۹۸۱ء
.....۲۳	حضرت مولانا محمد علی جالندھری	و فروری ۱۸۹۶ء م ۲۱ اپریل ۱۹۷۱ء
.....۲۴	حضرت مولانا محمد یوسف بنوری	و ۸ مئی ۱۹۰۸ء م ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۷ء
.....۲۵	حضرت مولانا تاج محمود	و ۱۵ جنوری ۱۹۱۷ء م ۲۰ جنوری ۱۹۸۴ء
.....۲۶	حضرت مولانا محمد شریف جالندھری	و ..... م ۱۴ فروری ۱۹۸۵ء
.....۲۷	حضرت مولانا عبد الرحیم اشعر	و ۲۵ مئی ۱۹۲۴ء م ۲۲ مئی ۲۰۰۳ء
.....۲۸	حضرت مولانا عبد الغنی پٹیلوی	و ..... م .....ء
.....۲۹	حضرت مولانا نور محمد خان سہارنپوری	و ..... م .....ء
.....۳۰	حضرت مولانا محمد منظور نعمانی	و ۱۹۰۵ء م ۴ مئی ۱۹۹۷ء
.....۳۱	حضرت مولانا محمد یعقوب پٹیلوی	و ..... م .....ء
.....۳۲	جناب علامہ نصیر بی۔ اے بھیروی	و ..... م .....ء
.....۳۳	حضرت مولانا محمد ابراہیم میرسیالکوٹی	و ..... م ۱۲ جنوری ۱۹۵۶ء
.....۳۴	حضرت مولانا عبد اللطیف رحمانی	و ..... م .....ء
.....۳۵	حضرت مولانا ظہور احمد بگوی	و ۱۹۰۱ء م ۱۹۴۵ء
.....۳۶	حضرت مولانا محمد مسلم دیوبندی	و ..... م .....ء
.....۳۷	جناب قاضی فضل احمد گورداسپوری	و ..... م .....ء

## فهرست نمبر ۲: احساب قادیانیت جلد ۱ تا ۲۰ باعتبار صفحات

۳۱۰	کل صفحات	جلد ۱	احساب قادیانیت
۵۴۳	//	۲ //	احساب قادیانیت
۵۴۹	//	۳ //	احساب قادیانیت
۶۷۹	//	۴ //	احساب قادیانیت
۵۲۸	//	۵ //	احساب قادیانیت
۴۹۱	//	۶ //	احساب قادیانیت
۶۴۰	//	۷ //	احساب قادیانیت
۵۷۶	//	۸ //	احساب قادیانیت
۶۱۶	//	۹ //	احساب قادیانیت
۵۷۴	//	۱۰ //	احساب قادیانیت
۵۰۳	//	۱۱ //	احساب قادیانیت
۵۲۴	//	۱۲ //	احساب قادیانیت
۴۳۷	//	۱۳ //	احساب قادیانیت
۴۸۹	//	۱۴ //	احساب قادیانیت
۴۹۶	//	۱۵ //	احساب قادیانیت
۵۷۶	//	۱۶ //	احساب قادیانیت
۶۳۲	//	۱۷ //	احساب قادیانیت
۵۳۲	//	۱۸ //	احساب قادیانیت
۵۹۲	//	۱۹ //	احساب قادیانیت
۶۴۰	//	۲۰ //	احساب قادیانیت

فہرست نمبر ۳: احتساب قادیانیت ج ۱ تا ۲۰ باعتبار مصنفین و تعداد رسائل

عنوان	جلد	مصنف	تعداد رسائل
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱	حضرت مولانا لال حسین اخترؒ	۱۴
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۲	حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	۱۰
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۳	حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ	۲۰
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۴	حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ	۳
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۴	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ	۲
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۴	حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ	۲
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۴	حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ	۱۰
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۵	حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ	۲۴
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۶	جناب قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ	۳
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۶	جناب پردیسریوسف سلیم چشتیؒ	۲
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۷	حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ	۱۰
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۸	حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	۱۶
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۹	حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	۱۸
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۰	حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ	۱۷
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۰	حضرت مولانا غلام دستگیر قصوریؒ	۲
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۱	جناب بابو پیر بخش لاہوریؒ	۹
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۲	جناب بابو پیر بخش لاہوریؒ	۳
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۳	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ	۸
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۳	حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ	۲

۲	حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی	جلد ۱۳	مجموعہ رسائل ردقادیانیت
۴	جناب ابو عبیدہ نظام الدین بی اے	جلد ۱۴	مجموعہ رسائل ردقادیانیت
۱	حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی	جلد ۱۵	مجموعہ رسائل ردقادیانیت
۱	حضرت مولانا احمد علی لاہوری	جلد ۱۵	مجموعہ رسائل ردقادیانیت
۲	حضرت مولانا مفتی محمود	جلد ۱۵	مجموعہ رسائل ردقادیانیت
۲	حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی	جلد ۱۵	مجموعہ رسائل ردقادیانیت
۲	حضرت مولانا محمد علی جالندھری	جلد ۱۶	مجموعہ رسائل ردقادیانیت
۳۰	حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری	جلد ۱۶	مجموعہ رسائل ردقادیانیت
۴	حضرت مولانا تاج محمود	جلد ۱۶	مجموعہ رسائل ردقادیانیت
۸	حضرت مولانا محمد شریف جالندھری	جلد ۱۶	مجموعہ رسائل ردقادیانیت
۵	حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر	جلد ۱۶	مجموعہ رسائل ردقادیانیت
۱	حضرت مولانا عبدالغنی پٹیلوی	جلد ۱۷	مجموعہ رسائل ردقادیانیت
۵	حضرت مولانا نور محمد خان	جلد ۱۷	مجموعہ رسائل ردقادیانیت
۴	حضرت مولانا محمد منظور نعمانی	جلد ۱۸	مجموعہ رسائل ردقادیانیت
۲	حضرت مولانا محمد یعقوب پٹیلوی	جلد ۱۸	مجموعہ رسائل ردقادیانیت
۱	جناب علامہ نصیر بی اے	جلد ۱۸	مجموعہ رسائل ردقادیانیت
۱۲	حضرت مولانا محمد ابراہیم میرسیالکوٹی	جلد ۱۹	مجموعہ رسائل ردقادیانیت
۳	حضرت مولانا عبد اللطیف رحمانی	جلد ۱۹	مجموعہ رسائل ردقادیانیت
۱	حضرت مولانا ظہور احمد بگوی	جلد ۱۹	مجموعہ رسائل ردقادیانیت
۱	حضرت مولانا محمد مسلم دیوبندی عثمانی	جلد ۲۰	مجموعہ رسائل ردقادیانیت
۲	جناب قاضی فضل احمد گرداسپوری	جلد ۲۰	مجموعہ رسائل ردقادیانیت

## فہرست نمبر ۴: تعداد مصنفین جلد اور اس کے صفحات

### احساب قادیانیت جلد اول (۱)

۱.....	۱..... ترک مرزائیت۔	۳۵	مولانا لال حسین اختر
۲.....	۲..... ختم نبوت اور برزگان امت۔	۱۳۵	// //
۳.....	۳..... حضرت مسیح علیہ السلام مرزا کی نظر میں۔	۱۶۳	// //
۴.....	۴..... حضرت خواجہ غلام فرید اور مرزا قادیانی	۲۰۹	// //
۵.....	۵..... مرزا اسلام مکہ مکرمہ میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں۔	۲۲۷	// //
۶.....	۶..... سیرت مرزا قادیانی۔	۲۳۵	// //
۷.....	۷..... عجائبات مرزا۔	۲۴۹	// //
۸.....	۸..... حمل مرزا۔	۲۶۱	// //
۹.....	۹..... آخری فیصلہ۔	۲۶۵	// //
۱۰.....	۱۰..... بکرو شیب۔	۲۷۳	// //
۱۱.....	۱۱..... وفاقی وزیر قانون کی خدمت میں عرضداشت۔	۲۸۱	// //
۱۲.....	۱۲..... جمود الرحمن کمیشن میں بیان۔	۲۹۵	// //
۱۳.....	۱۳..... مسلمانوں کی نسبت قادیانی عقیدہ۔	۳۰۱	// //
۱۴.....	۱۴..... انگلستان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی کامیابی۔	۳۰۵	// //

### فہرست احساب قادیانیت جلد دوم (۲)

۱۵.....	۱..... مسک الختام فی ختم نبوت سید الانام (ختم نبوت)	۹	مولانا محمد ادریس کاندھلوی
۱۶.....	۲..... شرائط نبوت۔	۹۵	// //
۱۷.....	۳..... حضرات صوفیائے کرام اور حضرت نانوتویؒ پر مرزائیوں کا بہتان و افتراء۔	۱۳۷	//

۱۸۹	۴	.....	۱۸
۱۹۱	۵	.....	۱۹
۲۶۳	۶	.....	۲۰
۳۱۵	۷	.....	۲۱
۳۳۵	۸	.....	۲۲
۳۵۵	۹	.....	۲۳
۴۰۳	۱۰	.....	۲۴

### فہرست احتساب قادیانیت جلد تین (۳)

۱۱	۱	.....	۲۵
۳۰	۲	.....	۲۶
۷۴	۳	.....	۲۷
۱۴۷	۴	.....	۲۸
۱۶۹	۵	.....	۲۹
۲۵۷	۶	.....	۳۰
۲۶۹	۷	.....	۳۱
۳۱۷	۸	.....	۳۲
۳۳۷	۹	.....	۳۳
۳۶۹	۱۰	.....	۳۴
۳۸۹	۱۱	.....	۳۵
۴۰۵	۱۲	.....	۳۶
۴۲۹	۱۳	.....	۳۷



۳۸	۱۴	مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی قرآن دانی۔ //	//	۴۴۳
۳۹	۱۵	عیسیٰ علیہ السلام کا رفع اور آمدنی امن تیس کی زبانی مرزا کی کذب بیانی۔ //	//	۴۶۱
۴۰	۱۶	مرزا غلام احمد رئیس قادیان اور اس کے بارہ نشان۔ //	//	۴۸۱
۴۱	۱۷	اختلافات مرزا۔ //	//	۴۸۹
۴۲	۱۸	سلسلہ بہائیت و فرقہ مرزائیہ۔ //	//	۵۰۷
۴۳	۱۹	انجیل برنباس اور حیات مسیح علیہ السلام! //	//	۵۲۱
۴۴	۲۰	مرزائیت میں یہودیت و نصرانیت //	//	۵۲۹
<b>فہرست اختساب قادیانیت جلد چار (۴)</b>				
۴۵	۱	دعوت حفظ ایمان نمبر ۱	مولانا انور شاہ کشمیری	۱۱
۴۶	۲	دعوت حفظ ایمان نمبر ۲۔	//	۱۷
۴۷	۳	بیان مقدمہ بہاولپور۔	//	۳۳
۴۸	۱	الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی	مولانا اشرف علی تھانوی	۹۵
۴۹	۲	قائد قادیان	//	۱۳۱
۵۰	۱	الشہاب لرحم الخاطف المرتاب	مولانا شبیر احمد عثمانی	۱۹۱
۵۱	۲	صدائے ایمان	//	۲۴۳
۵۲	۱	نزول عیسیٰ علیہ السلام!	مولانا بدر عالم میرٹھی	۲۵۳
۵۳	۲	ختم نبوت	//	۳۶۵
۵۴	۳	سیدنا مہدی علیہ الرضوان۔	//	۴۴۵
۵۵	۴	دجال اکبر۔	//	۴۹۷
۵۶	۵	نور ایمان۔	//	۵۳۱
۵۷	۶	الجواب الفصیح لمنکر حیات المسیح علیہ السلام!	//	۵۴۳

۵۲۸	//	//	۷..... مصباح العلیہ لسحو النبوة الظلیہ!	۵۸
۵۷۶	//	//	۸..... الجواب الحفی فی آیت التوفی!	۵۹
۵۹۲	//	//	۹..... انجاز الوفی فی آیت التوفی!	۶۰
۶۳۹	//	//	۱۰..... آواز حق!	۶۱

### فہرست احتساب قادیانیت جلد پانچ (۵)

۵	مولانا عبدالعزیز و مولانا عبدالوحید	۱..... صحیفہ رحمانیہ نمبر ۱۔	۶۲
۱۳	//	۲..... صحیفہ رحمانیہ نمبر ۲۔	۶۳
۱۹	مولانا عبدالوحید	۳..... صحیفہ رحمانیہ نمبر ۳۔	۶۴
۲۹	مولانا عبدالعزیز	۴..... صحیفہ رحمانیہ نمبر ۴۔	۶۵
۳۷	پروفیسر سید انور حسین	۱..... صحیفہ رحمانیہ نمبر ۵۔	۶۶
۶۳	محمد علی مونگیر وی	۱..... صحیفہ رحمانیہ نمبر ۶ / مرزا کا دعویٰ نبوت	۶۷
۸۶	//	۲..... صحیفہ رحمانیہ نمبر ۷ / دعویٰ نبوت مرزا۔	۶۸
۱۲۱	//	۳..... صحیفہ رحمانیہ نمبر ۸ / عبرت خیز۔	۶۹
۱۲۱	//	۴..... صحیفہ رحمانیہ نمبر ۹۔	۷۰
۱۸۷	محمد یعسوب مونگیر وی	۱..... صحیفہ رحمانیہ نمبر ۱۰۔	۷۱
۲۰۹	محمد یعسوب مونگیر وی	۲..... صحیفہ رحمانیہ نمبر ۱۱ / نمونہ القائے قادیانی	۷۲
۲۰۹	محمد یعسوب مونگیر وی	۳..... صحیفہ رحمانیہ نمبر ۱۲	۷۳
۲۵۳	خواجہ غلام الثقلین	۱..... صحیفہ رحمانیہ نمبر ۱۳	۷۴
۲۷۱	مولانا عبدالغفار خان	۱..... صحیفہ رحمانیہ نمبر ۱۴، اسلامی چیلنج۔	۷۵
۲۹۱	محمد یعسوب مونگیر وی	۴..... صحیفہ رحمانیہ نمبر ۱۵	۷۶
۳۱۱	مولانا سید محمد انور حسین	۱..... صحیفہ رحمانیہ نمبر ۱۶ / مرزائی نبوت کا خاتمہ	۷۷

۳۳۷	۱	.....	۷۸	صحیفہ رحمانیہ نمبر ۷، نبوت فی الاسلام کے فوجیوں اور مرزا کے جھوٹ	مولانا اسحق مونگیریؒ
۳۷۱	۲	.....	۷۹	صحیفہ رحمانیہ نمبر ۱۸ چیلنج محمدیہ وصولت فاروقیہ	//
۴۰۱	۳	.....	۸۰	صحیفہ رحمانیہ نمبر ۱۹ چشمہ ہدایت کی صداقت اور کتب قادیانی کی انہی حالت	//
۴۰۹	۴	.....	۸۱	صحیفہ رحمانیہ نمبر ۲۰	//
۴۱۹	۵	.....	۸۲	صحیفہ رحمانیہ نمبر ۲۱ / خاتم النبیین	//
۴۵۱	۶	.....	۸۳	صحیفہ رحمانیہ نمبر ۲۲	//
۴۸۷	۷	.....	۸۴	صحیفہ رحمانیہ نمبر ۲۳	//
۵۲۵	۸	.....	۸۵	صحیفہ رحمانیہ نمبر ۲۴	//

### فہرست احتساب قادیانیت جلد چھ (۶)

۵	۱	.....	۸۶	غایت المرام۔	مولانا قاضی سلیمان منصور پوریؒ
۱۵۷	۲	.....	۸۷	تائید الاسلام۔	//
۳۰۱	۳	.....	۸۸	مرزا قادیانی اور نبوت	//
۳۱۹	۱	.....	۸۹	ختم نبوت۔	پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ
۳۳۵	۲	.....	۹۰	شناخت مجدد	//

### فہرست احتساب قادیانیت جلد سات (۷)

۵	۱	.....	۹۱	فیصلہ آسمانی حصہ اول بمعہ تتمہ۔	مولانا محمد علی مونگیریؒ
۹۵	۲	.....	۹۲	فیصلہ آسمانی حصہ دوم۔	//
۱۶۳	۳	.....	۹۳	فیصلہ آسمانی حصہ سوم۔	//
۲۹۷	۴	.....	۹۴	دوسری شہادت آسمانی۔	//
۳۹۹	۵	.....	۹۵	تتزیہ ربانی از تلویت قادیانی۔	//
۴۳۷	۶	.....	۹۶	معیار صداقت	//

۴۵۵	//	//	..... ۷ حقیقت المسح۔	..... ۹۷
۴۹۹	//	//	..... ۸ معیار المسح۔	..... ۹۸
۵۲۵	//	//	..... ۹ ہدیہ عثمانیہ و صحیفہ انواریہ۔	..... ۹۹
۵۷۳	//	//	..... ۱۰ حقیقت رسائل اعجازیہ مرزائیہ۔	..... ۱۰۰

### فہرست احتساب قادیانیت جلد آٹھ (۸)

			مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ ۹	..... ۱۰۱
۱۴۷	//	//	..... ۱ الہامات مرزا۔	..... ۱۰۲
۱۵۷	//	//	..... ۲ ہفتوات مرزا۔	..... ۱۰۳
۱۹۹	//	//	..... ۳ صحیفہ محبوبیہ۔	..... ۱۰۴
۲۶۷	//	//	..... ۴ فاتح قادیان۔	..... ۱۰۵
۲۷۵	//	//	..... ۵ آفتہ اللہ۔	..... ۱۰۶
۳۶۳	//	//	..... ۶ فتح ربانی درمباحثہ قادیانی۔	..... ۱۰۷
۳۷۳	//	//	..... ۷ عقائد مرزا۔	..... ۱۰۸
۴۲۹	//	//	..... ۸ مرقع قادیانی۔	..... ۱۰۹
۴۳۷	//	//	..... ۹ چیستان مرزا۔	..... ۱۱۰
۴۴۳	//	//	..... ۱۰ زار قادیان۔	..... ۱۱۱
۴۶۹	//	//	..... ۱۱ فنح نکاح مرزائیاں۔	..... ۱۱۲
۴۹۳	//	//	..... ۱۲ نکاح مرزا۔	..... ۱۱۳
۵۴۳	//	//	..... ۱۳ تاریخ مرزا۔	..... ۱۱۴
۵۵۵	//	//	..... ۱۴ شاہ انگلستان اور مرزائے قادیان۔	..... ۱۱۵
۵۶۷	//	//	..... ۱۵ لیکھرام اور مرزا۔	..... ۱۱۶
			..... ۱۶ ثنائی پاکٹ بک۔	

### فہرست احتساب قادیانیت جلد نو (۹)

۱۱۷.....	۱۷.....	قادیانی مباحثہ دکن۔	مولانا ثناء اللہ امرتسری ۵
۱۱۸.....	۱۸.....	شہادات مرزا۔	۲۹     //     //
۱۱۹.....	۱۹.....	نکات مرزا۔	۵۵     //     //
۱۲۰.....	۲۰.....	ہندوستان کے دو ریفاہ مرزا۔	۸۳     //     //
۱۲۱.....	۲۱.....	محمد قادیانی۔	۱۰۷     //     //
۱۲۲.....	۲۲.....	قادیانی حلف کی حقیقت۔	۱۲۷     //     //
۱۲۳.....	۲۳.....	تعلیمات مرزا۔	۱۵۷     //     //
۱۲۴.....	۲۴.....	فیصلہ مرزا۔	۲۲۷     //     //
۱۲۵.....	۲۵.....	تفسیر نویسی کا چیلنج اور فرار۔	۲۴۷     //     //
۱۲۶.....	۲۶.....	علم کلام مرزا۔	۲۶۳     //     //
۱۲۷.....	۲۷.....	عجائبات مرزا۔	۳۵۵     //     //
۱۲۸.....	۲۸.....	نا قابل مصنف مرزا۔	۳۸۷     //     //
۱۲۹.....	۲۹.....	بہاء اللہ اور مرزا۔	۳۵۳     //     //
۱۳۰.....	۳۰.....	ابا طیل مرزا۔	۵۱۳     //     //
۱۳۱.....	۳۱.....	مکالمہ احمدیہ۔	۵۲۷     //     //
۱۳۲.....	۳۲.....	بطش قدیر بر قادیانی تفسیر۔	۵۷۵     //     //
۱۳۳.....	۳۳.....	محمود مصلح موعود۔	۶۰۵     //     //
۱۳۴.....	۳۴.....	تحفہ احمدیہ	۶۱۴     //     //

### فہرست احتساب قادیانیت جلد دس (۱۰)

۱۳۵.....	۱.....	صحیفۃ الحق (الملقب) بمباہلۃ الحق۔	مرتضیٰ حسن چاند پوری ۵
----------	--------	-----------------------------------	------------------------

۱۷	//	//	۲.....تحقیق الکفر والایمان!۔	۱۳۶
۱۰۵	//	//	۳.....فتح قادیان کا مکمل نقشہ جنگ۔	۱۳۷
۱۱۱	//	//	۴.....مرزائیوں کی تمام جماعتوں کو چیلنج۔	۱۳۸
۱۱۹	//	//	۵.....مرزائیت کا خاتمہ۔	۱۳۹
۱۲۵	//	//	۶.....مرزائیت کا جنازہ بے گور و کفن۔	۱۴۰
۱۳۱	//	//	۷.....ہندوستان کے تمام مرزائیوں کو چیلنج۔	۱۴۱
۱۳۷	//	//	۸.....مرزا اور مرزائیوں کو دربار نبوت سے چیلنج۔	۱۴۲
۱۴۵	//	//	۹.....زلزلۃ الساعة! قادیان میں قیامت خیز بھونچال۔	۱۴۳
۱۵۵	//	//	۱۰.....اول السبعین علی الواحد من الثلاثین!	۱۴۴
۱۸۱	//	//	۱۱.....سبعین کا ثانی نمبر۔	۱۴۵
۲۱۳	//	//	۱۲.....دفع العجاج عن طریق المعراج!	۱۴۶
۲۲۳	//	//	۱۳.....اشد العذاب علی سلیمة الفنجاب! یعنی دین مرزا کفر خالص۔	۱۴۷
۲۲۳	//	//	۱۴.....حلیۃ اهل النار!	۱۴۸
۲۳۵	//	//	۱۵.....الابطال الاستدلال الدجال نعیم الحبیر فی حدیث ابن کثیر!	۱۴۹
			۱۶.....الابطال الاستدلال الدجال	۱۵۰
۳۵۷	//	//	نصرہ (دفع الکائد عن حدیث اتخذوا قبور انبیاءہم)۔	
۳۹۷	//	//	۱۷.....البيان الاتقن!	۱۵۱
۴۴۵	//	//	۱.....رجد الشیاطین براغلو طات البراہین! مولانا غلام دستگیر قصوری	۱۵۲
۵۴۷	//	//	۲.....فتح رحمانی بہ دفع کید کادیانی	۱۵۳

### فہرست احساب قادیانیت جلد گیارہ (۱۱)

۳	بابو بیچ بخش لاہوری	۱.....معیار عقائد قادیانی	۱۵۴
---	---------------------	---------------------------	-----

۹۳	//	//	۲..... بشارت محمدی فی ابطال رسالت غلام احمدی	۱۵۵
۱۸۷	//	//	۳..... کرشن قادیانی	۱۵۶
۲۱۷	//	//	۴..... مباحثہ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی	۱۵۷
۳۵۳	//	//	۵..... تفریق در میان اولیاء امت اور کاذب مدعیان نبوت و رسالت	۱۵۸
۴۰۷	//	//	۶..... اظہار صداقت (کھلی چٹھی بنام محمد علی و خواجہ کمال الدین لاہوری)	۱۵۹
۴۱۵	//	//	۷..... تحقیق صحیح فی قبر مسیح	۱۶۰
۴۶۱	//	//	۸..... قادیانی کذاب کی آمد پر ایک محققانہ نظر	۱۶۱
۴۷۱	//	//	۹..... مجدد وقت کون ہو سکتا ہے؟	۱۶۲

### فہرست احتساب قادیانیت جلد بارہ (۱۲)

۳		۱۰..... الاستدلال الصحیح فی حیات المسیح! بابو پیر بخش لاہوری	۱۶۳
۲۷۷	//	۱۱..... تردید نبوت قادیانی فی جواب النبوت فی خبر الامت!	۱۶۴
۵۰۱	//	۱۲..... تردید معیار نبوت قادیانی	۱۶۵

### فہرست احتساب قادیانیت جلد تیرہ (۱۳)

۷		۱..... طریق السداد فی عقوبة الارتداد! مولانا مفتی محمد شفیع	۱۶۶
۲۱	//	۲..... دعاوی مرزا	۱۶۷
۳۳	//	۳..... مسیح موعود کی پہچان۔	۱۶۸
۶۳	//	۴..... وصول الافکار الی اصول الکفار!	۱۶۹
		۵..... عالم الاسلام والقادیانیہ عداوة القادیانیہ للمالک الاسلامیہ (عربی)	۱۷۰
۱۰۱	//	ممالک اسلامیہ سے قادیانیوں کی غداری (اردو)	
۱۲۷	//	۶..... ایمان و کفر قرآن کی روشنی میں	۱۷۱
۱۷۳	//	۷..... البیان الرفیع (بیان در مقدمہ بہاول پور)	۱۷۲

۱۸۹	۸.....	قادی جات رد قادیانیت (ماخوذ از فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۲) //	۱۷۳
۲۰۷	۱.....	فلسفہ ختم نبوت۔ مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی	۱۷۴
۲۲۷	۲.....	حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام! //	۱۷۵
۳۹۱	۱.....	مسئلہ ختم نبوت۔ مولانا شمس الحق افغانی	۱۷۶
۴۱۵	۲.....	مسئلہ حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام! //	۱۷۷

### فہرست احتساب قادیانیت جلد چودہ (۱۴)

۵	۱.....	توضیح الکلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام! مولانا ابو عبیدہ	۱۷۸
۲۷۵	۲.....	کذبات مرزا۔ //	۱۷۹
۲۹۵	۳.....	برق آسمانی بر فرق قادیانی۔ //	۱۸۰
۳۶۳	۴.....	منکوحہ آسمانی //	۱۸۱

### فہرست احتساب قادیانیت جلد پندرہ (۱۵)

۷	۱.....	الخلیفة المہدی فی الاحادیث الصحیحہ! سید حسین احمد مدنی	۱۸۲
۹۱	۱.....	مسلمانوں کے مرزائیت سے نفرت کے اسباب اور مرزا کے متضاد اقوال! احمد علی لاہوری	۱۸۳
۱۰۹	۱.....	ملت اسلامیہ کا موقف! مولانا مفتی محمود	۱۸۴
۲۸۷	۲.....	المتنبی القادیانی من هو؟ //	۱۸۵
۳۰۹	۱.....	جواب محضر نامہ مولانا غلام غوث ہزاروی	۱۸۶
۴۷۳	۲.....	لاہوری مرزائیوں کے محضر نامہ کا جواب //	۱۸۷

### فہرست احتساب قادیانیت جلد سولہ (۱۶)

۷	۱.....	تحقیقاتی عدالت ۱۹۵۳ء میں تحریری بیان مولانا محمد علی جالندھری	۱۸۸
۴	۲.....	مرزائیوں سے ہائیکورٹ کے سات سوالات مرزائیوں کے مخالف آئین جملہات	۱۸۹
۱۳۱	۱.....	مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری کا تاریخی جواب الجواب //	۱۹۰



۱۹۰	.....	۱... تعارف اکفار الملحدین	مولانا محمد یوسف بنوریؒ ۱۸۱
۱۹۱	.....	۲... مقدمہ عقیدۃ الاسلام	۱۹۳ // //
۱۹۲	.....	۳... نزول مسیح علیہ السلام کا عقیدہ اسلامی اصول کی روشنی میں	۲۳۳ // //
۱۹۳	.....	۴... فتنہ قادیانیت اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں	۲۵۹ // //
۱۹۴	.....	۵... ضروری تنبیہ	۲۶۰ // //
۱۹۵	.....	۶... مرزا ناصر کا دورہ یورپ اور سعودی عرب ٹیلی ویژن پر اس کی نمائش //	۲۶۲ // //
۱۹۶	.....	۷... برطانوی عہد حکومت اور مسلمان	۲۶۶ // //
۱۹۷	.....	۸... پاکستان اور مرزائی امت	۲۷۹ // //
۱۹۸	.....	۹... تعارف مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان	۲۸۲ // //
۱۹۹	.....	۱۰... عقیدہ ختم نبوت	۲۸۵ // //
۲۰۰	.....	۱۱... کتاب خاتم النبیین فارسی کا مقدمہ	۲۸۷ // //
۲۰۱	.....	۱۲... تعارف ہدیۃ المہدیین فی آیۃ خاتم النبیین	۲۹۲ // //
۲۰۲	.....	۱۳... فیصلہ جیمس آباد کا تعارف	۲۹۹ // //
۲۰۳	.....	۱۴... مجلس تحفظ ختم نبوت کے تین امراء کی وفیات پر تعزیتی شذرات	۳۱۳ // //
۲۰۴	.....	۱۵... حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ	۳۱۴ // //
۲۰۵	.....	۱۶... حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ	۳۱۵ // //
۲۰۶	.....	۱۷... حضرت مولانا لال حسین اختر	۳۱۶ // //
۲۰۷	.....	۱۸... تحریک ختم نبوت اور اس کے بعد قادیانی فتنہ کی صورت حال	۳۱۷ // //
۲۰۸	.....	۱۹... مسئلہ ختم نبوت اور پاکستان	۳۱۸ // //
۲۰۹	.....	۲۰... قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ	۳۲۱ // //

۳۲۴	// //	۲۱... قادیانیت کے خلاف اہل پاکستان کا شدید رد عمل	۲۱۰.....
۳۲۵	// //	۲۲... حادثہ ربوہ	۲۱۱.....
۳۲۵	// //	۲۳... تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کا طریق کار	۲۱۲.....
۳۳۰	// //	۲۴... کامیابی پر سپاس و تشکر	۲۱۳.....
۳۳۵	// //	۲۵... دورہ انگلستان	۲۱۴.....
۳۴۰	// //	۲۶... قادیانیوں کا غیر مسلم لکھوانے سے انکار	۲۱۵.....
۳۴۳	// //	۲۷... قادیانیوں کی پاکستان کے خلاف سازشیں	۲۱۶.....
۳۴۶	// //	۲۸... قادیانیت اور عالم اسلام	۲۱۷.....
۳۵۴	// //	۲۹... انٹرویو	۲۱۸.....
۳۶۱		۳۰... شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کا سفر مشرقی افریقہ کی روئیداد ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر	۲۱۹.....
۳۸۱		۱... قادیانی مذہب و سیاست	۲۲۰.....
۴۲۹	// //	۲... آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد پر مرزائیوں کے گمراہ کن پروپیگنڈا کا مسکت جواب	۲۲۱.....
۴۴۳	// //	۳... متن پریس کانفرنس ۲۷ مئی ۱۹۷۳ء	۲۲۲.....
۴۴۹	// //	۴... قادیانی سازشوں کا نوٹس لیجئے	۲۲۳.....
۴۵۷		۱... مرزائی اسرائیلی فوج میں (مسلمانان پاکستان اور حکومت توجہ کرے) مولانا محمد شریف جالندھری	۲۲۴.....
۴۶۲	// //	۲... جداگانہ انتخابات اور قادیانی	۲۲۵.....
۴۶۵	// //	۳... تعارف مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان	۲۲۶.....
۴۸۷	// //	۴... مرزائی تعلیمات میں، محمد و احمد بمعنی غلام احمد قادیانی	۲۲۷.....
۵۰۳	// //	۵... قادیانیوں کے متعلق امت مسلمہ کے تقاضے	۲۲۸.....
۵۰۷	// //	۶... اکھنڈ بھارت اور مرزائی	۲۲۹.....

۵۱۱	۲۳۰	۷... اسلامی نظام کی غلبہ دار حکومت پاکستان (مسئلہ ختم نبوت سے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتے) " "
۵۱۷	۲۳۱	۸... قادیانیوں کے اصل عقائد بجواب جماعت احمدیہ کے عقائد " "
۵۳۱	۲۳۲	۱... جلسہ سیرت النبی اور قادیانی گروہ مولانا عبدالرحیم اشعر
۵۳۵	۲۳۳	۲... مرزا غلام احمد قادیانی کی آسان پہچان " "
۵۴۵	۲۳۴	۳... مرزائیت علامہ اقبال کی نظر میں " "
۵۵۵	۲۳۵	۴... بیرونی ممالک میں قادیانی تبلیغ اسلام کی حقیقت " "
۵۷۳	۲۳۶	۵... مرزائیوں کا بہت بڑا فریب " "

### فہرست احتساب قادیانیت جلد سترہ (۱۷)

۳	۲۳۷	۱... ہدایۃ الممتری عن غوایۃ المفتری یعنی اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ عبدالغنی پٹیل لونی
۳۶۷	۲۳۸	۱... اختلافات مرزا مولانا نور محمد خان سہارنپوری
۳۹۵	۲۳۹	۲... کفریات مرزا مولانا نور محمد خان سہارنپوری
۴۳۱	۲۴۰	۳... کذبات مرزا مولانا نور محمد خان سہارنپوری
۵۰۳	۲۴۱	۴... مغالطات مرزا مولانا نور محمد خان سہارنپوری
۶۱۳	۲۴۲	۵... کرشن قادیانی آریہ تھے یا عیسائی؟ مولانا نور محمد خان سہارنپوری

### فہرست احتساب قادیانیت جلد اٹھارہ (۱۸)

۷	۲۴۳	۱... قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی
۳۵	۲۴۴	۲... قادیانی کیوں مسلمان نہیں؟ " "
۶۷	۲۴۵	۳... مسئلہ نزول مسیح و حیات مسیح علیہ السلام " "
۱۰۳	۲۴۶	۴... کفر و اسلام کے حدود اور قادیانیت " "
۱۲۷	۲۴۷	۱... تحقیق لاثانی جناب شیخ محمد یعقوب پٹیل لونی
۳۱۹	۲۴۸	۲... عشرہ کاملہ " "
۵۰۹	۲۴۹	۱... بارقہ ضغیہ علامہ نصیر بھیروی

## فہرست احتساب قادیانیت جلد انیس (۱۹)

۲۵۰	۱	فہت الذی کفر	حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میرسیالکوٹیؒ	۱۱
۲۵۱	۲	الخبر الصحيح عن القبر المسيح عليه السلام	//	۲۱
۲۵۲	۳	قادیانی مذہب بمعظمہ جات خلاصہ مسائل قادیانیہ	//	۳۹
۲۵۳	۴	صدائے حق	//	۵۵
۲۵۴	۵	فیصلہ ربانی بر مرگ قادیانی	//	۶۷
۲۵۵	۶	ختم نبوت اور مرزائے قادیان	//	۷۷
۲۵۶	۷	فص خاتم النبوة بعموم وجامعة الشريعة	//	۸۷
۲۵۷	۸	کشف الحقائق رؤیہ و مناظرات قادیانیہ	//	۱۰۷
۲۵۸	۹	امام زمان، مہدی منتظر، مجدد و راہ	//	۱۸۷
۲۵۹	۱۰	کھلی چٹھی نمبر ۲	//	۲۵۱
۲۶۰	۱۱	تردید مغالطات مرزائیہ نمبر ۲	//	۲۶۵
۲۶۱	۱۲	مسئلہ ختم نبوت	//	۲۷۱
۲۶۲	۱	اغلاط ماجدیہ	حضرت مولانا مفتی عبداللطیف رحمانی	۲۸۳
۲۶۳	۲	تذکرہ سیدنا یونس علیہ السلام	//	۳۱۵
۲۶۴	۳	پشمہ ہدایت	//	۳۳۷
۲۶۵	۱	برق آسمانی بر خرمن قادیانی	حضرت مولانا ظہور احمد بگویی	۳۹۱

## فہرست احتساب قادیانیت جلد بیس (۲۰)

۲۶۶	۱	مسلم پاکٹ بک	مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی	۹
۲۶۷	۱	کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام قادیانی	قاضی فضل احمد	۳۵۷
۲۶۸	۲	جمعیت خاطر	//	۵۱۳